#

Done

Ro



سلسلۂ نصابیات علم جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

(عہد بنی عباس)

جلد سوم حصۂ دوم

تصنیف

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب ایم اے

رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۴ھ م سنہ ۱۳۴۴ف م سنہ ۱۹۳۵ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن



فہرست مضامین

تاریخ طبری جلد سوم حصۂ دوم

(عہد بنی عباس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت ہارون الرشید

جس جمعے کی رات کو ان کے بھائی موسیٰ الہادی نے انتقال کیا اُسی رات کو رشید ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی، جس روز رشید منصب خلافت پر فائز ہوئے ان کی عمر بائیس سال کی تھی اکیس سال بھی بیان کی گئی ہے ان کی ماں یمن کے مقام جرش کی رہنے والی خیزران نام چھوکری تھی یہ مقام رے میں جب کہ ۱۴۵ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں تین راتیں باقی تھیں منصور کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے تھے برامکہ یہ کہتے ہیں کہ ہارون یکم محرم ۱۴۹ھ ہجری کو پیدا ہوئے تھے کیونکہ فضل بن یحییٰ ان سے سات دن بڑا تھا اور وہ ۱۴۸ھ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم پر جب کہ سات راتیں باقی تھیں پیدا ہوا تھا فضل کی ماں زینب بنت منیر رشید کی دودھ پلانے والی مقرر کی گئی رشید نے فضل کے ساتھ زینب کا اور فضل نے رشید کے ساتھ خیزران کا دودھ پیا۔ جس رات ہادی کا انتقال ہوا اُسی رات کو ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو باہر لاکر بیعت کے لیے دربار میں بٹھایا اور ہارون نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو قید سے رہا کر کے اپنے پاس بلایا یہی رات تھی جس میں ہادی نے

یحییٰ اور ہارون کے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا یحییٰ حاضر ہوا اسے وزیر مقرر کیا گیا اس نے یوسف بن القاسم بن صبیح میر منشی کو طلب کر کے اسے فرامین لکھنے کا حکم دیا، دوسرے دن صبح کو تمام فوجی عہدہ دار دربار میں حاضر ہوئے یوسف نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور اس میں حمد و ثنا کے بعد نہایت خوبی سے ہادی کی موت ہارون کی خلافت اور اس حکم کا جو انھوں نے لوگوں کو عطایا دینے کے متعلق دیا تھا اعلان کیا۔ اس موقع پر یوسف نے جو تقریر کی تھی وہ یہاں نقل کی جاتی ہے۔

"تمام تعریفیں اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہیں اور رحمت و سلامتی اس کے نبی صلعم پر ہو، اے اہلبیت نبوت خلافت اور رسالت اور اے اس حکومت کے انصار اور اعوان اور فرمان بردار جماعت یاد رہے کہ اللہ نے اپنے فضل و احسان سے تم کو جو بے شمار نعمتیں ہمیشہ کے لیے عطا فرمائی ہیں ان میں اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے تم کو اتحاد و اتفاق دیا۔ تمہاری بات ور کر دی تمہارے بازو قوی کر دیئے، تمہارے دشمن کو کمزور کر دیا۔ اور اس تحریک کو جو حق و صداقت پر مبنی تھی غالب کیا اور تم سے اللہ نے یہ کام لے کر تمہاری عزت افزائی کی اور اللہ بیشک قوی اور غالب ہے، اس طرح تم اللہ کے برگزیدہ دین کے انصار بنے اور اللہ کی شمشیر برہنہ کے ذریعے سے تم نے اہل بیت نبی کی حمایت کی اور تمہارے ذریعے سے اللہ نے ان کو ظالموں غداروں، قاتلوں اور مسلمانوں کے روپے کو غصب کر کے حرام کھانے والوں کے پنجے سے نجات دلائی ان نعمتوں کو یاد کر کے تم اللہ کا شکر ادا کرو اور اس بات سے آگاہ رہو کہ اگر تم نے اپنے طرز عمل کو بدلا اللہ بھی اپنے سلوک کو بدل دے گا اللہ نے اپنے خلیفہ موسیٰ الہادی کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کے ولی عہد ستودہ صفات رشید اب تمہارے امیر المومنین ہیں جو بہت ہی مہربان اور رحیم ہیں وہ تمہارے نیک کردار کو صلہ دینگے اور تمہارے خطا وار سے درگذر کریں گے اللہ اپنی نعمتوں سے ان کو

بہرہ اندوز کرتا رہے اس منصب خلافت کی ان کے لئے حفاظت کرے اور ان کو اپنے دوستوں اور فرماں برداروں کی طرح دوست رکھے ہم اپنی طرف سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ شفقت اور نرمی برتینگے استحقاق کے مطابق تمہارے عطایا تم کو دیں گے اور ان مقررہ عطایا کے علاوہ وہ خلفاء کے حق کا جو روپیہ سرکاری خزانوں میں جمع ہے اس میں سے بطور مدد معاش اتنی رقم ماہانہ اضافہ دیں گے اس مدد معاش کی وجہ سے تمہاری مقررہ عطا میں کوئی کمی نہ کی جائیگی اور نہ یہ رقم اس میں سے آئندہ وضع ہو گی، اس کے بعد جو روپیہ بچ رہے گا اسے وہ ناگہانی حوادث اور فتنوں کے انسداد کے لیے جو اطراف واکناف سلطنت میں مبادا پیش آئیں اس وقت تک جمع رکھیں گے جب تک کہ توفیر آمدنی سے سلطنت کا مالیہ اپنی سابقہ خوشحالی پر عود کرے چونکہ اللہ عز وجل نے تمہارے متعلق امیر المومنین کے حسن رائے میں تجدید کی اور ان کو تمہارا خلیفہ بنا کر تم پر احسان عظیم کیا ہے اس لئے اب تم پھر اللہ کی حمد اور اس احسان عظیم پر اس کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر از دیاد نعمت کا باعث ہوتا ہے اور اللہ سے امیر المومنین کی درازی عمر و اقبال کی دعا مانگو تاکہ تم ان سے بہرہ ور ہوسکو اور اب خلوص نیت سے انکی بیعت کرنے کے لئے اٹھو اللہ ہر سمت سے تمہاری حفاظت اور اعانت کرے گا اور تمہارے ذریعہ سے (تمہارے ہاتھوں) تمام معاملات درست کرائے گا اور وہ اپنے نیک بندوں کی طرح تم سے حسن سلوک کرے گا۔

محمد بن ہشام المخزومی بیان کرتا ہے کہ موسیٰ کی وفات کے بعد یحییٰ بن خالد رشید کے پاس آیا وہ اس وقت بغیر ازار پہنے لحاف میں پڑے سو رہے تھے یحییٰ نے امیر المومنین کہہ کر ان کو بیدار کیا رشید نے کہا تم کو ہر وقت میری خلافت کی سوجھتی ہے کب تک اسطرح تم مجھے پریشان کرتے رہو گے تم جانتے ہو کہ یہ شخص میرا کیسا

دشمن ہے اگر اسے اس کی خبر ہو گئی تو بتاؤ کہ وہ میری کیا درگت کرے گا
یحییٰ نے کہا اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ دیکھو موسیٰ کا وزیر
حرانی موجود ہے اور یہ اس کی مہر خلافت ہے، یہ سن کر رشید اپنے بستر
پر اٹھ بیٹھے اور انھوں نے کہا کہ تم مجھے مشورہ دو کہ میں کیا کروں،
ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک دوسرا چوبدار حاضر ہوا اور اس
نے کہا کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے رشید نے کہا کہ میں نے اس
کا نام عبد اللہ رکھدیا اور اب پھر انھوں نے یحییٰ سے کہا کہ مجھے مشورہ
دو یحییٰ نے کہا کہ آپ فوراً اس کے ارمنی گھوڑے پر سوار ہو جائیں رشید
نے کہا میں نے یہ بات مانی اور میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ میں اس کی
پشت پر صبح کی نماز عیسا باد میں پڑھوں گا اور ظہر کی نماز بغداد میں
پڑھوں گا نیز یہ کہ ابی عصمہ کا سر ابھی میرے سامنے پیش کیا
جائے۔

رشید فوراً بستر سے اٹھے کپڑے پہنے اور روانہ ہو گئے نماز
صبح سواری پر پڑھی ابو عصمہ کو اپنے سامنے قتل کرا کے اس کے کاسۂ سر
کو ایک نیزے کے سرے پر بندھوایا اور اسے اسی طرح لئے ہوئے
بغداد آئے اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن رشید اور جعفر بن
موسیٰ الہادی گھوڑوں پر سوار سیر کے لیے جا رہے تھے جب یہ عیسیٰ باد
کے کسی پل کے قریب پہونچے تو ابو عصمہ نے مڑکر ہارون سے کہا کہ
تم ٹھہرو اور ولی عہد بہادر کو پہلے گذر جانے دو ہارون نے کہا جناب والا
نے جو حکم دیا ہے میں اس کی بجاآوری کرتا ہوں ہارون اپنی جگہ ٹھہر گئے
اور جعفر پہلے گزر گیا چنانچہ یہی واقعہ ابو عصمہ کے قتل کا سبب ہوا،
بغداد آتے ہوئے جب ہارون پل کی کرسی پر آئے تو انھوں
نے غوطہ زنوں کو طلب کیا اور یہ بات بیان کی کہ مہدی نے مجھے ایک
انگوٹھی دی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اور اسے جبل کہتے
تھے اسے پہنے ہوئے میں ایک دن اپنے بھائی سے ملنے گیا ان

سے مل کر واپس جا رہا تھا کہ سلیم الاسود مجھ سے اسی مقام پر آ ملا اور اس نے کہا کہ امیرالمومنین آپ کو حکم دیتے ہیں کہ یہ انگوٹھی آپ میرے حوالے کریں میں نے اس کو اسی جگہ دریا میں پھینک دیا تھا۔

غوطہ زنوں نے اسے ڈھونڈ نکالا اس کے ملنے سے ہارون بے حد مسرور ہوئے۔

ہادی نے رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنا لیا تھا اس وقت عبد اللہ بن مالک ہادی کا کوتوال تھا، ان کے مرنے کے بعد ہی اسی رات کو خزیمہ بن خازم اپنے پانچ ہزار مسلح موالی کو لے کر جعفر پر چڑھ دوڑا اور اس نے جعفر کو اس کے بستر ہی پر جا دبایا اور کہا کہ یا تو اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ ابھی کام تمام کئے دیتا ہوں، دوسرے دن علی الصباح تمام لوگ جعفر کے آستانے پر حاضر ہوئے خزیمہ اسے لے کر سامنے آیا اور اس نے اسے محل کے پھاٹک کے بالا خانے پر کھڑا کیا اس وقت تک تمام دروازے بند تھے جعفر نے سب کے سامنے آ کر اعلان کیا کہ اے مسلمانو! جس کی گردن پر میری بیعت کی ذمہ داری ہے میں اسے اس سے بری الذّمہ قرار دیتا ہوں خلافت میرے چچا ہارون کا حق ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔

عبد اللہ بن مالک کے نمدوں پر حج کے لیے پیادہ جانے کی وجہ یہ تھی کہ جب اس نے اس حلف کے کفارے کے متعلق جو اس نے جعفر کی بیعت کر کے اپنے اوپر عاید کیا تھا فقہا سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمام دوسری قسموں کا کفارہ نہیں ہو سکتا ہے لیکن اس سے عہدہ برآ ہونے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ پیادہ حج کیا جائے اسی بنا پر وہ پیادہ حج کرنے گیا۔

خزیمہ کی اس کارروائی سے رشید کے دل میں اس کی وقعت پیدا ہو گئی اور اسے بڑا رسوخ حاصل ہو گیا موسیٰ کے انتقال کے دن

چونکہ رشید ابراہیم الحرانی اور سلام الابرش سے ناراض تھے انھوں نے حکم دیا کہ ان دونوں کو قید کر دیا جائے اور ان کی تمام جائداد ضبط کر لی جائے ابراہیم یحییٰ بن خالد کے پاس اسی کے گھر میں قید تھا محمد بن سلیمان نے ہارون سے اس کی سفارش کی کہ آپ اس کی خطا معاف کر دیں اور اسے رہا کر دیں اور میں اسے اپنے ساتھ بصرے لیے جاتا ہوں ہارون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

اس سال رشید نے عمر بن عبد العزیز العمری کو مدینۂ رسول اللہ صلعم کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ اسحٰق بن سلیمان بن علی کو مقرر کر دیا۔

اس سال محمد بن ہارون الرشید پیدا ہوا۔ یہ اس سنہ کے ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تیرہ راتیں باقی تھیں کہ جمعے کے دن پیدا ہوا۔ مامون اس سے پہلے اسی سال نصف ماہ ربیع الاول میں جمعہ کی رات کو پیدا ہوا تھا اس سال رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزیر مقرر کیا اور کہا کہ میں اپنے اوپر سے اس ذمہ داری کو اتار کر تمام رعایا کے معاملات تمھارے سپرد کرتا ہوں تم اپنی صوابدید پر کام کرنا جسے مناسب سمجھنا مقرر کرنا جسے مناسب سمجھنا برطرف کر دینا اور اپنی رائے سے تمام امور سلطنت طے کرنا انھوں نے اپنی مہر بھی اس کے حوالے کر دی چنانچہ خیزران تمام امور کی دیکھ بھال کرتی تھی یحییٰ تمام معاملات اس کے سامنے پیش کرتا اور اسی کی رائے کے مطابق حکم نافذ کرتا۔

اس سال ہارون نے حکم دیا کہ ذوی القربیٰ کے سہام مشخص کئے جائیں اور پھر ان کے مطابق انھوں نے وراثت کو بنی ہاشم میں برابر برابر تقسیم کیا۔ نیز اس سال انھوں نے ان سب لوگوں کو جو کسی خطا کی وجہ سے بھاگے ہوئے یا روپوش تھے عام معافی دی البتہ زندیقوں کو جن میں یونس بن فروہ اور یزید بن الفیض تھے معاف نہیں کیا طالبیین

میں سے طبا طبا ظاہر ہوئے یہ ابراہیم بن اسماعیل اور علی بن الحسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن ہیں۔ اس سال رشید نے سرحدوں کو جزیرہ اور قنسرین کی ماتحتی سے علیحدہ کر کے ان کو ایک آزاد ادارہ بنایا اور اس کا نام عواصم رکھا۔ اس سال ابوسلیم فرج ایک ترک خادم کے ذریعے سے طرسوس آباد کیا گیا اور لوگ اس میں جا بسے۔

اس سال خود ہارون الرشید مدینۃ السلام سے حج کرنے گئے انھیں کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اہل حرمین کو بہت کچھ دیا اور وہاں بے شمار روپیہ تقسیم کیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حج کے ساتھ وہ جہاد کے لیے بھی گئے تھے۔

اس سال سلیمان بن عبداللہ البکائی کی امارت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔

اس سال اسحٰق بن سلیمان الہاشمی مدینہ کا والی تھا عبیداللہ بن قثم مکہ اور طائف کا عامل تھا موسیٰ بن عیسیٰ کوفہ کا والی تھا اور اس کی طرف سے اس کا بیٹا عباس بن موسیٰ کوفے پر اس کا نائب تھا۔ بصرہ، بحرین، عمان، فرض، یمامہ اور اضلاع اہواز اور فارس کا والی محمد بن سلیمان بن علی تھا۔

۱۷۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابوالعباس الفضل بن سلیمان الطوسی خراسان سے مدینۃ السلام واپس آیا جس وقت یہ مدینۃ السلام آیا ہے۔ اس وقت مہر خلافت جعفر بن محمد بن الاشعث کے پاس رہتی تھی اب رشید نے اسے جعفر سے لے کر ابوالعباس کے سپرد کر دیا مگر کچھ ہی مدت

کے بعد ابوالعباس نے وفات پائی رشید نے مہر خلافت یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دی اس طرح دو وزارتیں یحییٰ کے تفویض ہو گئیں۔

اس سال رشید نے ابوہریرہ محمد بن فروخ کو قتل کر دیا، یہ جزیرہ کا والی تھا ہارون نے ابوحنیفہ حرب بن قیس کو اس کی گرفتاری کے لیئے بھیجا وہ اسے ہارون کے پاس مدینۃ السلام لے آیا اور قصر الخلد میں اس کی گردن ماری گئی۔

اس سال ہارون کے حکم سے طالبیین مدینۃ السلام سے خارج البلد کر کے مدینہ رسول بھیجدیئے گئے البتہ عباس بن حسن بن عبداللہ بن علی بن طالب کو رہنے دیا گیا اس کا باپ حسن بن عبداللہ بھی مخرجین میں میں تھا۔ اس سال فضل بن سعید الحروری نے خروج کیا ابوالخالد المروروذی نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال روح بن حاتم افریقیا آیا اس سال ماہ رمضان میں خیزران حج کے ارادے سے مکے گئی اور اس نے حج کے زمانے تک وہیں قیام کیا اور پھر فریضۂ حج ادا کیا، اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۷۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید مرج القلعہ اس خیال سے گئے کہ وہاں کسی عمدہ جگہ کو اپنی فرودگاہ کے لیے انتخاب کریں یہ خیال اس لیے پیدا ہوا کہ مدینۃ السلام کی آب وہوا ان کے ناموافق مزاج ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے وہ مدینۃ السلام کو نجار کہنے لگے تھے وہ مرج القلعہ جاکر بیمار پڑ گئے اور واپس چلے آئے۔

اس سال رشید نے یزید بن مزید کو ارمینیا کی ولایت سے علیحدہ

کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔ اس سال سلیمان بن علی کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔ اور یعقوب بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ہارون نے اس عشر کو جو اہل سواد سے نصف پیداوار لینے کے بعد لیا جاتا تھا معاف کر دیا۔

۱۷۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محمد بن سلیمان نے بصرہ میں جمادی الآخر کی بالکل آخری تاریخوں میں انتقال کیا، اس کے مرنے کے ساتھ ہی رشید نے اس کے تمام مال متروکہ پر قبضہ کرنے کے لیے سرکاری عمال بھیج دیئے چنانچہ نقد روپے پر قبضہ کرنے کے لیے خود ان کے مہتمم خزانہ کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا، اسی طرح لباس، فرش غلہ، چوپائے (یعنی گھوڑے اور اونٹ) عطریات، جواہر اور دوسرے اسباب اور سامان معیشت پر قبضہ کرنے کے لیے اسی شعبے کا ایک ایک عہدہ دار مدینۃ السلام سے بصرے بھیجا گیا ان عہدہ داروں نے بصرے آکر اپنے اپنے شعبے کی ہر اس شئے پر جو محمد نے بطور ترکہ چھوڑی تھی اور جو خلافت کے زیبا تھی قبضہ کر لیا انھوں نے صرف کاٹھ کباڑ چھوڑ دیا۔ چھ کرور نقد ملے، دوسرے اشیاء کے ساتھ یہ رقم بھی کشتیوں پر بار کی گئی۔ جب ان کشتیوں کی آمد کی اطلاع رشید کو ہوئی تو انھوں نے حکم دیا کہ زر نقد کے علاوہ اور تمام دوسری چیزیں سرکاری توشہ خانے میں داخل کر دی جائیں روپیہ کے متعلق انھوں نے یہ کیا کہ اپنے مصاحبین اور ندیموں کو بڑی بڑی رقموں کے چک لکھوا کر دے دیئے گویوں کو بھی چک دئیے مگر وہ اتنی چھوٹی رقموں کے متعلق تھے

کہ سیاہہ میں ان کا اندراج نہیں کیا گیا ان چکوں کو انھوں نے اپنی رائے سے لوگوں کو دیدیا انھوں نے اپنے وکیل بھیجکر چکوں کے مطابق وہ تمام نقد روپیہ وصول کر لیا اور اس میں سے ایک دینار یا درہم بھی سرکاری خزانے میں داخل نہیں ہوا اسی طرح انھوں نے محمد کی اس جائداد غیر منقولہ رشید نام کو جو اہواز میں واقع اور بہت سیر حاصل تھی اپنے صرف خاص میں شامل کر لیا۔ اس کے توشہ خانے میں اس کے عہد طفولیت کے کپڑوں سے لے کر (جبکہ وہ لکھنا سیکھتا تھا اور جس کی وجہ سے ان پر سیاہی کے دھبے موجود تھے جو دو سال کے تھے) اس کے زمانہ وفات تک کے کپڑے موجود تھے، جو تحائف علاقۂ سندھ مکران، کرمان فارس، اہواز، یمامہ، رے اور عمان سے اس کے پاس آئے تھے جن میں ہر قسم کا خشک میوہ، روغنیات، مچھلیاں، غلّے پنیر وغیرہ شامل تھے اس کے ہاں سے برآمد ہوئے ان میں سے اکثر خراب ہو چکے تھے جعفر اور محمد کے مکان سے پالسنو مرتبان سڑی ہوئی چیزوں سے بھرے ہوئے راستے پر پھینکدیئے گئے تھے جو سب کے لیے ایک مصیبت ہو گئے تھے کہ ان کی بدبو کی وجہ سے کوئی شخص مربد سے گزر نہیں سکتا تھا۔

اس سال ہارون اور ہادی کی ماں خیزران نے وفات پائی۔

یحییٰ بن حسن اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جس روز خیزران نے انتقال کیا یہ ۱۷۳ھ ہجری کا واقعہ ہے میں نے رشید کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک سعیدیہ جُبّہ پہنے اوپر سے ایک پرانی نیلگوں طیلسان اوڑھے تھے جو ان کی کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ننگے پاؤں تابوت کا پایہ پکڑے کیچڑ اور مٹی میں چلے جا رہے تھے اسی طرح وہ قریش کی ہڑواڑ آئے اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر موزہ پہن کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اترے جب مقبرہ سے باہر آگئے تب ان کے لیے کرسی رکھی گئی جس پر وہ اب بیٹھ گئے فضل بن ربیع

کو بلایا اور مہدی کے حق کی قسم جسے وہ بہت ہی خاص وقت پر ذکر کرتے تھے کھا کر کہا کہ میں ہر شب ارادہ کرتا تھا کہ تم کو کوئی اہم منصب دوں یا تمھارے ساتھ کچھ اور سلوک کروں مگر میری ماں مجھے اس سے روکتی تھی اور میں اس کے امتثال امر میں چپ ہو جاتا تھا اب میں مہر خلافت تمھارے حوالے کرتا ہوں تم اسے جعفر سے لے لو۔

فضل بن ربیع اسماعیل بن صبیح سے کہنے لگا چونکہ میں ابوالفضل کی عزت کرتا ہوں اس لیے اس بارے میں اُسے خود لکھنا اور اس طرح مہر لینا تو مناسب نہیں سمجھا کیا بہتر ہوتا کہ وہ خود ہی بھیج دیتے۔

فضل نفقات عامہ اور خاصہ کا مہتمم مقرر کیا گیا نیز بادوریا اور کوفہ کے پانچوں پرگنے اوس کے تفویض کر دیے گئے سنہ ۱۸۷ھ تک اس کا عروج برابر بڑھتا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن سلیمان اور خیزران کا ایک ہی دن انتقال ہوا تھا، اس سال رشید نے جعفر بن محمد بن الاشعث کو خراسان سے واپس طلب کر کے اس کی جگہ اس کے بیٹے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

اس سال ہارون کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے مدینۃ السلام سے احرام باندھ لیا تھا۔

سنہ ۱۷۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال شام میں فرقہ واری ہنگامہ برپا ہوا۔ رشید نے اسحٰق بن سلیمان الہاشمی کو سندھ اور مکران کا والی مقرر کیا۔ اور امام یوسف

بن ابی یوسف کو قاضی مقرر کیا۔ اس وقت ان کے باپ بقید حیات تھے اس سال روح بن حاتم نے انتقال کیا۔ رشید باقروی اور بائزبدی گئے باقروی میں انھوں نے ایک قصر تعمیر کیا۔ عبدالملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔ ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ پہلے مدینہ گئے وہاں انھوں نے بہت سا روپیہ تقسیم کیا چونکہ اس سال مکہ میں ہیضہ ہو گیا تھا اس لیے وہ مکہ میں آٹھویں ذی الحجہ کو پہونچے اور سعی اور طواف کر کے چلے آئے وہاں قیام پذیر نہیں ہوئے۔

۱۷۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رشید نے اپنے بیٹے محمد کو مدینۃ السلام میں اپنے بعد اپنا ولیعہد مقرر کیا اور اس کے لئے تمام عہدیداروں اور فوج سے باقاعدہ بیعت لی امین نام رکھا اس وقت امین کی عمر پانچ سال تھی۔

امین کی بیعت

فضل بن یحیٰی بن خالد کا مولی روح بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عیسیٰ بن جعفر فضل بن یحیٰی کے پاس آیا عیسیٰ نے اس سے کہا میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ تم میرے بھانجے یعنی محمد بن زبیدہ بنت جعفر بن المنصور کی ولی عہدی کے لیے بیعت کرالو وہ تمہاری اولاد کے برابر ہے اس کی خلافت تمہاری خلافت

ہے فضل نے اس کا وعدہ کر لیا اور اب اس نے اس معاملہ پر توجہ شروع کی چونکہ اب تک رشید کا کوئی ولیعہد نہ تھا اس وجہ سے بنی عباس کے کچھ لوگ خلافت پر نظر رکھتے تھے اسی وجہ سے جب رشید نے امین کے لیے بیعت لی تو ان لوگوں نے امین کی کمسنی کی وجہ سے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ مگر محمد بن الحسین بن مصعب نے یہ بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحییٰ خراسان گیا تو اس نے وہاں بہت سا روپیہ تقسیم کیا اور فوج کو متواتر کئی تنخواہیں دیں اس کے بعد اس نے محمد بن رشید کی بیعت کا لوگوں پر اظہار کیا سب نے اس کی بیعت کی اور امین اس کا نام قرار دیا جب رشید کو اس کی اطلاع ہوئی اور تمام مشرق نے اس کی بیعت کر لی تو اب انھوں نے بھی محمد کی ولیعہدی کے لیئے بیعت لی اور اس کے لیے تمام سلطنت میں احکام نافذ کیئے جس کی بنا پر ہر جگہ بیعت ہو گئی۔

اس سال رشید نے عباس بن جعفر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اپنے ماموں غطریف بن عطا کو مقرر کیا اس سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن ویلم گیا اور وہاں اس نے شورش برپا کی، اس سال عبدالرحمان بن عبدالملک بن صالح موسم گرما میں جہاد کے لئے گیا اور اقریطیہ تک جا پہونچا، مگر واقدی کہتا ہے کہ اس سال عبدالملک بن صالح جہاد کے لیے گیا تھا اس مہم میں شدت برفباری سے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں رہ گئے، اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۶ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رشید نے فضل بن یحییٰ کو علاقہ جبال، طبرستان، دنباوند، قومس، آرمینہ اور آذربیجان کا والی مقرر کیا۔ اس سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن

بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے دیلم میں خروج کیا۔

یحییٰ کا خروج

ابوحفص الکرمانی نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے متعلق پہلی اطلاع یہ ملی کہ اس نے دیلم میں خروج کیا ہے اس کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے بہت سے اضلاع اور شہروں کے باشندے اس کی طرف جھک پڑے ہیں، اس خبر سے رشید بہت غمگین ہوئے اس زمانے میں انھوں نے نبیذ بھی نہیں پی انھوں نے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ یحییٰ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا فضل کے ہمراہ تمام بڑے سپہ سالار تھے نیز انھوں نے فضل کو اضلاع۔ جبال۔ رے، جرجان، طبرستان، قومس، دبناوند اور رویان کا والی بھی مقرر کر دیا اور بہت سا روپیہ اس کے ساتھ کر دیا فضل نے ان اضلاع کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا اس نے مثنیٰ بن الحجاج بن قتیبہ بن مسلم کو طبرستان کا والی مقرر کیا، اور علی بن الحجاج الخزاعی کو جرجان کا والی بنایا اسے پانچ لاکھ درہم دیئے اس نے نہر بین پر پڑاو ڈالا شعرا نے اس کی تعریف میں قصیدے لکھے اس نے بیش بہا صلے اور انعام ان کو دیئے اکثر لوگوں نے شعر کے ذریعہ اس تک رسائی حاصل کی اس نے بھی ان کو خوب روپیہ دیا اب خود فضل بن یحییٰ اس مہم پر روانہ ہوا اس نے امیر المومنین کے آستانہ پر منصور بن زیاد کو اپنا نائب بنایا یہ فضل کی تمام عرضداشتیں رشید کی خدمت میں پیش کرکے ان کے جوابات اسے ارسال کر دیتا تھا چونکہ منصور برامکہ کا پرانا دوست اور رفیق تھا اس لیئے وہ سب اپنے معاملات میں اس پر اور اس کے بیٹے پر پورا اعتماد رکھتے تھے، اب فضل اپنی چھاونی سے روانہ ہوا رشید ہر خط

میں اسے لطف و احسان اور انعام و اکرام کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔
فضل نے یحییٰ سے مراسلت شروع کی اپنے خطوط میں نہایت نرم لہجہ اختیار کیا اس کی خوشامد کی اوسے اللہ کا واسطہ دیا عواقب سے ڈرایا اور مشورہ دیا کہ تم اپنی اس معاندانہ روش کو ترک کردو اور تمہارے ساتھ بہت حسن سلوک کیا جائے گا۔
فضل طالقان رے اور دستبنی کے علاقہ میں اشب نام ایک موضع میں فروکش ہو گیا وہاں نہایت شدید سردی پڑی اور برفباری ہوئی، یہ بغیر پیش قدمی کئے اسی مقام پر ٹھہر رہا اور یہاں سے اس نے یحییٰ کو متواتر خطوط لکھے نیز دیلم کے رئیس کو اس معاملہ میں لکھا کہ میں تم کو ایک کرور درہم دوں گا تم یحییٰ کو اپنے علاقہ سے خارج کردو، فضل نے یہ رقم اس کے پاس بھیجدی، یحییٰ نے مصالحت قبول کی بلکہ اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دینے پر اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ رشید اپنے ہاتھ سے ایک پرچہ پر وعدۂ امان لکھ کر اسے بھیجدیں فضل نے رشید کو لکھا اس سے رشید بہت خوش ہوئے اور ان کی نظر میں فضل کی عزت اور بڑھ گئی، انھوں نے یحییٰ بن عبد اللہ کے لیے معافی نامہ لکھا اس پر تمام فقہا، قضاۃ، بنی ہاشم کے اعیان اور اکابر مثلاً عبد الصمد بن علی، عباس بن محمد، محمد بن ابراہیم موسیٰ بن عیسیٰ اور ان کے ہم مرتبہ دوسرے عمائد کی شہادت ثبت کی نیز اس کے ساتھ بہت سے تحائف، خلعت اور انعام جنس و نقد کی شکل میں بھیجے فضل نے یہ سب کچھ یحییٰ کے پاس بھیجدیا، یحییٰ فضل کے پاس آگیا اور فضل اسے بغداد لے آیا یہاں رشید اس سے بہت اچھی طرح پیش آئے اس کی تعظیم و تکریم کی بہت سا روپیہ یکمشت اسے دیا اور بڑی مقدار میں اس کی مدد معاش مقرر کردی، چند روز تو اس نے یحییٰ بن خالد کے مکان میں بسر کئے اس کے بعد رشید نے ایک بہت پر تکلف مکان اس کے قیام کے لیئے دیا۔ بجائے اس کے

کہ وہ یحییٰ کا انتظام کسی دوسرے کے سپرد کرتے خود رشید ہی اس کی ہر بات کے کفیل تھے۔ یحییٰ کے مکان سے چلے جانے کے بعد انھوں تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی ملاقات اور سلام کے لیے اس کے پاس جائیں اسی کے ساتھ رشید نے حد سے زیادہ فضل کا اعزاز اور اکرام کیا۔

مروان بن ابی حفصہ اور ابو ثمامۃ الخطیب نے اس سلسلہ میں فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے فضل نے ابو ثمامہ کو خلعت کے علاوہ ایک لاکھ درہم نقد دیئے ابراہیم نے اس قصیدہ کو راگ میں بٹھا کر گایا۔

عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسنؓ بن حسنؓ بیان کرتا ہے کہ جب یحییٰ بن عبداللہ دیلم سے آئے تو میں ان سے ملنے گیا وہ اس وقت علی بن ابی طالب کے مکان میں مقیم تھے میں نے ان سے کہا اے چچا جان نہ آپ کے بعد اب کوئی خبر دے گا اور نہ میرے بعد کوئی خبر سنے گا بہتر ہے کہ آپ مجھے اپنے معاملے کی حقیقت سے آگاہ کریں انھوں نے کہا بخدا میری مثال حیی بن اخطب کے ان اشعار کے مصداق تھی۔

لعمرک ما لام ابن اخطب نفسہ ۔۔ ولکنہ من یخذل اللہ یخذل

یجاھد حتی ابلغ النفس جھدھا ۔۔ وقلقل یبغی العز کل مقلقل

(ترجمہ) تیری عمر کی قسم ابن اخطب نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو اس کے لئے باعث ننگ و عار ہو مگر کیا جائے جس کی مدد اللہ نہ کرے وہ بے یار و مددگار رہ جاتا ہے، اس نے طلب مجد و عزت میں نہ کوئی کسر اٹھا رکھی اور نہ کوئی جتن باقی چھوڑا۔

نوفلیوں کے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم عیسیٰ بن جعفر سے ملنے گئے وہ اس وقت تکیوں پر جو ایک دوسرے پر ان کے لیے رکھے گئے تھے

ٹیکا دیئے کھڑے تھے اور کسی بات کو یاد کر کے خود بخود ہنس رہے تھے ہم نے اس کی وجہ دریافت کی کہنے لگے آج مجھے اس قدر خوشی ہوئی ہے جو کبھی نہیں ہوئی تھی ہم نے کہا اللہ جناب والا کی خوشی میں اور اضافہ کرے کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ مسند پر بیٹھے بغیر کھڑے ہوئے اس واقعہ کو بیان کر دوں میں آج امیر المومنین رشید کی خدمت میں باریاب تھا انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ کو طلب کیا وہ فولادی بیڑیاں پہنے قید خانے سے حاضر کیا گیا بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیرؓ بھی انکی خدمت میں حاضر تھا، بکار آل ابی طالب کا شدید دشمن تھا اور ہمیشہ ہارون سے ان کی شکایت کیا کرتا تھا اسی وجہ سے ہارون نے اسے مدینہ کا والی مقرر کر کے اسے آل ابی طالب پر سختیاں کرنے کی ہدایت کی تھی۔

جب یحییٰ کو آواز دی گئی تو رشید نے ہنستے ہوئے اس سے کہا کہ آیئے آیئے یہ تو اس بات کا مدعی ہے کہ ہم نے اسے زہر دے دیا ہے یحییٰ نے کہا ادعا کے کیا معنی یہ دیکھو میری زبان کا کیا حال ہے اس نے اپنی سبز شدہ زبان باہر نکالی جو آبلوں سے پر تھی اسے دیکھ کر رشید کا رنگ متغیر ہو گیا اور ان کا غضب اور بڑھ گیا۔

اس رنگ کو دیکھ کر اب یحییٰ نے منت سماجت شروع کی اور کہا امیر المومنین ہم آپ کے عزیز قریب ہیں ترک یا دیلم نہیں ہیں ہم اور آپ ایک ہی خاندان سے ہیں میں آپ کو اللہ اور رسول اللہ صلعم سے اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس قید اور عذاب سے مجھے رہا کریں، یہ سن کر ہارون کا دل تو نرم ہوا مگر اس زبیری نے رشید سے بڑھ کر کہا امیر المومنین اس کی نرم اور عاجزانہ باتوں میں نہ آیئے یہ باغی نافرمان ہے اور اس کی یہ تمام گفتگو مکر اور خبث نیت پر مبنی ہے اسی نے ہمارے شہر مدینہ میں بغاوت برپا کر کے اسے ہمارے رہنے کے قابل نہ رکھا۔

اس گفتگو کو سن کر یحییٰ کو طیش آگیا اس نے امیر المومنین سے اجازت

لیئے بغیر ابکار سے کہا اللہ تم کو سمجھے! تم ہو کون تمھارے لیئے میں نے مدینہ کو ناقابل سکونت بنادیا۔ کیا خوب!! زبیری نے کہا امیر المومنین سن لیجئے جب آپ کے سامنے اس کی یہ گفتگو ہے تو آپ کی غیبت میں تو یہ کیا کچھ نہ کہیگا ہماری اہانت کے لیئے یہ کہتا ہے کہ تم کیا ہو، یحییٰ نے اسے خطاب کر کے کہا ہاں ٹھیک کہتا ہوں تم ہو کون اللہ مدینہ کو تم سے بچائے، عبداللہ بن الزبیر مہاجر تھے یا رسول اللہ صلعم تو ہوتا کون ہے کہ کہہ سکے کہ ہمارے مدینہ کو ہمارے لیئے ناقابل سکونت بنادیا گیا، میرے آبا اور ان کے آبا کی وجہ سے تمھارا باپ ہجرت کر کے مدینہ آیا تھا۔

اب اس نے رشید کو خطاب کر کے کہا امیر المومنین اصل میں تو اہل عزت ہم اور آپ ہیں اگر ہم نے آپ کے خلاف خروج کیا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم نے تو اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمیں بھوکا چھوڑ دیا۔ تم نے تو کپڑے پہنے اور ہمیں ننگا رہنے دیا تم تو سواریوں پر بیٹھ گئے اور ہمیں پیدل رہنے دیا ہم آپ کے مقابلہ پر اپنے خروج کی یہ توجیہ کر سکتے ہیں اور اب بھی ہمیں اس وجہ سے مورد الزام قرار دے سکتے ہیں تو یہ برابر کی چوٹیں ہیں عوض معاوضہ ہو گیا اس کے بعد یہ یقینی بات ہے کہ امیر المومنین ضرور اپنے قریبی اعزا پر فضل اور احسان کریں گے مگر سوال یہ ہے کہ یہ اور ان ایسے دوسرے فرومایہ اشخاص کو یہ کیسے جرأت ہوئی کہ وہ آپ کے اہلبیت پر زباں درازیاں کریں اور آپ سے ان کی چغلخوری کرتے رہیں بخدا یہ ہماری شکایت آپ کی خیر خواہی کی نیت سے نہیں کرتا ہے بلکہ جس طرح یہ آپ سے ہماری چغلخوری کرتا ہے اسی طرح ہمارے پاس آکر بغیر ہماری بھلائی کی نیت کے آپ کی چغلخوری ہم سے کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے آپ کے تعلقات خراب ہوں اور ہم میں سے جو بھی برباد ہو اسے بغلیں بجانے کا موقع ملے، امیر المومنین خدا کی قسم ہے کہ جب میرا بھائی محمد بن عبداللہ مارا گیا تو یہ میرے پاس تعزیت کے لیئے آیا اور اس نے کہا کہ اس کے

قاتل پر اللہ کی لعنت ہو نیز اوس نے تقریباً بیس شعروں کا مرثیہ مجھے سنایا اور یہ بھی کہا کہ اگر خلافت کے لیے تم جدوجہد کرو تو میں سب سے پہلے تمھارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں اور یہ کہ بصرہ کیوں نہیں چلتے ہم بالکل تمھارے ساتھ ہیں۔

یہ سن کر زبیری کا رنگ متغیر ہو کر سیاہ پڑ گیا ہارون نے کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے اس کا کیا جواب ہے اس نے کہا امیر المومنین یہ جھوٹا ہے میں نے ایک حرف بھی اس قسم کا اس سے نہیں کہا، ہارون نے یحیٰی بن عبداللہ سے کہا وہ مرثیہ سنا سکتے ہو جو اس نے محمد کا کہا تھا اس نے کہا ابھی سن لیجئے اور سنا دیا۔ زبیری کہنے لگا امیر المومنین اس خدائے واحد کی قسم جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں جو کچھ اس نے کہا اس میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی اور نہ میں نے یہ قصیدہ لکھا۔ اپنے اس قول کی شہادت کے لیے اس نے ایک طویل جھوٹی قسم کھائی ہارون نے یحیٰی سے کہا سنو اس نے تو اپنے انکار پر قسم کھائی ہے کیا ایسے گواہ ہیں جنھوں نے یہ مرثیہ اس کی زبانی سنا ہے، یحیٰی نے کہا امیر المومنین ایسے گواہ تو نہیں ہیں مگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں جس طرح چاہوں اس سے حلف لوں، ہارون نے کہا اچھا تم حلف لو اس نے زبیری سے کہا یوں قسم کھاؤ "اگر میں نے یہ مرثیہ کہا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں" زبیری نے کہا امیر المومنین یہ کیا حلف ہے جو مجھ سے یہ لینا چاہتا ہے میں پہلے ہی خدائے واحد کی قسم کھا چکا ہوں اب یہ مجھ سے ایسے الفاظ ادا کرانا چاہتا ہے جس کے مفہوم ہی سے میں آگاہ نہیں ہوں، یحیٰی بن عبداللہ کہنے لگا امیر المومنین اگر یہ سچا ہے تو اسے اس طرح قسم کھانے میں کیوں تامل ہے! ہارون نے زبیری سے کہا کیوں قسم نہیں کھاتے حلف اٹھاؤ، زبیری نے کہا "میں اللہ کی طاقت و قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں، اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگا اور کہنے لگا امیر المومنین اس قسم کا کیا

مطلب ہے جو یہ مجھ سے ادا کرا رہا ہے میں تو پہلے ہی سب سے بڑی شئے یعنی خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا چکا ہوں، ہارون نے کہا اب تو اسی طرح قسم کھانا پڑیگی ورنہ میں سمجھوں گا کہ وہ سچا ہے اور پھر تم کو اس کی سزا دوں گا اب اس نے کہا "اگر میں نے محمد کا مرثیہ لکھا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی قوت و طاقت کے سپرد ہوتا ہوں" یہ حلف اُٹھا کر وہ ہارون کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا باہر نکلتے ہی اسے فالج ہوا اور اسی وقت وہ مر گیا' یہ واقعہ بیان کر کے عیسیٰ بن جعفر کہنے لگا کہ مجھے خوشی اس بات کی ہوئی کہ زبیری اور یحییٰ کے درمیان جو واقعہ پہلے پیش آچکا تھا اُسے یحییٰ نے بلا کم و کاست حرف بحرف صحیح بیان کر دیا۔

البتہ بنی زبیر بکار کی موت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی بیوی نے جو عبدالرحمانؓ بن عوف کی اولاد میں تھی اسے قتل کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ باوجودیکہ وہ اپنے خاوند کو چاہتی تھی پھر بھی اس نے اس پر ایک جاریہ رکھ لی اس وجہ سے وہ اس کی دشمن ہو گئی، اس نے بکار کے دو زنگی غلاموں سے کہا کہ یہ فاسق تم کو قتل کر دینا چاہتا ہے نیز اس نے ان کو کچھ دے کر ہموار کر لیا اور کہا کہ تم دونوں اس کے قتل کرنے میں میری اعانت کرو وہ راضی ہو گئے' بکار سو رہا تھا یہ اس کے حجرے میں ان دونوں غلاموں کو لے کر گئی وہ دونوں اس کے منہ پر بیٹھ گئے اور دم گھٹنے کی وجہ سے وہ مر گیا اس کے بعد اس عورت نے ان دونوں کو اتنی نبیذ پلائی کہ بستر کے پاس ہی ان کو قے ہو گئی پھر اس نے ان کو باہر نکال دیا اور اپنے مقتول خاوند کے سراہنے ایک بوتل رکھ دی صبح کو اس کے تمام اعزا جمع ہوئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ نشہ سے اس کا دماغ متاثر ہوا اس بے ہوشی میں اس کے حلق میں ایسا پھندا پڑا کہ سانس رک گئی اور وہ مر گیا' ان دونوں غلاموں کو پکڑ کر جب خوب پیٹا گیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اس کی بیوی کے حکم سے اسے قتل کیا ہے، اس شہادت کے بعد اس کی بیوی کو گھر سے نکال دیا گیا

اور متوفی کے مال متروکہ میں سے اسے کوئی ورثہ نہیں دیا گیا۔
جس روز رشید نے یحیٰی بن عبداللہ بن حسن کو اپنے سامنے بلایا اس روز قاضی ابوالبختری اور محمد بن الحسن ابو یوسف کے دوست بھی وہاں موجود تھے رشید نے وہ عہد امان منگوایا جو انھوں نے یحیٰی سے کیا تھا اور محمد بن الحسن سے پوچھا کہ اس عہد نامہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے آیا یہ صحیح ہے محمد بن الحسن نے کہا بے شک یہ صحیح ہے اس میں کوئی قانونی سقم نہیں ہے رشید اس سے حجت کرنے لگے محمد نے کہا یہ امان تو ایک طرف رہا اگر وہ لڑا ہوتا اور پھر اس نے پیٹھ پھیری ہوتی تب بھی وہ مامون تھا۔ اس فتویٰ کی وجہ سے رشید محمد بن الحسن سے برداشتہ خاطر ہو گئے اس کے بعد انھوں نے ابوالبختری سے کہا تم اس تحریر کو غور سے پڑھ کر اپنی رائے دو اس نے کہا یہ عہد نامہ اس اور اس وجہ سے ناقص ہے، اسے سن کر رشید نے کہا میں نے تم کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تم بے شک اس عہد نامہ کی قانونی حیثیت سے زیادہ واقف ہو پھر انھوں نے اسے پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا اور ابوالبختری نے اس پر تھوک دیا بکار بن عبداللہ بن مصعب اس وقت دربار میں موجود تھا اس نے یحیٰی بن عبداللہ کو مخاطب کر کے اس کے منہ پر کہا تو نے ہمارے اتحاد کو توڑ دیا۔ تو جماعت سے علیحدہ ہو گیا تو نے ہماری مشترکہ بات کی مخالفت کی تو نے ہمارے خلیفہ کو برباد کرنے کا ارادہ کیا اور تو نے یہ کیا اور یہ کیا یحیٰی نے کہا تم پر اللہ کی رحمت ہو تم ہوتے کون ہو۔ رشید اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے اور خوب ہنسے یحیٰی کھڑا ہوا کہ پھر جیل جائے مگر رشید نے اس سے کہا کہ پلٹ آؤ اور حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو اب تک علالت کے آثار اس میں موجود ہیں اگر یہ مر جاتا تو سب لوگ یہی کہتے کہ ہم نے اسے زہر دیدیا یحیٰی نے کہا بیشک میں تو جب سے قید ہوا ہوں مسلسل بیمار چلا آتا ہوں اور اس قید سے پہلے بھی میں بیمار تھا، اس واقعہ کے ایک ماہ بعد ہی یحیٰی نے انتقال کیا۔

عبداللہ بن العباس بن الحسن بن عبید اللہ بن العباس بن علی جو خطیب مشہور تھا بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں اور میرے باپ رشید سے ملنے کے لیئے ان کے آستانہ پر حاضر تھے اس روز اس قدر سپاہی اور عہدیدار وہاں تھے کہ ہم نے کسی دوسرے خلیفہ کی بارگاہ پر ان سے پہلے یا بعد اتنا مجمع نہیں دیکھا اب فضل بن الربیع باہر آیا اور اس نے میرے باپ سے کہا کہ اندر چلئے تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آیا اور اب اس نے مجھ سے کہا کہ چلئے میں اندر گیا جب میں ان کے قریب پہونچا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک عورت سے باتیں کر رہے ہیں میرے باپ نے مجھے اشارے میں یہ بات کہی کہ وہ نہیں چاہتے کہ آج کوئی آئے مگر حاضرین دربار کی کثرت دیکھ کر میں نے بطور خاص تمہارے لیئے اجازت لی تاکہ جب لوگ اس طرح اندر آتے تمکو دیکھیں گے ان کے دلوں میں تمہاری عزت اور وقعت ہوگی، ہمیں دربار میں، آئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ فضل بن الربیع نے اندر آکر رشید سے عرض کیا کہ عبداللہ بن مصعب الزبیری حاضر اور اجازت کا خواستگار ہے رشید نے کہا مگر میں تو آج کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتا۔ فضل نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں ایک خاص بات امیر المومنین سے کہنا چاہتا ہوں رشید نے کہا تم اس سے جاکر کہو کہ وہ تم سے کہدے فضل نے کہا میں نے پہلے ہی یہ اس سے کہا تھا مگر اس نے کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا رشید نے کہا اچھا بلا لو فضل اسے بلانے گیا اور اب وہ پھر اس عورت سے باتیں کرنے لگے میرے باپ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسے کچھ کہنا نہیں ہے وہ صرف حاضرین آستانے کو یہ جتانا چاہتا ہے کہ ہمیں امیر المومنین نے کسی خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلایا بلکہ یہ کہ ہم بھی ان سے کچھ عرض کرنے آئے ہیں جس طرح کہ وہ اب آرہا ہے اتنے میں زبیری اندر آگیا اور اس نے کہا امیر المومنین میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہو اس نے کہا وہ رازکی

بات ہے رشید نے کہا عباس سے کوئی بات راز نہیں یہ سن کر میں دربار سے جانے کے لیے اٹھا رشید نے کہا اے میرے دوست تم سے بھی کوئی بات راز نہیں میں اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ رشید نے زبیری سے کہا کہو کیا بات ہے اس نے کہا امیر المومنین بخدا مجھے آپ کے لیے آپ کی بیوی کی طرف سے آپ کی بیٹی سے آپ کی اس جاریہ سے جو آپ کے ساتھ سوتی ہے اور اس خدمتگار سے جو آپ کو کپڑے پہناتا ہے اور ان عہدیداروں کی طرف سے جو دنیا کے مقابلہ میں آپ سے بہت ہی خاص تعلق رکھتے ہیں اور ان کی طرف سے جو آپ سے بہت دور کا واسطہ رکھتے ہیں خطرہ ہے، میں نے دیکھا کہ رشید کا رنگ متغیر ہو گیا انھوں نے کہا اچھا کہو پھر کیا ہے اس نے کہا کہ یحییٰ بن عبداللہ کی دعوت میرے پاس آئی ہے اور جب یہ تحریک باوجود میری اس کی عداوت کے مجھ تک پہونچی ہے تو ضرور آپ کے آستانے پر کوئی شخص ایسا باقی نہ ہوگا جو آپ کی مخالفت کے لیے اس کے ساتھ نہ ہو گیا ہو گا، رشید نے کہا کیا یہ بات تم اس کے منہ پر کہہ سکتے ہو اس نے کہا جی ہاں رشید نے حکم دیا کہ یحییٰ کو حاضر کیا جائے وہ حاضر ہوا زبیری نے اس کے روبرو وہی بات دوبارہ بیان کی یحییٰ نے کہا امیر المومنین، اگر یہ بات ایسے شخص کے متعلق کہی جاتی جو آپ سے بہت ہی کم مرتبہ کا ہوتا اور ایسے شخص کے بارے میں کہی جاتی جس کے اعوان اور انصار میرے انصار کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتے تو بھی اب ایسی صورت میں کہ آپ مجھ پر پوری طرح قابو پا چکے ہیں میں آپ کی دسترس سے بچ نہیں سکتا تھا۔ علاوہ اس کے کہ میں بالکل بے بس اور مجبور ہوں یوں بھی میں آپ کا عزیز قریب ہوں بہتر یہ ہے کہ آپ میرے معاملہ میں جلدبازی نہ فرمائیں بلکہ مہلت دیں ممکن ہے کہ آپ کو میرے خلاف اپنے ہاتھ اور زبان سے کام ہی لینا نہ پڑے اور اس کے بغیر ہی آپ میرے معاملہ سے عہدہ برآ ہو جائیں نیز یہ ممکن ہے کہ یہ شخص ایسے طریقے پر جسے آپ

نہیں جانتے آپ سے قطع رحم کراتا ہو، تھوڑی دیر توقف فرمائیے میں آپ کے سامنے اس سے مباہلہ کرتا ہوں۔ رشید نے کہا عبداللہ اگر تم مباہلہ کے لئے تیار ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھ لو، پہلے خود یحیٰی نے کھڑے ہو کر قبلہ رو جلد جلد دو رکعت نماز پڑھی عبداللہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر یحیٰی دو زانو بیٹھا اور عبداللہ سے کہا کہ تم بھی اسی طرح بیٹھو پھر یحیٰی نے اپنا داہنا ہاتھ اس کے داہنے ہاتھ میں ڈالکر کہا اے بار الہ اگر یہ بات تیرے علم میں آچکی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مصعب کو اس شخص (اس نے اپنا ہاتھ رشید پر رکھا اور اشارہ بھی کیا) کی مخالفت میں دعوت دی ہے تو مجھے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے اور مجھے میری طاقت و قوت کے سپرد کر دے ورنہ تو عبداللہ کو اس کی اپنی طاقت و قوت کے سپرد کر اور اسے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے آمین اے رب العالمین عبداللہ نے بھی کہا آمین۔ اب یحیٰی بن عبداللہ نے عبداللہ بن مصعب سے کہا کہ جس طرح میں نے ان جملوں کو ادا کیا ہے اسی طرح تم کہو چنانچہ عبداللہ نے کہا اے بار الہ اگر تیرے علم میں یہ بات آچکی ہے کہ یحیٰی بن عبداللہ نے مجھے اس شخص کی مخالفت میں شرکت کی دعوت نہیں دی تو مجھے تو میری طاقت و قوت کے سپرد کر دے اور اپنے عذاب سے مجھے ہلاک کر دے ورنہ تو اسے اسکی طاقت و قوت کے سپرد کر اور اپنے عذاب سے اسے ہلاک کر آمین اے رب العالمین۔

اس گفتگو کے بعد دونوں علیحدہ ہو گئے یحیٰی کو پھر قید میں لیجانے کا حکم دیا گیا وہ قصر کے ایک سمت میں قید کر دیا گیا جب وہ اور عبداللہ بن مصعب دربار سے چلے گئے تو رشید نے میرے باپ سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ یہ کیا اور یہ کیا انھوں نے اپنے احسانات بتائے اس پر میرے باپ نے اس کی سفارش میں خود اپنی جان کے خوف سے غیر موثر سے ایک دو کلمے کہدیئے، رشید نے ہمیں برخاست کا حکم دیا ہم پلٹ آئے میں حسب عادت اپنے

باپ کا سیاہ لباس اتارنے لگا میں ان کا بکلوس کھول رہا تھا کہ غلام نے آکر کہا کہ عبداللہ بن مصعب کا آدمی حاضر ہے، میرے باپ نے کہا بلالو وہ اندر آیا میرے والد نے پوچھا کیوں آئے کہنے لگا میرے مالک نے خدا کے واسطے آپ سے یہ درخواست کی ہے کہ آپ اسی وقت ان کے پاس آئیں، میرے والد نے کہا کہ ان سے جاکر کہدو کہ میں اس وقت تک امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا ابھی آیا ہوں خود آنے سے معذور ہوں مگر میں اپنے بیٹے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں جو چاہو اس سے کہدو تم جاؤ یہ تمہارے پیچھے ہی آتا ہے۔

اس کے جانے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے مجھے اس لئے بلایا ہے کہ جو جھوٹا حلف اس نے کیا ہے اس میں میں کچھ اس کی مدد کروں حالانکہ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے رسول اللہ صلعم سے اپنی قرابت کا کوئی لحاظ یا خیال نہیں رکھا اور اسے قطع کردیا اور اگر اس کی مخالفت کروں تو وہ میری امیر المومنین سے شکایت کرے گا، قاعدہ ہے کہ لوگ مصیبت کے وقت اپنی اولاد کو ذریعۂ نجات بناتے ہیں تم جاؤ اور جو بات وہ کہے اس کا صرف یہ جواب دو کہ میں اپنے والد سے جاکر کہتا ہوں میں تم کو بھیج تو رہا ہوں مگر مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ضرور ہے۔

جب عبداللہ بن مصعب وغیرہ کے جانے کے بعد، ہم دیر تک رشید کی خدمت میں رکے رہے اور پھر پلٹ کر آنے لگے تو اس وقت میرے والد نے مجھ سے یہ بات کہی تھی کہ کیا تم نے اس غلام کو نہیں دیکھا جو ایوان میں عقب سے نکل کر یکایک سامنے آگیا تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ابھی ایوان سے باہر بھی نہ ہوئے ہوں گے کہ اس نے یحییٰ کا کام تمام کردیا ہوگا اور عبداللہ بن مصعب کو اب ہماری بھی فکر ہوگی،

میں اس کے آدمی کے ساتھ اپنے گھر سے چلا کچھ راستہ طے کرنے کے بعد جب کہ میں اپنے اس طرح اس کے پاس جانے پر پریشان سا تھا

میں نے اس کے غلام سے پوچھا کہو تو اس کا خیال کیا ہے اور کیوں اس نے اس وقت میرے والد کو بلوایا ہے اس نے کہا جب وہ ڈیوڑھی سے آئے تو اپنے گھوڑے سے اترتے ہی پیٹ پیٹ لکارنے لگے، میں نے اس کی اس بات پر مطلقاً کوئی توجہ نہیں کی اور اسے کوئی وقعت نہیں دی جب ہم کوچہ کے سرے پر پہونچے یہ سربند کوچہ تھا غلام نے دونوں پھاٹک کھولے وہاں پہنچتے ہی ہم نے دیکھا کہ عورتیں بال بکھرے ڈوریوں سے گات باندھے اپنے منہ پیٹ رہی ہیں اور واویلا کر رہی ہیں معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مصعب ختم ہو چکا، اس منظر کا میرے قلب پر خاص اثر پڑا اور میں نے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے گھر کی طرف موڑی اور اس قدر تیزی سے کہ جس کا اتفاق مجھے آج تک اس دن سے پہلے یا بعد نہیں ہوا اسے بھگاتا ہوا میں اپنے گھر آیا چونکہ میرے والد میری وجہ سے متفکر تھے اس وجہ سے تمام غلام خدمتگار اور شاگرد پیشہ ڈیوڑھی پر میرے لیے چشم براہ تھے مجھے دیکھتے ہی وہ دوڑ کر میرے والد کے پاس گئے انھیں میرے آنے کی اطلاع کی وہ خود محض قمیص پہنے اور لنگی باندھے خوفزدہ مجھے لینے بڑھے اور گھبرا کر بلند آواز میں پوچھا خیر ہے میں نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے اس اللہ کا شکر ہے جس نے اُسے ہلاک کر دیا اور تم کو اور ہم کو اس کی طرف سے ہمیشہ کے لیے مطمئن کر دیا۔

ابھی ان کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ رشید کے خدمتگار نے حاضر ہو کر کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ابھی آپ اور یہ دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوں، جب ہم رشید کی خدمت میں جا رہے تھے تو میرے باپ نے راستے میں مجھ سے کہا کہ یحیٰی پر اللہ کی رحمت ہو اگر اس کے اہلبیت اس کے نبی ہونے کا دعوی کریں تو یہ دعویٰ صحیح ہو گا اب تو وہ اللہ کے پاس ہو گا کیونکہ بخدا مجھے یقین ہے کہ اسے قتل کر دیا گیا۔

ہم رشید کے پاس آئے دیکھتے ہی انھوں نے کہا اے عباس بن الحسن کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا۔ میرے والد نے کہا امیر المومنین اس خدا کا

ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے امیر المومنین کو قطع رحم کے ارتکاب سے بچا لیا اور اسے اس کی کذب بیانی کے پاداش میں ہلاک کر دیا رشید کہنے لگے نہیں جی بخدا وہ تو زندہ اور سلامت ہے سراپردہ اٹھا یا گیا یحییٰ اندر آیا اسے دیکھ کر میرے والد کھوئے گئے دوسری طرف اسے دیکھتے ہی رشید نے للکارا اے ابو محمد تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے تمہارے سرکش دشمن کو ہلاک کر دیا یحییٰ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے دشمن کے کذب کو امیر المومنین پر آشکار کر دیا اور قطع رحم سے بچا لیا امیر المومنین بخدا اگر حقیقت یہ ہوتی کہ میں خلافت کا طالب اس کا خواہشمند یا اس کے لیے ساعی ہوتا تو بھلا مجھ پر کیا گذرتی، میں درحقیقت نہ خلافت کا طالب ہوں نہ اس کا امیدوار اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ صرف عبداللہ بن مصعب کے ذریعہ میں اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہوں اور اس وقت صرف ہم تین آدمی، میں وہ اور آپ ہی اس دنیا میں باقی ہوتے تب بھی میں آپ کے خلاف اس کی مدد حاصل نہیں کرتا، اس کے بعد اس نے فضل بن الربیع کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ کی مصیبتوں میں ایک یہ ہے اس شخص کا یہ حال ہے کہ اگر آپ اسے دس ہزار درہم دیں اور پھر اسے میرے ہمراہ صرف ایک کھجور زیادہ ملنے کی توقع ہو تو وہ ضرور آپ کو بیچڈالے، رشید کہنے لگے مگر اس عباسی کے حق میں سوائے خیر کے اور دوسری بات نہ کہنا، رشید نے اسے اس روز ایک لاکھ دینار دیئے وہ چند ہی روز قید رہا تھا۔

ابو یونس نے بیان کیا ہے کہ اس مرتبہ کی قید کو شامل کر کے رشید نے یحییٰ کو تین مرتبہ قید کیا تھا اور چار لاکھ دینار اسے دیئے۔

اس سال شام میں نزاری اور یمانی قبائل عرب کے درمیان فرقہ وارانہ نزاع ہوئی، اس وقت ابوالہیذام نزاری عربوں کا سرغنہ تھا۔

شام میں نزاری اور یمانی عربوں کی جنگ

جس وقت شام میں یہ فتنہ رونما ہوا اس وقت موسیٰ بن علی حکومت کا

عامل تھا اس جھگڑے میں طرفین کے ہزار ہا آدمی کام آ گئے، رشید نے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد کو شام کی ولایت تفویض کی اور کئی فوجی اور ملکی عہدہ دار مع باقاعدہ سپاہ کی ایک معقول جمعیت کے اس کے ساتھ کیئے موسیٰ کے شام آتے ہی فریقین نے اپنے معاملہ کو صالح بن علی الہاشمی کے تصفیہ پر موقوف کر دیا۔ موسیٰ شام میں فروکش ہو گیا اس نے اہل شام کے درمیان صلح وصفائی کرادی فتنہ دب گیا سب معاملات ٹھیک ہو گئے اس کی اطلاع رشید کو مدینۃ السلام میں ہوئی رشید نے بانیان فساد کے معاملہ کو یحییٰ کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جو چاہے ان کے ساتھ کرے مگر اس نے ان کو اور انکی غیر آئینی کارروائیوں کو معاوف کر دیا اور انہیں بغداد بلایا۔

اس سال رشید نے عظریف بن عطا کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ہمزہ بن مالک بن ہیثم الخزاعی کو مقرر کیا، عروسی حمزہ کا لقب تھا۔ نیز اس سال انھوں نے جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک کو مصر کا والی مقرر کیا اور جعفر نے عمر بن مہران کو مصر کا والی بنایا۔

جعفر کی ولایت مصر

جب رشید کو معلوم ہوا کہ موسیٰ بن عیسیٰ عامل مصر بغاوت پر آمادہ ہے تو کہنے لگے بخدا میں اپنے ایک سب سے زیادہ منحوس اور خسیس شخص کو مصر کا والی مقرر کروں گا ایسا کوئی شخص ہمارے ہاں موجود ہو تو اس کی نشاندہی کی جائے، لوگوں نے عمر بن مہران کا نام لیا یہ اس وقت تک خیزران کی سرکار میں ایک منشی تھا اس نے خیزران کے علاوہ کسی دوسری جگہ ملازمت ہی نہیں کی، یہ بھینگا نہایت بدشکل تھا بہت ہی معمولی کپڑے پہنتا تھا اوس کی خست کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا چغہ جو اس کے لباس میں سب سے ارفع ہوتا وہ تیس درہم مالیت کا ہوتا تھا۔ اس کے تمام کپڑے تنگ اور کوتاہ ہوتے تھے آستین بھی چھوٹی

رکھتا تھا سواری میں ایک خچر تھا جس کی ایک باگ ڈور تھی اور ایک فولادی لگام تھی اپنے غلام کو اپنے پیچھے ہی بٹھا لیتا، رشید نے اسے بلا کر اسے مصر کا والی امور عامہ مقرر کر دیا۔ اس نے کہا امیر المومنین میں ایک شرط پر اس خدمت کو قبول کرتا ہوں انہوں نے پوچھا وہ کیا اس نے کہا وہ یہ کہ اس عہدہ پر رہنا یا اس سے علٰحدہ ہونا میرے اختیار میں رہے تاکہ جب میں اس علاقہ کا انتظام درست کر دوں تو واپس چلا آؤں، رشید نے یہ شرط منظور کر لی اور اب وہ مصر روانہ ہو گیا۔

اس کے والی مصر ہونے کی خبر موسٰی بن عیسٰی کو مصر میں ہو گئی وہ اس کا منتظر رہا عمر بن مہران اس طرح مصر آیا کہ وہ خود ایک خچر پر سوار تھا اور سامان کے خچر پر اس کا غلام سوار تھا، مصر آتے ہی یہ سیدھا موسٰی بن عیسٰی کے قصر گیا وہاں دربار لگا ہوا تھا یہ سب کے آخر میں بیٹھ گیا جب سب لوگ اٹھ گئے تو موسٰی نے اس سے کہا اے شیخ کچھ کہنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں اللہ امیر کو شاد کام رکھے پھر اس نے سرکاری مراسلے لیجا کر اس کے حوالے کیے موسٰی نے کہا اچھا تو ابو حفص آتا ہے اللہ اسے سلامت رکھے عمر نے کہا میں ابو حفص ہوں موسٰی نے پوچھا تمہارا نام عمر بن مہران ہے اس نے کہا ہاں موسٰی کہنے لگا فرعون پر اللہ کی لعنت ہو گیا یہی مصر ہے جس کی حکومت پر اسے ناز تھا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی خدمت کا جائزہ اس کے حوالے کر دیا اور مصر سے چلا گیا۔

عمر بن مہران نے اپنے غلام ابو دُرّہ کو ہدایت کر دی کہ سوائے ان تحائف کے جو تھیلوں میں رکھ سکیں اور کوئی ہدیہ سواری کا جانور، لونڈی یا غلام قبول نہ کرنا چنانچہ جب لوگ اسے تحائف بھیجتے تو وہ ہر قسم کی کھانے کی چیزوں اور خشک و تر میووں کو رد کر دیتا البتہ نقد روپیہ اور کپڑے قبول کرتا اور ان کو عمر کی خدمت میں پیش کر دیتا عمر نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ ان نذرانوں پر ان کے داخل کرنے والوں کے نام لکھ کر ان کو محفوظ کر دیتا اب اس نے مالگزاری کی وصولیابی شروع کی، مصر میں ایک

اچھی خاصی جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ بلاوجہ ادائی خراج میں التواء کے عادی تھے نیز وہ کم بھی ادا کرنے لگے تھے عمر نے ایک شخص سے ادائی خراج کا مطالبہ شروع کیا اس نے فوری ادائی سے اپنی ناقابلیت کا ادعا کیا عمر نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو اب تجھے تمام سرکاری مطالبہ مدینۃ السلام کے خزانۂ عامرہ میں داخل کرنا پڑے گا یہ سن کر اس نے کہا کہ میں یہیں داخل کرتا ہوں آپ اسے قبول کرلیں اور مجھے اس مشقت سفر سے معافی دیدیں عمر نے کہا مگر اب تو میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کے خلاف ورزی کسی طرح نہیں کروں گا۔

عمر نے اسے دو سپاہیوں کی نگرانی میں مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔ چونکہ اس زمانے میں عمال ممالک براہ راست خلیفۂ وقت سے مراسلت کرنے کے مجاز تھے اس وجہ سے عمر نے ایک معروضہ بھی رشید کے نام اس مضمون کا کہ میں نے فلاں بن فلاں سے ادائی خراج کا مطالبہ کیا اس نے مجھ سے التوا کی درخواست کی اور مہلت مانگی میں نے اسے مہلت دیدی اس کے بعد میں نے اس سے پھر مطالبہ کیا اس مرتبہ اس نے مجھ سے حجت کی اور ٹالنے لگا اس وقت میں نے قسم کھائی کہ اب تجھے اپنا تمام زر لگان مدینۃ السلام کے بیت المال میں داخل کرنا پڑے گا اس پر اس قدر رقم واجب الادا ہے، میں اسے امیر المومنین کے سپاہیوں میں سے فلاں بن فلاں، فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کی قیادت میں بارگاہ سامی میں بھیجتا ہوں مناسب ہو کہ امیر المومنین اس کی رسید سے مجھے مطلع فرمائیں، لکھ کر ان محافظ سپاہیوں کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں بھیجدیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ پھر کسی شخص نے ادائی خراج میں کوئی حیلہ وحجت اس سے نہیں کی اس نے پہلی اور دوسری فصل کا خراج بلا عذر پورا وصول کر لیا تیسری فصل پر جب اس نے مطالبہ کیا تو لوگوں نے اپنی ناقابلیت ادائی کا عذر کر کے التوا کی خواہش کی اس نے تمام مالگذاروں اور تاجروں کو طلب کر کے ان سے خود خراج کا مطالبہ کیا

انھوں نے اقتصادی مشکلات کی بنا پر ادائی خراج سے انکار کیا عمر نے حکم دیا کہ جو تحائف ان لوگوں نے ہمیں بھیجے تھے وہ سب لائے جائیں اس نے تھیلیوں پر نظر کی اور صرّاف کو طلب کیا اس نے تمام زرنقد تول لیا عمر نے وہ رقم ان کے بھیجنے والوں کے حساب میں بطور زر لگان محسوب کر لی اس کے بعد اس نے کپڑوں کے پٹارے منگوائے ان کو ہراج کر کے خود اسے خرید لیا اور ان کی قیمت بھی مطالبۂ لگان میں محسوب کر لی پھر اس نے کہا صاحبو! جس طرح میں نے تمھارے مرسلہ تحائف کو تمھاری ضرورت کے وقت کے لیئے بچار کھا اسی طرح تم ہمارا مطالبہ لگان بے باق کر دو اہل مصر نے سارا اخراج ادا کر دیا اس طرح مصر کی آمدنی بہت بڑھ گئی اور جب وہ تمام انتظام ٹھیک کر چکا تو بغداد واپس چلا آیا۔ یہ بات معلوم نہیں کہ جس قدر آمدنی عمر کے زمانے میں مصر سے ہوئی اتنی کسی اور شخص کے عہد حکومت میں وہاں سے وصول ہوئی ہو۔

چونکہ اسے اختیار حاصل تھا کہ جب تک چاہے وہ مصر میں رہے اور جب چاہے واپس چلا آئے اس اختیار کی وجہ سے وہ خود ہی وہاں سے چلا آیا جب روانہ ہوا تو وہی شکل تھی کہ ایک خچر پر خود سوار تھا اور ایک دوسرے خچر پر اس کا غلام ابودرہ سوار تھا۔

اس سال عبدالرحمان بن عبدالملک موسم گرما میں جہاد کے لیئے گیا اور اس نے ایک قلعہ فتح کیا۔

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا، واقدی کے بیان کے مطابق ہارون کی بیوی زبیدہ بھی اس سال حج کے لیئے گئی تھی اس کے بھائی اس کے ساتھ تھے۔

سنہ ۱۷۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید نے جعفر بن یحیٰی کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے

اسحٰق بن سلیمان کو والی مصر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے خراسان کو بھی سجستان کے ساتھ شامل کر کے فضل بن یحییٰ کی ولایت میں دیدیا۔ اس سال عبدالرزاق بن عبدالحمید الربعی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شب یکشنبہ میں جب کہ ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں نہایت شدید سیاہ اور سرخ رنگ کی آندھی چلی پھر شب چہارشنبہ کو جبکہ ماہ محرم کے ختم میں دو راتیں باقی تھیں تمام فضا میں شفق پھیل گئی اور یکم صفر جمعہ کے دن پھر نہایت شدید سیاہ آندھی چلی اس سال ہارون کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال بنی قیس و قضاعہ وغیرہ حوفیوں نے مصر میں ہارون کے عامل مصر اسحٰق بن سلیمان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس سے لڑے رشید نے ہرثمہ بن اعین کو کئی سرداران عساکر کے ساتھ اسحٰق بن سلیمان کی مدد کے لیے مصر بھیجا۔ اہل حوف نے امان کی درخواست کر کے اطاعت قبول کر لی اور تمام سرکاری مطالبات کو ادا کر دیا، اس زمانے میں ہرثمہ رشید کی طرف سے فلسطین کا عامل تھا، اس فتنہ کے ختم ہونے کے بعد ہارون نے سلیمان کو مصر سے واپس بلا لیا اور اس کی جگہ تقریباً ایک ماہ ہرثمہ والی رہا اس کے بعد رشید نے اسے بھی واپس بلا لیا اور عبدالملک بن صالح کو والی مصر مقرر کیا۔

اس سال اہل افریقیہ نے عبدویہ الانباری کی قیادت اور اس کے زیر قیادت باقاعدہ سپاہ کی معیت میں بغاوت کی فضل بن روح بن حاتم قتل کر دیا گیا آل مہلّب کے جو لوگ وہاں تھے ان سب کو خارج البلد کر دیا گیا، رشید نے ہرثمہ بن اعین کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا اس کے جاتے ہی تمام باغی مطیع و منقاد ہو گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس عبدویہ نے افریقیہ پر قبضہ کر کے حکومت کے خلاف علانیہ بغاوت کی اور اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تو اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی، ہزار ہا آدمی اس کے تابع فرمان ہو گئے اور اطراف و اکناف ملک سے لوگ جوق در جوق اس کے پاس آ گئے، یحیٰی بن خالد بن برمک اس وقت رشید کا وزیر تھا اس نے یقطین بن موسیٰ اور منصور بن زیاد کو اس فتنہ کے دبا دینے کے لیے روانہ کیا نیز یحیٰی نے عبدویہ کو مسلسل بہت سے خط لکھے ان میں اسے حکومت کی اطاعت قبول کر لینے کی ترغیب اور انکار کی صورت میں تہدید کی گئی نیز یہ وعدہ کیا گیا کہ تمہاری تمام خطائیں معاف کر دی جائینگی تم کو امان دی جائیگی اور بہت کچھ انعام و صلہ دیا جائے گا، اس وعدہ وعید کا اثر یہ ہوا کہ اس نے سر تسلیم خم کر کے حکومت کی اطاعت قبول کی اور بغداد آیا، یحیٰی نے جو وعدے اس سے کیے تھے وہ سب کے سب اس نے پورے کیے اس کی بہت خاطر و مدارات کی اور رشید سے بھی اس کے لیے معافی حاصل کی، اسے صلہ دیا اور ریاست دی۔

اس سال رشید نے اپنے تمام معاملات یحیٰی بن خالد بن برمک کے تفویض کر دئے، اس سال ولید بن طریف الشاری خارجی نے جزیرہ میں خوارج کا شعار بلند کیا اور وہ ابراہیم بن خازم بن خزیمہ کو نصیبین میں اچانک قتل کر کے جزیرہ سے آرمینیا چلا گیا۔ اس سال فضل بن یحیٰی خراسان کے والی کی حیثیت سے خراسان آیا وہاں اس نے بڑی عمدہ حکومت کی بہت سی مساجد اور رباط بنائیں دریا پار کے علاقہ پر جہاد کیا اشروسنیہ کا

بادشاہ خاراخرہ جو خلافت اسلامیہ کی اطاعت سے منحرف ہوکر قلعہ بند تھا فضل کے پاس آیا۔

اس نے خراسان میں خالص عجمیوں کی ایک فوج تیار کی اس کا نام عباسیہ رکھا اور اس کو یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے سردار خود منتخب کیا کرے اس فوج کی تعداد پانچ لاکھ تک پہونچ گئی تھی اس میں سے بیس ہزار آدمی بغداد آئے اس جماعت کو بغداد میں کرنبیہ کہتے تھے ان کی باقی جماعت اپنے اپنے مختص ناموں اور دفاتر کے ساتھ خراسان ہی میں رہی، مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر فضل کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا خراسان جانے سے پہلے جب کہ فضل اپنی چھاؤنی میں فروکش تھا اس وقت بھی اس شاعر نے اس کی سخاوت کی تعریف میں چند شعر کہے اور اسے سنائے فضل نے لباس اور خچر کے علاوہ ایک لاکھ درہم اس مدح کے صلہ میں اُسے دئے خود مروان بن ابی حفصہ نے ایک مرتبہ یہ بات کہی کہ اس سفر میں مجھے سات لاکھ درہم انعام ملا۔ اس کے بعد پھر اس نے اور سلم الخاسر نے فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے۔

فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم بن جبرئیل فضل بن یحیٰی کے ساتھ خراسان روانہ ہوا چونکہ یہ بادل ناخواستہ خراسان گیا تھا اس وجہ سے فضل کے دل میں اس کی یہ بات بیٹھ گئی تھی۔

ابراہیم کہتا ہے کہ کچھ روز کا بُھلاوا دیکر ایک دن فضل نے مجھے بلایا میں نے اس کے سامنے پہونچکر اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج خیر نہیں فضل لیٹا ہوا تھا مجھے دیکھ کر وہ اچھی طرح اُٹھ بیٹھا کہنے لگا ابراہیم ڈرو مت چونکہ تم پر میں قدرت رکھتا ہوں اسی خیال سے میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہونچانا چاہتا اس کے بعد اس نے مجھے سجستان کا عامل مقرر کردیا اور جب میں نے اپنے علاقہ کی آمدنی اس کے پاس بھیجی تو وہ سب اس نے مجھے عطا کردی نیز اس کے ماسوا پانچ لاکھ درہم اپنے پاس سے اور بھیجے۔

فضل بن اسحق کہتا ہے کہ ابراہیم فضل کا کوتوال اور محافظ دستہ فوج کا افسر بھی تھا فضل نے اسے کابل بھیجا ابراہیم نے کابل کو فتح کیا اور وہاں اسے ہر قسم کی بیشمار غنیمت ملی، راوی کہتا ہے کہ مجھ سے فضل بن العباس بن جبرئیل نے جو اپنے چچا ابراہیم کے ہمراہ تھا بیان کیا ہے کہ اس مہم میں ابراہیم کو سات کروڑ درہم وصول ہوئے اس کے علاوہ چار کروڑ درہم زرخراج اس کے پاس تھے، جب یہ بغداد آیا اور یغیین میں اس نے اپنا محل تعمیر کیا تو اس نے فضل سے درخواست کی کہ آپ میرے مکان آ کر میری عزت افزائی کریں اور جو احسان و اکرام آپ نے مجھ پر کیا ہے اس کو خود دیکھیں اس نے اس موقع پر فضل کی نذر کرنے کے لیے بہت سے تحائف قیمتی اشیاء اور سونے چاندی کے برتن مہیا کئے اور وہ چار کروڑ درہم بھی محل کے ایک گوشہ میں رکھوا دیے، جب فضل اس کے گھر آ کر بیٹھا اس نے وہ تمام چیزیں نذر میں پیش کیں فضل نے ان کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں تو صرف اس لیے آیا تھا کہ تمہاری دل شکنی نہ ہو، ابراہیم نے کہا یہاں جو کچھ ہے یہ سب آپ کا احسان ہے فضل نے کہا ہم اس سے زیادہ تمہارے ساتھ سلوک کرنا چاہتے ہیں!

ان تمام بیش بہا اشیاء میں سے اس نے سوائے ایک سنجری کوڑے کے کوئی چیز نہیں لی البتہ وہ کوڑا لے لیا۔ اور کہا کہ یہ شہسواروں کے کام کی چیز ہے، ابراہیم نے کہا یہ خراج کی رقم حاضر ہے فضل نے کہا یہ بھی تم لے لو ابراہیم نے دوبارہ کہا کہ یہ سرکاری روپیہ تو لے لیجئے فضل نے کہا کیا تمہارے ہاں اس کے رکھنے کی گنجائش نہیں ہے، یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو خود رشید بستان ابی جعفر تک اس کے استقبال کو گئے اور وہیں تمام بنو ہاشم ملکی اور فوجی عہدہ دار اہل قلم اور اشراف و عمائد اس سے ملنے گئے اس نے ایک ایک کو دس دس اور پانچ پانچ لاکھ درہم دیے، مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔

خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد غلام رزام بن سلم کے بھائی حفص بن سلم نے بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو میں اس سے ملنے گیا اس وقت بہت سی تھیلیاں اس کے سامنے رکھی تھیں اور وہ سربمہر تقسیم کی جارہی تھیں اور ان میں سے ایک تھیلی بھی کھولی نہ گئی اس پر میں نے یہ شعر پڑھا۔

کفی اللہ بالفضل بن یحییٰ بن خالد ؛ وجود یدیہ بخل کل بخیل

(ترجمہ) فضل بن یحییٰ بن خالد اور اس کے دونوں ہاتھوں کی سخاوت کے ذریعہ اللہ نے ہر بخیل کے بخل کی اذیت سے اپنے بندوں کو بچالیا

شعر سن کر مروان بن ابی حفصہ نے مجھ سے کہا کاش کہ یہ شعر مجھے مل جاتا کیوں کہ مجھ پر دس ہزار درہم کا قرض ہے۔

اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اور موسم سرما کی مہم نے سلیمان بن راشد کی قیادت میں جہاد کیا اس کے ساتھ مسلی کا بطریق البید بھی شریک جہاد تھا اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان پر عمرو بن شرجیل کو اپنا قائم مقام بنا کر بغداد آیا۔

اس سال رشید نے منصور بن یزید بن منصور الحمیری کو خراسان کا والی

مقرر کیا۔ نیز اس سال خراسان میں حمزہ بن اترک السجستانی خارجی نے خروج کیا،
اس سال رشید نے محمد بن خالد بن برمک حاجب کو برطرف کر کے اس کی
جگہ فضل بن الربیع کو اپنا حاجب مقرر کیا۔
اس سال ولید بن طریف الشاری خارجی آرمینیا سے جزیرہ واپس آیا
اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی ہزارہا آدمی اس کے ساتھ ہو گئے
رشید نے یزید بن مزید الشیبانی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا پہلے تو یزید اس
کے مقابلہ پر سے لومڑی کی طرح کنائی کاٹ گیا مگر پھر اس نے ولید کو ہیت
کے اوپر بے خبری میں جالیا اور اسے اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو
قتل کر دیا جو باقی بچے وہ تتر بتر ہو گئے۔
اس ولید کے مقابلہ میں اللہ نے جو کامیابی رشید کو عطا کی اس کے
شکر میں انھوں نے اس سال کے ماہ رمضان میں عمرہ ادا کیا اس کے بعد
وہ مدینہ چلے آئے اور موسم حج تک مدینہ میں اقامت گزیں رہے پھر انھیں
کی امارت میں حج ہوا یہ مکہ سے منیٰ اور وہاں سے عرفات پیدل گئے
اور پاپیادہ ہی انھوں نے تمام مناسک حج ادا کئے، حج کے بعد وہ براہ
بصرہ مدینۃ السلام واپس آ گئے۔ واقدی کہتا ہے کہ رشید عمرہ ادا کر کے
موسم حج تک مکہ ہی میں مقیم رہے تھے۔

(۶۳۹)

۱۸۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال شام میں عربوں کے قبائل میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا اور
اس نے خطرناک صورت اختیار کر لی اس کی اطلاع رشید کو ہوئی وہ

بہت پریشان ہوئے انھوں نے اس کے انتظام کے لیئے جعفر بن یحیی کو شام کا والی مقرر کیا اور اس سے کہا کہ اس کام کے لیئے یا تم جاؤ اور یا میں جاؤں اس کے جواب میں جعفر نے کہا میں آپ کی خاطر اپنی جان لڑاتا ہوں یہ بہت سے سپہ سالاروں، جانوروں، اور ہتھیاروں سے مسلح شام روانہ ہوا اس نے عباس بن محمد بن المسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کیا اور شبیب بن حمید بن قحطبہ کو اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ یہ فتنہ پردازوں کے پاس گیا اور ان میں مصالحت کرادی البتہ اس نے ان ڈاکوؤں اور ٹھگوں کو جو اس فتنہ میں شریک تھے قتل کر دیا نیز اس نے شام میں کوئی گھوڑا اور نیزہ باقی نہیں چھوڑا سب ضبط کر لیئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آتش فساد سرد ہوگئی اور امن و امان بحال ہوا اس کامیابی کے بعد جب جعفر شام سے روانہ ہوا تو منصور النمیری نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس میں اس کے کارنامے کو سراہا۔

جعفر بن یحیی نے صالح بن سلیمان کو بلقا، اور اس کے ملحقہ علاقہ کا والی مقرر کیا اور عیسی بن علی کو شام پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود عراق پلٹ آیا رشید نے بیش از بیش اس کی عزت افزائی کی، جب یہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے پہلے ان کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا پھر سامنے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض پرداز ہوا۔

"امیر المومنین اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے میری پریشانی کو اطمینان نصیب کیا میری دعا قبول کی میری التجا پر رحم کیا میری مدت عمر میں اتنا اضافہ کر دیا کہ مجھے اپنے آقا کی صورت دکھائی ان کی ملاقات سے میری عزت بڑھائی اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے ان کے ہاتھ چومنے کا موقع دیا مجھے ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر کر دیا۔ بخدا جب میں جناب والا سے اپنی علیحدگی اور ان قدرتی اسباب کو جن کی وجہ سے مجھے جناب والا سے رخصت ہونا پڑا یاد کرتا تھا تو اسی وقت میرے دل میں یہ بات آجاتی تھی کہ یہ مجھے اپنے گناہوں اور سراپا خطاؤں کی سزا ملی ہے، امیر المومنین اللہ مجھے

آپ پر سے قربان کر دے اگر مجھے کچھ اور دن آپ سے دور رہنا پڑتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ آپ کے قرب کی تمنا اور آپ کے فراق کے غم میں میری عقل زائل ہو جاتی اور میں خود بے تاب ہو کر آپ کے دیدار سے بہرہ ور ہونے کے لیے حاضری کی اجازت طلب کرتا۔

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے اس غیبت کے زمانے میں مجھے سلامتی اور عافیت دی، میری دعا قبول کی اور اپنی اطاعت کی توفیق سے تھامے رکھا اور اس نے مجھے معصیت سے بچایا کہ اب میں آپ کے حکم اور اجازت سے شام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا ہوں اور موت نے مجھے اس حاضری سے باز نہیں رکھا، میں سب سے بڑی قسم یعنی خدا کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے وثوق کامل تھا کہ اگر تمام دنیا مجھے پیش کی جاتی تب بھی میں آپ کی قربت کو اس پر ترجیح دیتا اور آپ کی خدمت میں حاضری کے مقابلہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔"

اس کے بعد جعفر نے اسی موقع پر کہا۔

"اللہ ہمیشہ سے آپ پر آپ کی نیت کے مطابق احسان کرتا رہا ہے اور آپ کی انتہائی آرزو کے مطابق آپ کی رعایا کی اطاعت کو درست کرتا رہا ہے، وہ ان سب کی حالت کو آپ کے لیئے درست کر دیتا ہے ان کے نظام کو یکجا کر دیتا ہے ان کے افتراق کو متحد کر دیتا ہے جن میں آپ کا اور ان کا دونوں کا فائدہ ہے اور وہ اس طرح کہ وہ سب کے سب آپ کی اطاعت کو قبول کرتے ہیں اور آپ کی خوشنودی کو اختیار کرتے ہیں اس احسان پر اللہ کا ہزار ہزار شکر واجب ہے، امیر المومنین میں اہل شام کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ آپ کے بالکل مطیع و منقاد ہیں اپنے کیئے پر نادم ہیں آپکی ذات سے وابستہ ہیں آپ کے ہر فیصلہ پر سر تسلیم خم کرنے کے لیئے تیار ہیں آپ سے معافی کے خواستگار ہیں، آپ کے حلم پر بھروسہ رکھتے ہیں، آپ کے فضل کے امیدوار ہیں، آپ کے جذبۂ انتقام سے بے خوف ہیں، انکی جو حالت اس ائتلاف کے وقت ہے وہی ان کے باہمی اختلاف کے

وقت تھی اور جو حال ان کا اس الفت کے زمانے میں ہے وہی حال ان کا رکاوٹ کے وقت تھا امیر المومنین نے تو پہلے ہی انکی معذرت کرنے اور معافی کی درخواست پر ان کو معاف کر دیا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کیا ہے اللہ نے جو کامیابی مجھے ان کے مقابلہ پر عطا فرمائی ہے کہ ان کی آتش غیظ کو اس نے بجھا دیا ان میں جو شریر اور سرکش تھے ان کو دور پھینکدیا اور دوسری جماعتوں میں مصالحت کرا دی، مجھے ان کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا کی اور ان کی مدد سے بہرہ ور کیا یہ سب کچھ آپ کی برکت نصیبے کی سعادت اور اقبال دائمی کی بدولت، اور اس وجہ سے کہ وہ آپ سے ڈرتے بھی ہیں اور آپ کو اپنا امید گاہ بھی سمجھتے ہیں۔

بخدا امیر المومنین میں نے ان کے مقابلہ میں اول سے لے کر آخر تک آپ ہی کی ہدایت پر عمل کیا اور جو حکم اور طرز عمل جناب والا نے میرے لئے ارشاد کیا تھا اسی پر میں کاربند ہوا۔ چنانچہ انھوں نے آپ کے حکم کو سن کر سر تسلیم خم کر دیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالے ہمیشہ آپ کو کامیاب کرتا رہا ہے اور وہ آپ کی سطوت سے خائف ہیں۔

جو کچھ اس معاملہ میں مجھ سے بن پڑا اس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ اگرچہ میں نے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی مگر مجھے محسوس ہوا کہ جس قدر آپ کے احسانات عظیمہ کا بار گراں میرے سر پر ہے اسی قدر ان کے حق کی ادائی سے میں اپنے کو معذور و مجبور پاتا ہوں اگرچہ اللہ کی جس قدر مخلوق، آپ کی رعایا ہے ان میں میں آخری آدمی ہوں گا جس کے دل میں یہ آرزو بھی پیدا ہو کہ وہ آپ کے احسانات کا کچھ بھی حق ادا کر سکے یہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ صرف اس لئے کہ میں آپ کی فرماں برداری میں اپنی جان اور ہر وہ شئے جو آپ کے موافق مزاج ہو خرچ کروں ورنہ جو احسانات آپ کے میرے اوپر ہیں جو میرے علم میں کسی دوسرے کے ساتھ آپ نے نہیں کئے ان کے ہوتے ہوئے میں کیوں کر آپ کے حق سے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں آپ کی عنایتوں اور احسانات نے

مجھے فرد روزگار بنا دیا ہے، میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کرسکتا ہوں یہ جرأت بھی محض آپ کے اس اکرام کی وجہ سے مجھے ہوتی ہے جو آپ کا میرے ساتھ ہے۔ میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کرسکتا ہوں آپ کے احسانات اس قدر ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے شمار ہی سے مجھے اس حق سے عہدہ برآ کرتا تو میں ان کی محض شمار سے بھی قاصر رہتا، میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں تمام عالم کو چھوڑ کر صرف آپ میری جائے پناہ ہیں میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ اتنی تکلیف بھی میرے لئے پسند نہیں کرتے جس قدر کہ میں خود پسند کرلیتا ہوں، میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ ہر روز ایک ایسا احسان عظیم میرے اوپر کر دیتے ہیں کہ جو آپ کی تمام گزشتہ عنایتوں کو بے حقیقت کر دیتا ہے، میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ جو میرے ساتھ نیا احسان کرنے میں اپنے تمام پرانے احسانات کو فراموش کر دیتے ہیں، میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کروں آپ اپنی زندگی کی درازی کے ساتھ ساتھ میرے مرتبہ کو میرے ہمسروں پر بڑھاتے رہتے ہیں میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ میرے مالک ہیں میں کیوں کر آپ کا شکر ادا کروں آپ میرے محسن ہیں ہاں البتہ میں اس اللہ سے جس نے مجھے بغیر کسی استحقاق ذاتی کے آپ کی ذات سے اس قدر متمتع و مستفید کیا ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب کہ میں آپ کے احسان کا عشر عشیر سے بھی کم حق ادا نہیں کرسکتا تو وہ میرے اس عجز کی اپنی طرف سے اپنی قدرت اور اپنے وسعت ظرف کے مطابق آپ کو جزائے خیر دے اور میری طرف سے آپ کے حق اور احسان عظیم کا آپ کو عوض دے یہ صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی اسے کرسکتا ہے،

اس سال رشید نے مہر خلافت کو جعفر بن یحییٰ سے لے کر اسے اس کے باپ یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دیا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ خراسان اور سجستان کا والی مقرر کیا گیا اور جعفر نے محمد بن الحسن بن قحطبہ کو ان دونوں صوبوں پر اپنا عامل مقرر کیا۔

اس سال رشید رقہ آنے کے ارادہ سے بغداد سے براہ موصل شام روانہ ہوئے جب یہ بروان پہونچے تو انہوں نے عیسیٰ بن جعفر کو خراسان کا والی مقرر کیا اور جعفر بن یحییٰ کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح

جعفر کل بیس دن خراساں کا والی رہا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ امیر المومنین کی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

اس سال رشید نے موصل کی فصیل اس وجہ سے منہدم کرادی کہ خارجیوں نے وہاں سے خروج کیا تھا اس کے بعد وہ رقہ چلے گئے اور وہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔

اس سال انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو افریقیا کی ولایت سے علٰحدہ کرکے اسے مدینتہ السلام بلالیا جعفر بن یحییٰ نے اسے فوج خاصہ پر اپنا نائب مقرر کرلیا۔

اس سال مصر میں نہایت شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے اسکندریہ کے مینار کی چوٹی گر پڑی۔

اس سال فراشتہ الشیبانی خارجی نے جزیرہ میں خروج کیا مسلم بن بکار بن مسلم العقیلی نے اُسے قتل کردیا۔

اس سال محمرہ جماعت نے جرجان میں خروج کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے اس ہنگامہ کے متعلق بارگاہِ خلافت میں یہ عرضداشت بھیجی کہ عمر بن محمد العمرکی نے اس جماعت کو میرے خلاف آمادہ پیکار کیا ہے اور یہ شخص زندیق ہے رشید نے حکم دیا کہ اسے قتل کردیا جائے چنانچہ مرو میں اسے قتل کردیا گیا۔

اس سال فضل بن یحییٰ طبرستان اور رویان کی ولایت سے علٰحدہ کردیا گیا اور اس کی جگہ ان علاقوں پر عبداللہ بن خازم مقرر کیا گیا، نیز فضل کورے کی ولایت سے بھی علٰحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ رے پر محمد بن یحییٰ بن الحارث بن شخیر والی رے مقرر ہوا۔ اور سعید بن سلم جزیرہ کا والی مقرر ہوا اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ اس سال رشید مکہ سے واپسی میں بصرہ آئے یہ محرم میں بصرہ پہونچے چند روز محدثہ میں مقیم رہے پھر وہاں سے عیسیٰ بن جعفر کے قصر واقع خریبہ میں چلے آئے پھر یحییٰ بن خالد کی بنائی ہوئی نہر سیحان کو دیکھنے کے لئے کشتی میں گئے اور انھوں نے نہر ابلہ اور نہر معقل کے دہانے بند کردیے اور اس طرح

نہر سیحانی میں پانی کی بہم رسانی متیقن ہو گئی اس کے بعد جبکہ ماہ محرم کے ختم میں بارہ راتیں باقی تھیں وہ بصرہ سے مدینۃ السلام روانہ ہوئے اور وہاں پہنچکر پھر حیرہ گئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے حیرہ میں انھوں نے اپنی سکونت کے لئے مکانات بنوائے اپنے ساتھیوں کو بھی زمین کے قطعات تعمیر اکمنہ کے لئے مفت دئے تقریباً چالیس روز ان کے قیام کو گذرے تھے کہ اہل کوفہ نے ان کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور ان کے اس ہمسایگی کو پسند نہیں کیا اس بنا پر رشید پھر مدینۃ السلام چلے آئے اور وہاں سے رقہ چلے گئے رقہ جاتے وقت انھوں نے امین کو مدینۃ السلام پر اپنا نائب بنایا اور دونوں عراقوں کا والی مقرر کیا۔ اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۱ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید خود روم کے علاقہ میں جہاد کے لئے گئے اور انھوں نے قلعہ صفصاف کو بزور شمشیر مسخر کیا، نیز عبد الملک بن صالح بھی رومیوں سے لڑا اور بڑھتے ہوئے انگورا جا پہنچا اور شہر مطمورہ کو فتح کر لیا۔ اس سال حسن بن قحطبہ اور حمزہ بن مالک نے وفات پائی اس سال محمّرہ جماعت نے جرجان پر غلبہ پالیا۔

اس سال رقہ میں فروکش ہو کر رشید نے پہلی مرتبہ اپنے مراسلات کی ابتدا میں محمد صلعم پر درود اور سلامتی بھیجنے کا طریقہ جاری کیا۔

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا یہ حج ادا کر کے بہت ہی جلد مکہ سے روانہ ہو گئے یحیٰی بن خالد جو پیچھے رہ گیا تھا غمرہ میں ان سے آکر ملا

اور اس نے اپنی خدمت سے استعفا دیدیا رشید نے اسے قبول کر لیا یحییٰ نے مہر خلافت رشید کو واپس دیدی اور مکہ میں قیام کی اجازت مانگی رشید نے اس کی درخواست قبول کی اور یحییٰ مکہ پلٹ آیا۔

سنہ ۱۸۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید مکہ سے واپس آکر رقہ گئے اور وہاں انہوں نے اپنے بیٹے محمد الامین کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ المامون کی ولی عہدی کے لیئے تمام فوج سے بیعت لی اور مامون کو جعفر بن یحییٰ کے سپرد کر کے اسے مدینتہ السلام بھیجدیا۔ ان کے اہلبیت میں سے جعفر بن ابی جعفر المنصور اور عبدالملک بن صالح اور امرائے عساکر میں سے علی بن عیسیٰ مامون کے ساتھ تھے، مدینتہ السلام آنے کے بعد یہاں بھی اس کے لیئے بیعت لی گئی اس کے باپ نے اسے خراسان اور اس سے ملحقہ ہمدان تک کے علاقہ کا والی مقرر کیا اور مامون اس کا نام رکھا۔

اس سال خزر کے بادشاہ خاقان کی لڑکی فضل بن یحییٰ کے پاس آنے کے لیئے روانہ ہوئی یہ برذعہ میں آکر مر گئی اس وقت سعید بن سلم بن قتیبتہ الباہلی آرمینیا کا والی تھا اس کے مرنے کے بعد ان خزر سرداروں نے جو اس کے ہمراہ تھے اس کے باپ سے جاکر یہ کہا کہ آپ کی بیٹی کو دھوکہ سے قتل کیا گیا ہے اس سے اس کے دل میں کینہ بیٹھ گیا اور اب وہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرنے لگا،

اس سال یحییٰ بن خالد مدینتہ السلام واپس آگیا اس سال عبدالرحمان

بن عبد الملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اور وہ بڑھتا ہوا اصحاب الکہف کے شہر افسوس تک جا پہونچا۔ اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی دونوں آنکھیں اندھی کر دیں اور اس کی ماں رینی کو اپنی ملکہ تسلیم کیا اس نے اغسطہ لقب اختیار کیا۔
اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال خزرخاقان کی بیٹی کی موت کا بدلہ لینے کے لئے باب الابواب سے نکل کر وہاں کے مسلمانوں اور ذمیوں پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے تقریباً ایک لاکھ کو لونڈی غلام بنالیا۔ یہ اس قدر اہم واقعہ تھا کہ عہد اسلام میں اس سے پہلے اس کی نظیر نہ تھی رشید نے یزید بن مزید کو آذربیجان کے ساتھ آرمینیا کا والی مقرر کیا بہت سی باقاعدہ فوج اس کی امداد کو بھیجی اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تاکہ بوقت ضرورت یہ اہل آرمینیا کی مدد کر سکے۔

خزر کی آرمینیا پر یورش کی مذکورۂ بالا توجیہ کے علاوہ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سعید بن سلم نے منجم سلمی کی تیر سے گردن ماردی اس کے بیٹے نے خزر کے علاقہ میں جاکر انھیں سعید پر حملہ کرنے کی ترغیب اور تحریص کی موقع کو غنیمت سمجھ کر قوم خزر نے شگاف کوہ سے گھس کر آرمینیا پر حملہ کر دیا، سعید نے شکست کھائی خزر نے زبردستی سلمان عورتوں سے تمتع کیا اور تقریباً ستر دن تک وہ آرمینیا پر قابض رہے پھر ہارون نے خزیمہ بن خازم اور یزید بن مزید کو آرمینیا بھیجا اور انھوں نے سعید کی بگاڑی ہوئی بات پھر درست کرلی خزر کو وہاں سے نکال دیا اور شگاف کو پھر بند کر دیا۔

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ بن ماہان والی خراسان کو واپس طلب کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے متعلق رشید سے شکایت کی گئی کہ وہ حکومت کی مخالفت کے لئے بالکل آمادہ ہے علی بن عیسیٰ اپنے بیٹے یحییٰ کو خراسان پر اپنا قایم مقام بنا کر جسے رشید نے بھی تسلیم کیا بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت بڑی رقم رشید کو نذر دی۔ رشید نے اسے دوبارہ اپنے بیٹے مامون کی جانب سے ابوالخصیب کے مقابلہ کے لئے خراسان بھیجدیا۔ اور وہ خراسان پلٹ آیا۔ (۶۴۹)

اس سال ابوالخصیب وہیب بن عبداللہ النسائی حریش کے مولی نے خراسان کے شہر نسا میں خروج کیا۔

اس سال موسیٰ بن جعفر بن محمد نے بغداد میں وفات پائی اور محمد بن السماک القاضی نے وفات پائی۔

اس سال عباس بن موسیٰ الہادی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں ہارون رقہ سے دریائے فرات میں کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے مدینۃ السلام واپس آئے یہاں آکر انھوں نے رعایا سے بقایا کی وصولیابی کا مطالبہ کیا اور اس کام کے لئے عبداللہ بن ہیثم بن سام کو مقرر کیا اور اسے قید کرنے اور مارنے پیٹنے کا بھی اختیار دیا۔ رشید نے حماد البربری کو مکہ اور یمن کے خراج کا محصّل اور داؤد بن یزید بن حاتم المہلبی کو سندھ یحییٰ الحرشی کو علاقۂ جبل اور مہرویۃ الرازی کو طبرستان کا افسر خراج مقرر کیا' افریقیا کی حکومت ابراہیم بن الاغلب نے اپنے ہاتھ میں لے لی پھر رشید نے بھی اسی کو افریقیہ کا والی مقرر کر دیا۔

اس سال ابو عمرو الشاری نے خروج کیا رشید نے زہیر القصاب کو اس کے مقابلہ پر بھیجا زہیر نے شہر زور میں اسے قتل کر دیا۔ اس سال ابو الخصیب نے امان کی درخواست کی علی بن عیسٰی نے اسے امان دی۔ ابو الخصیب مرو میں اس کے پاس آیا علی نے اس کی بڑی خاطر اور تکریم کی۔

اس سال ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال اہل طبرستان نے اپنے والی مہروتہ الزاری کو قتل کر دیا رشید نے اس کی جگہ عبد اللہ بن سعید الحرشی کو طبرستان کا والی مقرر کیا۔ اس سال عبد الرحمٰن الانباری نے ابان بن قحطبہ الخارجی کو مرج قلعہ میں قتل کر دیا اس سال حمزۃ الشاری نے خراسان کے شہر باذغیس میں شورش برپا کر دی عیسٰی بن علی بن عیسٰی نے حمزہ کے دس ہزار ساتھیوں پر اچانک حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر دیا اور وہ ان کا تعاقب کرتا ہوا کابل، زابلستان اور قندھار جا پہونچا۔

اس سال ابو الخصیب نے دوبارہ نسا میں خروج کیا اور اس نے نساء، ابیورد، طوس اور نیساپور پر قبضہ کر کے مرو پر پیشقدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر پھر اس نے شکست کھائی اور وہ سرخس چلا گیا یہاں اس کی طاقت و شوکت زیادہ ہو گئی، اس سال یزید بن مزید نے برذعہ میں انتقال کیا اور اس کی جگہ اسد بن یزید مقرر کیا گیا۔ اس سال یقطین بن موسٰی نے بغداد میں انتقال کیا۔ اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں عبد الصمد بن علی نے انتقال کیا اس کا کوئی دانت آج تک نہیں گرا تھا یہ اپنے دودھ کے دانتوں کے ساتھ قبر میں دفن ہوا۔

اس سال رشید موصل کے راستے سے رقہ آنے کے لئے مدینتہ السلام سے روانہ ہوئے۔

اس سال یحییٰ بن خالد نے رشید سے عمرہ اور جوار کی اجازت مانگی رشید نے اُسے اجازت دی یہ شعبان میں روانہ ہوا اور ماہ رمضان کا عمرہ ادا کیا پھر جدہ میں سب سے علیحدہ ہو کر حج کے موسم تک اقامت کی پھر حج کیا، اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔ اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال علی بن عیسیٰ بن ماہان ابو الخصیب سے لڑنے مرو سے نساء گیا وہاں اس نے ابو الخصیب کو قتل کر دیا اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا اور اب تمام خراسان میں امن و امان ہو گیا۔ جب رشید کو معلوم ہوا کہ احمد بن عیسیٰ بن زید کے معاملہ میں ثمامہ بن اشرس نے جھوٹ بولا ہے انھوں نے اسے قید کر دیا۔

اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کا ہرثمہ کے پاس انتقال ہوا۔ اور عباس بن محمد نے بغداد میں وفات پائی۔

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ اس سال کے ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے رقہ سے روانہ ہوئے انبار سے گزرے مگر مدینتہ السلام نہیں آئے البتہ مدینتہ السلام سے سات فرسنگ کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے مقام الدّارات پر انھوں نے پڑاؤ کیا تھا، وہ رقہ پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے،

اس سفر میں ان کے دونوں بیٹے اور ولی عہد محمد الامین اور عبداللہ المامون اُن کے ہمراہ تھے یہ پہلے مدینہ آئے اہل مدینہ کو انھوں نے تین عطیے دیئے پہلے لوگ اُن کے پاس آتے وہ ان کو عطا دیتے پھر محمد کے پاس جاتے وہ ان کو عطا دیتا پھر مامون کے پاس جاتے وہ ان کو عطا دیتا مدینہ سے فارغ ہوکر وہ مکہ آئے یہاں بھی انھوں نے عطا دی اس طرح دس لاکھ بچاس ہزار دینار خرچ ہوئے۔

ابراہیم بن محمد الجحبی کے بیان کے مطابق رشید نے اپنے بیٹے محمد کو بروز پنجشنبہ ماہ شعبان ۱۷۳ھ ہجری میں اپنا ولی عہد مقرر کیا اور امین اس کا لقب مقرر کیا تھا ۱۷۵ھ ہجری میں انھوں نے شام اور عراق اسے دید ئے، پھر ۱۸۳ھ میں رقہ میں انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی اور ہمدان سے لے کر اقصائے ممالک محروسہ خلافت تک کا علاقہ اسے دیدیا۔

قاسم بن الرشید عبدالملک بن صالح کے زیر تربیت تھا جب رشید نے محمد اور مامون کے لئے بیعت لی تو عبدالملک بن صالح نے ان کو یہ شعر لکھ بھیجے:

یا ایھا الملک الذی ❊ لو کان نجماً کان سعداً

اعقد لقاسم بیعةً ❊ واقدح لھر فی الملک زنداً

اللہ فردٌ واحدٌ ❊ فاجعل وُلاة العھد فرداً

ترجمہ۔ اے وہ بادشاہ کہ اگر وہ ستارہ ہوتا تو ضرور مبارک ہوتا آپ قاسم کے لئے بھی بیعت لیجئے اور اسے بھی ملک میں حصہ دیجئے اللہ فرد واحد ہے آپ اپنے ولی عہدوں کی تعداد بھی فرد رکھیئے

انھیں اشعار نے سب سے پہلے قاسم کی ولی عہدی کا خیال رشید کے دل میں پیدا کیا چنانچہ اب انھوں نے اس کے لئے بھی بیعت لی اور موتمن اس کا لقب قرار دیا۔ جزیرہ، سرحدات اور عواصم اس کے تفویض کیئے۔

جب انھوں نے اپنے سارے ملک کو اس طرح تقسیم کر دیا تو اس پر عوام میں مختلف خیال آرائیاں ہونے لگیں بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس طرح اونھوں نے سلطنت کے نظام کو مضبوط کر دیا ہے دوسرے لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ آپس میں لڑ مریں گے اور اس تقسیم کے نتائج رعایا کے حق میں نہایت خوفناک ہوں گے۔ کسی نے اس پر شعر کہے اور ان میں بھی اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے ۱۸۶ھ ہجری میں ہارون نے مع محمد اور عبداللہ کے حج کیا ان کے دوسرے امرائے عساکر وزرا اور قاضی اون کے ساتھ تھے رقہ میں انھوں نے اپنے حرم، خزانہ، اموال اور فوج پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک العکی کو اپنا قائم مقام بنا کر متعین کر دیا اپنے بیٹے قاسم کو منبج بھیجدیا اور اس کے ہمراہی امرائے عساکر اور سپاہ کے ساتھ اسے وہیں پڑاو ڈالدینے کا حکم دیا مناسک حج ادا کرنے کے بعد انھوں نے عبداللہ المامون کے حق میں دو وثیقے لکھوائے جن کے لکھنے میں فقیہوں اور قاضیوں نے اپنا تمام علم صرف کر دیا ان میں سے ایک کے پورا کرنے کی ذمہ داری محمد پر تھی جس میں اسے تاکید کی گئی تھی کہ وہ اس وثیقہ کی مندرجہ باتوں کو پورا کرے گا اور جو جو علاقے عبداللہ کو دئے گئے ہیں وہ اس کے تفویض کر دے گا نیز جو املاک، آمدنی، جواہرات اور مال اور اسباب عبداللہ کے لئے مشخص کر دیا گیا ہے وہ اس کے حوالے کر دے گا۔ دوسرا وثیقہ وہ بیعت نامہ تھا جو انھوں نے اپنے عمائد خاص اور عوام الناس سے مع اس کی تمام شرطوں کے عبداللہ کے لئے لی تھی اور جس کی بجا آوری محمد اور ان سب پر واجب قرار دی۔

رشید نے بیت اللہ میں ان عہد ناموں کے مطابق محمد سے بیعت لی اور اس پر اللہ ملائکہ اپنے لڑکوں۔ عزیزوں موالیوں۔ امیروں وزیروں کاتبوں اور دوسروں کو جو کعبہ میں حاضر تھے اس بیعت پر شاہد بنایا اور اس طرح اسکی تکمیل کر کے وہ دونوں عہد نامے بیت اللہ میں محفوظ کرا دئے اور بیت اللہ کے حاجبوں سے کہا کہ ان کو احتیاط سے رکھنا اور کسی کو باہر نہ لیجانے دینا۔

عبداللہ بن محمد۔ محمد بن یزید التیمی اور ابراہیم الحجبی بیان کرتے ہیں کہ

رشید کعبہ میں حاضر ہوئے انھوں نے بنی ہاشم کے عمائد امرائے عساکر، اور فقہاء کو وہاں بلایا ان کے حکم سے وہ بیعت نامہ پڑھ کر عبد اللہ اور محمد کو سنایا گیا انھوں نے اس پر حاضرین کو شاہد بنایا اور پھر حکم دیا کہ اسے کعبہ پر آویزاں کر دیا جائے جب اسے آویزاں کرنے کے لئے اٹھانے لگے وہ ہاتھ سے گر گیا اس پر لوگوں نے کہا کہ یہ فال بد ہے اس قرارداد پر عمل ہونے سے پہلے ہی یہ کالعدم ہو جائیگی۔

وہ عہد نامہ حسب ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عہد نامہ امیر المومنین عبد اللہ الہارون کے لئے محمد بن امیر المومنین ہارون نے صحت عقل میں اپنی خوشی سے بغیر جبر و اکرہ کے لکھا ہے۔

امیر المومنین نے اپنے بعد مجھے ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے اور اس کے لئے تمام مسلمانوں سے بیعت لی ہے اور انھوں نے عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کو میری رضامندی اور دلی خوشی سے بغیر جبر و اکرہ کے میرے بعد ولیعہد خلافت اور مسلمانوں کے تمام امور کا سربراکار بنایا ہے اور اسے تمام خراسان اس کی سرحدوں۔ علاقوں، جنگوں، فوجوں، لگان حکومت، ڈاک، خزانے، صدقات، عشر عشور اور اس سے متعلق تمام کاروبار کا اپنی زندگی میں اور اپنے بعد بھی خودمختار فرماں روا مقرر کیا ہے، میں نے اپنی دلی رضامندی سے امیر المومنین ہارون کے سامنے یہ عہد کیا ہے کہ انھوں نے میرے بھائی عبد اللہ کے لئے جو عہد ولایت خلافت اور مسلمانوں کی حکمرانی کے متعلق میرے بعد کے لئے کیا ہے میں اسے پورا کروں گا اسی طرح انھوں نے عبد اللہ کو خراسان اور اس کے توابع کی جو حکومت کلی سپرد کی ہے یا امیر المومنین نے جو جاگیر اس کو دی ہو، کوئی آمدنی اس کے لئے لکھی ہو، اپنی جائیداد میں سے جو کوئی جائیداد دی ہو، یا خرید کر کوئی جائیداد یا آمدنی دی ہو، اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں زر نقد اسے دیا ہو، زیورات ہوں، جواہرات ہوں، دوسرا سامان ہو لباس ہو، مکان ہو، جانور ہوں غرض کہ

کم یا زیادہ جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کو دیدیا جائے گا اور میں اس ایک ایک شئے سے واقف ہوں جو امیر المومنین نے عبداللہ کو دی ہیں، اگر ابھی امیر المومنین پر حادثہ موت واقع ہو جائے اور خلافت محمد بن امیر المومنین کو پہونچے تو محمد پر واجب ہے کہ وہ امیر المومنین کے اس حکم کو جو انھوں نے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کی ولایت خراسان اور سرحدات خراسان کا دیا ہے اور قرماسیین میں اپنے اہلبیت میں سے جن جن لوگوں کو عبداللہ کے ساتھ کردیا ہے اس کی بجاآوری کرے اور عبداللہ بن امیر المومنین کو خراسان رے اور اس تمام علاقہ کا جسکی امیر المومنین نے تعیین کردی ہے والی مقرر کر کے روانہ کردے چاہے عبداللہ بن امیر المومنین کی چھاؤنی اور سلطنت سے کتنے ہی دور دراز مقام پر ہو تب بھی اس حکم کی بجاآوری کی جائے گی نیز ان تمام لوگوں کو جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے ان کے متعلق عبداللہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو رے سے لے کر انتہائے سرحد خراسان تک، جہاں چاہے متعین کرے، محمد بن امیر المومنین کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی سردار، سپاہی یا پیادہ کو جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے اس کے پاس سے ہٹا کر دوسری جگہ تبدیل کردے یا خود عبداللہ بن امیر المومنین کو خراسان اس کے تمام توابع اور رے کے ہمدان سے متصلہ علاقہ سے لے کر خراسان کی انتہائی سرحد تک جس علاقہ کی فرمانروائی امیر المومنین ہارون نے اسے دی ہے جس میں اس کی سرحدیں، تمام شہر اور ہر وہ علاقہ جو خراسان سے منسوب ہو سب داخل ہے بے دخل کیا جائے محمدؐ کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے ان علاقوں پر بھیجے یا عبداللہ کے ساتھیوں اور امراء میں سے کسی کو اس سے توڑے یا اوس پر کسی کو والی مقرر کرلے یا اس پر اس کے کسی عامل اور والی پر کسی کو مفتش محاسب یا نگراں مقرر کرے نیز یہ کہ اس کے چھوٹے یا بڑے کسی کام میں خرابی نہ پیدا کرے اور اس کی مطلق العنان فرمان روائی میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے اور امیر المومنین نے اپنے جن اعزا مصاحبین، قضاۃ، عاملوں، کاتبوں، امرا، خادموں، موالیوں

اور سپاہ کو عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے ان کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جس سے ان کی حالت میں خرابی پیدا ہو اور خود ان کے ساتھ یا ان کے رشتہ داروں، ہوالیوں اولاد اور دوسرے متعلقین کے ساتھ نہ ان کی جان کے بارے میں نہ مال و متاع، املاک و زمین، مکانات احاطے، سامان غلہ مویشی کے بارے میں چھوٹے ہوں یا بڑے خود کوئی نقصان ان کو پہونچائے گا اور نہ اپنے حکم، رائے خواہش اور اجازت سے کسی اور شخص کے ذریعہ ان امور میں ایسی مداخلت کرائے گا جس سے ان کو نقصان پہونچے اور نہ ان معاملات میں کسی کے لئے مداہنت کو جائز رکھیگا، نیز بغیر عبداللہ ابن امیر المومنین کی رائے اور اسکے قضاۃ کی رائے کے وہ ان لوگوں کے متعلق، اس کے قاضیوں کے متعلق، عاملوں کے متعلق یا ان لوگوں کے متعلق جو آیندہ اس کے حکم سے کسی سرکاری عہدے پر سرفراز ہوں گے اپنی طرف سے کوئی حکم دے گا نیز اگر ان لوگوں میں سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اعزا میں سے مصاحبین میں سے امرا میں سے عہدہ داروں میں سے منشیوں میں سے خدمتگاروں میں سے موالیوں میں سے اور سپاہ میں سے عبداللہ بن امیر المومنین کے ساتھ کر دیا ہے کوئی شخص عبداللہ کی ملازمت، اس کی چھاؤنی اس کی متعینہ جگہ کو عبداللہ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے یا مخالفت پر آمادہ ہو کر چھوڑ کر محمد کے پاس چلا آئے گا تو محمد بن امیر المومنین پر لازم ہے کہ وہ اسے ذلت و حقارت کے ساتھ اپنے یہاں سے نکال دے اور عبداللہ کے پاس پہونچادے تاکہ عبداللہ اپنی رائے اور حکم سے اس کے ساتھ جو چاہے سلوک کرے۔

اگر محمد بن امیر المومنین، عبداللہ بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہدی سے علحدہ کرنا چاہے، یا خراسان، اس کی سرحد اس کے توابع اور اس علاقہ سے جس کی سرحد ہمذان سے مل گئی ہے اور ان اضلاع کی ولایت سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں معین کر دیا ہے برطرف کرنا چاہے یا ان امرا میں سے جو قرماسین میں موجود تھے اور جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے، کسی کو اس سے توڑنا چاہئے یا جو اختیارات اور عطا امیر المومنین نے عبداللہ کو دی ہیں، کم ہوں یا زیادہ ان میں کسی تو جیہ یا حیلہ سے

کچھ زیادہ کمی کرنا چاہے تو امیر المومنین کے بعد عبد اللہ بن امیر المومنین کو خلافت ملے وہ محمد بن امیر المومنین پر مقدم سمجھا جائے اور امیر المومنین کے بعد ہی حکومت کا مالک ہوگا اور امیر المومنین ہارون کے تمام خراسانی امرا منصبدار، اور تمام چھاؤنیوں اور شہروں کے مسلمانوں پر عبد اللہ کی اطاعت واجب ہوگی اور ان پر ضروری ہوگا کہ جب تک ان کی جان میں جان ہے وہ اس کا ساتھ دیں اس کے مخالف سے لڑیں اس کی مدد کریں اور اس کی مدافعت کریں۔ اور ان میں سے کسی شخص کے لئے چاہے وہ کہیں ہو یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ عبد اللہ کی مخالفت کرے، اس کے حکم سے سرتابی کرے یا اس کی اطاعت سے نکل سکے۔

اور اگر محمد بن امیر المومنین عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کو اپنے بعد ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے کسی دوسرے کو ولی عہد بنائے یا جو چیزیں امیر المومنین ہارون نے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں عبد اللہ کو دیدی ہیں جن کو انھوں نے تفصیل سے اپنے اس فرمان میں لکھدیا ہے جو انھوں نے اس کے سامنے بیت اللہ الحرام میں لکھا ہے اور نیز اس فرمان میں لکھا ہے ان میں سے کم کرنا چاہے تو کسی شخص کو بھی اس بارے میں محمد کی اطاعت نہ کرنا چاہیئے اور اس وقت عبد اللہ بن امیر المومنین کی بات قابل پذیرائی نہ ہوگی نیز لوگوں نے جو بیعت محمد بن امیر المومنین ہارون کی ولی عہدی کی ہے اگر وہ ان اشیا میں جو امیر المومنین نے عبد اللہ کے لئے مختص کر دی ہیں کچھ کمی کرے تو کسی پر اس کی بیعت کی ذمہ داری باقی نہ رہیگی اور وہ آزاد ہوں گے اور اس وقت محمد بن امیر المومنین پر واجب ہوگا کہ وہ عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کے آگے سر اطاعت خم کر دے اور خلافت اس کے سپرد کر دے۔

محمد بن امیر المومنین اور عبد اللہ بن امیر المومنین کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ قاسم بن امیر المومنین ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کریں یا اپنی اولاد، اعزا یا اغیار میں سے کسی کو بھی اس پر مقدم کر دیں البتہ جب عبد اللہ بن امیر المومنین خلیفہ ہو تو اسے قاسم کے متعلق یہ اختیار ہے کہ چاہے وہ اسے ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے کسی بیٹے یا بھائی کو ولی عہد بنائے یا کسی اور کو قاسم پر مقدم کر کے قاسم کو اس کے

بعد ولی عہد برقرار رکھے اس معاملہ میں وہ اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا مجاز و مختار ہے'
اے مسلمانو! امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں عبداللہ کے متعلق جو احکام اور وصایا لکھے ہیں ان سب کی بجا آوری تم پر واجب ہے اور اس کے لئے تم سے اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری پر وہ موثق عہد لیا جاتا ہے، جو اللہ نے اپنے ملائکۂ خاص اور انبیا اور مرسلین سے لیا ہے اور جسے اس نے تمام مسلمانوں اور اہل ایمان سے لیا ہے کہ تم عبداللہ بن امیر المومنین کے حق میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اور محمد عبداللہ اور قاسم امیر المومنین کے صاحبزادوں کے متعلق جو کچھ اس فرمان میں لکھا گیا ہے اور جس کی بجا آوری تم پر لازم قرار دی گئی ہے اور جسے خود تم نے اپنے اوپر واجب کیا ہے ضرور پورا کرو گے، اگر تم نے ان شرائط کی جو اس فرمان میں درج ہیں خلاف ورزی کی یا اسے، بدل دیا تو تم اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کے ذمہ سے خارج سمجھے جاؤ گے اور تم میں سے ہر شخص کے پاس آج جس قدر مال ہے یا آج سے پچاس سال آئندہ تک جو وہ کمائے گا وہ سب مساکین کے لئے صدقہ ہو جائے گا اور تم میں سے ہر ایک کو بیت اللہ الحرام کے پچاس حج پا پیادہ نذر واجب کے طور پر کرنے پڑینگے جس کے معاوضہ میں کوئی اور شے کفارہ نہیں ہو سکے گی، نیز تمہارے وہ تمام لونڈی غلام جو اب تمہارے قبضہ میں ہیں یا آج سے پچاس سال آئندہ تک تم کو دستیاب ہوں وہ سب آزاد ہوں گے، اسی طرح تمہاری ہر بیوی پر تین طلاق بائن قطعی جس سے رجعت نہ ہو سکے واقع ہوں گے، اس معاملہ میں اللہ تمہارے مقابلہ پر کفیل اور نگراں ہے اور صرف اس کی نگرانی کافی ہے۔

ذیل میں وہ اقرار نامہ درج کیا جاتا ہے جو عبداللہ بن امیر المومنین نے اپنے قلم سے کعبہ میں تحریر کیا۔

"یہ تحریر عبداللہ ہارون امیر المومنین کے لئے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون نے اپنی طرف سے بخوشی و صحت عقل اور سلامتی شعور کے ساتھ اس لئے لکھی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اس میں اس کی اس کے اہلبیت کی اور تمام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود مضمر ہے؛

امیر المومنین ہارون نے میرے بھائی محمد بن ہارون کے بعد مجھے ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے نیز انھوں نے اپنی زندگی ہی میں مجھے سرحد خراسان اس کے اضلاع اور تمام توابع اور ملحقات کا والی مقرر کیا ہے اور محمد بن ہارون سے یہ اقرار لیا ہے کہ انھوں نے اس کے بعد مجھے جو ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے اور خراسان اور اس کے توابع اور ملحقات کی جو ولایت مجھے دی ہے اسے وہ پورا کرے گا نیز امیر المومنین نے جو جاگیریں مجھے دی ہیں جو جائیداد خرید کردی ہے یا پٹے خرید کر دئے ہیں یا مربعے دئے ہیں یا جن کو خود میں نے خریدا ہے نیز امیر المومنین نے جو مال۔ جواہرات، لباس سامان معیشت، جانور غلہ وغیرہ وغیرہ مجھے عنایت کیا ہے ان میں محاسبہ کے لئے وہ مجھ سے اور نہ میرے کسی کارندے سے کوئی تعارض کرے گا اور وہ نہ مجھے اور نہ میرے کسی آدمی کو تنگ کرے گا اور نہ میرے اور میرے آدمیوں کے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرے گا۔ اور نہ ان لوگوں کے معاملہ میں جو میرے ہمراہ ہیں یا جن سے میں آیندہ خدمات لوں ان کی جان و مال، اعزا، اقربا جانور اور دوسرے چھوٹے یا بڑے معاملات میں دخل دے کر ان کو نقصان پہونچائے گا، محمد نے ان سب باتوں کو مان کر اس کے متعلق ایک اقرار نامہ لکھدیا ہے جس میں اس نے اقرار واثق کیا ہے کہ وہ ان باتوں کو پورا کرے گا، امیر المومنین ہارون نے اس اقرار نامہ کو پسند کر کے منظور کر لیا ہے اور چونکہ امیر المومنین کو یقین ہے کہ محمد نے جو اقرار نامہ لکھا ہے وہ اس کے خلوص اور صدق نیت پر مبنی ہے اس وجہ سے میں نے امیر المومنین کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے اور میں اپنے اوپر یہ عہد لازم کرتا ہوں کہ میں محمد کا مطیع اور فرماں بردار رہوں گا، ان کی مخالفت نہیں کروں گا اس کے ساتھ خلوص برتوں گا، ان کو دھوکا نہ دوں گا، میں نے اس کی خلافت کے لئے جو بیعت کی ہے اسے پورا کروں گا۔ اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کروں گا، اس کی بیعت سے علحدہ نہ ہوں گا، اس کے احکام کو نافذ کروں گا حکومت کی ذمہ داریوں سے عہد برآ ہونے میں اس کے ساتھ مل کر کام کروں گا اور اپنی سمت میں اس کے دشمن سے جہاد کروں گا مگر یہ اسی

وقت ہوگا جب کہ وہ بھی ان تمام باتوں کو جو امیر المومنین نے میرے لئے مختص کر دی
ہیں اور جن کو اس نے اپنے اس عہد نامے میں جو اس نے امیر المومنین کو
لکھ کر دیا ہے تصریح اور تفصیل کر دی ہے اور جسے امیر المومنین نے منظور کیا ہے
پورا کرے اور کسی بات میں وہ مجھے تنگ نہ کرے اور نہ ان امور میں سے
جن کے ایفا کو امیر المومنین نے اس پر میرے لئے لازم قرار دیا ہے کوئی
کمی کرے، اگر محمد بن امیر المومنین کو فوج کی ضرورت ہوگی اور وہ مجھے حکم بھیجے
گا کہ میں اسے اس کے پاس بھیجدوں یا کسی سمت کو جس کا اس نے حکم دیا
ہوگا بھیجدوں یا اس کے کسی ایسے دشمن کے مقابلہ پر جس نے اسکی مخالفت
کی ہو یا اس کی یا میری اس حکومت میں سے جو امیر المومنین نے ہم دونوں کے
کے سپرد کی ہے وہ کسی حصہ کو علحدہ کرنا چاہتا ہو تو مجھ پر فرض ہے کہ میں اس
کے احکام کی بجا آوری کروں، اس کی مخالفت نہ کروں، اور نہ جس بات کے
لئے وہ مجھے لکھے اس سے ذرا سی کوتاہی کروں،

اگر محمد چاہے کہ وہ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو میرے بعد خلیفہ اور
امیر المومنین مقرر کرے تو اس کا اسے اس وقت تک حق ہے جب تک
وہ ان باتوں کو جن کو امیر المومنین نے میرے لئے مختص کر دیا ہے اور جس
کے ایفا کے لئے انھوں نے اس سے میرے لئے عہد لے لیا ہے جس
کے ایفا کو خود اس نے میرے معاملہ میں اپنے اوپر لازم کیا ہے پورا کرے
اور اس وقت مجھ پر لازم ہوگا کہ میں اس کے اس قسم کے انتظام کو نافذ کروں،
اسے تمام و کمال بجا لاؤں نہ اس میں کمی کروں نہ تبدیلی اور نہ اسے بدل کر اس
پر اپنے کسی بیٹے کو مقدم کروں یا خلق خدا میں سے کسی دور یا قریب کے شخص
کو اس پر مقدم کروں البتہ اگر خود امیر المومنین ہی میرے بعد اپنے کسی اور بیٹے
کو ولی عہد مقرر کر دیں تو اس صورت میں مجھے اور محمد دونوں پر ان کے تقرر کی
بجا آوری ضروری ہوگی؛

میں امیر المومنین اور محمد کے سامنے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ جب
تک محمد ان تمام باتوں کو جو امیر المومنین نے میرے لئے بالتصریح مختص کر کے

ان کے ایفا کا محکم سے اقرار واثق لیا ہے اور جسے اس نے اپنے مرقومہ عہد نامہ میں لکھدیا ہے پورا کرے گا میں ان تمام باتوں کو جن کو میں نے اپنے اس اقرار نامے میں تسلیم کیا ہے پورا کروں گا۔ اور اس کے لئے میں اپنے اوپر اللہ کا عہد و پیمان، امیر المومنین کا ذمہ اپنا ذمہ، اپنے اجداد کا ذمہ اور تمام اہل ایمان کا ذمہ، اور جو سخت سے سخت عہد اللہ تعالے نے اپنے تمام انبیا و مرسلین سے لیا ہے اس کا ذمہ اور اس سخت حلف کو جس کے ایفا کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جس کی خلاف ورزی کرنے یا بد لنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے اپنے سر لے کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ان باتوں میں جن کو میں نے تصریح کے ساتھ اپنے اس اقرار نامے میں لکھدیا ہے ذرا سی کوتاہی کروں، الٹ دوں، بدل دوں، ان کی خلاف ورزی کروں یا بے وفائی کروں، تو میں اللہ عزوجل، اس کی حفاظت اس کے مذہب اور محمد صلعم سے قطعی بے تعلق ہو جاؤں گا اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے کافر و مشرک ہو کر جاؤں گا، میری ہر بیوی پر جو اس وقت میرے نکاح میں ہے یا جسے میں آئندہ تیس سال میں اپنے نکاح میں لاؤں تین طلاق قطعی واقع ہوں گی جس سے رجعت ممکن نہیں، نیز میرا ہر مملوک جو آج میرے قبضہ میں ہے یا جو آئندہ تیس سال میں مجھے ہمدست ہو وہ سب اللہ کے لئے آزاد ہوں گے، اور مجھے بیت اللہ کے تیس حج پیادہ پا نذر واجب کے طور پر کرنے پڑیں گے جن کا کفارہ نہیں نیز میرا تمام مال جو اس وقت میرے پاس ہے یا جسے آئندہ تیس سال میں حاصل کروں، وہ کعبہ کا ہدیہ ہو گا۔

جو کچھ میں نے امیر المومنین کے سامنے اقرار کیا ہے اور جسے پابند تحریر کیا ہے اس سب کا ایفا میرے لئے لازم ہے اور اس کا وہی مطلب ہے جو ظاہر ہے کچھ اور نہیں،"

یہ عہد نامہ ذی الحجہ ۱۸۶ھ میں لکھا گیا، اس پر سلیمان بن امیر المومنین اور فلاں فلاں کی شہادت ثبت ہے۔"

ہارون الرشید کا فرمان

اپنے عمال کے نام

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد۔ اللہ امیر المومنین کا اور اس خلافت کا جو اللہ نے ان کے سپرد کی ہے محافظ ہے اس نے اپنی خلافت اور سلطنت کے ذریعہ ان کی عزت افزائی کی ہے اور ان کے تمام اگلے اور پچھلے معاملات کو بنایا ہے، مشرق و مغرب میں اپنی امداد اور تائید سے ان پر احسان کیا ہے، تمام مخلوقات کے مقابلے میں وہی ان کا محافظ اور نگراں ہے، اس کی ان تمام نعمتوں پر میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور تعریف کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس احسان اور اکرام کو پورا کرے اور مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا کرے جس کی وجہ سے میں اس کے فضل مزید کا مستوجب بنوں۔

مجھ پر تم پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ کا یہ بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے امیر المومنین کے بیٹے محمد اور عبداللہ کو وہ مرتبۂ عظمیٰ دیا جس کی تمام امت آرزومند تھی اور اللہ نے سب کے دلوں میں انکی محبت ڈالدی۔ ان کی طرف میلان پیدا کر دیا اور ان پر اعتماد قائم کیا تاکہ امت کے دین کا استحکام ہو، اس کے معاملات درست رہیں، اس میں اتحاد رہے، اس کی سیاست استوار رہے، اور وہ اختلاف اور تفریق کے مہلک نتائج سے مامون و مصئون رہے اس وجہ سے انھوں نے اپنی عنان حکومت ان کے سپرد کردی اور پکے عہد اور سخت قسموں کے ساتھ انھوں نے ان دونوں کی بیعت کر لی، یہ بیعت اللہ کے ارادے سے قایم ہوئی ہے کسی کو اس سے انحراف کا اختیار نہیں چونکہ یہ بیعت اللہ نے اپنی پسند، مشیت اور سابقہ علم

کی وجہ سے نافذ کی ہے اس لئے اب اس کے کسی بندے کو اس کے نقض، ازالہ یا تبدیل کا حق نہیں رہا۔

اس معاملہ میں امیرالمومنین اپنے لئے، ان دونوں کے لئے اور تمام امت کے لئے اللہ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسے سرانجام کو پہونچائے گا۔ اللہ کے حکم کو نہ کوئی روک سکتا ہے اور نہ پلٹ سکتا ہے، جب سے تمام امت نے محمد بن امیرالمومنین اور اس کے بعد عبداللہ بن امیرالمومنین کی ولی عہدی خلافت پر اتفاق کیا ہے امیرالمومنین ایسی تدبیر پر غور و خوض کرتے رہے جس میں ان دونوں کی اور تمام رعایا کی صلاح اور فلاح ہو ان کی بات بنی رہے اتفاق و اتحاد رہے، کفار، منافقین مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کی جو ہماری خوشحالی اور عزت و شوکت کے دشمن ہیں در اندازیوں اور معاندانہ کارروائیوں کے بارآور ہونے کا کوئی موقع نہ رہے اور ان کی ان تمام امیدوں پر جو وہ ان دونوں کے حق کو دست برد کرنے کے لئے موقع کی تاک میں لگائے بیٹھے ہیں پانی پھر جائے۔

امیرالمومنین اس معاملہ میں اللہ سے طلب خیر کرتے ہیں اور اس کام کے کرنے کے لئے جس میں ان دونوں کی فلاح، تمام امت کی فلاح اور اللہ کے حق اور حکومت کی قوت و شوکت ان دونوں کے مفاد کا استحکام ان کی حالت کی درستی ہماری خوشحالی اور اقبال مندی کے مخالفین کی سازش سے بچاؤ ان کے حسد نفاق اور عناد کی مدافعت اور اس فتنہ انگیز کوشش کی جو ان دونوں کے درمیان فساد پیدا کرنے کے لئے ہو روک تھام ہے اللہ سے عزم راسخ کی استدعا کرتے ہیں اور اس کام کے لئے وہ اللہ کے ارادے کی تائید سے ان دونوں کو لے کر بیت اللہ الحرام گئے وہاں انھوں نے ان سے یہ عہد لیا کہ وہ ان کے حکم کی بلاچون وچرا بجاآوری کریں گے اور اس کے لئے انھوں نے ان دونوں سے اپنے لئے اور ان کے لئے عہدنامے لکھوا لئے جس میں انھوں نے پکے عہد و پیمان اور سخت قسموں کے ساتھ ایک نے دوسرے کے لئے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ان

کے متعلق امیر المومنین نے جو کچھ طے کر دیا ہے اس پر وہ کاربند ہوں گے تاکہ ان میں الفت و دوستی رہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کریں مدد دیں اور حفاظت کریں اس میں نہ صرف ان کی بھلائی ہے بلکہ تمام رعایا کی جسکی نگرانی اللہ نے امیر المومنین کے سپرد کی ہے نیز اللہ عزوجل کے دین اس کی کتاب اس کے نبی صلعم کی نسبت کا استحکام اور استقامت ہے اور صرف اسی طرح مسلمانوں کے دشمن سے چاہے وہ کوئی ہو اور کہیں ہو کامیابی سے جہاد کیا جا سکتا ہے اور ظاہر و باطن دشمن، منافق، مخالف اور گمراہ کن بندگان اغراض نفسانی کی، ان امیدوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے جن کے اپنے مکر و فریب سے ان دونوں کے درمیان عداوت پیدا کر کے بار آور ہونے کی ان کو تمنا ہے اسیطرح اللہ کے دشمن اس کی عطا کردہ نعمتوں کے دشمن، اور اس کے دین کے دشمن امت اسلام کے آپس میں اختلاف پیدا کرنے اور اللہ کی سرزمین میں فساد برپا کرنے کی جو آرزو رکھتے ہیں اور بدعت اور گمراہی کی طرف جو بلانا چاہتے ہیں اُن کے تمام منصوبوں کا انسداد ہے اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس میں امیر المومنین کو اپنے دین، اپنی رعایا اور اپنے نبی محمد صلعم کی امت کی فلاح پیش نظر ہے اللہ اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی منصور ہے اور اسی طرح اللہ کی اس حکومت کی جو اس نے صرف امیر المومنین کو عطا کی ہے مدافعت ہو سکتی ہے اور اسی طرح ہر اس کام کے لئے جس سے اللہ کی قربت اس کی پسندیدگی حاصل ہو اور جو اس تک پہنچنے کا وسیلہ بن سکے کوشش کی جا سکتی ہے۔

جب امیر المومنین مکہ آئے تو انھوں نے اپنی رائے سے محمد اور عبداللہ کو آگاہ کیا جسے انھوں نے بخوشی قبول کیا اور اس کے ایفا کا حتمی وعدہ کیا اور بیت اللہ الحرام میں اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کے لئے ان کے ان اعزا امرا، مصاحبین اور قضاۃ کے سامنے جو حج میں شریک تھے اور خانہ کعبہ کے حاجیوں کے سامنے دو اقرار نامے جن پر ان کی شہادت ثبت ہے لکھ کر دیے، امیر المومنین نے وہ دونوں اقرار نامے خدام کعبہ کے سپرد کر دیے تاکہ وہ ان کو کعبہ کے اندر لٹکا دیں، اس سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین نے

اپنے قضاۃ اور دوسرے ان لوگوں کو جن کے سامنے وہ اقرار نامے لکھے گئے تھے حکم دیا کہ وہ اس کی خبر تمام ان لوگوں کو جو بیت اللہ الحرام میں حج یا عمرہ کی نیت سے حاضر ہیں کر دیں اور ان تمام شرائط کو پڑھ کر سنا دیں جو ان کے سامنے ضبط تحریر میں آئی ہیں تاکہ ان کے سننے والے ان کو اسی طرح اپنے ذہن میں محفوظ کر لیں اور پھر ان کو اپنے دوسرے بھائیوں اور ہموطنوں کو پہنچا دیں چنانچہ میرے اس حکم کے مطابق میرے متعینین نے مسجد حرام میں سب کے سامنے وہ دونوں اقرار نامے پڑھ کر سنا دئیے جس سے تمام حاضرین بیت اللہ واقف ہو گئے اور اسی طرح وہ بھی اب اس پر شاہد بن گئے اور ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ امیر المومنین نے جو کچھ کیا ہے وہ ان کی فلاح اور بہبودی کے لئے ہے تاکہ ان کا خون نہ بہے ان کی بات نہ بگڑے ہے اللہ کے دشمن اس کے دین کے دشمن اس کی کتاب اور تمام مسلمانوں کے دشمنوں کے منصوبوں پر پانی پھر جائے اس لئے انھوں نے امیر المومنین کے لئے دعائے خیر کی اور ان کا شکر ادا کیا۔ ان دونوں اقرار ناموں کی جو ان کے بیٹے محمد اور عبد اللہ نے کعبہ کے اندر لکھ کر امیر المومنین کو دئیے ہیں نقلیں اس فرمان کے ذیل میں درج ہیں تم اللہ عزوجل کی بے حد تعریف کرو اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے امیر المومنین کے بیٹے محمد اور عبد اللہ کو ولی عہد خلافت بنا کر امیر المومنین پر ان پر تم پر اور تمام امت اسلام پر احسان عظیم کیا ہے، جو مسلمان وہاں ہوں ان کے سامنے میرا فرمان پڑھو ان کو اس کا مطلب سمجھا دو ان پر ان سے بیعت لے لو اور اسے اپنے دفتر میں نیز امیر المومنین کے دوسرے امراء اور عمال کے دیوانوں میں جو وہاں ہوں ثبت کرا دو اور یہ سب کاروائی مکمل کر کے امیر المومنین کو اس کی اطلاع دو۔"

ماہ محرم ۱۸۶ھ ہجری کے ختم میں سات راتیں باقی تھیں جب سنیچر کے دن اس فرمان کو اسمٰعیل بن صبیح نے لکھا۔

ہارون الرشید نے عبد اللہ المامون کے لئے ایک لاکھ دینار کا حکم دیا جو رقہ سے لیجا کر بغداد میں اس کو دے دئیے گئے۔

مقام عمرین جعفر بن یحییٰ کے قتل کے بعد رشید رقہ چلے گئے پھر جب خراسان سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی مسلسل شکایتیں ان کو موصول ہوئیں اور ان کے ہاں بھی اکثر لوگوں نے اس کی شکایت کی تو اب انھوں نے اس کے برطرف کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس خیال سے کہ ایسے وقت میں ان کو خراسان کے قریب آجانا چاہیئے وہ رقہ سے بغداد آئے، ایک مدت تک بغداد میں قیام کے بعد وہ قرماسین آئے یہ ۱۸۹ھ ہجری کا واقعہ ہے اور کئی قاضیوں اور دوسرے لوگوں کو انھوں نے وہاں بلایا اور اس بات پر ان کو گواہ بنایا کہ ان کی چھاؤنی میں جو مال و متاع، خزانے اسلحہ، جانور اور دوسری چیزیں موجود ہیں وہ سب عبداللہ المامون کی ہیں اب ان کو ان میں کم یا زیادہ کا کوئی حق نہیں نیز انھوں نے اپنے ہمراہیوں سے عبداللہ المامون کے لئے تجدید بیعت کرائی اور اپنی فوج خاصہ کے سردار ہرثمہ بن اعین کو انھوں نے بغداد بھیجا اور وہاں جو لوگ موجود تھے اس نے اس عہد نامے کے بموجب جو رشید نے مکہ میں لیا تھا محمد۔ عبداللہ اور قاسم کے لئے دوبارہ بیعت لی اس عہد نامے میں قاسم کی ولی عہدی کے معاملہ کو عبداللہ پر محول کیا گیا تھا کہ جب وہ سریر آرائے خلافت ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے وہ قاسم کو ولی عہد برقرار رکھے یا اسے علیحدہ کر دے۔

۱۸۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید نے جعفر بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور وہ برامکہ کی تباہی کے درپے ہو گئے۔

جعفر بن یحییٰ کا قتل

اس کے اسباب اور دوسرے واقعات

جس وجہ سے رشید نے جعفر سے ناراض ہو کر اسے قتل کر دیا اس میں اختلاف ہے، اس کے متعلق بختیشوع بن جبرئیل اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ میں رشید کے دربار میں حاضر تھا اتنے میں یحیٰی بن خالد دربار میں حاضر ہوا اور بغیر اجازت باریابی اندر چلا آیا رشید کے قریب پہونچ کر اس نے سلام کیا رشید نے بے التفاتی سے اس کو جواب دیا جس سے یحیٰی فوراً سمجھ گیا کہ اب ان کی بات بگڑ گئی۔ رشید نے مجھ سے کہا جبرئیل کیا ایسا ہی ہوتا ہے کہ تم اپنے گھر میں ہو اور اس وقت کوئی شخص بے اجازت تمھارے پاس چلا آئے میں نے کہا جناب والا ایسا تو نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص ایسا خیال کر سکتا ہے کہ وہ بغیر اجازت اندر چلا آئے، رشید کہنے لگے تو ہماری حالت کس قدر افسوس ناک ہے کہ لوگ بغیر اجازت اندر چلے آتے ہیں، اس پر یحیٰی نے عرض کیا امیر المومنین اللہ نے مجھے جناب والا کی خدمت میں رسوخ عطا فرمایا ہے یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ میں اس طرح بغیر اجازت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں خود امیر المومنین نے اس امتیاز خاص سے مجھے سرفراز فرمایا ہے اور یہ بات مشہور ہو چکی ہے مجھے تو امیر المومنین کی خدمت میں اس وقت بھی باریابی ہوئی ہے جب کہ وہ اپنے بستر پر کبھی بالکل برہنہ اور کبھی صرف ازار میں ملبوس ہوتے تھے اور کبھی یہ بات میرے علم میں نہیں آئی کہ امیر المومنین نے میری اس بے تکلفی کو برا سمجھا ہو ورنہ اگر میرے آقا مجھے حکم دیں تو میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ درباریوں کے دوسرے کیا بلکہ تیسرے طبقہ میں شامل کیا جاؤں۔ یہ جواب سن کر رشید شرمندہ ہو گئے۔ چونکہ تمام خلفاء میں وہ سب سے زیادہ بامروت تھے اس لئے اس گفتگو کے دوران میں وہ نظریں نیچی کئے زمین دیکھتے رہے اور اس کی طرف آنکھ نہیں اٹھائی اور کہنے لگے اس بات سے میرا مقصد تمھاری دل آزاری نہ تھی مگر لوگ ایسا کہتے ہیں۔ اون کے لب و لہجہ سے میں نے محسوس کیا کہ ان سے یحیٰی کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا اس وجہ سے انھوں نے اس طرح بات بنا دی، پھر رشید خاموش ہو گئے اور یحیٰی دربار سے چلا گیا۔

ثمامہ بن اشرس نے یحییٰ بن خالد کے زوال کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ محمد بن اللیث نے ایک خط رشید کو لکھا اس میں ان کو پند و نصیحت کی اور لکھا کہ اللہ کے سامنے یحییٰ بن خالد تمہارے کسی کام نہیں آسکتا حالانکہ تم نے اسی کو اپنے اور اللہ کے درمیان حائل کر رکھا ہے جب تم خدا کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے کھڑے ہو گے اور تم سے پوچھا جائیگا کہ تم نے اللہ کے بندوں اور علاقوں کے ساتھ کیا کیا اور تم یہ جواب دو گے کہ خداوندا میں نے تیرے بندوں کے تمام معاملات یحییٰ کے سپرد کر دیے تھے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا یہ عذر اللہ کے یہاں مقبول ہوگا، اپنے خط میں محمد بن اللیث نے اسی طرح رشید کو خوب ڈرایا اور دھمکایا تھا۔

رشید نے یحییٰ کو طلب کیا اس سے پہلے ہی یحییٰ کو اس خط کے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی رشید نے اس سے پوچھا تم محمد بن اللیث کو جانتے ہو اس نے کہا جی ہاں جانتا ہوں رشید نے پوچھا وہ کیسا آدمی ہے یحییٰ نے کہا اس کے مسلمان ہونے میں بھی شبہ ہے، رشید نے حکم دیا کہ اسے جیل خانے میں قید کر دیا جائے چنانچہ وہ ایک عرصۂ دراز تک جیل میں مقید رہا۔

جب رشید برامکہ سے ناراض ہوئے تو ان کو محمد بن اللیث یاد آیا حکم دیا کہ اس کو دربار میں حاضر کیا جائے جب وہ آگیا تو ایک طویل گفتگو کے بعد رشید نے اس سے کہا محمد کیا تم مجھے دوست رکھتے ہو اس نے کہا بخدا ہرگز نہیں، رشید نے کہا کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا جی ہاں میں سچ کہتا ہوں آپ نے بغیر میرے کسی جرم یا خطا کے محض ایک حاسد، ملحد مسلمانوں اور اسلام کے دشمن کے مجرد کہنے پر مجھے بیڑیاں پہنا دیں اور اپنے اہل وعیال سے جدا کرا دیا ایسی حالت میں میں کیوں کر آپ کو دوست رکھ سکتا ہوں، رشید کہنے لگے بے شک تم سچ کہتے ہو اور اب انھوں نے محمد کو رہا کر دیا اور پھر پوچھا محمد کیا تم مجھ کو دوست رکھتے ہو اس نے کہا بخدا امیر المومنین ہرگز نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میرے قلب میں آپکی

طرف سے جو تم وضع تھا، وہ کل گیا ہے۔ رشید نے حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم اسے دیئے جائیں جب وہ روپیہ اسے دینے کے لئے لایا گیا تو اب رشید نے پھر پوچھا کہ اب تو تم مجھ سے خوش ہو اور مجھے اچھا سمجھتے ہو گے۔ اس نے کہا جی ہاں اب کیوں نہیں آپ نے مجھ پر احسان اور اکرام کیا ہے میں اب کیوں آپ کو اچھا نہ سمجھوں گا۔ رشید بولے کہ اللہ اس شخص سے تمہارا انتقام لے جس نے تم پر ظلم کیا ہے اور مجھے تمہارے خلاف بھڑکایا۔ اب دوسرے لوگوں نے بھی برامکہ کی بہت سی شکایتیں ان سے کیں ان کے اقبال کے زوال کی یہ پہلی علامت تھی جو ظاہر ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد جب یحییٰ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا تو اب سے پہلے تمام غلام اس کے استقبال کو اٹھتے۔ رشید نے اپنے خدمتگار مسرور سے کہا کہ غلاموں کو حکم دیدو کہ جب یحییٰ قصر میں آئے تو وہ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوا کریں چنانچہ جب یحییٰ اندر آیا تو کوئی غلام اس کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا یہ رنگ دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہو گیا اور اب غلاموں اور سپاہیوں کا یہ شیوہ ہو گیا کہ یحییٰ کو دیکھ کر اس سے منہ پھیر لیتے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا کہ یحییٰ پینے کے لئے پانی وغیرہ مانگتا تو وہ اسے نہ پلاتے زیادہ سے زیادہ یہ کرتے کہ جب وہ کئی مرتبہ مانگتا تب اسے پلا دیتے۔

ابو محمد الیزیدی جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس عہد کے حالات سے سب سے زیادہ واقف تھا کہتا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ رشید نے جعفر بن یحییٰ کو بغیر یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کی وجہ کے قتل کر دیا تو اسے ہرگز باور نہ کرو واقعہ یہ ہے کہ رشید نے یحییٰ کو جعفر کے حوالے کر دیا تھا اور جعفر نے اسے قید رکھا تھا۔ ایک رات جعفر نے یحییٰ کو اپنے پاس بلا کر اس کے معاملے متعلق کوئی بات پوچھی یحییٰ نے اس کا جواب دیا اور یہ کہا کہ تم میرے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور اس بات سے بچو کہ کل قیامت کے دن محمد صلعم میرے معاملہ میں تمہارے مدعی ہوں کیونکہ بخدا نہ میں نے خود کوئی جرم کیا ہے اور نہ کسی مجرم کو پناہ دی ہے۔

اس جواب سے جعفر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے یحییٰ سے کہا کہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے جہاں چاہو چلے جاؤ میری طرف سے اجازت ہے۔ یحییٰ نے کہا کیسے جاؤں مجھے یہ ڈر ہے کہ کچھ روز کے بعد گرفتار کر کے پھر تمہارے پاس یا کسی دوسرے کے پاس قید کر دیا جاؤں گا، جعفر نے اپنے خاص آدمی کو اس کے ساتھ بھیجا جو یحییٰ کو ایسے مقام تک پہونچا آیا جہاں اب اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

اس واقعہ کی خبر فضل بن الربیع کو بھی اپنے ایک خاص مخبر کے ذریعہ ہوگئی اس نے پہلے تو اس کی تحقیق کی اور جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی اور اچھی طرح متحقق ہوگئی تو اس نے رشید سے اس کی جا کر اطلاع کی۔ رشید نے ظاہر تو یہ کیا کہ گویا ان کو اس خبر کی ذرا پروا نہیں اور اس سے کہا کہ تم کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے ممکن ہے کہ میرے حکم سے اس نے ایسا کیا ہو اس بات کو سن کر فضل چپ سا ہو گیا۔

جعفر ان کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے دن کا کھانا طلب کیا اور دونوں کھانے لگے بلکہ رشید اپنے ہاتھ سے اسے کھلاتے اور باتیں کرتے جاتے تھے آخر میں انھوں نے پوچھا یحییٰ بن عبداللہ کا کیا حال ہے اس نے کہا وہ اسی طرح بیڑیاں پہنے ایک تنگ کوٹھری میں قید پڑا ہے رشید نے کہا کیا میری جان کی قسم کھا کر تم کہہ سکتے ہو کہ ایسا ہی ہے اب جعفر ذرا رکا یہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ ذہین اور سمجھدار آدمی تھا فوراً تاڑ گیا کہ امیر المومنین کو اس کے معاملہ کی کچھ خبر ہو گئی ہے کہنے لگا اے میرے آقا آپ کی جان کی قسم ایسا نہیں ہے میں نے اسے یہ سمجھ کر کہ اب اس میں کچھ دم نہیں رہا اور یہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا خود رہا کر دیا ہے رشید نے کہا تم نے ٹھیک کہا ممکن ہے کہ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد جب جعفر ان کے پاس سے اٹھا تو وہ اسے جب تک وہ نظر آتا رہا گھورتے رہے جب وہ نظر سے اوجھل ہونے لگا تو کہنے لگے اگر میں اسے قتل نہ کردوں تو اللہ تعالیٰ مجھے حالت کفر میں اسلام کی

تلوار سے قتل کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انھوں نے جعفر کو قتل کر دیا۔

ادریس بن بدر بیان کرتا ہے کہ ایک شخص رشید کے سامنے نمودار ہوا اور اس وقت یحییٰ سے وہ چار تھے اس شخص نے عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کے فائدہ کی ایک بات بیان کرتا ہوں۔ رشید نے ہرثمہ کو حکم دیا کہ تم اس سے جا کر پوچھو ہرثمہ نے اس سے کہا کہو کیا بات ہے اس نے بتانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ایک راز ہے جو صرف خلیفہ سے تعلق رکھتا ہے ہرثمہ نے رشید سے آکر یہ بات کہدی۔ رشید نے کہا کہ اس سے کہو کہ وہ ڈیوڑھی پر حاضر رہے میں فرصت پا کر اس سے باتیں کروں گا۔ چنانچہ جب وہ پہر کے وقت سب لوگ ان کے پاس سے چلے گئے انھوں نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اس نے کہا کہ میں تنہائی چاہتا ہوں ہارون نے اپنے بیٹوں کو دیکھا اور کہا کہ بچو تم اب جاؤ وہ فوراً اٹھ کر چلے گئے صرف خاقان اور حسین وہاں بیٹھے رہے اس شخص نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھا رشید نے ان سے کہا کہ ذرا آپ بھی اس وقت ہٹ جائیں تو مناسب ہے چنانچہ وہ دونوں بھی اٹھ گئے۔ اب رشید نے اس شخص سے پوچھا کہو کیا بات ہے اس نے کہا میں اس شرط سے بیان کرتا ہوں کہ آپ پہلے سے مجھ سے وعدۂ امان کریں رشید نے کہا ہاں ضرور میں وعدۂ امان بھی کرتا ہوں اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو انعام دوں گا۔ اب اس شخص نے کہا کہ میں حلوان کی ایک سرائے میں مقیم تھا وہاں میں نے یحییٰ بن عبداللہ کو دیکھا اس نے ایک موٹی اونی صدری پہن رکھی تھی اس پر ایک سبز رنگ کا موٹا اونی چوغا پہن رکھا تھا اس کے ہمراہ ایک جماعت ہم سفر تھی اگرچہ وہ لوگ اس کے ساتھ ہم سفر تھے مگر وہ اس سے علیحدہ رہتے تھے تاکہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ ان سے اس سے کوئی شناسائی نہیں ہے حالانکہ وہ اس کے یار و مددگار ہیں ان میں سے ہر شخص کے پاس سرکاری پروانہ ہے کہ اگر کوئی ان سے بازپرس بھی کرے تو اس پروانے کی وجہ سے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

رشید نے کہا کیا تم یحییٰ بن عبداللہ کو پہچانتے ہو اس نے کہا میں بہت

عرصہ سے اس کو جانتا ہوں اور اسی قدیم شناسائی کی وجہ سے تو میں نے کل
اس کو اچھی طرح پہچان لیا۔ رشید نے کہا اچھا اس کا حلیہ تو بیان کرو اس نے
کہا کہ وہ چوکور کو ہلکا سانولا ہے، کشادہ پیشانی ہے اس کی آنکھیں بہت خوبصورت
ہیں اور پیٹ بڑا ہے رشید نے کہا بالکل ٹھیک ہے اچھا کچھ تم نے اس کی
زبانی سنا؟ اس نے کہا میں نے اسے کچھ کہتے تو نہیں سنا البتہ میں نے یہ دیکھا
کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا ایک غلام جس کو میں عرصہ سے جانتا ہوں
سرائے کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے، جب پہلی نماز پڑھ چکا تو غلام نے ایک
موٹا سوتی رومال لاکر اسے دیا جسے اس نے اپنی گردن پر لپیٹ لیا اور پشمینہ
کا جبہ اتار لیا۔ زوال کے بعد اس نے دوسری نماز پڑھی میرا خیال ہے کہ وہ
عصر کی ہوگی میں اس کو غور سے دیکھ رہا تھا اس نے پہلی دونوں رکعتیں بہت
طویل کیں اور آخری قصیر، رشید کہنے لگے تم نے واقعہ کو خوب یاد رکھا ہے
بیشک یہ نماز عصر تھی اور اسی وقت میں وہ لوگ نماز عصر پڑھا کرتے ہیں اللہ تم
کو اس کی جزائے خیر دے اور تمہاری سعی مشکور ہو تم کون ہو، اس نے کہا میں
آپ کی سلطنت کے متوسلین کی اولاد ہوں میرا اصلی وطن تو مرو ہے مگر پیدائش
مدینۃ السلام کی ہے رشید نے پوچھا تم مدینۃ السلام میں رہتے ہو اس نے کہا
جی ہاں میرا مکان یہیں ہے۔
رشید بہت دیر تک سر نیچا کئے ہوئے سوچتے رہے پھر کہنے لگے
اگر میری خیر خواہی میں تم کو تکلیف برداشت کرنا پڑے تو کیا تم اسے خوشی سے
برداشت کرلو گے اس نے کہا جس طرح امیر المومنین چاہیں میں حاضر ہوں، رشید
نے کہا اچھا یہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر وہ لپک کر اس کوٹھری میں
گئے جو ان کی پشت پر واقع تھی اور وہاں سے دو ہزار دینار کی ایک تھیلی
نکال کر لائے اس سے کہا کہ یہ لو اور چلے جاؤ اور دیکھو کہ میں تمہارے ساتھ
کیا کرتا ہوں، اس شخص نے وہ تھیلی لے لی اور اسے اپنی چادر سے چھپا لیا
رشید نے غلام کو آواز دی خاقان اور حسین جواب میں حاضر ہوئے رشید نے
کہا اس حرامزادے کو خوب تھپڑ مارو چنانچہ ان دونوں نے تقریباً سو تھپڑ اس

کے مارے پھر ان سے کہا کہ جو لوگ محل میں موجود ہوں ان سب کے سامنے اس
کو اسی طرح پکارو۔ اس وقت اس کا ہاتھ اس کی گردن میں پھنسا ہوا تھا اور سب
سے کہہ دو کہ جو شخص امیر المومنین کی ذمہ داری باتوں کا افشا کرے یا ان کے خاص
دوست اور مددگار کی شکایت کرے گا اس کی یہی سزا ہے۔ ان دونوں
نے حسب حکم پکارا اور یہی کی اور اس کا جو حال تھا ہو گیا کہ جب تک کہ رشید
کا عتاب نازل نہیں ہوا کسی کو اس شخص کا نہ حال معلوم ہوا اور نہ وہ بات معلوم
ہوئی جو اس نے رشید سے کہی تھی۔

ابراہیم ابن المہدی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ جعفر ابن یحییٰ کے پاس
کے اس محل میں جسے اس نے خود بنایا تھا ملنے گیا اس نے مجھ سے کہا جعفر
ابن زیاد بھی عجب آدمی ہے میں نے کہا کیا ہوا؟ جعفر نے کہا میں نے اس سے
پوچھا تھا کہ تم کو میرے اس مکان میں کوئی عیب نظر آتا ہے؟ اس نے کہا:
عیب ہے کہ اس میں اینٹ لگائی گئی ہے اور نہ لکڑی۔ اس پر میں نے کہا
کہ میرے خیال میں تو اس میں صرف یہ عیب ہے کہ تم نے اس پر لاکھوں
درہم خرچ کئے ہیں جب آتی ہی بڑی رقم ہے کہ ضرور کوئی شخص اس وجہ سے
امیر المومنین سے تمہاری شکایت کرے گا جعفر نے کہا مگر وہ اس بات سے
واقف ہیں کہ اس رقم سے بہت زیادہ بلکہ دو گنے کی قریب تو وہ مجھے انعام
دے چکے ہیں میری تنخواہ اس کے علاوہ ہے میں نے کہا کہ دشمن تو ان سے
اس طرح شکایت کرے گا کہ امیر المومنین جب صرف ایک مکان پر جعفر
نے بیس لاکھ درہم خرچ کر دیے ہیں تو اس کے دوسرے مصارف، داد و دہش
اور اخراجات میں کتنا صرف ہوتا ہوگا امیر المومنین آپ کے خیال میں اتنی رقم
کہاں سے اور کیوں کر آتی ہوگی۔ یہ ایسا سوال ہے کہ فوراً ان کے دل میں
جائے گا اور تمہاری طرف سے وہ بدگمان ہو جائیں گے جعفر نے کہا اگر وہ میری
بات سنیں گے تو میں عرض کروں گا کہ امیر المومنین نے بہت سے لوگوں کے
ساتھ احسانات عظیم کئے ہیں اور دولت سے ان کو مالا مال کر دیا مگر یہ کم بخت
ہے کہ انھوں نے اپنی دولت کو چھپایا یا بہت ہی سے ... نے ہم ظاہر کیا

میں نے جب آپ کی ان نعمتوں کو دیکھا جس سے میں بہرہ مند ہوا ہوں تو میں نے اشاعت کے لئے ان کو پہاڑ کی چوٹی پر جما دیا اور پھر لوگوں کو دعوت دی کہ آؤ اور دیکھو۔

ابراہیم بن المہدی دوسرے سلسلۂ روایت سے بیان کرتا ہے (جعفر بن یحییٰ رشید کے دربار میں اس کا سرپرست تھا اور اسی نے ابراہیم کو رشید کے ہاں پیش کیا تھا) کہ ایک دن جعفر نے مجھ سے کہا کہ مجھے یہ شبہ پیدا ہوگیا ہے کہ رشید کو وہ خلوص میرے ساتھ اب نہیں رہا ہے جو پہلے تھا مگر اسی کے ساتھ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ ان کے سلوک کی یہ تبدیلی خود میرے خیالات کا پرتو ہو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کی جانچ کرے تم اس کام کے اہل ہو آج جب تم دربار میں شریک ہو تو ذرا غور سے ان کی ہر بات کو دیکھنا اور جس نتیجہ پر تم پہونچو اس سے مجھے اطلاع دینا۔

میں نے اس روز دربار میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا اور جب رشید دربار سے اٹھ گئے تو سب سے پہلے میں وہاں سے باہر نکل آیا اور ایک درخت کے نیچے جو ہمارے راستے میں واقع تھا اپنے ملازمین کے ساتھ چھپ کر ٹھہر گیا نیز میں نے شمع بجھوادی، اب دوسرے درباری ایک ایک میرے پاس سے گزرنے شروع ہوئے میں ان کو دیکھتا تھا مگر خود دکھائی نہ دیتا تھا جب سب چلے گئے تو اب جعفر آیا اور اس درخت سے بڑھتے ہی اس نے مجھے آواز دی میں باہر نکل آیا اس نے پوچھا کہو کیا دیکھا میں نے کہا یہ میں بعد میں بیان کروں گا پہلے یہ کہو کہ تم کو میرے یہاں ہونے کا علم کیوں کر ہوا اس نے کہا اس عنایت کی وجہ سے جو تم میرے حال پر کرتے ہو مجھے یہ یقین تھا کہ تم بغیر مجھ سے ملے اور دربار کے رنگ سے آگاہ کئے چلے نہ جاؤ گے نیز میں یہ بھی جانتا تھا کہ تم اس وقت نمایاں جگہ میں ٹھہرنے کو کبھی پسند نہ کرو گے اور ہماری راہ میں اس جگہ سے بہتر چھپ کر ٹھہرنے کی کوئی دوسری جگہ نہ تھی اس بنا پر میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ تم ضرور یہاں ٹھہرے ہوئے ہو، میں نے کہا بے شک تمہارا خیال صحیح ہے اس نے کہا اچھا کہو تم نے کیا رنگ دیکھا میں نے کہا میں نے یہ بات محسوس کی جب تم متانت اور سنجیدگی

سے کوئی بات کہتے تھے وہ اسے مذاق میں اڑا دیتے تھے اور جب تم مذاق میں کوئی بات کہتے تھے وہ اسے خاص اہمیت دیتے تھے، اس نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں تمہارا خیال بالکل درست ہے اچھا اب اپنے گھر جاؤ۔ میں چلا آیا۔

علی بن سلیمان کہتا ہے کہ میں نے ایک دن جعفر بن یحیٰی کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے اس گھر میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس کا مالک اب زیادہ عرصہ زندہ رہنے والا نہیں، اس سے مراد وہ خود تھا۔

موسیٰ بن یحیٰی کہتا ہے کہ جس سال میرے باپ کا انتقال ہوا وہ حج کے لئے گئے ان کے تمام بیٹوں میں سے صرف میں ان کے ہمراہ تھا وہ کعبہ کے پردوں کو پکڑے ہوئے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ خداوندا میرے گناہ اتنے ہیں کہ جن کو صرف تو ہی شمار کرسکتا ہے اور تو ہی ان کو جانتا ہے اے خداوندا اگر تو ان کی مجھے پاداش دینے والا ہو تو اسی دنیا میں ان کی سزا دید ے چاہے اس میں میری سماعت، بصارت دولت اور اولاد ہی جاتی رہے تو مجھے معاف کردے اور آخرت میں مجھے سزا نہ دے۔

احمد بن الحسن بن حرب بیان کرتا ہے کہ میں نے یحیٰی کو بیت اللہ کے مقابل کعبہ کے پردوں کو تھامے ہوئے یہ دعا مانگتے سنا کہ اے خداوندا اگر تیری خوشنودی صرف اسی طرح حاصل ہوسکتی ہے کہ جو نعمتیں تو نے مجھے دی ہیں تو وہ تو مجھ سے لے لے یہاں تک کہ اگر تیری خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے میرے اہل وعیال اور اولاد بھی مجھ سے چھین لی جائے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں سوائے میرے بیٹے فضل کے اسے تو چھوڑ دے۔

یہ دعا کر کے وہ جانے لگا مسجد کے دروازے کے قریب پہونچکر وہ تیزی سے دوبارہ پلٹ کر کعبہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگرچہ مجھ ایسے گنہگار کو زیبا نہیں کہ وہ تیری رحمت کا امیدوار ہو اور تیری تعریف اور تقدیس کرے مگر خداوندا میں فضل کو بھی قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

یہ حج سے واپسی میں انبارہ میں فروکش ہوئے، رشید نے عمر میں منزل

کی ان کے ہمراہ ان کے دونوں ولی عہد امین اور مامون بھی تھے فضل امین کے ہمراہ اور جعفر مامون کے ہمراہ فروکش ہوا یحییٰ اپنے کاتب خالد بن عیسیٰ کے ساتھ فروکش ہوا محمد بن یحییٰ ابن نوح مہتمم توشکخانہ کے ساتھ فروکش ہوا اور محمد بن خالد نے عمر میں رشید کے ساتھ مامون کے پاس قیام کیا۔

ایک رات رشید نے فضل کو تنہائی میں باریاب کیا پھر اسے خلعت سے سرفراز کر کے حکم دیا کہ تم محمد الامین کے ساتھ چلے جاؤ۔

موسیٰ بن یحییٰ کو بلایا اور اس کا قصور معاف کر دیا یہ اس سفر کے ابتدا میں جب حیرہ آئے تھے تو وہاں اس سے ناراض ہو گئے تھے علی بن عیسیٰ بن ماہان نے خراسان کے متعلق رشید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ تمام خراسانی اس کے مطیع و فرماں بردار ہیں اس سے محبت کرتے ہیں یہ ان سے خط و کتابت کے ذریعہ سازش کر رہا ہے کہ چپکے سے نکل کر خراسان چلا جائے اور پھر اہل خراسان کو لے کر بغاوت کر دے، یہ بات رشید کے دل میں بیٹھ گئی اور وہ اس سے بدظن ہو گئے چونکہ موسیٰ بڑا بہادر شہسوار تھا اس وجہ سے جب علی بن عیسیٰ نے اس کی شکایت کی تو وہ فوراً رشید کے دل میں جاگزیں ہو گئی مگر اس وقت تو انھوں نے معمولی طور پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا اس کے بعد موسیٰ بہت مقروض ہو گیا اور اپنے قرض خواہوں سے روپوش ہو گیا رشید سمجھے کہ جیسا کہ ان سے کہا گیا تھا وہ ضرور خراسان چلا گیا ہے جب اس حج کے سفر میں وہ حیرہ آئے تو موسیٰ بغداد سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اسے عباس بن موسیٰ کے پاس کوفہ میں نظر بند کر دیا۔ یہ پہلا نقصان تھا جو برامکہ کو پہنچا فضل بن یحییٰ کی ماں جس کی بات کو رشید رد نہیں کرتے تھے ان کی خدمت میں ان کی سفارش کرنے کے لئے سفر طے کر کے حاضر ہوئی رشید نے کہا چونکہ اس کی مجھ سے شکایت کی گئی ہے اس لئے اگر اس کا باپ اس کی ضمانت کر لے تو میں اسے رہا کر دوں گا، یحییٰ اس کا ضامن ہو گیا اور رشید نے موسیٰ کو یحییٰ کے حوالے کر دیا، پھر رشید اس سے خوش ہو گئے انھوں نے اس کی خطا معاف کر دی خلعت سے سرفراز کیا۔

چونکہ فضل بن یحییٰ نے ان کے ساتھ شراب پینا چھوڑ دیا تھا اس لئے رشید اس سے ناراض تھے اور ان پر اس کی موجودگی گراں تھی اس پر فضل کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ محض پانی سے دیرینہ تعلقات اس طرح

ختم ہو جاتے ہیں تو میں کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاتا۔ یہ گانے کا بھی شوقین تھا۔

جعفر رشید کی خلوت کی صحبت میں شریک ہوتا تھا اگرچہ اس کا باپ اسے اس سے روکتا تھا مگر وہ نہ مانتا ان کی صحبت میں شریک ہوتا اور جیسا وہ کہتے اس پر آمادہ ہو جاتا۔

جب یحییٰ نے دیکھا کہ جعفر کسی طرح رشید کی محبت سے باز نہیں آتا اس نے جعفر کو لکھا میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے اب کچھ نہیں کہوں گا زمانہ خود تم کو سبق دیدے گا اس وقت تمھاری آنکھیں کھل جائیں گی تم کو اس مصیبت سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے تھا کہ جس کا کوئی مداوا نہیں۔

یحییٰ نے خود رشید سے بھی یہ بات کہدی تھی کہ میں آپ کے ساتھ جعفر کی ہر وقت کی معیت کو اچھا نہیں سمجھتا کیوں کہ اس کی وجہ سے مجھے آپ کی طرف سے خمیازہ بھگتنا پڑے گا مناسب یہ ہے کہ آپ اسے کسی اہم خدمت پر متعین کر کے بھیجدیں اس طرح میں آپ کی طرف سے مامون ہو جاؤں گا، رشید نے اس کے جواب میں کہا اے میرے باپ اس ترکیب سے تمھارا مقصد اپنی حفاظت نہیں ہے بلکہ تم چاہتے ہو کہ فضل کو جعفر پر پیش کرو۔

احمد بن زہیر اپنے چچا زاہر بن حرب کی روایت بیان کرتا ہے کہ جعفر اور برامکہ کی تباہی کی وجہ یہ ہوئی کہ رشید کو جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے بغیر چین نہیں آتا تھا جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو ان دونوں کو بلاتے جعفر کو بھی اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ وہ اس کے اور عباسہ کے بغیر رہ نہیں سکتے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ عباسہ سے تمھاری شادی کر دوں تا کہ جب میں اسے اپنی محبت میں بلواؤں تو تم آزادی سے اسے دیکھ سکو مگر شرط یہ ہے کہ میاں بیوی کا تعلق قائم نہ کرنا۔

رشید نے عباسہ سے اس کا نکاح کر دیا اب جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو دونوں کو طلب کرتے پھر خود مجلس سے اٹھ جاتے اور ان دونوں کو تنہا چھوڑ جاتے چونکہ دونوں بالکل جوان تھے اور شراب کے نشہ سے مست ہوتے اس حالت میں جعفر اس سے مجامعت کر لیتا عباسہ حاملہ ہوئی اور اس کے

لڑکا پیدا ہوا اسے خوف ہوا کہ اگر رشید کو اس کا علم ہوگا تو اس کی جان خطرہ میں پڑ جائیگی اس لئے اس بچے کو اپنی مملوک اناؤں کے ساتھ مکہ بھیجدیا، عرصہ تک یہ بات رشید کو معلوم نہ ہوسکی مگر ایک مرتبہ عباسہ نے اپنی کسی چھوکری کو مارا اُس نے رشید سے جاکر اس بچے کی ولادت اور دوسرے واقعات کی اطلاع دی اور ان لونڈیوں کے جو اس بچے کے ہمراہ بھیجی گئی تھیں نام ان کا پتہ اور وہ زیور اور جواہر جو عباسہ نے اُس بچے کے ساتھ کردیے تھے سب بتادئے، جب ہارون اس مرتبہ حج کے لئے مکہ گئے انہوں نے چھوکری کی نشاندہی کے مطابق اس بچے کو تلاش کیا وہ بچہ اور اس کے ساتھ والیاں حاضر ہوئیں رشید نے ان سے واقعہ پوچھا انہوں نے بھی اس کے متعلق اُس چھوکری کے بیان کی تصدیق کردی جس نے عباسہ کے خلاف رشید کو سارے واقعہ سے مطلع کیا تھا، پہلے تو رشید کا ارادہ ہوا کہ اس کمسن بچے کو قتل کردیں مگر پھر خوف خدا سے وہ اُس ارادے سے باز رہے، جعفر کا یہ دستور تھا کہ جب رشید حج سے واپس آتے تو وہ مقام عقان میں ان کی دعوت کرتا اس سال بھی اس نے وہاں دعوت کا انتظام کیا اور شرف ملاقات چاہا رشید نے ناسازی طبیعت کا عذر کیا اور اس کی دعوت میں نہ گئے، جعفر برابر رشید کے ہمرکاب رہا جب یہ اپنی انبار کی منزل میں فروکش ہوئے تو اس کے اور اس کے باپ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسے ہم اب بیان کریں گے۔

جعفر کا قتل

فضل بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ رشید نے ۱۸۶ھ ہجری میں حج کیا وہ مکہ سے واپسی میں محرم ۱۸۷ھ ہجری میں حیرہ آئے یہاں وہ عون العبادی کے قصر میں کئی روز مقیم رہے پھر کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے عمر آئے جو انبار کے پہلو میں واقع ہے ماہ محرم کے آخری دن سنیچر کی رات کو انہوں

نے اپنے خدمتگار مسرور کو جعفر کے پاس بھیجا۔ اس کے ساتھ حماد بن سالم ابو عصمہ بھی باقاعدہ سپاہ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا اس جماعت نے رات کے وقت جعفر کا محاصرہ کر لیا اور اب مسرور اس کے پاس گیا، اس وقت ابن بختیشوع طبیب اور مشہور نابینا گویا ابو زکار الکلوا ذانی اس کے پاس بیٹھے تھے اور وہ عیش و نشاط میں مصروف تھا، مسرور اسے دھکے دیتا ہوا وہاں سے نکال کر اس مکان میں لایا جہاں رشید مقیم تھے اور گدھے کی رسّی سے باندھ کر اسے وہیں قید کر دیا۔ پھر رشید کو جا کر اطلاع کی کہ میں اسے گرفتار کر کے لے آیا ہوں رشید نے اس کی گردن مار دینے کا حکم دیا مسرور نے اسے قتل کر دیا۔

مسرور بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے جعفر کے قتل کا عزم کر لیا انھوں نے مجھے اس کے پاس بھیجا، حسب الحکم میں اس کے پاس آیا اس وقت مشہور نابینا گویا ابو زکار اس کے پاس تھا اور یہ شعر گا کر اسے سنا رہا تھا،

فلا تبعد فکل فتیً سیاتی　＊　علیہ الموت یطرق او یغادی

(ترجمہ) خدا کرے کہ تم ہمیشہ رہو ورنہ تو ہر شخص پر صبح یا شام موت طاری ہونے والی ہے۔

اس پر میں نے کہا اے ابو الفضل دیکھو میں تمہارے لئے موت کا پیام لے کر آیا ہوں امیر المومنین نے طلب کیا ہے چلو۔ اس نے میرے ہاتھ جوڑے میرے پیروں پر گر گیا اور انھیں چوما اور درخواست کی کہ میں اسے اتنی مہلت دوں کہ گھر میں جا کر وصیت کر آئے، میں نے کہا اب اندر جانے کی تو اجازت نہیں دی جا سکتی البتہ جو تم کو اپنے بعد کے لئے کہنا ہے کہدو، چنانچہ وہ جو وصیت کرنا چاہتا تھا اس نے کر دی اور اپنے تمام مملوک آزاد کر دیئے اتنے میں امیر المومنین کے دوسرے ہرکارے میرے پاس پہونچ گئے اور انھوں نے کہا کہ اسے فوراً لے چلو، میں اسے لیکر ان کے پاس آیا اور اس کی میں نے ان کو اطلاع کی وہ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے

وہیں سے انھوں نے مجھے حکم دیا کہ اس کا سر لے کر آؤ میں نے جعفر سے آ کر ان کا حکم بیان کیا اس نے کہا اے ابو ہاشم میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا ہوں انھوں نے یہ حکم ضرور حالت نشہ میں دیا ہوگا تم صبح تک تو میرے معاملہ کو ٹال دو یا دوبارہ ان سے میرے متعلق حکم حاصل کرو، میں اب پھر پلٹا کہ ان سے دوسری مرتبہ حکم لوں میری آہٹ پاکر کہنے لگے حرامزادے جعفر کا سر لے کر آ۔ میں نے پھر جعفر سے آکر کہا کہ یہ حکم ہوا ہے اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں تیسری مرتبہ اس کے بارے میں حکم حاصل کروں میں پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس مرتبہ انھوں نے ڈنڈے سے میری خبر لی اور کہنے لگے کہ اگر اب تو اس کا سر لئے بغیر میری پاس آیا تو مجھے مہدی کا بیٹا نہ سمجھنا اگر میں کسی دوسرے کو بھیجکر پہلے تیرا سر نہ اتروالوں اور تیرے بعد اس کا' اس تہدید کے بعد میں ان کے پاس سے نکلا اور پھر جعفر کا سر لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

نیز رشید نے اسی رات اپنے آدمی بھیجکر یحییٰ بن خالد اس کے تمام لڑکوں۔ موالیوں اور اس کے متعلقین میں دوسرے ان لوگوں کو جو بھاگ کر جا رہے تھے گرفتار کرالیا اس طرح جو لوگ اس جگہ موجود تھے ان میں سے ایک بھی بچکر بھاگ نہ سکا۔ فضل بن یحییٰ اسی رات اپنے مقام سے ہٹا کر رشید کے ایک مکان میں قید کر دیا گیا اور یحییٰ بن خالد کو اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا' ان کی تمام املاک ضبط کر لی گئیں سپاہیوں نے ان میں سے کسی کو بھی مدینتہ السلام یا کسی دوسرے مقام کو جانے نہیں دیا۔ رشید نے اسی رات اپنے خدمت گار رجاء کو رقہ بھیجا تاکہ وہ وہاں برامکہ کی جتقدر املاک نقد و جنس کی شکل میں ہوں اس کو ضبط اور ان کے تمام موالیوں اور ملازموں کو گرفتار کر کے ان کے ساتھ اپنی صوابدید کے مطابق سلوک کرے نیز انھوں نے اسی رات کو تمام اطراف و اکناف سلطنت میں اپنے عمال کے نام احکام بھیجدیئے کہ ان کے ماتحت علاقہ میں برامکہ کی جو جائیداد اور املاک ہوں ان کو ضبط کرلیں اور ان کے جو کارندے وہاں متعین ہوں

ان کو گرفتار کرلیں۔
صبح کو رشید نے جعفر بن یحییٰ کا لاشہ، شعبۃ الخفتانی، ہرثمہ بن اعین اور ابراہیم بن حمید المروروذی کے ساتھ جن کے عقب میں انھوں نے اپنے دوسرے خدمتگاروں اور معتمدین کو جن میں مسرور بھی تھا بھیجا تھا جعفر بن یحییٰ کے مکان کو بھیجدیا۔ ابراہیم بن حمید اور اپنے خدمتگار حسین کو فضل بن یحییٰ کے مکان بھیجا، یحییٰ بن عبدالرحمان اور اپنے خدمتگار رشید کو یحییٰ اور محمد بن یحییٰ کی قیام گاہ کو بھیجا اور ہرثمہ بن اعین کو بھی اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ ان کا تمام مال ضبط کرلیا جائے۔
رشید نے سندی الحرشی کو حکم بھیجا کہ وہ جعفر کے لاشہ کو مدینۃ السلام لے جائے اس کے سر کو جسر الاوسط پر نصب کردے، اس کے جسد کو کاٹ کر اس کا ایک حصہ جسر الاعلیٰ پر اور دوسرا جسر الاسفل پر نصب کردے سندی نے حسب الحکم جعفر کے جسد کو قطع کرکے مختلف مقامات میں نصب کرادیا نیز خدمتگاروں نے ان ہدایات کی جو ان کو دی گئی تھیں بجا آوری کی فضل، جعفر اور محمد کے چھوٹے چھوٹے بچے گرفتار کرکے رشید کی خدمت میں پیش کرے گئے رشید نے ان کو چھوڑ دیا انھوں نے یہ اعلان کرادیا کہ برامکہ کے تمام حقوق ملکی بابتہ حفاظت جان و مال سلب کئے جاتے ہیں البتہ انھوں نے محمد بن خالد اس کی اولاد اور ملازموں کو اس حکم سے اس لئے مستثنیٰ کردیا کہ ان کو معلوم ہوا کہ صرف یہی ان میں ایسا شخص ہے جو ان کا سچا خیر خواہ رہا ہے اور وہ اس سازش میں شریک نہیں ہے جو دوسرے برامکہ ان کے خلاف کر رہے تھے، عمر سے روانہ ہونے سے پہلے انھوں نے یحییٰ کو چھوڑ دیا یحییٰ کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ اور ابوالمہدی ان کے بہنوئی کو ہرثمہ بن اعین کی نگرانی میں دیدیا یہ ان کو لے کر رقہ آیا، جس روز رشید رقہ آئے اسی دن انھوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو انس بن ابی الشیخ کے قتل کا حکم دیا اور قتل کے بعد اسے سولی پر لٹکادیا گیا، یحییٰ بن خالد کو فضل اور محمد کے ساتھ

دیر القایم میں قید کر دیا گیا اور ان کی نگرانی کا ذمہ دار مسرور اور ہرثمہ بن اعین کو بنایا گیا، رشید نے کچھ ملازم اور دوسری ضروریات زندگی ان کے ساتھ رہنے دیں، فضل کی ماں زبیدہ بنت منیر اور دنانیر یحییٰ کی جاریہ اور کچھ اور خدمتگاروں اور لونڈیوں کو ان کے ساتھ رہنے کے لئے کر دیا گیا۔ ان لوگوں کو حالت قیدمیں کوئی تکلیف نہ تھی البتہ جب رشید کا عبدالملک بن صالح پر عتاب ہوا اور اب لوگوں نے پھر اس کی اور برامکہ کی رشید سے مزید شکایتیں کیں تو جس طرح عبدالملک کے ساتھ سختی کا سلوک کیا جانے لگا اسی طرح برامکہ پر بھی اب سختیاں ہونے لگیں۔

جعفر بن الحسین اللہبی بیان کرتا ہے کہ جس رات کو رشید نے جعفر کو قتل کیا اس کی دوسری صبح کو انس بن ابی الشیخ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا، رشید کے اور اس کے درمیان کچھ مکالمہ ہوا رشید نے اپنی مسند کے نیچے سے ایک تلوار نکالی اور حکم دیا کہ ابھی اس سے اس کی گردن اڑا دی جائے اس وقت انھوں نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا جو اس سے قبل انس کے قتل کے موقع پر کہا گیا تھا۔

تلمظ السیف من شوقٍ الی انسٍ ٭ فالسیف یلحظ والاقدار تنتظر

تلوار نے بیتابی سے انس کی جانب اپنی زبان دراز کی، اب تلوار غور سے دیکھ رہی ہے اور موت منتظر ہے۔

انس کو قتل کر دیا گیا اس کے قتل سے پہلے ہی تلوار پر خون دوڑ گیا تھا رشید کہنے لگے اللہ عبداللہ بن مصعب پر رحم کرے اس کی تلوار کیسی اچھی ہے، مگر تمام دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تلوار زبیر بن العوام کی تھی،

بعض ارباب سیر نے یہ بات بیان کی ہے کہ عبداللہ بن مصعب رشید کا جاسوس تھا یہ تمام لوگوں کی خبریں ان سے جاکر بیان کرتا تھا اس نے انس کے متعلق کہا تھا کہ یہ زندیق ہے اسی وجہ سے رشید نے اسے قتل کر دیا یہ برامکہ کے دوستوں میں تھا۔

سندی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک

ایک شاگرد پیشہ نے جو ڈاک کے ذریعہ سفر کر کے آیا تھا ایک چھوٹا سا خط مجھے دیا میں نے اس کی مہر توڑی تو دیکھا کہ وہ خط خود امیر المومنین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس میں تحریر ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" اے سندی جب تم میرے اس خط کو پڑھو اگر بیٹھے ہو فوراً اٹھ کھڑے ہو اور اگر کھڑے ہو تو بغیر بیٹھے اسی وقت میرے پاس پہونچو میں نے سواری منگوائی اور اسی وقت ان کی خدمت میں روانہ ہو گیا رشید اس وقت عمر میں تھے ان کو میرا سخت انتظار تھا چنانچہ اس کے بعد عباس بن الفضل بن الربیع نے مجھ سے بیان کیا کہ امیر المومنین دریائے فرات میں ایک کشتی پر سوار تمھارا انتظار کر رہے تھے اتنے میں ایک غبار اٹھا مجھ سے کہنے لگے کہ عباس یہ ضرور سندی اور اس کے ہمراہی ہوں گے میں نے کہا بیشک امیر المومنین میرا بھی یہی خیال ہے اتنے میں تم آپہونچے۔

میں اپنی سواری سے اتر کر ٹھہر گیا رشید نے مجھے پاس بلوایا میں سامنے جا کر مودب خاموش کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے خدمتگاروں کو برخواست کا حکم دیا وہ چلے گئے اور اب وہاں صرف عباس بن الفضل اور میں رہ گئے، تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اب انھوں نے عباس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور حکم دیا کہ وہ تختے جو کشتی پر بچھائے گئے ہیں اٹھائے جائیں، عباس نے حکم کی بجا آوری کی، مجھ سے کہا قریب آؤ میں ان کے قریب گیا پوچھا جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیوں بلایا ہے میں نے اپنی قطعی لاعلمی ظاہر کی کہنے لگے میں نے تم کو ایک ایسے کام کے لئے بلایا ہے کہ اگر اس کی خبر میری قمیص کے بوتام کو ہو جائے تو میں اسے ابھی فرات میں پھینکدوں اچھا تمھارے خیال میں میرا سب سے معتمد علیہ امیر کون ہے میں نے کہا ہرثمہ کہنے لگے ٹھیک کہتے ہو اور میرا سب سے زیادہ معتمد علیہ خادم کون ہے میں نے کہا مسرور الکبیر کہنے لگے بالکل ٹھیک کہتے ہو اچھا تم اسی وقت جاؤ اور نہایت تیز گامی سے طیِ مسافت کر کے مدینتہ السلام پہونچو وہاں پہنچتے ہی اپنے بھروسہ کے آدمیوں اور

فوجی دستوں کو جمع کر کے حکم دو کہ وہ اور ان کے شاگرد پیشہ کیل کانٹے سے درست رہیں اور بگل کی آواز پر تم برامکہ کے مکانات جانا اور سب کی پہرہ بندی کرنا ایک ایک ڈیوڑھی کی ناکہ بندی اپنے فوجی دستوں کے ایک ایک سردار کے سپرد کر دینا کسی شخص کو نہ اندر آنے دینا نہ باہر جانے دینا البتہ محمد بن خالد کے ساتھ کوئی تعارض نہ کرنا یہ ناکہ بندی میرے حکم کے آنے تک برابر قائم رہے۔

اب تک انھوں نے برامکہ کو نہیں چھیڑا تھا۔ میں تیزی سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا مدینتہ السلام آیا میں نے اپنے تمام آدمی جمع کر کے ان کو حسب الحکم ہر کام کے لئے تیار کر لیا تھوڑی ہی دیر کے بعد ہرثمہ بن اعین جعفر بن یحیٰی کا مقتول جسد ایک خچر پر بلا زین کے بار کئے ہوئے لے کر میرے پاس پہونچا اور امیر المومنین کا خط مجھے دیا جس میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں اس کے جسد کے دو ٹکڑے کر کے اس کو تین پلوں پر سولی پر لٹکا دوں میں نے حسب الحکم بجا آوری کی۔

محمد بن اسحٰق کہتا ہے کہ جعفر کا جسد بہت دن تک اسی طرح مصلوب رہا، جب رشید خراسان جانے لگے تو میں بھی اس مقام سے گذرا اور میری نظر اس پر پڑی جب وہ دریا کے شرقی کنارے پر خزیمہ بن خازم کے دروازے آئے تو انھوں نے ولید بن جشم الشاری کو جیل خانہ سے طلب کر کے احمد بن جنید الختیلی اپنے مشہور تلوریے کو اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا احمد نے اسے قتل کر دیا اس وقت انھوں نے سندھی کو دیکھا اور کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے (یعنی جعفر) جلا دیا جائے ان کے جانے کے بعد سندھی نے کانٹے اور ایندھن جمع کر کے جعفر کی لاش جلا ڈالی۔

جب رشید نے جعفر بن یحیٰی کو قتل کر دیا تو کسی نے یحیٰی سے کہا کہ امیر المومنین نے تمھارے بیٹے جعفر کو قتل کر دیا ہے اس نے کہا اسی طرح ان کا بیٹا قتل کیا جائے گا۔ پھر اس سے کہا گیا کہ تمھارے تمام مکان ویران و برباد کر دئے گئے یحیٰی نے کہا اسی طرح ان کے قصر و ایوان

ویران ہو جائیں گے۔

بشار الترکی نے بیان کیا ہے کہ جس دن کے آخر میں رشید نے جعفر کو قتل کیا ہے اس روز وہ جبکہ عمر میں فروکش تھے شکار کے لئے گئے یہ جمعہ کا دن تھا اور صرف جعفر بن یحیٰی تنہا ان کے ہمراہ تھا ان کے دونوں ولی عہد بیٹے بھی ساتھ نہ تھے جعفر ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا انھوں نے اپنا ہاتھ اس کے شانے پر رکھ چھوڑا تھا اور اس سے پہلے خود اپنے ہاتھ سے انھوں نے جعفر کو غالیہ ملا تھا۔

وہ اس تمام دن ایک لمحہ کی جدائی بغیر ان کے ہمراہ تھا سر شام شکار سے واپس آئے جب رشید محل میں جانے لگے انھوں نے جعفر کو سینے سے لگا لیا اور کہنے لگے کہ اگر آج میری رات عورتوں کے لئے مخصوص نہ ہوتی تو میں تم کو جدا نہ کرتا تم اپنی قیام گاہ جاؤ اور وہاں خوب دور شراب چلاؤ۔ اور عیش و طرب کی بزم مناؤ تاکہ جو کیفیت میری ہو وہی لطف تم کو بھی حاصل ہو۔

جعفر نے کہا بخدا میں ان چیزوں کا دلدادہ نہیں ہوں میں تو صرف آپ کی محبت میں ان چیزوں سے لطف اندوز ہو جاتا ہوں۔

رشید کہنے لگے تم کو میری جان کی قسم ہے آج ضرور پینا یہ ان کے پاس سے اپنی قیام گاہ آیا اس رات رشید کے خدمتگار گھنٹے گھنٹے کے بعد نقل، بخورات اور پھول لے کر اس کے پاس آتے رہے جب رات اچھی طرح بھیگ گئی انھوں نے مسرور کو اس کے پاس بھیجا اور اسی کی نگرانی میں جعفر کو قید کر دیا گیا اور پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا، فضل، محمد اور موسیٰ بھی قید کر دیے گئے سلام الابرش کو یحیٰی کے دروازے پر متعین کیا گیا البتہ محمد بن خالد یا اس کے بیٹوں اور ملازموں سے کوئی تعارض نہیں کیا گیا۔

سلام یہ کہتا ہے اس وقت جب کہ یحیٰی کے مکان کے پردے کھول دئے گئے تھے اور اس کا تمام مال ضبط کر کے قلمبند کر لیا گیا تھا میں اس کے پاس آیا کہنے لگا اے ابو سلمہ قیامت اسی طرح آئے گی

جب میں پلٹ کر رشید کی خدمت میں آیا تو میں نے یحییٰ کی بات ان سے بیان کی جسے سن کر وہ دیر تک سر نیچا کئے سوچتے رہے۔

ایوب بن ہارون بن سلیمان بن علی بیان کرتا ہے کہ چونکہ میں یحییٰ سے خاص تعلق رکھتا تھا اس بنا پر جب وہ انبار آیا تو میں اس سے ملنے گیا میں اس شام کو جو اس کے عروج اور اقتدار کی آخری شام تھی اس کے پاس موجود تھا یہ اپنی تباہ کن کشتی میں بیٹھکر امیر المومنین کی خدمت میں گیا اور فوج خاصہ کے سردار کے دروازے سے انکی خدمت میں باریاب ہوا اس نے لوگوں کی ضروریات دوسرے مہمات سلطنت سرحدوں کی اصلاح اور بحری لڑائی وغیرہ کے متعلق معاملات کو ان سے بیان کیا اور ضروری احکام حاصل کئے ان کے پاس سے نکل کر اس نے لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین نے تمہاری درخواستیں قبول کر لی ہیں اور ان کے متعلق احکام دے دیئے ہیں اس نے ابوصالح یحییٰ بن عبد الرحمٰن کو بلا کر حکم دیا کہ ان فرامین کو نافذ کر دو پھر وہ ہم سے ابومسلم اور اس کے معاذ بن مسلم کو روانہ کر دینے کے واقعات بیان کرتا رہا بعد مغرب وہ اپنے مکان میں چلا گیا اسی رات کی صبح کو ہم کو جعفر کے قتل اور برامکہ کے زوال کی خبر ملی میں نے اس کو جعفر کی تعزیت لکھی اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ "ہم اللہ کے فیصلہ سے خوش ہیں اور جانتے ہیں کہ اس میں ہماری بھلائی ہوگی، اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں سے بغیر ان کے گناہوں کے مواخذہ نہیں کرتا، اور تیرا رب ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اکثر اوقات وہ معاف کر دیتا ہے اور اس پر اللہ کا شکر ہے۔"

جعفر شب شنبہ غرۂ ماہ صفر ۱۸۷؁ھ ہجری میں سینتیس سال کی عمر میں قتل کیا گیا، وزارت سترہ سال برامکہ میں رہی۔

مسرور نے بیان کیا ہے کہ میں نے رشید سے عرض کیا کہ جعفر عرض پرداز ہے کہ صرف ایک مرتبہ آپ اسے دیکھ لیں کہنے لگے کہ یہ نہیں ہوسکتا وہ جانتا ہے کہ اگر میری نظر اس پر پڑ گئی تو پھر میں اسے

قتل نہیں کروں گا۔
اکثر شعرائے عصر نے ان کے متعلق قصائد اور ان کے مرثیے لکھے،

اس سال دمشق میں مضری اور یمانی عربوں میں فرقہ وارانہ مناقشہ پیدا ہوا رشید نے محمد بن منصور بن زیاد کو دمشق بھیجا اس نے ان کے درمیان مصالحت کرادی۔

اس سال مصیصہ میں زلزلہ آیا جس سے شہر پناہ کا کچھ حصہ منہدم ہوگیا اور تھوڑی دیر رات میں آبرسانی کا سلسلہ مسدود ہوگیا۔ اس سال عبدالسلام خارجی نے آمد میں خروج کیا یحییٰ بن سعید العقیلی نے اسے قتل کردیا۔ اس سال یعقوب بن داؤد نے رقہ میں وفات پائی۔

اس سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو کفار سے جہاد کرنے موسم گرما میں بھیجا اور اسے اپنا ذریعۂ تقرب بنانے کے لیے اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے بخش دیا اور اسے عواصم کا والی مقرر کردیا۔

اس سال عبدالملک بن صالح پر رشید کا عتاب نازل ہوا اور انھوں نے اسے قید کردیا۔

عبدالملک بن صالح پر رشید کا غضب

اور اس کی وجہ

احمد بن ابراہیم بن اسماعیل نے بیان کیا کہ عبدالملک بن صالح کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن تھا یہ سربرآوردہ آدمی تھا عبدالملک اسی سے اپنی کنیت کرتا تھا یہ عبدالرحمٰن اپنے باپ کی اکثر شکایت کرتا رہتا تھا اس نے اور قمامہ نے رشید سے عبدالملک کی شکایت کی کہ وہ خلافت کا امیدوار ہے رشید

نے اسے پکڑ کر فضل بن الربیع کے پاس قید کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب رشید عبدالملک سے ناراض ہوئے تو وہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا رشید نے اس سے کہا کیا جس قدر عظیم احسان میں نے تجھ پر کئے ہیں تو ان پر پانی پھیر رہا ہے اور ان نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے عبدالملک نے کہا حقیقت حال یہ نہیں ہے اگر میں ایسا کرتا تو مجھے ندامت سے دوچار ہونا پڑتا اور سزا کا مستوجب ہوتا یہ سب کچھ حاسدوں کی شرارت ہے، چونکہ مجھے آپ کی جناب میں قربت دوستی اور دیرینہ نیازمندی حاصل ہے اس وجہ سے سب لوگ مجھ سے جلتے ہیں آپ امت اسلام کے لئے رسول اللہ کے جانشین اور ان کے خاندان کے لئے ان کے امین ہیں امت پر آپ کی اطاعت اور خیر خواہی اور آپ پر اس کے معاملہ میں الفاق اتفاقیہ واقعات میں بردباری اور خطاؤں پر معافی فرض ہے۔ رشید نے کہا زبان سے اس طرح خوشامد کی باتیں بناتے ہو اور اپنے دل میں میرے خلاف منصوبے تیار کرتے ہو یہ دیکھو تمہارا کاتب قمامہ موجود ہے یہ تمہارے دل کی کھوٹ اور فسادنیت کو تمہارے منہ پر بیان کرے گا سنو وہ کیا کہتا ہے عبدالملک نے کہا اس نے آپ سے بالکل خلاف واقعہ بات کہی ہے اور ممکن ہے کہ وہ میرے سامنے مجھ پر افترا اور بہتان لگا سکے۔

قمامہ طلب کیا گیا رشید نے اس سے کہا بغیر کسی خوف اور تردد کے صاف صاف بیان کرو اس نے کہا میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ آپ سے غدر کرنے اور آپ کی مخالفت کے لئے کمر بستہ ہے، عبدالملک نے کہا قمامہ تم کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا بیشک تم چاہتے ہو کہ امیرالمومنین کو اچانک قتل کر دو، عبدالملک کہنے لگا جب یہ میرے منہ پر مجھ پر بہتان باندھ رہا ہے تو میرے عقب میں تو اس نے کیا کچھ میرے خلاف جھوٹی باتیں نہ کہی ہوں گی۔

رشید نے کہا اور یہ دیکھو تمہارا بیٹا عبدالرحمن موجود ہے اس نے مجھ سے تمہاری سرکشی اور فسادنیت کی شکایت کی ہے۔ اگر مجھے تمہارے

خلاف کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت ہو تو ان دونوں سے زیادہ ثقہ شاہد تمہارے معاملہ میں اور کون ہو سکتا ہے ان کے بیان کا تمہارے پاس کیا جواب ہے عبدالملک نے کہا ان دو گواہوں میں سے ایک سرکاری مامور معلوم ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہے جسے میں نے اپنی الفت پدری سے خارج کر دیا ہے اس وجہ سے وہ میری شکایت کرنے پر مجبور ہے جو شخص اسی کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کا ایسا میری نسبت کہنا درست ہے اور اگر کہنے والا عاق ہے تو وہ پہلے ہی ناحق شناس اور ناشکر ہے اللہ عزوجل نے خود اپنے کلام مبین میں ایسے شخص کی عداوت سے مطلع کر کے تنبہ کر دیا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم فاحذروھم (ترجمہ) بیشک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے تنبہ رہو۔

اس گفتگو کے بعد رشید دربار سے اٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے اگرچہ تمہارا معاملہ بالکل واضح ہو چکا ہے مگر جب تک مجھے تمہارے بارے میں اللہ کی مرضی کا علم نہ ہو میں کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا اسی کو میں اپنے اور تمہارے درمیان حکم بناتا ہوں عبدالملک نے کہا میں اس بات سے بالکل خوش ہوں اللہ حکم ہو اور امیر المومنین حاکم کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ امیر المومنین اپنی خواہش اور ارادے پر اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کو ترجیح دیں گے اور اسی کو اختیار کریں گے۔

اس کے بعد رشید نے ایک دوسری مجلس اس معاملہ کے لئے منعقد کی عبدالملک نے دربار میں آ کر سلام کیا رشید نے اس کا جواب نہیں دیا عبدالملک نے کہا کہ آج تو اس معاملہ کے متعلق میں کوئی جواب دہی نہیں کرتا رشید نے پوچھا کیوں اس نے کہا اس وجہ سے کہ اس کی ابتدا ہی خلاف سنت ہوئی ہے تو اس کا انجام معلوم ہے، رشید نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے اس کا جواب تک نہیں دیا کم از کم آپ میرے ساتھ عوام کا سا برتاؤ تو کریں، رشید نے کہا سنت رسول اللہ کی

اقتدا میں اور عدل کے لئے اظہار ایثار ہیں اور اس لئے کہ سلام کی عادت رہے میں تم کو سلام کرتا ہوں السلام علیکم۔ عبد الملک سے خطاب کرتے کرتے اب انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کی طرف مڑ کر کہا اُرِیدُ حیاتہ ویرید قتلی الی آخرہ، (ترجمہ) میں تو اس کی حیات چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کے درپے ہے" اس کے بعد انھوں نے کہا بخدا گویا اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خون کی نالیاں بہ رہی ہیں اور آتش جنگ مشتعل ہے، جس میں ہاتھ اور سر کٹ کٹ کر گر رہے ہیں، ذرا دم لو۔ کچھ خبر ہے اللہ نے میرے ذریعہ دشوار کو تمہارے لئے سہل کیا ہے، کدورت کو صاف کیا ہے اور تمام معاملات کو درست کیا ہے، اس مصیبت سے پہلے جس میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹ جائیں گے میں تم کو آگاہ کرتا ہوں اور ڈراتا ہوں کہ اپنے آپ کو بچاؤ۔

عبد الملک نے کہا امیر المومنین آپ اس خلافت کے معاملہ میں جو اللہ نے آپ کو دی ہے اور اس رعایا کے بارے میں جس کی نگرانی اللہ نے آپ کی سپرد کی ہے اللہ سے ڈرتے رہیں شکر گذاری کے بجائے ناسپاس شناسی اختیار نہ کریں، صلہ کے بجائے سزا نہ دیں۔ بخدا میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ خلوص برتا ہے اور سچی اطاعت شعاری کی ہے میں نے اپنے ان دونوں قوی بازوؤں کے زور سے جو یلملم کے دونوں ستونوں سے زیادہ سخت اور مضبوط ہیں آپ کی حکومت کی چولیں مضبوط کی ہیں اور آپ کے دشمن کو تباہ و برباد کیا ہے میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ محض ایک جھوٹے مفتری کی جھوٹی شکایت اور ایک جانی دشمن کی چغلی کی بنا پر اپنے ایک عزیز قریب سے بدگمان نہ ہوں اور اس سے اپنا تعلق ختم نہ کریں میں نے نہایت دشوار کاموں کو آپ کے لئے سہل کیا ہے اور تمام امور سلطنت کو درست کیا ہے میں نے آپ کی اطاعت کو لوگوں کے قلوب میں جانشین کیا ہے کتنی راتیں ایسی مجھ پر گذری ہیں کہ ان میں میں نے آپ کی خاطر سخت تکلیف اٹھائی ہے اور کتنے نازک موقع ایسے پیش آئے ہیں جہاں میں آپ کے لئے ثابت قدم رہا ہوں ان مواقع پر میری مثال ان شعروں

کی مصداق تھی جو بنی جعفر بن کلاب کے کسی شخص نے کہے ہیں۔

ومقام ضیق فرجتہ ✤ ببنانی ولسانی وجدل

لو یقوم الفیل او فیالہ ✤ زل عن مثل مقامی وزحل

بہت سے ایسے مشکل مواقع پیش آئے کہ میں نے ان کو اپنے ہاتھ زبان اور طاقت سے سہل بنا دیا کہ اگر وہاں زبردست ہاتھی ہوتا تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر ہٹ جاتا۔

رشید نے کہا اگر میں بنی ہاشم پر مہربان نہ ہوتا تو ضرور تجھے قتل کرتا۔

زید بن علی بن الحسین العلوی بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے عبدالملک بن صالح کو قید کیا تو عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال حاضر خدمت ہوا اور اس نے کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہی رشید نے کہا کہو کیا ہے اس نے کہا امیر المؤمنین خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے کہ عبدالملک ہمیشہ سے آپ کا مخلص اور وفا شعار رہا ہے آپ نے اسے کیوں قید کر دیا۔ رشید نے کہا کیوں مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ میرے خلاف سازش کر رہا ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ میرے ان دونوں بیٹوں امین اور مامون میں لڑائی کرا دیگا اگر تم یہ مناسب سمجھتے ہو کہ ہم اسے قید سے رہا کر دیں تو ہم تمہاری ذمہ داری پر اس کے لئے تیار ہیں چھوڑ دیں گے۔ عبداللہ بن مالک نے کہا اب جب کہ آپ نے اسے قید ہی کر دیا ہے تو میں یہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ فوراً اسے رہا کر دیا جائے البتہ یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے صرف نظر بند کر دیا جائے اور وہاں اس کا وہی اعزاز قایم رہے جو آپ کے اور اس کے شایان ہے۔ رشید نے کہا البتہ اس کے لئے میں تیار ہوں۔

رشید نے فضل بن الربیع کو طلب کیا اور حکم دیا کہ تم عبدالملک بن صالح کے پاس اس کے قید خانے میں جاؤ اور کہو کہ تم کو حالت قید میں جن جن ضروریات کی ضرورت ہو اس کے متعلق حکم دے دو انکو مہیا کر دیا جائے گا۔ فضل نے اس سے پوچھ کر اس کے مطالبات رشید سے

بیان کیئے۔

اسی سلسلہ میں ایک دن رشید نے عبدالملک بن صالح سے کہا کہ تو صالح کا بیٹا نہیں ہے اس نے پوچھا پھر میں کس کا ہوں رشید نے کہا تو مروان الجوری کا بیٹا ہے عبدالملک کہنے لگا دونوں بڑے جواں مرد تھے مجھے کچھ پروا نہیں کسی کا بھی ہوں۔

رشید نے اسے فضل الربیع کی نگرانی میں قید کر دیا یہ رشید کی زندگی میں مقید رہا ان کی وفات کے بعد محمد نے اسے رہا کر کے شام کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ اس نے رقہ کو اپنا مستقر بنایا اس نے محمد سے یہ بھی عہد کیا تھا کہ اگر تم مارے گئے اور میں اس وقت زندہ رہا تو بھی میں کبھی مامون کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا مگر یہ محمد سے پہلے ہی مر گیا اور سرکاری مکانات میں سے کسی جگہ دفن کیا گیا جب مامون اپنے عہد خلافت میں روم جانے لگے تو انھوں نے عبدالملک کے کسی بیٹے کو حکم بھیجا کہ تم اپنے باپ کو میرے مکان سے نکال لے جاؤ چنانچہ اس کی ہڈیاں مدفن سے برآمد کر کے دوسری جگہ منتقل کی گئیں۔ اس نے محمد سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کبھی تم کو اپنی جان کا خوف ہو تم میرے پاس آجانا خدا کی قسم میں تمہاری حفاظت کروں گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں رشید نے یحییٰ بن خالد سے کہلا کر بھیجا کہ عبدالملک بن صالح میرے خلاف بغاوت کرنا چاہتا ہے تم اس سے باخبر ہو لہذا اس کے متعلق تم کو جو بات معلوم ہو اس سے مجھے اطلاع دو اگر تم مجھ سے سچا واقعہ بیان کرو گے تو میں تم کو بحال کر دوں گا یحییٰ نے کہا بخدا امیر المومنین میں اس بات سے قطعی ناواقف ہوں کہ عبدالملک نے کوئی ایسا منصوبہ باندھا ہو جو آپ کے خلاف ہو اور اگر مجھے کوئی ایسی اطلاع ملتی تو آپ نہیں بلکہ میں اس کا حریف ہوتا کیونکہ آپ کی حکومت تو اصل میں میری حکومت تھی اور اس کی نیکی اور بدی کا تمام تر اثر مجھ پر تھا ایسی صورت میں عبدالملک کے لئے

یہ بات کیونکر مناسب تھی کہ وہ مجھے اپنے منصوبے میں شامل کرنے کی آرزو کرتا اور اگر میں اس کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ بھی ہو جاتا تو مجھے اس بات کی امید ہرگز نہ ہوتی کہ جو مرتبہ اور عزت رسوخ اور اقتدار آپ نے مجھے دیا ہے وہ مجھے وہ دیتا۔ خدا کے لئے آپ میرے متعلق ایسا گمان ہرگز نہ کریں بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ عبدالملک ایک معتمد اور ذمہ دار آدمی ہے میری خوشی تو یہ ہے کہ ایسا آدمی آپ کے ساتھ رہے، اور اس کی نیک چلنی عزت نفس اور بردباری کی وجہ سے جس کے آپ خود مداح تھے آپ اس کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات قایم رکھیں۔

جب رشید کے پیامبر نے ان سے آکر یحیٰی کا یہ جواب عرض کیا انہوں نے اسے دوبارہ اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے جاکر کہدو کہ اگر وہ عبدالملک کی اس سازش کا پتہ نہ دے گا تو میں اس کے بیٹے فضل کو قتل کردوں گا، یحیٰی نے کہا کہ جاکر عرض کردو کہ ہم آپ کے قبضہ میں ہیں آپ جو چاہیں کریں بالفرض اگر اس واقعہ میں کوئی بھی اصلیت ہو تو اس کا مجرم میں ہوں نہ کہ فضل، فضل نے کیا کیا ہے کہ اسے اس کی سزا دی جائے۔ پیامبر نے فضل سے کہا کہ چونکہ امیر المومنین کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے لہٰذا موت کے لئے تیار رہو۔ فضل کو یقین ہو گیا کہ میں اب مارا جانے والا ہوں اس نے اپنے باپ سے آخری ملاقات کی اور رخصت ہوا اس نے یحیٰی سے کہا آپ مجھ سے خوش ہیں یحیٰی نے کہا کہ ہاں میں تم سے راضی ہوں اور اللہ بھی تم سے راضی ہو تین دن تک باپ بیٹے ایک دوسرے سے علٰحدہ رکھے گئے مگر جب کوئی بات یحیٰی کے خلاف ثابت نہ ہوئی تو پھر ان دونوں کو حسب سابق یکجا کردیا گیا۔ چونکہ اس زمانے میں برامکہ کے دشمن مسلسل رشید سے ان کی شکایتیں کرتے رہتے تھے اس وجہ سے رشید نے بہت سخت سخت خط ان کو لکھے۔

جب مسرور نے قتل کے لئے لے جانے کے لئے فضل کا ہاتھ

پکڑا تو اس وقت یحییٰ سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے اپنے دل کا غبار نکالا اور مسرور سے کہا کہ رشید سے جا کر کہدو کہ اسی طرح تمہارا بیٹا بھی مارا جائیگا

مسرور کہتا ہے کہ جب رشید کا غصہ فرو ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا ہوا میں نے یحییٰ کا قول اس سے بیان کیا کہنے لگے مجھے اس کے کہنے سے اندیشہ ہو گیا ہے کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ مجھ سے کوئی بات آئندہ کے لئے کہی گئی ہو اور وہ اسی طرح پیش نہ آئی ہو۔

ایک دن رشید سیر کے لئے جا رہے تھے عبدالملک بن صالح بھی سواری میں ہمرکاب تھا جبکہ وہ رشید کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا کہ ایک پہلو سے یکایک ایک شخص نے بلند آواز سے رشید سے کہا کہ امیرالمؤمنین اس کی امیدوں کا خاتمہ کر دیجئے اس کی آزادی سلب کر لیجئے اور اس کی مشکیں بندھوا دیجئے اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو یہ آپ کے خلاف بغاوت کرے گا۔

رشید نے عبدالملک کو دیکھا اور کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا یہ نافرمان، سازشی جاسوس اور حاسد ہے رشید نے کہا تم سچ کہتے ہو دوسرے لوگ اپنی ناقابلیت کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور تم آگے بڑھ گئے اپنی کوتاہی اور ناقابلیت کی وجہ سے ان کے دلوں میں حسد کی چنگاریاں دبی ہوئی ہیں اسی لئے وہ تمہاری شکایتیں کرتے ہیں، عبدالملک نے کہا خدا کرے کہ ان کے قلوب کی یہ آگ کبھی نہ بجھے اور وہ اسی طرح جل جل کر مریں تاکہ یہ تکلیف ان میں دوامًا متوارث ہو جائے!

ایک مرتبہ رشید منبج سے جو عبدالملک کا مستقر تھا گذرے اور اس کے مکان کو دیکھ کر پوچھا یہ تمہارا مکان ہے عبدالملک نے کہا کہ اصل میں تو یہ جناب والا کا ہے اور اسی نسبت سے میرا بھی ہے انہوں نے پوچھا مکان کیسا ہے عبدالملک نے کہا کہ میرے متعلقین کی عمارت سے نیچا اور منبج کے دوسرے مکانوں سے بلند واقع ہوا ہے، رشید نے پوچھا رات کیسی ہوتی ہے اس نے کہا تمام رات گویا صبح ہے۔

اس سال ماہ شعبان میں قاسم بن الرشید روم کے علاقہ میں گھس گیا اور اس نے قرہ کا محاصرہ کر لیا۔ نیز اس نے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو کسی دوسری سمت بھیجا اس نے قلعہ سنان کا محاصرہ کر لیا، جب محصورین محاصرہ کی شدت سے عاجز آ گئے تو روم نے مسلمانوں سے یہ درخواست کی کہ ہم ان تین سو بیس مسلمان قیدیوں کو جو ہمارے پاس ہیں رہا کر دیں گے اگر تم ان دونوں مقامات کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے مسلمانوں نے یہ درخواست قبول کی اور قرہ اور قلعہ سنان سے صلح کر کے واپس چلے گئے، اسی جہاد میں رومیوں کے علاقہ میں علی بن عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی یہ قاسم کے ساتھ تھا۔

اس سال بادشاہ روم نے اس صلح کو توڑ دیا جو اس سے قبل رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی نیز اس نے زر ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔

رومیوں کا نقض معاہدہ

جس وجہ سے مسلمانوں اور ملکہ روم رینی کے درمیان معاہدہ صلح طے پایا تھا اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے ایک عرصہ کے بعد رومیوں نے ملکہ کے خلاف بغاوت کر دی اسے تخت سے اتار دیا اور اب اس کی جگہ نقفور جس کے متعلق رومی یہ کہتے ہیں کہ وہ عرب کے قبیلہ غسان کے کسی شخص جفنہ نام کی اولاد میں تھا بادشاہ بن بیٹھا۔ اس سے پہلے وہ روم کا افسر خراج تھا تخت سے علیحدگی کے پندرہ ماہ بعد رینی مر گئی اب نقفور کا اقتدار اور اس کی حکومت استوار ہو گئی اور تمام رومی اس کے مطیع اور فرماں بردار ہو گئے اس نے رشید کو یہ خط لکھا:

"یہ خط نقفور بادشاہ روم کی طرف سے رشید بادشاہ عرب کو ارسال کیا جاتا ہے اما بعد مجھ سے پہلے جو ملکہ تھی اس نے تم کو شطرنج کا رخ اور اپنے کو پیدل بنا لیا تھا اور اسی کمزوری کی وجہ وہ تمکو زرفدیہ ادا کرتی تھی حالانکہ سزاوار یہ تھا کہ تم اسے زرفدیہ دیتے مگر یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ بے عزتی گوارا کی میرے اس خط کو پڑھتے ہی تم تمام زرو اصلات واپس کرو اور اور آیندہ کے لئے اپنی جان کی ضمانت کے لئے زرفدیہ ادا کرو ورنہ اب تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے۔

خط پڑھ کر رشید فرط غضب سے آگ ہو گئے اس حالت میں کسی شخص کو کچھ کہنے کی تو کیا مجال تھی کوئی ان کو دیکھ بھی نہیں سکتا تھا ان کے تمام مصاحبین اس خوف سے کہ مبادا ان کی کسی بات یا فعل سے وہ اور بھڑک اٹھیں دربار سے چلے گئے خود وزیر سلطنت پریشان تھا کہ اس حالت میں کوئی مشورہ دے یا انھیں اپنی صوابدید پر کاربند ہونے دے۔

رشید نے دوات طلب کی اور اسی خط کی پشت پر اپنے ہاتھ سے یہ جواب لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ خط امیر المومنین ہارون کی جانب سے روم کے کتے نقفور کے نام بھیجا جاتا ہے، اے کافرزادے میں نے تیرا خط پڑھا اس کا جواب تو اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا تجھے سننے کی نوبت بھی نہیں آئیگی والسلام"

رشید اسی دن رومیوں سے نبرد آزما ہونے چل کھڑے ہوئے وہ پیہم کوچ کرتے ہوئے ہرقلہ پہونچے اس کا محاصرہ کر لیا اسے بزور شمشیر فتح کیا انھوں نے بہت سا مال غنیمت لونڈی غلام، اور اسیران جنگ حاصل کئے، شہر کو برباد کر کے جلا دیا اب نقفور نے اس شرط پر کہ وہ سالانہ خراج ادا کرتا رہے گا صلح کی درخواست کی رشید نے

اسے منظور کر لیا۔
وہ اس مہم سے واپس ہو کر رقہ آئے تھے کہ ان کو اطلاع ملی کہ نقفور نے معاہدہ صلح کو توڑ کر اس کی خلاف ورزی کی ہے چونکہ سردی نہایت شدید تھی اس وجہ سے نقفور کو ان کے واپس آنے کی ہرگز امید نہ تھی اسی اطمینان پر اس نے بدعہدی کی اس کی اطلاع دار الخلافت آئی اس اندیشہ سے کہ تکرر پیشقدمی سب کے لئے باعث خطر ہو گی کسی شخص کو یہ جراءت نہ ہوئی کہ وہ اس کی اطلاع بلاواسطہ ان کو دے اہل جندہ کے ایک شاعر ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حجاج بن یوسف التیمی ہے اس واقعہ کی ان کو خبر کرنے کے لئے اپنے اشعار کو ذریعہ ارسال بنایا۔ عبد اللہ بن یوسف اسماعیل بن ابو القاسم ابو العتاہیہ اور تیمی نے اس موضوع پر شعر کہے اور جب عبد اللہ بن یوسف نے اپنے اشعار سنائے تو رشید کہنے لگے کیا خوب نقفور نے یہ کیا ہے نیز ان کو اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ ان کے وزرا نے ان تک اس خبر کو پہنچانے کی یہ ترکیب کی تھی اسے سنتے ہی وہ نہایت سخت محنت اور کلفت سفر برداشت کرتے ہوئے پھر اس کے مقابلے کے لئے پلٹے اور خود اس کے مرکز پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اپنی تمام شرائط منوا کر اور اپنے دلی منصوبوں کو پورا کر کے وہاں سے واپس آئے۔
واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ابراہیم بن عثمان بن نہیک قتل کیا گیا، واقدی کے علاوہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ابراہیم ۱۸۶ھ ہجری میں قتل کیا گیا۔

ابراہیم بن عثمان بن نہیک کا قتل

ابراہیم بن عثمان اکثر جعفر بن یحییٰ اور برامکہ کا تذکرہ کرتا رہتا ان کی

محبت میں اور ان کی بربادی پر اظہار غم کے لئے رویا کرتا محض گریہ سے تجاوز کر کے وہ برامکہ کے بدلہ لینے والوں کے زمرہ میں شامل ہو ایہ جب خلوت میں اپنی باندیوں کے ساتھ خوب شراب پی کر بدمست ہو جاتا تو کہتا۔ "غلام میری تلوار ذو المنیۃ مجھے دے" اس نے اپنی تلوار کا نام ذو المنیّہ رکھا تھا غلام تلوار لاکر اسے دے دیتا یہ اسے نیام سے نکالکر ہائے جعفر ہائے میرے آقا پکارتا اور کہتا کہ میں تمہارے قاتل کو قتل کر کے رہوں گا اور تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا جب اس کی یہ لے بہت بڑھ گئی اس کے بیٹے عثمان نے فضل بن الربیع سے آکر تمام قصہ بیان کیا فضل نے رشید کو اطلاع کی رشید نے عثمان کو بلایا اور پوچھا کہ یہ فضل نے کیا بات بیان کی ہے اس نے اپنے باپ کا تمام واقعہ بیان کیا رشید نے اس سے پوچھا کہ تمہارے علاوہ کوئی اور بھی شاہد ہے اس نے کہا جی ہاں ان کا خدمتگار نوال، رشید نے بغیر کسی کی اطلاع کے نوال کو اپنے پاس بلاکر اس سے پوچھا اس نے کہا کہ ابراہیم نے یہ بات ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد بار کہی ہے مگر پھر بھی رشید کہنے لگے کہ یہ بات نامناسب ہے کہ میں اپنے ایک خاص آدمی کو ایک نوعمر چھوکرے اور ایک خصی کے بیان پر قتل کردوں ممکن ہے کہ ان دونوں نے اس کے خلاف اس لئے کوئی سازش کی ہو کہ لڑکا تو اپنے باپ کا عہدہ چاہتا ہو اور خدمتگار مدت دراز کی خدمت گزاری کی وجہ سے اس کا دشمن ہو گیا ہو۔

چند روز انہوں نے اس معاملہ میں کوئی مزید کارروائی نہیں کی خاموش رہے، پھر انہوں نے خیال کیا کہ ابراہیم بن عثمان کا امتحان لینا چاہئے تاکہ اس کی طرف سے جو بدگمانی اور اندیشہ ان کے دل میں پیدا ہو گیا ہے وہ بھی نکل جائے۔ انہوں نے اس غرض کے لئے فضل بن الربیع کو بلایا اور اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ابراہیم بن عثمان کے بیٹے نے اس کی جو شکایت کی ہے اس کے متعلق

ابراہیم کا امتحان لوں، جب دستر خوان اٹھا دیا جائے تم شراب منگوانا اور ابراہیم سے کہنا کہ چونکہ امیر المومنین کے دل میں تمہاری خاص جگہ ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ آج تم ان کے ساتھ شراب میں شرکت کرو انہوں نے تم کو دعوت دی ہے حاضر رہو، اور جب وہ اچھی طرح پی لے تم ہمیں تنہا چھوڑ کر باہر چلے جانا۔

فضل نے حسبہ عمل کیا پہلے تو ابراہیم شراب کے لئے تیار ہو کر بیٹھ گیا مگر جب فضل بن الربیع ایک دم جانے کے لئے کھڑا ہوا تو یہ بھی اٹھا مگر رشید نے اسے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر بیٹھو، جب وہ بالکل مطمئن ہو کر بیٹھ گیا تو اب رشید نے غلاموں کو اشارہ کیا کہ چلے جائیں وہ سب ہٹ گئے رشید نے اس سے کہا ابراہیم اگر میں اپنا کوئی خاص راز تم سے بیان کردوں تو کیا تم اس کی حفاظت کرو گے اس نے کہا میرے آقا میں تو آپ کے غلامان خاص اور خادمان معتمدین سے ہوں یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں آپ کے راز کو افشا کروں گا۔

رشید نے کہا بہت روز سے میرے دل میں ایک بات ہے میں چاہتا تھا کہ تم سے بیان کروں اب میرے سینہ میں اتنی وسعت نہیں کہ اسے وہ سنبھال سکے اس کی وجہ سے میری راتیں بیداری میں گذرتی ہیں، ابراہیم نے کہا جناب والا ضرور مجھ سے بیان کریں میں کبھی دوبارہ اسے آپ سے بھی بیان نہیں کروں گا اور کبھی تنہائی میں بھی اسے اپنی زبان سے نہ نکالوں گا، رشید نے کہا سنو بات یہ ہے کہ جعفر بن یحییٰ کو قتل کر کے میں اس قدر نادم ہوں کہ اس ندامت کا اظہار بھی الفاظ میں نہیں کر سکتا کاش میری سلطنت چلی جاتی مگر وہ زندہ رہتا اس کے قتل کے بعد سے نیند اور لطف زندگی میرے لئے حرام ہیں۔

ان الفاظ کو سنتے ہی ابراہیم کی آنکھوں سے بے اختیار اشک مسلسل رواں ہوے اور وہ کہنے لگا اللہ ابوالفضل پر اپنا رحم کرے اور اس کی خطاؤں کو معاف کردے اے میرے مالک اس کے

قتل میں آپ نے بڑی غلطی کی اور اس کے معاملہ میں آپ سے لغزش ہوئی دنیا میں ایسے آدمی کہاں نصیب ہیں وہ اس زمانے میں سب سے بڑا متقی تھا، یہ سن کر رشید نے کہا حرامزادے تجھ پر اللہ کی لعنت ہو نکل یہاں سے ابراہیم کھڑا ہوا مگر یہ حالت تھی کہ زمین اس کے تلووں سے نکل گئی تھی اس نے اپنی ماں سے آکر کہا کہ اب میری جان گئی اس نے کہا انشاءاللہ ایسا نہ ہوگا اچھا کہو تو کیا ہوا۔ ابراہیم نے کہا ہوا یہ کہ رشید نے اس طرح میرا امتحان لیا ہے کہ اگر میری ہزار جانیں بھی ہوتیں تو بھی ان میں سے ایک نہ بچ سکتی، اس کے تھوڑی دیر کے بعد اس کے بیٹے نے آکر اس پر تلوار ماری جس کے زخم سے وہ چند ہی راتیں بسر کرتے مر گیا۔

اس سال عبید اللہ بن العباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۸۸ ہجری شروع ہوا

اس سال ابراہیم بن جبرئیل موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کے لئے گیا، وہ درہ صفصاف سے رومیوں کے علاقہ میں در آیا۔ خود نقفور اس کے مقابلہ پر بڑھا مگر اس کے عقب میں کوئی اہم معاملہ ایسا ہے پیش آیا کہ وہ ابراہیم کے مقابلہ سے پسپا ہو کر پلٹ گیا واپسی میں مسلمانوں کی ایک جماعت سے اس کا مقابلہ ہو گیا اس طرح اسے تین مرتبہ جنگ کا صدمہ برداشت کرنا پڑا اس نے شکست کھائی بیان کیا گیا ہے ان لڑائیوں میں چالیس ہزار سات سو رومی کام آئے ان کے چار ہزار جانور پکڑے گئے۔

اس سال قاسم بن الرشید نے دابق میں جہاد کے لئے قیام کیا

اس سال رشید کی امارت میں حج ہوا وہ پہلے مدینہ آئے یہاں انھوں نے اہل مدینہ کو نصف عطا دی واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق یہ رشید کا آخری حج ہوا۔

۱۸۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال امیر المومنین ہارون الرشید رے گئے۔

رشید کا سفر رے

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن عیسیٰ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کرنے میں رشید نے یحییٰ بن خالد سے مشورہ کیا تھا یحییٰ نے اس کے تقرر کی مخالفت کی اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں، رشید نے اس مشورہ کو نہ مانا اور علی بن عیسیٰ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا؛ اس نے وہاں جا کر اہل خراسان پر بہت سختیاں اور مظالم کئے اور بہت سی دولت جمع کر لی اور اس قدر گھوڑے، اشیائے خوردونوش کپڑے، مشک اور نقد رقم بطور ہدیہ رشید کی خدمت میں ارسال کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی، ان کے معائنہ کے لئے رشید شماسیہ میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھے وہ تمام ہدایا بالترتیب ان کے سامنے پیش کئے گئے ان کو دیکھ کر رشید ششدر ہو گئے یحییٰ پہلو میں کھڑا تھا رشید نے اس سے کہا ابو علی یہ اس شخص نے ہمیں تحفے بھیجے ہیں جس کے متعلق تم نے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں اسے خراسان کا والی مقرر نہ کروں مگر ہم نے تمھاری بات نہ مانی اور مخالفت کی اور اس میں برکت ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ سامنے موجود ہے

اس معاملہ میں دیکھ لو کہ تمھاری رائے کیسی قاصر رہی اور ہماری رائے کیسی بار آور ثابت ہوئی۔

یحییٰ نے کہا امیر المومنین اگرچہ میں چاہتا تو یہ ہوں کہ میری یہ رائے صائب ہو اور میرا یہ مشورہ قرین صواب ہو مگر اس سے بڑھکر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ امیر المومنین کی رائے زیادہ صائب ان کی فراست زیادہ کارگر اور ان کا علم اور معرفت میرے علم و معرفت سے کہیں اعلیٰ اور افضل ہو اگر مجھے اس بات کا قوی اندیشہ نہ ہوتا کہ اس کی ولایت کے عواقب اور نتائج برے ہوں گے جن سے اللہ آپ کو محفوظ اور مامون رکھے تو بیشک ان سب اشیا کی خوبی اور کثرت قابل تحسین ہوتی رشید نے پوچھا وہ کیا ہے یحییٰ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ علی بن عیسیٰ نے یہ تمام نوادر عمائد اور اشراف خراسان پر ظلم کر کے جمع کئے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اس نے زبردستی حاصل کیا ہے اگر امیر المومنین مجھے حکم دیں تو میں ایک گھنٹہ میں اس سے دوچند کرخ کے بعض تاجروں سے حاصل کر کے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کئے دیتا ہوں۔

رشید نے پوچھا یہ کیونکر یحییٰ نے کہا عون جوہری ہمارے پاس جواہرات کا ایک صندوق لایا تھا ہم نے ستر لاکھ قیمت لگائی مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا حکم ہو تو ابھی میں اپنے داروغہ کو اس کے پاس بھیجکر اس صندوق کو دوبارہ دیکھنے کے لئے منگواتا ہوں اور پھر صاف انکار کر دوں گا کہ میرے پاس وہ جواہرات نہیں آئے اس طرح ہمیں ستر لاکھ کا یہ نفع حاصل ہوگا اسی طرح میں بڑے تاجروں میں سے صرف دو کے ساتھ ایسا عمل کروں گا اور یہ طریقہ اخفائے حال اور عواقب مضر سے زیادہ بچانے والا ہے بہ نسبت اس طریقۂ کار کے جو علی بن عیسیٰ نے ان تحائف کے حاصل کرنے اور جمع کرنے میں اختیار کیا ہے اس طرح میں تین گھنٹے میں امیر المومنین کے لئے ان تمام تحائف کی قیمت سے

زیادہ کا مال جمع کئے دیتا ہوں اور یہ میرا طریقہ زیادہ سہل اور مامون بھی ہے علی نے تو تین سال میں یہ جمع کئے ہیں۔

یحییٰ کی یہ بات رشید کے دل نشین ہوگئی اور اب انھوں نے پھر کبھی علی کا تذکرہ یحییٰ کے سامنے نہیں کیا جب اس نے خراسان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا وہاں کے عمائد اور اشراف کو اپنے مظالم سے اپنا دشمن بنالیا ان کی جان اور مال پر دست درازی کی تو وہاں کے سربرآوردہ عائد نے رشید کو اس کی شکایت لکھی نیز تمام علاقۂ خراسان کے لوگوں نے رشید کے اعزا اور مصاحبین کو اس کی شکایت میں مسلسل خط لکھے جس میں اس کی زشت خوئی، حرص اور قابل اعتراض طریقۂ ملاقات اور سلوک کی شکایتیں کی گئیں اور امیر المومنین سے یہ درخواست کی کہ آپ اس کے بجائے اپنے کسی خاص معتمد علیہ امیر اور حامی سلطنت کو یہاں کا والی مقرر کر کے بھیجدیں، رشید نے یحییٰ بن خالد کو بلایا اور اس سے علی بن عیسیٰ کے برطرف کرنے میں مشورہ لیا اور کہا کہ کوئی ایسا شخص بتاؤ کہ جو خرابیاں اس فاسق نے وہاں پیدا کر دی ہیں وہ اس کی اصلاح کرے، یحییٰ نے یزید بن مزید کا نام تجویز کیا مگر رشید نے اسے نہ مانا۔

رشید سے کہا گیا کہ علی بن عیسیٰ آپ کی بغاوت پر آمادہ ہے اسی بنا پر یہ مکہ سے واپس آکر سیدھے رے روانہ ہوئے، جمادی الاولیٰ کے ختم میں ابھی تیرہ راتیں باقی تھیں کہ انھوں نے نہروان آکر پڑاؤ کیا ان کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے مامون اور قاسم بھی تھے۔ یہاں سے یہ رے چلے جب قرماسین آئے تو قاضیوں وغیرہ کی ایک جماعت یہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی انھوں نے ان سب کو اس بات پر شاہد مقرر کیا کہ میرے اس پڑاؤ میں جس قدر مال و متاع جانور اسلحہ اور دوسری چیزیں موجود ہیں یہ سب میں عبد اللہ المامون کو دیتا ہوں اب ان میں میرا بالکل کوئی حق نہیں ہے، نیز انھوں نے اپنے مصاحبین اور حاضرین دربار سے مامون کے لئے تجدید بیعت کرائی ہرثمہ بن اعین اپنی فوج خاصہ کے

افسر اعلیٰ کو بغداد بھیجا اور اب انہوں نے دوبارہ اپنے دربار کے تمام حاضرین سے محمد بن ہارون الرشید، عبداللہ اور قاسم کے لئے ولایت عہد کی بیعت لی، البتہ قاسم کی ولی عہدی کی توثیق اور تنسیخ مامون کے حوالے کی کہ جب وہ خلیفہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے اسے ولی عہد رکھے یا علیحدہ کر دے۔

جب ہرثمہ بغداد سے واپس آگیا تو اب رشید رے سے روانہ ہوئے تقریباً چار ماہ رے میں قیام پذیر رہے علی بن عیسیٰ خراسان سے بہت سا روپیہ، جانور، تحائف سامان، مشک سونے چاندی کے برتن جواہر اور دوسری نوادر اشیا لے کر حاضر دربار خلافت ہوا اور یہ سب چیزیں اس نے رشید کے نذر کیں اور اس کے بعد اس نے رشید کے ساتھ جو ان کے بیٹے اعزا۔ کاتب خدمت گار اور امرا ہم سفر تھے ان سب کو علیحدہ علیحدہ حسب مراتب نذرانے اور تحائف پیش کئے۔ جب رشید نے دیکھا کہ اس کا طرز عمل اس اطلاع کے بالکل خلاف ہے جو اس کی شکایت میں ان کو موصول ہوئی تھی وہ اس سے خوش ہو گئے اور اسے اس کی خدمت پر خراسان واپس بھیجا بلکہ خود بھی اس کی مشایعت کی۔

بیان کیا گیا ہے کہ قاسم کے لئے اس وقت جو عہد ولایت لیا گیا وہ اس کے بھائی محمد اور عبداللہ کے عہد ولایت کے بعد لیا گیا اور اب اس کا نام موتمن رکھا گیا اور اس کے لئے ہارون نے ہرثمہ کو ماہ رجب ۱۸۹ھ ہجری کی گیارہ تاریخ کو سنیچر کے دن مدینتہ السلام بھیجا۔

رے سے رشید نے اپنے خدمتگار حسین کو طبرستان بھیجا اسے تین خط لکھ کر دیئے ایک خط میں شروین ابی قارن کے لئے وعدۂ امان لکھا تھا دوسرے میں ونداہرمز مازیار کے دادا کے لئے وعدۂ امان تھا تیسرے میں مرزبان بن جستان شاہ ویلم کے لئے وعدۂ امان تھا

شاہ ولیم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کر کے اسے اس کی ریاست کو بھیجدیا۔ سعید الحرشی چار سو طبرستانی بہادروں کو لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا ان سب نے رشید کو نذر دی اور بندگی عرض کی۔ وندا ہرمز بھی رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے وعدۂ امان کو قبول کر کے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار اور خراج ادا کرنے کا پختہ وعدہ کیا نیز شروین کی طرف سے بھی اسی قسم کی ضمانت کی جسے رشید نے منظور کر لیا اور اسے پھر اس کے علاقہ کو جانے کی اجازت دی ہرثمہ بن اعین کے اس کے ہمراہ بھیجا ہرثمہ نے اس کے اور شروین کے بیٹے کو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے لیا خزیمہ بن خازم والی آرمینا بھی رے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت سے تحفے نذر گذرانے۔

اسی سال رشید نے عبد اللہ بن مالک کو طبرستان، رے، رویان و دنباوند قومس اور ہمدان کا والی مقرر کیا۔

اسی سفر کے اثنا میں ہارون نے محمد بن الجنید کو ہمدان اور رے کے درمیانی راستے کا محافظ مقرر کیا، اور عیسیٰ بن جعفر بن سلیمان کو عمان کا والی بنایا۔ اس نے جزیرۂ ابن کاوان کی سمت سے سمندر کو عبور کر کے وہاں ایک قلعہ سر کیا اور دوسرے کا محاصرہ کر لیا۔ ابن مخلد الازدی نے اس پر غارت گری کی عیسیٰ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے لے کر ذی الحجہ میں عمان آ گیا۔

اسی سال رشید علی ابن عیسیٰ کے رے سے خراسان واپس جانے کے چند روز بعد وہاں سے واپس روانہ ہوئے قربانی کا دن ان کو قصر اللصوص میں ہوا یہاں انھوں نے قربانی کی اور وہ دوشنبہ کی رات میں جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں دو راتیں باقی تھیں مدینۃ السلام آئے جب پل سے گزرنے لگے تو حکم دیا کہ جعفر بن یحییٰ کے لاشہ کو جلا دیا جائے یہ بغداد کے کنارے کنارے

گذر گئے شہر کے اندر نہیں آئے نہ وہاں قیام کیا بلکہ اسی وقت سید سے رقہ جانے کے لئے چلے گئے اور سیلحین آکر انھوں نے منزل کی۔

رشید کے ایک امیر نے یہ بات بیان کی کہ جب رشید بغداد پہونچے تو کہنے لگے کہ میں اس شہر سے بغیر قیام کئے گذر رہا ہوں حالانکہ شرق وغرب میں اس سے زیادہ مامون اور آرام دہ دوسرا شہر کوئی نہیں یہ میرا اور میرے آبا کا وطن ہے جب تک ہمارا خاندان باقی ہے اور وہ اس شہر کی حفاظت کرتے رہیں گے یہ بنی العباس کی حکومت کا پایہ تخت رہے گا میرے بزرگوں کو آج تک اس شہر میں کوئی واقعہ یا حادثہ ایسا پیش نہیں آیا جو بداقبالی اور نحوست کا باعث ہو باعتبار قیام گاہ کے بھی یہ اگرچہ بہترین مقام ہے مگر میں ایسی جگہ رہنا چاہتا ہوں جہاں سے ہمارے دشمنوں، منافقوں اور ملعون خاندان بنی امیہ کے طرفداروں کی جن کے ساتھ دوسرے سازشی، باغی، چور ڈاکو اور رہزن مل گئے ہیں اچھی طرح سرکوبی ہو سکے اگر یہ بات پیش نظر نہ ہوتی تو میں اپنی مدت العمر کبھی بغداد سے باہر نہ جاتا۔

اس سال مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا معاہدہ طے پایا جس کی رو سے رومی علاقہ میں اب کوئی مسلمان ایسا نہ رہا جو فدیہ دے کر رہا نہ کرا لیا گیا ہو۔

اس سال قاسم نے دابق میں جہاد کی نیت سے قیام کیا۔
اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۹۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں

ہارون کے خلاف بغاوت کی۔

رافع بن لیث کی بغاوت

اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ یحییٰ بن الاشعث بن یحییٰ الطائی نے اپنے چچا ابو نعمان کی لڑکی سے شادی کی تھی یہ ایک خوش بیان اور مالدار عورت تھی، یحییٰ نے مدینۃ السلام میں اقامت اختیار کی اور اپنی بیوی کو سمرقند میں چھوڑ دیا، جب اسے مدینۃ الاسلام میں رہتے ہوئے ایک زمانہ دراز گزر گیا اور اس کی بیوی کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے شوہر نے کئی باندیاں رکھ چھوڑی ہیں جو صاحب اولاد بھی ہو گئی ہیں تو اب اس نے اس سے اپنی گلو خلاصی چاہی مگر اس کے شوہر نے اسے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ رافع کو اس عورت کا حال معلوم ہوا اس کے دل میں عورت اور اس کے مال کا لالچ پیدا ہوا اس نے کسی کے ذریعہ اس سے یہ کہلا کر بھیجا کہ ایک ہی صورت میں خلع ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ تم شرک اختیار کرو اور اس کے لئے کچھ معتبر لوگوں کو اپنے پاس بلاؤ اور ان کے سامنے اپنے بال کھولدو اس کے بعد توبہ کر لینا تاکہ پھر تمھارے ساتھ میں نکاح کر سکوں۔ اس نے یہی طریقہ اختیار کیا، رافع نے اس سے نکاح کر لیا اس کی اطلاع یحییٰ بن الاشعث کو ہوئی اس نے رشید کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا رشید نے علی بن عیسیٰ کو حکم بھیجا کہ تم رافع اور اس کی بیوی میں افتراق کرادو اور رافع کو سزا دو اور اس پر حد زنا جاری کر کے اسے قید کر دو اور بیڑیاں پہنا کر ایک گدھے پر سوار کر کے تمام سمرقند میں تشہیر کے لئے اسے پھراؤ تاکہ تمام لوگوں کو عبرت ہو۔

سلیمان بن حمید الازدی نے حد سے تو اسے بچا لیا البتہ بیڑیاں پہنا کر گدھے پر سوار تمام سمرقند میں اسے تشہیر کے لئے پھرایا یہاں تک کہ رافع نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، تشہیر کے بعد اسے سمرقند کے جیل میں قید کر دیا گیا وہ ایک رات کو حمید بن المسیح کو توال سمرقند کی نگرانی سے بچ کر بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہونچا اس سے امان چاہی مگر علی نے امان دینے سے انکار کر دیا بلکہ چاہا کہ اسے قتل کر دے مگر اس کے بیٹے عیسیٰ بن علی نے اس کی سفارش کی اور اس نے بھی دوبارہ اس عورت کو علی کے سامنے طلاق دی علی نے اسے سمرقند واپس جانے کی اجازت دیدی اس نے سمرقند آکر علی بن عیسیٰ کے عامل سلیمان حمید الازدی پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا، مگر اس کے آنے سے پہلے ہی اہل سمرقند سباع بن مسعدہ کے پاس آئے انھوں نے اسے اپنا رئیس بنایا اس نے رافع کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مگر اب رافع کے طرفدار سباع پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور رافع کو اپنا رئیس بنایا اس کے ہاتھ پر بیعت کی ماوراءالنہر کے باشندے بھی اس شورش میں شرکت کے لئے اس کے پاس آئے، عیسیٰ بن علی سے اس کا مقابلہ ہوا رافع نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ اب علی بن عیسیٰ فوج کی بھرتی اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا۔

اس سال موسم گرما میں رشید نے جہاد کیا انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کو رقہ میں اپنا قائم مقام بنا کر متعین کیا تمام امور سلطنت اس کے تفویض کر دیئے اور اس کے لئے تمام اطراف و اکناف سلطنت میں فرمان نافذ کر دیا کہ تمام عہدہ دار مامون کے احکام کی بجا آوری کریں نیز انھوں نے منصور کی مہر خلافت بھی جسے وہ بہت مبارک سمجھتے تھے اور وہی مہر خلافت تھی مامون کو دیدی اس پر منقوش تھا اللہ ثقتی (آمنت به)۔

اس سال فضل بن سہل مامون کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس سال رومی عین زربہ اور کنیسہ سودا آئے، غارتگری کی اور قیدی پکڑ کر لے گئے مگر اہل مصیصہ نے قیدیوں کو ان سے چھڑا لیا۔

اس سال رشید نے ہرقلہ فتح کیا اور وہاں سے اپنی فوجیں روم کے علاقہ میں پھیلا دیں، بیان کیا گیا ہے کہ اس مہم میں رشید کے ہمراہ ایک لاکھ پینتیس ہزار تو باقاعدہ تنخواہ یاب فوج تھی رضاکار اور دوسرے وہ لوگ جن کا نام دیوان میں درج نہ تھا اس کے علاوہ تھے۔ عبداللہ بن مالک نے ذی الکلاع پر دھاوا کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ رشید نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روم کے علاقہ میں گرد آوری کے لئے بھیجا، شراحیل بن محسن بن زائدہ نے قلعۂ صقالیہ اور دبستہ فتح کئے یزید بن مخلد نے صفصاف اور ملقوبیہ فتح کئے۔ رشید نے اس سال کے ماہ شوال میں ہرقلہ فتح کیا تھا انھوں نے اسے بالکل ویران کر دیا اس کی تمام آبادی کو لونڈی غلام بنا لیا۔ رشید تیس دن ہرقلہ میں رہے تھے انھوں نے حمید بن معیوف کو سواحل بحر شام کا مصر تک والی مقرر کیا، حمید قبرس پہونچا، وہاں اس نے شہر مسمار کئے ان کو جلا دیا اور سولہ ہزار لونڈی غلام پکڑ کر رافقہ لایا، ان کی فروخت قاضی ابوالبختری کے سپرد کی گئی اسقف قبرس کی دو ہزار دینار قیمت اوٹھی ماہ رجب کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں جب رشید روم کے علاقہ میں جہاد کے لئے بڑھے تھے انھوں نے اس موقع کے لئے ایک ٹوپی بنوائی تھی جس پر لکھا تھا مجاہد حاجی اسی کو وہ اس جہاد میں پہنا کرتے تھے۔ ہرقلہ سے رشید طوانہ گئے وہاں انھوں نے پڑاؤ کیا پھر وہاں سے بھی بڑھے اور اس مقام پر عقبہ بن جعفر کو اپنا قائم مقام بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہاں ایک سرکاری قصر تعمیر کرے، نقفور نے خراج اور زرجزیہ اپنا اپنے ولی عہد اپنے رؤسا اور اپنے علاقہ کے تمام باشندوں کا جو بقدر پچاس ہزار دینار کے ہوتا تھا رشید کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس نے اپنی ذات کا جزیہ چار دینار اور اپنے بیٹے استبراق

کے دو دینار بھیجے تھے نقفور نے اپنے دوست سے بڑے امیروں کے ہاتھ ایک خط ایک جاریہ کے متعلق جو ہر قلہ میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی رشید کو بھیجا وہ خط یہ ہے:

یہ خط عبداللہ ہارون امیر المومنین کے نام نقفور بادشاہ روم کی طرف سے بھیجا جاتا ہے، سلام علیک اے بادشاہ مجھے آپ کی جناب میں ایک ایسی ضرورت پیش آگئی ہے کہ اگر اسے آپ پورا کر دیں تو اس میں آپ کا دینی یا دنیاوی کوئی ضرر نہیں وہ بہت معمولی بات ہے اہل ہر قلہ کی باندیوں میں ایک لڑکی میرے بیٹے کی مخطوبہ ہے اسے آپ براہ مہربانی میرے بیٹے کو مرحمت فرما دیجئے میں اس عنایت کا نہایت شکرگزار رہوں گا والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"، خط میں اس نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ آپ مجھے خوشبودار مصالح اور اپنے خاص خیموں میں سے ایک خیمہ بطور تحفہ مرحمت فرمائیں۔ رشید نے حکم دیا کہ اس لڑکی کو حاضر کیا جائے، وہ پیش کی گئی اسے آراستہ کیا گیا اور وہ ایک تخت پر خود اس خیمہ میں جس میں رشید رہتے تھے بٹھائی گئی اور رشید نے اس لڑکی کو مع خیمہ اور اس کے تمام ظروف اور بیش قیمت سامان کے ساتھ نقفور کے وکیل کے سپرد کر دیا۔ اور جو دوسری چیزیں عطریات وغیرہ کی قسم سے اس نے مانگی تھیں وہ بھی بھیجیں نیز کھجور، دوسرے خشک میوے، منقی اور تریاق بھیجا۔ رشید کے وکیل نے یہ تمام چیزیں نقفور کو دیں نقفور نے اسے ایک کمیت گھوڑے کا بوجھ اسلامی درہم جن کی مقدار پچاس ہزار تھی اسے دیئے نیز دیبا کے سو تھان ذو سو تھان بزیون کے، بارہ شکاری باز چار شکاری کتے اور تین سواری کے گھوڑے بطور خلعت اسے دیئے، نقفور نے رشید سے یہ شرط کی تھی کہ وہ ذی الکلاع سملہ اور قلعہ سنان کو برباد نہ کریں گے رشید نے اس سے یہ اقرار لیا تھا کہ اب وہ ہر قلہ کو آباد نہ کرے گا اور نیز یہ کہ وہ تین لاکھ دینار بطور تاوان جنگ رشید کو دے گا۔

اس سال قبیلہ عبدالقیس کے ایک خارجی سیف بن بکر نے خروج کیا رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا محمدؐ نے اسے عین النورہ میں قتل کر دیا۔

اس سال اہل قبرص نے عہدنامہ صلح کی خلاف ورزی کر کے غدر کر دیا معیوف بن یحییٰ نے جہاد کیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو لونڈی غلام بنالیا۔ اس سال عیسیٰ بن موسیٰ الہادی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۹۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ایک خارجی ثروان بن سیف نے حولایا کی سمت میں خروج کیا یہ علاقہ سواد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا رشید نے طوق بن مالک کو اس کی سرزنش کے لیئے بھیجا طوق نے اسے شکست دی اور زخمی کر دیا تقریباً اس کے تمام ساتھی قتل کر دیئے گئے طوق کو تو یہ بھی گمان تھا کہ اس نے ثروان کو قتل کر دیا ہے اس نے فتح کی خوشخبری رشید کو لکھی ثروان زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

اس سال ابو النداء نے شام میں خروج کیا رشید نے اس کی تلاش کے لیئے یحییٰ بن معاذ کو بھیجا اور اسی کو شام کا والی مقرر کر دیا۔

اس سال مدینتہ السلام میں برفباری ہوئی۔ اس سال حماد البربری نے ہیصم الیمانی کو گرفتار کر لیا۔ اس سال رافع بن لیث کے معاملہ نے سمرقند میں نازک صورت اختیار کر لی۔

اہل نسف نے رافع کو لکھا کہ ہم آپ کے مطیع و منقاد ہیں آپ اپنے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیجدیں جو عیسیٰ بن علی کے قتل میں ہماری مدد کرے

رافع نے رئیس شاش کو اس کے ترک سپاہیوں کے ساتھ اور اپنے ایک دوسرے امیر کو نسف بھیجا انہوں نے آکر عیسیٰ بن علی کا محاصرہ کر لیا اور قتل کر دیا یہ ماہ ذیقعدہ کا واقعہ ہے مگر اس جماعت نے عیسیٰ کے ساتھیوں سے کوئی تعارض نہیں کیا۔

اس سال رشید نے اپنے خادم حمویہ کو خراسان کی ڈاک کا عامل مقرر کیا اس سال یزید بن مخلد الہبیری نے دس ہزار فوج کے ساتھ رومی علاقہ پر جہاد کیا رومیوں نے اسے ایک تنگ درہ میں گھیر کر طرسوس سے دو منزل فاصلہ پر مع' پچاس آدمیوں کے قتل کر دیا۔ باقی بچ کر چلے آئے۔

رشید نے ہرثمہ بن اعین کو موسم گرما میں جہاد کے لئے بھیجا تیس ہزار خراسانی باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی، خدمتگار مسرور بھی اس کے ساتھ تھا فوج کی سپہ سالاری کے علاوہ فوج کی تنخواہوں وغیرہ کی تقسیم اور دوسرے انتظامات اور اخراجات سب مسرور سے متعلق تھے، خود رشید بھی حدّث کے درے میں آئے یہاں انہوں نے عبداللہ بن مالک کو متعین کیا سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مرعش میں متعین کیا، رومیوں نے مرعش پر غارت گری کی کچھ مسلمانوں کو قتل کیا اور بغیر نقصان اٹھائے واپس چلے گئے حالانکہ سعید بن مسلم مرعش میں مقیم تھا مگر وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس بھیجا۔ خود وہ ماہ رمضان میں تین دن تک درہ حدث میں قیام کر کے رقہ واپس چلے آئے رشید نے حکم دیا کہ اسلامی سلطنت کی سرحدوں پر جو کنیسے ہوں وہ منہدم کر دئے جائیں۔ نیز اس سال انہوں نے سندی بن شاہک کو لکھا کہ مدینتہ السلام میں جس قدر ذمی ہوں ان کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنا لباس اور سواری مسلمانوں سے جدا اختیار کریں تاکہ ان میں امتیاز ہو سکے۔

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

علی بن عیسیٰ پر رشید کی ناراضی اور اسکی برطرفی

ہم علی بن عیسیٰ کے بیٹے کے قتل کے واقعہ کو بیان کر چکے ہیں، اس کے قتل کے بعد علی بلخ سے چل کر اس خوف سے مرو آیا کہ مبادا رافع بن اللیث اس پر قبضہ کر لے، اس کے بیٹے عیسیٰ نے بلخ میں اپنے پائیں باغ میں بہا کثیر دولت جس کا اندازہ تین کروڑ کیا جاتا ہے دفن کر دی تھی جس کی اطلاع خود علی بن عیسیٰ یا کسی اور شخص کو بھی نہ تھی البتہ عیسیٰ کی ایک باندی اس مقام سے واقف تھی، جب علی بلخ سے روانہ ہو گیا تو اس باندی نے اس مدفون دولت کی اطلاع ایک خادم کو کر دی اس کے ذریعہ یہ خبر شہرت پا گئی چنانچہ بلخ کے قرّا اور دوسرے عمائد اس باغ میں آئے اس تمام دولت پر انھوں نے قبضہ کر کے اسے عوام میں تقسیم کر دیا۔ رشید کو اس کی اطلاع ہوئی کہنے لگے کہ ایک تو وہ میرے حکم کے بغیر بلخ سے چلا گیا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی دولت وہ وہاں اپنے بعد چھوڑ گیا حالانکہ اس نے تو کہا تھا کہ رافع سے جنگ کرنے کے لئے اسے اپنی عورتوں کے زیوروں کو فروخت کرنا پڑا ہے، اس واقعہ کو معلوم کر کے رشید نے علی کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو والئ خراسان مقرر کیا اور علی کی تمام جائداد پر قبضہ کر لیا جس کی مالیت آٹھ کروڑ ہوئی۔

رشید کا ایک مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے کے ارادے سے جرجان آئے تو ہم ان کے ہمراہ تھے یہاں ان کی خدمت میں علی بن موسیٰ کی وہ دولت جو ان کے حکم سے ضبط کی گئی تھی پیش ہوئی یہ پندرہ سو اونٹوں پر بار تھی۔

علی کے خلاف مذکورۂ بالا لغزشوں کے علاوہ یہ بھی شکایت تھی کہ

اس نے خراسان کے اشراف اور عمائد کی توہین اور تذلیل کی تھی اس سلسلہ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ہشام بن فرخسرو اور حسین بن مصعب اس سے ملنے آئے انھوں نے سلام کیا علی نے حسین سے کہا اے ملحد اور ملحد کے بیٹے تجھ پر اللہ کی سلامتی نازل نہ ہو، تجھے اسلام سے جس قدر عداوت ہے میں اس سے واقف ہوں اور تو ہمیشہ اسلام پر اعتراض کرتا ہے تیرے قتل کے لئے مجھے صرف خلیفہ کے حکم کا انتظار ہے ورنہ اللہ نے تو تیرا خون مباح کر ہی دیا ہے مجھے توقع ہے کہ اللہ میرے ہاتھ سے تیرا کام بہت جلد تمام کرے گا اور جلدی تجھے اپنے عذاب سے سزا دیگا کیا شراب کے نشہ میں بدمست ہوکر تو نے اسی میرے مکان میں میرے متعلق بری خبریں بیان نہیں کی ہیں تو نے تو یہ کہا کہ مدینۃ السلام سے تیرے پاس میری برطرفی کی اطلاع آئی ہے، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو دور ہو یہاں سے بہت جلد تجھ پر اللہ کی لعنت نازل ہو گی حسین نے کہا اللہ جناب کو اپنی پناہ میں رکھے آپ کے لئے یہ بات زیبا نہیں کہ کسی چغلخور یا بدمعاش کی شکایت کو باور کریں مجھ پر جو الزام عائد کیا گیا ہے میں اس سے بری ہوں علی نے کہا تو جھوٹا ہے جو بات مجھے معلوم ہوئی اس کی صحت ثابت ہو چکی ہے تو نے شراب پی اور اس کے نشہ میں بے شک تو نے وہ بات کہی ہے کہ جس کی وجہ سے تو نہایت سخت تادیب کا مستوجب ہے۔ اور شاید بہت ہی جلد اللہ تجھے سخت سزا دیدے فوراً یہاں سے بغیر اجازت اور مصاحب کے نکل جا چنانچہ حاجب نے آکر اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دربار سے نکال دیا۔

ہشام بن فرخسرو سے علی نے کہا کہ تیرا گھر سازش گاہ ہے مجھے معلوم ہے کہ وہاں دنیا جہان کے احمق تیرے پاس جمع ہوتے ہیں اور تو سرکاری عہدہ داروں کی برائیاں بیان کرتا ہے اللہ مجھے قتل کردے اگر میں تیرا کام تمام نہ کروں۔

ہشام نے کہا اللہ مجھے آپ پر سے فدا کردے میں نہایت ہی

مظلوم اور قابل رحم ہوں میری حالت تو یہ ہے کہ جناب کی تعریف کرتے کرتے میری زبان خشک ہوئی جاتی ہے اور آپ تک یہ بات پہونچائی گئی ہے کہ میں آپ کی برائی کرتا ہوں اس کا میں کیا علاج کرسکتا ہوں، علی نے کہا خدا کرے تیری ماں مرجائے تو جھوٹ بولتا ہے، ہمیں تیری اولاد اور گھر والوں سے پتہ چل گیا ہے کہ تیرے دل میں کیا منصوبے ہیں، نکل جا بہت جلد میں تیری طرف سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

ہشام اٹھ کر چلا گیا۔ آخر شب میں اس نے اپنی بیٹی عالیہ کو جو اس کی اولاد میں سب سے بڑی تھی اپنے پاس بلایا اور کہا کہ بی بی میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں شرط یہ ہے کہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہو ورنہ میں مارا جاؤں گا اب تم اپنے باپ کی موت اور زیست جو چاہو اختیار کرو، عالیہ نے کہا میں آپ پر قربان آپ بیان تو کریں کیا بات ہے اس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ علی بن عیسیٰ میرے قتل کے در پئے ہے، میں نے یہ سوچا ہے کہ ظاہر کروں کہ مجھے فالج ہو گیا ہے جب صبح ہو تم اپنی باندیوں کو لے کر میرے بستر کے پاس آنا اور مجھے ہلانا جب تم دیکھو کہ مجھ سے حرکت نہیں کیجاتی تم شور مچانا کہ ہائیں یہ کیا ہوا اور فوراً اپنے بھائیوں کو بلا کر ان کو میری علالت سے مطلع کرنا، مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کیلئے اپنے یا پرائے کسی سے بھی یہ راز ظاہر مت کرنا کہ میں تندرست بیمار بنا ہوں۔

اس کی بیٹی نے جو نہایت عقلمند اور محتاط تھی حسبہٖ عمل کیا وہ کچھ عرصہ تک بے حس و حرکت اپنے بستر پر پڑا رہا خود سے جنبش نہیں کرتا دوسرے لوگ اٹھاتے بٹھاتے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ اہل خراسان میں سے کسی دوسرے شخص کو ہشام کے علاوہ علی بن عیسیٰ کی برطرفی کا حال معلوم نہ ہوسکا البتہ اسے کسی طرح یہ گمان ہو گیا تھا کہ علی برطرف کر دیا گیا ہے اور اس کا یہ گمان پورا ہوا اور جس روز ہرثمہ وہاں آیا یہ اس کے استقبال کے لئے اچھا خاصہ روانہ ہوا راستے میں علی کے کسی فوجی عہدہ دار نے اسے

یوں جاتا دیکھ کر ٹوکا بھی کہ آپ تو اب اچھے ہو گئے اس نے کہا میں خدا کے فضل سے ہمیشہ سے تندرست ہوں بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن عیسیٰ نے اسے جاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہاں چلے ہیں اس نے کہا اپنے امیر ابو حاتم کے استقبال کے لئے جا رہا ہوں اس نے کہا تم تو بیمار تھے ہشام نے کہا ہاں اللہ نے مجھے ایک ہی رات میں صحت کاملہ عطا فرمادی اور ظالم سرکش والی کو برطرف کر دیا۔

اس ملاقات کے بعد حسین بن مصعب نے یہ کیا کہ وہ علی بن عیسیٰ کے شر سے رشید کی پناہ لینے کے لئے مکہ چلا آیا، رشید نے اسے پناہ دی۔

جب رشید نے علی کی برطرفی کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے تخلیہ میں ہرثمہ بن اعین کو بلایا اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لئے کسی دوسرے سے مشورہ نہیں لیا ہے اور نہ اس بات سے کسی کو آگاہ کیا ہے کہ میں تم پر اس قدر اعتماد کرتا ہوں، میرے ممالک مشرقی کی حالت خراب ہے وہاں کا انتظام درست نہیں رہا، چونکہ علی بن عیسیٰ نے میری ہدایات کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے اہل خراسان اس سے سخت ناراض ہیں اور اب اس کی بات بگڑ چکی ہے اس نے مجھ سے امداد اور فوج مانگی ہے میں اسے لکھتا ہوں کہ میں تم کو اس کی مدد کے لئے اتنی فوج دولت اسلحہ اور دوسرے ساز و سامان کے ساتھ جسے پڑھ کر وہ بالکل مطمئن ہو جائے بھیجتا ہوں اس کے ساتھ ہی میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر ایک دوسرا خط سربمہر تم کو دوں گا اور تاوقتیکہ تم نیشاپور نہ پہونچ جاؤ اسے نہ خود تم کھولنا اور نہ کسی دوسرے کو اس سے آگاہ کرنا۔ وہاں پہنچ کر ہمارے اس فرمان کے مطابق عمل کرنا۔ جو ہدایت دی گئی ہو اس پر اسی طرح کاربند ہونا اس سے سرمو تجاوز نہ کرنا، میں اپنے خدمت گار رجاء کو علی بن عیسیٰ کے نام کا ایک اپنا قلمی خط دیکھ کر تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں تاکہ جو کارروائی تم اس کے ساتھ کرو یا جو طرز عمل وہ تمہارے

مقابلہ میں اختیار کرے رجاء اسے دیکھتا رہے مگر رجاء سے بھی یہ بات نہ کہنا کہ علی بن عیسٰی سے کوئی خاص کام پیش آگیا ہے یا اس کے معاملہ نے کوئی اہمیت اختیار کر لی ہے نیز اسے ہرگز یہ نہ بتانا کہ میں تم کو کیوں علی بن عیسٰی کے پاس بھیج رہا ہوں تم سفر کی تیاری کرو اور سب لوگوں سے چاہے وہ تمہارے خاص دوست ہوں یا عام ملاقاتی یہی کہو کہ میں تم کو علی بن عیسٰی کی مدد کے لئے بطور کمک بھیج رہا ہوں۔

رشید نے علی بن عیسٰی بن ماہان کو جو خط اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے!

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"۔ حرامزادے میں نے تجھے عزت اور شہرت دی میں نے تجھے عرب کے سرداروں پر مقدم کیا عجمی شہزادوں کو تیرے ماتحت کیا مگر تو نے میرے اس احسان کا مجھے یہ بدلا دیا ہے کہ تو نے میرے حکم اور میری صریح ہدایات کی خلاف ورزی کی اپنے علاقہ میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ میری رعایا پر تو نے ظلم کیا اپنے طرز عمل کی خرابی بیجا حرص اور کھلی ہوئی خیانت مجرمانہ سے تو نے اللہ اور اس کے خلیفہ کو ناراض کر دیا میں نے اپنے مولیٰ ہرثمہ بن اعین کو تمام خراسان کا والی مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے تیری اولاد سے تیرے اہلکاروں اور عہدہ داروں سے نہایت سخت مواخذہ کرے تمہارے پاس ایک درہم نہ چھوڑے اور جس مسلمان یا ذمی کا کوئی مطالبہ تمہارے ذمے واجب الادا ہو اس کو تم سے پورا کرائے اگر تو، تیرے بیٹے یا تیرے مقرر کردہ عہدہ دار ادائی حق سے انکار کریں تو اس صورت میں میں نے ہرثمہ کو یہ اختیار اور حکم دیا ہے کہ وہ تم کو عذاب دے اور دُرے لگوائے اور تم پر وہ سزا عائد کرے جو خائن غدّار بے ایمان ظالم سرکش اور بے رحم کو دی جاتی ہے تاکہ اس طرح پہلے تو اللہ کا حق ایفا ہو اس کے بعد خلیفہ کا اور اس کے بعد مسلمانوں اور ذمیوں کا حق پورا ہو۔ لہذا تم اپنی جان اس سزا کے لئے پیش نہ کرد جس کا کوئی درمان

نہ ہو سکے اور اپنی ذمہ داریوں سے بخوشی یا مجبوری عہدہ برآ ہو جاؤ۔"

رشید نے ہرثمہ کا جو فرمان تقرر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے:

"یہ فرمان ہارون الرشید امیر المومنین نے ہرثمہ بن اعین کو علاقہ خراسان کا والی امام مقرر کرتے وقت لکھا ہے اور اسے ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ سے ہر وقت ڈرتا رہے اس کی اطاعت کرے اور اس کے احکام کو ہر وقت پیش نظر رکھے جو معاملہ اسے پیش آئے اس میں وہ کلام اللہ کو اپنا رہنما بنائے جو باتیں اللہ نے حلال کی ہیں ان کو حلال رکھے جن کو حرام کیا ہے ان کو حرام قرار دے اگر کسی مسئلہ کے تصفیہ میں اسے کلام اللہ سے کوئی صاف صاف حکم نہ مل سکے تو وہ توقف کرے اور شریعت الٰہیہ کے فقہا اور علمائے کلام اللہ سے اس مسئلہ میں مشورہ کرے یا اس کے متعلق اپنے امام کو لکھ بھیجے تاکہ اس طرح اللہ عزوجل اس معاملہ میں اپنے مقرر کردہ امام کے ذریعہ اپنی رائے اور ارادہ کو جو لازمی طور پر مناسب اور صحیح ہو گا ظاہر کر دے۔ میں نے ہرثمہ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ علی بن عیسیٰ اس کے لڑکوں عہدہ داروں اور اہلکاروں کو گرفتار کر لے ان کو اچھی طرح سزا دے اور سرکاری مالیہ اور مسلمانوں کے حقوق کی جو رقم اس کے ذمہ ہو اسے وہ وصول کرے جب اس سے اور اس کے متعلقین سے یہ مطالبات وصول ہو جائیں اس کے بعد وہ دوسرے مسلمانوں اور ذمیوں کے مطالبات پر جو ان کے ذمہ ہوں توجہ کرے اور جس کا جو حق ثابت ہو وہ اسے دلوائے اگر امیر المومنین اور مسلمانوں کے مطالبات کے ان کے ذمہ ثابت ہونے کے بعد وہ اس سے انکار کریں یا اس کے ادا کرنے سے اعراض کریں تو ہرثمہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو سخت عذاب دے اور مار مار کر برا حال کر دے چاہے اس میں ان کی جان ہی جاتی رہے، اور جب ان سے تمام مطالبات بے باق کرا لئے جائیں تب ان کو باغیوں کی طرح جانوروں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کر کے جرائم پیشہ لوگوں کی خوراک کھلا کر اور لباس پہنا کر اپنے خاص معتمد اصحاب کی نگرانی میں ہماری جناب میں

روانہ کر دے۔ ابو حاتم! میں نے تم کو جو احکام اور ہدایات دی ہیں اسی پر تم عمل پیرا ہونا میں نے اللہ اور اپنے دین کو اپنی ذاتی خواہش اور ارادے پر ترجیح دی ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارا طرز عمل بھی ایسا ہی رہے اور اسی کے مطابق تم کاربند رہو خراسان جاتے ہوئے اضلاع کے جن جن عہدہ داروں سے تمہاری ملاقات ہو ان سے اس طرح کا سلوک کرنا کہ وہ تم سے بھڑک نہ جائیں اور نہ ان کے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک یا خوف یا بدگمانی پیدا ہونے پائے، خراسان پہنچ کر تم اہل خراسان کو بہت عمدہ طرز حکومت کی امید دلانا ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کرنا اور ان کی خطاؤں کو معاف کرنا اس کے بعد مستقل طریقہ پر خراسان پر اس طرح حکومت کرنا جس سے اللہ اس کا خلیفہ اور رعایا سب خوش ہوں یہ فرمان تقرر میں خود اپنے قلم سے لکھ رہا ہوں میں اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ حاملان عرش، اور ساکنان سماوات کو گواہ بناتا ہوں اور اللہ کی شہادت بالکل کافی ہے، اس فرمان کو خود امیر المومنین نے اپنے ہاتھ سے تنہائی میں جب کہ ان کے پاس سوائے اللہ اور ملائکہ کے کوئی دوسرا موجود نہ تھا لکھا ہے"۔

اس کے بعد رشید نے حکم دیا کہ ہرثمہ بن اعین کے خراسان جانے کے متعلق ایک مراسلہ علی بن عیسیٰ کو محکمۂ انشا سے لکھا جائے جس کا مضمون یہ ہو کہ ہرثمہ کو تمہاری اعانت اور مدد کے لئے بھیجا جاتا ہے، چنانچہ اس مضمون کا ایک مراسلہ لکھا گیا اور یہی بات سرکاری طور پر ظاہر کی گئی کہ ہرثمہ کو علی کی مدد کے لئے بھیجا جا رہا ہے اسی اثنا میں حمویہ کے مسلسل کئی خط ہارون کے پاس اس مضمون کے آئے کہ رافع نے آپ سے نہ بغاوت کی ہے اور نہ بنی عباس کی حمایت سے اس نے بے تعلقی ظاہر کی ہے اور نہ اس کے ہمراہی آپ کے مخالف ہیں بلکہ ان کی معاندانہ کارروائی کا مقصد صرف یہ ہے کہ علی بن عیسیٰ کو جس نے ان پر بڑی سختیاں اور ظلم کئے ہیں برطرف کر دیا جائے۔

اس سال ہرثمہ بن اعین خراسان کا والی ہو کر خراسان روانہ ہوا۔

ہرثمہ بن اعین کا والی خراسان مقرر ہونا اور اس کا علی بن عیسیٰ اور اس کی اولاد کے ساتھ سلوک

جس روز ہرثمہ کے لئے فرمان تقرر لکھا گیا ہے اس کے چھٹے دن ہرثمہ خراسان کے لئے روانہ ہوا خود رشید نے اس کی مشایعت کی اور حسب ضرورت اور ہدایتیں دیں جس سے اس نے سر مو تجاوز نہیں کیا۔ علانیہ طور پر تو اس نے علی بن عیسیٰ کو مال اسلحہ خلعت اور عطر بھیجے البتہ جب یہ نیساپور پہونچ گیا تو اس نے اپنے خاص تجربہ کار سن رسیدہ اور معتمد علیہ لوگوں کو طلب کر کے ان سے فرداً فرداً تنہائی میں ملاقات کی اور ان سے پکے عہد اور اقرار لئے کہ وہ اپنے معاملہ کو کسی پر ظاہر نہ کریں گے اس کو بالکل راز میں رکھیں گے اس کے بعد اس نے ان میں سے ہر شخص کو اس کی مناسبت کے اعتبار سے خراسان کے مختلف اضلاع کا عامل مقرر کیا اس طرح اس نے جرجان۔ نیساپور، طبسین، نسا اور سرخس کے عمال مقرر کر دئے ہر شخص کو فرمان تقرر دینے کے بعد حکم دیا کہ تم نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہونچکر بھی کسی کو اپنا حال نہ بتانا بلکہ محض مسافروں کی طرح وقت گزارنا اور اس وقت تک (جو اس نے بتا دیا تھا) خاموش بیٹھے رہنا۔

ہرثمہ نے رشید کی سفارش پر اسماعیل بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا اور اب وہ نیساپور سے آگے بڑھا جب وہ مرو سے ایک منزل رہ گیا تو اس نے اپنے دوسرے معتمد علیہ امرا کو

طلب کر کے ان سب کو ایک ایک رقعہ دیا جس پر علی بن عیسیٰ کے لڑکوں عہدہ داروں اور اعزہ وغیرہ کے نام تھے ان میں سے ہر شخص کو ایک نام کا رقعہ دیا اور اس خوف سے کہ مبادا اس کی ولایت کے ظاہر ہونے کے بعد یہ لوگ بھاگ جائیں گے اس نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مرو پہونچتے ہی جس کے نام کا رقعہ تمہارے پاس ہوا ہے جا کر گرفتار کر لینا۔

اس انتظام کے بعد ہرثمہ نے علی بن عیسیٰ کو لکھا کہ اگر جناب والا مناسب خیال فرمائیں تو اپنے کچھ خاص معتمد لوگوں کو میرے پاس بھیجدیں تاکہ جو روپیہ میں آپ کے لئے لایا ہوں اسے وہ لے جائیں کیونکہ جب روپیہ مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں پہونچ جائے گا تو اس سے آپ کی شوکت اور عظمت بڑھ جائیگی اور آپ کے دشمنوں کے بازو کمزور ہو جائیں گے نیز مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر اس مال کو میں اپنے پیچھے چھوڑ دوں گا تو بعض طامع اور حریص لوگ اس پر دنداں آز تیز کریں گے اور ہمارے شہر میں داخلہ کے وقت کو فرصت سمجھ کر اسے لوٹ لے جائیں گے علی بن عیسیٰ (۲۰ ء) نے اپنے صراف اور مہتمم توشہ خانہ کو روپیہ لینے کے لئے بھیجا ہرثمہ نے اپنے خزانچیوں سے کہدیا کہ آج رات تو ان کو باتوں میں مصروف رکھو اور روپیہ دینے میں کچھ اس طرح ان سے بہانے کرو کہ ان کے دلوں میں طمع پیدا ہو جائے اور رشک جاتا رہے، خزانچیوں نے حسبہٖ عمل کیا انھوں نے علی کے صراف سے کہا کہ ہم ان جانوروں اور خچروں کے متعلق جن پر روپیہ بار ہو کر آیا ہے ذرا ابو حاتم سے پوچھ لیں کہ ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے اس کے بعد یہ سب رقم تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔

اس کے بعد ہرثمہ اس منزل سے ادھر مرو کی طرف آگے بڑھا جب یہ شہر سے دو میل رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے لڑکوں اعزہ اور امرا کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے ہرثمہ کے استقبال کو آیا اور اس نے اس کی شایان شان اس کا خیر مقدم بڑے تپاک سے کیا جب ہرثمہ

کی نگاہ اس پر پڑی اس نے گھوڑے سے اترنے کے لیے اپنا پاؤں دابا
مگر علی نے بلند آواز سے للکارا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں بخدا اگر آپ
اتریں گے تو میں بھی اتر پڑوں گا یہ سن کر ہرثمہ اپنی زین پر ہی جما رہا اب
وہ دونوں باہم قریب ہو کر بغلگیر ہوئے اور ساتھ ساتھ چلنے لگے علی ہرثمہ
سے رشید کا حال کیفیت اور سیاست اور ان کے دوسرے خاص
مصاحبین اور امرائے عساکر اور اعیان سلطنت کا حال پوچھتا جاتا تھا ہرثمہ اس
کو جواب دیتا جاتا تھا اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ کشتیوں کے پل پر آئے
پل اتنا تنگ تھا کہ اس پر ایک وقت ایک ہی سوار گزر سکتا تھا ہرثمہ
نے اپنے گھوڑے کی لگام روک لی اور علی سے کہا کہ آپ بڑھیں علی نے
کہا میں ہرگز نہیں بڑھوں گا آپ پہلے بڑھیں ہرثمہ نے کہا یہ تو کبھی نہیں
ہو سکتا کہ آپ کی موجودگی میں آگے بڑھوں آپ امیر ہیں اور میں وزیر کی
حیثیت رکھتا ہوں۔

علی بڑھا اس کے پیچھے ہرثمہ چلا دونوں مرو کے اندر آئے اور
علی کے قصر پہونچے رشید کا شاگرد پیشہ رجا ہر وقت سایہ کی طرح ہرثمہ
سے چمٹا ہوا تھا وہ ان ہو یا رات سواری ہو یا نشست کسی حالت میں اس
سے جدا نہیں ہوتا تھا علی نے ناشتہ طلب کیا دونوں نے بیٹھ کر اسے
کھایا رجار نے بھی ان کے ساتھ ہی کھانا کھایا پہلے تو اس کی نیت
یہ ہوئی تھی کہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو مگر ہرثمہ نے آنکھ
کے اشارے سے کہا کہ بیٹھو پھر اس نے یہ بھی کہا کہ تم بھوکے ہو پہلے
کھانے سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ بھوکے کی اور اس شخص کی جس نے حقنہ
لیا ہو کوئی رائے صائب نہیں ہوتی، جب کھانا بڑھا دیا گیا تو علی نے ہرثمہ
سے کہا کہ میں نے آپ کے قیام کے لئے کاشان پر جو محل ہے اسے
خالی کرا دیا ہے اگر آپ چاہیں تو اب وہاں چلیں ہرثمہ نے کہا مجھے اس قدر
اہم کام درپیش ہیں کہ ان میں تاخیر نہیں کی جاسکتی پہلے میں ان سے
فارغ ہو جاؤں۔ اب رجار نے رشید کا خط اور سرکاری مراسلہ علی کو

دیا علی نے اسے کھول کر پڑھا پہلے ہی حرف پر اس کی نظر پڑی تھی کہ وہ خط ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ جس بات کا اندیشہ تھا آخر وہ ہو کر رہی اس کے بعد ہرثمہ نے اسے اس کے بیٹوں کاتبوں اور عاملوں کو قید کر لیا۔ اس سفر ہی میں ہرثمہ کے ساتھ بیڑیوں اور رسیوں کا ایک بوجھ تھا اس کی طرف سے قطعی اطمینان ہو جانے کے بعد ہرثمہ جامع مسجد میں آیا تقریر کی اس میں لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور بتایا کہ جب امیر المومنین کو اس بدکردار علی کی حرکتوں کا علم ہوا انھوں نے اسے برطرف کر کے اس کے بجائے مجھے آپ کے علاقوں کا والی مقرر کیا ہے اور اس کے عمال اور اس کے متعلقین کے متعلق یہ احکام دیئے ہیں عام اور خاص کوئی شخص ہو اس کا جو حق یا مطالبہ علی کے ذمہ ہوگا وہ پورا کرایا جائے گا، اور اس کے متعلق پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔

اس کے بعد اس نے اپنے تقرر کے فرمان کو پڑھوایا لوگوں نے اس پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور ان کی امیدیں وسیع ہو گئیں ان کی توقعات بڑھ گئیں سب نے خوشی میں نعرۂ تکبیر اور تہلیل بلند کیا اور امیر المومنین کی زندگی اور جزائے خیر کی خوب دعائیں مانگیں اس کے بعد ہرثمہ مسجد سے قصر واپس آیا۔ اس نے علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں عاملوں اور کاتبوں کو طلب کر کے ان سے کہا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خود تمام سرکاری مطالبات ادا کر دو اور مجھے اس بات کا موقع نہ دو کہ میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی کروں نیز ہرثمہ نے ان کے ساہوکاروں میں یہ اعلان کر دیا کہ جس کے پاس علی بن عیسیٰ یا اس کے متعلقین کا روپیہ جمع ہو وہ لا کر حاضر کر دے ورنہ سرکار اس سے بری الذمہ ہے چنانچہ جس جس کے پاس ان کی امانتیں جمع تھیں وہ اس نے ہرثمہ کو لا کر دے دیں البتہ اہل مرو میں سے ایک شخص جو مجوسی الاصل تھا برابر اس بات کی کوشش اور تاک میں لگا رہا کہ وہ کسی طرح علی بن عیسیٰ تک پہنچ جائے چنانچہ کسی نہ کسی طریقے سے وہ اس

مقصد میں کامیاب ہوا اور علی کے پاس پہنچا اور اس سے خفیہ طور پر کہا کہ آپ کا کچھ مال میرے پاس جمع ہے اگر آپ کو اس کی ضرورت ہو تو پہلے میں اسے آپ کو پہونچا دوں اس کے بعد میں مرنے کے لئے تیار ہوں اس سے میرا نام تو رہ جائے گا کہ میں نے امانت کا ایفا اس طرح کر دیا۔ اور اگر آپ کو سر دست اس کی ضرورت نہ ہو تو اسے میں اپنے پاس جمع رکھتا ہوں تا کہ آیندہ جب آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے آپ اس سے کام لے سکیں۔

اس کی اس آمادگی اور دیانت سے علی حیرت زدہ ہو گیا کہنے لگا اگر میں نے تم ایسے ایک ہزار آدمیوں کو اپنا دوست بنا لیا ہوتا تو پھر کسی سلطان یا شیطان کو کبھی یہ جرأت ہی نہیں ہوتی کہ وہ میرے خلاف کوئی کارروائی کرے اچھا یہ بتاؤ کہ جو مال تمھارے پاس ہے اس کی کیا قیمت ہوگی اس ساہوکار نے کہا کہ آپ اپنے کچھ مال۔ کپڑے۔ اور مشک میرے پاس امانت رکھوایا تھا مجھے اس کی قیمت تو معلوم نہیں مگر وہ اسی طرح سالم محفوظ ہے اس میں سے کوئی چیز گئی نہیں۔ علی نے کہا اسے ابھی رہنے دو اگر اس کا پتہ چل گیا تو تم اسے سرکار کو دیدینا اور اپنے آپ کو بچا لینا اگر وہ بچ گیا تو اس وقت میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا۔ نیز علی نے اس کی اس امانت اور مستحسن جرأت پر اسے جزائے خیر کی دعا دی اس کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس نیکی پر اس کی بہت تعریف کی بعد میں اس شخص کی ایمانداری ضرب المثل ہو گئی تھی علاء بن ماہان اس کا نام تھا۔

علی کا روپیہ جس جس کے پاس تھا ان سب کا پتہ ہرثمہ کو لگ گیا تھا البتہ صرف علاء بن ماہان کی امانت کا حال اسے معلوم نہ ہوا ہرثمہ نے ان کی تمام املاک یہاں تک کہ ان کی عورتوں کے زیورات پر قبضہ کر لیا قرق امین ان کے گھروں میں جا کر پہلے ہر قیمتی شئے کو اپنے قبضہ میں لیتے صرف بے قیمت کاٹھ کباڑ چھوڑنے کے بعد عورتوں سے کہتے کہ تم اپنا زیور اتار کر

کر دو جب وہ زیور اتار لے عورت کے قریب پہونچتا تو وہ ڈانٹتی کہ اگر تو صالح اور نیک چلن ہے تو اپنی نگاہ میری طرف سے پھیر لے کیونکہ بخدا جو زیور میرے جسم پر تھا جس کی تجھے تلاش تھی وہ میں نے پہلے ہی اوتار پھینکا ہے اب ان میں سے جو خدا ترس لوگ عورت کے قریب جانے سے پرہیز کرتے وہ اس کی التجا کو منظور کرتے اور خود وہ عورت انگوٹھی پازیب یا کوئی دوسری چیز جس کی قیمت دس درہم بھی ہوتی اوتار کر اس کی طرف پھینکدیتی ان میں جو لوگ شریر یا بد نفس ہوتے وہ اس بات پر راضی نہ ہوتے بلکہ یہ کہہ کر کہ ممکن ہے تو نے کوئی سونے کی چیز۔ موتی یا یاقوت چھپا رکھا ہو خود جامہ تلاشی لینے پر اصرار کرتے اور اپنے ہاتھ سے جسم کے مقعر مقامات کو ٹٹو لتے تا کہ اگر وہاں کوئی چیز چھپائی گئی ہو تو معلوم ہو جائے جب ہر ثمہ ان تمام کاموں سے فارغ ہو گیا تو اب اس نے علی کو بغیر گدّے کے اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کیا اس کی گردن اور پیروں میں اس قدر وزنی بیڑیاں کہ وہ صرف اٹھ بیٹھ سکے ڈالیں اور اسے رشید کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

ایک شاہد عینی بیان کرتا ہے کہ جب ہرثمہ نے علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں کاتبوں اور عاملوں سے سرکاری مطالبہ وصول کر لیا تو اب اس نے دوسرے لوگوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے حقوق اور مطالبات پیش کریں جب کسی شخص کا حق اس کے یا اس کے کسی آدمی کے ذمہ ثابت ہوتا تو ہرثمہ اسے حکم دیتا کہ یا تو اس مطالبہ کو بے باق کرو ورنہ میں اس کی سخت سزا دیتا ہوں علی اس کے جواب میں کہتا کہ جناب والا مجھے ایک دو دن کی مہلت عطا فرمائیں ہرثمہ کہتا کہ میں تو تم کو مہلت نہیں دے سکتا البتہ اس کا اختیار مدعی کو ہے وہ چاہے تو مہلت دیدے چنانچہ پھر ہرثمہ مدعی سے پوچھتا کہ اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو تو ان کو مہلت دیدو اگر وہ اس کی آمادگی ظاہر کرتا تو ہرثمہ کہتا کہ اب جاؤ اور پھر اس کے پاس آکر اپنا مطالبہ کرنا، اس اثنا میں علی علاء بن ماہان سے

کہلا بھیجا کہ تم فلاں شخص سے اس کے اتنے مطالبہ کے متعلق یہ رقم ادا کر کے یا جیسا تم مناسب سمجھو میری طرف سے سمجھوتا کر لو علاء بن ماہان حسبہٗ اس کے دعوہ دار سے سمجھوتا کرتا اور اس طرح اس کا معاملہ رو براہ کر دیتا۔

ایک شخص نے ہرثمہ سے آکر عرض کیا کہ اس بدمعاش نے میری نہایت بیش قیمت چمڑے کی ڈھال کہ اس جیسی کسی دوسرے کے پاس نہ تھی زبردستی مجھ سے لے لی ہے میں تین ہزار درہم میں بھی اسے فروخت کرنا نہیں چاہتا تھا اس کے لے لینے کے بعد میں نے اس کے دارو غہ سے آکر اس کی قیمت طلب کی مگر اس نے ایک حبہ مجھے نہیں دیا میں ایک سال تک اس ظالم کی سواری میں نکلنے کا منتظر رہا جب وہ ایک مرتبہ سواری میں برآمد ہوا تو میں نے سامنے آکر دہائی دی کہ جناب والا میں اس زرہ کا مالک ہوں اور آج تک مجھے اس کی قیمت نہیں ملی اس نے مجھے ماں کی گالی دی اور میرا حق بھی مجھے نہیں دیا اب آپ اس سے میری چیز کی قیمت وصول کیجئے اور اس نے میری ماں کو جو گالی دی تھی اس کی سزا دیجئے۔ ہرثمہ نے پوچھا تمہارے دعویٰ کا کیا ثبوت ہے اس نے کہا جی ہاں ہے اس وقت سیکڑوں آدمیوں نے اس کی گفتگو کو سنا تھا وہ شاہد ہیں، ہرثمہ نے ان کو طلب کر کے اس کے دعویٰ پر شہادت لی اور اس کے بعد علی سے کہا کہ اب تم پر حد قذف لازم ہے اس نے پوچھا کیوں ہرثمہ نے کہا چونکہ تم نے اس کی ماں پر اتہام لگایا ہے، علی نے کہا تم کو کس احمق نے یہ بتایا ہے ہرثمہ نے کہا یہ مسلمانوں کا قانون ہے علی نے کہا تو میں شہادت دیتا ہوں کہ امیر المومنین نے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بہت سی دفعہ تجھے ماں کی گالی دی ہے اور میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ خود تو نے بیشمار مرتبہ اپنے بیٹے حاتم کو اور ایک مرتبہ اپنے بیٹے اعین کو ماں کی گالی دی ہے کوئی ہے جو تم پر انکی طرف سے یا تمہارے آقا یا تمہاری طرف سے حد جاری کرے، ہرثمہ نے زرہ کے مالک کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا کہ بھائی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شیطان سے محض اپنی زرہ

یا اس کی قیمت کا مطالبہ کرو اور ماں کی گالی کا مواخذہ چھوڑ دو۔
جب ہرثمہ نے علی کو رشید کی خدمت میں ارسال کیا تو حسب ذیل خط اپنی اس کارروائی کے بیان میں جو اس نے مرو آکر علی کے مقابلہ میں کی تھی لکھا۔
"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ عزوجل ہمیشہ سے خلافت، اپنے بندوں اور علاقوں سے متعلقہ امور میں امیرالمومنین کی حمایت اور مدد کرتا رہا ہے اور تمام معاملات حکومت کو چاہے وہ ان کے سامنے ہوں یا ان سے دور ہوں خاص ہوں یا عام بڑے ہوں یا چھوٹے امیرالمومنین کی خواہش کے مطابق طے کرتا رہا ہے تاکہ ان پر احسان ہو تاکہ خلافت کی حفاظت ہو اور والیان خلافت اور اہل حق کی اس لئے عزت افزائی کرتا ہے تاکہ خود خلافت کا اعزاز قائم رہے ہم اللہ کی جناب میں دست بدعا ہیں کہ وہ اپنی عادت حسنہ کو جس کا اس نے ہمیں حوادث کے موقع پر خوگر بنا دیا ہے ہمیشہ برقرار رکھے اور ہم اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فرض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس کے حکم اور رائے پر کاربند ہوں اور اس سے تجاوز نہ کریں، جب سے کہ میں نے جناب والا کی فرودگاہ کو خیرباد کہا آپ کی ہدایات کو اپنے لئے شمع ہدایت سمجھ کر تمام معاملات میں انہیں کے مطابق عملدرآمد کیا اور چونکہ میں جانتا تھا کہ امتثال امر ہی میں سعادت و برکت ہے اس وجہ سے میں نے ان سے سرمو تجاوز نہیں کیا، میں خراسان کے علاقہ میں داخل ہوا مگر اس تمام سفر کے اثناء میں امیرالمومنین نے جو حکم مجھے دیا تھا اور جو راز میرے سپرد کیا تھا اسے میں نے بغیر کسی سے بیان کئے قطعی راز میں رکھا، البتہ خراسان پہونچکر میں نے اہل شاش اور فرغانہ سے مراسلت کر کے ان کو اس خائن سے توڑ لیا اور اس طرح اس کی اور اس کے ساتھیوں کی ان توقعات کو جو ان کو ان علاقوں سے تھیں ہمیشہ کے لئے منقطع کر دیا نیز میں نے ان لوگوں کو بھی جو بلخ میں تھے اس مضمون کے خط لکھے جن کو میں پہلے وضاحت کے

ساتھ امیر المومنین کی خدمت میں لکھ چکا ہوں۔
نیساپور پہونچکر میں نے اس علاقہ کا جس سے میں گزرا تھا جیسے جرجان، نیسا پور نسا، اور سرخس کا یہ انتظام کیا کہ وہاں سے روانہ ہونے سے پیشتر میں نے اپنے صوابدید سے وہاں کے جدید عامل مقرر کر دیئے اور ان کے انتخاب میں میں نے انتہائی احتیاط سے کام لیا اور صرف اپنے ان معتمد علیہ لوگوں کو مقرر کیا ہے جن کی قابلیت، امانت اور تقوی اور عقل مسلم تھی۔ میں نے بیعت کی قسم لے کر یہ عہد لیا کہ وہ اپنے تقرر کو بالکل راز میں رکھیں، یہ عہد لے کر میں نے احکام تقرر ان کے حوالے کئے اور حکم دیا کہ وہ اپنی حیثیت کو بالکل چھپائے ہوئے خاموشی سے اپنے اپنے اضلاع پر جائیں اور وقت معہود تک بالکل مسافروں کی طرح وہاں خاموش وقت گذاریں اور اس کے لئے میں نے وہ وقت متعین کر دیا تھا جبکہ میں مرو میں داخل ہو جاؤں اور میری اور علی بن عیسیٰ کی ملاقات ہو جائے اس کے بعد وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں۔ میں نے حسب اطلاع سابق اسمٰعیل بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا ان تمام عاملوں نے میرے احکام کی بعینہ بجا آوری کی اور وقت مقررہ پر انہوں نے اپنے اپنے اضلاع کی حکومت کا جائزہ لے کر اس کا انتظام شروع کر دیا اور اس طرح بغیر کسی قسم کی پریشانی یا تردد کے پیش آئے اس تمام علاقہ کا انتظام درست ہو گیا۔

جب میں مرو سے صرف ایک منزل رہ گیا تو میں نے چند اپنے معتمدین خاص کو علی بن عیسیٰ کے بیٹوں، کاتبوں اور اس کے دوسرے متعلقین وغیرہ کے نام لکھ کر دیدیئے ایک ایک پرچہ پر ایک نام لکھ کر ایک شخص کو دیا تاکہ میرے مرو میں داخل ہوتے ہی وہ شخص معنون کو گرفتار کر کے اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اگر اس معاملہ میں کوتاہی یا تاخیر کرتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ لوگ میری ولایت کے شہرت پذیر ہوتے ہی روپوش ہو جائیں گے یا منتشر ہو جائیں گے اور اس وقت ان کی گرفتاری دشوار

ہو گی، میرے معتمد علیہ اشخاص نے اس تجویز پر عمل کیا میں اپنی قیام گاہ سے شہر مرو کی طرف روانہ ہوا جب میں وہاں سے دو میل رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے بیٹوں اہل خاندان اور امرا کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میں اس کے ساتھ نہایت تواضع اور اخلاق سے پیش آیا اور میں نے اس سے اس طرح کا معاملہ کیا کہ وہ میری طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا نیز اس کی پاسداری اور اظہار تعظیم کے لئے میں نے یہاں تک مبالغہ کیا کہ اسے دیکھتے ہی میں گھوڑے سے اترنے لگا اس سے اس کا اطمینان اور اعتماد اور بڑھ گیا، نیز اپنے وہاں پہونچنے سے پہلے راستے میں جو خط میں نے اسے لکھے تھے ان میں میں نے اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا تھا کہ اسے خطاب کرتے ہوئے انتہائی تعظیم و تکریم کے الفاظ اور نرم لہجہ اختیار کیا جائے تاکہ اس کے دل میں میری آمد کی وجہ سے کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو اور اس طرح امیر المومنین کی تجویز میں جس کی تکمیل انھوں نے میرے سپرد کی تھی کوئی خلل واقع نہ ہو اللہ نے یہ سب کام امیر المومنین کے لئے نہایت خیر و خوبی سے سرانجام کر دیا اب وہ اور میں ایک جگہ آ کر بیٹھے وہاں میں نے اس کے ہمراہ کھانا کھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مجھ سے خواہش کی کہ آرام کرنے کے لئے اس مکان میں منتقل ہو جاؤں جو اس نے میرے ٹھہرنے کے لئے آراستہ کیا تھا مگر میں نے کہا کہ جن اہم امور کا سرانجام میرے متعلق کیا گیا ہے ان میں کسی طرح تاخیر نہیں کی جا سکتی اس کے بعد رجاء خدمتگار نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور زبانی پیام پہنچایا اب اس کی آنکھیں کھلیں اور اسے معلوم ہوا کہ وہ بات پیش آ گئی جو اس کے افعال اور اعمال کا نتیجہ تھی، یعنے یہ کہ چونکہ اس نے امیر المومنین کے احکام ہدایات۔ اور ان کی ذاتی طرز حکمرانی کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اس وجہ سے امیر المومنین اس سے ناراض ہو گئے ہیں اور اب ان کی رائے اس کے لئے بدل چکی ہے میں نے اسے گرفتار کر کے اپنے ایک شخص کے سپرد کر دیا اور پھر جامع مسجد گیا وہاں میں نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ان سے حسن سلوک اور عادلانہ حکومت کا وعدہ کیا اور امیر المومنین کا پیام ان کو سنایا اور بتایا

کہ جب امیر المومنین کو علی بن عیسٰی کے مظالم اور تشدد کا علم ہوا ان کو اس سے بڑا رنج ہوا اور اب انھوں نے مجھے اس کے عہدہ داروں اور متعلقین اور طرفداروں کے متعلق یہ ہدایات کی ہیں اور جن اشخاص پر وہ عوام ہوں یا خاص انھوں نے مظالم کئے ہوں یا ان کے ذمہ ان کے حقوق اور مطالبات ثابت ہوں میں ان کا پورا پورا انصاف کروں گا۔ اور ان کے حقوق دلواؤں گا۔ اس کے بعد میں نے حکم دیا کہ میرا فرمان تقرر حاضرین کو سنایا جائے جب وہ پڑھا جا چکا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ فرمان میرے لئے مثال اور رہبر ہے میں حرف بحرف اس کی بجا آوری کروں گا اس پر کاربند رہوں گا اگر ان ہدایات میں سے میں کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کروں تو میں اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کروں گا اور اس وقت میری وہ حالت ہو گی جو امیر المومنین کی رائے اور حکم کے مخالف کی ہوتی ہے، میرے اس اعلان پر تمام لوگوں نے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ایک نے دوسرے کو مبارکباد دی اور نعرۂ تکبیر و تہلیل سے ایک شور برپا کر دیا اور امیر المومنین کو طول حیات اور حسن جزا کی بہت دعائیں دیں۔ اس سے فارغ ہو کر اب میں پھر اس جگہ آیا جہاں علی بن عیسٰی تھا میں نے اسے اس کے بیٹوں۔ خاندان والوں اہلکاروں اور عاملوں کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور حکم دیا کہ جس قدر سرکاری اور مسلمانوں کا روپیہ ان کے ذمہ ہے وہ سب ادا کر دیں تا کہ مجھے ان پر تشدد کرنے کی نوبت نہ آئے۔ میں نے ان کے امانت داروں میں اعلان کر دیا کہ جو روپیہ ان کا ہو وہ لے آئیں انھوں نے سب لا کر مجھے دے دیا اس میں جس قدر دینار و دراہم تھے ان کی تفصیل میں پہلے امیر المومنین کو ارسال کر چکا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ کی مدد سے اور جو کچھ ان کے ذمہ ہو گا اسے میں وصول کر لوں گا انشا اللہ،

میں نے مرو آتے ہی رافع، اہل سمرقند اور ان لوگوں کو جو بلخ میں ہیں نہایت مفصل آخری خط لکھ دیئے ہیں کیوں کہ میں ان کے متعلق

یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ میری بات کو مان لیں گے اور امیر المومنین کی اطاعت پر مضبوطی سے جم جائیں گے، ان خطوط میں ہیں نے ڈرانے، سمجھانے بجھانے اور بتانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے جناب والا جب میرے پیامبران کا جواب لے کر واپس آئیں گے اور مجھے معلوم ہو گا کہ انھوں نے میری بات مانی یا رد کی ہے میں اقتضائے حال کے مناسب کارروائی کروں گا اور امیر المومنین کو اصل واقعات سے راستبازی اور دیانت کے ساتھ اطلاع دوں گا، اور مجھے یہ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اعانت اور کفایت کی عادت جاریہ کے مطابق ان امور کو بھی بوجہ احسن سرانجام کرے گا، والسلام۔

رشید کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیر المومنین کو تمھارا خط پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ تم کس دن اور کیوں کر مرو پہنچے، اور مرو پہنچنے سے پہلے تم نے جو تدابیر اختیار کیں اور ان اضلاع کا جن کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں وہاں سے روانہ ہونے سے پیشتر تم نے جو انتظام کیا اور ان پر جن جن اشخاص کو والی مقرر کیا اور غدار علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں اور عزیزوں کے مقابلہ میں تم نے جو دانائی اور مصلحت اندیشی اختیار کی کہ ان کو تمھارے متعلق کوئی بدگمانی نہیں ہونے پائی کہ تم نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور اس تمام کارروائی میں تم نے امیر المومنین کے احکام اور ان کی ہدایات پر کلیتہً عمل کیا، جو کچھ تم نے لکھا ہے امیر المومنین اس کے مفہوم سے اچھی طرح آگاہ ہوئے اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تمھارے تمام کام بنادئے اور تمھاری اعانت کی اور تم کو وہ توفیق دی جس سے تم نے امیر المومنین کے ارادے اور ان کے منشا کو پورا کر دیا اور تم نے نہایت خوبی سے امیر المومنین کے احکام کی جو ایسے معاملہ سے متعلق تھے جن کی ان کو سخت فکر اور ان سے تعلق خاطر تھا بجا آوری کی اور اس کارروائی

کو سرانجام دینے میں پوری مستعدی اور کوشش صرف کی تمہاری اس محنت اور خلوص پر وہ تم کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ان امور میں جن کو انھوں نے تمہارے سپرد کیا اور جس کام کے لئے انھوں نے تم کو مقرر کر کے وہاں بھیجا ہے تمہاری اس قسم کی کارگزاری اور مستعدی کو باقی رکھے گا۔

امیر المومنین تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم غدار اور خائن علی بن عیسیٰ اس کی اولاد، اہلکار، عہدہ دار وکلا اور ساہوکاروں کے پاس جو روپیہ ہو اس کی تلاش میں بیش از بیش جد وجہد اور مستعدی کرو اور اس بات کی تحقیق کرو کہ ان کے ذمہ سرکاری مطالبات کتنے ہیں اور رعایا میں سے کن کن لوگوں کے حقوق اور مطالبات جو انھوں نے ظلم کر کے غصب کئے ہیں ان کے ذمہ واجب الادا ہیں، علی بن عیسیٰ وغیرہ کا جو مال جہاں ہو یا جن امانت داروں کے پاس انھوں نے رکھوایا ہو ان سب کو برآمد کرو اور اس تمام کارروائی میں حسب ضرورت شدت اور نرمی اختیار کرو تاکہ وہ مطالبہ جو ان کے ذمہ ثابت ہو وصول ہو سکے اس معاملہ میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا اسی طرح دوسرے لوگوں کے جو حقوق ان کے ذمہ ثابت ہوں یا جو مظالم انھوں نے ان پر کئے ہوں ان سب کے معاملہ میں پوری حق پژوہی اور نصفت شعاری سے کام لینا تاکہ کوئی مظلوم یا متضرر ایسا نہ رہے جس کی دادرسی نہ ہو جائے جب تم یہ تمام کام پوری طرح سرانجام دے چکو تب اس نمک حرام اس کے بیٹوں، عزیزوں۔ اہلکاروں اور عہدہ داروں کو بیڑیاں پہنا کر منہ کالا کر کے اس ذلت اور خواری کے ساتھ جس کے وہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے مستوجب ہیں کیوں کہ اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دینا۔

اس کے بعد ہمارے سابقہ حکم کے مطابق تم سمرقند جانا اور اس لیست ہونے والے رافع اور علاقہ ماوراء النہر اور طخارستان کے ان لوگوں کو جو اس کی تحریک میں شریک ہو کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں

امیر المومنین کی اطاعت میں مراجعت اور واپسی کی دعوت دینا اور اس امانت کو جو امیر المومنین نے تمہارے ساتھ کی ہے ان میں تقسیم کرنا اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول کر کے ہمارے حیطۂ طاعت میں واپس آجائیں اور اپنی جتھابندی چھوڑ دیں تو فھو المراد ان میں سراسر ان کا فائدہ ہے اور اس وقت امیر المومنین کی یہ خواہش ہے کہ تم ان کی گزشتہ خطاؤں کو معاف کر دو کیونکہ بہر حال وہ ہماری رعایا ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ جب وہ ہمارا کہا مان لیں تو ہم بھی ان کو معاف کر دیں ان کو امان دے دیں اور جس شخص اور اس کی ظالمانہ حکمرانی کی وجہ سے انھوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی تھی اس سے ان کو مطمئن کر دیں، نیز ان کے حقوق اور دوسرے مطالبات میں ان کے ساتھ بھی پورا انصاف کیا جائے۔

اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول نہ کریں اور امیر المومنین نے ان کے متعلق جو حسن ظن قائم کیا ہے یہ ان کے طرز عمل سے غلط ثابت ہو تو اب ان کا معاملہ اللہ کے سامنے پیش کر دیا جائے اس وقت وہ نافرمان، باغی سرکش فتنہ پرواز اور عافیت کے رد کرنے والے ہوں گے، اور چونکہ امیر المومنین پر جو فرض عاید تھا اس سے وہ اس شخص کو جس کی وجہ سے انھوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی ہے برطرف اور ذلیل کر کے اور قبول اطاعت کی صورت میں عام معافی کا اعلان کر کے عہدہ برآ ہو چکے ہوں گے اس لیے اگر اب بھی وہ اپنی بغاوت اور سرکشی پر مصر ہوں گے تو اس وقت وہ اللہ کو ان کے خلاف شاہد بنائیں گے اور صرف اسی کو ہر قسم کی طاقت اور قوت حاصل ہے اسی پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔ والسلام"۔

اس مراسلہ کو اسمٰعیل بن صبیح نے امیر المومنین کے سامنے لکھا اس سال فضل بن العباس بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا اس سنہ کے بعد ۲۱۵ھ ہجری تک پھر مسلمانوں کی کوئی اہم موسم گرما میں جہاد کے لیے نہیں گئی۔

۱۹۲ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ثابت بن نصر بن مالک کے ہاتھوں مسلمانوں اور رومیوں میں جنگی قیدیوں کا فدیہ سے تبادلہ ہوا۔ اس سال رشید رافع سے لڑنے خراسان جاتے ہوئے رقہ سے کشتیوں کے ذریعہ مدینتہ السلام آئے جمعہ کے دن ماہ ربیع الآخر کے ختم میں پانچ راتیں باقی تھیں جب وہ بغداد آگئے۔ وہ رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کر آئے تھے اور خزیمہ بن خازم کو اس کا مددگار بنا آئے تھے پھر وہ پانچ شعبان کو نماز عصر کے بعد خیزرانیہ دروازے سے خراسان جانے کے لئے مدینتہ السلام سے روانہ ہوئے رات انھوں نے بستان ابی جعفر میں بسر کی صبح کو نہروان روانہ ہوئے۔ اور وہاں منزل کی یہاں سے انھوں نے حماد البربری کو نہروان کے مضافات اور توابع کا عامل مقرر کر کے بھیجدیا اور اپنے بیٹے محمد کو مدینتہ السلام میں اپنا نائب مقرر کیا۔

ذی الریاستین کہتا ہے کہ جب رافع سے لڑنے رشید خراسان جانے لگے میں نے مامون سے کہا کہ جب کہ رشید خراسان، جو تمہاری ولایت ہے جارہے ہیں اور محمد ولی عہدی میں تم پر مقدم کیا گیا ہے تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا یہ مرجائیں گے اور تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک یہ ہوگا کہ تم کو محمد ولی عہدی سے علٰحدہ کر دے گا وہ زبیدہ کا بیٹا ہے بنو ہاشم اس کے ماموں ہیں اور زبیدہ اور اس کی دولت اوسکی حمایت پر ہونگی مناسب یہ ہے کہ تم ان سے درخواست کرو کہ وہ اس سفر میں تم کو اپنے ساتھ لے لیں مامون نے ساتھ چلنے کی اجازت مانگی رشید نے انکار کیا میں نے

اس سے کہا کہ تم جا کر کہو کہ چونکہ آپ علیل ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت کروں اس کے علاوہ میں اور کسی بات کی تکلیف، آپ کو نہ دونگا جب مامون نے اس طرح اجازت مانگی رشید نے اسے اجازت دی اور اب وہ بھی ان کے ساتھ خراسان روانہ ہوا۔

محمد بن الصباح الطبری کہتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے لگے تو میرے باپ نہروان تک ان کی مشایعت کے لیۓ گئے اثنائے راہ میں رشید اس سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ صباح میرا خیال ہے کہ اب آیندہ کبھی میری تمہاری ملاقات نہ ہو گی۔ صبّاح نے کہا یہ جناب والا کیا فرماتے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسالم بخیر وعافیت واپس لائے گا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کو فتح نصیب کی ہے اور دشمن کو آپ کے قابو میں دیا ہے کہنے لگے جو میری حالت ہے اسے تم کیا جانو اس نے کہا بیشک میں تو نہیں جانتا کہنے لگے آؤ میں تم کو دکھادوں۔

رشید شاہراہ سے تقریباً ۵۰۰ گز علنحدہ چلے گئے اور ایک درخت کے سایہ میں ہو کر اپنے خاص خدمت گاروں کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا وہ سب ایک طرف کو ہٹ گئے صبّاح سے کہا کہ یہ باب اللہ کی امانت ہے تم اس کی حفاظت کرنا کسی کو نہ بتانا اس نے کہا میرے آقا آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں اور آپ مجھ سے اپنے بچوں کی طرح گفتگو فرما رہے ہیں میں ہرگز اس راز کو کسی سے بھی بیان نہیں کروں گا، اب انھوں نے اپنا پیٹ کھول کر بتایا اس کے چاروں طرف حریر کی پٹیاں بندھی تھیں کہنے لگے دیکھو یہ میری بیماری ہے میں اس کا اظہار کسی سے نہیں کرتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ہر بیٹے کی طرف سے میرے اوپر ایک جاسوس متعین ہے مسرور مامون کا جاسوس ہے، جبریئل ابن بختیشوع امین کا جاسوس ہے انھوں نے ایک تیسرا نام بھی لیا جسے صباح بھول گیا ان میں ہر شخص میری سانس اور ایّام زندگی گن رہا ہے میری عمر ان کو اب بہت طویل معلوم ہو رہی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد میرا وقت آخر ہو

اگر تم خود اس کا امتحان کرنا چاہتے ہو تو ابھی اس کا مشاہدہ کرو میں گھوڑا منگواتا ہوں دیکھ لینا کہ کس طرح کا کمزور اور اڑنے والا گھوڑا میرے لئے آتا ہے تاکہ میری بیماری میں اور زیادتی ہو اور کسی طرح میرا کام ختم ہو۔ صباح نے کہا اے میرے آقا اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور نہ میں ولیعہدو کے متعلق کوئی بات کہنا چاہتا ہوں البتہ یہ ضرور دعا کرتا ہوں کہ جن و انس ہوں یا قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے تعلق رکھنے والے جو آپ کا دشمن ہو اللہ اوسے آپ پر سے قربان کردے اور آپ سے پہلے ان کا خاتمہ کردے اور ہمیں کبھی آپ کے متعلق کسی بری بات کو نہ دکھائے آپ کے ذریعہ اسلام کو ترقی دے اور آپ کی بقا سے اس کے ارکان مضبوطی سے جمائے اور دنیائے اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرے اور آپ کو اس مہم سے کامیاب اور فتحمند واپس لائے آپ کے دشمن کو آپ کے قابو میں دے، اور آپ نے اپنے رب سے جو توقعات قائم کی ہیں ان کو وہ اسی طرح پورا کرے، اس پر رشید نے کہا بہر حال جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم نے دونوں فریقوں سے اپنے کو بری کر لیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ تمہارا ان میں سے کسی سے تعلق نہیں ہے۔

اب انھوں نے گھوڑا طلب کیا چنانچہ بالکل ایسا ہی گھوڑا لوگ ان کے لئے لے کر آئے جیسا کہ وہ پہلے بیان کر چکے تھے انھوں نے صباح کی طرف دیکھا اور سوار ہو گئے اور اس سے کہا کہ چوں کہ تم کو بہت سے کام ہیں اب واپس جاؤ صباح نے ان کو خیر باد کہا اور یہی اس کی ان سے آخری ملاقات تھی۔

اس سال خرمیہ فرقہ نے نواح آذربیجان میں شورش برپا کی رشید نے عبداللہ بن مالک کو دس ہزار سواروں کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا عبدالملک نے ان کو قید کیا اور لونڈی غلام بنالیا اور ان کو لے کر وہ رشید سے قرماسین میں آملا۔ رشید کے حکم سے قیدی قتل اور لونڈی غلام فروخت کر دیئے گئے۔

اس سال قاضی علی بن ظبیان نے قصر اللصوص میں انتقال کیا، اس سال یحیی بن معاذ ابو الندا کو گرفتار کر کے رشید کی خدمت میں جبکہ وہ رقہ میں قیام پذیر تھے لایا رشید نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال عجیف بن عنبسہ اور الاحوص بن مہاجر شیعوں کی اولاد کی ایک جماعت کے ساتھ رافع بن لیث کا ساتھ چھوڑ کر ہرثمہ کے پاس چلے آئے۔ اس سال ابن عائشہ احواف مصر کے کچھ لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں لایا گیا۔ اس سال ثابت بن نصر بن مالک سرحدوں کا محافظ مقرر کیا گیا اس نے جہاد کیا اور مطمورہ فتح کیا۔ اس سال بدندون میں قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ اس سال شروان الحروری خارجی نے شورش برپا کی اور اس نے بصرہ کے صحرا میں سرکاری عامل کو قتل کر دیا۔

اس سال علی بن عیسی گرفتار کر کے بغداد لایا گیا اور اسے اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا۔

اس سال عیسی بن جعفر نے طارستان میں جب کہ وہ رشید کے پاس جا رہا تھا انتقال کیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دسکرہ میں اس نے انتقال کیا۔ اس سال رشید نے ہیصم الیمانی کو قتل کر دیا۔ اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۹۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے ماہ محرم میں فضل بن یحیی بن برمک نے بحالت قید میں بمقام رقہ انتقال کیا، اس کی زبان میں زخم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ شق ہو گئی تھی وہ بیماری کی حالت میں کہا کرتا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ رشید ابھی نہ مریں لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے

کہ ان کے مرنے کی وجہ سے تم اس قید کی مصیبت سے نجات پا جاؤ گے مگر اس کا جواب وہ یہ دیتا کہ میرا وقت ان کے وقت سے قریب تر ہے کئی ماہ کے مسلسل علاج کے بعد حالت درست ہو گئی اور وہ باتیں کرنے لگا مگر پھر مرض نے شدت اختیار کی زبان اور آنکھیں بند ہو گئیں اور اب وقت آخر ہوا۔ جمعرات اور جمعہ اسی حالت میں گزرے، سنیچر کے دن اذان صبح کے ساتھ رشید سے پانچ ماہ پیشتر پینتالیس سال کی عمر میں فضل نے انتقال کیا، اس کی موت سے لوگوں کو بہت صدمہ ہوا۔ قصر سے باہر لانے سے پہلے اس کے ان اعزہ نے جو قصر میں تھے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی پھر جب اس کی لاش باہر لائی گئی تو اور دوسرے لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

اس سال سعید الطبری نے جو جوہری کے نام سے مشہور ہیں انتقال کیا۔

اس سال ماہ صفر میں ہارون جرجان پہونچے وہاں ان کی خدمت میں علی بن عیسیٰ کی دولت جو پندرہ سو اونٹوں پر بار تھی پیش کی گئی یہ جرجان سے ماہ صفر ہی میں علالت کی حالت میں طوس چلے گئے اور اپنی وفات تک وہیں مقیم رہے ان کو ہرثمہ پر کچھ شبہ ہو گیا اس وجہ سے انھوں نے اپنے مرنے سے تیئیس راتیں پیشتر اپنے بیٹے مامون کو مرو بھیجدیا، اور اس کے ساتھ عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، اسد بن یزید بن مزید، عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث، سندی بن الحرشی، اور نعیم بن حازم کو بھی مرو بھیجدیا مامون کا قلمدان وزارت اور انشا ایوب بن ابی سمیر کے تفویض کیا، اس کے بعد ان کے مرض نے شدت اختیار کی جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئے۔

ہرثمہ اور رافع کے طرفداروں میں ایک جنگ ہوئی جس میں ہرثمہ نے بخارا فتح کر لیا اور رافع کے بھائی بشیر بن اللیث کو پکڑ لیا اور پھر اسے ہرثمہ نے رشید کی خدمت میں طوس بھیجدیا۔

جامع المروزی بیان کرتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو رافع

کے بھائی کو لے کر رشید کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جب رافع کا بھائی
ان کے سامنے آیا اس وقت وہ زمین سے ایک ہاتھ بلند ایک تخت
پر شمکن تھے اور اس پر ایک ہی ہاتھ یا اس سے زیادہ موٹا گدّا پڑا ہوا
تھا اور ان کے ہاتھ میں آئینہ تھا جس میں وہ اپنی صورت دیکھ رہے
تھے انھوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر رافع کے بھائی کی طرف
دیکھا کہنے لگے اے فاحشہ زادے مجھے توقع ہے کہ وہ ذلیل (ان کی
مراد اس سے رافع تھا) میری گرفت سے بچ نہ سکے گا جس طرح کہ تو نہ
بچ سکا، اس نے کہا امیرلمومنین بے شک میں نے آپ کے خلاف
جنگ کی اور اللہ نے آپ کو فتح نصیب کی اس کے شکریہ میں آپ
میرے ساتھ ایسا سلوک کریں جس سے اللہ خوش ہو اور میں آپ کا حامی
اور جاں نثار ہو جاؤں اور اس طرح جب رافع کو یہ معلوم ہوگا کہ آپ نے
میرے ساتھ یہ احسان کیا ہے تو شاید اللہ اس کے قلب کو آپ کے
لئے نرم کر دے اور وہ آپ کے مقابلہ سے باز آجائے، اس پر رشید برہم
ہو گئے اور انھوں نے کہا بخدا اگر میری زندگی صرف اتنی باقی ہو کہ میں
اس میں صرف ایک بات زبان سے کہہ سکوں تو میں یہی حکم دوں گا کہ اسے
قتل کر دو۔

رشید نے قصائی کو طلب کر کے اس سے کہا کہ تو اپنی چھری کو تیز
بھی مت کر یوں ہی رہنے دے اور اس فاسق اور فاسق زادے کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دے، اور جلد اس کام کو ختم کر میں چاہتا ہوں کہ قبل اس کے کہ میرا وقت
آخر ہو اس کے جسم میں دو عضو بھی سالم نہ رہنے پائیں، قصائی نے حسب الحکم
اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے انھوں نے حکم دیا کہ ان کو شمار کیا جائے
ہیں نے شمار کئے تو وہ چودہ عضو بدن تھے جو علحدہ علحدہ کر دیئے گئے
تھے، انھوں نے دونوں ہاتھ دعا کے لئے آسمان کی طرف اٹھائے
اور عرض پرداز ہوئے کہ بارالٰہ جس طرح تو نے اپنے دشمن کو میرے قبضہ
میں دے کر اپنا بدلہ اس سے لیا ہے اسی طرح اس کے بھائی کو میرے

قابو میں کر دے، یہ کہہ کر ان پر غشی طاری ہو گئی اور تمام حاضرین ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے،

اس سال ہارون الرشید نے وفات پائی۔

ہارون کی موت کا سبب اور مقام

جبرئیل بن بختیشوع کہتا ہے کہ میں رقہ میں رشید کے ساتھ تھا روزانہ صبح کے وقت سب سے پہلے میں ان کی خدمت میں جاتا شب میں ان کی جو کیفیت رہتی اسے پوچھتا اگر طبیعت ناساز ہوتی وہ مجھ سے بیان کر دیتے اس کے بعد وہ آزادی کے ساتھ مجھ سے اپنی خلوت شب کی باتیں بیان کرتے اپنی باندیوں کا ذکر کرتے اپنی تخلیہ کی صحبت میں جو کرتے، جتنی پیتے جتنی دیر صحبت کرتے سب بیان کرتے اس کے بعد مجھ سے لوگوں کی خبریں اور حالات پوچھتے۔ حسب معمول ایک دن میں صبح کو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے سلام عرض کیا مگر انھوں نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ وہ بہت ہی منہ بنائے مغموم اور متفکر ہیں میں دن کے کافی عرصہ تک اسی طرح ان کے سامنے مؤدب کھڑا رہا اور وہ اسی طرح چپ تھے جب اس بات کو بہت دیر گذر گئی تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا اے میرے آقا اللہ مجھے آپ پر نثار کر دے آپ کا یہ کیا حال ہے اگر آپ بیمار ہیں تو مجھ سے کہیں شاید میں اس کا مداوا کر سکوں اور کسی اپنے عزیز قلبی کے متعلق کوئی حادثہ پیش آیا ہے تو اس میں سوائے صبر و تسلیم کے کوئی چارہ نہیں اور غم کرنے سے کیا مل جاتا ہے اگر آپ کی سلطنت میں کوئی رخنہ پیدا ہو گیا ہے تو اس پر اس قدر حزن و ملال کی اس لئے ضرورت نہیں کہ تمام بادشاہوں پر اس قسم کے واقعات گذر چکے ہیں، اور اس صورت میں سب سے زیادہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کر دیں

اور میرا مشورہ لیں۔

رشید نے کہا جبریل جتنی باتیں تم نے بیان کی ہیں ان میں سے کوئی بات مجھے پیش نہیں آئی واقعہ یہ ہے کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اس کی وجہ سے میں نہایت ہی متفکر اور پریشان خاطر ہوں، میں نے عرض کیا آپ بیان فرمائیں یہ بالکل معمولی بات ہے پھر میں نے انکے پاس جاکر ان کے پاؤں چومے اور کہا کہ محض ایک خواب کی وجہ سے آپ اس قدر مغموم اور محزون نہیں ممکن ہے کہ پریشان خیالات یا فتور ہضم کی وجہ سے بخارات فاسدہ کی وجہ سے یا سودا کے غلبہ سے آپ نے کوئی بُرا خواب دیکھ لیا ہو ان اسباب میں سے جو سبب بھی ہوا ہو یہ خواب نہیں بلکہ محض عکس ہے، رشید نے کہا اچھا میں بیان کیے دیتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے اسی بستر پر لیٹا ہوں کہ یکایک میرے نیچے سے ایک ہاتھ نکلا جسے میں پہچانتا ہوں اور ہتھیلی نظر پڑی وہ بھی میری دیکھی ہوئی ہے مگر اس شخص کا نام میرے ذہن میں نہیں ہے کہ وہ کس کی ہے بہر حال میں نے دیکھا کہ اس ہتھیلی میں سرخ مٹی ہے کوئی شخص جس کی آواز میں سن رہا ہوں مگر اس کی صورت نظر نہیں آتی یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مٹی ہے جس میں تم دفن کیے جاؤ گے میں نے پوچھا یہ مٹی کہاں ہے اس نے کہا طوس میں یہ کہہ کر وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور بات ختم ہو گئی اور میں بیدار ہو گیا۔

میں نے کہا جناب والا۔ یہ ایک نہایت اولجھا ہوا خواب ہے میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ اپنے بستر پر تشریف لے گئے تھے اس وقت آپ خراسان اس کی جنگجوں اور خراسان کے کچھ علاقے کے نکل جانے کی وجہ سے پریشان تھے اور ان امور پر غور فرما رہے تھے کہنے لگے کہ ہو، تو ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کی اسی پریشانی نے حالت خواب میں بخارات فاسدہ سے مل کر یہ خواب دکھا یا ہے آپ تو اس کی قطعی پرواہ نہ کریں نشاط و سرور اختیار کیجیے پھر ایسا خواب نظر نہ آئے گا۔ میں بہت دیر تک مختلف ترکیبوں سے ان کو بہلاتا رہا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو کر فارغ البال ہوئے اور حکم دیا کہ آج ہمارے

عیش و نشاط کے لیے۔ یہ انتظام کیا جائے اور روزانہ معمول سے آج فلاں فلاں سامان زیادہ کیا جائے، اس کے بعد وہ بھی اس خواب کو بھول گئے اور ہم بھی بھول گئے، کسی شخص کے دل میں بھی اس کا خیال نہیں آیا جب رافع نے خروج کیا تو رشید خراسان چلے اثنائے سفر میں کسی جگہ ان کو مرض لاحق ہوا جو برابر بڑھتا گیا، طوس پہونچکر ہم سب جنید بن عبدالرحمان کے قصر میں جو اس کے موضع سناباذ میں تھا قیام پذیر ہوئے حالت مرض میں وہ اس قصر کے باغ میں تھے کہ یکایک ان کو اپنا وہ خواب یاد آیا فوراً چونک پڑے اور بمشکل گرتے پڑتے اٹھے ہم سب جھپٹ کر ان کے پاس آئے، اور ہر شخص نے پریشان ہوکر پوچھا جناب کا مزاج کیسا ہے اور اس وقت کیا نئی بات پیش آئی کہنے لگے جبریل تم کو وہ خواب یاد ہے جو میں نے رقہ میں طوس کے متعلق دیکھا تھا، یہ کہہ کر انھوں نے سر اٹھاکر مسرور کو دیکھا اور اس سے کہا کہ ذرا اس باغ کی مٹی تو لاؤ مسرور جاکر اپنی مٹھی میں مٹی لے کر آیا اس وقت اس نے آستین چڑھا رکھی تھی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ ننگا تھا اسے اس طرح دیکھ کر کہنے لگے بخدا یہی ہاتھ اور بعینہ یہی مٹی ہے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی اور یہ سرخ مٹی ہے کوئی بات غلط نہیں ہوئی۔ اس کے بعد وہ زار و قطار رونے لگے اور اس واقعہ کے تین دن بعد اسی باغ میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں وہ دفن ہوئے کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس مرض میں رشید کا انتقال ہوا اس کے علاج میں جبریل نے غلطی کی جس کا علم رشید کو ہوگیا تھا اور جس رات ان کا انتقال ہوگیا اسی رات وہ اسے قتل کرکے رافع کے بھائی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرادینا چاہتے تھے انھوں نے جبریل کو اسی غرض سے اپنے سامنے بلایا مگر جبریل نے عرض کیا کہ امیرالمومنین کل تک اور انتظار فرمائیں کل آپ کی طبیعت سنبھل جائیگی مگر اسی دن ان کا کام تمام ہوگیا۔

حسن بن علی الربعی کا دادا جس کے پاس کرایہ کے لئے ننواونٹ

تھے اور وہی رشید کو اپنے اونٹوں پر طوس لے گیا تھا بیان کرتا ہے کہ رشید نے حکم دیا کہ قبل اس کے کہ میں مروں میری قبر کھود کر تیار کر لی جائے چنانچہ ان کی قبر کھود لی گئی وہ اس کو دیکھنے گئے میں ایک قبہ میں بٹھا کر آگے سے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے ان کو قبر پر لایا اسے دیکھ کر کہنے لگے اے ابن آدم تیری جگہ یہ ہے۔

کسی شخص نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب مرض نے شدت اختیار کی تو انھوں نے قبر کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ اسی محل میں جس میں وہ فروکش تھے حمید بن ابی غانم الطائی کے احاطہ میں ایک مقام شقب نام تھا وہیں ان کے لئے قبر کھودی گئی اس کے بعد کئی آدمیوں نے اس میں اتر کر قرآن ختم کیا اتنی دیر تک وہ برابر قبر کے کنارے ایک صحافہ میں بیٹھے رہے۔

سہل بن صاعد نے بیان کیا کہ جس مکان میں رشید کا انتقال ہوا میں وہاں موجود تھا جب سانس اکھڑی اور تنفس میں ان کو دقت پیش آنے لگی انھوں نے ایک موٹا لحاف منگوایا اور اسے ہر طرف سے لپیٹ لیا اب ان کو نزع کی سخت تکلیف ہوئی میں جانے کے لئے اٹھا مجھ سے کہا سہل بیٹھو میں بیٹھ گیا میں بہت دیر تک بیٹھا مگر اس اثنا میں نہ انھوں نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے ان سے کوئی بات کی جب لحاف گرنے لگتا وہ اسے پھر چاروں طرف سے سنبھال کر لپیٹ لیتے جب اسی طرح بہت دیر گزر گئی تو اب میں پھر اٹھا مجھ سے کہا سہل کہاں جاتے ہو میں نے کہا امیر المومنین مجھ سے آپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی اگر آپ لیٹ جاتے تو شاید آپ کو کچھ آرام ملتا۔ اس پر خوب اچھی طرح ہنسے اور کہنے لگے سہل میں اس حال میں کسی شاعر کا یہ شعر پڑھ رہا ہوں۔

وانی من قوم کرام یزیدھم ❊ شماسا وصبرا شدۃ الحدثان

ترجمہ۔ بے شک میں ان شرفا میں ہوں جن کو حوادث کی شدت زیادہ

مستقل مزاج اور اپنی تکلیف سے بے پرواکر دیتی ہے۔
مسرور نے بیان کیا ہے کہ جب رشید کو محسوس ہوا کہ ان کا وقت آخر آپہنچا انھوں نے مجھے حکم دیا کہ توشہ خانہ کھول کر وہاں جو سب سے قیمتی اور اعلیٰ درجہ کا کپڑے کا تھان ہو لے آؤ میں نے کوئی ایک تھان ایسا نہ پایا جس میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں دو تھان سب سے زیادہ قیمتی تھے ایک کی قیمت دوسرے سے کچھ ہی زیادہ تھی البتہ یہ فرق تھا کہ ایک سرخ اور دوسرا سبز تھا میں ان دونوں کو ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا انھوں نے دونوں کو دیکھا میں نے ان کی قیمت بیان کی کہنے لگے ان میں جو بہتر ہے اسے میرے کفن کے لئے رہنے دو اور دوسرے کو پلٹا دو۔
بیان کیا گیا ہے کہ حمید بن ابی غانم کے قصر میں ایک مقام منقب نام تھا انھوں نے سنیچر کی آدھی رات میں اس سال کے ماہ جمادی الآخر کی تیسری کو انتقال کیا ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ پڑھی فضل بن الربیع اور اسمٰعیل بن صبیح انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھے خدمت گاروں میں سے مسرور حسین اور رشید تھے ۲۳ سال ۲ ماہ ۱۸ دن مدت خلافت ہوئی، اس کی ابتدا جمعہ کی رات جب کہ ۱۷۰ ہجری کے ماہ ربیع الاول کے ختم میں ۱۴ راتیں باقی تھیں ہوئی اور انتہا سنیچر کی رات جب کہ ۱۹۳ ہجری کے ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں ہوئی۔
ہشام بن محمد کہتے ہیں ابو جعفر الرشید ہارون بن محمد جمعہ کی رات کو ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ ہجری ۲۲ سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے اور سنیچر کی رات یکم جمادی الاولیٰ ۱۹۳ ہجری میں ۴۵ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا اس طرح وہ ۲۳ سال ایک ماہ اور ۱۶ دن خلیفہ رہے۔
بیان کیا گیا ہے کہ وفات کے دن ان کی عمر ۴۷ سال ۵ ماہ اور ۵ دن تھی وہ ۱۴۵ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں جب کہ تین راتیں باقی تھیں پیدا ہوئے اور ۲ جمادی الآخر ۱۹۳ کو ان کا انتقال ہوا بہت ہی گورے چٹے خوبصورت اور شاندار آدمی تھے بال گھونگر والے تھے جن پر سفیدی آچلی تھی

ہارون کے عہد کے والیانِ ممالک

مدینہ کے والی

اسحٰق بن عیسیٰ بن علی۔ عبدالملک بن صالح بن علی محمد بن عبداللہ۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم۔ علی بن عیسیٰ بن موسیٰ محمد بن ابراہیم۔ عبداللہ بن مصعب الزبیری بکار بن عبداللہ بن مصعب ابوالبختری وہب بن وہب العباس بن محمد بن ابراہیم سلیمان بن جعفر بن سلیمان۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم۔

مکہ کے والی

عبداللہ بن قثم بن العباس محمد بن ابراہیم عبید بن قثم عبداللہ بن محمد بن عمران عبداللہ بن محمد بن ابراہیم العباس بن موسیٰ بن عیسیٰ علی بن موسیٰ بن عیسیٰ محمد بن عبداللہ النعمانی۔ حماد البربری سلیمان بن جعفر بن سلیمان۔ احمد بن اسماعیل بن علی الفضل بن العباس بن محمد۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔

کوفہ کے والی

یعقوب بن ابی جعفر موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔ العباس بن عیسیٰ بن موسیٰ

موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔

بصرہ کے والی

محمد بن سلیمان بن علی سلیمان بن ابی جعفر عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، خزیمہ بن خازم عیسیٰ بن جعفر، جریر بن یزید۔ جعفر بن سلیمان جعفر بن ابی جعفر عبدالصمد بن علی۔ مالک بن علی الخزاعی۔ اسحٰق بن سلیمان۔ بن علی سلیمان بن ابی جعفر عیسیٰ بن جعفر، الحسن بن جمیل امیر المومنین کا مولیٰ۔ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی۔

خراسان کے والی

ابوالعباس الطوسی۔ جعفر بن محمد بن الاشعث، العباس بن جعفر، الغطریف بن عطا۔ سلیمان بن راشد افسر مالگذاری، حمزہ بن مالک الفضل بن یحییٰ، منصور بن یزید بن منصور، جعفر بن یحییٰ مگر علی بن الحسن بن قحطبہ اس کے نائب کی حیثیت سے خراسان کا والی تھا علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہرثمہ بن اعین۔

رشید کے عادات اور خصائل

عباس بیان کرتا ہے کہ بشرطیکہ کوئی خاص علت نہ پیش آجائے مرتے دم تک ان کا یہ دستور تھا کہ روزانہ ایک سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اپنے ذاتی مال میں سے روزانہ زکوۃ نکالنے کے بعد ایک ہزار درہم صدقہ دیتے تھے جب حج کے لئے جاتے تو سو فقہا اور ان کی اولاد ان کے

ہمراہ ہوتی اور جس سال خود حج کے لئے نہ جاتے تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کے لئے بھیجتے ان کو پورے مصارف حج دیتے اور بہت عمدہ لباس بھی دیتے وہ ہمیشہ منصور کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے البتہ روپیہ خرچ کرنے میں وہ منصور سے بالکل مخالف تھے ان سے پہلے کسی خلیفہ نے اتنی سخاوت نہیں کی جتنی انھوں نے کی ان کے بعد بے شک مامون نے ایسی ہی فیاضی کی، جو شخص ان کے ساتھ احسان کرتا کبھی وہ احسان رائیگاں نہ جاتا بلکہ پہلے ہی موقع پر اس کی جزا دیتے، شعر وشعرا کے عاشق تھے، ادبا اور فقہا کی بہت خاطر کرتے تھے دین کے معاملے میں شک وشبہ کو بہت برا جانتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس کا کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا اور اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ اس سے ثواب نہیں ملیگا اپنی تعریف کو اور خصوصاً خوش گو شاعر کی زبانی بہت پسند کرتے تھے اور اس کا بیش بہا صلہ دیتے۔ مروان بن ابی حفصہ ۳ رمضان ۱۸۱ھ ہجری اتوار کے دن ان کے ہاں باریاب ہوا اور اس نے ان کی تعریف میں اپنا وہ مشہور قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے۔

وسدت بہارون الثغور فاحکمت　　بہ من امور المسلمین المرائر

اس قصیدہ پر انھوں نے پانچ ہزار دینار اسی مجلس میں اسے دیئے اس کے علاوہ لباس اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا دس رومی غلام اور لونڈیاں عطا کیں نیز اپنی سواری خاصہ کا ایک گھوڑا بھی دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابن ابی مریم المدنی رشید کا مصاحب تھا یہ ایک بڑا بولنے والا۔ ظریف، بذلہ سنج اور ہنسانے والا تھا رشید کو کسی وقت اس کے بغیر چین نہیں آتا تھا اور نہ وہ کبھی اس کی باتوں سے آزردہ ہوتے اس کے ساتھ ہی اسے اہل حجاز کے تمام واقعات شرفا کے القاب اور ظرافت کے نکات یاد تھے یہ اپنی ان خصوصیات کی وجہ سے رشید کا اس قدر مصاحب خاص بن گیا تھا کہ رشید نے اسے اپنے قصر ہی میں

ایک مکان رہنے کے لئے دیدیا تھا اور ان کی اجازت سے ان کی حرم محل کی دوسری عورتوں موالیوں اور غلاموں سے بے تکلف ملتا جلتا تھا ایک مرتبہ رات کو جب کہ وہ سو رہا تھا اور رشید طلوع فجر کے ساتھ نماز کے لئے تیار ہو چکے تھے رشید اس کے پاس آئے دیکھا کہ وہ سو رہا ہے انھوں نے اس پر سے لحاف اتار لیا اور کہا کہو صبح کیسی ہوئی اس نے کہا میری صبح اب تک نمودار نہیں ہوئی ہے تم جاؤ اور اپنا کام کرو رشید نے کہا چلو نماز پڑھو اس نے کہا یہ ابو الجارود کی نماز کا وقت ہے اور ہم تو قاضی ابو یوسف کے متبعین میں سے ہیں، یہ جواب سن کر رشید اسے سوتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے اور اب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اس کے غلام نے آکر اس سے کہا کہ اٹھو امیر المومنین نماز کے لئے کھڑے ہو چکے ہیں اب وہ اٹھا اور کپڑے پہن کر رشید کی طرف گیا اس وقت، وہ نماز صبح میں بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے جب یہ ان کے پاس پہونچا تو وہ یہ آیت ومالی لا اعبد الذی فطرنی (اور میں کیوں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے) پڑھ رہے تھے اسے سن کر ابن ابی مریم المدنی نے کہا ہاں بیشک میں بھی نہیں جانتا تھا کہ آپ کیوں اپنے خالق کی عبادت نہ کریں، رشید سے نماز میں ہنسی ضبط نہ ہو سکی وہ نیت توڑ کر اس کی طرف غضب آلود صورت بنائے پھرے اور کہنے لگے ابن مریم تم نماز میں بھی مذاق سے نہیں چوکتے اس نے کہا جناب والا میں نے کیا کیا رشید نے کہا تم نے میری نماز خراب کردی اس نے کہا بخدا میں نے یہ نہیں کیا میں نے تو آپ کے منہ سے ایک بات سنی تھی جس سے مجھے رنج ہوا جب آپ نے یہ کہا ومالی لا اعبد الذی فطرنی اس پر میں نے یہ کہا کہ بخدا میں بھی اس کی وجہ نہیں جانتا اب رشید پھر ہنس پڑے اور کہا دیکھو قرآن اور دین میں آئندہ مذاق نہ کرنا ان دو کے علاوہ اور سب باتوں میں تم کو آزادی ہے۔

ایک مرتبہ عباس بن محمد نے غالیہ رشید کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا بلکہ وہ خود اسے اپنے ساتھ لیکر رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض پرواز ہوا

کہ امیر المومنین اللہ مجھے آپ پر نثار کردے میں جناب کے لئے ایسا نادر غالیہ
لایا ہوں جو کسی دوسرے کو میسر نہیں اس میں جو مشک ڈالا گیا ہے وہ تبت
کے پرانے کتوں کی نافوں کا ہے جو عنبر ہے وہ بحر عدن کا عنبر ہے۔ اور بالجملہ مدینہ کے فلاں شخص
کے ہاں کی ہے جو اپنی خاصیت عمل میں مشہور ہے اور اس کا ترکیب دینے والا
ایک شخص ہے جو بصرہ میں رہتا ہے جو اس کے بنانے کی ترکیب سے پوری
طرح واقف ہے، اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے قبول کر کے
مجھے ممنون فرمائیں رشید نے اپنے خدمتگار خاقان کو جو ان کے سراہنے کھڑا
تھا کہا کہ اس غالیہ کو لے آؤ، خاقان اسے اندر لے کر حاضر ہوا وہ چاندی کے
ایک بڑے مرتبان میں رکھا ہوا تھا اور اوپر سرپوش ڈھکا تھا، خاقان نے
سرپوش ہٹایا۔ ابن ابی مریم المدنی بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا امیر المومنین
یہ مجھے عنایت کر دیجئے انھوں نے فرمایا تم ہی لے جاؤ اس پر عباس
کو سخت رنج اور غصہ آیا اور اس نے کہا کہ تو نے ایسی شے مانگی ہے کہ
اس سے میں نے خود بھی استعمال نہیں کیا بلکہ اپنے آقا کو لا کر نذر کی اور تو نے
اسے لے لیا، ابن ابی مریم المدنی نے کہا ان کی فاحشہ ماں کی قسم یہ صرف
اسے اپنے چوتڑ پر ملیں گے رشید ہنس پڑے اور ابن ابی مریم نے لپک کر
اپنی قمیص کا دامن ان کے سر پر ڈالا اور پھر اس مرتبان میں ہاتھ ڈال کر
اس میں سے مٹھی بھر کر ایک مرتبہ ان کے چوتڑ میں ملا اور دوسری مرتبہ
ان کے چڈوں اور بغل میں ملا۔ پھر اس سے ان کا منہ، سر اور ہاتھ پاؤں
سیاہ کر دئے اسی طرح اس نے ان کے تمام اعضائے جسم پر وہ غالیہ لگا دیا اور
خاقان سے کہا کہ ذرا میرے غلام کو یہاں بلا لاؤ رشید نے بھی جو ہنسی کی وجہ
سے اپنے قابو میں نہ تھے خاقان سے کہا کہ اس کے غلام کو بلا لو خاقان نے
اسے آواز دی ابن ابی مریم نے اس سے کہا کہ جس قدر غالیہ بچ گیا ہے
یہ تم رشید کی فلاں بیوی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ
اسے اپنی فرج میں لگا لو اور میں ابھی تمہارے ساتھ مجامعت کرنے
آتا ہوں غلام اسے لے کر چلا گیا اب رشید کا ہنسی سے یہ حال تھا کہ وہ بالکل

اپنے آپے میں نہ تھے اور بالکل بے قابو ہو چکے تھے۔ اس کے بعد ابن ابی مریم نے عباس سے مخاطب ہو کر کہا بخدا تم بھی بالکل پاگل سٹھیا گئے ہو تم کو یہ خیال نہیں آیا کہ تم خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر ایک معمولی غالیہ کی اتنی تعریف کر رہے ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو شئے آسمان سے ٹپکتی ہے یا زمین سے نکلتی ہے اور ہر شئے جو دنیا میں موجود ہے وہ ان کے قبضۂ قدرت میں اور زیر نگین ہے اور سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ ملک الموت سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ جو تم سے کہا جا رہا ہے اسے یاد رکھو اور حسبہ عمل کرو بھلا کہیں اس طرح غالیہ کی تعریف کرنا اور اس کے بیان میں اتنی طویل تقریر کرنا امیر المومنین کی جناب میں تم کو زیب دیتا ہے کیا تم نے کوئی نقال عطار یا کھجور فروش سمجھا ہے۔ ابن ابی مریم کی اس گفتگو پر رشید کو اس قدر ہنسی آئی کہ قریب تھا کہ ہنستے ہنستے وہ ہلاک ہو جائیں انہوں نے اس روز ایک لاکھ درہم ابن ابی مریم کو انعام دیا۔

ایک روز رشید کا ارادہ کسی دوا کے استعمال کا ہوا ابن ابی مریم نے ان سے کہا کہ کل جب آپ دوا لگائیں تو مجھے اپنا حاجب بنائیں اور جس قدر میں کماؤں وہ میں اور آپ تقسیم کرلیں گے، رشید نے کہا اچھا۔ انہوں نے اس حاجب کو جس کی نوبت کل تھی حکم دیا کہ کل تم اپنے گھر آرام کرو میں نے ابن ابی مریم کو کل کے لئے حاجب مقرر کیا ہے، علی الصباح ابن ابی مریم بارگاہ خلافت پر حاضر ہو گیا اور ایک کرسی اوس کے لیئے رکھدی گئی، رشید نے دوا لگائی اس کی خبر محل کے اندر پہونچی ام جعفر کا پیامبر امیر المومنین کی خیریت مزاج دریافت کرنے اور اس دوا کے استعمال کی وجہ پوچھنے حاضر ہوا، ابن ابی مریم نے اسے رشید کی خدمت میں جانے کی اجازت دی اور اس کے آنے کی غرض وغایت بیان کی وہ جواب لے کر واپس ہوا، ابن ابی مریم نے اس سے کہا کہ سیدہ سے جاکر یہ بات ضرور کہدینا کہ سب سے پہلے میں نے آپ کے آدمی کو باریاب کیا ہے، اس نے جاکر ام جعفر

سے یہ بات بیان کی اس نے بہت سا مال ابن ابی مریم کو اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد یحییٰ بن خالد کا فرستادہ آیا ابن ابی مریم نے اس کے ساتھ بھی وہ سلوک کیا، پھر جعفر اور فضل کے فرستادے آئے اوس نے ان کے ساتھ بھی یہی کیا چنانچہ ہر برمکی نے بہت سا مال اسے اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد فضل بن الربیع کا پیامبر آیا ابن ابی مریم نے اسے بغیر باریاب کئے پلٹا دیا دوسرے تمام امرا اور اکابر کے آدمی خیریت پوچھنے آئے ان میں سے جس جس کے آدمی کو اس نے سہولت سے باریاب کیا اس نے ابن ابی مریم کو اس کا بڑا بھاری صلہ عطا کیا، عصر کے وقت ساٹھ ہزار دینار اس کے پاس جمع ہو گئے جب رشید اس دوا کو دھوکر اور غسل کر کے فارغ ہوئے اور باہر آئے تو انھوں نے ابن ابی مریم سے پوچھا کہو آج کیا کیا اس نے کہا، اے میرے آقا میں نے ساٹھ ہزار دینار کمائے ہیں، رشید کو یہ رقم بہت علوم ہوئی انھوں نے کہا ہمارا حصہ کہاں ہے اس نے کہا وہ علحدہ موجود ہے رشید نے کہا ہم نے اپنا حصہ بھی تم کو دیا اس کے معاوضہ میں دس ہزار سیب تم ہمیں لا دو اس نے وہ سیب لاکر داخل کر دئے اور اس طرح یہ تمام لوگوں میں جنھوں نے رشید سے معاملہ کیا فائدہ میں رہا۔

اسماعیل بن صبیح کہتا ہے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ایک باندی اس کے سرہانے کھڑی تھی جس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا پیالہ اور دوسرے میں ایک چمچہ تھا اور وہ ان کو ایک ایک چمچہ اس پیالہ میں سے چٹا رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک سفید رقیق شے ہے مگر میں سمجھ نہ سکا کہ وہ کیا ہے وہ اس بات کو تاڑ گئے کہ میں اس کی ماہئیت دریافت کرنا چاہتا ہوں مجھے آواز دی میں نے کہا حاضر، کیا ارشاد ہوتا ہے پوچھا جانتے ہو یہ کیا ہے میں نے کہا جی نہیں کہنے لگے یہ ماش اور گیہوں کا شیرہ ہے جس میں چھنے ہوئے دودھ کا پانی شریک کیا گیا ہے یہ تشنج شدہ ہاتھ پاؤں کو سیدھا کرنے اور اعصاب کے تشنج کو

دور کرنے کے لئے نہایت مفید ہے اس سے رنگ صاف ہوتا ہے اضمحلال دور ہوتا ہے یہ جسم کو فربہ اور میل کو دفع کرتا ہے میں نے گھر آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے باورچی کو بلاکر حکم دیا کہ علی الصباح اس قسم کا شیرہ تیار کر کے لاؤ اس نے پوچھا کہ وہ کیسے بنایا جائے میں نے اس سے اس کے اجزا اور ترکیب بیان کی اس نے کہا کہ آپ تین دن اس کا استعمال نہ کرسکیں گے اور اور تنگ آجائیں گے چنانچہ پہلے دن تو وہ مجھے بہت خوشگوار معلوم ہوا دوسرے اس سے کم اور تیسرے دن جب میرا باورچی اسے تیار کر کے میرے پاس لایا تو میں نے کہدیا کہ مت لاؤ۔

ایک مرتبہ رشید کسی مرض میں بیمار ہوئے تمام طبیبوں نے ان کا علاج کیا مگر ان کو افاقہ نہ ہوا۔ ابو عمر الاعجمی نے ان سے عرض کیا کہ ہندوستان میں منکہ نام ایک طبیب ہے جسے اہل ہند سب سے حاذق سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اس کا ہندوستان کے مشہور عابدوں اور فلاسفہ میں شمار ہے اگر امیر المومنین اسے بلائیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالے اس کے ہاتھ سے امیر المومنین کو شفا دیدے، رشید نے اس کے لانے کے لئے اپنا آدمی بھیجا اور اس کے ہاتھ طبیب کو زادراہ کے لئے کافی مال بھیجدیا۔ منکہ رشید کے پاس آیا اس نے ان کا علاج کیا اس کے علاج سے ان کی بیماری جاتی رہی اس صلہ میں رشید نے علاوہ بڑی رقم انعام کے اس کا بیش بہا منصب بھی مقرر کردیا، منکہ خلد سے گذر رہا تھا کہ وہاں اس نے مانی کے فرقہ کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی چادر بچھا رکھی ہے اس پر بہت سی شیشیاں پڑی ہیں اور وہ اپنی دوا کی تعریف میں جو کوئی معجون تھی کھڑا ہوا تقریر کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ ہر وقت رہنے والے بخار کی دوا ہے ایک دن بیچ آنے والے بخار کی دوا ہے چوتھے دن آنے والے بخار کی دوا ہے پیٹ اور گھٹنوں کے درد کی دوا ہے، بواسیر، ریاح، جوڑوں کے درد اور آنکھوں کے درد کی دوا ہے، پیٹھ کے درد، درد سر اور آدھے سر کے درد کی دوا ہے سلسل البول کی دوا ہے فالج اور رعشہ کی دوا ہے غرض کہ جسم انسانی کی جتنی بیماریاں ہیں ان سب

کے نام اس نے لئے اور کہا کہ بس یہ سب کے لئے اکسیر ہے، منکہ نے اپنے ترجمان سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے ہندی زبان میں ترجمہ کر کے اسے سمجھایا کہ اس کے دعاوی یہ ہیں۔ منکہ ہنسا اور کہنے لگا کہ جو کچھ بھی ہو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عرب جاہل آدمی ہے اور یہ اس لئے کہ اگر اس شخص کا دعویٰ صحیح ہے تو پھر مجھے اپنے وطن اور اہل و عیال سے جدا کر کے اتنے طویل سفر کی زحمت دینے سے کیا فائدہ تھا۔ یہ ایسا باکمال تو یہیں ان کے پاس موجود تھا۔ اور اگر یہ اپنے دعاوی میں جھوٹا ہے تو اسے وہ قتل کیوں نہیں کر دیتے کیونکہ شریعت نے تو اس کا اور اس ایسے دوسرے دھوکہ بازوں کا خون مباح کر دیا ہے کیوں کہ اگر اسے قتل کر دیا جائے تو صرف ایک ہی جان جائیگی مگر اس کے وجہ سے ہزاروں جانیں ہلاکت سے تو بچ جائیں گی اور اگر یہ جاہل اسی طرح چھوڑ دیا گیا تو روزانہ یہ ایک آدمی کو مار ڈالے گا بلکہ ممکن ہے کہ روزانہ دو تین یا چار کا خاتمہ کر دے یہ تو بڑی بد انتظامی اور غیر آئینی بات ہے۔

یحییٰ بن خالد برمک نے ایک شخص کو سواد کے کسی ایک تعلقہ کا تحصیلدار مقرر کیا وہ رخصت ہونے کے لئے رشید کے سلام کو حاضر ہوا اس وقت یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ دونوں حاضر تھے رشید نے ان سے کہا کہ اسے کچھ ہدایت کرو یحییٰ نے کہا دیکھو آمدنی بڑھانا اور علاقہ کو آباد کرنا جعفر نے کہا جیسا برتاؤ تم اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے ساتھ روا رکھنا رشید نے کہا عدل کرنا اور احسان کرنا۔

رشید کسی وجہ سے یزید بن مزید الشیبانی سے ناراض ہو گئے تھے پھر خوش ہو گئے اور اسے دربار میں آنے کی اجازت دی یزید نے ان کے سامنے پہنچ کر کہا "امیر المومنین تمام تعریفیں اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جس نے آپ کی ملاقات سے ہمارے لئے خوشی اور اطمینان کا راستہ صاف کر دیا اور آپ کی اس عنایت کی وجہ سے ہمارے رنج و اندوہ کو دور کر دیا اللہ آپ کو اس بات کی جزائے نیک عطا فرمائے کہ آپ

جس سے ناراض ہوتے ہیں جب وہ معافی چاہتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیتے ہیں اور جس سے خوش ہوتے ہیں اس پر مسلسل انعام و اکرام کر کے اسے اپنا زیر بار احسان بنا لیتے ہیں، اس بات پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ کی ایسی نیک سرشت بنائی ہے کہ آپ حالت غیظ و غضب میں معاف کر دیتے ہیں، خطاکار سے در گزر کر جاتے ہیں اور اپنے احسانات اور اکرام سے گراں بار کر دیتے ہیں مصعب بن عبداللہ الزبیری اپنے باپ عبداللہ بن مصعب کا بیان نقل کرتا ہے کہ ایک دن رشید نے مجھ سے پوچھا کہ جن لوگوں نے عثمانؓ کو برا کہا ہے ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے، میں نے کہا خباب والا ایک جماعت نے ان پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا جن لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تھے وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور انھیں میں شیعہ، اہل بدعت اور خارجی ہیں اور جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا وہ آج تک اہل سنت والجماعت ہیں، رشید کہنے لگے کہ اس جواب کے بعد اب مجھے آئندہ کبھی اس معاملہ پر استفسار کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

ایک مرتبہ پوچھا ابوبکر اور عمر کا مرتبہ رسول اللہ صلعم کی جناب میں کیا تھا میں نے کہا جو مرتبہ ان دونوں کا ان کی موت میں ہوا وہی مرتبہ ان کا ان کی زندگی میں تھا۔ رشید نے کہا تم نے میرے سوال کا کافی جواب دے دیا۔

خدمتگاران خاص میں سے سلاّم یا رشید امیر المومنین رشید کی ذاتی املاک کا جو سرحدوں پر اور شام میں واقع تھی مہتمم مقرر کیا گیا چند روز کے بعد اس کے حسن اخلاق کی تعریف میں مسلسل خطوط ان کو موصول ہوئے زبانی بھی لوگوں نے اس کی مدح کی رشید نے حکم دیا کہ اس کا درجہ بڑھایا جائے اور اسے اس حسن کارگزاری کا صلہ دیا جائے اور ہماری جو املاک جزیرہ اور مصر میں ہیں ان میں سے

اختیار دیا جائے کہ وہ جس جس کو چاہے اپنی نگرانی میں لے لے۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت امیر المومنین بہی کھا رہے تھے جو بلخ سے ان کے لئے آئی تھی اسے چھیل چھیل کر کھاتے جاتے تھے اسی حالت میں انہوں نے کہا اے فلاں ہمیں تمہاری حسن کارگزاری کے متعلق بہت عمدہ اطلاعیں ملی ہیں ہم تمہاری ہر درخواست کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم نے تمہارے لئے اس اور اس انعام وصلہ کا حکم دیا ہے اور فلاں اور فلاں علاقے اور تمہارے تفویض کر دیئے ہیں کچھ اور چاہتے ہو تو بخوشی بیان کرو اب وہ اپنی کارگزاریاں بیان کرنے لگا اور کہنے لگا امیر المومنین میں نے رعایا کے ساتھ ایسا عمدہ سلوک کیا ہے کہ وہ عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز کو بھول گئے یہ سنتے ہی رشید کو سخت غصہ آ گیا ایک بہی اٹھا کر اسے ماری اور فرمانے لگے حرامزادے عمر بن عمر بن عمر بن بکتا ہے عمر بن عبدالعزیز کے معاملہ میں تو ہم خاموش بھی ہو جائیں مگر تو سمجھتا ہے کہ کیا ہم تیرے اس گستاخی کو عمرؓ بن الخطاب کے مقابلہ میں برداشت کریں گے؟

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب کہتا ہے کہ مجھ سے ابو بکر بن عبدالرحمان بن عبید اللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے یہ کہا کہ مجھے ضحاک بن عبداللہ نے جو بہت عمدہ بزرگ تھے یہ بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن عبدالعزیز کی اولاد میں سے کسی شخص لئے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس عمری کے ساتھ کیا سلوک کروں میں ان پر تعدی بھی نہیں کرنا چاہتا اور ان کے پیروں کو بھی اچھا نہیں سمجھتا میں چاہتا ہوں کہ مجھے صحیح طور پر ان کا طریقہ اور مسلک معلوم ہو جائے مگر مجھے کسی ایک شخص پر اتنا اعتماد نہیں کہ میں اسے ان کے پاس بھیجوں، عمر بن بزیع اور فضل بن الربیع نے کہا کہ امیر المومنین ہم دونوں اس کے لئے آمادہ ہیں، رشید نے کہا مناسب ہے تم دونوں جاؤ یہ دونوں عرج سے خلص کے لئے جو صحرا میں واقع تھا روانہ ہوئے عرج کے رہنما اپنے ساتھ لے لئے اور چاشت کے وقت اس مقام

پر پہونچ گئے جہاں وہ عمری مقیم تھا وہ اس وقت مسجد میں تھا انھوں نے اور ان کے ہمراہیوں نے اپنی سواریاں ایک جگہ بٹھا دیں اور وہ دونوں بادشاہوں کا سا لباس پہن کر عطر لگا کر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس کی خدمت میں مسجد میں آئے اور اس سے کہا آے ابو عبدالرحمان ہم اپنی اہل مشرق کی جماعت کے وکیل ہیں آپ کے متبعین کہتے ہیں کہ آپ اللہ سے ڈریں اور جب چاہیں خروج کر دیں اس نے ان کو مخاطب کر کے کہا کیا کہتے ہو اور کس سے کہتے ہو ان دونوں نے کہا جناب سے وہ کہنے لگا بخدا میں ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی ایک مسلمان کے خون کا وبال لئے ہوئے بھی خدا کے روبرو جاؤں یہ قیامت تک نہیں ہو سکتا۔

جب وہ دونوں اس کی طرف سے مایوس ہوئے کہ یہ اس طرح ہمارے جال میں نہیں آسکتا تو اب انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ مال ہے آپ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کر سکتے ہیں اس نے کہا مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے انھوں نے کہا جناب والا بیس ہزار دینار ہیں اس نے کہا مجھے ان کی قطعی ضرورت نہیں وہ کہنے لگے آپ خود نہیں لیتے تو کسی کو دلوا دیجئے اس نے کہا تم جسے چاہو دیدو میں کوئی تمہارا خدمتگار یا مددگار نہیں ہوں کہ نشاندہی کرتا پھروں۔

جب وہ دونوں اس کے طرف سے قطعی مایوس ہو گئے کہ یہ کسی طرح ہمارے قابو میں نہیں آسکتا تو اپنا سا منہ لے کر اپنے کجاووں میں بیٹھ کر چلے دوسرے دن صبح کو جانوروں کو پانی پلانے کے وقت دوسری منزل میں رشید سے آملے وہ ان کے منتظر ہی تھے یہ دونوں ان کی خدمت میں اسی وقت باریاب ہوئے اور جو واقعہ گذرا تھا وہ پورا بیان کر دیا سن کر رشید کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد اب میں اس شخص کے ساتھ اور کیا سلوک کروں اسی سال عبداللہ حج کے لئے گیا جب وہ دوکانداروں سے کچھ اشیا اپنے بچوں کے لئے خرید رہا تھا اس وقت ہارون سواری پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے عبداللہ

سامنے آگیا اس نے اشیاء کی خرید چھوڑ دی اور ان کے پاس آکر ان کے گھوڑے کی لگام تھام لی سپاہی اور کوتوالی کے جوان اس کی طرف لپکے مگر ہارون نے ان کو حکم دیا کہ اس سے باز رہیں اور اس سے کچھ باتیں کیں میں نے دیکھا کہ رشید کے آنسو گھوڑے کی گردن پر گر رہے ہیں پھر وہ چلا گیا۔

لیث بن عبد العزیز الجوزجانی جو چالیس سال سے مکہ میں ہجرت کر کے مقیم تھا بیان کرتا ہے کہ مجھ سے کعبہ کے ایک حاجب نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب رشید حج کرتے تو کعبہ کے اندر آکر اپنی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے اور یہ دعا مانگتے" اے وہ ذات جو مانگنے والوں کی ضروریات کی مالک ہے جو خاموش رہنے والوں کے دل کی بات سے آگاہ ہے تو ہر مانگنے والے کو فوراً جواب دیتا ہے، تو ہر خاموش رہنے والے کی دلی آرزوؤں سے پورا پورا واقف ہے تیرے تمام وعدے سچے، تیرے احسانات بے پایاں اور تیری رحمت وسیع ہے تو اپنی رحمت محمد اور ان کی اولاد پر نازل فرما۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے ہماری برائیوں کو دفع کر دے اے وہ ذات مقدس جس کو بندوں کے گناہ کوئی ضرر نہیں پہونچاتے۔ جس سے عیوب پوشیدہ نہیں جس کو گناہوں کی مغفرت سے کوئی نقص نہیں پہونچتا۔ اے وہ ذات جس نے زمین کو پانی پر جمایا ہے جس نے قضا کو آسمان سے قایم کیا ہے اور خود اپنے لئے اسمائے حسنیٰ مقرر کئے ہیں، محمد پر رحمت نازل فرما۔ اور میرے تمام کاموں کو بخیر و خوبی سر انجام کر دے اے وہ ذات جس کی جناب میں مختلف زبانوں میں سائل نہایت عاجزی و انکسار کے ساتھ اپنی درخواستیں عرض کرتے ہیں میری حاجت تجھ سے یہ ہے کہ جب تو مجھے اس دنیا سے اٹھائے اور میں لحد میں رکھا جاؤں اور میرے سب اپنے مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اس وقت تو میرے گناہوں کو بخش دینا الٰہی جس طرح تو سب سے افضل و اعلیٰ ہے اسی طرح میں اعلیٰ سے افضل تیری حمد کرتا ہوں الٰہی محمد صلعم پر اپنی ایسی رحمت اور سلامتی نازل فرما جو ان کو مرغوب طبع ہو اور ان

کے لئے باعث حفاظت ہو خداوندا تو ہمارے بدلے ان کو آخرت میں جزائے خیر عطا فرما، الہٰی تو ہم کو نیک بخت جلا شہدا کی موت دے اور ہم کو ویسا سعید بنا جن کو تیری طرف سے رزق ہو پہنچے گا اور ان بدبختوں میں شامل نہ کر جو تیری رحمت اور نعمت سے محروم رہیں گے۔"

ایک مرتبہ رشید نے ابن ابی داؤد اور خادمان تربت حسینؓ کو طلب کیا، جب یہ سب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حسن بن ارشد کی نظر ابن ابی داؤد پر پڑی اس نے پوچھا کیسے آئے، ابن ابوداؤد نے کہا اس شخص نے طلب کیا ہے اور مجھے اس کی جانب سے اپنی جان کا خطرہ ہے، حسن بن راشد نے کہا کہ جب تم ان کے سامنے جاؤ اور وہ تم سے سوال کریں تو کہہ دینا کہ مجھے حسن بن راشد نے وہاں متعین کیا ہے۔

ابن ابی ابوداؤد رشید کے پاس آیا اور اس نے وہی بات کہہ دی رشید کہنے لگے میں نہیں سمجھتا کہ حسن بن راشد کی اس معاملہ میں شرکت ہو اچھا اسے حاضر کرو، حسن حاضر ہوا رشید نے پوچھا تم نے کیوں اس شخص کو حیر میں متعین کیا ہے حسن نے کہا اللہ اس پر اپنا رحم کرے جس نے اسے حیر میں مقیم کیا ہے مجھے ام موسیٰ نے حکم دیا تھا کہ میں اسے وہاں ٹھیرادوں اور تیس درہم ماہانہ اس کو دیا کروں، رشید نے کہا اچھا اسے حیر جانے دو اور جو ماہوار ام موسیٰ نے اس کے لئے مقرر کی تھی وہ جاری کردو، یہ ام موسیٰ مہدی کی ماں اور یزید بن منصور کی بیٹی (رشید کی دادی) تھی۔

علی بن محمد کا باپ بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ عون العبادی کے مکان میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ گرمی منار ہے ہیں اور ایک ایسے ایوان میں جو چاروں طرف سے کھلا ہوا ہے ایک چبوترہ پر جو مکان کے داہنے بازو میں واقع تھا بیٹھے ہیں اس میں کوئی فرش بھی بچھا ہوا نہیں ہے ایک باریک کرتا زیب تن ہے اور رشیدی ازار چوڑے پائینچوں کی پہن رکھی ہے، جس ایوان میں وہ خود رہتے تھے اس میں وہ کبھی خس کے پردے اس وجہ سے کہ اس سے ان کو ضرر پہونچتا تھا

نہیں ڈلواتے تھے البتہ کسی طرح سے خس کی ٹھنڈک ان کو پہونچائی جاتی تھی مگر وہ خود خسخانہ میں بیٹھتے نہ تھے، سب سے پہلے رشید ہی نے اس ایوان میں جہاں وہ موسم گرما میں دوپہر بسر کرتے گرمی کی حدت کو دور رکھنے کے لئے یہ ترکیب کی تھی کہ اس کی چھت سے نیچے ایک اور چھت بنوالی تھی اور اس کی وجہ تحریک یہ بات ہوئی کہ ان کو معلوم ہوا کہ ایرانی بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے مکانوں کی چھت کو روزانہ مٹی سے لپواتے تھے تاکہ آفتاب کی تمازت کو گیلی مٹی، جذب کرلے اور ان تک حرارت کا اثر نہ ہو اس وجہ سے رشید نے یہ کیا کہ چھت کے نیچے ایک اور چھت اس ایوان کی بنوائی جہاں وہ موسم گرما میں دوپہر کا وقت گذارتے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ موسم گرما میں روزانہ یہ دستور تھا کہ عطاران کے لئے ایک چاندی کے تغار میں گلاب، زعفران خوشبودار مصالح اور پھولوں سے ایک مرکب تیار کرتا تھا اور اسے ان کی دوپہر کی آرامگاہ میں لیجاتا تھا اسی کے ساتھ رشید یہ تراش کے سات لانبے زنانے کرتے لائے جاتے اور ان کو اس مصالح میں تر کیا جاتا اور روزانہ ساتھ باندیاں حاضر کی جاتیں جن کے تمام کپڑے اتار دیے جاتے اور پھر ان کو یہ کرتے پہنائے جاتے ان کو ایک ایسی کرسی پر جس کی نشست میں سوراخ ہوتا بٹھایا جاتا اور اس کرتے کے دامنوں کو کرسی کے چاروں طرف اس طرح لٹکایا جاتا کہ وہ اس کرسی کو ہر طرف سے ڈھانک لیتے اور اب کرسی کے نیچے عنبر میں ملی ہوئی عود کو دھونی کے لئے سلگا دیتے اسی طرح اس کرتے کو باندی کے جسم پر اس دھونی سے خشک کرلتے اس طرح ان کی دوپہر کی خوابگاہ خوشبو کی لپٹوں سے مہک اٹھتی۔

عبداللہ بن عباس بن الحسن بن عبیداللہ بن العباس بن علیؓ بن ابی طالب بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عباس بن الحسن نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید نے مجھ سے کہا کہ تم اکثر منبوع کی تعریف کرتے رہتے ہو مختصر طور پر اس کا حال مجھ سے بیان کرو میں نے کہا نظم میں یا نثر میں انھوں نے کہا دونوں طریقے

سے میں نے عرض کیا، وہ تمام نخلستان ہے جو اپنی بہار دکھا رہا ہے اس پر وہ مسکرائے اور اب میں نے یہ شعر پڑھے

یا وادی القصر نعم القصر والوادی ❊ من منزل حاضر ان شئت او بادی

تری قراقرہ والعیس واقفہ ❊ والضب والنون والملاح والحادی

(ترجمہ) اے وادی القصر تیرا قصر اور وادی دونوں خوب ہیں یہ شہری اور بدوی دونوں کا مسکن ہے یہاں قمریے، سفید اونٹنیاں، گوہ، مچھلی، ملاح اور حدی خواں سب ہی کثرت سے موجود ہیں۔

ایکمرتبہ رشید نے ابن السماک کو طلب کر کے اس سے خواہش کی کہ تم مجھے کچھ نصیحت کرو اس نے کہا امیر المومنین آپ خدائے واحد سے جس کا کوئی شریک نہیں ہے ہر وقت درتے رہیں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ کل اپ اپنے رب کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑے ہوں گے اور پھر دو ہی مقام جنت یا دوزخ آپ کا ٹھکانہ ہوگا۔

اسے سن کر ہارون زار و قطار رونے لگے کہ ان کی داڑھی اشکوں سے تر ہو گئی، فضل بن الربیع نے ابن السماک سے کہا جناب والا آپ نے یہ کیا فرمایا بھلا کسی شخص کو اس امر میں شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ امیر المومنین جنت میں جائیں گے وہ اللہ کے حق کو قائم کرتے ہیں اس کے بندوں میں عدل کرتے ہیں اور ان پر احسان کرتے ہیں مگر ابن السماک نے فضل کی بات پر اعتبار نہیں کیا اور امیر المومنین کو مخاطب کر کے کہا کہ جناب والا بخدا یہ فضل بن الربیع قیامت کے دن نہ آپ کے ساتھ ہوگا اور نہ آپ کے پاس ہوگا آپ اس کی باتوں میں نہ آ جائیگا آپ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنا خیال رکھیں، اس پر ہارون اس قدر روئے کہ سب کو اندیشہ ہوا کہ مبادا اسی طرح جان دیدیں اور فضل تو ایسا چپ ہوا کہ ایک حرف اسکی زبان سے نہ نکلا، اسی حالت میں دربار برخاست ہوا۔

ایک مرتبہ اور ابن السماک رشید سے ملنے آیا اس وقت رشید نے

پانی ماں گا۔ پانی کا ایک کوزہ پیش کیا گیا جب رشید پینے کے لئے اسے منہ سے لگانے لگے تو ابن السماک نے کہا امیر المومنین میں آپ کو آپ کی رسول اللہ صلعم سے قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ ذرا توقف فرمایئے اور اس بات کا جواب دیجئے کہ اگر اس وقت آپ کو پانی نہ پینے دیا جائے تو آپ اس کی کتنی قیمت دینے کے لئے تیار ہونگے رشید نے کہا اپنی آدھی سلطنت اس نے کہا اب نوش فرمائیے جب وہ پی چکے تو ابن السماک نے کہا میں آپکو آپکی رسول اللہ صلعم سے قرابت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر اب آپ کا پیشاب روک دیا جائے تو اس کے اجرا کے لئے آپ کیا معاوضہ دیں گے انھوں نے کہا اپنی ساری سلطنت ابن السماک نے کہا وہ ملک جس کا مول ایک پیاس پانی ہو اس قابل نہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی اس کی آرزو کرے یہ سن کر ہارون رو پڑے فضل بن الربیع نے ابن السماک کو اشارہ کیا کہ آپ چلے جائیں وہ اُٹھ گیا۔

ایک مرتبہ عبداللہ بن عبد العزیز العمری نے رشید کو کچھ نصیحت کی رشید نے اس کا یہ قول بنعم یا عم یاد رکھا جب وہ جانے لگا تو انھوں نے دو ہزار دینار کی تھیلی امین اور مامون کے ہاتھ اسے بھیجی اثنائے راہ میں وہ دونوں اس سے آملے اور انھوں نے کہا چچا جان امیر المومنین فرماتے ہیں کہ یہ رقم آپ قبول کریں اسے خود خرچ کریں یا تقسیم کر دیں عبداللہ نے کہا امیر المومنین میرے مقابلہ میں اس بات کو زیادہ جانتے ہیں کہ یہ رقم کن لوگوں کو دی جائے پھر اس نے تھیلی میں سے صرف ایک دینار لے لیا اور کہنے لگا میں نے اسے برا سمجھا کہ سخت جواب بھی دوں اور بد تہذیبی بھی کروں اس لئے ایک دینار لئے لیتا ہوں۔

اس واقعہ کے بعد وہ ان سے ملنے بغداد روانہ ہوا رشید کو یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی کہ وہ بغداد آئے اور اس طرح دونوں عمری ایک جگہ جمع ہو جائیں اسی اندیشہ سے وہ اس کے اعزا سے کہنے لگے کہ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں، جب تک وہ حجاز میں رہا میں نے

اُسے برداشت کرلیا اور اس کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ سمجھی مگر اب تو یہ میرے دارالسلطنت میں آرہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے طرفداروں کو بہکائے گا تم لوگ اسے اس ارادے سے باز رکھو اور بغداد جانے سے روکدو انھوں نے کہا کہ وہ ہماری بات نہ مانے گا رشید نے موسیٰ بن عیسیٰ کو لکھا کہ تم اس کے ساتھ کوئی ایسی چال کرو کہ وہ یہاں سے ٹل جائے، موسیٰ نے ایک دس سال کے لڑکے کو جسے بہت سے مواعظ اور خطبات حفظ تھے بلاکر عبداللہ سے مقابلہ کرایا اس لڑکے نے اس سے بڑی بحث کی اور ایسے ایسے پند و نصائح سنائے جو عبداللہ نے کبھی نہ سنے تھے نیز اس نے عبداللہ کو منع کیا کہ وہ امیرالمومنین سے تعرض نہ کرے عبداللہ نے اپنا جوتا بغل میں دبایا اور یہ کہتا ہوا فاعترفوا بذنبھم فسحقا لاصحاب السعیر مجلس سے چلدیا۔ (ترجمہ) انھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا لہذا ہلاک ہوں دوزخی۔

ایک شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ بغداد چھوڑکر وہ رقہ میں رشید کے ساتھ مقیم تھا ایک دن وہ بھی رشید کے ساتھ شکار کو گیا ایک سالک نے سامنے آکر رشید سے کہا اے ہارون اللہ سے ڈرتے رہو انھوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو حکم دیا کہ میری واپسی تک اس شخص کو گرفتار رکھو شکار سے واپس آکر کھانا طلب کیا اور حکم دیا کہ اس شخص کو بھی ہمارے خاصہ میں سے کھانا کھلا دیا جائے جب وہ کھاپی چکا تو اب اسے اپنے سامنے بلایا اور اس سے کہا خبردار جو بات ہم دریافت کریں اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا اس نے کہا کہ آپ کے حق کے مقابلہ میں یہ بہت ہی کم بات ہے ارشاد فرمائے، ہارون نے پوچھا میں برا ہوں یا فرعون کہا فرعون جس نے کہا انا ربکم الاعلی اور دما علمت لکم من الٰہ غیری۔ رشید نے کہا تم نے بالکل سچ کہا اب یہ بتاؤ کہ تم بہتر ہو یا موسیٰ ابن عمران، اس نے کہا موسیٰ بہتر تھے وہ اللہ کے کلیم اور مخلص تھے اللہ نے ان کو اپنا بنایا اپنی وحی ان پر نازل فرمائی اور تمام مخلوقات میں سے صرف ان سے باتیں کیں، ہارون نے کہا تم نے ٹھیک

جواب دیا ہے اچھا کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ جب اللہ نے ان کو اور
ان کے بھائی کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ آیت کی "فقولا له
قولا لینا لعله یتذکر او یخشی" (تم اسے نرم لہجہ میں پیام پہونچانا شاید وہ سمجھ
اور ڈر جائے، مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں "اور اس
سے صاف نہیں بلکہ کنائے کے پیرائے میں باتیں کرنا" اللہ نے یہ
حکم اس شخص کے واسطے دیا ہے جو اپنے تکبر اور نخوت میں شہرۂ آفاق تھا
تم خود بھی اس سے اچھی طرح واقف ہو اب دیکھو تم میرے پاس آئے
ہو میرا یہ حال ہے جس سے تم بھی واقف ہو کہ اللہ کے جو فرائض مجھ پر
ہیں میں ان میں سے اکثر کو پورا کرتا ہوں میں اس کے سوا کسی دوسرے کی
عبادت نہیں کرتا اللہ کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اس کے حکم اور ممانعت
کی اتباع کرتا ہوں باوجود اس کے تم نے مجھے بہت ہی سخت الفاظ اور
درشت لہجہ میں نصیحت کی نہ تم نے اللہ کی بتائی ہوئی تہذیب پر عمل کیا اور
نہ نیکوں کے اخلاق کی اقتدا کی تم نے خواہ مخواہ کے لئے اپنے آپ کو معرض خطر
میں ڈالدیا اب بتاؤ کہ تم میری گرفت سے کیوں کر بچ سکتے ہو اس زاہد
نے کہا امیر المومنین مجھ سے خطا ہوئی میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں رشید
نے کہا اللہ تم کو معاف کرے اس کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ بیس ہزار
درہم اس کو دئے جائیں اس نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں
سیاح ہوں مجھے مال کی ضرورت نہیں، ہرثمہ نے اسے غصے سے گھورا اور ڈانٹا
کہ تم جاہل ہو کہ امیر المومنین کے صلہ کو رد کرتے ہو مگر رشید نے ہرثمہ سے
کہا خاموش رہ اور اس نے زاہد سے کہا کہ ہم نے تم کو یہ مال اس لئے
نہیں دیا ہے کہ تم کو اس کی ضرورت تھی بلکہ ہماری عادت ہے کہ دوست
ہو یا دشمن جس شخص کو خلیفہ سے باتیں کرنے کا امتیاز حاصل ہوتا ہے اسے
وہ ضرور صلہ اور عطا دیتے ہیں ہمارے اس صلہ میں سے جس قدر چاہو
لے لو اور جہاں چاہو خرچ کر دو، اب اس زاہد نے اس میں سے
دو ہزار درہم لے لئے ان کو دربانوں اور حاضرین آستانۂ مبارک میں تقسیم کر دیا

رشید کی منکوحہ بیویاں

بیان کیا گیا ہے کہ رشید نے زبیدہ ام جعفر بنت جعفر بن المنصور سے شادی کی اور ۱۶۵ھ ہجری میں مہدی کے عہد میں بغداد میں محمد بن سلیمان کے محل میں اس کے ساتھ شب باشی کی یہ محل بعد میں عباسہ کے قبضہ میں آیا اور پھر معتصم باللہ کے قبضہ میں چلا گیا، زبیدہ کے بطن سے رشید کا لڑکا محمد الامین پیدا ہوا اور زبیدہ نے ۲۱۶ھ ہجری میں بغداد میں انتقال کیا۔

رشید نے امۃ العزیز موسیٰ الہادی کی اُم ولد سے نکاح کیا اور اس سے علی بن الرشید پیدا ہوا، رشید نے اُم محمد صالح المسکین کی بیٹی سے نکاح کیا اور ذی الحجہ ۱۸۷ھ ہجری میں رقہ میں اس کے ساتھ شب باشی کی اس کی ماں ام عبداللہ عیسیٰ بن علی کی بیٹی تھی کرخ میں جو محل اُم عبداللہ کے نام سے مشہور رہا ہے، وہ اسی کا تھا جس میں شہد والے رہتے تھے، یہ مکان اسے ابراہیم بن المہدی سے ملا تھا پھر اس نے اس سے قطع تعلق کر لیا اور اس کے بعد رشید نے اس سے نکاح کیا۔

رشید نے سلیمان بن ابی جعفر کی بیٹی عباسہ سے شادی کی اور (۷۵۸) ذی الحجہ ۱۸۷ھ ہجری میں اس سے شب باشی کی یہ اور صالح کی بیٹی اُم محمد دونوں ان کی خدمت میں بھیجی گئی تھیں۔

رشید نے عزیزہ غطریف کی بیٹی سے شادی کی یہ پہلے سلیمان بن ابی جعفر کے نکاح میں تھی سلیمان نے، اسے طلاق دیدیا پھر رشید نے اس سے نکاح کر لیا یہ خیزران کی بھیجی تھی۔ رشید نے جرشیہ عثمانیہ سے شادی کی یہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان کی بیٹی تھی، چونکہ وہ یمن کے مقام جرش میں پیدا ہوئی تھی اس لئے اسے جرشیہ کہتے تھے

اس کی دادی فاطمہ بنت الحسین رضؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھی اور اس کے باپ کا چچا عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھا رشید کے انتقال کے وقت ان کی یہ چار منکوحہ بیویاں موجود تھیں، ام جعفر، امّ محمد صالح کی بیٹی، عباسیہ سلیمان کی بیٹی اور عثمانیہ،

رشید کی اولاد ذکور

محمد الاکبر اس کی ماں زبیدہ تھی، عبداللہ المامون اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام مراجل تھا القاسم الموتمن، اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام قصف تھا، محمد ابو اسحٰق المعتصم اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا علی اس کی ماں امتہ العزیز تھی۔ صالح اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام رئم تھا۔ محمد ابو عیسیٰ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام عرابہ تھا۔ محمد ابو یعقوب اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام شذرہ تھا محمد ابو العباس اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام خبث تھا۔

محمد ابو سلیمان اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام رواح تھا محمد ابو علی اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام دواج تھا محمد ابو احمد اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام کتمان تھا۔

رشید کی اولاد اناث

سکینہ اس کی ماں قصف تھی یہ قاسم کی بہن ہے، ام حبیب اس کی ماں ماردہ تھی اور یہ ابو اسحٰق المعتصم کی بہن ہے۔ اروی اس کی ماں حلوب تھی، ام الحسن اس کی ماں کا نام عرابہ تھا، امّ محمد یہ حمدونہ ہے

فاطمہ اس کی ماں غصص تھی اور اس کا نام مصفی تھا اُمِّ ابیہا اس کی ماں کا نام سکر تھا۔ ام سلمہ اس کی ماں کا نام رخنق تھا، خدیجہ اس کی ماں شجر کروب کی بہن تھی، اُمّ القاسم اس کی ماں خزق تھی، رملہ اُمّ جعفر اس کی ماں حلی تھی، اُمّ علی اس کی ماں انیق تھی، ام الغالیہ اس کی ماں سمندل تھی، ربطہ اس کی ماں زینبہ تھی۔

المفضّل بن محمدؒ الضبی کہتا ہے ایک مرتبہ رشید نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسند لگائے بیٹھے تھے محمد بن زبیدہ ان کی بائیں جانب اور مامون ان کے داہنے جانب بیٹھا تھا۔ میں نے سلام کیا انھوں نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گیا انھوں نے پوچھا فسیکفیکھم میں کتنے اسم ہیں میں نے کہا تین پوچھا کیسے میں نے کہا کاف رسول اللہ صلعم کے لئے ہیم کفار کے لئے اور یا یہ اللہ عزوجل کے لئے ہے کہنے لگے تم نے ٹھیک جواب دیا ہے ہمارے اس شیخ یعنی کسائی نے بھی ہمیں یہ ہی بتایا ہے، اس کے بعد انھوں نے محمد سے پوچھا تم سمجھے اس نے کہا جی ہاں کہنے لگے اچھا اسی طرح اس کا اعادہ کرو جس طرح مفضل نے بیان کیا ہے محمد نے اسیطرح بیان کر دیا اسکے بعد انھوں مجھ سے کہا اگر تمکو کچھ دریافت کرنا ہے تو تم ہم سے شیخ کے سامنے پوچھو میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین میں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں انھوں نے پوچھا کیا ہے میں نے کہا فرزدق کا یہ شعر۔

اخذنا بآفاق السماء علیکم ✽ لنا قمراها والنجوم الطوالع

کہنے لگے کیا دریافت کرتے ہو اس کا مطلب تو پہلے ہی ہمارے شیخ نے ہم سے بیان کر دیا ہے "لنا قمراها" سے مراد آفتاب و ماہتاب ہیں اس کی مثال سنّۃ العمرین یعنی طریقہ ابو بکرؓ اور عمرؓ ہے میں نے کہا میں کچھ اور بھی اسی کے متعلق دریافت کروں کہنے لگے ہاں پوچھو میں نے کہا شعرا نے اس ترکیب و ترتیب کو کیوں مستحسن قرار دیا ہے

کہنے لگے دو اسم ایک جنس کے جمع ہو جائیں اور ان میں سے ایک بولنے والوں کی زبانوں پر زیادہ چڑھ گیا ہو تو وہ اسی کو ترجیح دے کر اصل قرار دیتے ہیں اور دوسرے اسم کو اول میں شامل کر دیتے ہیں چونکہ عمرؓ کا عہد حکومت ابو بکرؓ کے عہد سے بہت زیادہ تھا ان کی فتوحات بھی بہت تھیں نیز ان کا نام بھی سہل تر تھا اس وجہ سے لوگوں نے ان کے نام کو ترجیح دے کر اسے اصل قرار دے لیا اور اسی نام سے ابوبکر کو بھی معنون کر دیا اس کی دوسری مثال اللہ تعالےٰ کا یہ قول بعد المشرقین ہے یہاں مراد مشرق و مغرب ہیں، میں نے کہا اس میں اب بھی ایک بات اور دریافت طلب ہے کہنے لگے ہاں اس مسئلہ میں لوگوں نے ہمارے اس بیان کے علاوہ دوسری تاویل بھی کی ہے کسائی نے کہا مگر امیر المومنین نے جو معنے بیان کئے ہیں وہ ان تمام اقوال پر حاوی ہیں جو اس کی تاویل میں لوگوں نے کہے ہیں اور اس کا پورا پورا مطلب تو صرف عرب جانتے ہیں۔ اب پھر انھوں نے میری طرف دیکھ کر پوچھا کوئی بات اور باقی ہے میں نے کہا وہ غایت تو باقی رہ گئی جس پر شاعر نے فخر کیا ہے پوچھا وہ کیا ہے میں نے کہا شاعر کی مراد آفتاب سے ابراہیم اور ماہتاب سے محمدؐ اور نجوم سے وہ خلفائے راشدین ہیں جو آپ کے نیک بزرگواروں میں سے ہو چکے ہیں، یہ سن کر امیر المومنین نے گردن اٹھا کر دیکھا اور پھر فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ وہ ایک لاکھ درہم میرے گھر پہنچا دے تاکہ اس سے میں اپنا قرضہ ادا کر سکوں نیز انھوں نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ جو شاعر آستانہ پر حاضر ہوں ان کو باریاب کیا جائے عمانی اور منصور النمری باریاب کئے گئے رشید نے کہا ان کو میرے قریب لاؤ عمانی یہ شعر پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔

وقل للامام المقتدی بامرہ، ما قاسم دون مکومی ابن امیۃ، فقد رضیناہ فقیم قسم

اس امام سے جو ساری امت کا پیشوا ہے کہدو کہ قاسم کسی طرح

ابن اُمّ (مامون) سے کم نہیں ہے ہم نے اسے پسند کیا ہے اب آپ کھڑے ہوں اور اسے بھی ولایت کے عہد کے لئے نامزد کریں۔
رشید نے کہا تم چاہتے ہو کہ میں اپنی اسی نشست میں قبل اس کے کہ اٹھ جاؤں قاسم کے لئے بیعت لے لوں، عمّانی نے کہا جی ہاں قبل اس کے کہ آپ خود ارادتاً اٹھیں نہ یہ کہ آپ کو کسی ضرورت سے اٹھنا پڑ جائے، رشید نے حکم دیا کہ قاسم کو بلایا جائے، وہ حاضر ہوا اور اب عمّانی آہستہ آہستہ اپنا قطعہ گنگنانے لگا رشید نے قاسم سے کہا کہ اس شخص نے مجھے تمہاری ولی عہدی کے لئے بیعت لینے پر آمادہ کیا ہے اسے اس کا بہت بڑا صلہ دو، قاسم نے کہا امیر المومنین کا حکم بسر و چشم کہنے لگے ہیں اس سے کوئی تعلق نہیں نمیری آگے آؤ وہ ان کے قریب آیا اور اس نے اپنا یہ قصیدہ سنانا شروع کیا، ما تنقضی حسرۃ منا ولا جزع، سناتے سناتے جب ان اشعار پر پہونچا۔

ما کان احسن ایام الشباب وما ۔ ابقی حلاوۃ ذکراہ التی تدع

ما کنت اوفی شبابی کنہ عزتہ ۔ حتی مضی فاذ الدنیا لہ تبع

عہد شباب کس قدر عمدہ تھا کہ جس کے ذکر میں اب تک حلاوت موجود ہے شباب میں تو میں نے اس کا پورا لطف اٹھایا نہیں اور اسی طرح وہ زمانہ گزر گیا اور اب اس دنیا میں کچھ لطف نہیں رہا۔
رشید کہنے لگے بیشک جب عہد شباب گذر جائے تو پھر دنیا میں کوئی لطف باقی نہیں رہتا۔
ایک مرتبہ سعد بن سلمہ الباہلی رشید کے پاس آیا اس نے ان کو سلام کیا رشید نے اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا سعید نے کہا امیر المومنین کے آقا نے پتہ باہلہ کا ایک اعرابی شرف ملاقات کے لئے حاضر ہے میں نے اس سے بہتر شاعر آج تک نہیں دیکھا۔ رشید نے کہا یہ دیکھو عمّانی اور منصور النمری ایسے بڑے شاعر یہاں موجود ہیں ان کی موجودگی میں

کیونکر کسی دوسرے شاعر کو باریاب کیا جائے البتہ اگر یہ منظور کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا سعید نے کہا آپ کی خاطر میری اس التجا کو یہ دونوں قبول کریں گے آپ اس اعرابی کو بلا تو لیجئے!

رشید نے اسے بلالیا۔ اس وقت اس اعرابی نے ململ کا جُبّہ پہن رکھا تھا اور یمنی چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور پھر اسی کو پلٹا کر اپنے کاندھوں پر ڈالدیا تھا، نیز وہ عمامہ باندھے تھا جس سے اس نے اپنے دونوں رخسار باندھ رکھے تھے اور اس کا ایک سرا چھوڑ رکھا تھا، یہ اسی ہیئت کے ساتھ امیر المومنین کے سامنے آکر کھڑا ہو اکرسیاں ڈالدی گئیں ان پر کسائی، مفضل، ابن سلم اور فضل بن الربیع بیٹھ گئے، ابن سلم نے اس اعرابی سے فرمایش کی کہ امیر المومنین کی شان میں کچھ سناؤ اس نے بے ساختہ اپنے اشعار پڑھنا شروع کئے امیر المومنین کہنے لگے تم نے بہت خوب شعر سنائے ہیں اگر یہ شعر خود تمھاری تصنیف ہیں تو اب تم ان دونوں یعنی امین اور مامون کی تعریف میں ہماری خاطر کچھ کہہ کر سناؤ، وہ دونوں اس وقت امیر المومنین کے دونوں جانب متمکن تھے اعرابی کہنے لگا آپ نے میرے ذمہ ایسا مشکل کام دیا ہے کہ جس کے لئے میں پہلے سے قطعاً تیار نہ تھا علاوہ بریں آپ کا رعب فی البدیہ کہنے کا اضطراب اور قوافی کا نفور میری راہ میں حائل ہیں مجھے جناب والا اتنی مہلت عطا فرمائیں کہ میں قوافی کو سوچ لوں اور آپ کا رعب و داب میرے قلب سے دور ہو تو میں عرض کروں، رشید نے کہا ہم تمکو مہلت دیتے ہیں اور جس خوبی سے تم نے اپنی مشکلات بیان کی ہیں اسی کو تمھارا امتحان قرار دیتے ہیں اعرابی نے کہا امیر المومنین اب میں نے سانس لے لی ہے اور میدان مار لیا ہے یہ شعر حاضر ہیں۔

هما طنباها بارك الله فيهما　　❖　　وانت امير المومنين عمودها

بنيت بعبد الله بعد محمد　　❖　　ذرى قبة الاسلام فاخضر عودها

وہ دونوں خلافت کی دو رسیاں ہیں اللہ ان میں برکت دے اور آپ خلافت کی اصلی تھونی ہیں آپ نے پہلے محمدؐ اور اس کے بعد عبداللہ کو ولی عہد مقرر کر کے اسلام کے قبہ کو اس قدر سر بلند کر دیا ہے کہ وہ شان کے ساتھ جھوم رہا ہے۔

رشید نے اشعار سن کر کہا تم نے بہت خوب کہا ہے اللہ تم کو برکت دے اچھا جو چاہو مانگو مگر یہ خیال رہے کہ جسقدر عمدہ شعر تم نے کہے ہیں اسی کے مناسب سوال بھی ہو، اعرابی نے کہا امیر المومنین سنکر رشید مسکرائے اور حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم اور سات پارچے اسے دئے جائیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ ولی عہد مقرر ہونے سے پہلے ایک مرتبہ قاسم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اس سے کہا کہ اس معاملہ میں مامون تمہارا اچھا خیال رکھے گا قاسم نے کہا اندیشہ یہ ہے کہ وہ بالکل ہی محروم کر دے گا، اسی طرح ایک مرتبہ اور بھی رشید نے قاسم سے کہا تھا کہ میں نے تمہارے متعلق امین اور مامون کو وصیت کر دی ہے قاسم نے کہا جناب والا ان کے لئے تو جناب نے سارے انتظامات کر دئے اور مجھے دوسروں کے حوالے کر دیا۔

مصعب بن عبداللہ الزبیری کہتا ہے "رشید مدینہ رسول صلعم آئے ان کے دونوں بیٹے محمدؐ الامین اور عبداللہ المامون ہمرکاب تھے مدینہ میں انھوں نے سب کو عطا دی اور اس سال انھوں نے مدینہ کے مرد اور عورتوں میں تین عطائیں تقسیم کیں جس کی مجموعی مقدار دس لاکھ پچاس ہزار دینار ہوئی نیز انھوں نے اس سال مدینہ کے پانسو سربر آوردہ موالی کے وظایف مقرر کئے اور ان میں سے بعض کے جیسے یحیٰی بن مسکین ابن عثمان اور مخراق بنی تمیم کے مولی کے جو مدینہ میں قرآن کا درس دیتا تھا مناصب مقرر کر دئیے۔

اسحٰق الموصلی بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے اپنے بیٹوں کے

لئے بیعت لی تو بیعت کرنے والوں میں عبد اللہ بن مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیرؓ بھی تھا جب یہ بیعت کرنے بڑھا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

لا اقصراعنہا ولا ابلغتہما حتٰی یطول علیٰ یدیک طوالہا

(ترجمہ) جب تک کہ آپ کے ہاتھ میں عنان خلافت ہے خدا نہ کرے کہ وہ دونوں اس سے محروم ہو جائیں یا وہ ان کو ہدست ہو جائے رشید اس کی اس برمحل مثال کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کو بہت زیادہ صلہ دیا۔ یہ شعر طریح بن اسماعیل کا ہے جو اس نے ولید بن یزید اور اس کے دونوں بیٹوں کے متعلق کہا تھا۔ ابو الشیص اور ابو نواس حسن بن ہانی نے رشید کے مرثیے لکھے، بیان کیا گیا ہے کہ ہارون کی موت کے وقت بیت المال میں نو کروڑ سے زیادہ تھے۔

امین کی خلافت

اس سال محمد الامین بن ہارون کی خلافت کے لئے رشید کے پڑاؤ میں بیعت لی گئی، اس وقت عبد اللہ المامون بن ہارون مرو میں تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مولی حمویہ نے جو طوس میں عامل ٹپہ تھا ابو مسلم اپنے مولی کو جو بغداد میں اس کا نائب برید اور خبر رسان تھا رشید کی موت کی اطلاع بھیجی، ابو مسلم محمد کے پاس آیا اس نے رشید کی موت کی تعزیت کی اور ان کو خلافت کی مبارکباد دی سب سے پہلا شخص یہ ہی تھا جس نے امین سے تعزیت کی اور ان کو مبارکباد دی اس کے بعد بدھ کے دن ۱۴ رجمادی الاخر کو رجاء خدمت گار جسے صالح بن الرشید نے امین کے پاس رشید کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رجاء جمعرات کے شب میں ۱۵ رجمادی الاخر کو امین کی خدمت میں پہنچا تھا

تھا جمعہ کے دن یہ خبر مشہور کی گئی جمعرات کے سارے دن اور شب جمعہ اس خبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ تمام لوگ رجاء کے آنے کی وجہ کو ایک دوسرے سے پوچھتے رہے،

جس وقت صالح کا خط امین کو رجاء کے ہاتھ موصول ہوا جس میں رشید کی وفات کی خبر درج تھی وہ اپنے خلد والے قصر میں قیام پذیر تھے خط کے موصول ہوتے ہی وہ شہر کے اندر ابوجعفر کے قصر میں منتقل ہو گئے اور انھوں نے سب لوگوں کو جمعہ کے دن حاضری کا حکم دیا، تمام لوگ حاضر ہوئے امین نے ان کو نماز پڑھائی نماز پوری کرنے کے بعد وہ منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد انھوں نے حاضرین کو رشید کی خبر مرگ سنائی اور اپنے آپ کو اور تمام لوگوں کو صبر کرنے کی تلقین کی ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ان کو بڑی بڑی امیدیں دلائیں اور سب کالے اور گوروں کو عام معافی دی، ان کے اکثر اہل خاندان، مقربین خاص موالی اور فوجی اور ملکی امرا اور سرداروں نے اسی وقت ان کی بیعت کر لی جو لوگ بیعت نہ کر سکے ان سے بیعت لینے کے لئے انھوں نے اپنے باپ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر کو مقرر کر دیا اور بقیہ تمام حاضرین نے ان کے لئے سلیمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انھوں نے سندی کو حکم دیا کہ وہ تمام دوسرے فوجی عہدے داروں اور فوج سے بیعت لے لے اور اس باقاعدہ سپاہ کے لئے جو مدینۃ السلام میں موجود تھی حکم دیا کہ ان کو دو سال کی معاش ایک دم دیدی جائیں، نیز اپنے خاص آدمیوں کو بھی انھوں نے دو سال کی معاش یکمشت عطا کی۔

اس سال امین اور مامون میں اختلاف کی ابتدا ہوئی اور باوجود اس عہد و پیمان کے جو ان کے باپ نے دونوں سے ایک دوسرے کے متعلق لیا تھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں دونوں ایک دوسرے کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے

امین اور مامون کی مخالفت

اس کے اسباب اور واقعات

ہم پہلے اس بات کو بیان کر چکے ہیں کہ جب رشید خراسان کے لئے روانہ ہوئے تو انھوں نے ان تمام امرا اور دوسرے لوگوں سے جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھے مامون کے لئے جدید بیعت لی نیز اس بات کا فیصلہ کیا کہ جس قدر باقاعدہ سپاہ ان کے ساتھ ہے وہ سب مامون کے ساتھ کر دی جائے اور جس قدر مال و متاع، اسلحہ اور دوسرا سامان ان کے ساتھ ہے وہ بھی سب مامون کا ہے

جب امین کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے باپ کے مرض نے شدید صورت اختیار کر لی ہے اور وہ اس سے جانبر نہ ہو سکیں گے اس نے روزآنہ ان کی کیفیت مزاج سے اطلاع دینے کے لئے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجدیا اس کام کے لئے اس نے بکر بن المعتمر کو رشید کے پاس بھیجا اور اسے کئی خط متعدد لوگوں کے نام لکھ کر دئے ان خطوں کو اس نے صندوقوں کے کھوکلے پایوں کے اندر رکھ کر اوپر سے گائے کی کھال منڈھ دی اور اسے حکم دیا کہ جب تک امیر المومنین کا انتقال نہ ہو جائے وہ نہ اپنے آنے کی غرض بیان کرے اور اُن خطوط کی اطلاع کسی شخص کو بھی دے چاہے وہ خود امیر المومنین ہوں یا اُن کے پڑاؤ کا کوئی دوسرا شخص ہو چاہے اس میں اس کی جان ہی جاتی رہے البتہ جب ان کا انتقال ہو جائے تب وہ ہر شخص کے نام کا خط اس کے حوالے کر دے۔

بکر طوس آیا رشید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی انھوں نے اس کو بلا کر آنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا مجھے محمد نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں روزانہ آپ کی کیفیت سے انکو اطلاع دیتا رہوں رشید نے پوچھا

تمہارے پاس کوئی خط ہے اس نے کہا نہیں، رشید نے حکم دیا کہ اس کے
تمام سامان کی تلاشی لی جائے مگر تلاشی کے بعد بھی کوئی چیز برآمد نہیں
ہوئی رشید نے کہا سیدھے سیدھے بتادو ورنہ خوب پٹواؤں گا اس
پر بھی اس نے کسی بات کا اقرار نہیں کیا اب انھوں نے اسے قید کردیا
جس رات کو ان کا انتقال ہوا انھوں نے فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ
تم بکر بن المعتمر کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو اگر وہ اقرار کرلے
تو خیر ورنہ اس کی گردن ماردو فضل اس کے پاس آیا اس نے پھر
اس سے اقرار لینا چاہا مگر اس نے کسی بات کا بھی اقرار نہیں کیا اتنے
میں ہارون پر غشی طاری ہوئی جس کی وجہ سے عورتوں نے نالہ وشیون
شروع کردیا فضل نے اس گریہ کو سن کر بکر کے قتل سے اپنا ہاتھ روک
لیا اور جلدی سے ہارون کی خدمت میں حاضر ہوگیا اس کے بعد ان
کو افاقہ ہوگیا مگر اب وہ اس قدر ضعیف ہوگئے تھے اور موت کا احساس
طاری ہوچکا تھا کہ وہ بکر وغیرہ سب کو بھول چکے تھے اس کے بعد دوبارہ
ان پر ایسی غفلت طاری ہوئی کہ سب نے خیال کیا کہ اب وہ ختم ہوگئے
گریہ کا ایک شور برپا ہوگیا اسے سن کر بکر بن المعتمر نے عبداللہ بن ابی نعیم
کے ہاتھ اپنا ایک رقعہ فضل بن الربیع کو بھیجا اور اس سے درخواست
کی تم اس معاملہ میں عجلت نہ کرو اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ میرے
پاس ایسی چیزیں ہیں جن کے علم کی تم کو ابھی ضرورت پیش آئے گی
بکر حسین خدمت گار کے پاس قید تھا جس وقت رشید کا انتقال ہوگیا
فضل نے اسی وقت بکر بن المعتمر کو بلا بھیجا اور پوچھا گیا ہے اس نے
اس اندیشہ سے کہ مبادا رشید زندہ ہوں راز کے ظاہر کردینے سے
میری جان خطرہ میں پڑجائے اب بھی انکار ہی کیا البتہ جب اسے
صحیح طور پر رشید کی موت کا علم ہوگیا اور خود اسے ان کو دکھادیا گیا
تب اس نے کہا کہ میرے پاس امیر المومنین محمد کے متعدد خط ہیں
مگر جب تک کہ میں حالت قید و بند میں ہوں میرے لئے ان کا

نکالنا جائز نہیں، حسین نے تو اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا مگر فضل نے اسے رہا کر دیا تب اس نے وہ خط لا کر ان کو دے، یہ خط پکانے کے برتنوں کے صندوقوں کے پایوں میں جن پر گائے کی کھال منڈھی تھی بحفاظت رکھے تھے اس نے ہر شخص کو اس کے نام کا خط دے دیا انہی میں ایک خط خود ابن کا قلمی حسین خدمتگار کے نام تھا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ بکر بن المعتمر کو رہا کر دے، بکر نے وہ خط حسین کو دیدیا۔ ایک خط عبداللہ المامون کے نام تھا جسے بکر نے اپنے پاس ہی رکھ لیا تاکہ اسے مامون کے پاس مرو بھیجدے اب سب نے صالح کو بلانے کے لئے قاصد بھیجا یہ طوس میں اپنے باپ کے ساتھ تھا اور رشید کے ان سب لڑکوں میں جو اس وقت وہاں موجود تھے سب سے بڑا تھا وہ اسی وقت ان سب کے پاس آگیا اس نے اپنے باپ کو دریافت کیا لوگوں نے ان کے مرنے کی اسے اطلاع دی سنتے ہی اس نے سخت جزع و فزع کا اظہار کیا اب لوگوں نے اسے اس کی بھائی محمد کا وہ خط جو بکر لایا تھا دیا، جو لوگ ان کی موت کے وقت ان کے پاس موجود تھے انہیں نے ان کی تجہیز و تدفین کا سارا انتظام کیا، ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

امین کا خط مامون کے نام

جب تم کو میرا خط موصول ہو تم اس مصیبت پر جو امیر المومنین کی موت کی ہم پر پڑی ہے صبر کرنا، موت وہ ہے جو بہر حال سب کو آئیگی اور آئی انہیے اس وقت تمھارے مجھ سے دور رہنے کا مجھے قلق ہے چونکہ اللہ نے امیر المومنین کے لئے دنیا اور آخرت میں سے بہتر مقام آخرت کو پسند فرمایا اور ان کو دنیا و دین کا وافر حصہ دیناچاہا

اس لیے اس نے ان کو پاک کر کے اس دنیا سے اٹھا لیا۔ انشاء اللہ اللہ ان کی سعی کو مشکور کرے گا اور ان کے گناہوں کو بخش دے گا اب تم پوری دانائی اور ارادے کے ساتھ اپنی بات کے استحکام کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور فوراً اپنے بھائی کے لئے اپنے لئے اس کی حکومت کے لئے اور تمام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود کے لئے مستعد ہو جاؤ، ایسا ہرگز نہ ہونے دینا کہ امیر المومنین کی موت کے صدمہ سے تم مغلوب ہو جاؤ کیونکہ اس سے اجر ساقط ہو جاتا ہے اور نتیجہ میں گرانی حاصل ہوتی ہے، میں زندگی اور موت ان کی دونوں حالتوں میں امیر المومنین کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتا ہوں ہم اللہ کے لئے ہیں اور وہیں پلٹ کر جائیں گے، وہاں جس قدر امرا فوج باقاعدہ، اور خاص و عام لوگ ہوں ان سے اپنے بھائی کے لئے، پھر اپنے لئے پھر قاسم بن امیر المومنین کے لئے اسی عہد کے مطابق جو امیر المومنین نے تمہارے لئے سب سے لے لیا ہے بیعت لے لو اور سب کو یہ بتا دو کہ میرا طرز عمل ہمیشہ یہ رہے گا کہ ان کی بھلائی کے لئے کوشاں رہوں، ان کی ضروریات کو پورا کروں اور ان پر عطا و اکرام کروں، بیعت لیتے وقت جس شخص کی اطاعت پر تم کو شبہ ہو اسے قتل کر کے اس کا سر میرے پاس بھیجدو اور اس کی کیفیت سے اطلاع دو کسی ایسے شخص کو کبھی معاف نہ کرنا کیونکہ اس کے لئے جہنم اس دنیا سے بہتر جگہ ہے، اپنے علاقوں کے تمام عمال کو اور اپنی سپاہ کے تمام سرداروں کو امیر المومنین کی موت کی اطلاع لکھ بھیجنا اور اس میں لکھدینا کہ چونکہ اللہ نے ان کے لئے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کے اعمال حسنہ کا اجر صرف دنیا میں دے اس وجہ سے اللہ نے ان کو اپنی جنت اور آسائش و راحت سے بہرہ ور کرنے کے لئے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور انشاء اللہ وہ اپنے تمام جانشینوں کو اپنی زیر قیادت جنت میں لے جائیں گے، ان کو حکم دینا کہ وہ اپنی سپاہ اور خاص و عام لوگوں سے حسب ہدایت مذکورہ الصدر بیعت لے لیں ان کو تاکید کرنا کہ وہ اپنی سرحدوں کی پوری طرح حفاظت کریں اور دشمن کے

لئے ہمیشہ ورز ہیں، میرے قلب کو ان کے ساتھ خاص لگاؤ ہے ہیں ان کی حاجت برآری اور ان کے ساتھ احسان و اکرام کرنا چاہتا ہوں، یاد رکھو کہ میں اپنی سپاہ اور اپنے مددگاروں کی تقویت میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

جتنے مراسلے تم اپنے عاملوں کو ارسال کرو ان سب کا مضمون عام ہوتا کہ وہ علے الاعلان پڑھ دیا جائے اس طرح وہ مطمئن ہو جائیں گے اور ان کی توقعات بڑھ جائیں گی اور میں تم کو حکم اور اختیار دیتا ہوں کہ تم اپنی سپاہ کی ساتھ عام اس سے کہ وہ تمہارے پاس ہو یا تم سے دور ہو حسب ضرورت اپنی صوابدید پر جو چاہو سلوک کرو اور یہ اختیار تم کو اس لئے ہے کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تم دور اندیش مصلحت بین اور صائب الرائے ہو، میں تم کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں اور اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ تمہاری وجہ سے میرے بازو قوی کر دے اور میری بات بنا دے کیوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے اس کے تمام اسباب موافق بھی خود ہی بہم پہنچاتا ہے"

یہ خط بکر بن المعتمر نے شوال ۱۹۳ھ میں میرے سامنے اور میری املا کے مطابق لکھا۔

امین کا خط اپنے بھائی صالح کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے حکم اور علم کے مطابق اور اس قانون کے مطابق جو اس کے خلفا، اولیا، انبیا، مرسلین اور ملائکہ مقربین میں جاری ہے کہ کل شئی ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون (اس کی ذات کے ماسوا ہر شئے ہلاک ہونے والی ہے اسی کو حکومت حاصل اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے) امیر المومنین کا انتقال ہو گیا لہٰذا جب تم کو میرا یہ خط موصول ہو تو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا کہ اللہ نے

اپنے ثواب عظیم سے بہرہ مند ہونے کے لئے اور اپنے انبیا علیہم السلام کی مصاحبت اور رفاقت کے لئے امیر المومنین کو اپنے پاس بلا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کریم محمد صلعم کی امت پر امیر المومنین کا صحیح جانشین مقرر کرے امیر المومنین اپنی زندگی میں مسلمانوں کے جائے پناہ تھے اور ان پر نہایت شفیق اور مہربان تھے، اب بغیر کسی تاخیر اور انتظار کے تم اپنی حکومت کے انتظام کے لئے مستعد ہو جاؤ چونکہ تمہارے بھائی نے تم کو اس کام کے لئے منتخب کیا ہے تم کو چاہیے کہ تم اس انتخاب کو حق بجانب ثابت کرو، ہم اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں، امیر المومنین کے بیٹوں، اہلبیت، موالیوں، اور دوسرے خاص و عام متعلقین میں سے جو لوگ وہاں ہوں ان سے اس معاہدہ کے مطابق جو امیر المومنین نے اپنی زندگی میں ترتیب دیا تھا محمد امیر المومنین کے لئے، پھر عبد اللہ بن امیر المومنین کے لئے اس کے بعد قاسم بن امیر المومنین کے لئے اس شرط پر کہ قاسم کے تقرر کا فسخ اور اثبات عبد اللہ کے اختیار میں رہے بیعت لے لو، ہم سب کے لئے برکت اور سعادت اسی میں ہے کہ امیر المومنین کے عہد کے مطابق بیعت لی جائے اور تمام لوگوں کو یہ بتا دیا جائے کہ میں ان کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں ان کی شکایات کو رفع کروں گا ان کے حالات سے باخبر رہوں گا ان کے لوبیئے اور عطا ان کو دوں گا۔ اگر اس باب میں کوئی مفسد فتنہ برپا کرے فوراً تم اس کو ایسی سخت سزا دینا جو دوسروں کے لئے عبرت ہو۔

امیر المومنین کی اولاد، خادموں اور بیویوں کو فضل بن الربیع کی نگرانی میں دینا اور اسے حکم دینا کہ وہ اپنی فوج اور متعلقین کے ساتھ ان سب کو لے کر روانہ ہو جائے لشکر گاہ کا تمام انتظام اور نگرانی عبد اللہ بن مالک کے سپرد کرنا وہ ایسا شخص ہے کہ اس پر اس معاملہ میں پورا اعتماد کیا جا سکتا ہے نیز سب لوگ اسے پسند کرتے ہیں کوتوالی کی جو باقاعدہ جمعیت اور بے قاعدہ جمعیت وہاں ہو اس سب کو اسی کے تحت کر دینا اور حکم دینا

کہ وہ اس فرقہ کو اپنی جمعیت کے ساتھ ملا لے اور دن اور رات میں ہر وقت
نہایت حزم اور مستعدی کے ساتھ فرودگاہ کی حفاظت کرتا رہے کیوں کہ
ہماری اس حکومت کے دشمن اور معاند اس مصیبت کے موقع کو غنیمت
سمجھ کر کہیں اس کے خلاف جارحانہ کارروائی نہ کر گزریں، حاتم بن ہرثمہ
کو اس کے موجودہ عہدہ پر برقرار رکھنا اور اسے امیر المومنین کے محلوں کی
نگرانی کا حکم دینا، جس طرح اس کے باپ کی وفاداری اور اخلاص ہمیشہ خلفا
کی نگاہ میں محمود رہا ہے اسی طرح یہ بھی اپنے باپ کی طرح مطیع اور مرید
ہے تمام خدمتگاروں کو حکم دینا کہ وہ بھی اپنے اپنے متعلقین اور فرقوں کو
اس موقع پر حاضر رکھیں تاکہ حسب ضرورت ان کی خدمات سے کام
لیا جاسکے، اسد بن یزید بن مزید کو اپنے مقدمہ پر اور یحییٰ بن معاذ کو اپنی
اپنی جمعیت کے ساتھ ساقہ لشکر پر مقرر کرنا اور ان کو ہدایت کر دینا
کہ وہ دونوں باری باری رات میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوتے رہیں،
ہمیشہ شاہراہ اعظم پر سفر کرنا، جو مقررہ منازل ہیں ان سے ہرگز تجاوز نہ کرنا
اسی میں تم کو آرام ملے گا، اسد بن یزید سے کہنا کہ وہ اپنے خاندان یا فوجی
عہدیداروں میں سے کسی ایک شخص کو منتخب کر کے اسے اپنے آگے
بھیجدے تاکہ وہ منزلوں کو اور حسب ضرورت راستے کی مرمت اور اصلاح
کرتا رہے، جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں اگر ان میں سے کوئی وہاں
موجود نہ ہو تو اس کی جگہ تم کسی دوسرے مناسب اور معتمد علیہ شخص کو مقرر
کر لینا کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی موزوں آدمی کے تقرر میں تم کو کوئی
دشواری پیش نہ آئے گی کوئی کام بغیر فضل بن الربیع کے مشورہ کے ہرگز
نہ کرنا جس شخص کے پاس جو کچھ نقد و جنس اسلحہ اور سامان کی شکل میں ہو
اسے اسی طرح اس کے قبضہ میں رہنے دینا اور تاوقتیکہ تم میرے پاس
نہ پہنچ جاؤ تم اس کے متعلق کسی سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ میں نے بکر بن
المعتمر کے ذریعہ جو ہدایات تم کو بھیجی ہیں وہ تم سے کہدے گا ان ہدایات
پر حسب مقتضا اور ضرورت اپنی صوابدید پر عمل کرنا، اگر تم اہل لشکر کو یومیہ

یا عطا دینا چاہو تو اس کی تقسیم فضل بن الربیع کی نگرانی میں کرانا تاکہ وہ اپنی ضمانت اور ذمہ داری پر رقم تقسیم کرے سیاہہ نویسوں کے سامنے ہر ایک رقم کا اندراج سیاہہ میں کرادے یہ کام فضل کے متعلق اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے اسی قسم کے اہم اور ذمہ دارانہ فرائض کو انجام دیتا رہا ہے، میرے اس خط کے پہونچتے ہی تم اسمٰعیل بن صبیح اور بکر بن المعتمر کو ڈاک کے ذریعہ میرے پاس روانہ کر دینا اور جہاں تم ہو میرے اس خط کے موصول ہوتے ہی بغیر کسی تاخیر اور مہلت کے تم اپنے تمام لشکر اور مال اور خزانوں کو لے کر میرے پاس آنے کے لئے روانہ ہو جانا اللہ ہر تکلیف کو تم سے دور رکھے اور تمہاری تائید کرے!

اس خط کو بکر بن المعتمر نے میری املا کے مطابق میرے سامنے ماہ شوال سنہ ۱۹۲ ہجری میں لکھا"

ہارون کے دفن ہونے کے بعد رجاء خدمتگار، عصائے خلافت مہر خلافت اور چادر لے کر ان کی موت کی اطلاع دینے وہاں سے روانہ ہو کر جمعرات کی شب میں یا دوسرے بیان کے مطابق بدھ کے دن بغداد آیا اور جو کچھ بغداد آکر اس نے کیا اسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہارون کی خبر مرگ بغداد آئی اسحٰق بن عیسیٰ بن علی منبر پر تقریر کرنے چڑھا اس نے حمد و ثنا کے بعد کہا کہ اس وقت ہم کو نہایت سخت مصیبت پیش آئی ہے اور اس کا نہایت ہی بہتر عوض ملا ہے، ہمیں ایسے شخص کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے جس کی نظیر نہیں اور ان کے عوض میں ہمیں ایسا شخص ملا ہے کہ اس کی بھی مثال نہیں، اس کے بعد اس نے لوگوں کو ہارون کی موت کی اطلاع دی اور ان کو بیعت کے لئے ترغیب اور تحریص کی۔

فضل بن سہل نے بیان کیا ہے کہ اس سفر میں خراسان کے عمائد ہارون کے استقبال کو آئے تھے ان میں حسین بن مصعب بھی تھا یہ محمد سے بھی ملا اور اس نے کہا کہ ہارون تو دو ایک دن میں مر جائیں گے محمد بن

رشید کی بات کمزور معلوم ہوتی ہے البتہ تمہارے آقا کے لئے اچھا موقع ہے لاؤ ہاتھ پھیلاؤ، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس نے مامون کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس کے چند روز کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا اس وقت اس کے ہمراہ خلیل بن ہشام بھی تھا حسین نے مجھ سے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اس پر تم پوری طرح اعتماد کر سکتے ہو اس سے بھی بیعت لے لو۔

اس وقت مامون سمرقند کے ارادے سے مرو سے روانہ ہوکر خالد بن حماد کے قصر میں جو مرو سے ایک فرسنگ پر واقع تھا خود پہلے آگیا تھا اور اس نے عباس بن المسیب کو حکم دیا تھا کہ وہ تمام فوج کو لے کر اس کی فرودگاہ میں اس سے آملے، اسی اثنا میں خدمتگار اسحٰق ہارون کی خبر مرگ لے کر عباس کے پاس آیا عباس کو اس کا اس وقت آنا ناگوار گزرا اس نے مامون کو جاکر اس کے آنے کی اطلاع دی مامون مرو واپس آیا اور ابو مسلم کے قصر میں جو بطور سرکاری محل کے استعمال ہوتا تھا آکر منبر پر اس نے رشید کی موت کی خبر سنائی، اپنے کپڑے چاک کر لئے اور پھر منبر سے اتر آیا۔ لوگوں میں مال بٹوایا، محمد کے لئے اور پھر اپنے لئے بیعت لی اور تمام فوج کو ایک سال کی تنخواہ عطیہ دی۔

جب ان امرا سپاہ اور ہارون کے اولاد نے جو طوس میں تھے اپنے اپنے نام کے خط جو محمد نے ان کو بھیجے تھے پڑھے تو اب انھوں نے محمد کے ساتھ مل جانے کا باہمی مشورہ سے تصفیہ کیا اس موقع پر فضل بن الربیع نے کہا کہ میں تو اس فرمانروا کو جو موجود ہے اس شخص کی خاطر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کیا ہوگا نہیں چھوڑتا اور اب اس نے سب کو کوچ کا حکم دے دیا۔ تمام لوگ بغداد آنے پر صرف اس لئے آمادہ ہو گئے کہ وہ چاہتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے پاس چلے آئیں اس وجہ سے انھوں نے ان عہود کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جو ان سے مامون کے لئے لئے گئے تھے، اس کی اطلاع مرو میں مامون کو ہوئی اس نے

اپنے باپ کے ان امرا کو جو ان کے ہمراہ تھے اپنے پاس بلایا ان میں عبد اللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شبیب بن حمید بن قحطبہ، علاؔ ہارون کا مولی عباس بن المسیب بن زہیر اس کا کوتوال، ایوب بن ابی سمیر اس کا میر منشی تھے اس کے اعزا میں عبد الرحمن بن عبد الملک بن صالح اور ذو الریاستین تھے مامون کی نظر میں اسی کی سب سے زیادہ عظمت اور وقعت تھی اور وہی ان کا سب سے زیادہ معتبر اور خاص آدمی تھا مامون نے ان کو تمام واقعہ کی اطلاع دی اور مشورہ لیا دوسرے سب لوگوں نے تو یہ مشورہ دیا کہ آپ خود دو ہزار سواروں کو لے کر جائیں اور ان کو جا ملائیں اور پلٹا لائیں اس کے لئے ایک جماعت نامزد بھی ہو گئی مگر ذو الریاستین نے مامون سے جا کر کہا کہ اگر آپ نے ان لوگوں کے مشورہ پر عمل کیا تو یہ سب کے سب محمدؐ کے پاس چلے جائیں گے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے نام ایک خط لکھیں اسے اپنے نامہ بر کے ہاتھ بھیجدیں اس خط میں ان کو ان کی بیعت کی ذمہ داری یاد دلائی جائے اور کہا جائے کہ وہ اس کا ایفا کریں اور ان کو نقض بیعت کی اس ذمہ داری سے جو ان پر اس دنیا اور آخرت میں عائد ہو گی ڈرایا جائے،

ذو الریاستین کہتا ہے میں نے مامون سے کہا کہ آپ کے خط اور نامہ بر کا وہی اثر ہو گا جو آپ کے جانے سے ہوتا کیوں کہ اس طرح بہر حال ان کا عندیہ معلوم ہو جائے گا اس کام کے لئے آپ سہل بن صاعد اپنے جمعدار کو، جسے آپ کی ذات سے بہت توقعات ہیں اور جن کے حاصل ہونے کی اسے امید بھی ہے بھیج دیجئے وہ ایسا شخص ہے کہ آپ کی خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہ کرے گا۔ نیز آپ خدمتگار نوفل امیر المومنین کے مولی کو جو بڑا عقلمند ہے اس کام کے لئے بھیجدیں، چنانچہ مامون نے حسب مشورہ ایک خط لکھ کر ان دونوں کو دے کر روانہ کر دیا یہ دونوں نیسا پور میں اس جماعت کے پاس جا پہنچے انہوں نے ابھی صرف تین منزلیں طے کی تھیں۔

سہل بن ساعد کہتا ہے "جب میں نے فضل بن الربیع کو مامون کا خط دیا تو وہ کہنے لگا میں تنہا تو ہوں نہیں میں بھی جماعت کا ایک فرد ہوں۔ عبد الرحمن بن جبلہ نے نیزہ تان کر اسے میرے پہلو میں چبھو دیا اور کہنے لگا کہ آپ اپنے صاحب سے جا کر کہہ دو کہ اگر تم یہاں ہوتے تو میں تمہارے منہ میں نیزہ کر دیتا، یہی میرا جواب ہے نیز اس نے مامون کے لیے سخت الفاظ بھی استعمال کئے میں نے آ کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اسے سن کر فضل بن سہل نے مامون سے کہا اچھا ہوا کہ وہ لوگ کھلے گئے آپ کو ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا لیکن ایک بات میں آپ سے کہتا ہوں اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے، اس سلطنت کی طاقت و شوکت منصور کے عہد سے بڑھ کر کسی عہد میں نہ تھی مقنع نے جو اپنی ربوبیت کا مدعی تھا یا جیسا کہ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ وہ ابو مسلم کا بدلہ لینے کھڑا ہوا تھا ان کے خلاف خروج کیا، چونکہ اس نے خراسان میں خروج کیا تھا اس وجہ سے خود منصور کے قیام گاہ میں ہلچل پڑ گئی تھی مگر بہر حال اللہ نے اس فتنہ کو فرو کر دیا اس کے بعد یوسف البرم نے جس کو بعض مسلمان کافر سمجھتے ہیں خروج کیا اللہ نے اس کے فتنہ کو بھی فرو کر دیا۔ اس کے بعد استاذ سیس نے جو کفر کا داعی تھا خروج کیا اس کے مقابلہ کے لئے مہدی رے سے نیساپور تک آئے مگر اللہ نے اس کے فتنہ سے سلطنت کو محفوظ رکھا مگر اب جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں وہ بڑی بات ہے اچھا یہ تو بتائیے کہ جب رافع کی بغاوت کی خبر دربار میں پہونچی تو لوگوں پر کیا اثر تھا مامون نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ اس خبر سے سخت پریشان ہو گئے تھے، فضل نے کہا اب دیکھئے کہ اگر آپ خروج کر دیں اور آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کی ذمہ داری بھی ان پر لازم ہے تو اہل بغداد کا کیا حال ہو، ذرا انتظار کیجئے اور اس نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کی خلافت کی ضمانت کرتا ہوں مامون نے کہا میں اس تجویز کو منظور کرتا ہوں اور اس کے متعلق تمام کام تمہارے سپرد کرتا ہوں اب تم

اسے سرانجام دو، فضل بن سہل نے کہا میں آپ سے صحیح طور پر یہ بات کہتا ہوں جس میں کوئی دھوکہ نہیں ہے کہ اگر عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ اور دوسرے فلاں اور فلاں بڑے سپہ سالار آپ کے لئے اس معاملہ کو سرانجام کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنی ذاتی ریاست اور فوجی طاقت کی وجہ سے میرے مقابلہ میں آپ کے لئے زیادہ سود مند ہوں گے اور جو شخص بھی اس کام کے لئے کھڑا ہوگا میں اس کی خدمت کے لئے حاضر ہوں اور جب آپ کا مقصود حاصل ہو جائے اس وقت البتہ آپ جو چاہیں میرے ساتھ سلوک کریں، اس تجویز کے مطابق فضل نے ان سب امرا سے ان کے مکان پر جا کر ملاقات کی اور اس بیعت کو یاد دلایا جس کی ذمہ داری اور جس کا ایفا ان پر واجب تھا مگر سب نے اس تجویز کو نہایت ہی کراہیت سے دیکھا کسی نے تو کہا یہ نہ ہوگا کسی نے کہا وہ کون ہے جو امیر المومنین اور ان کے بھائی کے درمیان مداخلت کرے۔

فضل بن سہل کہتا ہے کہ میں نے آکر مامون سے ساری سرگذشت بیان کی اس نے کہا تم ہی اس معاملہ کو سرانجام دو، میں نے کہا آپ نے قرآن پڑھا ہے، حدیث سنی ہے اور قانون شریعت میں بہت اچھی واقفیت حاصل کی ہے بہتر یہ ہے کہ یہاں جس قدر فقہا ہوں ان کو آپ طلب کریں ان کو حق کی دعوت دیں اس کے عمل کی ترغیب و تحریص کریں، سنت کا احیا کریں، نمدوں پر بیٹھیں اور لوگوں کی شکایات کو سن کر ان کو رفع کریں۔

اب ہم نے اس تجویز پر عمل کیا اور تمام فقہا کو دربار میں بلایا۔ امرا، بادشاہوں اور شہزادوں کی تعظیم و تکریم کی اگر کوئی تمیمی ہوتا تو ہم کہتے کہ ہم تجھ کو موسیٰ بن کعب کی جگہ سمجھتے ہیں ربعی سے کہتے کہ ہم تجھ کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کی جگہ سمجھتے ہیں یمانی سے کہتے کہ ہم تجھ کو قحطبہ اور مالک بن الہیثم کی جگہ سمجھتے ہیں اس طرح ہم ہر قبیلہ کو اس کے کسی مشہور سردار سے نسبت دے کر پکارتے ہم نے خراسان کا ایک

چوتھائی خراج کم کر دیا اس سے تمام خراسان خوش ہوا اور اہل خراسان کہنے لگے کیوں نہ ہو آخر یہ ہمارا بھانجا ہے اور رسول اللہ صلعم کے چچا کا پوتا ہے؛

علی بن اسحٰق کہتا ہے کہ جب محمدؐ خلیفہ ہو گئے اور بغداد میں بالکل سکون ہو گیا تو اپنی بیعت کے دوسرے ہی دن سنیچر کی صبح کو انھوں نے حکم دیا کہ شہر کے اندر ابوجعفر کا جو قصر ہے اس کے گرد چوگان اور دوسرے کھیل تماشوں کے لئے ایک میدان بنایا جائے۔

اس سال کے ماہ شعبان میں اُمّ جعفر رقّہ سے ان تمام خزانوں کو لے کر جو وہاں اس کے پاس تھے بغداد روانہ ہوئی اس کے بیٹے محمدؐ الامین نے بغداد کے تمام عمائد اور اکابر کو لے کر انبار آ کر اس کا استقبال کیا۔

مامون خراسان اور اس کے توابع اور ملحقات کی امارت پر قایم رہا رے تک کا علاقہ اس کے تحت تھا اس نے امین کو اپنی اطاعت کا خط لکھا اور بہت سے تحائف ان کو بھیجے اس کے بعد بھی مامون کے مسلسل خط جس میں محمدؐ کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی ان کے پاس آتے رہے اور مامون نے خراسان کے تحفے جس میں جواہرات ظروف مشک، جانور اور اسلحہ تھے کثیر مقدار میں امین کو بھیجے۔

اس سال ہرثمہ سمرقند کی فصیل کے اندر گھس آیا اور رافع نے شہر کے اندرون میں پناہ لی اس نے ترکوں سے امداد طلب کی ترک مدد کے لئے آئے اس طرح ہرثمہ ایک طرف رافع اور دوسری طرف ترکوں کے بیچ میں گھر گیا مگر پھر ترک پلٹ گئے اور اب رافع کمزور ہو گیا۔

اس سال نقفور شاہ روم برجان کی جنگ میں مارا گیا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد حکومت سات سال ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا استبراق اس کا جانشین ہوا مگر چونکہ یہ زخمی تھا اس لئے دو ماہ ہی زندہ رہ کر مر گیا اور اب اس کا بہنوی میخائیل بن جورجس روم کا بادشاہ ہوا۔

اس سال داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال محمد بن ہارون نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ کی ولایت پر جس پر اسے ہارون نے سرفراز کیا تھا بحال رکھا البتہ خزیمہ بن خازم کو انھوں نے جزیرہ کا عامل مقرر کر دیا اور قنسرین اور سرحدی چھاؤنیوں پر بدستور قاسم کو برقرار رکھا۔

۱۹۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال اہل حمص نے اپنے عامل اسحٰق بن سلیمان کی جسے محمد نے ان کا عامل مقرر کیا تھا مخالفت کی وہ ان سے خوفزدہ ہو کر سلمیہ منتقل ہو گیا محمد نے اس کو واپس بلا لیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو بھیجا اس کے ساتھ عافیہ بن سلیمان بھی تھا عبداللہ نے اہل حمص کے کئی سر برآوردہ لوگوں کو قید کر دیا اور ان کے شہر میں اطراف سے آگ لگا دی اب اہل حمص نے امان کی درخواست کی عبداللہ نے اسے منظور کر لیا چند روز کے لئے وہاں امن و امان ہو گیا مگر پھر انھوں نے ہنگامہ برپا کر دیا تب عبداللہ نے ان کے کئی آدمی قتل کر دیئے۔

اس سال محمد نے اپنے بھائی قاسم کو اس تمام علاقہ شام، قنسرین، عواصم اور سرحدوں کی ولایت سے جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خزیمہ بن خازم کو مقرر کیا اور قاسم کو حکم دیا کہ وہ مدینۃ السلام میں رہا کرے۔

اس سال محمد نے حکم دیا کہ تمام سلطنت میں منبروں پر اس کے

بیٹے موسیٰ کے لئے اسے امیر کہہ کر دعا مانگی جایا کرے۔
اس سال امین اور مامون نے باہم دوسرے کے خلاف معاندانہ چال چلی جس سے ان کے تعلقات بگڑ گئے۔

امین اور مامون کی باہم نزاع

جب فضل بن الربیع طوس سے ان تمام عہد و پیمان کو پس پشت ڈال کر جو رشید نے اس سے مامون کے لئے لئے تھے امین کے پاس عراق آگیا تو اب اسے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر اس کی زندگی میں خلافت مامون کو مل گئی تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا اس اندیشہ سے اب اس نے محمد کو بہکانا شروع کیا کہ آپ ولایت عہد سے مامون کو علیحدہ کر کے اس کے بجائے اپنے فرزند موسیٰ کو ولی عہد بنائیں حالانکہ خود امین کا ارادہ یہ نہ تھا بلکہ اسے برخلاف وہ چاہتا تھا کہ اس عہد و پیمان کو جو ان کے باپ نے اس سے اس کے بھائیوں عبداللہ اور قاسم کے لئے لیا ہے پوری طرح ایفا کرے مگر فضل برابر مامون کی شان کو اس کی نظروں میں گم کرتا رہا اور اس کی علیحدگی کی سازش میں لگا رہا ایک مرتبہ اس نے امین سے کہا کہ آپ اپنے بھائیوں کے معاملہ میں کس بات کا انتظار کر رہے ہیں انھیں الگ کیجئے اصل میں تو ان دونوں سے قبل آپ کے لئے بیعت ہو چکی تھی وہ تو یوں ہی آپ کے بعد یکے بعد دیگر اس آپ کی بیعت میں داخل کر دئے گئے ہیں، اس مشورہ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ بھی فضل کے ہمنوا ہو گئے اور ان سب نے مل کر محمد کو اس کی رائے سے پھیر دیا اس کے متعلق سب سے پہلی تدبیر جو فضل کے مشورہ سے امین نے اب کی یہ تھی کہ اپنے تمام شہروں کے عاملوں کو یہ حکم بھیجدیا کہ آئندہ سے امیر المومنین کے لئے دعا کے بعد امیر کہہ کر موسیٰ کے

لیئے بھی دعا کی جایا کرے اور اس کے بعد مامون اور قاسم بن الرشید کے لئیے دعا ہو،

فضل بن اسحٰق بن سلیمان کہتا ہے کہ جب مامون کو اس حکم کی اور نیز اس بات کی کہ امین نے قاسم کو اس تمام علاقہ کی کہ ولایت سے جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا علیحدہ کر کے اسے مدینتہ السلام میں رہنے کا حکم دیا ہے اطلاع ہوئی تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ خود اس کی علیحدگی کی ابتدائی تدابیر ہیں اس لئے محمدؐ سے مراسلت بند کر دی اور فرامین سے اس کا نام خارج کر دیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن اللیث بن نصر بن سیّار کو مامون کی حالت اس کی حسن سیرت رحم و کرم اور اپنی رعایا کے ساتھ احسان اور شفقت کا حال معلوم ہوا اس نے اپنے کچھ آدمی امان طلب کرنے کے لئے ارسال کئے ہرثمہ نے اس کی درخواست فوراً منظور کر لی رافع اپنی جائے پناہ سے نکل کر مامون کے پاس چلا آیا۔ ہرثمہ اس کے بعد سمرقند میں مقیم رہا، مامون نے رافع کی خاطر مدارات کی، جب ہرثمہ نے رافع کا محاصرہ کیا تھا اس وقت ہرثمہ کے ہمراہ طاہر بن حسین بھی تھا رافع کی معافی کے بعد ہرثمہ نے مامون سے درخواست کی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں مجھے ترک منتقر کی اجازت مرحمت ہو، اجازت کے بعد وہ دریائے بلخ کو جو اس وقت بالکل یخ بستہ تھا اپنی فوج کے ساتھ عبور کر کے مرو آیا، عام طور پر اس کا استقبال ہوا مامون نے اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کر لیا اس تمام کارروائی کو محمدؐ نے بالکل ناپسند کیا اور اب مامون کے خلاف اس نے کارروائی شروع کی سب سے پہلے یہ کیا کہ عباس بن عبداللہ بن مالک کو جو مامون کی جانب سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ تم رے کے نوادر درخت ہمارے پاس بھیجدو، اس براہ راست اسے حکم دینے سے منشا یہ تھا کہ اس طرح اس کا امتحان کر لیا جائے کہ وہ کس کا ساتھ دیتا ہے، عباس نے امین کے حکم کی بجا آوری کی اور اس بات کو مامون

اور ذوالریاستین سے پوشیدہ رکھا مگر مامون کو خبر ہو گئی اس نے حسن بن علی المامونی کو اور اس کے ہمراہ رستمی کو ڈاک کے ذریعہ رے بھیجا اور عباس بن عبداللہ بن مالک کو رے کے عمل سے برطرف کر دیا۔

رستمی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے گھوڑے سے اوترنے نہ پایا تھا کہ رے کے ایک ہزار مرد میرے پاس جمع ہو گئے تھے، محمد نے مامون کے پاس تین آدمیوں کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا ان میں ایک عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ تھا، دوسرا صالح صاحب مُصَلّٰی اور تیسرا محمد بن عیسیٰ بن نہیک تھا امین نے ان کے ہاتھ ایک خط بھی رے کے عامل کو بھیجا تھا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ علانیہ طور پر فوج اور اسلحہ کے ساتھ ان کا استقبال کرے انھوں نے قومس، نیساپور اور سرخس کے والیوں کو بھی اسی قسم کے مراسلے لکھے اور ان سب نے امین کے احکام کی بجا آوری کی اب وہ سفرا مرو آئے ان کو ہر قسم کا ساز و سامان اور اسلحہ مہیا کر دیا گیا تھا یہ مامون کے پاس حاضر ہوئے اور اسے امین کا یہ پیام پہنچایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے بیٹے موسیٰ کو آپ پر مقدم کر دیں اور یہ کہ انھوں نے ناطق بالحق موسیٰ کا لقب مقرر کیا ہے۔

اصل میں علی بن عیسیٰ نے امین کو اس بات کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ اہل خراسان اس کو مانتے ہیں مامون نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

ذوالریاستین کہتا ہے کہ اس موقع پر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ نے مامون سے کہا کہ آپ کو اس تجویز کے قبول کرنے میں کیا پس و پیش ہے میرے دادا عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے علیحدگی اختیار کی مگر اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں ہوا اس پر میں نے اسے ڈانٹا خاموش رہ تیرا دادا ان کے ہاتھ میں قیدی کی حیثیت رکھتا تھا ان کی حالت بالکل مختلف ہے یہ اس وقت اپنے ننھیال اور اپنے مریدین میں مقیم ہیں۔

اس گفتگو کے بعد یہ اشخاص دربار سے چلے گئے اور وہ تینوں علیحدہ علیحدہ قرو کش کروئے گئے چونکہ عباس بن موسیٰ کی ہوشیاری اور ذکاوت کا مجھ پر خاص اثر پڑا تھا میں نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ آپ کی فراست اور بزرگی کا یہ اقتضا ہے کہ آپ امام سے بہرہ ور ہوں؛

اسی زمانہ میں مامون کو امام کہہ کر خطاب کیا جاتا تھا مگر خلیفہ نہیں کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ محمد نے اسے ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا ہے تو اس نے اپنا لقب امام مقرر کیا حالانکہ اس سے پہلے ہی محمد نے اپنے سفرا سے یہ بات کہدی تھی کہ مامون کا لقب امام مقرر کیا گیا ہے اسی بنا پر عباس نے مجھ سے کہا کہ آپ حضرات نے اس کا لقب امام مقرر کیا ہے میں نے کہا تو اس سے کیا ہوا امام مسجد کا ہوتا ہے اور قبیلہ کا بھی امام ہوتا ہے اگر تم اپنے عہد کا ایفا کرو تو اس تبدیل سے تم کو کوئی ضرر نہیں اور اگر بد عہدی کروگے تو وہ امام ہیں، اس کے بعد میں نے عباس سے کہا کہ میں تم کو امیر حج مقرر کروں گا اس سے بڑھ کر معزز عہدہ اور کوئی نہیں اس کے علاوہ مصر میں جہاں کی حکومت چاہو تم کو دیدی جائے گی تھوڑی ہی دیر میں میں نے اس سے مامون کی خلافت کے لئے بیعت لے لی اور اس کے بعد وہ برابر دارالخلافت کی خبریں لکھتا رہا اور ہماری تحریک میں مشورہ و تیار رہا۔

علی بن یحییٰ الرخسی بیان کرتا ہے کہ مرو جاتے ہوئے عباس بن موسیٰ سے میری ملاقات ہوئی تھی میں نے اس وقت اس سے مامون کی حسن سیرت اور ذوالریاستین کی حسن سیاست اور موقع شناسی کی تعریف کی تھی مگر اس نے میرے بیان کو باور نہیں کیا تھا جب وہ مرو سے واپس ہوا تو پھر مجھ سے ملنے آیا میں نے پوچھا کیسا پایا اس نے اس نے کہا ذوالریاستین اس سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ تم نے پہلی مرتبہ

مجھ سے بیان کیا تھا میں نے پوچھا کیا تم نے امام سے مصافحہ کیا ہے اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا اچھا آپ اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیجئے۔

وہ سفر محمد کے پاس پہونچے اور انھوں نے ان سے کہدیا کہ مامون نے آپ کی تجویز کو رد کر دیا ہے فضل بن الربیع اور علی بن عیسیٰ نے امین پر سخت دباؤ ڈالا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے بیعت لے لیں اور مامون کو ولایت عہد سے علٰحدہ کر دیں فضل نے بہت سا مال بھی امین کو دیا آخر کار امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت لی الناطق باالحق اس کا نام رکھا علی بن عیسیٰ کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور اسے عراق کا والی مقرر کر دیا سب سے پہلے بشر بن السمیدع والی بلد نے موسیٰ کی بیعت کی اس کے بعد مکے اور مدینہ کے والیوں نے وہاں کے چند خاص خاص لوگوں سے موسیٰ کے لئے بیعت لی عوام کو ابھی بے خبر رہنے دیا۔ اب فضل بن الربیع نے حکم دیدیا کہ منبروں پر عبد اللہ اور قاسم کا کسی حیثیت سے بھی نہ نام لیا جائے اور نہ ان کے لئے دعا کی جائے بلکہ اس نے یہ بھی سازش کی کہ مامون کا ذکر برائی سے کیا جائے۔

فضل نے کعبہ کے ایک حاجب محمد بن عبد اللہ بن عثمان بن طلحہ کے ہاتھ مکے ایک خط بھیجا جس میں اسے حکم دیا گیا کہ وہ ان دونوں تحریروں کو جن کو ہارون نے لکھا تھا اور جس میں امین نے مامون کے لئے عہد وفا لیا تھا اور اسے کعبہ میں محفوظ کر دیا تھا لے آئے، یہ شخص وہ دونوں معاہدے لے آیا اگرچہ کعبہ کے دوسرے حاجبوں نے اس پر اعتراض بھی کیا مگر اس نے ان کی بالکل پروانہ کی اور اب خود ان کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا، امین نے وہ دونوں معاہدے اپنے قبضے میں کر لئے لانے والے کو بیش بہا صلہ عطا کیا اور ان دونوں کو چاک کر کے پارہ پارہ کر دیا۔

قبل اس کے کہ امین اور مامون میں علانیہ مخالفت ہو امین نے مامون کو لکھا تھا کہ تم خراسان کے فلاں ضلع سے میرے حق میں دست بردار ہو جاؤ اور میں اپنے عامل وہاں مقرر کر دوں گا اور تم اس بات کو منظور

کروکہ میں کسی شخص کو عامل ٹیہ مقرر کر کے تمھارے پاس متعین کر دوں تا کہ وہ تمھاری تمام خبریں مجھے لکھتا رہے۔

اس خط سے مامون بہت رنجیدہ ہوا اس نے فضل بن سہل اور اس کے بھائی حسن کو اس معاملہ میں مشورہ لینے کے لئے طلب کیا فضل نے کہا یہ معاملہ بہت اہم ہے آپ کے رازدار ہیرو اور اعزا یہاں موجود ہیں چونکہ وہی لوگ ہمیشہ مشاورت میں شرکت کرتے ہیں اور اگر ان کے بغیر کسی معاملہ کا تصفیہ ہوا تو یہ نہ صرف خلاف مصلحت ہوگا بلکہ اس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ ان پر اعتماد نہیں کیا گیا آئندہ جو رائے عالی ہو۔

حسن نے کہا مناسب یہ ہے کہ جن لوگوں کے خلوص پر آپ کو اعتماد ہو ان سے آپ مشورہ لیجئے نیز ایسے دشمنوں کی برائی سے بھی جن سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی اسی طرح حفاظت کی جا سکتی ہے کہ ان کو مشورہ میں شریک کر لیا جائے۔

مامون نے اپنے خاص امرا اور سرداروں کو طلب کیا اور ان کو امین کا خط پڑھ کر سنایا سب نے کہا کہ جناب والا ایک نہایت اہم اور خطرناک معاملہ میں مشورہ طلب کرتے ہیں اس لئے ہم کو اس پر کافی غور و خوض کرنے کی مہلت عطا ہو، مامون نے کہا تمھاری رائے صائب ہے بے شک دوراندیشی اور احتیاط کا یہی اقتضا ہے میں اس کے لئے تین دن کی مہلت دیتا ہوں، مہلت کے بعد وہ سب کے سب پھر جمع ہوئے ان میں سے ایک نے کہا آپ دو مشکلوں میں گھر گئے ہیں اگر آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لئے اس وقت کے خطرہ کو گوارا کریں تو میں اسے غلطی نہ سمجھوں گا دوسرے نے کہا کہ جب کہ معاملہ خطرناک ہو تو اس وقت مدعی مقابل کے مطالبہ کا ایک جزو تسلیم کر دینا اس سے زیادہ مناسب ہے کہ انکار کر کے کھلی ہوئی عداوت اپنے سر لیجائے ایک دوسرے شخص نے کہا کہ جب کہ آئندہ کے واقعات کا آپ کو علم نہیں ہے تو مناسب یہ ہے کہ جو چیز آج آپ کو میسر ہے اس کو اچھی طرح اپنے قبضہ اقتدار میں

رکھیں، کیونکہ اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر آج آپ کی بات بگڑ گئی تو کل اور زیادہ بگڑ جائیگی، ایک اور شخص نے کہا کہ اگر ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی صورت میں آپ کو آئندہ کے لیے برے نتائج کا اندیشہ ہے تو اس میں کم از کم یہ بات تو ہے کہ ہم جماعت کی تفریق سے بچ جائیں گے ورنہ فساد ہو جائیگا اور اس کے نتائج اس سے کہیں زیادہ شدید ہوں گے، اور ایک شخص نے کہا میں سلامتی کے طریقہ کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتا شاید اسی صورت میں ہمیں اطمینان نصیب ہو جائے۔

حسن نے کہا میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آپ حضرات نے رائے زنی میں پورے تفکر اور تفحص سے کام لیا ہے مگر میری رائے آپ کے مخالف ہے مامون نے کہا تم ان سے مناظرہ کرو حسن نے کہا جی ہاں اسی لئے تو یہ مجلس قائم کی گئی ہے،

اب حسن نے سب کو مخاطب کر کے کہا کیا آپ حضرات اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ محمد نے جو مطالبہ کیا ہے اس کا اسے حق نہیں ہے انھوں نے کہا جی ہاں ہم اس بات کو جانتے ہیں اور اسی وجہ سے اس بات کا احتمال ہے کہ اگر مامون نے ان کی بات نہ مانی تو اس کو ضرر پہونچے گا حسن نے کہا کیا آپ لوگوں کو اس بات پر پورا اعتماد ہے کہ اگر امین کا یہ مطالبہ مان لیا جائے تو وہ آئندہ اس سے تجاوز کر کے کوئی دوسرا مطالبہ نہیں کرے گا، انھوں نے کہا اس بات کا اعتماد نہیں البتہ ہمارا خیال ہے کہ شائد بات اسی پر ختم ہو جائے اور جو خطرہ اور اندیشہ تم کو ہے وہ وقوع پذیر نہ ہو، حسن نے کہا فرض کرو کہ اس بات کے بعد کوئی اور مطالبہ کرے تو کیا ہوگا کیا آپ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس پہلے مطالبہ کو منظور کر کے مامون کی حیثیت کمزور ہو چکی ہوگی، انھوں نے کہا اگر اس تسلیم کے عواقب میں کوئی بات رونما ہوئی تو اس وقت ہم اس کا اس طرح مقابلہ اور مدافعت کریں گے جس طرح تم ابتدا ہی میں کرنا چاہتے ہو، حسن

نے کہا یہ بات گزشتہ حکما کے قول کے منافی ہے انھوں نے کہا جناب والا اس وقت تو یہ ہی مناسب ہے کہ اگر آج کوئی بات آپ کے خلاف مرضی پیش آئے تو اسے آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لئے بادل ناخواستہ ہی قبول کرلیں، اور آج کے اطمینان کو کل کے لئے خطرات پیدا کر کے آلودہ نہ کریں، مامون نے فضل سے پوچھا کہ اس اختلاف رائے میں تمھارا مشورہ کیا ہے اس نے کہا جناب والا اللہ ہمیشہ آپ کو کامیاب کرے کیا محمدؐ کی طرف سے اس بات کا اطمینان ہوسکتا ہے کہ اگر آپ اس وقت اس کے مطالبہ کو مان لیں اپنی قوت سے دست بردار ہوکر اسے اور طاقتور کردیں تو وہ اسی طاقت کو آپ کے مقابلہ میں بروے کار نہ لائے گا اور کیا محتاط اور دور اندیش آدمی ذرا سے موجودہ فائدہ کی خاطر اپنے مستقبل کو خطرہ میں ڈالتا ہے اس کے برخلاف ایسے مواقع پر حکما نے یہ مشورہ دیا ہے کہ موجودہ مصیبت کو آئندہ کی بہبودی کے لئے برداشت کرلینا چاہیے، مامون کہنے لگا تم نے بالکل سچ کہا ہے جن لوگوں نے نفع عاجل کو آئندہ کی فلاح پر ترجیح دی اور اسے اختیار کیا انھیں کی عاقبت برباد گئی چاہے وہ دنیا کا معاملہ ہو یا دین کا۔ اس پر دوسرے تمام لوگوں نے کہا ہم نے اپنی عقل کے مطابق رائے دے دی ہے اور اللہ مناسب اور صحیح رائے سے جناب کی تائید کرے گا۔

مامون نے فضل سے کہا تم میری طرف سے امین کو جواب لکھو اس نے کہا: مجھے امیر المومنین کا خط ملا۔ امیر المومنین نے اس میں مجھ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ میں بعض مقامات سے جن کے نام بھی آپ نے لکھ دئے اور جن کی حکومت صرف رشید نے اپنے عہد نامے میں میرے تفویض کی ہے آپ کے لئے دست بردار ہو جاؤں، امیر المومنین نے جو حکم دیا ہے وہ تمام تر اس عہد نامے پر عائد ہوتا ہے، اس کے علاوہ جو علاقہ میرے پاس ہے اس کے مفاد عامہ کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں اور اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس رکھتا ہوں اگر یہ تمام باتیں اس عہد نامے اور میثاق میں

صاف طور پر مذکور نہ ہوتیں اور مجھ پر ایک خطرناک دشمن کی نگہداشت، فتنہ پرداز عوام کی حفاظت اور ایسی فوج سے جس کی وفاداری پر بغیر مال خرچ کئے اور احسان اور افضال کے اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہو سابقہ پڑتا تو اس وقت بھی مصالح عامہ اور اطراف سلطنت کے استحکام اور انضباط کے لئے امیر المومنین کے لئے لازمی ہوتا کہ وہ خود ہی ان مقاصد کے لئے بے دریغ دولت خرچ کرتے نہ یہ کہ اولٹا وہ مجھ سے ایسا سوال کرتے ہیں جو میرا صریحی حق ہے اور جس کی عہد نامے نے توثیق کر دی ہے، میں جانتا ہوں کہ اگر امیر المومنین کو یہاں کی اس اصلی حالت کا علم ہوتا جس کا علم مجھے ہے تو وہ مجھ سے کبھی اس قسم کا سوال نہیں کرتے پھر بھی مجھے یقین کامل ہے کہ انشاءاللہ میرے اس بیان کے بعد وہ میرے عذر کو قبول کریں گے"۔

مامون نے خراسان کی سرحد پر اپنے چوکیدار مقرر کر دیئے ان کی اجازت کے بغیر کوئی پیام بر عراق سے خراسان میں نہیں آ سکتا تھا یہ عہدیدار مسافر کے ساتھ اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر دیتے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں اس طرح کسی شخص کو اس بات کا موقع نہ تھا کہ وہ یہاں کی کوئی خبر معلوم کرے یا اپنا کوئی اثر قائم کرے یا ترغیب اور دھمکی سے کسی کو اپنے ساتھ ملا لے یا کسی سے کوئی پیام کہے یا خط دے سکے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خراسان میں اس ناکہ بندی سے یہ موقع ہی نہیں ملا کہ ترغیب اور تحریص یا دھمکی سے کسی کو بھی مامون کی مخالفت پر آمادہ کیا جاتا، تمام ناکوں پر معتمد علیہ چوکیدار مقرر کر دیئے گئے تھے صرف ان لوگوں کو خراسان آنے کی اجازت ملتی جن کا چال چلن غیر مشتبہ ثابت ہوتا اور جو اس بات کی تصدیق اپنے پروانہ راہ داری سے کر دیتے کہ وہ اپنے گھر واپس آ رہے ہیں، یا کسی مشہور اور ایسے بے خطر تاجر کو اجازت مل جاتی جس کا رویہ اور مسلک مشتبہ نہ ہوتا، ان کے علاوہ اور دوسرے تمام لوگوں کو چاہے سامان تجارت ان کے ساتھ ہو یا محض اپنے کو مسافر اور راہگیر بتائیں سفر کرنے اور خراسان کے شہروں میں آنے جانے سے روک دیا گیا، نیز تمام خطوں کو کھول کر

پڑھا جاتا تھا:

مامون کے اس انکار کے بعد اتمام حجت کے لئے محمد نے ایک جماعت کو خراسان بھیجا تاکہ پہلے وہ خود وہاں کی حالت کا مشاہدہ کر لیں اس کے بعد ان سے خواہش کی جائے کہ وہ اپنے طرفداروں میں عطا تقسیم کریں اور مخالفین کو محروم کردیں اور وہاں سے آکر جو بات یہ جماعت بیان کرے وہ ان کی مقصد برآری میں حجت اور ذریعہ بنے، جب یہ جماعت رے کی حد پر پہونچی وہاں انھوں نے ناکہ بندی اور روک تھام کے تمام انتظامات کو مکمل پایا، ناکہ داروں نے ہر طرف سے ان کو آگھیرا اور سفر اور اقامت دونوں حالتوں میں سایہ کی طرح ساتھ ساتھ رہے کہ کسی طرح ان لوگوں کو یہ موقع ہدست نہ ہوسکا کہ وہ خود کسی سے کچھ کہتے یا اون سے کوئی بات کرتا، ان کی آنے کی اطلاع مامون کو کی گئی انھوں نے حکم دیا کہ ان کو مرد لایا جائے حالت نظر بندی میں وہ جماعت مرو لائی گئی مگر اس تمام سفر میں نہ کوئی خبر ان کو معلوم ہوئی اور نہ انھوں نے کسی سے کوئی بات کی حالانکہ امین نے ان کو ہدایات کی تھیں کہ وہ تمام لوگوں میں مامون کی علیحدگی کی خبر شائع کردیں اور جس بنا پر ایسا کیا گیا ہے وہ بھی ظاہر کردیں حکومت کے وفاداروں کو مامون کی مخالفت کی دعوت دیں ان کو خوب روپیہ دیں بڑی بڑی حکومتوں، جاگیروں اور مکانات کے دینے کا ان سے پختہ وعدہ کریں مگر یہاں آکر دیکھا کہ ہر چیز پر وہ قید و بند ہے کہ ان میں سے کسی بات کے سرانجام دینے کا ان کو موقع بھی نہ مل سکا اسی مجبوری کی حالت میں وہ مامون کے آستانے پہونچ گئے، ان کے ہاتھ امین نے جو خط مامون کے نام بھیجا تھا وہ یہ ہے:

"اما بعد اگرچہ امیر المومنین رشید نے وہ تمام علاقہ جس پر تم حکمراں ہو صرف تم کو دیا ہے اور صوبۂ جبل کو اسی لئے تمھارے تفویض کیا ہے کہ اس سے تمھاری حکومت کو تقویت ہو اور تمھاری سمت محفوظ رہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس علاقہ کی وہ آمدنی جو

اخراجات کے بعد فاضل بچے اسے بھی تم اپنے قبضہ میں رکھو، تمہارے علاقہ کی آمدنی وہاں کے اخراجات اور غیر معمولی واقعات کے لئے کافی ہے مگر اس کے بعد بھی تم فاضل رقم کو لے لیتے ہو اس کے علاوہ ایک ویسا نہایت ہی زرخیز اور سیر حاصل علاقہ تمہاری سمت میں شامل کیا گیا جس کی تم کو قطعی ضرورت نہ تھی اس لئے مناسب یہ ہے کہ وہ علاقہ ہمیں واپس دیدیا جائے میں نے اس معاملہ کے لئے تم کو خط لکھا تھا اور اس میں یہ بھی خواہش کی تھی کہ تم ہمارے ایک پرچہ نویس کو اپنے ہاں رہنے دو تاکہ وہ ہمیں تمہاری سمت کی ضروری خبروں سے اطلاع دیتا رہے مگر تم نے ہمارے ان خواہشوں کو رد کر دیا اب اگر تم کو اپنی رائے پر اصرار ہے تو ہمکو اس کا حق ہے کہ تم سے اس معاملہ میں بازپرس کریں بہتر ہے کہ تم اپنے ارادے سے باز آجاؤ اور تب ہم بھی تم سے مطالبہ نہیں کریں گے انشاء اللہ" یہ خط پڑھ کر مامون نے اس کے جواب میں امین کو لکھا۔ "مجھے امیرالمومنین کا خط موصول ہوا، اگر وہ خط کسی نامعلوم بات کے متعلق ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا، ایک غیر حق بات کا سوال ہی کیوں ہو اس کے انکار سے مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، جن لوگوں کو منصف ہونا چاہئے جب وہ انصاف نہیں کرتے تو عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ دونوں حریف درجۂ انصاف سے تجاوز کر جاتے ہیں اور جب وہ شخص جسے اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہو دیدۂ دانستہ ارادتاً انصاف سے تجاوز کر جائے تو پھر کیا رہا بھائی جان! میں آپ کا مطیع اور فرماں بردار ہوں آپ کی خوشنودی کا خواہاں ہوں اللہ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے اور جس حال میں مجھے رکھا ہے دونوں پر دل سے خوش ہوں والسلام"۔

خط لکھنے کے بعد مامون نے امین کے سفرا کو طلب کر کے ان سے کہا کہ امیرالمومنین نے جس معاملہ کے متعلق مجھے خط لکھا تھا میں نے اس کا جواب لکھدیا ہے اسے تم ان کو دیدینا اور زبانی کہدینا کہ جب تک اپنے حق کی حفاظت کے لئے میں بالکل ہی مجبور نہ ہو جاؤنگا

برابر آپ کا مطیع اور منقاد رہوں گا جب وہ لوگ جانے لگے تو مامون نے پھر کہا کہ صاحبو جو بات آپ نے دیکھی اور سنی ہے امید ہے کہ آپ اسے دیانت داری کے ساتھ اس کو پہونچا دیں گے جو پیام آپ ان کے خط میں لائے ہیں اس سے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید آپ ہمارے پیام کو صداقت کے ساتھ ان تک نہ پہونچائیں،

وہ لوگ پلٹ کر عراق آ گئے نگران کو کوئی بات ایسی نہیں ملی جو وہ مامون کے خلاف امین سے کہہ سکتے اور ان کو یہ محسوس ہوا کہ وہ دونوں پورے ارادے اور تفکر کے بعد اپنی دانست میں اپنے حق پر جمے ہوئے ہیں، جب مامون کا جواب امین کو موصول ہوا اسے پڑھ کر وہ فرط غضب سے بے قابو ہو گئے اور اب انھوں نے یہ حکم دیا جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مامون کے لئے اب نماز کے بعد دعا نہ مانگی جائے نیز انھوں نے یہ دوسرا خط مامون کو لکھا،

"اما بعد! مجھے تمھارا خط مل گیا، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنی بیشمار نعمتیں جو تم پر نازل کی ہیں تم ان کو برباد کر دینا چاہتے ہو اور اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں ڈالنا چاہتے ہو اس سے تو یہ بہتر ہوتا کہ تم میری طاعت ہی کو چھوڑ دیتے، جو کچھ میں نے لکھا ہے اس میں تمھارا ابھی نفع ہے کیونکہ بہر حال اس فاضل رقم کا فائدہ تمھاری تمام رعایا پر یکساں مرتب ہوگا اور اس سے بیشتر تمھاری سلامتی اور عافیت مقصود ہے تم اپنی رائے سے اطلاع دو میں انشا اللہ اسی پر عمل کروں گا۔"

اسی زمانے میں مامون نے ذی الریاستین سے کہا کہ میرے تمام اہل و عیال اور وہ مال جو رشید نے صرف مجھ کو محمد کے سامنے عطا کیا ہے جن کی مقدار ایک کروڑ ہے اور جس کی اب مجھے ضرورت ہے سب محمد کے ہاں ہے اب بتاؤ اس معاملہ میں کیا تدبیر کی جائے کہ مجھے مل جائے مامون نے اس بات کو کئی مرتبہ اس سے کہا اس پر اس نے کہا بیشک آپ کو اس رقم کی ضرورت ہے نیز اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ

آپ کے اہل وعیال آپ کے پاس ہوں مگر مشکل یہ ہے کہ اگر آپ اس معاملہ کے متعلق ان کو تحکمانہ لہجہ میں کچھ لکھیں اور اسے وہ نہ مانیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے عہد کی خلاف ورزی کی اور تب مجبوراً آپ کو ان سے لڑنا پڑ جائے گا اور میں اس بات کو کسی طرح پسند نہیں کرتا کہ اختلاف کی ابتدا آپ کی جانب سے ہو اس لئے مناسب یہ ہے کہ آپ ان کو ایک خط لکھیں اس میں اپنا حق مانگیں اور درخواست کریں کہ وہ آپ کے بیوی بچوں کو یہاں بھیجدیں اس وقت ان کا اس خواہش سے انکار ان کی طرف سے عہد کی صریحی خلاف ورزی ہوگی اگر وہ آپ کی درخواست مان لیں تو بہت اچھا ہے سب کی سلامتی اور عافیت اسی میں ہے اور اگر رد کردیں تو اس وقت آپ پر یہ الزام عائد نہیں ہو سکتا کہ آپ نے بلاوجہ لڑائی اپنے سر لی اگر اجازت ہو تو یہی لکھدوں، چنانچہ اب اس نے مامون کی طرف سے یہ خط امین کو لکھا۔

"امابعد جب امیرالمومنین کو اپنی رعایا کا اس قدر خیال ہے کہ وہ ان کے ساتھ نہ صرف انصاف کرتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان واکرام کرتے ہیں تو اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے جس خطرناک سرحدی علاقہ میں میں مقیم ہوں امیرالمومنین اس سے بخوبی واقف ہیں مجھے ایسی فوج سے سابقہ ہے جس کے متعلق یہ یقین ہے کہ وہ جب چاہے بدعہدی کر کے میری اطاعت چھوڑدے میرے پاس خرچ کی بھی قلت ہے میرے اہل وعیال اور مال سب امیرالمومنین کے ہاں ہے اور اگرچہ میرے متعلقین امیرالمومنین کی حفاظت وعنایت کے سایہ میں جوان کے لئے بمنزلہ باپ کے ہیں آرام سے ہیں مگر پھر بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ میرے پاس اور میری نگرانی میں آجائیں نیز مجھے یہاں کے انتظامات کے لئے مال کی ضرورت ہے میں نے اپنے آدمی اپنے متعلقین اور مال کو یہاں لانے کے لئے بھیجدے ہیں امیرالمومنین مناسب خیال فرمائیں تو فلاں شخص کو رقہ جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں

تاکہ وہ میرا مال وہاں سے بھجوا دے نیز حکم صادر فرماویں کہ اس کام میں سرکاری طور پر اس شخص کی مدد کی جائے اور اس کی راہ میں کوئی دشواری نہ پیدا کی جائے، اگر امیر المومنین میری اس درخواست کے خلاف بھی حکم صادر فرمائیں گے تب بھی میں اسے برداشت کروں گا والسلام"

محمد نے مامون کو لکھا" **امابعد!** مجھے تمہارا خط ملا۔ اس میں تم نے ہمارے اس طرز عمل اور سلوک کا ذکر کیا ہے جو ہم حق کے ماسوا اپنی رعایا، اپنے اقربا اور بھائی کے ساتھ روا رکھتے ہیں اور تم نے اپنے پر خطر سرحدی علاقہ میں قیام اور اس کی وجہ سے اپنی حکومت کی تقویت کے لئے اس مزید مال کی ضرورت ظاہر کی ہے جو اللہ کے مال میں سے تمہارے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا اور اس کے اور اپنے ان اہل و عیال کے لیجانے کے لئے جو ہمارے ہاں ہیں تم نے اپنے آدمی بھی بھیجدیے ہیں ہماری رعایا اور اپنوں کے ساتھ جس طرز عمل کا ذکر تم نے کیا ہے ہمیں اس سے انکار نہیں مگر جس مال کے متعلق تم نے لکھا ہے اس کی ہمیں مسلمانوں کے معاملات کے استحکام کے لئے خود ضرورت ہے اور اس لئے اس کے برموقع خرچ کا ہمیں زیادہ حق ہے اور چونکہ اس سے عام طور پر تمہاری رعایا مستفید ہوگی اس لئے بالواسطہ اس کا نفع تم کو بھی پہونچے گا۔ اپنے اہل وعیال کے بھیجنے کے متعلق تم نے جو خواہش کی ہے اس کے متعلق اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں گے تو تمہاری خواہش کو پورا کر دیں گے اگرچہ وہ خود اپنی قرابت اور تمہارے مقام کے خطرات کو پیش نظر رکھ کر یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کو اتنے طویل سفر کی زحمت دیجائے کیونکہ اس طرح وہ ہم سے جدا ہو جائیں گے، اگر ہماری رائے ہوئی تو انشاءاللہ ہم خود ان کو اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجدیں گے، والسلام"

اس خط کو پڑھ کر مامون نے کہا وہ ہمارا حق غصب کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اس طرح ہماری طاقت کو کمزور کر کے پھر وہ ہماری مخالفت پر علانیہ کمربستہ ہو جائیں ذوالریاستین نے اس سے کہا

کیا یہ بات سب کو معلوم نہیں ہے کہ رشید نے یہ مال سب کے سامنے ان کے پاس جمع کر دیا تھا اور میں نے بھی اسے سب کے سامنے محض امانتاً کچھ مدت کے لئے اپنے قبضہ میں لیا تھا اس صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس پر قبضہ نہیں کریں گے اس لئے آپ بھی اس بارے میں زیادہ اصرار نہ کریں اور اس بات کی توقع رکھیں کہ وہ کوئی حرکت ایسی نہ کریں گے جس کی وجہ سے آپ علانیہ طور پر ان کے مخالف ہو جائیں بہتر یہی ہے کہ آپ اعتماد کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور جھگڑے کو مٹائیں اگر اس کے بعد بھی وہ اس کے لئے آمادہ ہوں تو اس کی ذمہ داری اللہ کے ہاں ان کے سر رہیگی اور آپ چونکہ بے قصور رہوں گے اس لئے اللہ آپ کی مدد کرے گا۔

اب مامون اور فضل کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ اس خط کے بعد امین ضرور کوئی ایسی بات کریں گے جس سے باخبر رہنا ان کے لئے ضروری ہے اور اس کام کے لئے اپنے کسی معتمد علیہ کو مقرر کیا جائے انہوں نے یہ بھی سوچا کہ اس معاملہ میں امین اب جو کارروائی کریں گے اپنے ذی اثر اور وجاہت طرفداروں اور ان لوگوں سے جنہوں نے بنی عباس کی حکومت کو قایم کرنے میں ابتدا میں خاص خدمات انجام دی ہیں ضرور مشورہ لیں گے اور ان کی تائید حاصل کریں گے اس کارروائی کو غیر موثر کرنے کے لئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ اپنے ایک خاص آدمی کے ہاتھ دارالخلافہ بغداد کے اعیان و اکابر کے نام ایک خط لکھا جائے تاکہ اگر محمد مامون کو ولی عہدی سے برطرف کرنے لگے تو وہ شخص اس خط کو ان لوگوں کو دیدے اور جو لوگ اس معاملہ میں امین کے ہمنوا ہوں ان کی اطلاع دے اور اگر امین اس معاملہ میں کوئی اور کارروائی نہ کریں تو وہ اس خط کو اپنے ڈبہ میں محفوظ رکھے اور کسی کو نہ دے' مامون نے اس شخص سے کہا کہ تم جلدی بغداد پہونچ جاؤ اور جاتے ہی یہ خط سب کو دیدینا

جو خط مامون نے اپنے قاصد کے ہاتھ بغداد بھیجا تھا اس کا مضمون یہ تھا:-

"امّا بعد، مسلمانوں کی مثال اعضائے بدن کی ہے اگر کسی ایک عضو کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو اس سے تمام اعضائے بدن متاثر ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر کسی ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہونچے تو اس کا اثر تمام مسلمانوں پر پڑے گا خاص طور پر اگر کسی ایسے شخص کو جو ان کے قانون شریعت کو قائم کرتا ہے اور ان کو آخرت کے عواقب سے ڈرا کر اس کے لئے سعی کو لازم قرار دیتا ہے کوئی تکلیف پہونچی تو اس کا اثر بدرجہ اولیٰ تمام مسلمانوں کو ہوگا، چونکہ ائمہ کا مرتبہ تمام امت میں افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کی تکلیف بھی سب پر اثر کرے گی، ہم نے ایسی خبر سنی ہے کہ اس کا اظہار خود تم پر عنقریب ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ دو شخصوں میں اختلاف رائے ہوا ان میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ بے وفائی کا عزم کر لیا ہے البتہ اگر تمام مسلمان محض اللہ کے لئے اپنی اعانت اور تائید کو مخصوص کر دیں تو شاید وہ ایسا کرنے سے باز رہے، تم کو اپنے قیام کی وجہ سے تمام باتوں کے خود دیکھنے اور سننے کا موقع ہے اور پھر تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میں آپ کی بات مانتا ہوں اور اگر علانیہ طور پر کسی اندیشہ کی وجہ سے تم کو ہماری حمایت کے اظہار کا موقع نہ ہو تو تم خاموش رہ جانا ہم تمہارے منشا کو سمجھ لیں گے، اس احسان کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور ہم بھی اس کے حق کو اپنے اوپر ضروری سمجھیں گے، اس طرح تم کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ حصہ ملے گا اور اگر دونوں باتوں کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو کم از کم ایک کی ضرور نگہداشت کرنا اور اس کے متعلق اپنی رائے ہمیں لکھ دینا یا زبانی طور پر ہمارے پیامبر سے کہہ دینا وہ ہمیں لکھ دے گا۔"

مامون نے دارالخلافہ کے دوسرے عمائد اور اشراف کو اس مضمون کا

خط لکھا تھا، جب یہ پیامبر بغداد پہونچا اسی زمانے میں امین نے جمعہ کے خطبہ میں مامون کے لئے دعا کرنے کی ممانعت کی تھی، مامون نے انہیں لوگوں کو خط لکھے تھے جن پر اسے پورا اعتماد تھا ان میں سے بعض نے تو قطعی کوئی جواب نہیں دیا بلکہ زبانی بھی کوئی جواب میں کچھ نہیں کہا کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے اس کے خط کا جواب دیا ایک نے لکھا مجھے آپ کا خط ملا۔ حق اور صداقت کچھ ایسی حجت ہے جو اپنی آپ دلیل ہے اگر کوئی شخص حق کو خیرباد کہے گا تو خود حق اس کے خلاف حجت بنے گا، جو شخص نفع عاجل کو عاقبت کے فائدہ پر ترجیح دے اس سے بڑھ کر خسارہ میں اور کون ہو سکتا ہے، وہ شخص بالکل کھلے ہوئے نقصان میں ہے جو عاقبت کے فائدہ کو یہاں بھی نکبت اور تکلیف وہ واقعات کو اختیار کر کے ضایع کر رہا ہے، چونکہ میں اپنے آپ کو ہر طرف سے خطرات سے محصور پاتا ہوں اس لئے جناب والا سے میری استدعا ہے کہ جناب والا میری سلامتی جان کی خاطر اب آئندہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی مزید خواہش نہیں کریں گے انشاء اللہ

اس پیامبر نے جو بغداد بھیجا گیا تھا مامون اور ذوالریاستین کو یہ خط وہاں کے واقعات کے متعلق لکھا امابعد، میں بغداد آیا آپ کے بھائی نے آپ کی مخالفت کا اعلان کر دیا ہے، میں نے وہ خط پہونچا دیئے میں نے محسوس کیا کہ اکثر آدمی اپنا دلی راز ظاہر نہیں کرنا چاہتے عام رعایا کی یہ کیفیت ہے کہ ان کو قبول کے سوا چارہ نہیں اس لئے جو حکم ہوتا ہے اسے وہ برداشت کرتے ہیں، خود امین کا یہ حال ہے کہ اس کی اپنی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے نہ اس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ خود اس کارروائی کی مخالفت کرے

اور نہ وہ خود شاید دل سے اسے پسند کرتا ہے جو لوگ پس پردہ اس کارروائی کے روح رواں ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے جلد ان کی کارروائی تکمیل کو پہنچ جائے تاکہ اس فتنہ کی ناکامی کے خمیازہ سے وہ بچ جائیں

دشمن مستعد ہے اب آپ انتظار نہ کیجئے ؟

جب سعید بن مالک بن قادم ۔ عبداللہ بن حمید بن قحطبہ، عباس بن لیث امیرالمومنین کا مولیٰ، منصور بن ابی مطہر اور کثیر بن قادرہ مامون کی فرودگاہ سے امین کے پاس آگئے تو انھوں نے ان کے ساتھ بہت لطف اور مہربانی برتی ان کو اپنا تقرب عطا کیا اور ان میں سے جس نے چھ ماہ کی عطا لے لی تھی اسے بارہ ماہ کی عطا مزید دی اور خود عطا میں خاص اور عام سب کے لئے اضافہ کیا اور جن لوگوں نے چھ ماہ کی عطا نہیں لی تھی ان کو اٹھارہ ماہ کی عطا دی

جب امین نے مامون کی علیحدگی کا ارادہ کیا تو انھوں نے یحیٰی بن سلیم کو اس معاملہ میں مشورہ لینے کے لئے طلب کیا۔ اس نے عرض کیا جب کہ رشید نے اپنے عہدنامے میں اس کی ولایت عہد کے لئے نہایت راسخ اور پختہ عہد و پیمان سب سے لے لئے ہیں تو اس کی موجودگی میں یہ کام کیوں کر ہو سکتا ہے؟ امین نے کہا مامون کے متعلق رشید نے جو رائے قائم کی وہ فوری تھی یہ تو محض جعفر بن یحیٰی نے اپنی خوشامد اور جادو بیانی سے ان کو ایسا موہ لیا کہ انھوں نے بغیر غور و فکر کے ہمارے لئے ایسا اڑار خت بو دیا کہ جس کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑے بغیر اب نہ ہم اپنی حکومت سے نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہماری حکومت پائدار ہو سکتی ہے جب تک اسے صاف نہ کر دیا جائے مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا، یحیٰی نے کہا اگر امیرالمومنین اس بات کا تصفیہ کر چکے ہیں کہ اسے برطرف کر دیا جائے تو مہربانی فرما کر ابھی اس کو بالکل علانیہ اس طرح نہ کیجئے کہ تمام اس کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں اور برا سمجھیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ ایک حصہ فوج اور ایک ایک سپہ سالار کو پہلے اپنے پاس بلائیے اسے انعام و اکرام سے اپنا ہم خیال بنائیے مامون کے جو خاص آدمی اور معتمدین ہیں ان کو کسی طرح اس سے جدا کیجئے ان کو مال اور حکومت کی ترغیب و تحریص

کیجئے جب پہلے اس طرح، آپ اس کی قوت کو توڑ دیں اور اس کے خاص آدمیوں کو علیحدہ کریں پھر آپ اسے حکم دیں کہ وہ آپ سے آکر ملے اگر وہ آجائے تو اس وقت آپ جو چاہتے ہیں اس کے ساتھ کریں اور اگر آنے سے انکار کرے تو اس وقت جبکہ اس کی طاقت کمزور ہو چکی ہو گی اس کے بازو جھک گئے ہوں گے اس کا پایہ کمزور ہو چکا ہو گا اور اس کی عزت جا چکی ہو گی آپ اسے نہایت آسانی سے زیر کریں گے۔

محمد نے کہا یہ کوئی معاملہ اس طرح نہیں کرتا جس طرح تمہاری زبان تلوار کی طرح چل رہی ہے تم چرب زبان مقرر ہو صاحب رائے نہیں تم اس رائے سے باز آؤ اور ہمارے مخلص اور دانا بزرگ وزیر سے جا کر ملو اور اپنی سیاہی اور قلم بھی لے جاؤ تاکہ وہ تم سے کام لے سکے یحییٰ نے کہا اگر میں اس کے پاس گیا تو البتہ صداقت اور خلوص اس کے سامنے آئے گا ورنہ جس رائے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاہل بھی ہے اور دھوکہ باز منافق ہے، کچھ روز کے بعد یحییٰ کو اپنی بات یاد آئی اور وہ فوراً اس کے پاس سے بھاگ گیا۔

سہل بن ہارون کہتا ہے کہ فضل بن سہل نے بغداد کے اپنے بعض خاص معتمد علیہ سرداروں اور عمائد سے یہ ساز باز کی کہ وہ روزانہ وہاں کی خبریں اسے لکھتے رہیں، چنانچہ جب امین نے مامون کو ولی عہدی سے برطرف کر دینے کا عزم بالجزم کر لیا تو فضل بن الربیع نے ان لوگوں میں سے ایک شخص کو اس معاملہ پر مشورہ کے لئے اپنے پاس بلایا اس نے کہا میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں، مامون کے ساتھ بے وفائی کروں اور اس کے لئے جو عہد میں نے کیا ہے اسے توڑوں ایسا نہیں کروں گا فضل نے کہا تمہارا اعتراض معقول ہے مگر اب خود مامون نے ایسی حرکت کی ہے کہ اس سے رشید کا وہ عہد جو انہوں نے اس کے لئے لیا تھا کالعدم ہو گیا اس نے پوچھا کیا اس معاملہ میں اس کا قصور عوام کے نزدیک اسی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا جس طرح اس کی ولایت عہد کی بیعت جس کی تجدید کا حال سب کو

معلوم ہے فضل بن الربیع نے کہا ایسا تو نہیں اس شخص نے کہا فرض کرو
کہ اسی نے خلاف معاہدہ کوئی بات کی ہے مگر جب تک اس کا علم عام
نہ ہو جس کی وجہ سے نقض عہد ہو سکے کیا اس صورت میں عوام کی نزدیک
آپ کا نقض عہد کرنا ضروری سمجھا جائے گا، فضل بن الربیع نے کہا ہاں
اس پر اس شخص نے بلند آواز سے کہا اللہ اللہ آج ایسا سابقہ مجھے کبھی
پیش نہیں آیا تھا یہ وہی مامون ہے جس کی عزت اور منزلت کے قیام
اور استحکام میں آپ بھی مشیر تھے آج آپ ہی اس کی مخالفت پر آمادہ
ہیں،

فضل بن الربیع دیر تک سر نیچا کئے سوچتا رہا اور پھر اس نے
سر اٹھا کر کہا میں اسی بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تم نے اپنی سچی رائے مجھ
سے بیان کر دی اور بہت خوبی کے ساتھ اپنی امانت سے عہدہ برا ہوئے
مگر یہ بتاؤ کہ اگر ہم رائے عامہ کو کسی طرح سے اپنے ساتھ کرلیں اور ہمارے
شیعہ اور ہماری فوجیں ہمارے ساتھ ہو جائیں تو پھر تمہاری کیا رائے
ہے، اس نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہیں جس طرح عوام نے مامون کے
لئے بیعت کی ہے اسی طرح آپ کی فوجوں نے جو عوام ہی پر مشتمل ہے
اس کے لئے بیعت کی ہے اور ان کے دلوں میں وہ عہد وفا راسخ ہو چکا
ہے اگر وہ اپنے ضمیر کے خلاف ظاہر میں اس معاملہ میں آپ کے ساتھ
بھی ہو جائیں تب بھی ان کی وفاداری پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ
اطاعت وہی ہے جو ذاتی علم اور فہم پر مبنی ہو، فضل بن الربیع نے کہا
اس تحریک کی کامیابی کی صورت میں جو منافع ان کو حاصل ہوں گے
ان کی توضیح اور تشریح کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اس نے کہا
تب بھی اس وقت تو بادل ناخواستہ وہ آپ کی بات کو مان لیں گے
مگر جب ان کے خلوص سے کام لینے کی ضرورت داعی ہو گی وہ آپ کا
ساتھ چھوڑ دیں گے فضل بن الربیع نے پوچھا عبداللہ کی فوجوں کے
متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہ دل سے اس کے ساتھ ہیں

اور اس کے لئے پہلے سے قولاً اور فعلاً کوشش کی گئی ہے، فضل نے پوچھا اس کی عام رعایا کے متعلق تم کیا خیال رکھتے ہو اس نے کہا ہمیشہ سے امتحان کے وقت ان کا طرز عمل ایسا رہا ہے جس پر افسوس نہیں کیا گیا نیز اس بنا پر بھی ان کے خلاف کوئی بات نہیں کہی جا سکتی کہ اس وقت تو وہ اپنے مال و متاع کے پاس ہیں اور ان کو یہ بھی توقع ہوگی کہ اس کی وجہ سے ان کو مال اور معیشت میں فراغت حاصل ہوگی وہ اپنی موجودہ خوشحالی کی ضرور مدافعت کریں گے اور اس بات سے خائف ہوں گے کہ کہیں فتنہ و فساد کی وجہ سے ان پر مصیبت نازل نہ ہو، موجودہ حالات میں اس بات کی کامیابی کی کوئی توقع نہیں ہے کہ ہم اس کے علاقہ کے سربرآوردہ لوگوں کو اس کا مخالف بنا دیں اور اس چال سے اس کا مقابلہ کریں اس کے حسن انتظام اور معدلت گستری کی وجہ سے چونکہ وہاں کے تمام کمزور افراد رعایا اس سے محبت کرتے ہیں اس وجہ سے اس کا بھی موقع نہیں کہ علانیہ طور پر اس سے لڑنے کے لئے اس پر چڑھائی کی جائے رہے طاقتور افراد ملک تو ان کو اس کے خلاف کوئی وجہ شکایت اور مخالفت نہیں یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ رعایا کا سواد اعظم کمزور اور ناتوان افراد پر مشتمل ہوا کرتا ہے، فضل کہنے لگا تم نے ایسی تقریر کی ہے جس سے کسی کارروائی کا موقع ہی نہیں رہا تمہارے بیان کے مطابق نہ اس کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملایا جا سکتا ہے اور نہ یہاں سے اس کے مقابلہ پر کوئی فوج بھیجی جا سکتی ہے اس سے بھی بڑھ کر تم نے یہ بات کہی ہے کہ اس کی مخالفت کے لئے ہماری فوج میں کمزوری ہے اور اس کی فوج طاقتور ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ نہ امیر المومنین جس بات کو اپنا حق سمجھتے ہیں اس کے ترک کر دینے پر آمادہ ہوں گے اور اب تک اس معاملہ میں جو کارروائی ہو چکی ہے اس کے ہوتے ہوئے نہ میں خود اس بات پر آمادہ ہوں کہ اسے یہیں ختم کر دیا جائے بسا اوقات معاملات کا ابتدائی رخ بھیانک اور پُر خطر معلوم ہوتا ہے مگر ان کا انجام

نیک اور مفید نکلتا ہے، اس کے بعد دونوں جدا ہو گئے۔

چونکہ فضل بن الربیع نے سرحد کی ناکہ بندی کر دی تھی تاکہ کوئی خط ادھر سے سرحد کے پار نہ جا سکے اس وجہ سے مامون کے فرستادہ قاصد نے ایک عورت کے ہاتھ اپنا خط روانہ کیا اس خط کو اس نے پالان کی ایک لکڑی میں سوراخ کر کے بحفاظت رکھدیا اور اپنے صاحب برید کو لکھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسے مامون کے پاس پہونچا دے، وہ عورت امین کی سرحدی چوکیوں پر سے اس طرح گزرتے چلی گئی جس طرح کوئی راہگیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جاتا ہے اس کی ہیئت کی وجہ سے نہ کسی کو اس پر شبہ گزرا اور نہ اس کی جامہ تلاشی کی گئی اس طرح مامون کو دارالخلافہ کی جو اطلاع موصول ہوئی وہ ان اطلاعات کے بالکل موافق تھی جو اسے دوسرے خطوط کے ذریعہ سے مل چکی تھی جب ہر طرح اسے اپنی اطلاعات کی تصدیق ہو گئی تو اس نے ذوالریاستین سے کہا کہ ان اطلاعات سے اصل حقیقت منکشف ہو چکی ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں ابتدائی آثار بعد میں آنے والے واقعات کا پتہ دیتے ہیں ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ ہم حق پر رہیں اور شاید اس تلخی کا ثمرہ ہمیں شیریں ملے۔

جب مامون کے لئے دعا ترک کی گئی اور یہ بات صحیح طور پر معلوم ہو گئی کہ امین اسے علیحدہ کر دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلا کام جو فضل بن سہل نے کیا یہ تھا کہ اس نے ان تمام سپاہیوں کہ جن کو اس نے پہلے سے رے کے چاروں طرف پھیلا رکھا تھا اس فوج کے ساتھ مل جانے کا حکم دیا جو باقاعدہ طور پر رے میں متعین تھی ان کثیر التعداد فوجوں کی موجودگی سے ان علاقوں میں قحط پڑ گیا ان کی سربراہی کے لئے اس نے ہر درہ اور ناکہ سے اس قدر سامان معیشت جانوروں پر بار کر کے ان کے پاس پہونچا دیا کہ ہر ضروری شئے ان کو وہاں میسر آگئی، یہ تمام فوجیں سرحد پر پڑی رہیں اس سے آگے نہ بڑھیں مگر اپنے اس طویل

قیام کے زمانے میں انھوں نے کسی مسافر یا دوسرے شخص کو مطلقاً نہ چھیڑا اور نہ ستایا، اس کے بعد فضل بن سہل نے طاہر بن الحسین کو اس کے ماتحت سرداروں اور سپاہ کے ساتھ رے جانے کا حکم دیا طاہر مسلسل طے منازل کرتا ہوا رے پہونچا اور وہیں اس نے اپنا پڑاو ڈالدیا اس نے رے کے اطراف میں اپنے آدمی متعین کر دئے چوکیاں قایم کیں اور ہر طرف اپنے جاسوس اور مخبر پھیلادیے،

امین نے عصمہ بن حماد بن سالم کو ایک ہزار فوج کے ساتھ ہمدان بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ وہیں مقام کردے اور حسب ضرورت صوبہ جبل کی جنگی کارروائیوں میں وہی سپہ سالار رہے اسے یہ بھی ہدایت کی وہ اپنے مقدمتہ الجیش کو سادہ بھیجدے، امین نے اس کے بھائی عبدالرحمٰن بن حماد کو اس کی جگہ اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کرلیا۔ اب فضل بن الربیع اور علی بن عیسیٰ امین کو اور زیادہ مامون کی علیحدگی اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت لے لینے پر بھڑکانے اور ابھارنے لگے۔ چنانچہ اسی سال انھوں نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کرکے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا محمدؐ بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کا کوتوال بنایا عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا عبداللہ بن عبیدہ کو اس کا افسر خراج اور علی بن صالح صاحب المصلی کو اس کا میر منشی مقرر کیا۔

اس سال رومیوں نے میخایل شاہ روم پر اچانک حملہ کردیا اس نے بھاگ کر جان بچائی اور رہبانیت اختیار کرلی، اس نے دو سال حکومت کی اور اس کے بعد لیون القائد روم کا بادشاہ ہوا۔

اس سال امین نے اسحٰق بن سلیمان کو حمص سے واپس بلا لیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو مقرر کیا، اس کے ہمراہ عافیہ بن سلیمان بھی تھا۔ عبداللہ نے وہاں کے بہت سے سربرآوردہ لوگوں کو قتل کردیا۔ اور دوسروں کو قید کردیا اس نے چاروں طرف سے ان کے شہر میں آگ لگادی

اب انھوں نے امان کی درخواست کی عبداللہ نے ان کی درخواست قبول کی چندروز تو وہ لوگ امن وسکون سے بیٹھے مگر پھر شورش برپا کردی اس مرتبہ عبداللہ نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

سنہ ۱۹۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال امین نے ان درہم و دینار کا چلن موقوف کر دیا جو سنہ ۱۹۴ھ میں اس کے بھائی مامون کے لئے خراسان میں مضروب ہوئے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مامون نے یہ حکم دیدیا تھا کہ اب ان میں امین کا نام ثبت نہ کیا جائے ان سکوں کو رباعیہ کہتے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد وہ چلتے نہ تھے۔

اس سال ماہ صفر میں امین نے اپنی تمام سلطنت میں مامون اور قاسم کے لئے منبروں پر دعا بند کرادی اور حکم دیا کہ خود ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کی جایا کرے اس وقت موسیٰ بالکل صغیر سن تھا ناطق بالحق اس کا نام تجویز کیا گیا یہ سب باتیں فضل بن الربیع کے مشورہ سے ہوئیں۔ جب مامون کو اس کی اطلاع ملی اس نے امام الہدیٰ اپنا نام رکھ لیا اور یہی لقب اب تحریریں میں بھی لکھا جانے لگا۔

اس سال یکم ربیع الآخر کو امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو تمام صوبہ جبل کا جس میں نہاوند ہمدان قم اور اصفہان شامل تھے والی عام مقرر کر کے روانہ کیا اس صوبہ کے تمام جنگی اور خراج کے معاملات سب اسی کے تفویض کئے بہت سے دوسرے فوجی امرا بھی اس کے ساتھ بھیجے

دو لاکھ دینار اسے اور پچاس ہزار اس کے بیٹوں کو دئے، جو فوج ساتھ بھیجی تھی اسے انعام واکرام سے مالا مال کر دیا دو ہزار مرصع تلواریں اور چھ ہزار پارچے خلعت میں اسے دیئے ۸ رجمادی الآخر جمعہ کے دن انھوں نے اپنے تمام اہلبیت، موالی اور دوسرے امرا کو شماسیہ کے مقصورہ میں طلب کیا جمعہ کی نماز پڑھ کر مقصورہ میں آئے اور اپنے بیٹے موسیٰ کو ان سب کے سامنے محراب میں بٹھایا اس وقت ان کے ساتھ فضل بن الربیع اور دوسرے تمام مدعو حاضرین موجود تھے فضل نے امین کی طرف سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا جس میں اپنی اس حق رائے کا اظہار کیا گیا تھا جو وہ ان کے متعلق رکھتے ہیں اور وہ حق جتایا گیا تھا جو خود ثابت کیا ان پر ہے کیونکہ ابتدا میں صرف تنہا انھیں کے لئے بیعت لی گئی تھی جس کا ایفا اب تک ان کے لئے ضروری ہے نیز یہ بتایا گیا تھا کہ عبداللہ نے بلا وجہ اپنا لقب مقرر کر کے اور اپنے لئے دعوت دے کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے اس نے ان سے سلسلۂ مراسلت بھی بند کر دیا ہے اور سکوں اور فرامین سے ان کا نام تک خارج کر دیا ہے اس نے یہ بھی کیا ہے یا جن شرائط کا مدعی ہے ان میں سے کسی کا بھی اسے حق نہ تھا اس کے بعد اس فرمان میں ان کو ان کی اطاعت کرنے اور ان کی بیعت پر قائم رہنے کے لئے ترغیب وتحریص کی گئی تھی۔

جب وہ فرمان پڑھا جا چکا تو سعید بن الفضل خطیب نے کھڑے ہو کر اس نے فرمان کے مضمون کی تائید اور تصدیق کی اس کے بعد فضل بن الربیع نے بیٹھے ہوئے ایک طول طویل تقریر کی جس میں اس نے یہ کہا کہ امیرالمومنین محمد الامین کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت یا خلافت کا حق نہیں اور اللہ نے عبداللہ وغیرہ کا اس میں کوئی حصہ یا بہرہ مقرر نہیں کیا ہے۔ اس تقریر کو سن کر نہ امین کے اہل بیت میں سے کسی شخص نے نہ اور دوسروں نے ایک لفظ زبان سے نکالا البتہ محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور فوج خاصہ کے بعض دوسرے سربرآوردہ لوگوں نے کچھ کہا۔ اپنی اس تقریر کے دوران میں فضل بن الربیع نے یہ بھی اعلان

کیا کہ اے اہل خراسان امیر موسیٰ بن امیر المومنین نے اپنے ذاتی مال میں سے تین کروڑ درہم تم میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد سب لوگ چلے گئے علی بن عیسیٰ نے امین سے آکر کہا کہ خراسانیوں نے مجھے لکھا ہے کہ اگر مامون کے خلاف جارحانہ کارروائی کروں تو وہ سب کے سب میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

اس سال علی بن عیسیٰ مامون کے خلاف لڑنے کے لئے رے روانہ ہوا۔

علی بن عیسیٰ کی پیشقدمی

(۱۹۵)

۱۵ جمادی الآخر ۱۹۵ہجری جمعہ کے دن شام کو نماز جمعہ سے عصر تک علی بن عیسیٰ مدینۃ السلام سے اپنی اس فرودگاہ کو جو نہربین پر قائم کی گئی تھی روانہ ہو گیا اور وہاں اس نے تقریباً چالیس ہزار فوج کے ساتھ قیام کیا یہ اپنے ساتھ چاندی کی ایک زنجیر بھی لے گیا تھا کیونکہ اسے یہ زعم تھا کہ وہ اس سے مامون کو قید کرے گا سنیچر کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں کہ خود امین علی بن عیسیٰ کے ساتھ نہروان تک آئے اور ان فوجوں کا جو علی بن عیسیٰ کے ساتھ جارہی تھیں باقاعدہ معائنہ کیا اس دن کا بقیہ حصہ انہوں نے نہروان میں بسر کیا اور پھر مدینۃ السلام واپس آگئے علی تین دن نہروان میں ٹھہر کر اپنی منزل مقصود کی طرف تیزی سے روانہ ہوا اور مسلسل کوچ کرتا ہوا ہمدان پہنچا اور وہاں اس نے عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو ہمدان کا والی مقرر کیا اسی اثنا میں امین نے عصمہ بن حماد کو یہ حکم بھیجا تھا کہ وہ خود تو اپنے کچھ خاص آدمیوں کے ساتھ واپس آجائے اور اپنی بقیہ فوج اور دوسرے تمام مال ومتاع اور اسلحہ کو علی بن عیسیٰ کے حوالے کردے انہوں نے ابودلف قاسم بن عیسیٰ کو بھی حکم بھیجا کہ وہ اپنی تمام جمعیت کے ساتھ علی بن عیسیٰ سے جا ملے انہوں نے ہلال بن عبداللہ الحضرمی کو

اس کے ساتھ کیا اور اس کا منصب مقرر کیا، اس کے بعد انہوں نے عبدالرحمن بن جبلۃ الانباری کو دینور کا والی مقرر کر کے حکم دیا کہ تم اپنی جمعیت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور اسی کے ہمراہ انہوں نے وہ دو کرور درہم بھی بھیجے جو اس سے پہلے ہی اس کے پاس بھیجے گئے تھے مگر علی عبدالرحمان کے اس کے پاس پہونچنے سے پہلے ہی ہمدان سے روانہ ہو گیا تھا یہ پورے بندوبست کے ساتھ رے پہونچا وہاں طاہر بن الحسین نے چار ہزار سے بھی کم فوج کے ساتھ جس کی کل تعداد تین ہزار آٹھ سو بیان کی گئی ہے اس کا مقابلہ کیا، طاہر کی چھاؤنی سے تین شخص علی بن عیسیٰ کا تقرب حاصل کرنے اس کے پاس چلے آئے علی نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں کے باشندے ہو ان میں سے ایک نے کہا میں آپ کے بیٹے عیسیٰ کی فوج کا جسے رافع نے قتل کر دیا ایک سپاہی ہوں علی نے کہا خوب تم تو میری ہی فوج کے ہو اور پھر اس کے حکم سے دوسو کوڑے اس کے مارے گئے، اس کے علاوہ دوسرے دو شخصوں کے ساتھ بھی اس نے اہانت آمیز برتاؤ کیا اس کے اس طرز عمل کی خبر طاہر کی تمام فوج میں پھیل گئی جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ اس سے متنفر ہو گئے اور اب اس کے مقابلہ کے لئے زیادہ عزم سے تل گئے۔

احمد بن ہشام طاہر کا صاحب شرطہ بیان کرتا ہے کہ ابھی ہمیں اس بات کی اطلاع نہیں ملی تھی کہ مامون نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا ہے کہ ہمارا علی بن عیسیٰ سے مقابلہ ہو گیا، میں نے طاہر سے کہا کہ جس تزک اور احتشام سے علی آیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے اگر ہم اس سے لڑنے برآمد ہوں اور وہ یہ کہے کہ میں امیرالمومنین کا عامل ہوں اور ہم کو اس کا اقرار کرنا پڑے گا تب ہم کس منہ سے اس سے لڑسکیں گے، طاہر نے کہا اس باب میں اب تک مجھے کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی ہے میں نے کہا اس معاملہ کو تم مجھ پر چھوڑ دو طاہر نے کہا

جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو، میں اسی وقت منبر پر چڑھا اور میں نے محمد کو خلافت سے برطرف کر کے مامون کی خلافت کی دعوت دی اور اب ہم اسی دن یا دوسرے دن سنیچر ماہ شعبان ۱۹۵ھ ہجری کو وہاں سے چل کر قسطانہ آئے یہ مقام رے سے عراق کی سمت میں پہلی منزل ہے اس وقت علی بن عیسیٰ مشکو یہ نام ایک صحرا تک آپہونچا تھا اور اب ہمارے اور اس کے درمیان سات فرسنگ کا فاصلہ تھا ہم نے اپنے مقدمۃ الجیش کو اور آگے بڑھا دیا کہ اب وہ علی سے صرف دو فرسنگ پر رہ گیا تھا اس کا یہ خیال تھا کہ جب طاہر اسے دیکھے گا اسی وقت اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا مگر جب علی نے محسوس کیا کہ یہ تو واقعی جنگ پر تلا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ یہ تو بے آب و گیاہ صحرا ہے یہاں پڑاؤ ڈالنا مناسب نہیں اس خیال سے وہ طاہر کی بائیں جانب ہو کر ایک ہاٹ میں جس کا نام بنی الزاری کا ہاٹ تھا آگیا، ہمارے ساتھ ترک تھے ہم ایک نہر کے کنارے اتر پڑے علی بھی ہم سے قریب ہی فروکش ہوا ہمارے اور اس کے درمیان ٹیلے اور پہاڑیاں واقع تھیں، آخر شب میں ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ علی رے میں داخل ہو گیا ہے اس نے اہل رے کو سازش کر کے اپنے ساتھ ملا لیا ہے میں اسی شخص کے ساتھ شاہراہ پر آیا اسے غور سے دیکھا اور پھر میں نے کہا دشمن کا راستہ تو یہی ہے مگر یہاں کسی جانور کا نشان قدم معلوم نہیں ہوتا اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس راہ سے اب تک کوئی گزرا نہیں ہے۔

میں نے طاہر کو آکر بیدار کیا اس سے کہا نماز پڑھ لو اس نے کہا ہاں پڑھتا ہوں اس نے پانی منگوایا اور نماز کی تیاری کرنے لگا میں نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا، صبح ہو گئی اس نے مجھ سے کہا سوار ہو کر چلو اب ہم شاہراہ پر آئے اور ٹھہر گئے طاہر نے کہا کیا تم ان ٹیلوں کے آگے جا سکتے ہو، ہم ٹیلوں پر سے ہوتے ہوئے ایسے مقام پر آئے جہاں سے علی بن عیسیٰ کی فرودگاہ ہمارے سامنے تھی ہم نے دیکھا کہ

اس کی فوج اسلحہ لگا رہی ہے طاہر نے کہا کہ الٹے قدم واپس چلو ہم اپنی فرودگاہ آئے اس نے خروج کا حکم دیا میں نے فوراً ماموانی حسن بن یونس المحاربی اور رستمی کو بلا کر کہا کہ اب چلو وہ سب جنگ کے لئے برآمد ہوئے ماموانی میمنہ پر تھا اور رستمی اور محمد بن مصعب میسرہ پر تھے۔

دوسری طرف سے علی بن عیسیٰ اپنی کثیر التعداد فوج کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا، اسلحہ اور سونے کی چمک سے تمام میدان سنہرا اور روپہلا ہو رہا تھا، اس کے میمنہ پر حسین بن علی تھا جس کے ساتھ ابودلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس متعین تھا اور اس کے میسرہ پر کوئی دوسرا سردار متعین تھا اب انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی یہاں تک کہ وہ ہمارے فرودگاہ میں گھس آئے مگر اسی وقت طاہر نے اپنی فرودگاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔

لڑائی سے قبل طاہر نے علی بن عیسیٰ کی فوج کی کثرت اور سازوسامان کو دیکھ کر کہا تھا کہ ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں البتہ ہم ان سے خارجیوں کی طرح لڑتے ہیں اس نے ارادہ کیا کہ علی کی فوج کے قلب پر حملہ کرے اور اس غرض سے اس نے سات سو خوارزمیوں کو جن میں میکائیل، سسل اور داؤد سیاہ تھے اکٹھا کیا میں نے طاہر سے کہا کہ میں ایک چال کرتا ہوں وہ یہ کہ علی بن عیسیٰ کو وہ بیعت یاد دلاتا ہوں جو خاص طور پر اس نے تمام اہل خراسان کی طرف سے ان کے نمائندہ کی حیثیت سے مامون کے لئے کی تھی اس نے کہا اچھی بات ہے ضرور ایسا کرو اب ہم نے وہ دونوں معاہدے دو نیزوں کے پھلوں سے باندھے اور میں دونوں صفوں کے درمیان جا کر کھڑا ہوا میں نے امان مانگی اور کہا تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ نہ ہم تم کو ماریں اور نہ تم ہمیں مارو علی بن عیسیٰ نے کہا ہاں میں اس بات کو قبول کرتا ہوں میں نے کہا اے علی بن عیسیٰ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا یہ وہ عہد نامہ نہیں ہے جس میں خاص طور پر تم نے مامون کی بیعت کی ہے اللہ سے ڈرو اب تم قبر کے دروازے پر

پہونچ گئے ہو، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا احمد بن ہشام۔
چونکہ علی نے اس کے چار سو کوڑے لگوائے تھے اس وجہ سے اس کا نام سنتے ہی اسے پھر غصہ آگیا اور اس نے خراسانیوں کو للکارا کہ جو اسے پکڑ کر لائے اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے۔
ہماری ساتھ ایک بخاری جماعت تھی اس نے علی پر تیر انداز کی اور کہنے لگے کہ ہم تجھے قتل کر کے تیرے مال پر قبضہ کئے لیتے ہیں اس کے بعد ہی اس کی فرودگاہ سے عباس بن اللیث مہدی کا موئی اور ایک شخص جس کا نام حاتم الطائی تھا میدان جنگ میں نکل کر آئے طاہر نے اس پر حملہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار کے قبضہ کو مضبوطی سے پکڑ کر ایسی ضرب لگائی کہ اسے زمین پر گرادیا۔ داؤد سیاہ نے علی بن عیسیٰ پر حملہ کیا اور اسے زمین پر گرادیا وہ علی کو پہچانتا نہ تھا اس روز وہ ایک ایسے گھوڑے پر سوار تھا جس کے پاؤں کمیت رنگ کے تھے یہ گھوڑا اسے امین نے دیا تھا حالانکہ جنگ میں ایسے گھوڑوں کو برا سمجھتے ہیں اور اسے شکست کی علامت خیال کرتے ہیں۔
علی کو زمین پر گرا کر داؤد نے کہا کہ کیوں نہ ہم اس کا کام تمام کردیں اس پر طاہر الصغیر نے جس کا نام طاہر بن التاجی ہے اس سے پوچھا کیا تم علی بن عیسیٰ ہو علی نے اس خیال سے کہ یہ میرا نام سن کر مرعوب ہو جائے گا اور مجھ پر وار نہیں کرے گا کہدیا کہ ہاں میں علی بن عیسیٰ ہوں اتنا سنتے ہی طاہر الصغیر اس پر چڑھ دوڑا اور اس نے تلوار سے اسے ذبح کر ڈالا محمد بن مقاتل بن صالح نے ان سے حجت کی کہ سر میں لوں گا اس میں تو اسے کامیابی نہیں ہوئی مگر اس نے اس کی داڑھی کے بالوں کا ایک مٹھا نوچ لیا اور اس کو طاہر کے پاس لے کر آیا اور اس نے قتل کی اسے بشارت دی اصل میں طاہر کا پہلا وار فتح کا سبب ہوا اور چونکہ اس نے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑی تھی اس وجہ سے اسے

اسی دن سے ذو الیمینین کہنے لگے۔
علی کے قادر انداز ہم پر تیر چلانے کے لئے آمادہ ہوے مجھے
بھی اب تک اس کے قتل کا علم نہیں ہوا تھا اتنے میں شور مچا کہ
سردار مارا گیا اب کیا تھا علی کی فوج بھاگی اور ہم نے دو فرسنگ
تک اس کا تعاقب کیا بارہ مرتبہ وہ ہماری مقاومت کے لئے ٹھہرے
مگر ہر مرتبہ ہم نے ان کو مار بھگایا طاہر بن الناجی علی بن عیسی کا سر
لئے ہوے میرے قریب آیا میں اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ
علی کا ارادہ تھا کہ وہ میرے سر کو اس منبر پر نصب کرے جس پر امین کی خلافت
سے علانیہ طور پر انکار کیا گیا تھا اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ رے میں
اس کے لئے دن کا کھانا تیار کیا جائے میں شکست خوردہ فوج کے تعاقب سے پلٹ آیا
علی کا ایک تھیلا مجھے ملا اس میں ایک نیم آستین ایک کرتا اور ایک جبہ تھا اس کو پہن کر
میں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی، ہم کو اس کی فرودگاہ میں سات سو
تھیلیاں درہموں سے پر ملیں ہر تھیلی میں ایک ہزار درہم تھے ہم نے
دیکھا کہ وہ بخاری جماعت جس نے اسے گالیاں دی تھیں کئی خچر جن پر
صندوق بار تھے اسی خیال سے کہ ان میں مال ہوگا لئے ہوے ہے
انھوں نے وہ صندوق توڑے دیکھا کہ ان میں سواد کی شراب بھری
ہوئی ہے اب انھوں نے شراب کے شیشے آپس میں تقسیم کر لئے اور کہنے
لگے کہ چونکہ آج ہم نے بڑی محنت کی ہے آؤ شراب پئیں، میں طاہر کے
خیمہ میں آیا وہ میری اس تاخیر سے مغموم تھا دیکھتے ہی کہنے لگا بشارت
ہو یہ علی کا سر موجود ہے، جتنے غلام وہاں موجود تھے فرط خوشی میں اس
نے سب کو گلے سے لگا لیا اب علی کا جسد کہار ایک لکڑی پر اس طرح
اٹھاے ہوئے کہ انھوں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پیروں سے
باندھ دیا تھا جس طرح کہ گدھے کو اٹھاتے ہیں طاہر کے پاس لائے
اس کے حکم سے اسے کمبل میں لپیٹ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ طاہر
نے اس فتح کی بشارت ذو الریاستین کو لکھ بھیجی اگرچہ جہاں ہم تھے

وہاں سے مرو تقریباً دو سو پچاس فرسنگ کے فاصلہ پر تھا مگر طاہر کا خط صرف جمعہ کی رات سنیچر کی رات اور اتوار کی رات کو چل کر اتوار کے دن مرو پہونچگیا۔

ذوالرئاستین کہتا ہے جس روز ہم کو اس فتح کی خبر ملی ہے اسی دن ہم نے ہرثمہ کو پورے سازوسامان کے ساتھ طاہر کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا وہ اسی دن اپنے کام پر چلا گیا خود مامون نے بھی کچھ دور اس کی مشایعت کی میں نے مامون سے کہا کہ اب یہ بات بہت ضروری ہو گئی ہے کہ آپ کی خلافت کا اعلان کر دیا جائے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ عنقریب یہ تجویز آپ کے سامنے پیش کی جائے گی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دیجائے البتہ جب آپ کی خلافت کا باقاعدہ اعلان ہو چکا ہوگا اس وقت آپ کے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ جو قدم آپ نے اس معاملہ میں اب بڑھا دیا ہے اسے واپس کریں، یہ کہہ کر میں ہرثمہ اور حسن بن سہل بڑھے اور ہم نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا اب کیا تھا ان کے تمام شیعوں نے فوراً ان کی بیعت کرلی میں ہرثمہ کو چھوڑ کر اپنے گھر واپس آیا چونکہ اس کے سامان سفر کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے میں تین دن سے سو نہ سکا تھا اس لئے آج بہت ہی تھکا ماندہ تھا اتنے میں میرے خدمتگار نے آکر کہا کہ عبدالرحمٰن بن مدرک حاضر ہے یہ عامل ٹپہ تھا۔ ہم پہلے سے منتظر تھے کہ کوئی نہ کوئی خط آتا ہوگا چاہے اس میں جو خبر درج ہو وہ ہمارے موافق ہو یا مخالف، وہ کمرہ میں آکر خاموش کھڑا رہا میں نے پوچھا کیا ہے اس نے کہا فتح کی بشارت آئی ہے، میں نے طاہر کا خط پڑھا اس میں مرقوم تھا "اللہ آپ کی عمر میں برکت دے آپ کے دشمنوں کو تباہ اور برباد کرے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور علی بن عیسیٰ کا سر میرے سامنے پڑا ہے اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے والحمد للہ رب العالمین" میں فوراً اٹھا امیرالمومنین کے قصر کی طرف لپکا میں قصر کے احاطہ میں پہونچ چکا تھا تب میرا غلام میرے پاس پہونچا میں نے مامون کو جاکر اس فتح کی بشارت دی اور وہ خط پڑھ کر سنایا انھوں نے اسیوقت

اپنے تمام اہلبیت، فوجی امراء اور دوسرے عمائد اور اکابر کو اپنے پاس طلب کیا دربار میں پہونچ کر سب نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا، منگل کے دن علی کا سر بھی آگیا اور اسے خراسان میں گشت کرایا گیا۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب علی بن عیسیٰ کے قتل کی خبر امین کو ملی جو اس وقت دریا کے کنارے مچھلی کے شکار میں منہمک تھے انہوں نے خبر رساں سے کہا کہ اس کا ذکر ابھی مت کرو کوثر نے دو مچھلیاں پکڑ لی ہیں اور میں نے اب تک ایک بھی نہیں پکڑی ہے۔ طاہر کا ایک حاسد دشمن اس فتح سے پہلے کہا کرتا تھا کہ علی اس پر غلبہ پالے گا اور علی کی فوج کی کثرت اور اہل خراسان کی اس کے ساتھ عقیدت مندی کی وجہ سے طاہر اس کے سامنے ٹھہر بھی نہیں سکے گا مگر جب وہ مارا گیا تو اب یہ بالکل کھویا گیا اور کہنے لگا بخدا طاہر ایسا جوانمرد ہے کہ اگر وہ صرف اکیلا ہو اور علی اپنی ساری فوج کے ساتھ بھی ہو تب بھی وہ اس سے ضرور لڑے یہاں تک کہ وہ غالب آجائے یا مارا جائے۔

علی کی فوج کے ایک شخص نے جو نہایت بہادر اور جری تھا اس کا مرثیہ کہا، جب اس کے قتل کی اطلاع امین کو اور فضل کو بغداد میں ہوئی اس نے مامون کے خادم نوفل کو جو بغداد میں اس کا وکیل، خازن، اہل وعیال کا نگراں اور تمام اس کی جائداد کا مختار عام تھا امین کی طرف سے بلا بھیجا اور پھر اس سے وہ ایک کرور درہم جو رشید نے مامون کو عطا کئے تھے لے لئے نیز مامون کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد پر جو سواد میں تھی قبضہ کر کے اس پر اپنے کارندے مقرر کر دئے اور عبدالرحمن الانباری کو پوری طاقت اور ساز و سامان کے ساتھ طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا یہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمذان آگیا۔

اس موقع پر عبداللہ بن خازم نے یہ بات کہی تھی کہ امین اپنی اوٹی اور بے ہنگام تدبیروں سے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا اور فوجوں کو ہزیمت دینا چاہتا ہے حالانکہ یہ کبھی نہ ہوگا اس پر کسی پہلے شاعر کی یہ بات صادق آتی ہے "جس گلہ کا چرواہا تو ہے وہ تو تباہ ہو کر رہے گا"۔

جب امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا ولی عہد خلافت بنایا اور علی بن عیسیٰ کو رے بھیجا تو بغداد کے کسی شاعر نے امین کے سراپا لہو و لعب میں انہماک امور جہانبانی سے غفلت اور علی بن عیسیٰ اور فضل بن الربیع کے ان کے مزاج میں در خور اور اقتدار کو دیکھ کر یہ قصیدہ لکھا۔

اضاع الخلافة غش الوزیر وفسق الامام وجهل المشیر

وزیر کی نمک حرامی، مشیر کی نادانی اور امام وقت کے فسق و فجور میں انہماک نے خلافت کو تباہ کر دیا۔

امین نے جب اپنے سفرا کے ذریعہ مامون کو وہ خط بھیجا جس میں اسے کہا گیا تھا کہ تم میرے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت کرو تو مامون نے اس خط کا جواب یہ دیا تھا۔

"اما بعد مجھے امیر المومنین کا خط ملا۔ اس میں آپ نے میری اس منزلت سے انکار کیا ہے جو میرے آبا کی دی ہوئی ہے آپ چاہتے ہیں کہ میں اس حق کی خلاف ورزی کروں جو سب کو معلوم ہے اگر آپ انصاف سے کام لیتے اور اسے چھوڑتے تو آپ کی بات ور ہوتی اور اگر اس وقت میں آپ کی اطاعت سے سرتابی کرتا تو میری بات گر جاتی مگر اب تو معاملہ اس کے برعکس ہے میں بدستور آپ کا عقیدت کیش نیاز مند ہوں اور آپ حق اور انصاف کی خلاف ورزی کر رہے ہیں آپ کے لئے مناسب یہ ہے کہ اپنے ذاتی اغراض سے اعراض کر کے آپ حق اور انصاف پر کاربند ہوں اس کے بعد اگر میں حق پر قائم رہوں گا تو آپ کو میری طرف سے کوئی خطرہ نہ ہونا چاہئے اور اگر میں اس کی خلاف ورزی کروں گا تو اس وقت آپ اپنی کارروائی میں حق بجانب ہوں گے، آپ نے اپنے خط میں اطاعت کی خوبی اور مخالفت کی برائی لکھی ہے میں خود اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ حق کی مخالفت کر کے کوئی شخص باقی نہ بچا، البتہ جو حق پر قائم ہے اسے کچھ اندیشہ نہیں والسلام"۔

جب مامون کو معلوم ہوا کہ علی بن عیسیٰ بھی امین کے ساتھ ہو گیا ہے اس نے یہ خط اسے لکھا۔

"اما بعد۔ تم وہ ہو جس نے ہماری اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے تم

اور تمہارے اسلاف ہمیشہ سے ہماری خلافت کی حفاظت اور تائید کرتے رہے ہیں تم اس جان نثاری کو اپنے اوپر اپنے ائمہ کا حق سمجھتے رہے ہو تم نے ہمیشہ جماعت کے نظام کو برقرار رکھا ہے اور طاعت میں جان نثاری کی ہے اپنے مخالفوں کو قتل کیا ہے اپنے ساتھیوں کی مدد و حمایت کی ہے اپنے ائمہ کو تم نے ہمیشہ اپنے آباؤ اور اپنی اولاد پر ترجیح دی ہے اور شدت اور راحت ہر حالت میں ان کا ساتھ دیا ہے تم نے ہمیشہ اجتماع اور اتحاد کو اپنی فلاح اور صلاح سمجھا اور افتراق کو اپنی تباہی اور بربادی، جس نے جماعت کا ساتھ چھوڑا اسے تم نے بھی گمراہ سمجھا تم وہ لوگ ہو جن کے ذریعہ اللہ نے اپنا انتقام ہمارے دشمنوں سے لیا ہے کتنے ہمارے دشمن ہیں جن کو تم نے قتل کر کے میدان میں بغیر خبر گیری کے درندوں کا لقمہ بنا دیا کہ اب جو ائمہ ان پر افسوس کر رہی ہیں۔ تمہاری انہیں جان نثاریوں اور کارگزاریوں کی وجہ سے ائمہ نے تم کو وہ اعلیٰ اور اشراف درجہ اور مرتبہ عطا کیا جس پر آج تم فائز ہو نیز خلافت کے تمام معاملات میں وہ سب کے سب تم پر اعتماد کلی رکھتے تھے اور تم کو ہر بات میں پیش پیش رکھتے تھے اسوجہ سے امور خلافت میں جو اعتماد اور مرتبہ تم کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں بلکہ تم ہی اس کے سربراہ کار اور منصرم کلی ہو تمام قوم میں تمہارا مرتبہ یہ ہے کہ اگر تم حکم دو کہ پاس آؤ وہ پاس آجائیں گے تم کہو آگے بڑھو وہ آگے بڑھ جائیں گے تم رکو وہ بھی وہیں رک جائیں گے اور ٹھہرے رہیں گے اسی خیر خواہی اور جان نثاری کی وجہ تمہاری عزت اور وقعت دن دونی رات چوگنی بڑھتی رہی اور اسی طرح ترقی کرتے کرتے تم آج اپنے اس موجودہ مرتبہ پر فائز ہو، تمہاری زندگی کا بیشتر حصہ گزر چکا ہے اور اب خاتمہ کا وہ زمانہ ہے جس میں اس بات کا انتظار ہوتا ہے کہ یہ زمانہ بھی خیر و خوبی سے گذر جائے تا کہ اس کی وجہ سے تمام گزشتہ کارگذاریاں مقبول اور معروف ہو جائیں ورنہ اگر آخر زمانے میں کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے عمر بھر کی خدمات پر پانی پھر جاتا ہے مگر اس وقت تم نے اپنے آقایان نعمت اور ارکین امامت کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے کہ جس عہد و پیمان کو تم نے خود دوسروں سے منعقد کرایا تھا خود تم اب اس کو توڑ رہے ہو وہ عہد صرف خواص تک محدود نہ تھا بلکہ عوام الناس سے بھی نہایت ہی راسخ وعدول اور غلیظ قسموں کے ساتھ لیا گیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری بات بگڑ جائیگی، تمام قوم میں تفرقہ پیدا ہو جائیگی اس کی وجہ سے یہ نعمت خلافت ہمارے ہاتھ سے نکل جائیگی اور ہمارے اسلاف کی تمام محنت اور کاوش برباد ہو گی پھر جب تمہارے اولیائے نعمت ہی برباد ہو جائینگے تو ضرور ہے کہ ان کے زوال کا اثر خاص

طور پر خود تم تک بھی ساری ہو گا اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت خراب نہیں کرتا مگر اسوقت کہ خود وہ قوم اپنے کو بدل دے، جو شخص خلافت کی عزت کے محافظوں کی عام طور پر بربادی کے لئے جدوجہد کرتا ہے خود وہ اپنا کچھ کم دشمن نہیں اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ سب کے سب مارے جائیں گے تمہارا وہ مرتبہ ہے کہ اگر تم اس کارروائی کی مخالفت کرتے تو تمہاری رائے پر عمل ہوتا' اور کسی طرح سے تمہاری اس رائے کو بدنیتی پر محمول نہیں کیا جاسکتا تھا اس کے علاوہ اولیائے حق تمہاری اس حق پرستی کی وجہ سے تمہارا خاص احترام کرتے' جو شخص نفع عاجل کی خاطر حق کو چھوڑتا ہے' اور عاقبت میں خود کو تباہ کرلیتا ہے وہ اس شخص کے برابر نہیں جو حق کی اعانت کرتا ہے اس کی عاقبت بھی درست رہتی ہے اور اس دنیا میں بھی اسے بہت زیادہ نفع ملتا ہے' اور یہ بات کچھ ایسی نہیں ہے کہ اس کے لئے تم سے استدعا اور درخواست کی جائے بلکہ یہ تو حق ہے جس کا ایفا تمہاری عزت اور شرافت کی بقا کے لئے ضروری ہے نیز پھر اس کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور وہ اہل امامت بھی جس کے حق کے استقرار کیلئے تم ایسا کرو گے تمہاری اس حق پرستی کا تم کو بہت زیادہ صلہ اور انعام دے گا' اگر تم وہاں اپنے قیام کیوجہ سے کوئی بات نہ کہہ سکتے ہو یا نہ کرسکتے ہو تو ایسے مقام پر چلے جاؤ جہاں تم بے خوف وخطر ہو کر آزادی سے اپنی کوئی رائے قائم کرسکو یا اس شخص کے پاس آجاؤ جو تمہاری کارگذاریوں کا اعتراف کرے اور جو عزت اور ثروت تمکو اب حاصل ہے وہی یہاں بھی تمکو حاصل ہو گی' میں اس کیلئے تم سے اللہ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں جس کی ضمانت بالکل کافی ہے' اگر اپنی جان کے خوف سے تم ایسا نہ کر سکتے ہو تو کم ازکم یہ تو کرو کہ زبان سے اس تحریک میں جس کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری مرضی کے خلاف کی جارہی ہے کوئی حصّہ نہ لو اس سے یہ تو ہو گا کہ دوسرے اشخاص بھی اس طرز عمل میں تمہاری اقتدا کریں گے اور تمہاری علیحدگی سے خود بھی علیحدہ ہو جائیں گے' تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کردو میں انشاء اللہ اوسے یاد رکھونگا۔ علی نے یہ خط محمد کو لاکر دیا اب کیا تھا جس قدر اشخاص اس تحریک میں پیش پیش تھے انھوں نے امین کو اور جوش دلانا شروع کیا اور اسکی آتش غضب کو تیز کردیا خود اس کے مزاج کی افتاد نے ان کے مقصد کو

میں اُنکی مدد کی مگر چونکہ فضل بن الربیع ہی تمام امور کا سربراکار کلی تھا اس وجہ سے طے یہ پایا کہ اوس سے مشورہ لیا جائے، دوسری طرف ذوالریاستین نے اپنے اُس خاص آدمی کو جو فضل کا مشیر خاص تھا لکھدیا تھا کہ اگر آخر وہاں یہی طے ہو کہ ہم سے جنگ کیجائے تو تم یہ کوشش کرنا کہ ہمارے مقابلہ میں علی بن عیسیٰ کو امیر بناکر بھیجا جائے ذوالریاستین نے یہہ تجویز اس لئے کی تھی کہ او سے معلوم تھا کہ اہل خراسان علی کو اسقدر برا سمجھتے ہیں کہ وہاں کے عوام تو اس سے لڑنے کیلئے تیار ہیں۔

فضل نے حسب عادت اس شخص سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ اگر اس کام پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا جائے تو نہایت ہی مفید اور مناسب ہو کیونکہ ایک زمانہ تک وہاں کا والی رہنے کی وجہ سے تمام خراسان میں اس کا اثر قائم ہے اس کے علاوہ اس کی کریم النفسی اور احسانات کی وجہ سے تمام خراسان اُسے مانتا ہے اس سے بہتر آدمی اس کام کیلئے میسر نہیں نیز وہ ان لوگوں میں ہے جنھوں نے صحیح معنی میں بنی عباس کی تحریک خلافت کو کامیاب بنایا ہے اور سب سے پہلے جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے انکی یادگار ہے اس مشورہ کی بنا پر سب نے علی بن عیسیٰ کو اس کام کے لئے منتخب کیا اور جو کچھ اُس کا نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے، علاوہ اس باقاعدہ فوج کے جو مامون کی حمایت میں علی سے لڑی اہل خراسان کے بہت سے عوام محض علی کے ان مظالم کا انتقام لینے جو اُس نے اپنے عہد ولایت میں اُن پر کئے تھے مامون کے ساتھ ہو گئے، سوائے چند ان کمزور قلب اشخاص کے کہ خود جن کے ساتھ یا اُن کے اسلاف کے ساتھ علی نے کوئی احسان کیا تھا تمام اہل خراسان اُسکی مخالفت میں ہم خیال تھے، اور اسی وجہ سے او سے ہزیمت ہوئی اور وہ مارا گیا۔

امین کا مولی عمر بن حفص کہتا ہے "چونکہ میں اُن کے ملازمین خاص میں تھا اس وجہ سے میں ہر وقت انکی خدمت میں چلا جاتا تھا ایسے اوقات میں بھی چلا جاتا جبکہ کوئی دوسرا ان کے پاس نہ جاسکتا اسی زمانے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو میں انکی خدمت میں گیا شمع سامنے رکھی تھی اور وہ کسی فکر میں منہمک تھے میں نے سلام کیا اونھوں نے جواب بھی نہیں دیا اس سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ کسی

اہم امر سلطنت کی تدبیر مین مشغول ہیں میں خاموش اُن کے سراہنے کھڑا ہو گیا رات کا بیشتر حصہ اسی طرح گذر گیا اب انھوں نے سر اوٹھا کر مجھے دیکھا اور کہا کہ عبداللہ بن خازم کو بلالاؤ میں اُس کے پاس گیا اور اُسیوقت اُسے انکی خدمت میں لے آیا اب انیں مناظرہ ہونے لگا تمام رات اوسی میں ختم ہو گئی میں نے عبداللہ کو یہہ کہتے سنا کہ امیرالمومنین مین اللہ کا واسطے دیکر آپسے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس الزام سے بچیں کہ سب سے پہلے خلفا میں آپ ہی عہد شکنی کریں اور اپنی قسم کا کچھ لحاظ نہ رکھیں اور اپنے پیشرو خلیفہ کے فیصلے کو کالعدم کر دیں، امین نے کہا خاموش رہو عبدالملک کی جو تم سے کہیں زیادہ سمجھدار دور اندیش اور صائب الرائے تھا یہہ رائے تھی کہ دو نر ایک گلہ میں جمع نہیں رہ سکتے۔

امین فضل سے کہا کرتے تھے کہ عبداللہ کی موجودگی اور مخالفت میں زندگی کا کچھ لطف نہیں اور اسے علٰحدہ کئے بغیر چارہ نہیں، فضل ان کے اس خیال مین انکی تائید کرتا تھا اور وعدہ کرتا تھا کہ وہ اس کام کو کردیگا امین کہتے تھے کہ کب کروگے جب مامون تمام خراسان اور اُس کے ملحقہ علاقوں پر پوری طرح قابض اور متصرف ہو جائے گا۔ کیا اس وقت کرسکوگے

امین کا ایک اور خدمتگار بیان کرتا ہے کہ جب انھوں نے مامون کی علٰحدگی اور اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تمام بڑے امرا جمع ہوئے اونھوں نے ہر ایک سے فرداً فرداً اپنی خواہش ظاہر کی اکثر نے اُس کے ماننے سے انکار کیا البتہ بعض لوگوں نے کبھی کبھی اُن کی تائید بھی کی اب انھوں نے خزیمہ بن خازم سے مشورہ کیا اُس نے کہا جناب والا جس نے آپکو غلط باور کرایا وہ آپ کا سچا خیر خواہ نہیں اور جس نے آپ سے سچی بات کہہ دی اُس نے آپ سے کسی قسم کی نمکحرامی نہیں کی میری رائے یہہ ہے کہ آپ اپنے امرائے عساکر کو مامون کی علٰحدگی کے لئے ترغیب نہ دیں کل یہی آپ کو علیحدہ کردیں گے آپ اُن کو بدعہدی پر اغوا نہ کریں یہہ ضرور

آپ کے ساتھ بھی بے وفائی کرینگے کیونکہ جو خود غدار ہوتا ہے لوگ اُس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جو خود بدعہدی کرتا ہے وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے اس کے بعد علی بن عیسیٰ بن ماہان بڑھا اسے دیکھکر امین مسکرائے اور کہنے لگے مگر یہہ ہمارے اس تحریک کے بانی مبانی اور اس سلطنت کے رکن رکین اپنے امام کے منشا سے سرتابی نہیں کرینگے اور انکی جان نثاری میں کوئی فرق نہیں آئیگا، اب انھوں نے علی کو اپنے تقرب کا وہ درجہ عطا کیا جو کسی دوسرے کو انھوں نے نہیں دیا تھا اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسی نے مامون کی علحدگی کے لئے امین کی رائے کا اتباع کیا اور انکی حمایت کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

ابو جعفر کہتے ہیں جب امین نے مامون کی علحدگی کا ارادہ کیا تو فضل بن الربیع نے ان سے کہا کہ آپ اس کو تنگ نہ کریں ممکن ہے کہ وہ خود ہی بغیر کسی خرخشے کے آپ کی اس خواہش کو مان لے اور اسطرح آپ کو اس کی مخالفت اور جنگ کی مشقت سے بچ جائیں، امین نے کہا میں کیا کروں، اُس نے کہا آپ اسے ایک خط لکھیں اُس میں اُس کی دلجوئی کریں اور کوشش کریں کہ اس کی وحشت دور ہو اس کے بعد اس سے درخواست کریں کہ وہ اپنے علاقے سے آپ کیلئے دست کش ہو جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خلاف بڑی بڑی فوجوں کے بھیجنے اور ساز شیں کرنے سے یہہ طریقہ زیادہ موثر اور مفید ہوگا۔ امین نے کہا بہتر ہے تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو مناسب سمجھو کرو، مگر جب اسمٰعیل بن صبیح مامون کو خط لکھنے کے لئے اُنکی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ کا اُس سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اپنے مقبوضات سے آپ کے لئے دست بردار ہو جائے فوراً اُس کے دل میں آپ کی طرف سے خطرہ اور بدگمانی پیدا کر دے گا اور وہ آئندہ کیلئے متنبہ ہو جائے گا۔ میری رائے یہہ ہے کہ بجائے اس کے آپ اسے یہ لکھیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو تاکہ امور سلطنت میں میں تم سے مدد لیا کروں اس لئے تم یہاں آجاؤ یہ نہایت ہی موثر اور مفید طریقہ کار ہے کیونکہ آپ کے حکم کی اطاعت میں اسے ضرور آپ کی خواہش کو ماننا پڑیگا

فضل نے کہا بیشک امیر المومنین یہی رائے نہایت مناسب ہے امین نے کہا اچھا
تو وہ اسی مضمون کا خط لکھدے چنانچہ اسماعیل ابن صبیح نے امین کی طرف سے
یہ خط مامون کے نام لکھا۔" امیر المومنین نے تمھارے معاملہ پر کافی غور و خوض کیا ہو
جس سرحدی مقام میں تم ہو اُس کی اہمیت بھی ان کے پیش نظر تھی مگر اب وہ
چاہتے ہیں کہ تم اُن کے پاس آجاؤ تاکہ امور خلافت میں وہ تم سے مدد لے سکیں
اگرچہ امیر المومنین رشید نے تمکو خراسان کا والی مقرر کرکے اُس تمام علاقے کو
بلاشرکت غیرے خود مختارانہ حیثیت سے تمھارے تفویض کیا ہے مگر پھر بھی امیر المومنین
کو یہ توقع ہے کہ اگر تم وہاں سے چلے آؤگے تو اس سے رشید کے منشا یا عہد میں
کوئی سقم یا خرابی وارد نہ ہوگی کیونکہ بہر حال انھوں نے تم کو جو خراسان بھیجا تھا
اُس سے مقصد یہی تھا کہ تمھارے وہاں جانے سے تمام مسلمانوں کو نفع ہوگا لیکن
اب امیر المومنین اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ تمھارے قیام خراسان کے مقابلے
میں جہاں کہ تم اپنے اہل بیت سے بالکل علحدہ پڑ گئے ہو اور امیر المومنین سے
بھی دور رہو یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم اُن کے پاس آجاؤ تمھارے پاس آجانے
سے سرحدونکی زیادہ اچھی طرح حفاظت ہوسکیگی فوج کی حالت بھی درست رہے گی
خراج کے وصول ہونے میں بھی سہولت ہوگی اور عوام پر اس کا بہت اچھا اثر
پڑے گا' امیر المومنین یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ تم سے تمام امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں
ان کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کو تمھارے علاقوں پر تمھارا قائم مقام مقرر کردیں
اس طرح کہ وہ ہر بات میں تمھارا ماتحت رہے اور تمھارے احکام کو نافذ کرے تم اللہ کا نام لے کر نہایت
اطمینان و دلجمعی خوشی اور آیندہ کے متعلق اپنے لئے نہایت عمدہ توقعات کو دل میں لئے ہوئے
ہمارے پاس چلے آؤ اور اطمینان رکھو کہ یہ کارروائی نہایت ہی مفید ہے اور
اس کا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوگا کیونکہ تم ہی سب سے زیادہ اس بات کے
اہل ہو کہ امیر المومنین اس سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیا کریں اور اپنی
فرماں روائی میں اسے شریک کریں اس لئے کہ اس میں ان کے خاندان
اور ان کے منصب جلیلہ کی فلاح اور صلاح مضمر ہے والسلام
امین نے یہ خط عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی عیسیٰ

بن جعفر بن ابی جعفر، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور صالح صاحب المصلی کو دیا اور حکم دیا
کہ تم لوگ اس خط کو مامون کے پاس لے جاؤ اور ہمارے مقصد کے حاصل کرنے
اور تمام معاملات کو روبراہ لانے کے لئے اس کے ساتھ نرمی اور تواضع کا کوئی
دقیقہ اوٹھا نہ رکھنا، اونہیں سے ایک شخص کے ساتھ انھوں نے بہت سے تحائف،
نقد مال اور دوسری قیمتی اشیاء مامون کو بھیجیں یہہ ۱۹۴ سنہ ہجری میں ہوا۔
اس خط کو لیکر یہ جماعت خراسان روانہ ہوئی جب یہ وہاں پہونچی مامون نے اُسکو
باریاب کیا اس نے امین کا خط اور دوسرے تحائف مامون کو دیدئیے سب سے
پہلے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے تقریر شروع کی خدا کی حمد وثنا کے بعد اُس نے
مامون سے کہا کہ جناب والا آپ کے بھائی خلافت اور جہانبانی کے بوجھ سے
دبے جارہے ہیں اگرچہ انکی نیت ہمیشہ بھلائی کی ہے مگر اُن کے وزرا اور دوسرے
اعوان اور انصار دیانت اور صداقت کے ساتھ انکو مدد نہیں دیتے اُن کے
علاوہ خود اُن کے اہلبیت میں کوئی ایسا نہیں جس سے وہ مانوس ہوں آپ
البتہ اُن کے اپنے بھائی ہیں وہ اس بات پر مجبور ہوے ہیں کہ آپ سے
امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں اور آپ کو اپنی فرمانروائی میں شریک کریں
چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ انکی مدد کرنے سے پہلو تہی نہیں کرینگے اس وجہ سے
ہم اس کام کے لئے آپ کو پھسلانا نہیں چاہتے اور نہ ہم اس خوف سے کہ آپ
اُن کے مخالف ہونگے آپ کو طاعت کے لئے ترغیب دیتے ہیں، ہمیں امید ہے
کہ اگر آپ اُن کے پاس چلے آئینگے تو اس سے آپ دونوں کی باہمی محبت کا
اظہار ہوگا نیز اس سے انکی دولت اور سلطنت کو بڑا فائدہ پہونچے گا، میں آپ سے
درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی کی دعوت کو قبول فرمائیں انکی خواہش
کو پورا کریں اور جس کام میں وہ آپ کی مدد طلب کرتے ہیں اس میں آپ انکی
مدد کریں اسطرح نہ صرف آپ ایک حق کو پورا کرینگے بلکہ اس میں صلۂ رحم ہے
سلطنت کی بھلائی ہے اور خلافت کی عزت افزائی ہے، اللہ تعالےٰ نے آپ کے تمام
کام بنائے اور اس معاملے میں جو رائے آپ کی ہو اُس کے نتائج آپ کے لئے
بہتر اور مفید ہوں۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر نے کہا: جس طرح اس معاملے میں جناب والا کے سامنے طویل تقریر کرنا خلاف دانائی ہے اسی طرح امیر المومنین کے حق قرابت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کی تعریف میں کوتاہی کرنا قابل گرفت ہے اللہ آپ کی عزت افزائی کرے آپ امیر المومنین کے پاس نہیں ہیں مگر ان کے دوسرے اہلبیت کی موجودگی نے ان کو آپ سے مستغنی نہیں کیا وہ آپ کی ضرورت کو محسوس کرتے اور سمجھتے ہیں کہ کوئی دوسرا ان کے وہاں آپ کی جگہ نہیں لے سکتا اور بھائی ہونے کی وجہ سے اُن کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ ان کے کام آئیں اور اپنے امام کی بات مانیں مناسب ہے کہ جناب والا امیر المومنین کے حسب منشا عمل پیرا ہوں اور اس طرح ان کی خوشنودی، تقرب اور محبت حاصل کریں اگر آپ اُن کے پاس چلینگے تو یہ آپ کا احسان بھی ہوگا اور اس سے آپ کو نفع بھی بہت ہوگا اور اگر آپ نہ جائیں گے تو اس سے ہمارے مذہب اور تمام مسلمانوں کو نقصان ہوگا۔

محمد بن عیسیٰ بن نہیک نے کہا: چونکہ جناب والا خود ہی امیر المومنین کے حق اور مسلمانوں کے مفاد عامہ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اُنکا احساس رکھتے ہیں اس وجہ سے میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا کہ طویل طویل تقریروں اور خطبوں سے آپ کی نیت اور منشا کو زیادہ سریع الحس کروں چونکہ امیر المومنین کے پاس جو مشیر اور مصاحب ہیں اُن سے اُن کا کام اب نہیں چلتا اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ تمام امور سلطنت میں آپ کی مدد اور مشورہ لیں اگر آپ امیر المومنین کی اس خواہش کو منظور کرینگے تو یہ ایک بہت بڑی نعمت ہوگی جس سے آپ کی تمام رعایا اور اہلبیت مستفید ہونگے اور اگر آپ کسی وجہ سے ایسا نہیں کرینگے اللہ تعالیٰ امیر المومنین کیلئے کوئی دوسری صورت پیدا کر دے گا اور اس سے امیر المومنین کے آپ کے ساتھ حسن سلوک یا اس اعتماد میں جو انکو آپ کی وفاداری اور خلوص پر ہے کوئی کمی نہیں ہوگی۔

صالح نے کہا: جناب والا خلافت کا بار نہایت گراں ہے اور مددگار بہت ہی کم ہیں، اور جو لوگ آپ کے خاندان اور آپ کی اس خلافت کے

مخالف ہیں اور در پردہ سازشیں کرتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں آپ امیر المومنین کے اپنے بھائی ہیں اور چونکہ آپ ولی عہد اور ان کی حکومت اور سلطنت میں شریک اور سہیم ہیں اس وجہ سے امور سلطنت کی خوبی یا برائی کا اثر آپ دونوں پر یکساں مرتب ہوگا اسی بنا پر چونکہ ان کو اس بات کا اعتماد کامل تھا کہ آپ امور خلافت میں ان کی مدد کرینگے انھوں نے آپ کو خط لکھا اگر آپ ان کی بات مان کر اُن کے پاس چلے آئینگے تو اس سے خلافت کو عظیم الشان فائدہ پہونچے گا اور عام مسلمانوں اور ذمیوں کو اطمینان اور دل جمعی حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ ہمیشہ جناب والا کے تمام کام بناتا رہے آپ کی خواہشوں کو بارآور کرے اور آپ کے لئے مفید کاموں کو سرانجام پہونچائے۔"

اب مامون نے تقریر شروع کی خدا کی حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا آپ حضرات نے امیر المومنین کا جو حق میرے سامنے وضاحت سے بیان کیا ہے میں اس سے انکار نہیں کرتا اور نہ اُنکی اعانت کرنے اور ذمہ داریوں میں شرکت کرنے سے پہلوتہی کرتا میں خود چاہتا ہوں کہ امیر المومنین کے فرمان کی اطاعت کروں اور ان کی دلی خواہش کے مطابق ان کی خدمت میں حاضر ہوں مگر صحیح رائے کافی غور و فکر کے بعد ہی قائم کیجاتی ہے اور اس کی کوشش خلوص نیت پر شاہد ہوتی ہے امیر المومنین نے جو خواہش مجھ سے کی ہے اُس سے اعراض کرکے میں پیچھے نہیں رہنا چاہتا اور نہ فوراً بغیر سوچے سمجھے اُس پر عمل کرنا چاہتا ہوں اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے ایسے سرحدی علاقہ میں ہوں جس کا دشمن نہایت ہی ضدی اور کڑوا ہے اگر میں اس علاقہ کی حکومت کو بغیر انتظام کئے یوں ہی چھوڑ دوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے فوج اور رعایا دونوں کو ضرر پہونچے گا، اور یہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر یہیں رہ جاؤں اور امیر المومنین کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکوں تو اس طرح میری اپنی خواہش جو امیر المومنین کا ہاتھ بٹانے ان کی اعانت کرنے اور اُن کے ارشاد کی بجا آوری کی ہے فوت ہوئی جاتی ہے اس وقت تو آپ حضرات جائیے تاکہ میں اس معاملہ پر غور کروں اور انشاء اللہ میں یہی رائے قائم کرونگا کہ ان کے پاس چلوں۔" اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ اس وفد کو مہمان

آنارا جائے اور اس کے ساتھ اکرام اور احسان کیا جائے۔
خط پڑھکر مامون کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ خط اس کے ہاتھ سے گر پڑا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے فضل بن سہل کو بلا کر اُسے وہ خط سنایا اور پوچھا اس معاملہ میں تمھاری رائے کیا ہے اس نے کہا آپ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں اور ہمیں خطرہ میں نہ ڈالیں اور یہہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں، مامون نے کہا یہہ کیونکر ممکن ہے کہ میں اپنی جگہ بیٹھا رہوں اور امین کا مخالف ہو جاؤں بیشتر فوجی سردار اور سپاہ ان کے ساتھ ہے تمام روپیہ اور خزانے ان کے قبضے میں ہیں انھوں نے روپیہ سے تمام بغداد کو اپنا کر لیا ہے دینار روپیہ کی ہے اُس کے سامنے سب جھک جاتے ہیں اور اس کے سامنے کسی کو اپنے عہد و پیماں کے ایفا کا خیال نہیں رہتا۔ فضل نے کہا جب تعلقات خراب ہو جائیں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کی جائیں ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ امین آپ کے ساتھ بدعہدی کرکے آپ کو آپ کے ممالک سے بے دخل کردے گا۔ اس لئے مناسب یہہ ہے کہ آپ اپنی فوج اور اپنی رعایا میں قیام کریں تاکہ اگر اس کی طرف سے آپ کی مخالفت میں کوئی بات رونما ہو تو آپ اُس کے مقابلہ کے لئے تیار ہوں اب یا تو اللہ تعالیٰ آپ کی دیانت اور ایمانداری کے صلہ میں آپ کو فتح عطا کرے تو بہت ہی اچھا ورنہ یہہ تو ہوگا کہ آپ عزت کی موت مرینگے اور اپنے ہاتھوں اپنے کو دشمن کے حوالے نہ کرینگے کہ وہ پھر جس طرح چاہے (۸۱۵) آپ کے متعلق فیصلہ کرے، مامون نے کہا اگر یہ معاملہ مجھے ایسے وقت پیش آیا ہوتا کہ میرے پاس میری تمام فوج ہوتی اور اس ملک میں امن وامان ہوتا تو اس کا مقابلہ اور اس کی مدافعت میرے لئے بالکل سہل ہوتی مگر اسوقت مشکل یہہ ہے کہ خراسان میں عام بےچینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے، جیغو یہ نے ہماری اطاعت سے انحراف کر دیا ہے خاقان تبت نے خراج روک لیا ہے شاہ کابل خراسان کے اس علاقے پر جو اس کے ملک سے ملحق ہے غارت گری کرنے کے لئے تیار ہے، شاہ اترار بندہ نے مقررہ خراج کے دینے سے انکار کر دیا ہے، مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں ان معاملات میں سے کسی ایک کو بھی

سدھار سکوں مجھے خوب معلوم ہے کہ ابن نے مجھے اسی لئے طلب کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ بدعہدی کرنا چاہتا ہے ان تمام مشکلات کا حل صرف یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سب کو چھوڑ کر سردست خاقان ملک الترک کے پاس چلا جاؤں اور اس کے پاس اس کے ملک میں پناہ گزیں ہو جاؤں مجھے یہ توقع ہے کہ خاقان مجھے امان دیدے گا اور جو شخص مجھ پر جبر یا مجھ سے عذر کرے گا اس سے وہ مجھے بچائے گا۔

فضل نے کہا جناب والا بدعہدی کا نتیجہ بہت ہی برا ہوا کرتا ہے اسی طرح ظلم وزیادتی کے انجام بد سے بھی بے خوف نہیں رہنا چاہئے بسا اوقات کمزور اور مغلوب غالب اور طاقتور ہو گئے ہیں کامیابی قلت وکثرت پر منحصر نہیں موت کی تکلیف ذلت کی تکلیف سے سہل تر ہے میں اس بات کو ہرگز مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اپنی سلطنت تمام امرائے عساکر اپنی فوج کو چھوڑ کر تنہا سر بے جسد کی طرح محمد کے پاس جا کر اس کے سامنے سر اطاعت ختم کر دیں اور بغیر جدوجہد کئے اس کے مقابلہ پر جنگ میں داد مردانگی دیئے بغیر خود کو اس کے حوالے کر دیں اس وقت آپ بھی منجملہ اور رعایا کے ایک شخص ہو جائیں گے کہ وہ آپ کے ساتھ جس طرح چاہے گا سلوک کرے گا' اس کے برخلاف میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ابھی جیغویہ اور خاقان کو خط لکھیں ان کو اپنے طرف سے ان کے ملکوں پر فرماں روا مقرر کریں اور وعدہ کریں کہ ان کے ہمسر دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں آپ ان کی مدد بھی کریں گے شاہ کابل کو خراسان کے تحائف اور میوے بھیج دیجئے اور کہیئے کہ مصالحت کرے آپ دیکھیں گے کہ وہ خود نہایت خوشی سے اس بات کو قبول کرے گا' شاہ اترار بندہ کو لکھیئے کہ اس سال کا خراج ہم اپنی طرف سے بطور صلہ تم کو معاف کئے دیتے ہیں اس کے بعد آپ اپنے تمام آدمیوں اور سپاہ کو جو پھیلی ہوئی ہے اپنے پاس جمع کر لیں پھر رسالہ کا رسالہ سے اور پیدل کا پیدل سے مقابلہ کریں اگر کامیابی ہوئی تو سبحان اللہ ورنہ اس وقت بھی آپ کے لئے یہ موقع رہے گا کہ آپ خاقان کے پاس چلے جائیں۔

فضل کی تقریر کا مامون پر یہہ اثر ہوا کہ اُس نے اعتراف کیا کہ واقعی مصلحت یہی ہے جو تم کہتے ہو اور اُس سے کہا کہ اب تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو چاہو کرو، انھوں نے نافرمان بادشاہوں کے نام اُسی مضمون کے خط بھیجدیئے انھوں نے مامون کی تمام خواہشوں کو تسلیم کرلیا اور پھر اطاعت کا اقرار کیا جس قدر فوجی سردار اور فوجیں مرو سے باہر پھیلی ہوئی تھیں اُن سب کو مامون نے اپنے پاس بلالیا اور طاہر بن الحسین کو جو امون کی طرف سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ وہ اپنے علاقے کی اچھی طرح حفاظت اور نگرانی کرتا رہے، اپنی منتشر جماعتوں کو اپنے پاس جمع کرکے فوج اور اسلحہ کے ساتھ ہر وقت اچانک حملہ یا کسی اور حادثے کی مقاومت کے لئے تیار رہے اور اب مامون پوری طرح اس بات کے لئے مستعد ہوگیا کہ وہ امین کو خراسان میں مداخلت نہ کرنے دیگا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خط آنے کے بعد مامون نے فضل بن سہل کو بلایا اور امین کے معاملہ مین اس سے مشورہ لیا اُس نے کہا آج آپ مجھے غور کرنے کی مہلت دیں میں کل صبح اپنی رائے عرض کرونگا رات بھر وہ سوچتا رہا صبح مامون سے آکر کہا میں نے ستاروں کو دیکھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی جیتیں گے اور آخر مین آپ کو کامیابی ہوگی اس پیشگوئی نے مامون کو اپنی جگہ ٹھہرادیا اور اب وہ امین کے مقابلہ میں پورے عزم اور ارادے اور اطمینان قلب کے ساتھ آمادہ ہوگئے۔

خراسان کے تمام انتظامات کو ٹھیک کرکے مامون نے امین کے خط کا یہہ جواب لکھا۔

مجھے امیرالمومنین کا خط موصول ہوا۔ دوسروں کی طرح میں بھی آپ کا ایک عامل اور مددگار ہوں، امیرالمومنین رشید نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سرحد پر قیام کروں اور امیرالمومنین کا جو دشمن اُن کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہے اس کی مدافعت کروں، میں اس کا یقین کامل رکھتا ہوں کہ میرا یہاں قیام کرنا امیرالمومنین اور تمام مسلمانون کے لئے اس بات سے کہیں زیادہ

مفید ہے کہ میں خراسان چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اگرچہ ذاتی طور پر میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ میں آپ کی قربت سے مسرور رہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں جناب کو عطا فرمائی ہیں ان کو مشاہدہ کروں بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے یہیں رہنے دیں اور آنے سے معاف رکھیں۔

اس خط کو لکھ کر انھوں نے امین کے وفد کو بلا کر اسے ان کے حوالے کیا ان کو بیش بہا انعام اور خلعت سے سرفراز کیا خود امین کو بھی خراساں کی بہت سی ہر قسم کی نادر اشیاء تحفۃً ان کے ساتھ بھیجیں اور کہا کہ آپ حضرات میرے معاملے کو بخوبی ان کے سامنے بیان کریں اور میری مجبوری بتا دیں۔

مامون کا خط پڑھکر امین نے سمجھ لیا کہ وہ کبھی ان کے پاس نہیں آئے گا اس نے عصمہ بن حماد بن سالم اپنی فوج خاصہ کے افسر کو بلا کر حکم دیا کہ تم ہمدان اور رے کے درمیان جا کر ناکہ بندی کر دو کسی تاجر کو کسی قسم کا اسباب معیشت خراسان نہ لے جانے دو اور ہر شخص کی جامہ تلاشی لو تاکہ خط کے ذریعہ سے یہاں کی کوئی خبر مامون کو نہ مل سکے یہ ۱۹۴ھ سنہ ہجری میں ہوا پہلے یہ انتظام کیا اس کے بعد اب انھوں نے خراسان پر فوج کشی کا ارادہ کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو طلب کر کے اس کو پچاس ہزار فوج کا سپہ سالار بنایا اس میں بغداد کے شہسوار اور پیادے دونوں طرح کے سپاہی تھے فوج کا دیوان بھی اسی کے سپرد کر دیا گیا اسے یہ اختیار دیا کہ وہ اپنی صوابدید پر جسے چاہے عہدہ کی ترقی دے اور جسے چاہے انسی پانے والوں میں شامل کر دے بے شمار اسلحہ اور کثیر روپیہ بھی اسے دیا اور اب یہ فوج مامون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی۔

خراسان جاتے ہوئے علی ام جعفر کے سلام کو حاضر ہوا زبیدہ نے اس سے کہا علی دیکھو اگرچہ امیر المومنین میری اولاد میں مجھے عبداللہ کا بھی بہت خیال ہے اور میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ مبادا اسے گزند پہونچے امیرا بیٹا بادشاہ ہے محض خواہش نفسانی کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کی سلطنت پر بھی قبضہ کرے اور اسے چھین لینے کے لئے وہ اب عبداللہ پر حملہ کر رہا ہے حالانکہ کریم خود تکلیف برداشت کرتا ہے دوسروں کو نہیں ستاتا بلکہ دوسرے اس سے

نفع اوٹھاتے ہیں تم عبداللہ کے ساتھ اس کے باپ اور بھائی کے مرتبہ کو پیش نظر رکھکر برتاؤ کرنا اس کے ساتھ سخت کلامی نہ کرنا کیونکہ تم مرتبہ میں اس کے برابر نہیں ہو اس پر غلاموں کی ایسی سختی نہ کرنا اُسے نہ قید کرنا اور نہ تکلیف دینا کسی چھوکری یا خادم کو اس کی خدمت سے علیحدہ نہ کرنا، اُسے شتاب روی کی تاکید نہ کرنا اُسکے برابر نہ چلنا۔ اس سے قبل کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہونا بلکہ بغیر اس کی رکاب تھامے خود گھوڑے پر سوار نہ رہنا اگر وہ تم کو گالیاں دے برداشت کرلینا اگر وار بھی کرے تو اس کا جواب نہ دینا یہ کہکر زبیدہ نے اُسے چاندی کی ایک بیڑی دی اور کہا کہ اگر وہ تمہارے ہاتھ میں اسیر ہوجائے تو یہ بیڑی ڈالی جائے علی نے کہا جیسا آپنے ارشاد فرمایا ہے میں پوری طرح اس کی بجا آوری کرونگا۔

امین نے عملانیہ طور پر مامون کو ولایت عہد سے برطرف کرکے اسکے بجائے اپنے بیٹے موسیٰ اور عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کرکے اس کے لئے خراسان کے علاوہ تمام سلطنت میں بیعت لے لی اور انھوں نے اس موقع پر اپنے بنی ہاشم دوسرے امرا اور فوج کو نقد و جنس کی شکل میں بیش بہا انعام اور صلہ دیئے موسیٰ کا لقب ناطق بالحق اور عبداللہ کا لقب القائم بالحق رکھا اس کے بعد علی بن عیسیٰ ۷ شعبان ۱۹۵ھ ہجری کو بغداد سے روانہ ہوکر نہروان پر فروکش ہوا خود امین نے اس کی مشایعت کی دوسرے امرا اور فوجیں سوار ہوکر چلیں اُن کے لئے بازار لگا دیئے گئے مزدور اور معمار بھی ساتھ کئے گئے کہا جاتا ہے کہ علی کی فرودگاہ اپنے خیموں اور دوسرے لاؤلشکر کی کثرت کی وجہ سے ایک فرسنگ کی تھی۔ بغداد کے بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس سے پہلے کوئی ایسی چھاؤنی نہیں دیکھی جس میں اس قدر آدمی ہوں اتنے عمدہ جانور ہوں اس قدر اعلیٰ اسلحہ ہوں اور اس کا دوسرا ساز و سامان اس قدر مکمل اور بہتر ہو۔

بغداد کے باب خراسان سے گذر کر امین سواری سے اتر کر پیادہ ہوگئے اور اب انھوں نے علی بن عیسیٰ کو ہدایت دینا شروع کیں اس سے کہا اپنی فوج کو رعایا پر ظلم نہ کرنے دینا۔ دیہات کے لوگوں پر غارتگری نہ کرنے دینا درخت نہ کاٹنے دینا۔ عورتوں کی عصمت دری نہ کرنے دینا یحییٰ ابن علی کو رے کا

والی مقرر کر کے اُس کے ساتھ زبردست فوج متعین کر دینا اور اُسے حکم دینا کہ وہ
رُبے کی آمدنی سے اپنی سپاہ کی معاش ادا کرتا رہے، جس جس ضلع سے تم
آگے بڑھتے جاؤ وہاں اپنے کسی شخص کو عامل مقرر کرتے جانا۔ اہل خراسان کے جو
سپاہی یا سردار تمہارے پاس آجائیں انکی بہت تعظیم و تکریم کرنا ان کو
خوب انعام دینا ایک بھائی کی خطا کا مواخذہ اُس کے دوسرے بھائی سے نہ کرنا۔
اہل خراسان کا ایک چوتھائی خراج کم کر دینا۔ کسی ایسے شخص کو معافی نہ دینا جس نے
تمہاری فوج پر تیر چلایا ہو یا کسی کے نیزہ مارا ہو، جس روز تم عبداللہ پر قابو پاؤ
اس روز سے اسے وہاں قیام کی زیادہ سے زیادہ صرف تین دن کی اجازت دینا
اور جب اُسے تم یہاں روانہ کرو تو اپنے بہت ہی معتمد علیہ اشخاص کی نگرانی میں
بھیجنا کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان کے اغوا سے وہ تم سے سرکشی کر جائے اُس وقت
تمہاری کوشش یہ ہو کہ تم اُسے کسی طرح گرفتار کر لو اگر وہ خراسان کے کسی علاقہ
میں بھاگ کر چلا جائے تو تم خود اس کے لئے جانا، جو ہدایات میں نے تمکو دی ہیں
تم اُسے اچھی طرح سمجھ گئے؟ اُس نے کہا جی ہاں امیر المومنین امین نے کہا اللہ کی
برکت اور مدد تمہارے ساتھ رہے جاؤ۔

بیان کیا گیا ہے کہ علی کے منجم نے اُس سے آکر کہا تھا کہ بہتر ہو تا کہ آپ خراسان
روانہ ہونے میں اتنا انتظار کرتے کہ چاند اچھے خانوں میں آجاتا اس وقت چاند پر نحوست
ہے اور سعادت نہیں ہے مگر علی نے اس بات کی بالکل پروا نہ کی اپنے غلام سعید سے
کہا کہ مقدمۃ الجیش کے سردار سے جاکر کہو کہ وہ کوچ کے لئے نقارہ پر چوب مارے
اور اپنا نشان آگے بڑھائے ہم چاند کے سعد و نحس کو نہیں جانتے ہم صرف
یہ جانتے ہیں کہ جو ہم سے لڑے گا ہم اس سے لڑینگے جو ہم سے صلح اور آشتی کا خواہشمند
ہو گا ہم اس سے صلح کرینگے جو ہمارے مقابلہ پر آئے گا اور لڑے گا ہم اُس کے
خون سے اپنی تلوار کو سیراب کرینگے جب ہم نے جنگ میں پوری طرح
ثابت قدم رہکر دشمن کے مقابلہ کی ٹھان لی ہے تو چاند کی نحوست کو ہم کچھ نہیں سمجھتے۔

ایک وہ شخص جو اس مہم میں علی کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ جب وہ
حلوان سے گذر گیا تو اُسے خراسان سے آنے والے قافلے ملے۔ اس نے ان سے

خراسان کی خبریں پوچھنا شروع کیں تا کہ اہل خراسان کی کچھ حالت معلوم ہو ایک شخص نے اس سے کہا کہ طاہر رے میں فروکش ہے اپنی فوج کی تعلیم تو تیب اور سامان جنگ کی اصلاح کر رہا ہے یہ سنکر علی ہنسا اور کہنے لگا یہہ طاہر ہے کیا میری شاخ کی ایک ٹہنی اور میری آگ کا ایک شرارہ ہے اسے فوج کی قیادت اور جنگوں سے کیا سروکار اسکے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے مڑکر کہا جس وقت ہم نے ہمدان کی گھاٹی کو عبور کر لیا اور اسے اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اسطرح ہمارے سامنے سے اُکھڑ جائے گا جسطرح کوئی درخت تیز آندہی کے جھونکے سے اُکھڑ جاتا ہے بھیڑ کے بچے مینڈھے کی ٹکر نہیں سہار سکتے اور لومڑیاں شیر کے سامنے نہیں ٹھیرتیں اور اگر ایسا ہی طاہر مرد بن کر اپنی جگہ ٹھہرا تو دیکھ لینا کہ سب سے پہلے وہی تلوار کی دھاروں اور نیزوں کی انیوں کا نشانہ بنے گا۔

یزید بن الحارث کہتا ہے کہ جب علی ہمدان کی گھاٹی پر پہونچا تو یہاں بھی خراسان کا ایک قافلہ وہاں سے آتا ہوا اسے ملا اس نے اُن سے پوچھا کوئی خبر بیان کرو انھوں نے کہا طاہر رے میں مقیم ہے اس نے جنگ کا سارا انتظام مکمل کر لیا ہے وہ لڑائی کے لئے بالکل آمادہ ہے خراسان اور اس کے متصلہ اضلاع سے برابر اسے کمک پہونچ رہی ہے روزانہ اس کی طاقت اور سپاہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور تمام سپاہی یہی سمجھتے ہیں کہ وہی خراسان کے جیش کا مالک ہے، علی نے پوچھا کیا کوئی اور نامی خراسانی بھی اس کے ساتھ لڑنے کے لئے آیا ہے انھوں نے کہا اور تو کوئی نہیں آیا البتہ یہہ بات ضرور ہے کہ وہاں ایک عام بے چینی ہے اور سب لوگ خائف ہیں، یہہ سنکر علی نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ عجلت کے ساتھ طے منازل کرے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دشمن کا انتہائی مقام پیشقدمی رے ہے اگر ہم رے کو اپنے پیچھے چھوڑ کر خراسان کی سمت ان سے آگے نکل گئے تو اس سے ان کے حوصلے پست ہو جائینگے اُن کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا اور انکی تمام جماعت پراگندہ ہو جائیگی، اس کے بعد اس نے دیلم، جبل طبرستان اور اس سے ملحقہ ریاستوں کے فرمانرواؤں کو خط لکھے ان کو بہت کچھ انعام و اکرام دینے کا وعدہ کیا قیمتی تاج وکنگن اور مُحلّی اور مذہب تلواریں

تحفے بھی بھیجیں اور حکم دیا کہ تم خراسان کے راستے مسدود کردو اور کسی کو طاہر کی مدد کے لئے اپنے علاقوں سے نہ گذرنے دو، اُن بادشاہوں نے اس کی یہ بات مان لی۔ اب علی بڑھتا ہوا رے کی سرحد میں داخل ہوگیا اُس کے مقدمۃ الجیش کے سردار نے آکر اُس سے کہا یہ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا اپنے مخبر اس علاقے میں پھیلا دیں طلائع مقرر کرلیں اور پڑاؤ کے لئے کسی مناسب مقام کا انتخاب کر کے وہاں فروکش ہوں اور اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنائیں تاکہ آپکی فوج بے خوف وخطر فروکش ہو جائے اور کسی قسم کا دغدغہ اُن کو نہ رہے اس سے ان کو اطمینان اور دل جمعی حاصل ہوگی جو نہایت ضروری ہے، علی نے کہا کیا کہتے ہو طاہر ایسا جوانمرد نہیں کہ اس کے مقابلہ کے لئے یہ تدابیر حفاظت ضروری ہوں ان دو شکلوں میں سے ایک شکل ہوگی کہ یا تو وہ رے میں قلعہ بند ہو جائیگا اسوقت خود اہل رے اُسے بھگت لینگے اور ہمیں اس کے مقابلہ پر کوئی کارروائی نہیں کرنا پڑیگی اور اگر ہمارے رسالے اور ہماری فوجیں اسکے قریب جا پہونچیں تو وہ رے کو چھوڑ کر نو دو گیارہ ہو جائے گا دُم دبا کر بھاگ نکلے گا۔

یحییٰ بن علی نے اُس سے آکر کہا میں چاہتا ہوں کہ تمام پراگندہ جماعتوں کو اکٹھا کرلوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر شب خون پڑے گا اور آپ رسالہ کو جب تک کہ انکی تعداد کافی نہو اپنے پاس سے ادھر اُدھر نہ بھیجیں فوجوں کا انتظام تساہل سے نہیں ہوتا اور لڑائیاں فرصت اور موقع طلبی سے سر نہیں ہوا کرتیں دُور اندیشی یہ ہے کہ آپ ہر وقت چوکنے رہیں اور یہ نہ کہیئے کہ طاہر مجھ سے لڑنے آیا ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک چنگاری بھڑک کر شعلہ بنگئی ہے اور ایک چھوٹے سے چشمہ سے جب غفلت اور بے اعتنائی کی گئی وہ ایک بڑا سمندر بنگیا ہماری فوجیں طاہر کے قریب پہنچ چکی ہیں اگر وہ بھاگنے والا ہوتا تو ابتک کبھی کا بھاگ گیا ہوتا، علی نے کہا چپ رہ جہاں تم سمجھتے ہو کہ طاہر موجود ہے وہاں وہ نہیں ہے۔ جب جوانمردوں کا مقابلہ ان کے برابر والوں سے ہوتا ہے تب وہ جوش میں آتے ہیں اور صرف اپنے ہمسروں کے مقابلہ پر جنگ میں مستعدی اور جد وجہد کیا کرتے ہیں یہ ہے کیا اس کے لئے میں کیا کروں!

عبداللہ بن مجالد کہتا ہے کہ خراسان بڑھتے ہوئے علی رے سے دس فرسنگ فاصلہ پر آکر فروکش ہوا اسوقت طاہر رے میں تھا جس کی اُس نے اچھی طرح سے دربندی اور ناکہ بندی کر رکھی تھی اور علی سے لڑنے کے لئے بالکل تیار تھا علی کے فروکش ہونے کے بعد اس نے مصاحبین سے مشورہ لیا کہ کس طرح علی کا مقابلہ کیا جائے انھوں نے کہا کہ آپ شہر رے میں قیام کریں اور یہیں سے حتی المقدور اسوقت تک اس سے کسی فیصلہ کن لڑائی سے بچتے رہیں جبتک کہ خراسان سے مزید رسالہ آپ کی کمک کو آئے اور کوئی دوسرا سپہ سالار بھی آئے جسے آپ اپنی جگہ علی سے لڑنے کے لئے متعین کریں اُن لوگوں نے یہہ بھی کہا کہ شہر رے کے اندر قیام کرنے سے آپ کو اور آپ کی سپاہ کو بہت آرام ملے گا یہاں رہکر ہم سب کو تمام ضروریات زندگی بہت آسانی سے بہم دست ہو جائینگی نیز سردی کی تکلیف سے بھی حفاظت رہیگی اور اگر خود شہر میں آپ پر لڑائی آپڑی تو اسمیں وقت ہم شہر کے مکانات کی حفاظت میں اپنا بچاؤ کر کے اسوقت تک لڑتے رہینگے جب تک کہ آپ کے پیچھے سے کوئی اور امدادی سپاہ آپ کے پاس پہنچ جائے۔

طاہر نے کہا میری رائے تمہاری اس رائے کے بالکل مخالف ہے اہل رے علی سے مرعوب ہیں اُن کے دلوں میں اس کی ہیبت اور سطوت جاگزیں ہے تم خود جانتے ہو کہ اس کے ہمراہ عرب کے بدوی کوہستانوں کے لیٹرے اور دیہاتی آ چکے ہیں مجھے یہہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ ہمارے قیام رے کی حالت میں یہیں ہم پر حملہ آور ہوا تو اس کے خوف سے خود یہاں کے باشندے ہم پر اٹھ کھڑے ہونگے اور اس کی حمایت میں ہم سے لڑنے لگینگے علاوہ بریں یہ بات بھی سمجھ لو کہ جو جماعت خود اپنے گھروں میں سہمی ہوئی ہو اور خود اس کی فرودگاہ پر بڑھکر اُس پر حملہ کیا جائے وہ جماعت ضرور بزدل اور نکمی ہو جاتی ہے اُس کا وقار جاتا رہتا ہے اور اس کا دشمن اُس پر چیرہ دست ہو جاتا ہے اسوقت اُس کے سوا اور کوئی بات مناسب نہیں کہ شہر رے کو اپنے عقب میں چھوڑ کر آگے بڑھکر اس کا مقابلہ کریں اگر اللہ نے ہمیں فتح دی تو خیر ورنہ اس وقت ہم پسپا ہو کر شہر میں چلے آئینگے اور اس کی گلی کوچوں میں لڑینگے اور قلعہ بند ہو کر

اسس وقت اس کی مدافعت کرتے رہینگے جبتک کہ خراسان سے ہماری مدد کے لئے اور فوج آئے۔
اس پر سب نے کہا کہ بے شک یہی رائے مناسب ہے اب طاہر نے اسی تصفیہ کے مطابق اپنی فوج میں کوچ کا اعلان کر دیا اور وہاں سے چلکر انھوں نے رے سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر کلواص نام ایک گاؤں میں آکر پڑاؤ کیا یہاں محمد بن العلا نے اس سے آکر کہا کہ جناب والا آپ کی فوج دشمن کی سپاہ سے مرعوب ہوگئی ہے اُن کے دلوں میں اُس کا خوف اور رعب جاگزیں ہے مناسب یہہ ہے کہ اب اپنے پڑاؤ میں رہکر دفاعی جنگ کریں البتہ جب اسطرح آپ کے سپاہی اُنکی خوبو سے واقف ہوکر انکو پرکھ لیں اور کوئی راہ اُن کے خلاف پیشقدمی کی مل جائے تب آپ خود ان پر جارحانہ کارروائی کر سکتے ہیں طاہر نے کہا میں کچھ کم تجربہ کار اور محتاط نہیں ہوں میری فوج کم ہے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر میں فیصلہ کن لڑائی کو ٹالتا رہوں تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اسس طرح خود دشمن کو ہماری قلت تعداد اور کمزوری کا پتہ چل جائے گا بلکہ وہ میرے ہمراہیونکو ترغیب اور تحریص سے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا اور اسطرح میرے اکثر ساتھی مجھ سے علٰحدہ ہو جائینگے اور جو ہمارے ساتھ پامرد اور دلیر ہیں وہ میرا ساتھ چھوڑ دینگے میں تو اب یہ کرتا ہوں کہ اپنی پیدل سپاہ کو اُنکی پیدل سپاہ سے اپنے رسالہ کو اُن کے رسالہ سے بھڑا دوں اور اپنی فوج کی طاعت اور وفاداری پر پورا بھروسہ کرکے کامیابی یا شہادت کا استقلال کے ساتھ منتظر رہوں اگر ہمیں فتح اور کامیابی حاصل ہوئی تو فہو المراد اور اگر دوسری صورت پیش آئی تو میں کوئی پہلا ہی آدمی نہیں ہوں جو لڑا ہو اور مارا گیا ہو اور پھر شہادت کا اجر جو اللہ کے یہاں ملے گا وہ بہت اعلٰی اور افضل ہو گا علی نے اپنی فوج سے کہا کہ تم فوراً دشمن پر حملہ کر دو چونکہ وہ بہت کم ہیں اس لئے اگر تم ایک دم اُن پر دھاوا کر دوگے تو وہ تمھاری تلوار کی مار اور نیزوں کے وار کے سامنے ٹھہر نہیں سکینگے۔ اب اس نے اپنی فوج کو جنگ کے لئے میمنہ اور میسرہ اور قلب میں تقسیم کرکے مرتب کیا دس نشان بنائے ہر نشان کے ساتھ

ایک ہزار سپاہی متعین کئے ایک ایک نشان کو میدان جنگ میں بڑھایا ہر نشان کے درمیان سو گز کا فاصلہ چھوڑا ان جماعتوں کے سرداروں کو حکم دیا کہ جب اگلی جماعت سے دشمن کی جنگ ہو اور وہ دیر تک استقلال کے ساتھ دشمن سے لڑتے لڑتے گرم ہو جائے تو اس کے بجائے اس کی متصلہ دوسری جماعت آگے بڑھ کر دشمن سے لڑنے لگے اور اگلی کو ذرا دم لینے اور جنگ کے لئے دوبارہ تازہ دم ہونے کے لئے آرام کرنے کے لئے پیچھے ہٹا لائے، اُس نے زرہ بکتر اور خود والوں کو نشانوں کے آگے متعین کیا اور خود قلب فوج میں اپنے نہایت دلیر اور شجاع جوانمردوں کے جھرمٹ میں ٹھہر گیا۔

طاہر بن الحسین نے بھی اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کر کے ان کے پرے جمائے پھر وہ ایک ایک سردار اور اس کی جماعت کے پاس آیا اور کہا اے اللہ والو اے وفا شعار شکر گذارو تم ان غدار بے ایمانوں کی طرح نہیں ہو جنھوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے جس کی تم نے اب تک حفاظت کی ہے۔ انھوں نے اس بات کو ذلیل کیا ہے جسکی تم نے تعظیم کی ہے اور اس وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے جسکو تم نے پورا کیا ہے۔ اُن کا مقصد باطل ہے وہ بدعہدی اور جہالت کے لئے لڑ رہے ہیں یہ ضرور مارے اور لوٹے جائینگے اگر تم آنکھیں بند کر کے میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تو مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ نصرت پورا کرے گا اور عزت اور نصرت کے تمام دروازے تمھارے لئے کھولدے گا اس لئے تم ان باطل پرستوں اور دوزخ کے کُندوں سے اپنے دین کی خاطر نہایت بہادری سے لڑو، اُن کے باطل سے اپنے حق کو بچاؤ یہ صرف ایک گھنٹے کی بات ہے پھر تو اللہ تعالیٰ تمھارے اور اُن کے درمیان فیصلہ ہی کر دے گا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، اب اُس نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ بلند آواز سے کہنا شروع کیا اے صدق اور وفا کے حامیو خبردار ثابت قدم رہنا اور اپنی پوری غیرت اور حمیت کے ساتھ لڑنا۔

دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابلہ پر بڑھے اہل رے بھی ایک جگہ جمع ہوئے اور انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے اس موقع پر طاہر نے

اپنی فوج کو للکارا اے اللہ والو اپنے سامنے والے دشمن کو مصروف پیکار کرو تاکہ وہ ان لوگوں سے جو تمہارے عقب میں ہیں ساز باز نہ کر سکے اور اب صرف انتہائی جدوجہد اور جنگ میں ثابت قدمی تمکو بچا سکتی ہے دونوں فریق گتھم گتھا ہو گئے اور بڑے زور کی لڑائی ہونے لگی مگر دونوں فریق اپنی اپنی جگہ جمے رہے کسی کا قدم نہیں ڈگمگایا۔ علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا اور اُسے بری طرح پاش پاش کر دیا نیز اس کے میسرہ نے طاہر کے میمنہ پر حملہ کر کے اُسے بھی اس کی جگہ سے ہٹا دیا اس پر طاہر نے اپنی فوج سے کہا کہ جسطرح ہو سکے اپنی انتہائی شجاعت اور بسالت کے ساتھ دشمن کے قلب والے دستوں پر حملہ کرو اگر انہیں سے ایک نشان کو بھی تم نے پسپا کر دیا تو ان کی آگے بڑھی ہوئی جماعتیں خود بخود عقبی جماعتوں کے پاس پلٹ کر آجائینگی، چنانچہ طاہر کی سپاہ پہلے تو نہایت ہی ثابت قدمی اور پامردی کے ساتھ حملہ آور دنکے سامنے ڈٹی رہی اور پھر اس نے خود علی کی فوج کے قلب کے آگے بڑھے ہوئے نشانوں پر حملہ کیا ان کو پسپا کر دیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دئے اس کا اثر یہہ ہوا کہ وہ نشان ایک پر ایک پلٹے اور اسطرح علی کا میمنہ اپنی جگہ سے اُکھڑ گیا جب طاہر کے ہزیمت خوردہ میمنہ اور میسرہ نے اپنے ساتھیونکی یہہ کارگذاری دیکھی وہ اپنے مقابل پر پلٹ پڑے اور ان کو مار بھگایا جب علی تک یہہ نوبت پہونچی اس نے اپنے سوار دنکو للکارنا شروع کیا وہ کہاں ہیں" تاج وکلاہ والے اے شریف زادو میرے پاس آکر ٹھہرو، پسپائی کے بعد جوابی حملہ کر دو جنگ میں کامیابی صرف استقلال اور پامردی سے ہوتی ہے" اتنے میں طاہر کے کسی سپاہی نے اپنے تیر سے علی کو نشانہ بنایا اور اس کا کام تمام کر دیا اب کیا تھا طاہر کی فوج نے ان کو بے دریغ قتل اور اسیر کرنا شروع کیا یہانتک کہ رات نے آکر بھاگنے والوں اور پکڑنے والونکو ایک دوسرے سے علٰحدہ کر دیا، فاتحوں کو بے شمار غنیمت ملی طاہر نے علی کی سپاہ میں منادی کر دی کہ جو ہتھیار ڈالدے گا وہ مامون ہے اس وعدۂ معافی کے ساتھ ہی انہوں نے ہتھیار رکھدیئے اور اپنے جانوروں سے اتر آئے۔ طاہر شہر رے میں واپس آگیا اور اس نے جنگی قیدی اور مقتولین کے

سرمامون کے پاس بھیجدیئے بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی بن عیسیٰ مقتولین کے درمیان جان کے خوف سے لیٹ گیا وہ زخموں سے چکناچور تھا اس وجہ سے وہ اس دن اور ساری رات بے حس وحرکت مقتولین میں پڑا رہا جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اب کوئی اسے نہ پکڑے گا اس وقت اُٹھا اور اپنی شکست خوردہ جماعت میں ملکر بغداد چلا گیا۔ یہ علی کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

سفیان بن محمد نے بیان کیا ہے جب علی خراسان روانہ ہوا تھا تو مامون نے اس سے لڑنے کے لئے اپنے تمام سرداروں سے فرداً فرداً استفسار کیا مگر چونکہ سب کے دلوں میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اس لئے سب نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے اس کے مقابلے سے اپنی جان چھڑائی۔

جب مامون کو اس فتح کی خوشخبری کا خط طاہر کی طرف سے موصول ہوا انھوں نے دربار عام منعقد کیا جہاں سب نے آکر اُن کو مبارکباد دی اور ان کی نصرت اور عزت کے لئے دعا کی، اور آج ہی کے دن انھوں نے تمام خراسان میں علی الاعلان امین کی علیحدگی اور اپنی خلافت کا اعلان کیا، اس سے تمام اہل خراسان خوش ہوئے ہر جگہ اس کے متعلق مقررین نے تقریریں کیں اور شعرا نے قصیدے لکھے۔

اس کے برعکس جب علی مارا گیا تو اہل بغداد نے بری بری خبریں بیان کرنا شروع کیں خود امین اب اپنے کئے پر نادم ہوئے اور اس دن جو کہ ۱۹۵ھ کے نصف ماہ شوال کا جمعرات کا دن تھا امرائے عساکر صورت حال پر غور کرنے کیلئے ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے گئے اور سب نے جمع ہو کر یہ بات کہی کہ علی تو مارا گیا اب ضرور امین کو اس بات کی ضرورت ہو گی کہ وہ ہماری خدمات سے استفادہ کرے اور یہ قاعدہ ہے کہ لوگوں کے قلوب ہی ان میں تحریک پیدا کرتے ہیں اُن کی شجاعت اور دلیری ان کو رفعت دیتی ہے اس لئے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی فوجی جمعیت کو ہدایت کرے کہ وہ ہنگامہ برپا کر دیں اپنی معاش اور مزید انعام کا مطالبہ کریں اس ترکیب سے ہمیں توقع ہے کہ موجودہ حالت میں ہم اُن سے بہت کچھ مستفید ہو سکیں گے

اور اس طرح ہماری اور ہماری جمعیتوں کی معاشی حالت بہتر ہو جائیگی۔
اس رائے سے سب نے اتفاق کیا صبح کو سب باب الجسر پر آئے انھوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور اپنی معاش اور انعام کا مطالبہ کیا اس ہنگامہ کی اطلاع عبداللہ بن خازم کو ہوئی وہ اپنی جمعیت اور دوسرے عرب امرا کی جمعیت کو لیکر وہاں پہنچا تیر اندازی اور سنگ اندازی کے بعد دونوں فریقوں میں خوب ہی تلوار چلی محمد الامین نے جب تکبیر اور لڑائی کا شور سنا انھوں نے اپنے ایک خدمتگار کو اطلاع پانے کے لئے بھیجا اس نے ان سے جاکر ساری کیفیت سنائی کہ تمام فوج جمع ہے اور اس نے معاش کے لئے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے امین نے پوچھا کیا صرف معاش ہی چاہتے ہیں یا کچھ اور اس نے کہا جی ہاں صرف معاش کے خواستگار ہیں امین کہنے لگے یہ تو بہت معمولی مطالبہ ہے اچھا تم عبداللہ بن خازم کے پاس جاؤ اور ہماری طرف سے اسکو حکم دو کہ وہ انکو چھوڑ کر چلا آئے اس کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ تمام فوج کو چودہ ماہ کی معاش ایک وقت دیدی جائے نیز جو سپاہی اسی سے کم پاتے تھے ان کے بھی اسی مقرر کردیئے اس کے علاوہ فوجی عہدیداروں اور سرداروں کو بیش بہا صلے اور انعام دیئے۔
اس سال امین نے عبدالرحمان بن جبلۃ الابناوی کو طاہر سے لڑنے کیلئے ہمدان بھیجا۔

عبدالرحمان بن جبلۃ الابناوی طاہر کے مقابلہ پر جاتا ہے

امین کو معلوم ہوا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان مارا گیا اور طاہر نے اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا انھوں نے عبدالرحمان الابناوی کو ابنا کے بیس ہزار سپاہیوں کے ہمراہ طاہر کے مقابلہ پر بھیجا اس کے ساتھ بہت سا روپیہ کردیا۔ اسے پوری طرح مسلح کیا گھوڑے دیئے بہت سا روپیہ بطور صلہ اور انعام کے دیا نیز اسے حلوان سے لیکر اس تمام علاقے پر جو وہ خراسان کا فتح کرے والی مقرر کیا اور

ابناء کے دوسرے مشہور صاحب شجاعت اور بسالت اور دلیر لوگوں کو اس مہم میں اس کے ساتھ کیا، اُسے حکم دیا کہ وہ راستے میں بہت کم ٹھہرے اور آرام کرے اور طے منازل میں عجلت سے کام لے اور اسی طرح مسلسل کوچ کرتا ہوا طاہر سے پہلے ہمدان جا پہنچے وہاں اپنے گرد خندق بنائے تمام ضروریات زندگی مہیا کرے اور اس تمام بندوبست کے بعد دوسرے دن تڑکے ہی طاہر اور اسکی فوج سے لڑ پڑے، لوگوں کے ساتھ کشادہ دستی اختیار کرے اور جو ہدایات میں نے دی ہیں اُن کو پوری طرح نافذ کرے حفاظت اور احتیاط کا پورا انتظام رکھے اور علی کی غفلت اور تساہل سے قطعی اجتناب کرے۔

عبدالرحمان اپنی مہم پر روانہ ہوا ہمدان پہنچا۔ ناکہ بندی کی اس کی فصیل اور دروازوں کی قلعبندی کی شکستہ جگہوں کو درست کیا مختلف ضروریات کیلئے بازار اور پیشہ ور لوگوں کو شہر کے اندر اکٹھا کر لیا اور ہر قسم کے آلات جنگ اور سامان خوراک کو جمع کر کے طاہر کے مقابلے اور اس سے لڑنے کیلئے مستعد ہو گیا۔

اپنے باپ کے قتل کے بعد یحییٰ بن علی اس کی مہزوم فوج کی ایک جماعت کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر رے اور ہمدان کے درمیان ٹھہر گیا اور اُس کے باپ کی شکست خوردہ فوج کا جو شخص اس کے پاس سے گذرتا یہ اُسے اپنے پاس روک لیتا۔ چونکہ اُسے یہ خیال تھا کہ امین اُسکو اُس کے باپ کی جگہ پر مقرر کر کے رسالے اور پیادے سے اُسکی مدد کرینگے۔ اسی اُمید میں وہ اُس ہزیمت خوردہ فوج کے سپاہیوں کو اپنے پاس جمع کرنے لگا اس نے امین سے مدد مانگی انھوں نے اُسے لکھا کہ ہم نے عبدالرحمان الانباری کو بھیجدیا ہے تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ طاہر کا مقابلہ کرو اگر مدد کی ضرورت ہو تو تم عبدالرحمان کو لکھنا وہ تمکو ہر طرح کی کمک بھیجدے گا۔

دوسری طرف طاہر کو تمام کیفیت معلوم ہوئی تب عبدالرحمان کی طرف بڑھا جب یحییٰ کے قریب آیا تو یحییٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ طاہر ہمارے قریب پہنچ گیا ہے اس کے ہمراہ خراسان کے جو پا مرد پیادے اور جو امرد مشہور ہیں اُن سے تم واقف ہو چکے ہو کل ہی تم سے اُسکی لڑائی ہو چکی ہے مجھے یہ

اندیشہ ہے کہ اگر میں اس ہزیمت خوردہ فوج کے ساتھ اُس سے لڑا تو وہ ہمیں ایسا سخت صدمہ پہنچا دے گا کہ اُس کا اثر ہماری اُس فوج پر بھی جو ہمارے عقب میں ہے پڑے گا اور یہ ایک اچھا بہانہ عبدالرحمان کے ہاتھ آجائے گا وہ امیر المومنین سے میری بزدلی اور نکمے پن کی شکایت کرے گا اگر میں اُس سے امداد طلب کروں اور اس کے انتظار میں پڑا رہوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کو قتل سے بچانے اور آئندہ اُن سے کام لینے کے لئے میری مدد نہیں کریگا ان دو مشکلوں میں صرف یہہ طریقہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہم تیزی کے ساتھ ہمدان کی طرف بڑھیں اور عبدالرحمان کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالدیں اگر ہم نے اُس سے مدد مانگی تو قریب ہونے کی وجہ سے اُسے ہماری مدد کرنا آسان ہوگا اور اگر اُسے ہماری ضرورت ہوئی تو ہم اس کی مدد کو پہنچ جائینگے اور اس کے ساتھ ہوکر دشمن سے لڑینگے، اس رائے کو سب نے پسند کیا اب یحییٰ پلٹا اور جب وہ ہمدان کے قریب پہنچ گیا تو یہاں اس کے اکثر وہ ساتھی جو اُس کے پاس جمع ہوئے تھے اُس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی اپنی راہ ہو لئے۔

طاہر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا پہنچا۔ عبدالرحمان نے اپنی فوج میں لڑائی کے لئے آمادہ ہو جانے کا اعلان کیا اور اب وہ پوری طرح تیار ہوکر جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کے لئے نکل آیا جنگ شروع ہوئی جس میں دونوں فریق نہایت ہی ثابت قدمی کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابلہ پر جمے رہے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے اور زخمی ہوئے اس کے بعد عبدالرحمان پسپا ہو کر شہر ہمدان میں چلا آیا کئی دن اُس نے وہاں قیام کیا اس اثنا میں اس کی حالت سنبھل گئی اور اس کے زخمی اچھے ہو گئے اب پھر اُس نے اپنی فوج کو لڑائی کے لئے مستعد ہو جانے کا حکم دیا اور پوری طرح تیار ہو کر شہر سے نکل کر طاہر پر حملہ آور ہوا جب طاہر کی نظر اس کے جھنڈوں اور اگلی جماعتوں پر پڑی اُس نے اپنی سپاہ سے کہا کہ عبدالرحمان کی چال یہہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ صرف تمکو اپنی صورت دکھائے اور جب تم اس کے پاس پہنچ جاؤ وہ تم سے لڑے

اگر تم نے اسے مار بھگایا تو فوراً شہر کی طرف لپک کر اسمیں گھس پڑے اور پھر وہاں شہر کی خندق پر تم سے مقابلہ کرے اور شہر کے دروازوں اور فصیل کی آڑ میں تم سے لڑے اگر اس کے برعکس اُس نے تمکو شکست دیدی تو پھر تمھارا تعاقب کرنے اور تمکو جی کھول کر قتل کرنے کا اُس کو وسیع میدان مل جائے گا کہ تم میں سے جو بھاگے یا میدان سے پشت پھیرے وہ اسے قتل کر دے اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی خندق اور اپنی فرودگاہ کے قریب ہی ٹھیرے رہیں تاکہ اگر وہ ہمارے پاس آئے ہم اُس سے لڑیں اسطرح وہ تو اپنی خندق سے دُور نکل آئے گا اور ہم اپنی خندق کے قریب ہی رہینگے۔

اس تجویز کے مطابق طاہر اپنی جگہ ٹھیرا رہا عبدالرحمان نے یہہ خیال کیا کہ میری ہیبت کی وجہ سے اُس نے آگے بڑھکر مقابلہ کرنے سے پہلو تہی کی ہے اس خیال خام کیوجہ سے وہ خود ہی اُس سے لڑنے کے لئے چھپٹا اب پھر نہایت شدید جنگ ہوئی طاہر اپنی جگہ جما رہا اور اُس نے عبدالرحمان کی سپاہ کو بری طرح قتل کیا اُن کے بہت سے آدمی کام آگئے یہہ رنگ دیکھکر عبدالرحمان نے اپنی فوج کے حوصلے بڑھانے کے لئے ان کو للکارا اے جماعت انبنا اے امرا زادو اور تلوار کے مالکو یہہ عجم ہیں یہہ بہت دیر تک جم کر مقابلہ نہیں کر سکتے میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم ثابت قدم رہو اب وہ اپنے ہر نشان کے پاس آیا اور انکو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بس اگر ایک گھڑی ہم اور جم کر لڑتے رہے تو فتح ہماری ہے خود وہ بھی دونوں ہاتھوں سے نہایت ہی بے جگری سے لڑنے لگا اور اس نے متعدد حملے طاہر کی فوج پر ایسے سخت کئے کہ ہر حملہ میں طاہر کے بہت سے سپاہیوں کا صفایا کر دیا مگر باوجود اس قدر دلیری اور جرات کے طاہر کی فوج کا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور نہ انہیں کوئی اضطراب پیدا ہوا۔ اس کے بعد طاہر کے ایک جوانمرد نے عبدالرحمان کے علمبردار پر حملہ کرکے اُسے قتل کر دیا اور اب طاہر کی تمام فوج نے یکجان ہو کر عبدالرحمان کی فوج پر ایسا سخت حملہ کیا کہ انکو انکی جگہوں سے اُکھاڑ دیا عبدالرحمان کی فوج نے پشت پھیری اور طاہر کی فوج نے بیدریغ انکو قتل کرنا شروع کیا

اسی طرح مارتے اور قتل کرتے ہوئے انکو ہمدان کے دروازے تک ڈھکیل لائے طاہر نے شہر کے دروازے پر ٹھہر کر عبدالرحمان اور اسکی فوج کا محاصرہ کر لیا عبدالرحمان روز آنہ مقابلہ کے لئے شہر سے نکلتا اور شہر کے دروازوں ہی پر اس سے اور طاہر کی فوج سے لڑائی ہوا کرتی۔ عبدالرحمان کی سپاہ شہر کی فصیل پر سے طاہر کی فوج پر سنگ اندازی بھی کرتی۔

عبدالرحمان کی فوج محاصرہ کی شدت سے تنگ آگئی خود اہل شہر کو بھی انکی موجودگی سے تکلیف محسوس ہونے لگی اور خود بھی ان سے لڑنے اور مرنے مارنے کے لئے آمادہ ہوئے باہر سے طاہر نے ہر سمت سے سامان معیشت کی بہم رسانی مسدود کر دی عبدالرحمان اور اس کی سپاہ نے اپنی ہلاکت اور قحط زدگی کے خطرہ کو محسوس کیا نیز انکو یہہ بھی اندیشہ ہو گیا کہ خود اہل شہر ہی ان پر وار کر دینگے اس نے طاہر کے پاس سفرا بھیجکر اپنے اور اپنی فوج کے لئے امان کی درخواست کی جسے اس نے منظور کر لیا اور اس کا ایفا کیا عبدالرحمان اپنے اور یحیٰی بن علی کے ساتھیوں کو لیکر جنگ سے کنارہ کش ہو گیا۔

اس سال طاہر ابن الحسین کو ذوالیمینین کا لقب دیا گیا

ہم اس لقب کی وجہ پہلے بیان کر چکے ہیں جب طاہر نے علی بن عیسٰی بن ماہان کی فوج کو شکست دیدی اور علی مارا گیا تو اس نے فضل بن سہل کو یہ خط لکھا

اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے دشمن کو برباد کرے میں آپ کو یہہ خط لکھتا ہوں اور علی بن عیسٰی کا سر میری گود میں ہے اور اس کی مہر میرے ہاتھ میں ہے اور اس پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے۔

خط پڑھتے ہی فضل اپنی جگہ سے فوراً اٹھکر مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اسے امیرالمومنین کہکر سلام کیا مامون نے طاہر کی امداد کے لئے مزید سپاہ اور سردار بھیجے ذوالیمینین اور صاحب حبل الدین اسے خطاب عطا کیا اور اسکی

فوج کے اُن سپاہیوں کی جنکی تنخواہ اسّی سے کم تھی ترقی دیکر اسّی کردی۔

اس سال ماہ ذی الحجہ میں سفیانی علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ نے شام میں علم بغاوت بلند کرکے اپنے لئے دعوت خلافت دی اور اس کے عامل سلیمان بن ابی جعفر کو دمشق میں محصور کر لیا جب سلیمان کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ اس کے مقابلہ سے نکل بھاگا۔ محمد المخلوع (امین) نے حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا مگر یہہ اُن کے سامنے ہی نہیں آیا بلکہ رقہ پہونچکر وہیں ٹھہر گیا۔

اس سال طاہر نے محمد کے عاملوں کو قزوین اور تمام جبال کے علاقہ سے نکال دیا۔ اس کی وجہ یہہ ہوئی کہ جب وہ عبدالرحمان کے مقابلہ کے لئے بڑھا تو اُسے یہہ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ کثیر بن قادرہ کو جو قزوین میں محمد کا عامل تھا اور جسکے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اپنے عقب میں یوں ہی رہنے دے گا تو ممکن ہے کہ وہ عقب سے اُس پر حملہ کردے اس وجہ سے جب طاہر ہمدان کے قریب آگیا اُس نے اپنی فوج کو قیام کردینے کا حکم دیا وہ سب فروکش ہوگئے اس کے بعد اُس نے ایک ہزار پیادے اور ایک ہزار شہسوار اپنے ساتھ لیکر کثیر بن قادرہ کا قصد کیا اس کے قریب پہونچتے ہی کثیر اور اس کی سپاہ قزوین کو خالی کرکے بھاگ گئی۔ طاہر نے ایک زبردست جمعیت اپنے ایک سردار کی قیادت میں وہاں اس ہدایت کے ساتھ متعین کردی کہ عبدالرحمان الابناوی وغیرہ کے ساتھیوں میں سے جو قزوین میں آنا چاہے یہہ اُس سے لڑیں اور اسے روک دیں۔

اس سال عبدالرحمان الابناوی اسدآباد میں مارا گیا اسکی تفصیل یہہ ہے۔

عبدالرحمان کا قتل

جب محمد المخلوع نے عبدالرحمان الابناوی کو ہمدان بھیجا تو اس کے پیچھے انھوں نے حرشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کو بھی اہل بغداد کے ایک زبردست رسالے کے ساتھ

روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ وہ قصر اللصوص جاکر پڑاؤ کردیں عبدالرحمان کے تمام احکام کی بجا آوری کریں اور اگر اُسے انکی ضرورت ہو تو وہ اس کی مدد کریں جب عبدالرحمان طاہر سے وعدۂ امان لیکر شہر سے نکل کر اس کی طرف آیا اور مقیم ہوگیا تو اُس نے طاہر اور اس کی فوج پر ظاہر یہی کیا کہ اب وہ بالکل امن پسند ہے اور ان کے وعدۂ امان اور پیمان صلح پر دل سے راضی ہے مگر جبکہ طاہر اور اس کی فوج اُس کی طرف سے بالکل بے خطر ہو گئی تھی اُس نے اچانک موقع پاکر اپنے ساتھیوں کو لیکر اُن پر دھاوا کر دیا۔ طاہر اور اس کی فوج کو انکی اس حرکت کی صرف اُس وقت اطلاع ہوئی جبکہ وہ اُن کے سروں پر آگئے عبدالرحمان نے بے دریغ اپنے دشمن کو قتل کرنا شروع کیا طاہر کی فوج کے پیادے اپنی تلواریں ڈھال اور تیر لیکر مقابلہ پر جمع رہے اور گھٹنوں کے بل ہو کر اسطرح لڑے جو لڑائی کا حق ہے اور اسوقت تک انکو روکے رکھا جب تک کہ سوار تیار ہو کر مقابلہ کے لئے آئیں، جب وہ بھی آگئے تو اب نہایت ہی ثابت قدمی اور بے جگری سے ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ تلواریں اور نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اب عبدالرحمان کے ساتھی بھاگ گئے مگر وہ خود اپنے چند خاص آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں گھوڑے سے اُتر پڑا اور لڑتا لڑتا مارا گیا اس کے دوسرے ساتھیوں نے اس سے کہا تھا کہ تمھارے بھاگ جانے کا اچھا موقع ہے دشمن لڑتے لڑتے بالکل چور ہو گیا ہے اسمیں اتنی ہمت اب نہیں ہے کہ تعاقب کی زحمت برداشت کرے آپ بھاگ جائیں مگر اُس نے یہی کہا کہ اب میں شکست کھا کر واپس جانا نہیں چاہتا اور نہ امیر المومنین کو اپنی صورت دکھلاؤں گا۔ اُس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اُس کی فرودگاہ کو لوٹ لیا گیا بچے کھچے مصیبت کے مارے حرشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کے پاس پہنچے ان کے آنے کا یہ اثر ہوا کہ خود انکی فوج میں اس قدر خوف اور دہشت پھیلی کہ بغیر اس بات کے کہ ایک دشمن بھی اُن کے سامنے آیا ہو یہ بے تحاشا اپنے مقام سے بھاگے اور بغداد پہنچے تک انھوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا طاہر کے لئے اب میدان صاف تھا وہ بلا مزاحمت عراق کی طرف بڑھا ایک ایک شہر اور ضلع سے گذرتا ہوا حلوان کے

ایک گاؤں شلاشان میں آکر اس نے اپنا پڑاؤ کیا اپنے گرد خندق بنائی ہر طرح سے اپنی فرودگاہ کو مستحکم کیا اور وہیں اپنی تمام فوجیں جمع کیں۔

اس سال امین کیطرف سے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مکہ اور مدینہ کا عامل تھا اور اس سال اور اس سے دو سال پہلے یعنی ۱۹۳ھ اور ۱۹۴ھ ہجری میں اسی کی امارت میں حج ہوا تھا۔ عباس بن موسیٰ الہادی امین کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا اور منصور بن مہدی بصرہ کا عامل تھا۔ مامون خراسان میں فرمانروا تھا اور انکا بھائی محمد بغداد میں حکمراں تھا۔

۱۹۶ھ شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محمد بن ہارون نے اسد بن یزید بن مزید کو قید کر دیا اور احمد بن مزید عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو طاہر سے لڑنے کے لئے حلوان بھیجا۔

اسد بن یزید بن مزید نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمان الابناوی کے قتل کے بعد فضل بن الربیع نے مجھے بلا بھیجا میں اس کے پاس گیا وہ اسوقت اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جسے وہ پڑھ چکا تھا اس کی دونوں آنکھیں غصّے سے سرخ ہو رہی تھیں اور وہ سخت طیش کی حالت میں کہہ رہا تھا وہ تو خواب خرگوش میں ہے نہ اُسے حکومت کے جانے کی فکر نہ وہ کسی مفید رائے اور تدبیر پر غور کرتا ہے شراب و کباب نے اُسے بدمست کر دیا ہے وہ تو عیش و نشاط میں منہمک ہے اور زمانہ اس کی بربادی کا انتظام کر رہا ہے عبداللہ اس کی مخالفت پر اب علانیہ طور پر مستعد ہو گیا ہے اور اس کے مقابلہ کے لئے اس نے اپنے سب سے بہتر آدمی کو مقرر کیا ہے جو اتنی دور سے گھوڑ دوڑ کی پشت پر

نیزوں کی انیوں اور تلواروں کی دھاروں پر محمدؐ کی یقینی ہلاکت اور موت کو لئے ہوئے بڑھا آرہا ہے'' اس کے بعد اس نے اظہار افسوس کے لئے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور مثال میں بعیث کے شعر پڑھے، پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا ابوالحارث میرے اور تمھارے سامنے ایک خاص مقصد ہے جسکی طرف ہم جارہے ہیں اگر ہم اُس کے حاصل کرنے میں کوتاہی ہوگئی تو ہم ہمیشہ کے لئے مذموم ہو جائینگے اور اگر ہم نے اُس کے لئے پوری مستعدی دکھائی تو ہم کامیاب ہو جائینگے ہم ایک اصل کی شاخ ہیں اگر وہ مضبوط رہی تو ہم بھی قوی رہینگے اور اگر اصل ہی کمزور ہوگئی تو ظاہر ہے کہ ہم بھی کمزور ہو جائینگے۔ اس شخص نے تو اپنی حالت بالکل نادان چھوکریوں کی ایسی کرلی ہے ہر وقت عورتیں اس کی مشیر ہیں خواب کے اوپر اُسکو پورا بھروسہ ہے اور اپنے ان تمام رند مشرب اور یاوہ گو مصاحبین کی بات کو غور سے سنتا اور اس پر ایمان رکھتا ہے، ان لوگوں نے اُسے یہہ طفل تسلی دی ہے کہ آخر میں اُسیکو فتح اور کامیابی ہوگی حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ بربادی اس سرعت سے اُس کی طرف بڑھتی چلی آرہی ہے جس سرعت کے ساتھ کہ سیلاب ریت کے ٹیلوں کی طرف بڑھتا ہے، بخدا مجھے تو یہہ اندیشہ ہے کہ اُس کی ہلاکت اور تباہی کے ساتھ ہم بھی تباہ اور برباد ہو جائینگے۔ تم عرب کے مسلمہ جوانمرد ہو اور ایک جوانمرد کے بیٹے ہو اُس نے اس شخص کے مقابلہ کے لئے تمکو تاکا ہے تمھاری سچی وفاداری اور حقیقی بہی خواہی نیز تمھاری انتہائی شجاعت اور اس کے ساتھ سخاوری نے تمھارے انتخاب میں رہبری کی ہے اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھاری ہر ضرورت کو پورا کروں اور جسقدر روپیہ تم چاہو تمکو دیدوں، ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ اقتصاد برکت اور سعادت کی کنجی ہے۔ بہر حال جو ضرورت تمکو ہو وہ پوری کر دا اور جلد سے جلد اپنے دشمن کی راہ لو اور مجھے یہہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فتح کی عزت کا سہرا تمھارے ہی سر باندھے گا اور تمھارے ہی ذریعہ اس خلافت اور حکومت کے رخنہ کی پھر پابجائی کر دے گا۔

میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی اور امیرالمومنین کی خدمت کے لئے بسر وچشم حاضر ہوں اور خود اس بات کو چاہتا ہوں کہ آپ کے اور ان کے دشمن کو ذلیل

اور مغلوب کروں مگر نبرد آزما محض موقع کے بھروسہ پر کام نہیں کرتا اور نہ جب تک فوج کے ساز و سامان میں کسی قسم کی بھی خرابی یا کمی ہو اُسے کامیابی ہوتی ہے جنگجو کا سرمایہ فوج اور فوج کا سرمایہ مال امیر المومنین کی فیاضی کا یہہ عالم ہے کہ جو سپاہی اُنکی چھاونی میں موجود ہیں انھوں نے اون کے ہاتھ روپیہ سے بھر دیئے اُس کے علاوہ انھوں نے مستقل طور پر انکی کثیر معاش مقرر کر دی اور انکو بڑے بڑے انعام واکرام سے سرفراز کیا اگر میں اپنی فوج کو لیکر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جاؤں اور ان کے دل اپنے پیچھے رہنے والے متعلقین کی ضروریات میں اُلجھے رہیں تو ایسی پریشان خاطر فوج دشمن کے مقابلہ میں میرے کس کام آسکتی ہے کیونکہ انھوں نے غیر مصافی لوگوں کو لڑنے والوں پر اور نقیبوں اور رکڑ کیتوں کو محنت اور مشقت برداشت کرنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ میں صرف یہہ چاہتا ہوں کہ وہ میری تمام فوج کو ایک سال کی معاش اب دیں اور ایک سال کی معاش ساتھ کر دیں نیز انہیں، جو لوگ جنگ میں آزمودہ اور بہادر فن حرب سے واقف ہوں اُنکی معاش خاص مقرر کریں اور مجھے اختیار ہو کہ میں خود اپنی جمعیت کے اپاہج اور کمزور سپاہیوں کو بدل دوں اور ان کے بجائے دوسرے سپاہیوں کو بھرتی کر لوں اپنی جمعیت کے ایک ہزار آدمیوں کو گھوڑے دیدوں نیز یہہ کہ جو شہر اور علاقہ میں فتح کروں اس کا کوئی حساب مجھسے نہ لیا جائے میری ان شرائط کو سنکر فضل نے کہا تم تو اپنی حد سے تجاوز کر گئے اور اب اس کے لئے تو امیر المومنین سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ اب میں اور وہ امیر المومنین کی خدمت میں چلے فضل مجھسے پہلے اُنکی خدمت میں باریاب ہوا اُسکے بعد مجھے اجازت ملی میں اُن کے سامنے گیا اب مجھسے اور اُن سے ابھی دو باتیں ہوئی تھیں کہ وہ برہم ہو گئے اور انھوں نے مجھے قید کرا دیا۔

اس کے متعلق امین کا ایک خاص مصاحب بیان کرتا ہے کہ اسد نے اُن سے یہہ کہا کہ آپ مامون کے بیٹوں کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ اُن کو میں اپنے پاس نظر بند رکھوں اگر مامون میری اطاعت قبول کر کے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے تو خیر ورنہ پھر مجھے اختیار ہو کہ میں اس کے لڑکوں کے ساتھ جو چاہوں سلوک کروں اُسپر امین نے کہا تو پاگل اعرابی ہے یہہ کیا سوال ہے میں تجھے عرب اور عجم سپاہ کی قیادت

اور تمام صوبۂ جبال کی خراسان تک آمدنی کا مختار بنا تا ہوں اور تیرے ہمسر جو دوسرے اُمرا اور رؤسا کے جانشین ہیں اُن سے تیرا درجہ اور مرتبہ بڑھاتا ہوں اور تو مجھ سے اپنے بچوں کے قتل اور اپنے ہی گھر والوں کے خون کا خواستگار ہے یہہ سراسر حماقت اور غیر متعلق بات ہے۔

اسوقت بغداد میں مامون کے دو بیٹے اپنی ماں اُم عیسٰی بنت الہادی کے ساتھ مامون کے بغداد والے قصر میں مقیم تھے جب بغداد پر مامون کا قبضہ ہوگیا تو یہہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ خراسان چلے گئے اور وہیں رہے اور پھر سب کے ساتھ بغداد آئے یہہ مامون کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

جب امین نے اسد کو قید کر دیا تو اپنے مشیروں سے پوچھا کہ کیا اُسکے خاندان میں کوئی اور ایسا شخص ہے جسکو اس کے بجائے مقرر کیا جاسکے کیونکہ اُنکی دیرینہ خدمات اور وفاشعاری کی وجہ سے میں اُن سے بگاڑنا نہیں چاہتا لوگوں نے کہا جی ہاں احمد بن مزید موجود ہے وہ ان سب میں باعتبار اپنی نیک کرداری جاں نثاری اور اطاعت کے بہتر ہے اس کے علاوہ وہ نہایت بہادر جوانمرد فوجوں کے انتظام اُن سے کام لینے اور لڑائی میں نہایت ہوشیار اور مستعد ہے امین نے اسیوقت ڈاک کا ہرکارہ اس کے پاس دوڑایا کہ وہ فوراً اُسے لیکر آئے۔

احمد اسحاقیہ نام ایک گاؤں اپنے چند عزیزوں موالیوں اور خدمتگاروں کے ساتھ جارہا تھا اُس نے ہر یان عبور ہی کیا تھا کہ اُسے آدہی رات کو ڈاک کے ہرکارہ کی آواز سنائی دی کہنے لگا بھلا اس وقت اور اس مقام پر اس کے آنے کی کیا وجہ ہے ضرور کوئی بات ہے تھوڑی ہی دیر میں وہ ہرکارہ ٹھہرا اور اس نے ملاح کو آواز دی کہ کیا تمہارے پاس احمد بن مزید ہے اُس نے کہا ہاں وہ سواری سے اُترا اور اس نے امین کا خط احمد کو دیا اُسے پڑھکر اس نے کہا میں اپنی زمین کے قریب پہنچ گیا ہوں جو یہاں سے اب صرف ایک میل رہ گئی ہے مجھے اتنی مہلت دو کہ میں گھڑے گھڑے وہاں ہو آؤں اور جو ضروری کام ہے اس کے متعلق ہدایات دے آؤں پھر تمہارے ساتھ تنہا کے ہی چلا چلتا ہوں اس نے کہا امیر المومنین نے

مجھے حکم دیا ہے کہ بغیر ایک لمحہ کی بھی مہلت دیئے دن ہو یا رات جس وقت تم مجھے مل جاؤ اسیوقت میں تمکو اپنے ساتھ لیکر انکی خدمت میں حاضر کر دوں یہہ سنکر احمد اُس کے ساتھ پلٹا اور کوفہ آیا یہاں ایک دن اُس نے قیام کیا اور جب اُس نے ذرا آرام اور رخت سفر مہیا کر لیا تو امین کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔

احمد کہتا ہے جب میں بغداد آیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ سب سے پہلے فضل بن الربیع سے مل لینا چاہیئے تاکہ اُس کے ساتھ اور اس کی موجودگی میں امین کی خدمت میں باریاب ہو جاؤں جب مجھے اُس کے پاس آنے کی اجازت ملی اور میں اس کے سامنے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن حمید بن قحطبہ اُسکے پاس بیٹھا ہے اور وہ اُس سے کہہ رہا ہے کہ تم طاہر کے مقابلہ پر جاؤ اور عبداللہ اس بات پر مصر ہے کہ اسے بہت سا روپیہ دیا جائے اور بہت زیادہ فوجیں دی جائیں مجھے دیکھتے ہی اُس نے مجھے مرحبا کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور عبداللہ کی طرف مخاطب ہو کر اُس کا مذاق اُڑانے لگا اور مزاح کرنے لگا پھر اُس کے منھ پر مسکرا کر اُس نے ہم بنی شیبان کی تعریف میں دو شعر پڑھے اُس پر عبداللہ نے بھی کہا کہ واقعی وہ اس تعریف کے مستحق ہیں وہی اس خرابی کی اصلاح کر سکتے ہیں وہی دشمن کو سزا دے سکتے ہیں اور باغیوں کے شر سے تمام فرماں بردار و نکو بچا سکتے ہیں پھر فضل نے مجھسے کہا کہ امیر المومنین نے تمھارا ذکر چھیڑا امین نے تمھاری اطاعت شعاری فرماں برداری خلوص نیت باغیوں کے مقابلہ پر تمھاری شدت اور فوری صائب رائے قائم کر کے اُس پر عمل کرنے کی قابلیت کی تعریف کی انھوں نے اس بات کو پسند کیا کہ تم سے اپنی خاص اہم خدمات لی جائیں تاکہ تمھاری شہرت اور عزت میں اضافہ ہو اور تمکو اس درجہ اور مرتبۂ عالیہ پر فائز کریں جس پر آجتک تمھارا کوئی خاندان والا نہیں سرفراز ہو سکا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے خدمتگار کو حکم دیا کہ میرے گھوڑوں پر زین کسواؤ تھوڑی ہی دیر میں اُس کی سواری کے لئے گھوڑا تیار کر دیا گیا اب وہ اور میں دونوں چلے محمد کے پاس پہنچے وہ اسوقت اپنے محل کے صحن میں بیٹھے تھے وہ مجھے اپنے قریب بلاتے گئے یہاں تک کہ میں اُن کے بالکل ہی متصل

پہنچ گیا۔ کہنے لگے تمھارے بھتیجے کے تمرد اور فساد نیت کی اکثر خبریں مجھے ملی تھیں اور وہ عرصہ سے میری رائے کی مخالفت پر آمادہ رہتا ہے اس کے اس طرز عمل سے میں اس کی طرف سے بدظن ہو گیا ہوں اور مجھے اس کی وفاداری پر بھروسہ نہیں رہا اُس کی اسی قابل اعتراض روش اور غداری کی وجہ سے میں نے اس کی تادیب کے لئے اُسے قید کر دیا ہے اگرچہ میں دل سے یہ بات نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے ساتھ یہہ کروں، تمھاری مجھسے بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ تمھاری قدر و منزلت بڑھاؤں اور تمھارے تمام خاندان پر تمکو ترقی دوں اور اس غرض کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تمکو اس باغی غدار جماعت کے مقابلہ کے لئے سپہ سالار مقرر کر دوں تاکہ ان کے مقابلہ میں لڑ کر دنیا کے اجر اور آخرت کے ثواب دونوں کے حاصل کرنے کا تمکو موقع ملے اب تم دیکھ لو کہ تم اس کام کو کسطرح انجام دے سکو گے اپنی نیت کو درست رکھو امیر المومنین نے اس کام کے لئے تمکو اختیار کیا ہے تم اُنکی مدد کرو اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر کے اُن کو خوش کرو وہ بھی تمکو خوش کر دینگے اور تمھاری عزت افزائی کرینگے، اس کے جواب میں میں نے عرض کیا اللہ آپ کی بات ہمیشہ قائم رکھے میں جناب والا کی خیر خواہی میں اپنی جان لڑا دونگا اور میرے متعلق آپ نے جو اُمید قائم کی ہے میں آپ کے دشمن کے مقابلہ میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے انشاءاللہ اُسے پورا کرونگا۔

انھوں نے فضل سے کہا کہ اسد کی فوج کے دفاتر اُن کے حوالے کر دو نیز ہماری چھاؤنی میں جو اعرابی اور جزیرہ کے سپاہی ہوں اُن کو بھی ان کے ساتھ بھیجدو پھر مجھسے کہا کہ بہت جلد اپنا انتظام درست کر کے دشمن کے مقابلے پر روانہ ہو جاؤ میں اُن کے پاس سے چلا آیا میں نے فوج کا انتخاب کیا اور تمام دفاتر غور سے دیکھے جنکا اندراج صحیح ثابت ہوا اونکی تعداد بیس ہزار ہوگئی میں ان سب کو لیکر حلوان روانہ ہو گیا۔

حلوان جاتے ہوے احمد بن مزید رخصت ہونے کے لئے محمد کے پاس آیا اور درخواست کی کہ امیر المومنین مجھے کچھ ہدایات دیں انھوں نے کہا میں تمکو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں ایک یہہ کہ ظلم و زیادتی سے بچنا کیونکہ ظلم مانع نصرت ہے قابلیت ذاتی اور حسن کارگذاری کے بغیر کسی شخص کو ترقی نہ دینا بغیر

جوابدہی کا موقع دیئے کسی پر تلوار نہ اُٹھانا اور جب کوئی شخص تمھارے قبضہ میں آجائے اور تمکو یہہ موقع ہمدست ہو کہ تم اُس کے ساتھ نرمی کر سکو تو ایسے موقع پر شدت اور قساوت اختیار نہ کرنا اپنی فوج کے آدمیوں سے بہت اچھا برتاؤ کرنا روزانہ مجھے اپنی خبریں بھیجتے رہنا اور اس بات کا خیال اپنے دل میں نہ لانا کہ تم کسی ایسے کام کو میرے پاس ذریعۂ تقرب بناؤ کہ جب اُس کا مرافعہ میرے پاس ہو تو وہ تمھارے خوف کا باعث ہو جائے' عبداللہ کے ساتھ ایک مخلص بھائی اور محسن مصاحب کا سا برتاؤ کرنا جب وہ اور تم ایک ساتھ جمع ہوں تو اپنے تعلقات خوشگوار رکھنا اگر وہ تم سے مدد مانگے تو نہ تم اُس سے انکار کرنا اور نہ مدد دینے میں دیر لگانا' تم دونوں متحدہ اور متفقہ طور پر رائے قائم کرکے کارروائی کرنا اچھا اب جو تمکو ضرورت ہو وہ کہو اور جلد اپنے دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ احمد نے انکو دعا دی اور درخواست کی کہ آپ میری کامیابی کے لئے دعا مانگتے رہیں میرے بارے میں کسی چغلخور کی بات نہ مانیں اور جب تک کہ آپ کو میرے فرض کی بجا آوری کا پورا تجربہ نہ ہو جائے آپ مجھے علٰحدہ نہ کریں اس کے بعد آپ اسد کو قید سے رہا کرکے آزاد کر دیجئے۔

امین نے احمد بن مزید کو بیس ہزار عروب کے ساتھ اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو انبار کے بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ طاہر کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اونکو حکم دیا کہ تم حلوان جاکر قیام کرو اور طاہر اور اس کی فوج سے اس کی مدافعت کرو اگر طاہر شلاشان میں قیام رکھے تو وہ دونوں اپنی فوج کے ساتھ وہاں تک بڑھکر اس کا مقابلہ کریں اور اُسے اس مقام سے بھی خارج کر دیں اور جم کر اس سے لڑیں دونوں آپس میں اتحاد اور اتفاق رکھیں اور ہماری طاعت میں ایک دوسرے کے دوست رہیں۔

وہ دونوں بغداد سے روانہ ہو کر حلوان کے قریب ایک مقام خانقین میں آکر فروکش ہوئے مگر طاہر بدستور اپنی فرودگاہ میں مقیم رہا اُس نے اپنے اور اپنی فوج کی حفاظت کے لئے خندق بنا لی اور احمد اور عبداللہ کی چھاونیوں کو اپنے جاسوس اور مخبر بھیجے یہہ انکی چھاونیوں میں آکر سپاہیوں سے مخوف جھوٹی جھوٹی

خبریں بیان کرتے تھے اور کہتے تھے دیکھو امین نے احمد کی سپاہ کے لئے اتنی زیادہ عطا مقرر کی ہے اور اس کے علاوہ انکو اور مزید معاش دی ہے اس طرح طاہر برابر اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ ان دونوں امرا کے درمیان نزاع اور اختلاف پیدا ہو جائے آخر کار وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوا اور احمد اور عبداللہ میں پھوٹ پڑ گئی انکی یکجہتی ختم ہوگئی وہ خود آپس ہی میں ایک دوسرے سے دست وگریباں ہو گئے اور لڑ پڑے پھر وہ خود بخود بغیر طاہر سے لڑے بھڑے خانقین کو چھوڑ کر پلٹ گئے طاہر نے بغیر کسی زحمت کے آگے بڑھکر حلوان پر قبضہ کرلیا ابھی اُسے وہاں آئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ہرثمہ بن اعین، مامون اور فضل بن سہل کا مراسلہ لیکر اُن کے پاس آیا جس میں طاہر کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے تمام مفتوحہ علاقہ کو اس کے تفویض کر دے اور خود اہواز روانہ ہو طاہر نے حسبہ بجا آوری کی ہرثمہ حلوان میں اقامت گزیں ہوگیا اور اُس نے اُسے خوب مستحکم کرلیا اور اس کے تمام راستوں اور پہاڑوں میں اپنی جنگی چوکیاں اور پہرے قائم کر دیئے اور طاہر اہواز کی سمت روانہ ہوگیا۔

اس سال مامون نے فضل بن سہل کی قدر اور منزلت اور بڑھائی اُسکی تفصیل یہہ ہے۔

جب مامون کو معلوم ہوا کہ طاہر نے علی بن عیسیٰ کو قتل کر کے اُس کے پڑاؤ پر قبضہ کرلیا اور انکو امیر المومنین کا لقب دیکر انکی خلافت کا اعلان کر دیا اور خود فضل بن سہل نے بھی اسی لقب سے انکو خطاب کیا اور اب اُن کو صحیح طور پر یہہ بھی اطلاع مل گئی کہ طاہر نے عبدالرحمان بن جبلۃ الابناوی کو بھی قتل کر کے اُس کی فرودگاہ پر قبضہ کرلیا ہے تو انھوں نے فضل بن سہل کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اس سنہ کے ماہ رجب میں انھوں نے مشرق میں جبل ہمدان سے جبل سقینان اور تبت تک کا علاقہ طولاً اور بحر فارس اور بحر ہند سے لیکر بحر دیلم اور جرجان تک کا علاقہ عرضاً اُس کے تفویض کر دیا تیس لاکھ درہم اسکی تنخواہ مقرر کی دو گھاٹیوں والی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک پرچم اُس کے لئے قایم کیا اُس کے علاوہ ایک نشان اور بھی اُسے دیا اور ذوالریاستین کے خطاب سے

اُسے سرفراز کیا۔
ایک شخص جس نے فضل کی تلوار حسن بن سہل کے پاس دیکھی تھی بیان کرتا ہے کہ اس پر چاندی کے حروف میں ایک طرف ریاستہ الحرب اور دوسری طرف ریاستہ التدبیر منقوش تھا فضل نے اپنا پرچم علی بن ہشام کو دیا اور نشان نعیم بن حازم کو دیا اور حسن بن سہل کو اپنا والی خراج مقرر کیا۔
اس سال محمد بن ہارون نے عبدالملک بن صالح بن علی کو شام کا والی مقرر کر کے شام جانے کا حکم دیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ اہل شام کی اسقدر فوج جبراً بھرتی کر کے اُس کے ساتھ طاہر اور ہرثمہ سے لڑے۔

عبدالملک بن صالح کی ولایت شام

جب طاہر کی قوت اور شوکت بڑھگئی اُس کا بول بالا ہوگیا اور اُس نے محمد کے امرا اور انکی فوجوں کو پے در پے شکستیں دیں تو عبدالملک بن صالح انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسے رشید نے قید کر دیا تھا مگر امین نے خلیفہ ہونے کے بعد ذیقعدہ سنہ ۱۹۳ ہجری میں اسے معافی دی اور رہا کر دیا اس احسان کا وہ ہمیشہ سے معترف تھا اور انکی طاعت اور نصیحت کو اپنا فرض سمجھتا تھا اُس نے عرض کیا امیر المومنین میں اس بات کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کو آپ کے بارے میں جسارت ہوگئی ہے۔ اور وہ آپ کی ہلاکت کے آرزومند ہوگئے ہیں دونوں جگہ لوگوں کا یہی ارادہ ہے کہ آپ کو تباہ کیا جائے اب تک آپ نے اُن کے ساتھ ایسی مروت برتی ہے کہ اگر آپ اسی نرم طرز عمل پر خیدے اور قائم رہے تو وہ سرکش اور گستاخ ہو جائینگے اور اگر آپ دیتے دیتے ہاتھ کھینچ لیں گے تو وہ آپ سے بگڑ جائینگے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک روپیہ خرچ نہ کیا جائے فوجیں قبضہ میں نہیں آتیں اور اگر اسکے لیے اندازہ اندھا دھند خرچ کیا جائے تو پھر روپیہ باقی نہیں رہے گا اس کے ساتھ ہی یہ مشکل آپڑی ہے کہ پے در پے مسلسل ہزیمتوں اور جان کے

نقصانات نے دشمن کا اسقدر رعب اور ہیبت ان کے قلوب میں پیدا کر دی ہے کہ اب وہ اس کا مقابلہ کرتے ہوئے ہچکچاتے اور ڈرتے ہیں اگر آپ انکو طاہر کے مقابلہ پر روانہ کرینگے تو طاہر اپنے عزم راسخ کی قوت کیوجہ سے تھوڑی فوج کے ساتھ ان پر غلبہ حاصل کر لے گا کیونکہ آپ کی فوج میں نہ جان ہے اور نہ وفا۔ ان کے مقابلہ میں اہل شام لڑائیوں اور شدائد کے برداشت کرنے کے عادی ہیں انہیں کا بہت بڑا گروہ میرا مطیع اور فرماں بردار ہے اگر آپ مجھے شام بھیجدیں تو میں وہاں ایک ایسی زبردست فوج آپ کے لئے طیار کر لونگا جو دشمن کے پرخچے اڑا دیگی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب جاں نثاروں کی مدد کرے گا۔

امین نے کہا میں نے تمکو اس کام کے لئے مقرر کیا اس مقصد کے لئے جس قدر روپیہ اور سامان تمکو درکار ہو میں وہ سب تمکو دیتا ہوں تم فوراً شام روانہ ہو جاؤ اور وہاں جا کر اپنی صوابدید کے مطابق کارروائی شروع کر دو۔

امین نے اُسے تمام شام اور جزیرہ کا والی مقرر کیا اور بہت جلد اپنے عمل پر جانے کی تاکید کی انھوں نے فوج باقاعدہ کا ایک دستہ اور رانبار کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی۔ اس سال عبدالملک بن صالح شام روانہ ہوا اور رقہ پہنچکر وہیں ٹھہر گیا۔

عبدالملک بن صالح کی ولایت شام

رقہ پہنچکر عبدالملک وہین فرد کش ہو گیا اور وہاں سے اس نے شام کی فوجی جمعیتوں کے تمام سرداروں اور اہل جزیرہ کے عمائد کے نام خطوط روانہ کئے اپنے ان خطوط میں اس نے ہر شخص سے جس کے حسن خدمات کی توقع تھی اور جسکی شجاعت اور کارروائی کی شہرت تھی بڑے بڑے صلے اور انعام کا وعدہ کیا اور امیدیں دلائیں چنانچہ تمام رؤسا اور جمعیتیں یکے بعد دیگرے اس کے پاس آئیں اس نے ہر سردار کو جو اس سے ملنے آیا انعام، خلعت اور سواری سے

سرفراز کیا شام کے لٹیرے اور اعرابی بھی پہاڑی درونکو چھوڑ کر اُس کے پاس آگئے
اسطرح اس کے پاس ایک بڑی فوج جمع ہوگئی اسی اثنا میں ایک خراسانی سپاہی کی
نظر ایک ایسے گھوڑے پر پڑی جو اُس سے سلیمان بن ابی جعفر کی جنگ میں
چھین لیا گیا تھا اور وہ اسوقت ایک ڈاکو کی سواری میں تھا اُسے دیکھتے ہی وہ خراسانی
اس گھوڑے سے لپٹ گیا اُس سے ایک نزاع پیدا ہوئی جو بڑھکر کھلی ہوئی مخالفت
ہوگئی۔ لٹیرونکی جماعت اکٹھا ہوگئی اور باقاعدہ سپاہ بھی ایک جا جمع ہوگئی اور اب
انہیں گلخپ ہونے لگی ہر فریق نے اپنے آدمی کی حمایت کی اور اب انہیں گھونسے
اور مکے بازی ہونے لگی جماعت ابناء کے بعض لوگ آپس میں مشورہ کر کے محمد بن ابی خالد
کے پاس آئے اور اُس سے کہا کہ آپ ہمارے بڑے اور سردار ہیں ان لیٹروں نے جو
دست درازی ہم پر کی ہے اُس کی خبر آپ کو ہو چکی ہے اب آپ ہماری قیادت
کر کے ہماری بات بنائیں ورنہ ہم ذلیل ہو جائینگے اور پھر ہر شخص ہمکو کمزور سمجھکر ہمیں
دبانے کی کوشش کرے گا اس غرض کے لئے وہ روزانہ اُس کے پاس جانے لگے
ایک دن اُس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس ہنگامہ میں خود شرکت کروں اور نہ یہہ
چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کو اس ذلت کی حالت میں دیکھوں یہہ سنکر ابناء مستعد ہوئے
انھوں نے لڑنے کا تہیا کر لیا اور جب کہ لٹیرونکی وہ جماعت ادھر اُدھر پھر رہی تھی
انھوں نے بے خبری میں انکو آلیا اور حملہ کر کے بیدریغ قتل کرنا شروع کیا بہت سونکو
میدان میں قتل کر دیا اور بہت سونکو اُنکی فرودگاہ ہی میں گھسکر ذبح کر ڈالا اب
لٹیروں نے اپنی جماعت کو للکارا کہ تیار ہو جاؤ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور
اسلحہ لگا کر باقاعدہ لڑنے کے لئے مستعد ہو گئے اور جنگ ہونے لگی عبدالملک بن
صالح کو اسکی اطلاع ہوئی اُس نے اپنا پیامبر اُن کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو حکم دے
کہ وہ لڑائی سے باز آجائیں اور ہتھیار رکھدیں مگر انھوں نے اُس کے پتھر مارے
اور اُس تمام دن نہایت بے جگری سے لڑتے رہے۔ ابناء نے لٹیرونکی جماعت
کے بے شمار آدمی قتل کر دیئے عبدالملک کو جب معلوم ہوا کہ زواقیل کے اسقدر
زیادہ آدمی مارے گئے تو اُس نے جو اُس وقت مریض اور کمزور تھا
اظہار تاسف میں ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ اس سے بڑھکر ہماری ذلت کیا

ہوگی کہ عرب اپنے ہی علاقے اور گھر میں اسطرح مارے جارہے ہیں۔
اُس کے اس جملہ سے اُن لوگوں کو بھی جواب تک اس ہنگامہ سے الگ تھلگ رہے تھے غصہ آگیا اور اب بات بہت بڑھ گئی حسین بن علی بن عیسٰی بن ماہان نے انبار کی قیادت سنبھال لی دوسرے دن زواقیل رقہ میں جمع ہوئے اور انبار اور اہل خراسان رافقہ میں جمع ہوئے۔ اہل حمص کے ایک شخص نے اپنے ابنائے وطن کو للکارا کہ بھاگنا ہلاکت سے سہل ہے اور مرنا ذلت سے آسان ہے تم نے اپنا گھر بار اس لئے چھوڑا تھا کہ عسرت کے بعد فراغت اور ذلت کے بعد عزت نصیب ہوگی مگر اب تو تم خود مصیبت میں مبتلا ہوگئے اور موت کے احاطہ میں بیٹھ گئے ہو مسودہ جماعت کی مونچھوں اور ٹوپیوں میں موت نمایاں ہے اس لئے قبل اس کے کہ مفر کے تمام راستے بند ہوجائیں اور مصیبت آپڑے بھاگ چلو۔ اسی طرح بنی کلب کے ایک شخص نے اپنی اونٹنی کی رکاب پر کھڑے ہوکر اپنی قوم والوں کو لڑائی کی مصیبت سے ڈرایا اور کہا کہ سیاہ جھنڈے کا اب تک ویسا ہی بول بالا ہے اس کے اقبال میں کوئی کمی نہیں آئی ہے اہل خراسان کی تلواروں کے زخم اور ان کے نیزوں کے نشان تمھاری گردنوں اور سینوں میں اب تک باقی ہیں بہتر یہہ ہے کہ قبل اس کے کہ یہہ معاملہ اور بڑھے تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور قبل اس کے کہ جنگ کی آگ زیادہ روشن ہونے پائے تم اس سے گذر جاؤ اپنے گھر چلو فلسطین میں مرنا جزیرہ میں زندہ رہنے سے بہتر ہے میں تو جاتا ہوں اب جس کا جی چاہے میرے ساتھ ہولے۔

یہہ کہکر وہ چلدیا اُس کے ساتھ اکثر شامی چلے گئے زواقیل نے اُس گھاس اور چارے میں جسے تاجروں نے فوج کے لئے اکٹھا کیا تھا آگ لگادی اور حسین بن علی بن عیسٰی بن ماہان اپنی خراسانی اور انبار کی جماعت کے ساتھ طوق بن مالک کے خوف سے رافقہ میں ٹھہرا رہا۔

بنی تغلب کے ایک شخص نے طوق سے آکر کہا کیا تم نہیں جانتے کہ عربوں کو اون لوگوں کے ہاتھوں کیسا نقصان اُٹھانا پڑا ہے تمام اہل جزیرہ کی آنکھیں تم پر اوٹھتی ہیں اور وہ تمہاری تائید اور مدد کی آس لگائے ہوئے ہیں اٹھو تمھارا

ایسا شخص اس معاملہ سے علیحدہ نہیں رہ سکتا، اُس نے کہا نہ میں قیسی ہوں نہ یمنی نہ میں اس ہنگامہ کی ابتدا میں شریک تھا کہ مجھے لامحالہ اُسکی انتہا میں شرکت کرنا پڑے علاوہ بریں میں ہرگز ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنی قوم یا خاندان کو محض چند بے عقل سپاہیوں اور قیس کے جاہلوں کی وجہ سے معرض خطر میں ڈالوں سلامتی اسی میں ہے کہ میں الگ تھلگ رہوں۔

نصر بن شبث زواقیل کی جماعت کے ساتھ ایک کمیت چاند تارے والے گھوڑے پر سوار ایک سیاہ فولادی نصف زرہ پہنے جسے اُس نے اپنی پشت سے کسی چیز سے باندھ رکھا تھا ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں ڈھال سنبھالے ہوئے میدان مقابلہ میں رجز پڑھتا ہوا بڑھا اور آتے ہی اُس نے اور اُس کی جماعت نے اہل خراسان پر حملہ کر دیا اور نہایت بے جگری سے لڑنے لگا سرکاری سپاہ اُس کے مقابلہ پر جمی رہی اور زواقیل کے بہت سے آدمی کام آئے انبار نے حملہ شروع کیا اور ہر حملہ میں مقابل کے بہت سے آدمی قتل اور زخمی کئے اس حملہ میں کثیر بن قادرہ ابوالفیل اور داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ الخراسانی نے نہایت ہی مردانگی دکھائی اور بہت آدمی مارے زواقیل شکست کھا کر بھاگے۔ نصر بن شبث عمر و السلمی اور عباس بن زفر اُس روز اُن کے آخر میں تھے اور انکو بچاتے جاتے تھے۔

اس سال عبدالملک بن صالح نے وفات پائی۔ نیز اس سال محمد بن ہارون خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کے بجائے اُس کے بھائی عبداللہ المامون کیلئے بغداد میں بیعت لی گئی، محمد کو قصر ابی جعفر میں مع اُم جعفر بنت جعفر بن ابی جعفر کے قید کر دیا گیا،

امین کی خلافت سے برطرفی اور قید

جب عبدالملک بن صالح نے رقہ میں وفات پائی تو حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے فوج میں کوچ کی منادی کر دی اس نے پیادوں کو کشتی میں اور سواروں کو

سواری پر بٹھایا انکو صلہ دیا اُن کے کمزور اور ناتوانو نکو قوی کر دیا اور پھر سب کو کسی نہ کسی چیز پر سوار کر کے رجب ۱۹۶ ھ؁ ہجری میں جزیرہ سے نکال لایا۔جب یہہ اپنی فوج کو لیکر بغداد آیا تو یہاں انبار اور دوسرے اہل بغداد نے بڑی تعظیم اور تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا اس کے لئے خیمے نصب کئے دوسرے اُمراء رؤسا اور اشراف نے بھی اُس کا استقبال کیا یہہ بڑی عزت کے ساتھ مطمئن اپنے گھر میں آگیا ٹھیک آدھی رات کو امین نے اُسے طلب کیا اُس نے اُن کے فرستادے سے کہا کہ میں نہ گویا ہوں نہ قصہ گو اور نہ مسخرہ نہ آجتک میں نے اُنکی کوئی ملازمت کی ہے اور نہ میرے ہاتھوں انکا روپیہ خرچ ہوا ہے کہ اُس کا حساب طلب ہو پھر وہ کیوں اس وقت مجھے طلب کرتے ہیں تم اب چلے جاؤ صبح کو انشاءاللہ میں خود انکی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔

امین کا آدمی اسوقت پلٹ گیا اور دوسری صبح کو حسین باب الجسر آیا یہاں بہت سے آدمی اُس کے پاس جمع ہو گئے اُس نے اس دروازہ کو جو عبیداللہ بن علی کے محل کی طرف کھلتا تھا اور سوق یحییٰ کے دروازے کو بند کرا دیا اور انبار کو مخاطب کر کے کہا خلافت الہٰی طیش اور خفت عقل کے ساتھ نہیں چلتی اور نہ اللہ کی نعمتیں ظلم اور تکبر کے ساتھ باقی رہتی ہیں۔محمد چاہتا ہے کہ تمھارے ضمیر کو ہضم کر جائے تمھاری بیعت کو توڑ دے تمھارے اتحاد میں پھوٹ ڈالدے تمھاری عزت اور رونکو دیدے کل کی بات ہے کہ وہ زداقیل کا مربی اور سرپرست تھا۔بخدا اگر زمانے نے اسکی مساعدت کی اور اُسے دوبارہ قوت حاصل ہوئی تو اُس کا وبال تم پر پڑے گا اور وہ تمھاری دولت اور عزت کو ضرور نقصان پہونچائیگا اس لئے قبل اس کے کہ وہ ہمیں مٹائے ہم خود اُسے مٹا دیں اور قبل اس کے کہ وہ ہماری عزت برباد کرنے پائے ہم اُس کی عزت برباد کر دیں یہہ سمجھ لو کہ تم میں سے جو اسکی مدد کرے گا وہ بعد میں الگ کر دیا جائے گا اور جو اُس کی حفاظت کرے گا وہ خود قتل کر دیا جائے گا۔اللہ کے یہاں کسی کے لئے چشم پوشی نہیں ہے اور وہ کسی شخص کو جو اُس کے عہد اور پیمان کی خلاف ورزی کرتا ہے بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑتا۔

اس تقریر کے بعد اس نے اپنی جمعیت کو پل عبور کرنے کا حکم دیا وہ اُسے طے کرکے باب الخراسان والی سڑک پر آئے یہاں حربیہ اور باب الشام کے متصلہ چوک والے اس کے پاس جمع ہوگئے۔ محمد کے رسالوں میں سے کچھ رسالے جنہیں اعراب اور دوسرے لوگ تھے تیزی سے دوڑتے ہوئے حسین بن علی کے مقابل آئے اور اب انہیں نہایت خونریز جنگ دن کے معتدبہ حصہ تک ہوتی رہی حسین نے اپنے سرداروں اور خاص آدمیوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑو چنانچہ یہ لوگ گھوڑوں سے اتر کر تلواریں اور نیزے لئے ہوئے امین کے رسالہ پر بڑھے اور اس پامردی اور جوانمردی سے لڑے کہ آخر کار اُنکو اپنے سامنے سے ہٹادیا یہاں تک کہ وہ باب الخلد کو چھوڑ کر چلدیئے۔

حسین نے ۱۱ رجب ۱۹۶ھ ہجری اتوار کے دن محمد کو خلافت سے برطرف کردیا اور دوسرے دن دوشنبہ کو صبح سے لیکر شام تک عبداللہ المامون کے لئے بیعت لے لی اُس کے بعد منگل کے دن علی الصباح وہ امین کے پاس آیا۔ اس سے پہلے حسین اور امین کی فوجوں میں لڑائی ہونے کے بعد عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے امین پر اچانک دھاوا کرکے اُسے قصر الخلد سے نکالا اور اُسے قصر ابی جعفر میں لایا اور وہاں نماز ظہر سے پہلے اُسے قید کردیا۔ اس کے بعد عباس اُم جعفر کے پاس آیا اور اُسے حکم دیا کہ تم اپنے محل سے ابو جعفر کے مدینہ چلو اُس نے انکار کیا عباس نے ایک ڈولی منگوائی اور اُسے حکم دیا کہ اسمیں بیٹھو نیز اُسپر کوڑا اُٹھایا اُس کے ساتھ بدتہذیبی کی اور سخت کلامی کی وہ مجبوراً اسمیں بیٹھ گئی اب اُس نے حکم دیا کہ اُسے اُٹھایا جائے اور اسطرح وہ بھی اپنے بیٹے اور پوتوں کے ساتھ مدینہ ابو جعفر میں لے آئی گئی۔

دوسرے دن صبح لوگوں نے حسین بن علی سے اپنی معاش کا مطالبہ کیا اور اس کے لئے ایک دوسرے سے ملکر صلاح اور مشورہ کرنے لگے محمد بن ابی خالد باب الشام میں لوگوں کے سامنے تقریر کرنے لگا اور اُس نے کہا حسین بن علی کو ہم پر حکومت کرنے اور ہماری موجودگی میں اس معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے نہ وہ باعتبار اپنی عمر کے ہم سے بڑا ہے نہ باعتبار اپنی شرافت اور مرتبہ کے

ہم سے اعلیٰ اور افضل ہے، ہم میں ایسے لوگ ہیں جو اس دنی حرکت کو پسند نہیں کرتے اور نہ وہ اس چال سے اُس کے مطیع بنائے جا سکتے ہیں میں تم میں سب سے پہلے اُس کے عہد کو توڑتا ہوں اور اُس کے فعل کا انکار اور اسکی برائی کا اظہار کرتا ہوں جو اس باب میں میرا ہم رائے ہو وہ میرے ساتھ آجائے اسد الحربیہ نے کہا اے میری جماعت والو آج کے بعد کل آنے والا ہے۔ تم بہت عرصہ سے سوتے پڑے ہو اُس کا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ تم پیچھے رہ گئے اور دوسرے آگے بڑھ گئے۔ دوسرے لوگوں نے محمدؐ کی برطرفی اور قید کی شہرت کمائی ہے تمکو چاہیئے کہ تم انکو رہائی دلانے اور آزاد کرانے کی نیکنامی حاصل کرو اتنے میں انبار کا ایک بڑا معتقدر اور ذی اثر سردار گھوڑے پر سوار وہاں آیا اور اُس نے لوگوں کو للکارا اور خاموش رہو میری بات سن لو سب خاموش ہو گئے اُس نے کہا یہہ بتاؤ کہ تم محمد کی مخالفت پر کیوں آمادہ ہوئے ہو کیا اُس نے تمھاری معاش روکدی ہے انھوں نے کہا نہیں اُس نے پوچھا کیا اُس نے تمھارے کسی امیر یا سردار کا تنزل کیا ہے انھوں نے کہا ہمارے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا اُس نے پوچھا کیا اُس نے تمھارے کسی عہدیدار کو برطرف کیا ہے انھوں نے کہا اُس نے ہرگز ایسا نہیں کیا اُس نے پوچھا پھر بتاؤ کہ تم نے کیوں اُس کا ساتھ چھوڑا اور اس کے ذلیل کرنے اور قید کرنے میں اس کے دشمن کی کیوں اعانت کی کیا اس بات کو بھول گئے کہ جس قوم نے اپنے خلیفہ کو قتل کیا اللہ نے اُس کے قاتل کی تلوار کو اُسی قوم پر مسلط کر دیا ہے اور اُنکو بھی نہایت ظالمانہ موت مرنا پڑا ہے ابھی اپنے خلیفہ کی حمایت کے لئے چلو اُسے چھڑاؤ اور جو شخص اُسے برطرف یا قتل کرنا چاہے اُس سے لڑو۔

اس شیخ کی تقریر کا یہہ اثر ہوا کہ جماعت حربیہ اور اُس کے ساتھ بیشتر بازار والے تلوار اور علم لئے باقاعدہ فوجی ترتیب اور نظام کے ساتھ حسین بن علی کے مقابلے کے لئے بڑھے اور اُس سے اور اس کی فوج سے آفتاب کے بلند ہونے سے زوال تک نہایت بہادری سے لڑے اور اُس کے بہت سے ساتھیوں کو زخمی کر دیا اور حسین بن علی گرفتار کر لیا گیا۔ اسد الحربی

محمد کے پاس پہونچا اُس نے انکی بیڑیاں کاٹ دیں اور انکو دربار خلافت میں لاکر بٹھایا اُنکی منظر بعض ایسے لوگوں پر پڑی جو نہ لڑائی کا لباس پہنے تھے اور نہ فوج کا لباس پہنے تھے نہ اون کے پاس پورے اسلحہ تھے اُن کے متعلق انھوں نے حکم دیا کہ انکو ہتھیار اور لباس دیا جائے انھوں نے سرکاری ذخیروں سے اپنی ضرورت کے مطابق اسلحہ لے لئے امین نے اُن سے انعام واکرام کا وعدہ کیا اور آئندہ کے لئے بھی توقعات دلائیں اس اجازت کی بنا پر عوام الناس نے بہت سے اسلحہ سوتی تھان اور دوسرا سامان سرکاری ذخائر سے لوٹ لیا۔

حسین انکی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے اُس کی بغاوت پر اُسے ملامت کی اور کہا کیا یہہ واقعہ نہیں ہے کہ میں نے تیرے باپ کو دوسرے تمام اُمرا پر ترقی دی اُسے سپہ سالار بنایا جس قدر اس نے مانگا استنا روپیہ اُسے دیا تمام خراسانیوں میں تمھاری عزت بڑھادی اور تمھارے علاوہ دوسرے اُمرائے فوج کے مقابلہ میں تمھاری منزلت بلند کی اُس نے کہا بے شک جو کچھ آپ بیان کر رہے ہیں یہہ سب بجا اور درست ہے امین نے کہا پھر میں نے کیا برائی تمھارے ساتھ کی تھی جسکی وجہ سے تم نے مجھ سے بے وفائی کی اور دوسرے لوگونکو اغوا کر کے مجھسے لڑنے کے لئے میرے اوپر چڑھ آئے اُس نے کہا چونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ امیر المومنین اپنی رحمدلی اور وسعت ظرف سے کام لیکر مجھے معاف کر دینگے اس وجہ سے مجھے یہہ جسارت ہوئی انھوں نے کہا اچھا تو ہم نے معاف کر دیا اور ہم تمکو یہہ بھی اختیار دیتے ہیں کہ اس ہنگامہ میں تمھارے گھر والوں میں سے جو مارا گیا ہو تم اس کا بدلہ لے لو۔

اس کے بعد امین نے اس کے لئے خلعت منگوایا اور وہ اُسے دیا گیا سواریاں اُسے دیں اور حکم دیا کہ تم حلوان جاؤ اور رے سے پار کا تمام علاقہ تمھاری ولایت میں دیا جاتا ہے۔

عثمان بن سعید الطائی کہتا ہے کہ حسین سے میرے بہت ہی خاص دوستانہ تعلقات تھے جب امین اُس سے خوش ہوگئے اور انھوں نے اُس کے عہدہ اور رتبہ پر اُسے دوبارہ بحال کر دیا تو میں مبارکباد دینے کے لئے اُس کے پاس آیا میں نے

اُسے باب الجسر پر کھڑا ہوا پایا میں نے اُسے مبارکباد دی دعا دی اور پھر اُس سے کہا کہ تم کسقدر خوش نصیب ہو کہ تم دو چھاؤنیوں کے سپہ سالار ہوئے اور امیر المومنین کے معتمد علیہ بنے اس سرفرازی پر اور معافی پر تمکو شکر گذار ہونا چاہیئے اور مخلصانہ طریقہ پر اُن کی خدمت کرنا چاہیئے اس کے بعد میں نے اُس سے مزاح اور مذاق کیا اور کچھ اسکی مدح میں شعر پڑھکر سنائے اور اسمیں اُسے ترغیب و تحریص دلائی کہ اب وہ اپنا بدلہ لے اُس پر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اگر عمر نے مساعدت کی اور مجھے فتح و نصرت حاصل ہوئی تو میں ایسا نہیں کرونگا اُس کے بعد وہ باب الجسر پر ٹھہر گیا اور پھر اپنے چند خدمتگاروں اور موالیوں کے ساتھ بھاگ گیا امین نے فوراً لوگونمیں اس کے تعاقب کی منادی کرادی اور ایک جماعت سوار ہو کر اس کو پکڑنے کے لئے دوڑی انھوں نے مسجد کوثر پر اُسے جا لیا جب اس نے رسالہ کو آتا ہوا دیکھا تو وہ گھوڑے سے اتر پڑا اُس نے اپنے گھوڑے کے پاؤں باندھ دیئے دو رکعت نماز پڑھی احرام باندھا اور اب اُن کے مقابلہ پر آگیا اور خود اُس نے اُس جماعت پر متعدد حملے اس دلیری سے کئے کہ ہر حملہ میں انکو پسپا کیا اور قتل کیا مگر پھر اُس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور حسین گر پڑا لوگوں نے جھپٹ کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ امین نے اسے معافی دیکر اپنا وزیر مقرر کر لیا تھا اور اپنی مُہر بھی اس کے سپرد کر دی تھی حسین بن علی بن عیسٰی بن ماہان نصف رجب ۱۹۶ ہجری میں مسجد کوثر میں جو بغداد سے ایک فرسخ پر نہر بین کے راستے پر واقع ہے قتل کیا گیا۔ اسی سال کے رجب کی سولہ تاریخ کو جمعہ کے دن امین کی خلافت کے لئے تجدید بیعت ہوئی حسین نے امین کو قصر ابو جعفر میں دو دن قید رکھا جس رات کو حسین مارا گیا اُسی رات فضل بن الربیع بھاگ گیا۔

اس سال ہرثمہ کے آجانے کے بعد طاہر بن الحسین حلوان سے اہواز آیا اور اس نے امین کے عامل محمد بن یزید المہلبی عامل اہواز کو قتل کر دیا اور اس کے لئے طاہر نے اپنے آگے اہواز کو فوجیں بھیجدی تھیں جنھوں نے اس کے آنے سے پہلے ہی یہہ کارروائی ختم کر دی۔

محمد بن یزید المہلبی کا قتل اور طاہر کا اہواز میں داخلہ

طاہر نے شلاشان میں فرودکش ہو کر حسین بن عمر الرستمی کو اہواز روانہ کیا اور اُسے ہدایت کی کہ وہ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرے بغیر طلائع کے آگے نہ بڑھے ہمیشہ ایسے محفوظ مقام میں پڑاؤ کرے جہاں اُسکی فوج کو کوئی خطرہ نہ ہو، اُس کے جانیکے بعد طاہر کو اس کے مخبروں نے آکر یہہ اطلاع دی کہ محمد بن یزید المہلبی جو اہین کی جانب سے اہواز کا عامل ہے بڑی زبردست جمعیت کے ساتھ ہمارے مقابلہ پر پیشقدمی کر رہا ہے اور اُس کا ارادہ یہہ ہے کہ جندسابور میں آکر اپنا پڑاؤ ڈالے اور چونکہ یہہ مقام اہواز اور جبل کے مابین حد فاصل ہے یہاں ٹھہر کر وہ اہواز کی مدافعت کرے اور جو طاہر کی فوج اہواز کے علاقہ میں داخل ہونا چاہے اُسے روکدے اور اس کے پاس بہت عمدہ سازوسامان اور فوج ہے۔ طاہر نے اپنے چند سرداروں کو جنہیں محمد بن طالوت، محمد بن العلا، عباس بن سنجار اخذاہ، حارث بن ہشام، داؤد بن موسیٰ اور ہادی بن حفص تھے اپنے پاس بُلایا اور اُنکو حکم دیا کہ تم بہت تیزی کے ساتھ اہواز چلے جاؤ اور یہہ کوشش کرنا کہ تمہارا ہر اول دستہ حسین بن عمر الرستمی کے ساتھ فوج سے اتصال قایم کرے تاکہ اگر اُسے امداد کی ضرورت ہو تو تم اس کی مدد کر سکو اور اگر کسی فوج سے اس کا مقابلہ ہو جائے تو تم اُس کی پشت پناہ رہو۔

طاہر نے ان سب جمعیتوں کو روانہ کر دیا مگر اہواز کے سامنے پہنچنے تک اثنائے راہ میں انکو کوئی نہ ملا۔

دوسری طرف محمد بن یزید کو ان فوجوں کی پیشقدمی کا علم ہوا اُس نے اپنی فوج کا معاینہ کیا جو انہیں ضعیف تھے انکو قوی کیا پیادوں کو خچروں پر سوار کیا اور اب بڑھکر سوق عسکر مکرم پر اُس نے اپنا پڑاؤ ڈالا آبادی اور پانی کو اُس نے

اپنے پیچھے رکھا۔ طاہر کو یہہ اندیشہ ہوا کہ کہیں محمد بن یزید قبل از قبل انکی فوج کو نہ آ لے اس نے قریش بن شبل کو انکی مدد کے لئے بھیجا اور اب خود وہ بھی اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوکر ان کے قریب ہی آگیا اور اس نے حسن بن علی المامونی کو اپنے آگے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم قریش بن شبل اور حسین بن عمر الرستمی کے ساتھ شامل ہو جاؤ یہہ سب فوجیں بڑھتی ہوئی عسکر مکرم پر محمد بن یزید کے نزدیک آگئیں اس نے اپنی فوج سے پوچھا کیا رائے ہے آیا میں دشمن سے جنگ کو ٹالتا رہوں یا فوراً ایک فیصلہ کن لڑائی لڑلوں چاہے مجھے کامیابی ہو یا میرے خلاف جنگ کا فیصلہ ہو بخدا میں خود یہہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ اہواز پہنچ جاؤں اور وہاں قلعہ بند ہوکر طاہر سے عرصہ تک لڑتا رہوں اور بصرہ سے مدد طلب کروں، اس کے ہمراہی سرداروں میں سے ایک نے کہا کہ بہتر یہہ ہے کہ آپ اہواز واپس چلیں وہاں جبری طور پر فوج بھرتی کریں اور جس پر آپ کا قابو چلے اُسے اور اپنی قوم میں سے جو آپ کے ساتھ آخر دم تک لڑنے کے لئے آمادہ ہوں انکو جنگ کے لئے آمادہ اور مستعد کریں محمد نے اس مشورہ کو قبول کیا خود اس کی قوم والوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور اب وہ وہاں سے پلٹ کر سوق اہواز میں آرہا۔ طاہر نے قریش بن شبل کو حکم دیا کہ تم اس کا اسطرح تعاقب کرو کہ قبل اس کے کہ وہ سوق اہواز میں قلعہ بند ہوسکے تم اسے جا ملاؤ۔ نیز اس نے حسن بن علی المامونی اور حسین بن عمر الرستمی کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی قریش کے پیچھے ہی چل کھڑے ہوں تاکہ اگر اسے انکی امداد کی حاجت پیش آئے تو وہ اس کی مدد کرسکیں۔

قریش بن شبل محمد کے تعاقب میں روانہ ہوگیا جس قریہ سے محمد رخت سفر اٹھاتا قریش وہاں پہونچکر پڑاؤ کرتا اسی طرح طے منازل کرتے ہوئے سوق اہواز آئے مگر محمد بن یزید شہر میں اپنے حریف سے پہلے جا پہونچا اس نے شہر کی آبادی کو اپنے پیچھے رکھا اپنی فوج کو جنگ کے لئے مرتب کیا اور اب اس نے دشمن سے لڑائی کی ٹھان لی روپیہ طلب کیا اسے اپنے سامنے ڈھیر کرادیا اور اپنی فوج والوں سے کہا جسے انعام اور ترقی لینا ہو وہ آج اپنی کارگزاری

مجھے بتائیے۔ سامنے سے قریش بھی بڑھتا ہوا اُس کے بالکل قریب جا پہونچا اُس نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ تم آگے بڑھکر حملہ نہ کرو بلکہ چپ چاپ آرام سے اپنی جگہ ٹھیرے رہو میں چاہتا ہوں کہ پوری مستعدی کے ساتھ تم اسوقت لڑو جبکہ تم آرام لیکر تازہ دم ہو چکے ہوا ور اسوقت تم پورے نشاط اور قوت کے ساتھ دشمن سے لڑنا۔ چنانچہ اُس کے ہر ایک سپاہی نے اپنے سامنے حسب مقدور بہت سے پتھر جمع کر لئے اور جب تک محمد بن یزید میدان طے کر کے اُن تک پہونچے انھوں نے پتھروں اور تیروں سے اُس کے بے شمار آدمیوں کو مضروب اور مجروح کر دیا۔ محمد بن یزید کی فوج کا ایک دستہ ان تمام موانع کو ہٹاتا ہوا دشمن پر حملہ آور ہوا قریش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ گھوڑوں سے اُتر کر انکی طرف بڑھے اور اسی طرح لڑے حسب الحکم انھوں نے اُتر کر اُنکو روکا اور اس جوانمردی اور استقلال سے انکا مقابلہ کیا کہ حملہ آور پلٹ گئے اور اب دونوں حریف حملے اور جوابی حملے کرنے لگے محمد بن یزید نے اپنے اُن چند موالیونکی طرف مڑ کر دیکھا جو اس کے ساتھ تھے اور پوچھا کیا رائے ہے اُنھوں نے کہا کس معاملہ میں اُس نے کہا میں اپنے ساتھیوں کو پسپا ہوتا دیکھ رہا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ یہہ میرا ساتھ چھوڑ کر چلے جائینگے مجھے اب انکی واپسی کی امید نہیں ہے میں نے تو یہہ عزم کر لیا ہے کہ میدان میں اُتر پڑوں اور خود آخر دم تک لڑوں جو اللہ چاہیگا وہ ہو جائیگا جو تم میں سے جانا چاہے وہ بخوشی چلا جائے کیونکہ میں تمھاری بقا کو تمھاری ہلاکت پر کہیں زیادہ ترجیح دیتا ہوں انھوں نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اگر ہم ایسا کریں تو یہ ہماری نمکحرامی ہوگی آپ نے ہمیں آزاد کیا ذلت کے بدلے عزت دی غربت کے بدلے دولت دی اور اب اس وقت ہم اور آپ کا ساتھ چھوڑیں یہہ کبھی نہ ہوگا بلکہ ہم آپ کے آگے بڑھتے ہیں اور آپ کی رکاب کے نیچے اپنی جانیں دیتے ہیں آپ کے بعد اس دنیا اور زندگی پر لعنت ہے، یہہ ارادہ کر کے وہ سب کے سب گھوڑوں سے اُتر گئے انھوں نے اپنے گھوڑونکی کونچین کاٹ دیں اور قریش کی فوج پر نہایت ہی سخت حملہ کیا اور اُنہیں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو پتھروں سے کچل ڈالا۔ اسی اثنار میں طاہر کا ایک سپاہی کسی طرح

محمد بن یزید تک جا پہونچا اس نے نیزہ کے ایک وار سے اُسے زمین پر گرا دیا اس کے گرتے ہی دوسروں نے لپک کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا ایک بصری نے اسکا مرثیہ لکھا۔

ہیثم بن عدی کہتا ہے کہ جب ابن ابی عُیینہ طاہر کے پاس آیا اور اس نے اُسے اپنا یہ قصیدہ سنایا۔ من انستہ البلاد ولم یرم۔ منہا ومن اوحشتہ لم یقم (جس سے تمام علاقے مانوس ہوں وہ وہاں سے نہیں بھاگتا اور جس سے وہ متوحش ہوں وہ وہاں قیام نہیں کرتا) اور سناتے سناتے اس شعر پر پہونچا۔

ماساءظنی الا لواحدۃ۔ فی الصدر محصورۃ عن الکلم۔ (میری تمام امیدیں صحیح ثابت ہوئیں البتہ صرف ایک بات ایسی ہے جو میرے دل میں ہے اور اُسے میں زبان سے ادا نہیں کر سکتا۔ طاہر مسکرایا اور کہنے لگا بخدا اس بات کا مجھے بھی اوسیقدر رنج والم ہے جسقدر تمکو ہے اور جو کچھ ہوا اُسے میں خود پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہر حال پورا ہوتا ہے نیز خلافت کے استحکام اور ہماری مخلصانہ طاعت کا یہ اقتضا ہے کہ اپنوں سے حسن سلوک کریں اور بیگانوں کو جدا کر دیں، راوی کہتا ہے کہ اب میں سمجھا کہ اس گفتگو سے محمد بن یزید بن حاتم مراد ہے۔

عمر بن اسد کہتا ہے کہ محمد کو قتل کر کے طاہر اہواز میں فروکش ہو گیا اس کے تمام علاقے میں اس نے اپنے عامل بھیجدیئے، یمامہ، بحرین اور عمان کے علاقے پر اہواز سے لیکر بصرہ کی سرحد تک پر اپنا والی مقرر کر دیا پھر وہ خود خشکی کے راستے واسط کی طرف بڑھا یہاں اسوقت سندی بن یحیی الحریشی اور خزیمہ بن خازم کا خلیفہ ہیثم مقیم تھے۔ طاہر کی پیشقدمی کی شہرت ہوتے ہی اس کے سامنے جس قدر جنگی چوکیاں اور عمال تھے وہ ایک ایک کر کے اپنے مستقر کو چھوڑ کر بھاگ گئے، جب طاہر ان کے قریب پہونچتا وہ اپنا مقام چھوڑ کر بھاگ جاتے اسی طرح بلا مزاحمت وہ واسط کے قریب پہونچگیا۔ سندی بن یحیی اور ہیثم بن شعبہ نے اپنی اپنی جمعیتوں کو جمع ہونے کا حکم دیا وہ اُن دونوں کے پاس اکٹھا ہو گئیں اور دونوں نے لڑنے کی ٹھانی ہیثم نے اپنے اہتمم سواری کو حکم دیا کہ

اس کے لئے اس کے گھوڑے پر زین تیار کی جائے ہرثمہ نے ایک گھوڑا اس کے قریب کر دیا وہ اپنے دامن کو برابر کرتا ہوا بڑھا اتنے میں کچھ لوگ اس کی طرف بڑھے ہرثمہ سواری نے دیکھا کہ اسکا رنگ متغیر ہو گیا ہے اور پریشانی کے آثار اسکے چہرہ پر نمایاں ہیں اس نے کہا اگر آپ بھاگنا چاہتے ہیں تو شوق سے بھاگ جائیے یہ جانور نہایت تیز رو اور دور دم ہے وہ ہنسا اور کہنے لگا مناسب ہے بھاگنے والے گھوڑے کو میرے قریب لاؤ ہمارا مقابلہ طاہر سے ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اس کے مقابلہ سے بھاگنا کچھ عار نہیں ہے اور اب سندی اور وہ دونوں واسط کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

طاہر واسط میں داخل ہو گیا اُسے یہ اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ ہرثمہ اور سندی فم الصلح پر پہلے پہونچ جائیں اور وہاں قلعہ بند ہو بیٹھیں اس نے محمد بن طالوت کو حکم دیا کہ تم فوراً جاؤ اور ان سے پہلے فم الصلح پہونچکر اسپر قبضہ کر لو اور اگر وہ وہاں آنا چاہیں تو روکدو اس نے اپنے ایک دوسرے سردار احمد بن المهلب کو کوفہ کی طرف روانہ کیا اس وقت عباس بن موسی الہادی کوفہ کا والی تھا جب اُسے احمد کی آمد کی اطلاع ملی اس نے امین سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دیا اور طاہر کو لکھ بھیجا کہ میں نے مامون کے لئے بیعت کر لی ہے اور میں آپکا مطیع ہوں، طاہر کے رسالہ نے نیل کے دہانے پر منزل کی اب واسط اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ طاہر کے قبضہ میں آگیا، منصور بن مہدی نے بھی جو امین کا بصرہ پر عامل تھا طاہر کی اطاعت قبول کر لی طاہر اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو کر طرنایا آیا یہاں وہ دو دن ٹھہرا مگر یہاں اُسے کوئی ایسا مناسب موقع نظر نہ آیا جہاں وہ اپنا پڑاؤ ڈالتا اس وجہ سے اس نے یہاں ایک پل بنوایا اور خندق بنائی اور عمال کو اُنکے تقرر کے احکام لکھکر ارسال کئے۔ منصور بن المهدی نے بصرہ میں اور عباس بن موسی الہادی نے کوفہ میں اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے موصل میں مامون کے لئے بیعت لے لی اور رجب سنہ ۱۹۶ ہجری میں امین کو خلافت سے علیحدہ کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ طاہر کی آمد کے وقت کوفہ پر امین کی طرف سے فضل بن

عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ والی تھا جب مذکورالصدر لوگوں نے طاہر کو لکھ بھیجا کہ ہم آپ کے مطیع ہیں ہم نے امین سے قطع تعلق کرکے مامون کے لئے بیعت لے لی ہے تو استس نے ان سب لوگوں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا طاہر نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی الہاشمی کو مکے اور مدینے کا والی مقرر کیا یزید بن جریر البجلی کو یمن کا والی مقرر کیا اور اس نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ بھیجا۔ اس سال طاہر نے امین کی فوجوں سے مداین لے لیا پھر وہاں سے صرصر چلا اور پل باندھ کر صرصر چلا گیا۔

طاہر کا قبضہ مدائن پر اور صرصر پر اسکی پیش قدمی

جب طاہر نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ روانہ کیا اور امین کو اپنے عامل کوفہ کی نمکحرامی بغاوت اور مامون کی بیعت کر لینے کا حال معلوم ہوا انھوں نے محمد بن سلیمان سپہ سالار اور محمد بن حمّاد البربری کو دشمن کے مقابلے پر بھیجا اور حکم دیا کہ تم دونوں حارث اور داؤد پر قصر میں شب خون مارنا ان سے لوگوں نے کہا کہ اگر اس غرض کے لئے تم نے شاہراہ اختیار کی تو تمھاری پیش قدمی کا حال ان سے چھپ نہیں سکتا وہ ہوشیار ہو جائیں گے البتہ مناسب یہ ہے کہ تم مختصر راستے سے فم الجامع پہنچ جاؤ یہ مقام ایسا ہے کہ وہاں ہاٹ ہے اور چھاؤنی بھی ہے وہاں پہنچکر فروکش ہو جانا اور چونکہ وہاں سے تم ان دونوں سے قریب ہو جاؤ گے اس لئے اگر تم چاہو گے تو وہاں سے بآسانی تم ان پر شبخون مار سکتے ہو اس مشورہ کے مطابق انھوں نے یاسریہ کی پیدل فوج کو فم الجامع روانہ کیا مگر حارث اور داؤد کو بھی ان کے اس ارادے کی خبر ہو گئی وہ دونوں تو صرف رسالہ کے ساتھ فوراً چل کھڑے ہوئے اور پیدل سپاہ کے لانے کا بھی انتظام کر گئے اور ایک کشتی کے ذریعہ گہرے مقام سے دریا کو عبور کر کے دشمن کے قریب جو دریا کے پہلو میں پڑا ہوا تھا جا پہنچے اور آتے ہی ان پر نہایت شدید

حملہ کر دیا۔ طاہر نے محمد بن زیاد اور نصیر بن الخطاب کو حارث اور داؤد کی مدد کے لئے بھیجدیا اب یہ سب فوجیں جامع میں جمع ہو گئیں اور یہاں سے وہ محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کی طرف بڑھیں نہر درقیط اور جامع کے درمیان ان کا آمنا سامنا ہوا اور نہایت ہی شدید جنگ ہوئی جس میں اہل بغداد کو شکست ہوئی محمد بن سلیمان میدان جنگ سے بھاگ کر قریۂ شاہی آیا اس نے فرات کو عبور کیا اور خشکی کے راستے سے انبار چلا گیا اور محمد بن حماد بغداد چلا گیا۔

محمد بن حماد کے بغداد واپس آنے کے بعد امین نے فضل بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی کو کوفہ کا والی مقرر کر کے کوفہ بھیجا ابو السلاسل۔ ایاس الحرابی اور جمہور البخاری کو اس کے ساتھ کیا اور فضل کو تیز رفتاری کی ہدایت کی، فضل کوفے روانہ ہوا اس نے نہر عیسیٰ کو عبور کیا تھا اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور فضل گر پڑا اس نے فوراً وہ راستہ چھوڑ دیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا اور اس واقعے کو اس نے برا شگون سمجھا کہنے لگا اے اللہ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو اس راستے میں مجھے برکت دینا۔

طاہر کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی اس نے اس کے مقابلہ کے لئے محمد بن العلا کو روانہ کیا اور حارث اور داؤد کو اس کی اطاعت کا حکم دیا اعرابیوں کے ایک قریہ میں محمد اور فضل کا مقابلہ ہو گیا فضل نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میں طاہر کا مطیع و منقاد ہوں اور یہاں محض امین کو دکھانے اور اسے دھوکہ دینے کے لئے آگیا ہوں تم میری مزاحمت نہ کرو مجھے جانے دو تاکہ میں طاہر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، محمد نے کہا میں تمہارے مطلب کو نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہے ہو میں نہ تمہاری بات کو قبول کرتا ہوں نہ اسے رد کرتا ہوں اگر تمہارا ارادہ یہ ہے کہ تم امیر طاہر پر جا کر حملہ کرو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ اور سیدھے اپنے گھر کا راستہ لو۔

وہ پلٹ گیا مگر محمد نے اپنی فوج سے کہدیا کہ اس شخص سے احتیاط کرو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہمارے ساتھ مکر و دغا کرے گا اس گفتگو کے تھوڑی دیر کے بعد اس نے حملہ کے لئے تکبیر کہی کیونکہ اسے تو یہ خیال تھا کہ محمد بن العلاء

اس کی طرف سے بالکل بے خوف و خطر مطمئن ہو گا مگر جب وہ جنگ کیلئے بڑھا تو اس نے محمد بن العلا کو پہلے ہی سے ہر بات کے لئے پوری طرح مستعد اور آمادہ پایا جنگ شروع ہو گئی اور اس قدر سخت ہوئی جسقدر ممکن تھی فضل کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی جس کی وجہ سے وہ گر پڑا مگر ابو السلاسل اسے دشمن کے حملہ سے اس وقت تک بچاتا رہا جب تک کہ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر نہ سوار ہو گیا اس کی اس مدافعت پر فضل نے کہا کہ میں تمھاری اس کارگزاری کو امیر المومنین سے بیان کروں گا۔

محمد بن العلا کی فوجوں نے فضل کی فوج پر عام حملہ کر دیا اور مار بھگایا کوثیٰ تک وہ ان کو قتل کرتے ہوئے چلے گئے اس واقعہ میں اسمٰعیل بن محمد القرشی اور جمہور النجاری قید کر لئے گئے اب طاہر نے مدائن کا رخ کیا یہاں امین کی باقاعدہ فوج کا زبردست رسالہ برمکی کی قیادت میں موجود تھا۔ یہاں برمکی قلعہ بند ہو کر مدافعت کے لئے تیار تھا امین کے پاس سے روزانہ اسے کمک اور خلعت و انعام مل رہا تھا، جب طاہر مدائن کے قریب صرف دو فرسخ فاصلہ پر رہ گیا تو گھوڑے سے اتر کر اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور بہت دیر تک تسبیح پڑھتا رہا اور پھر دعا مانگی کہ خداوندا تو اس وقت اسی طرح میری مدد کر جس طرح تو نے جنگ مدائن میں مسلمانوں کی مدد کی تھی، یہاں سے اس نے حسن بن علی المامونی، قریش بن شبل اور ہادی بن حفص کو اپنے مقدمہ پر روانہ کیا اور خود بھی چلا۔ جب برمکی نے اس کے نقاروں کی آواز سنی تو اپنے گھوڑوں پر زینیں کسیں اور اب جنگ کے لئے ترتیب قائم کرنے لگا جو آگے بڑھے ہوئے تھے ان کو پیچھے بلا لیا خود برمکی صفیں برابر کرنے لگا مگر بے قاعدگی کا یہ حال تھا کہ ابھی وہ ایک صف درست کرتا، اور اسی وقت وہ درہم برہم ہو جاتی فوج کی اس بے قاعدگی کی وجہ سے وہ اس کا انتظام نہ کر سکا اور پریشان ہو کر کہنے لگا خداوندا میں فوج کی اس بزدلی اور نکمے پن سے تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے ساقۂ فوج کے افسر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھاگنے کے لئے راستہ چھوڑ دو اس فوج سے بھلا کیا ہو گا چنانچہ بغیر لڑائی کے تمام فوج نہایت سراسیمگی میں

کہ ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا بغداد کی طرف بھاگی۔
طاہر نے مدائن پر قبضہ کر لیا اور یہاں سے اس نے قریش بن شبل اور عباس بن بخار اخذاہ کو درزیجان روانہ کیا احمد بن سعید الحرشی اور نصر بن منصور بن نصر بن مالک نہر دیالے پر چھاؤنی ڈالے پڑے تھے انھوں نے برکی کی فوج کو بغداد کی طرف جانے سے روکا۔ اب طاہر خود بڑھ کر درزیجان اُن دونوں کے سامنے آیا اور اپنی پیدل سپاہ ان سے لڑنے کے لئے آگے بڑھائی مگر معمولی سی جھڑپ کے بعد ہی ان کی فوجیں میدان سے بھاگ گئیں طاہر بائیں سمت سے نہر صرصر آیا اس پر اس نے پل باندھا اور وہیں اتر پڑا۔
اس سال داؤد بن عیسیٰ امین کے عامل مکہ اور مدینہ نے اس سے اپنی برات کر کے مامون کے لیئے خود بھی بیعت کی اور تمام دوسرے لوگوں سے بھی اس کے لئے بیعت لے لی اور اس کی اطلاع طاہر اور مامون کو لکھ بھیجی اس کام کو ختم کر کے وہ خود مامون کی خدمت میں روانہ ہوا۔

مامون کے لئے حرمین میں بیعت

(+)

جب امین خلیفہ ہوئے انھوں نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کو مکے اور مدینے بھیجا انھوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد المخزومی کو جو رشید کی جانب سے مکے کا عامل تھا برطرف کر دیا رشید کے زمانے میں اسے حجاز میں شرعی انتظامی اور عدالتی تمام اختیارات حاصل تھے امین نے داؤد کو عامل مقرر کر کے اسے ولایت سے تو علیحدہ کر دیا مگر قضا اسی کے پاس رہنے دی داؤد نے اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا اور ۱۹۳ھ ۱۹۴ھ اور ۱۹۵ھ ہجری میں اسی کی امارت میں حج ہوا مگر جب ۱۹۶ھ ہجری آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عبداللہ المامون نے اپنے بھائی سے قطع تعلق کر لیا ہے اور طاہر نے امین کے سپہ سالاروں کی بری طرح

شکستیں دی ہیں، اس سے پہلے امین نے داؤد بن عیسیٰ کو لکھا تھا کہ تم عبداللہ المامون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے میرے بیٹے موسیٰ کے لئے بیعت کر لو امین نے وہ دونوں معاہدے بھی جن کو رشید نے مرتب کر کے کعبہ میں لٹکا دیا تھا اپنا آدمی بھیجکر منگوا لئے تھے اور اپنے قبضے میں کر لئے تھے امین کی ان حرکتوں کی وجہ سے داؤد نے کعبہ کے تمام حاجیوں کو قریشیوں اور فقہاء اور ان لوگوں کو جن کے سامنے وہ دونوں معاہدے لکھے گئے اور ان پر ان کی شہادتیں ہوئی تھیں جن میں خود داؤد بھی تھا جمع کیا اور ان سے کہا کہ آپ سب اس عہد و میثاق سے اچھی طرح واقف ہیں جو رشید نے بیت اللہ الحرام میں اپنے دونوں بیٹوں کے لئے بیعت لیتے وقت لیا ہے کہ ہم سے یہ اقرار لیا گیا ہے کہ ہم ان دونوں میں جو مظلوم ہو ظالم کے مقابلہ میں اسکا ساتھ دیں جس پر زیادتی کی گئی ہو اس کا زیادتی کرنے والوں کے مقابلہ میں ساتھ دیں جس کے ساتھ بد عہدی کی گئی ہو اس کا بد عہدی کرنے والے کے مقابلہ میں ساتھ دیں اب ہمیں اور آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ امین نے اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ المامون اور قاسم المؤتمن کے ساتھ ظلم زیادتی اور بد عہدی کی ابتدا کی ہے اور ان دونوں کو ولایت عہد سے برطرف کر کے اپنے بالکل شیر خوار بچے کے لئے بیعت لی ہے اور نہایت ہی مجرمانہ طریقہ پر رشید کے دونوں عہد ناموں کو کعبہ سے منگوا کر جلا ڈالا ہے میں غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میں نے اس کا اب عزم کر لیا ہے کہ امین کی خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے عبداللہ المامون کی خلافت کے لئے کیونکہ ان پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے بیعت کر لوں۔

اہل مکہ نے اس سے کہا کہ ہم اس رائے میں بالکل آپ کے ساتھ ہیں اور ہم بھی امین سے برأت کرتے ہیں داؤد نے ان سے کہا کہ ظہر کی نماز میں اس معاملہ پر میں آپ سے گفتگو کروں گا، اس نے مکے کے تمام گلی کوچوں میں اپنا نقیب بھیجدیا کہ وہ لوگوں کو نماز ظہر میں شرکت کے لئے کہہ آئے ۲۷ رجب ۱۹۶ھ بروز پنجشنبہ داؤد اپنے قصر سے حرم آیا اور اس نے

نماز ظہر پڑھائی اس کے بعد رکن اور مقام کے درمیان اس کے لئے ایک منبر رکھا گیا وہ اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور تمام عمائد اور اشراف کو اس نے اپنے قریب بلا لیا داؤد خوش بیان اور بلند آواز مقرر تھا جب سب جمع ہو گئے تو اب اس نے یہ تقریر کی۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے سزاوار ہیں جو تمام سرزمین کا مالک ہے جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ہر قسم کی بھلائی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے اور غالب اور دانا ہے، میں اس بات کا بھی اعلان کرتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے اپنی شریعت دیکر دنیا میں مبعوث کیا ان پر انبیا کی بعثت کو ختم کر دیا ان کو تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنایا اللہ کی سلامتی اور رحمت ان پر ہمیشہ کے لئے نازل ہو، اما بعد اے اہل مکہ تم ہی خلافت کی اصل ہو اور فرع بھی تمہارا ہی خاندان اور قبیلہ خاندان اور قبیلہ ہے تم ہی خلافت میں برابر کے شریک ہو اللہ نے اپنے رسول کو تمہارے شہر میں مبعوث کیا تمام مسلمان تمہارے قبیلے کی طرف رخ کرتے ہیں تم اس عہد سے بخوبی واقف ہو جو ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں کے لئے بیعت لیتے وقت خود تمہارے سامنے تم سے لیا ہے کہ تم ان دونوں میں جو مظلوم ہو اس کی ظالم کے مقابلے میں مدد کرو گے اور جس پر زیادتی کی گئی ہو گی یا جس کے ساتھ بدعہدی کی جائے گی زیادتی اور بدعہدی کرنے والے کے مقابلے میں مدد کرو گے اب ہم کو اور تم کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ محمد بن ہارون نے ظلم و زیادتی اور بدعہدی کی ابتدا کی ہے اور ان شرائط کی صریحی خلاف ورزی کی ہے جن کا ایفا خود اس نے اسی بیت اللہ الحرام میں اپنے ذمے ضروری قرار دیا تھا اس بناء پر اب میرے اور آپ کے لئے قانونی طور پر

یہ بات جائز ہو گئی ہے کہ ہم اسے خلافت سے معزول کر دیں اور اس کے بجائے اسے خلیفہ بنا لیں جس پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے آگاہ رہو کہ میں تمہارے سامنے محمد بن ہارون کو اس طرح خلافت سے علیحدہ کرتا ہوں جس طرح میں اپنی اس ٹوپی کو سر سے اتار کر پھینک دیتا ہوں چنانچہ اس نے اپنی ٹوپی سر سے اتار کر اپنے ایک خدمت گار کو جو اس کے قریب ہی منبر کے نیچے کھڑا ہوا تھا دیدی یہ سخ کشیدہ کے کام کی تھی اب اسے ایک سیاہ ہاشمیہ ٹوپی لا کر دی گئی جسے اس نے پہن لیا اس کے بعد اس نے کہا میں نے تو عبداللہ المامون امیر المومنین کی خلافت کے لئے بیعت کر لی ہے اب آپ حضرات بھی کھڑے ہوں اور اپنے خلیفہ کے لئے بیعت کریں'

عمائد کی ایک جماعت ایک ایک کر کے منبر کے قریب اس کے پاس آئی اور اس نے باری باری اس کے ہاتھ پر عبداللہ المامون کی خلافت اور امین کی علیحدگی پر بیعت کی اس کے بعد داؤد منبر سے اتر آیا اب نماز عصر کا وقت آگیا اسی نے نماز پڑھائی اور پھر وہ مسجد کے ایک سمت میں بیعت لینے کیلئے بیٹھ گیا لوگ جوق جوق آکر اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے وہ ان کو بیعت نامہ پڑھ کر سنا دیتا تھا اور وہ اس کے ہاتھ کا مصافحہ کرتے تھے چند روز تک اس نے اسی طرح بیعت لی۔

اس نے سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ کو جو اس کی طرف سے مدینہ کا نائب تھا حکم بھیجا کہ تم اہل مدینہ سے بھی اسی طرح امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کے لئے بیعت لو جس طرح میں نے اہل مکہ سے لی ہے مکے کے قیام ہی میں اسے مدینے سے جواب آگیا کہ اس کے حسب منشا سب معاملہ سر انجام ہو گیا اس جواب کے موصول ہوتے ہی وہ فوراً اپنے چند بیٹوں کو لیکر مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بصرے کی راہ مرو روانہ ہوا بصرے سے فارس اور کرمان ہوتا ہوا مامون کے پاس مرو پہنچا اور جس طرح اس نے ان کی بیعت لی اور امین کو علیحدہ کیا اور اہل حرمین نے جس خوشی کے ساتھ اس سب کارروائی کو قبول کیا وہ تمام کیفیت مامون سے بیان کی اس سے مامون بہت خوش ہوئے

اور سب سے پہلے اہل حرمین کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لینے کو انھوں نے اپنے لئے
بہت ہی باعث یمن و برکت سمجھا ان کو ایک لطف آمیز خط لکھا جس میں ان سے
حسن سلوک کا وعدہ کیا اور ان کو توقعات دلائیں اور حکم دیا کہ داؤد کے لئے مکے
اور مدینے کی ولایت کا فرمان تقرر لکھا جائے امامت مظالم کی سماعت اور
خراج کی وصول یابی بھی اسی کے متعلق رہے نیز حرمین کے علاوہ عک کی ولایت
بھی اسی کے تفویض کی جائے اس کے لئے تین نشان اسے دئے اور والی رے
کو حکم لکھا کہ پانچ لاکھ درہم بطور مدد کے اسے دیدیے جائیں ان احکام کو لیکر
داؤد بن عیسیٰ تیزی کے ساتھ تاکہ وہ حج میں شریک ہوسکے جس کا زمانہ قریب تھا
مرو سے حجاز روانہ ہوا اس سفر میں اس کا بھتیجا عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ
بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس رض بھی ساتھ تھا مامون نے
اس کو اس سال کے لئے امیر حج مقرر کیا تھا وہ اور اس کا چچا داؤد خراسان
سے روانہ ہو کر طاہر بن الحسین کے پاس بغداد ٹھہرے طاہر نے ان کی بہت
تعظیم و تکریم کی ان کی کارگزاریوں کو خوب سراہا اور ان کے ساتھ یزید بن
جریر بن یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو جسے طاہر نے یمن کا والی مقرر
کیا تھا بھیجا اس کے ساتھ رسالے کی ایک بڑی جمعیت ساتھ کی اس یزید
نے ان سے اس بات کا ذمہ کیا تھا کہ میں اپنی قوم اور خاندان والوں کو
جن میں یمن کے رؤسا اور اشراف ہیں امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت
کے لئے اپنا ہم خیال بنالوں گا، بغداد سے چل کر یہ سب گے سب مکے آئے
ان کو حج مل گیا اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں حج ہوگیا۔

حج سے واپسی میں عباس طاہر کے پاس جس نے اس وقت امین
کا محاصرہ کر رکھا تھا چلا آیا، داؤد بن عیسیٰ حرمین میں اپنے کام پر ٹھہر گیا اور
یزید یمن آیا یہاں اس نے اہل یمن کو امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت
کو تسلیم کرنے کی دعوت دی اور طاہر بن الحسین کا ایک خط بھی جو ان کے نام
تھا اور جس میں ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا وعدہ اور مامون کی
طاعت کے لئے ترغیب دی گئی تھی اور مامون کے اس عادلانہ طرز عمل کا

بیان تھا جو انھوں نے اپنی رعایا کے لئے اختیار کیا تھا پڑھ کر سنایا اہل یمن نے اس دعوت کو بخوشی قبول کر کے مامون کے لئے بیعت کر لی اور امین کو خلافت سے علیحدہ کر دیا۔ یزید بن جریر بن یزید نے ان کے ساتھ بہت ہی نیک طرز عمل اختیار کیا اور بہت ہی عدل و انصاف سے حکومت کرنے لگا اور ان کی بیعت کی اطلاع مامون اور طاہر کو لکھ بھیجی۔

اس سال کے ماہ رجب اور شعبان میں امین نے تقریباً چار سو نشان بہت سے فوجی سرداروں کو باندھ کر دئیے اور ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر الامرا مقرر کیا اور ان کو ہرثمہ بن اعین کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا یہ چلے اور ماہ رمضان میں نہروان سے چند میل کے فاصلہ پر مقام جلتا میں ان کا ہرثمہ سے مقابلہ ہوا جنگ ہوئی ہرثمہ نے ان کو مار بھگایا اور علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک گرفتار ہوا ہرثمہ نے اسے مامون کی خدمت میں بھیجدیا اور خود وہ دھاوا کر کے نہروان پر قابض ہو گیا

اس سال ایک بڑی جماعت نے طاہر کا ساتھ چھوڑ کر امین کے پاس پناہ لی اور فوج طاہر سے باغی ہو گئی امین نے اس جماعت میں بہت سا روپیہ تقسیم کیا ان میں جو معمولی سپاہی تھے ان کو افسر بنا دیا اور ان کی داڑھیوں کو غالیہ لگایا اسی وجہ سے یہ لوگ قواد الغالیہ مشہور ہوئے۔

فوج کی طاہر سے بغاوت

یزید بن الحارث نے بیان کیا ہے کہ نہر صرصر آ کر طاہر نے وہیں اپنا پڑاؤ ڈالا اور امین اور اہل بغداد کے مقابلے میں اب اس نے زیادہ چستی و چالاکی سے کام لینا شروع کیا جو فوج اس سے لڑنے آئی اسے اس نے شکست دی مگر امین کی داد و دہش کا طاہر کی فوج پر اس قدر دباؤ پڑا کہ پانچ ہزار خراسانی اور دوسرے طاہر کی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلے گئے قدرتی طور پر

امین اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے انھوں نے ان سے حسن سلوک کا وعدہ
کیا اور عمارہ تو قعات دلائیں اور ان سب کے نام اسّی پالنے والوں میں
لکھ لئے چند ماہ اسی طرح گزرے' امین نے حربیہ اور دوسرے لوگوں کی ایک
جماعت کو جنھوں نے خود اپنے کو اس کے لئے پیش کیا اور خواہش کی فوجی
عہدے دئے اور ایک نشان دیکر انھیں دسکرۃ الملک اور نہروان بھیجدیا
اور حبیب بن جہم النمری الاعرابی کو اس کی جمعیت کے ساتھ انکا سپہ سالار
مقرر کر کے بعد میں روانہ کیا مگر فریقین میں کچھ زیادہ لڑائیاں نہ ہوئیں امین
نے بغداد کے بعض فوجی امرا کو لڑائی کے لئے مدعو کیا اور اس کو یا سریۂ کوثر بہ
اور سفیانین بھیجا ان کو خوراک بھیجی معاش دی اور ان کو ان لوگوں کے
بچاؤ کے لئے جو ان کے عقب میں تھے بطور آڑ کے متعین کر دیا۔ انھوں نے
اپنے بہت سے جاسوس طاہر کی فوج میں بھیجدئے اور اس کی فوج کے
سرداروں کے نام خفیہ خطوط لکھے جن میں ان کو بہت کچھ لالچ اور ترغیب
دی، وہ سردار طاہر سے بگڑ گئے اور ان میں سے اکثر امین کی پاس آگئے
ان کے ہر دس آدمیوں کے ساتھ ایک طبل تھا جس کی آواز سے انھوں نے
تھلکہ برپا کر دیا ہتھیاروں کی چمک دکھاتے ہوئے اور گھوڑوں کو اڑاتے
ہوئے یہ لوگ طاہر کے مقابلہ کے لئے نہر صرصر پہ نمودار ہوئے' طاہر نے
اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کیا ہر دستے کے پاس آکر کہا کہ تم اپنے مقابل
کی کثرت سے مرعوب نہ ہونا اور اس بات کی ہرگز پروا نہ کرنا کہ انھوں نے
امین کی امان حاصل کر لی ہے ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا کامیابی اور فتح
خلوص اور ثابت قدمی سے حاصل ہوا کرتی ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے
حکم سے ایک چھوٹی جماعت ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے اور
بے شک اللہ ان کا ساتھ دیتا ہے جو ثابت قدم ہوتے ہیں' اس کے بعد
اس نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا وہ بڑھی اور کچھ دیر تک تلوار چلنے
لگی مگر پھر اللہ نے بغداد والوں کو ذلیل کیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے انھوں
نے اپنی فوج کی قیام گاہ بھی خالی کر دی طاہر کی فوج نے ان کی فرودگاہ کو

اور اس میں جسقدر ہتھیار اور روپیہ تھا لوٹ لیا امین کو اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی انھوں نے عطا کے لئے روپیہ طلب کیا وہ ان کے سامنے لاکر ڈھیر کردیا گیا انھوں نے اپنے تمام خزانے اور ذخیرے نکلوائے اس میں سے صلے دئے مضافات والوں کو بلایا خود ہی ہر شخص کا معائنہ کیا جو شخص ذرا تنومند اور شکیل سامنے آتا وہ اسے خلعت دیتے اور افسر بناتے اور جس کو افسر مقرر کرتے اس کی داڑھی میں غالیہ لگواتے اسی وجہ سے یہ قواد الغالیہ مشہور ہوئے انھوں نے اپنے ان نئے افسروں کو پان پان سو درہم انعام اور ایک شیشی غالیہ کی دی مگران افسروں کے سپاہیوں اور ماتحتوں کو کچھ نہ دیا اس کی اطلاع طاہر کے جاسوسوں اور اور مخبروں نے اسے آکر دی اس نے بھی خط وکتابت کے ذریعہ ان سے خفیہ سازو باز کی ان کو ترغیب وتحریص دی اور اپنے ساتھ ملا لینے کی خوشامد کی اس طرح ادنے سپاہی اپنے افسروں کے خلاف ہوگئے چنانچہ انھوں نے ۶ ذی الحجہ ۱۹۶ھ ہجری بروز چہارشنبہ خود امین کے خلاف شورش برپا کردی۔

جب فوج نے ہنگامہ برپا کردیا اور امین کے لئے صورت حال نازک ہوگئی انھوں نے اپنے فوجی افسروں سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے ان سے کہا گیا کہ آپ ان کا کسی نہ کسی طرح تدارک کیجئے اور اپنے معاملہ کو سنبھالئے انھیں سے آپ کی حکومت قائم ہے حسین کے زمانے میں اللہ کے بعد انھیں نے آپ سے حکومت چھینی اور پھر آپ کو واپس دی آپ ان کی شجاعت اور بہادری سے بھی واقف ہوچکے ہیں۔

امین نے خاص طور پر ان کے معاملے پر توجہ کی ان سے لڑنے کا حکم دیدیا تنوخی وغیرہ پناہ گزینوں اور ان فوجوں کو جو ان کے پاس تھیں ان سے لڑنے کے لئے روانہ کیا تنوخی نے مقابلہ ہوتے ہی لڑنا شروع کردیا طاہر اور ان کے درمیان مراسلت کے ذریعہ سمجھوتہ ہوگیا جس کی رو سے اس نے ان کی اطاعت کی شرط پر ان کے ہر عمال اپنے قبضہ میں کر لئے ان کو امان دی اور بہت سا روپیہ بھی دیا اس کے بعد خود طاہر اپنے مقام سے بڑھ کر

۱۲ ذی الحجہ منگل کے دن باب الانبار والے باغ میں آگیا اس باغ میں وہ مع اپنے افسروں باقاعدہ فوج اور دوسرے ہمراہیوں کے فروکش ہوا اور امین کے جو پناہ گزیں افسر اور فوج طاہر سے آملی تھی وہ اس باغ میں اور شہر کے مضافات میں مقیم ہوئی طاہر نے ان سب سپاہیوں کی تنخواہ اسی درہم مقرر کردی اور افسروں اور خاص امرازادوں کی معاش دوچند کردی اس کے علاوہ بھی ان کو اور ان کے بہت سے سپاہیوں کو یکمشت نقد انعام اور صلہ دیا، قیدی جیل خانے توڑ کر نکل آئے تمام لوگوں میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا بدچلن اور آوارہ گرد امن پسندوں پر چڑھ دوڑے، فاجر غالب اور مومن ذلیل ہوئے اور نیک لوگ دھوکے سے قتل کیے گئے لوگوں کی بری گت بنی البتہ جو لوگ طاہر کے پڑاؤ میں تھے وہ اس وجہ سے اس قتل و غارت سے محفوظ رہے کہ خود طاہر کی ان پر سخت نگرانی تھی اور اس نے ان اوباشوں اور بدمعاشوں کے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ اسی حالت میں طاہر نے ان پر حملہ کر دیا اور صبح و شام ان سے لڑنے لگا آخر کار لڑتے لڑتے دونوں فریق تھک گئے اور آبادی برباد ہو گئی۔

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں جسے طاہر نے امیر حج مقرر کیا تھا حج ہوا اور اس نے مامون کے لئے بحیثیت خلیفہ کے دعا مانگی یہ پہلا حج تھا جبکہ حرمین میں خلیفہ کی حیثیت سے مامون کا نام دعا میں لیا گیا۔

۱۹۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال قاسم بن ہارون الرشید اور منصور بن المہدی عراق سے

مامون کے پاس چلے آئے مامون نے قاسم کو جرجان بھیجدیا۔ اس سال طاہر ہرثمہ اور زہیر بن المسیب نے بغداد میں امین کا محاصرہ کرلیا

امین کا محاصرہ

محمد بن یزید التیمی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن المسیب الضبی قصر رقہ کلواذی پر فروکش ہوا اور اس نے منجنیقیں اور عرادے نصب کئے اور خندقیں کھودلیں جن دنوں میں سرکاری باقاعدہ سپاہ طاہر سے لڑنے میں مصروف ہوتی یہ آنے جانے والوں کو عرادوں سے پتھر مارتا نیز اس نے تاجروں کے مال پر عشر لگایا اور کشتیوں پر بھی خراج عائد کیا اور لوگوں پر ہر قسم کے مظالم شروع کردئے طاہر کو بھی ان کی ان حرکتوں کی اطلاع ہوئی لوگوں نے اس سے آکر اپنے مصائب کی شکایت کی اس بے آئینی اور فساد کا اثر ہرثمہ تک پہنچا طاہر نے اس کی مدد کے لئے فوج بھیجی قریب تھا کہ وہ گرفتار کرلیا جاتا مگر پھر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔

ہرثمہ نہر بین پر فروکش ہوا اس نے دریا پر ایک دیوار اور خندق بنائی اور منجنیقیں اور عرادے مہیا کرلئے، عبیداللہ بن الوضاح کو اس نے شماسیہ پر فروکش کیا اور خود طاہر باب الانبار والے باغ میں مقیم ہوا۔

حسین الخلیع بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے باب الانبار والے باغ پر قبضہ کرلیا تو اب امین کو طاہر کے بغداد میں داخل ہوجانے کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہوئی جس قدر روپیہ ان کے پاس تھا وہ سب انھوں نے تقسیم کردیا وہ بے بس اور مجبور ہوگئے خزانوں میں جسقدر اسباب و سامان تھا اس سب کو انھوں نے فروخت کرادیا اور سونے اور چاندی کے جس قدر برتن تھے ان سب کے دینار و درہم مضروب کرکے اپنی فوج کو بھیجے اور خود اپنے صرف میں لائے اسی مجبوری کی حالت میں انھوں نے

حکم دیا کہ حربیہ پر منجنیقیں اور عرّادے نصب کئے جائیں اور پٹرول سے اس حصہ کو جلا دیا جائے تاکہ کوئی وہاں آنے جانے والا زندہ نہ بچے۔

محمد بن منصور الباوردی بیان کرتا ہے کہ جب امین کے مقابلہ میں طاہر کی شوکت بہت بڑھ گئی طاہر نے ان کی سپاہ کو مار بھگایا اور ان کے سپہ سالاران کو چھوڑ گئے تو ان میں سے جن لوگوں نے طاہر کے یہاں پناہ لی ان میں سعید بن مالک بن قادم بھی تھا یہ طاہر سے جا ملا اس نے بغیین کے محلہ، وہاں کے بازاروں اور اس سے متصل اس کے آگے دجلہ کے کنارے کو دجلہ کے پلوں تک اس کی نگرانی میں دیدیا اور اسے حکم دیا کہ جس مکانات اور راستوں پر تمھارا قبضہ ہو وہاں اپنی حفاظت اور مفتوحہ زمین کے استحکام کے لئے دیوار اور خندق ضرور بنا لینا، طاہر نے بہت سا روپیہ اس کے مصارف کے لئے دیا مزدور اور اسلحہ بھی دئے حربیہ جماعت کو ہدایت کی کہ ضرورت کے وقت اس کی مدد کریں اسی طرح اس نے باب الرقیق کی سڑک اور باب الشام پر یکے بعد دیگرا اپنے افسر مقرر کر دئے اور ان کو بھی وہی ہدایات دیں جو اس نے سعید بن مالک کو دی تھیں، خود اندرون شہر اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف ویرانی اور بربادی رونما ہوئی اور بغداد کے تمام محاسن مٹ گئے۔

امین نے قصر صالح، قصر سلیمان بن ابی جعفر اور وہاں سے دجلہ کے محلوں اور اس کے ملحقہ علاقہ کو علی فراہمد اور اس کی جمعیت کے سپرد کیا اس نے ایک شخص سمرقندی نام کے زیر اہتمام جو خود بھی منجنیق چلاتا تھا تمام مکانات اور بازاروں میں آگ لگا دی اور منجنیقوں اور عرّادوں سے ان کو برباد کر دیا اس کے جواب میں طاہر نے بھی شہر کے ساتھ یہی کیا اس نے ان مضافات والوں کو جو انبار کے راستے پر اور باب الکوفہ اور اسی کے قریب آباد تھے اپنی اطاعت کی دعوت دی جس ہمت کے باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اس نے ان کی حفاظت کے لئے وہاں خندق بنا دی پہرے چوکیاں قائم کر دیں اور اپنا جھنڈا بلند کر دیا اور جن لوگوں نے

اس کی بات نہ مانی وہ اُن سے لڑا اور اس کے مکان کو جلا دیا، صبح و شام وہ اسی طرح اپنے امرار سالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ مدت تک ان سے لڑتا رہا جس سے تمام بغداد میں وحشت اور پریشانی پھیل گئی اور لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ تمام شہر کھنڈر ہو جائے گا۔

طاہر نے ان مضافات کو جن کے باشندوں نے اس کی مخالفت کی اور مدینۂ ابو جعفر شرقی۔ کرخ کے بازار محلہ خلد اور اس کے ملحقہ علاقہ کو باغی علاقہ قرار دیا اس نے ان بنی ہاشم، فوجی امرا اور موالیوں کی جو اس کی اطاعت قبول کر کے اس کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے ان تمام املاک اور پیداوار کو جو اس کے مفتوحہ علاقے میں تھی ضبط کر لیا اس سے ان کی تمام عزت خاک ہو گئی ان کے حوصلے پست اور سر نیچے ہو گئے اور انھوں نے اطاعت قبول کر لی، باقاعدہ فوج بھی بہت پست ہمت ہو گئی اور اس نے تھک کر لڑائی سے کنارہ کشی اختیار کر لی اب صرف آوارہ گرد اچکے مفلس ننگے مجرم قیدی، اوباش اور بازاری انفار و اراذل مقابلہ پر رہ گئے، حاتم بن الصقر نے ان کو لوٹ کی اجازت دے رکھی تھی، اب ہرثمہ اور افریقہ والے لڑنے آئے جن سے خود طاہر نہایت تن دہی اور جاں فروشی کے ساتھ بغیر کسی تقصیر اور تساہل کے لڑتا تھا اس حالت کے بیان میں خزیمی نے بغداد کا ایک طویل شہر آشوب لکھا

اس سال ان لوگوں نے جن کو امین نے قصر صالح میں متعین کیا تھا طاہر کی اطاعت قبول کی اور اسی سال قصر صالح میں وہ مشہور اور خونریز جنگ ہوئی جس میں طاہر کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

قصر صالح کی جنگ

محمد بن الحسین بن مصعب نے بیان کیا کہ طاہر امین اور اس کی فوج کے مقابلے میں ثابت قدمی کے ساتھ بہت روز تک لڑتا رہا یہاں تک کہ اہل بغداد

اس کی لڑائی سے تنگ آگئے علی فراہمرد نے جو صالح اور سلیمان بن ابی جعفر کے محلوں پر امین کی طرف سے متعین تھا طاہر سے امان کی درخواست کی اور اس بات کا ذمہ لیا کہ وہ اس تمام علاقے کو جو اس کی سمت میں دجلہ کے پلوں تک پھیلا ہوا ہے اور ان تمام منجنیقوں اور عرادوں کے جو اس کے پاس ہیں طاہر کے حوالے کر دے گا' طاہر نے اس کی درخواست قبول کی اور اپنے کوتوال ابوالعباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی کو اپنے ان فوجی سرداروں اور بہادر شہ سواروں کے ساتھ جن کو اس نے اس کیساتھ کردیا رات کے وقت علی کے پاس بھیجا علی نے سنیچر کی رات نصف جمادی الآخر ۱۹۷ھ ہجری کو وہ تمام علاقہ جس پر امین نے اسے متعین کیا تھا اس کے سپرد کر دیا۔

خود امین کے کوتوال محمد بن عیسیٰ نے جو اہل افریقہ قیدیوں اور اوباشوں کے ساتھ نہایت ہی مستعدی اور خلوص کے ساتھ امین کی حمایت میں طاہر سے لڑ رہا تھا اور جس سے لڑائی میں سب ڈرتے تھے طاہر کی اطاعت کر لی جب یہ دونوں امین کے خاص سردار طاہر سے جا ملے تو اب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور وہ اتنے مضطرب اور پریشان ہوئے کہ اب انھوں نے ہتھیار رکھ دئے اور اپنی موت کے انتظار میں اُم جعفر کے دروازے چلے آئے مگر اوباش عیاروں آوارہ گردوں اور سپاہیوں نے بڑھ کر قصر صالح کے اندر اور باہر دن چڑھے تک دشمن سے خوب جنگ کی ابوالعباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی اپنے ان چند امرا اور سرداروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قصر کے اندر مارا گیا' اور علی فراہمرد اپنی جماعت کے ساتھ قصر کے باہر ان سے لڑا مگر اسے شکست ہوئی اور وہ طاہر سے جا ملا۔ اس لڑائی سے پہلے یا بعد کوئی ایسی دوسری لڑائی اس تمام جنگ میں ایسی نہیں پیش آئی جس میں طاہر اور اس کی فوج کو ایسی ذلت نصیب ہوئی ہو یا ان کے اس قدر آدمی مقتول و مجروح ہوئے ہوں جس قدر اس واقعہ میں ہوئے'

اس واقعے کے متعلق اکثر لوگوں نے شعر کہے جس میں جنگ کی شدت اور خونریزی کو بیان کیا گیا عوام نے بھی اس پر نظمیں کہیں۔

طاہر نے اپنے پیامبر دشمن کی فوج میں بھیجدیئے اور فوجی امرا اور بنی ہاشم وغیرہ کو ان کی جائداد اور پیداوار ضبط کر لینے کے بعد خط لکھے اس میں ان سے خواہش کی کہ وہ امین سے برأت کر کے مامون کیلئے بیعت کرلیں اور ہماری امان میں آجائیں چنانچہ ایک جماعت جس میں عبداللہ بن حمید بن قحطبۃ الطائی اس کے بھائی حسن بن قحطبۃ کے بیٹے، یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی العاص تھے طاہر سے جاملی ان کے علاوہ بہت سے دوسرے اُمرا اور بنی ہاشم نے خفیہ طور پر طاہر سے مراسلت کی اور وہ دل سے اس کے ساتھ ہوگئے۔

جب قصر صالح کا واقعہ ہوا تو اب پھر امین مطمئن ہو کر عیش و نشاط اور شراب میں مشغول ہوگئے اور انھوں نے اس تمام معاملے کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور ہرش کے حوالے کر دیا انھوں نے اپنے قریب کے جو شہر کے دروازے مضافات گلی کوچے کرخ کا بازار دجلہ کا مخصوص علاقہ باب البحول اور کناسہ تھا ان پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں جس قدر چور بدمعاش اور بدچلن آدمی تھے انھوں نے اس شخص کو جس پر ان کی دسترس ہوئی چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا ضعیف العمر مسلمان ہو یا ذمی لوٹ لیا اور اس سلسلہ میں انھوں نے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جس کی نظیر کسی جنگ سے متاثرہ مقام میں کبھی نہیں سنی گئی۔

جب یہ حالت عرصے تک قائم رہی تو لوگوں کے لئے بغداد میں رہنا دوبھر ہو گیا جن میں استطاعت تھی وہ ان تمام ذلتوں اور مظالم و مصائب کو برداشت کرکے اور جان پر کھیل کر بغداد چھوڑ کر چلے گئے اس کے برخلاف طاہر نے ہر شعبہ چال وچلن والے شخص پر پوری نگرانی رکھی اور محمد بن ابی خالد کو حکم دیا کہ وہ کمزوروں اور عورتوں کی حفاظت کرے اور ان کو بحفاظت مامون

جگہ میں پہنچا دئے، جب کوئی مرد یا عورت ہرثمہ کے آدمیوں سے چھٹکارا پا کر طاہر کی فوج میں آجاتی تب اسے اطمینان ہوتا اور یہاں آکر عورتیں اپنے سونے چاندی یا دوسری قیمتی اشیاء اور کپڑوں کو ظاہر کرتیں، یہاں تک کہ طاہر کی فوج کی نیک چلنی اور ہرثمہ کے آدمیوں کی بدکرداری ان دونوں کی خصوصیات اور ان لوگوں کی مثال جو ہرثمہ کے پنجہ سے نجات پاتے اس دیوار کی مثال سے منطبق ہوئی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب (ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی گئی جس میں ایک دروازہ ہے جس کے اندرونی جانب رحمت ہی رحمت ہے اور بیرونی جانب عذاب ہے) اس غیر آئینی حالت جنگ نے طول کھینچا جس کی وجہ سے اہل بغداد کو یہ مصائب اور مظالم سہنا پڑے اب ان کی حالت سقیم ہوگئی اور ان میں دم نہیں رہا۔

ایک مرتبہ طاہر کا ایک مشہور و معروف بہادر خراسانی سردار جنگ کے لئے میدان کارزار میں آیا اس کی نظر ایک نہتی جماعت پر پڑی جن کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھے اس نے ان کی تحقیر و توہین کے لہجہ میں اپنے آدمیوں سے کہا دیکھو یہ ہیں جو ہم سے لڑ رہے ہیں" لوگوں نے کہا جی ہاں یہی ہیں مگر یہ بلا ہیں اس نے کہا تم کو ان کے مقابلے میں کنائی کاٹتے شرم نہیں آتی تم ان سے منہ پھیرتے ہو تمہارے پاس اسلحہ اور ہر طرح کا ساز و سامان ہے تم قواعد بھی جانتے ہو اور جس قدر تم شجاع اور بہادر ہو اس سے بھی سب واقف ہیں پھر بھی تمہاری ان کے سامنے کچھ پیش نہیں جاتی میں نہیں سمجھتا کہ جبکہ ان کے پاس ہتھیار ہی نہیں ساز و سامان اور لباس بھی نہیں حفاظت کے لئے ڈھال بھی نہیں تو وہ کیونکر ہم سے بازی لیجا سکتے ہیں یہ کہہ کر اس نے اپنی کمان تانی اور قدم آگے بڑھایا ان میں سے ایک کی نظر اس پر پڑی وہ فوراً قیر لگی ہوئی گوپھن لیکر اس کی طرف متوجہ ہوا اس کی بغل میں ایک جھولی تھی جس میں پتھر بھرے تھے، خراسانی نے اس پر

تیر اندازی شروع کی جو تیر یہ چلاتا عیار اس طرح اپنا بدن چرا لیتا کہ وہ تیر اس کے نہ لگتا بلکہ اس کی گودھن میں آکر پیوست ہو جاتا یا اس کے قریب گر جاتا جسے وہ اٹھا کر اپنی گودھن ہی میں کسی جگہ جسے اس نے اسی کام کے لئے بطور ترکش بنا رکھا تھا رکھ لیتا، جو تیر آکر گرتا وہ اٹھا لیتا اور کہتا ہے لاؤ یعنی جو تیر اس نے جمع کئے ہیں ان کے ایک تیر کی قیمت ایک پیسہ ہے، بہت دیر تک اس خراسانی اور عیار کی یہی کیفیت رہی، جب خراسانی کے تمام تیر ختم ہو گئے تو اب وہ تلوار لیکر عیار پر حملہ آور ہوا عیار نے اپنی جھولی میں سے ایک پتھر نکالا اسے فلاخن میں رکھا اور خراسانی کے مارا جو ٹھیک اس کی آنکھ پر جا کر لگا اور پھر دوسرا پتھر بھی ٹھیک اسی نشانے پر دوبارہ مارا اگر وہ اس کے سامنے سے ہٹ نہ جاتا تو قریب تھا کہ گھوڑے سے گر پڑے خراسانی یہ کہتا ہوا کہ یہ انسان نہیں ہے پلٹ کر بھاگ آیا۔ اس قصہ کو طاہر سے بیان کیا گیا وہ خوب ہنسا اور اب اس نے اس خراسانی سردار کو جنگ میں شریک ہونے سے معاف کر دیا۔

طاہر اور امین کی فوجوں کے ہاتھوں بغداد کی بربادی

جب قصر صالح کی جنگ میں طاہر کے بیشمار آدمی قتل اور زخمی ہوئے تو اس واقعہ کا اس کے قلب پر اس وجہ سے بہت سخت اثر پڑا کہ اب تک جتنی لڑائیاں ہوئیں تھیں ان سب میں طاہر ہی فتحیاب رہا تھا صرف یہ لڑائی ایسی ہوئی کہ اس میں اسے شکست ہوئی اور اس کی وجہ سے وہ جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو گیا، اس نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے اس کی اطاعت قبول نہیں کی اور اس سے لڑے ان کے مکان جلا دئے جائیں اور گرا دئے جائیں یہ باغی علاقہ دجلہ اور دار الرقیق کے درمیان، باب الشام، باب الکوفہ سے لیکر صراۃ تک ابو جعفر کی چکیاں ربض حمید نہر کرخایا اور کناسہ پر مشتمل تھا

اس نے رات اور شام ہر وقت امین کی فوج سے لڑنا شروع کیا اور روزانہ ایک نہ ایک سمت اس کے قبضہ میں آجاتی تھی جس کے آگے وہ اپنی فوج کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے خندق بنالیتا تھا اب امین کے آدمی بھی مکانوں کو توڑنے اور زیادہ خراب کرنے لگے طاہر کے آدمی تو مکان کو صرف منہدم کر کے چلے جاتے مگر امین والے ان کے دروازے اور چھتیں بھی نکال کر لے جاتے اسی طرح ان کے طرفداروں کو طاہر کے آدمیوں کے مقابلے میں خود ان کے ہاتھوں زیادہ تکلیف پہنچتی۔

طاہر نے جب دیکھا کہ ان پر مار نے گرانے اور جلانے کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا تب اس نے تجارت کو مسدود کر دیا تاکہ کوئی چیز ان کو نہ مل سکے اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ یہاں سے مدینہ ابوجعفر، شرقیہ اور کرخ تک جسقدر آٹا اور دوسری ضروریات زندگی ملیں سب پر قبضہ کر لیا جائے، بصرہ اور واسط سے جو کشتیاں بغداد آتی تھیں ان کو اس نے طرنایا سے فرات میں منتقل کر دیا اور وہاں سے وہ محول الکبیر اور صراۃ ہوتی ہوئی باب الانبار والی خندق میں لے آئی جاتی تھیں، جو کشتی زہیر بن المسیّب کے پاس سے گزرتی اور اس پر سامان بار ہوتا وہ ایک کشتی سے اجازت کے لیئے ایک ہزار دو ہزار تین ہزار اس سے بھی زیادہ یا کم درہم خراج لے لیتا، خود طاہر کے عاملوں اور سپاہیوں نے بغداد کے تمام راستوں پر یہی طریقہ عمل پذیر رکھا اور اب اور بھی سختی شروع کر دی جس سے نرخ نہایت گراں ہو گئے اور بغداد والوں کو محاصرہ کی اس قدر تکلیف محسوس ہونے لگی کہ وہ اس بات سے قطعی مایوس ہو گئے کہ کبھی یہ مصیبت دور بھی ہو جائے گی، جو لوگ بغداد سے چلے آئے تھے وہ بہت خوش تھے اور جو وہیں رہ گئے وہ اپنے قیام پر بہت زیادہ متاسف تھے۔

اس سال ابن عائشہ نے جو امین کی حمایت میں کچھ مدت تک یاسریہ میں لڑ چکا تھا طاہر سے امان طلب کی اس سال طاہر نے اپنے

ایک سردار کو نواح بغداد میں متعین کیا اور اس نے علا بن وضاح الازدی کو اس کی جمعیت کے ساتھ محول الکبیر پر متعین کیا نعیم بن الوضاح اس کے بھائی کو ان ترک وغیرہ کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے صراۃ کے کنارے ربض ابی ایوب سے ملحقہ علاقہ پر متعین کیا کئی ماہ تک طاہر صبح و شام دشمن سے لڑتا رہا دونوں فریق مقابلہ پر جمے رہے انھیں لڑائیوں میں کناسہ کی مشہور جنگ ہوئی جس میں خود طاہر نے شرکت کی اور اس لڑائی میں امین کے بیشمار آدمی کام آئے۔

امین نے اپنے غلام زریح کو حکم دیا کہ وہ لوگوں اور ساہوکاروں سے روپیہ طلب کرے انھوں نے ہرثمہ کو حکم دیا کہ وہ زریح کے احکام کی بجا آوری کرتا رہے یہ دن درات میں لوگوں کے مکانوں پر دھاوے کرتا اور کسی نہ کسی بہانے سے ان کے روپیہ پر قبضہ کرلیتا اس طرح اس نے بہت سارا روپیہ پیدا کرلیا اور لوگوں کو تباہ کردیا بہت سے لوگ حج کے بہانے سے بغداد چھوڑ کر چلے گئے اور دولت مند بھاگ گئے، اسی اثنا میں درب الحجارہ کا واقعہ پیش آیا۔ اس جنگ میں امین کی فوج کو طاہر کے مقابلہ میں فتح نصیب ہوئی اور اس میں ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اسی سلسلہ میں باب الشماسیہ پر وہ مشہور جنگ ہوئی جس میں ہرثمہ گرفتار ہوا۔

باب الشماسیہ کی لڑائی

ہرثمہ نہر بین پر فروکش تھا وہاں اس نے ایک دیوار اور خندق بنالی تھی اور جنگ کیلئے منجنیقیں اور عرادے نصب کی تھیں۔ عبید اللہ بن الوضاح شماسیہ پر متعین تھا یہ کبھی کبھی اپنے حریف کی فوج سے ڈرتا ہوا جنگ سے بچتا ہوا اپنے مقام سے چل کر باب الخراسان میں آکر کھڑا ہوتا اور لوگوں کو اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دیتا لوگ اسے گالیاں دیتے اس کا مذاق

اوڑاتے یہ تھوڑی دیر وہاں ٹھیر کر پھر اپنے مقام کو پلٹ جاتا حاتم ابن الصقر امین کا سردار تھا اس کی فوج اور شہر کے آوارہ گرد عیاروں میں یہ طے ہوا کہ وہ سب کے سب رات کے وقت عبیداللہ بن الوضاح کے مقابلہ پر جمع ہوں چنانچہ یہ سب اچانک اس کی بے خبری میں اس پر جا پڑے اور اسے اس کے مقام سے ہٹا دیا عبیداللہ شکست کھا کر بھاگا اور اس کے کثیر التعداد گھوڑے اسلحہ اور دوسرا سامان حملہ آوروں کے ہاتھ لگا، حاتم بن الصقر نے شماسیہ پر قبضہ کر لیا، اس کی اطلاع ہرثمہ کو ہوئی وہ اپنی فوج لیکر عبیداللہ کی مدد کو آیا تاکہ وہ ان حملہ آوروں کو پھر ان کے مقام پر پسپا کر دے امین کے آدمیوں سے ان کا مواجہ ہوا جنگ شروع ہوئی ایک اوباش نے ہرثمہ کو پکڑ لیا مگر وہ اس کو جانتا نہ تھا کہ یہ کون ہے اسی وقت ہرثمہ کے ایک سپاہی نے اس شخص پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ قطع کر دیا اور اس طرح ہرثمہ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اس کے بعد ہرثمہ مڑ کر بھاگا جب اس کے بھاگنے کی اطلاع اس کے پڑاؤ میں پہنچی تو وہاں جو تھے وہ فرودگاہ کو توڑ پھوڑ کر سیدھے حلوان چل دئے رات ہو جانے کی وجہ سے امین کی سپاہ نے تعاقب نہیں کیا اور نہ وہ اس کی فرودگاہ کو لوٹ لیتے اور سب کو پکڑ لیتے دو دن تک ہرثمہ کا پڑاؤ خالی رہا اس کے بعد پھر اس کی فوج وہاں آگئی، جب طاہر کو معلوم ہوا کہ شہر کے اوباشوں اور حاتم بن الصقر نے عبیداللہ بن الوضاح اور ہرثمہ کو اس بری طرح شکست دی ہے وہ بہت ہی متاثر اور متفکر ہوا اس نے شماسیہ کے آگے دجلہ پر پل بنایا اور اپنی فوج کو پوری طرح مسلح کر کے خود ان کو لیکر پل تک آیا یہاں سے اس کی فوج پل کو عبور کر کے دشمن سے دوچار ہوئی اور نہایت بے جگری سے اس سے لڑی طاہر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کو کمک بھیجتا رہتا آخر کار انھوں نے امین کی سپاہ کو اپنے مقابلہ سے ہٹا دیا اور شماسیہ سے ان کو نکال باہر کیا اس کے بعد عبیداللہ بن الوضاح اور ہرثمہ جو دونوں لڑائی کو چھوڑ کر جا چکے تھے پھر اپنے اپنے مورچوں پر واپس آئے جب شہر کے اوباشوں کو فتح ہوئی تھی تو امین نے اپنے ان محلات اور مکانات کو جو خیزرانیہ میں تھے بیس لاکھ درہم

کے عوض ان لوگوں کو دیا تھا تاکہ وہ ان کو توڑ کر یہ رقم وصول کر لیں طاہر کی فوج نے ان سب کو جلا دیا ان کی چھتیں سونے کی تھیں اور ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

اس سال امین کی حالت بہت خراب ہو گئی ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اسی حالت میں عبداللہ بن خازم بن خزیمہ بھی بغداد سے بھاگ کر مدائن چلا گیا اس کا سبب یہ تھا کہ امین اسے غدار سمجھنے لگے تھے انھوں نے اراذل وانفار کو اس پر اکسا دیا تھا جب اسے اپنی جان اور مال کا اندیشہ ہوا وہ اپنے بیوی بچوں کو رات کے وقت کشتیوں میں سوار کر کے مدائن لے آیا وہیں مقیم ہو گیا اور پھر اس نے لڑائی میں کچھ حصہ نہیں لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ طاہر نے خط کے ذریعہ اسے یہ دھمکی دی تھی کہ میں تمھاری تمام املاک کو ضبط کر لوں گا اور ان کو پامال اور تاراج کر دوں گا اس خوف سے اس لئے اس فتنہ سے قطعی کنارہ کشی اختیار کی اور بچ گیا یہ بات سب میں مشہور ہو گئی کہ کرخ کے تمام تاجروں نے آپس میں مشورہ کر کے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے طرز عمل کو طاہر پر صاف صاف ظاہر کر دیں اور بتا دیں کہ ہم اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرتے چنانچہ سب نے مل کر اس مضمون کی ایک تحریر طاہر کو لکھ بھیجی کہ ہم نہ صرف آپ کے مطیع و منقاد ہیں بلکہ چونکہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ اللہ کے فرماں بردار حق و صداقت کے عامل اور بدچلن اشخاص پر روک تھام رکھتے ہیں ہم آپ کو پسند کرتے ہیں، جنگ میں شرکت تو درکنار ہم تو اس جنگ کو اچھی نظر سے بھی نہیں دیکھتے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہماری سمت سے آپ کا مقابلہ کریں ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ وہ ہم میں سے ہوں گے مگر ہم فرماں برداروں کے تمام راستے البتہ ان سے پُر ہیں جس کی وجہ سے ہر طرف وہی وہ نظر آتے ہیں ان میں سے کوئی ایسا بھی نہیں جس کا کوئی مکان یا دوسری جائداد کرخ میں ہو۔ یہ جیب کتروں جلادوں بدچلن اور قیدیوں کی جماعت ہے جو آپ سے برسرپیکار رہے ان کے ٹھکانے حمام اور مساجد ہیں جو

ان میں تاجر ہیں وہ ادنیٰ درجہ کے پھیری والے تاجر ہیں یہاں بدامنی کی یہ حالت ہے کہ نہ کسی عورت کی عصمت محفوظ ہے اور نہ کسی ضعیف العمر کی عزت باقی ہے اچکے لوگوں کے ہاتھوں میں سے علی الاعلان تھیلیاں چھین لیتے ہیں اور کوئی باز پرس نہیں کرتا ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اپنی حفاظت کر سکیں چہ جائیکہ ان کی روک تھام ہم سے ہو سکے ہماری تو یہی حالت ہے کہ اگر ہم راستے میں پتھر پڑا ہوا دیکھتے ہیں تو اسے بھی ہٹا دیتے ہیں کیونکہ حدیث میں اس کا حکم آیا ہے اسی سے آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور اُن بدمعاشوں کو جن کا راستے سے اٹھا دینا ہمیشہ کے لئے قید کر دینا جلاوطن کر دینا اور اس طرح ان کی حرکتوں سے محفوظ رہنے میں دین و دنیا کا فائدہ تھا خود روک دیتے اور ہٹا دیتے اور یہ تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارا کوئی آدمی آپ سے جنگ کرے۔

انھوں نے اس مضمون کی ایک طویل تحریر لکھی اور اسے ایک جماعت کو دیا کہ وہ اسے طاہر کے پاس لے جائے مگر ان میں بعض جو صائب الرائے اور محتاط لوگ تھے انھوں نے یہ بات کہی کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ طاہر ان واقعات سے بےخبر ہے اس کے جاسوس ہر وقت آپ پر نگران ہیں ہم تو یہاں تک یقین رکھتے ہیں کہ وہ اتنا باخبر ہے کہ گویا اس وقت بھی ہمارے مشورہ میں موجود ہے مناسب یہ ہے کہ یہ تحریر بھیجکر ہمیں منظر عام پر نہ آجانا چاہیئے کیونکہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ اگر کسی سفلے نے دیکھ لیا تو بس ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے اور ہماری تمام دولت تاراج ہو جائے گی اور اس وقت طاہر کے ہاں اپنی صفائی پیش کرنے سے اس بات کا خطرہ اور زیادہ ہے کہ ہم ان سفلوں کے ہاتھ پڑ جائیں طاہر کی حالت تو یہ ہے کہ اگر ہم نے اس کے خلاف کوئی بات کی بھی ہوتی تب بھی اس بات کی زیادہ توقع تھی کہ وہ ہم کو معاف کر دے گا اور اس سے درگزر کرے گا۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اور خاموش رہو اس تجویز کو سب نے مانا اور چپ ہو رہے۔

ہرثمہ اپنے آوارہ گرد بازاریوں اوباشوں اور ان کے ساتھیوں کو

لیکر جزیرۃ العباس آیا، اس کے مقابلہ کے لئے طاہر کی ایک جماعت برآمد ہوئی اور دونوں میں نہایت خونریز اور شدید لڑائی ہوئی یہ مقام ایسا تھا جہاں اس سے پہلے اب تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا مگر اس لڑائی کے بعد اب یہ مقام باقاعدہ کارزار بن گیا اور یہیں سے جنگ میں آخری فتح بھی ہوئی، پہلے دن کی لڑائی میں امین کے طرفدار طاہر کی فوج پر دور رہے انھوں نے ان کو معرکہ سے پسپا کر دیا اور ان کو رگیدتے ہوئے ابو یزید الشروی کے مکان تک ڈھکیل دیا یہاں تک کہ ان نواح کے جو انبار کے راستے کے قریب تھے مضافات والے ڈرے کہ شاید لڑائی کا اثر ان تک بھی پہنچے مگر طاہر نے اس رنگ کو دیکھ کر اپنے ایک سردار کو جو پہلے سے کسی سمت سے امین کی فوج سے لڑائی میں مصروف تھا اس طرف بھیجا اس نے آتے ہی ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کے پرخچے اڑا دئے ہزار ہا صراۃ میں ڈوب مرے اور دوسرے مارے گئے۔

امین کے خزانوں میں لوٹ سے جو کچھ بچ رہا تھا اب اس کی فروخت کا بھی انھوں نے حکم دیا اگرچہ لوگ اس کام پر متعین کئے گئے تھے انھوں نے اس مال کو خود چرا لینے کے لئے چھپا دیا اس سے ان کو بڑی مشکل پیش آئی ان کے پاس کچھ نہ تھا لوگوں نے معاش طلب کی اسی حالت میں وہ بہت ہی پریشان ایک دن کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اللہ ان دونوں فریقوں کو ہلاک کر دے تاکہ میں اور دوسرے لوگ ان کی دست درازیوں سے نجات پائیں یہ دونوں میرے دشمن ہیں ایک میرے مال کے درپے ہیں اور دوسرے میری جان کے، جب ان کی بات گر گئی ان کی فوج بھی منتشر ہو گئی اور خود ان کی قیام گاہ معرض خطر میں پڑ گئی تو اب ان کو طاہر کے غلبہ اور فتح کا یقین ہو گیا۔

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں جسے طاہر نے مامون کے حکم سے امیر حج بنا کر بھیجا تھا حج ہوا اس سال داؤد بن عیسیٰ مکے کا والی تھا۔

۱۹۸ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال خزیمہ بن خازم امین کا مخالف ہو گیا اور اس نے ان کا ساتھ چھوڑ کر طاہر سے امان لے لی' اس سال ہرثمہ بغداد کے جانب شرقی میں گھس آیا۔

خزیمہ بن خازم کی امین سے علیحدگی اور طاہر کی اطاعت

طاہر نے خزیمہ کو لکھا کہ اگر اس معاملہ کا میرے اور امین کے درمیان ہی تصفیہ ہو گیا تو اس میں چاہے تم ان کی مدد کرو یا نہ کرو تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ خط ملتے ہی اس نے اپنے معتمد علیہ دوستوں اور خاندان والوں سے اس معاملہ میں مشورہ لیا انھوں نے کہا ہم تو اب یہ دیکھ رہے ہیں کہ طاہر نے ہمارے صاحب کی گدّی دبالی ہے اب تم اپنے اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نکالو' خزیمہ نے طاہر کو لکھا کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور اگر بجائے ہرثمہ کے جانب شرقی میں خود آپ ہوں تو میں ہر خطرہ کو برداشت کر کے کسی نہ کسی طرح آپ کی خدمت میں چلا آؤں گا مگر چونکہ مجھے ہرثمہ پر بالکل بھروسہ نہیں ہے اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے معاملہ کو آپ اس کے سپرد نہ کریں بلکہ خود میری حفاظت کی ضمانت کر لیں اور ہرثمہ کو حکم دیں کہ وہ پلوں کو طے کر کے امین کے مقابلہ پر بڑھے اس کے بعد ہی میں آپ کے پاس چلا آؤں گا اور اگر آپ اس بات کی

ضمانت نہیں کرتے تو میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے آپ کو ان کمینوں اور انفار وار اذل کے ہاتھ میں ڈالدوں اور اس طرح تباہ اور برباد ہو جاؤں۔

طاہر نے ہرثمہ کو لکھا کہ تم نہایت نکمے اور کمزور ثابت ہوئے ہو میں نے تمہارے لئے اتنی بڑی فوج مہیا کی اس پر اسقدر روپیہ خرچ کیا اپنی اور امیر المومنین کی ضروریات کو روک کر تمہارے سپرد کی حالانکہ خود مجھے اس کی شدید ضرورت تھی تم ایک کمزور اور معمولی دشمن کے مقابلہ پر اس طرح رکے ہوئے ہو جس طرح کوئی خوف زدہ جھجکتا ہے اور قانون جنگ میں یہ جرم ہے لہذا اب تم شہر کے اندر بزور شمشیر داخل ہونے کے لئے پوری طرح مستعد ہو جائیں تم کو اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم اپنی فوج آگے بڑھاؤ اور پلوں کو عبور کرو اور میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس معاملہ میں کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔ ہرثمہ نے اس کے جواب میں طاہر کو لکھا میں آپ کی رائے کی اصابت اور مشورہ کی سعادت سے باخبر ہوا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ طاہر نے خزیمہ کو اس کی اطلاع دیدی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خزیمہ کو اطلاع دینے کے ساتھ اس نے محمد بن علی بن عیسٰی بن ماہان کو بھی اس کی اطلاع کردی۔ چنانچہ چہارشنبہ کی رات میں جبکہ ماہ محرم ۱۹۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن عیسٰی نے دجلہ کے پل پر دھاوا کر کے اسے طے کیا اس پر اپنا علم نصب کیا اور امین سے برات کی اور مامون کیلئے دعوت دی، عسکر مہدی کے باشندے اس روز چپ چاپ اپنے گھروں اور بازاروں میں خاموش بیٹھے رہے مگر ہرثمہ ابھی اس علاقہ میں نہیں آیا ان دونوں کے علاوہ اور چند فوجی سردار ہرثمہ کے پاس آئے اور انھوں نے حلفیہ اس سے عہد کیا کہ ان کی جانب سے کوئی ناگوار واقعہ اسے پیش نہ آئے گا اس وعدہ کو اس نے مانا اور اب وہ شہر کے اندر داخل ہو گیا۔

جمعرات کے دن صبح کو طاہر نے مدینہ شرقیہ اس کے مضافات کرخ اور اس کے بازاروں پر حملہ کر دیا اور صراۃ کے دونوں نئے اور پرانے پل

توڑ ڈالے ان پلوں پر نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی طاہر نے امین کی فوج پر حملہ کیا اور خود اس نے لڑائی میں حصہ لیا دارالرقیق میں امین کے جو ساتھی تھے طاہر ان سے بھی لڑا اس نے ان کو پسپا کر کے کرخ تک ڈھکیل دیا خود طاہر باب الکرخ اور قصر الوضاح پر لڑا اس نے امین کی فوج کو کامل ہزیمت دی اور ان کو مار بھگایا اب طاہر بغیر کہیں رکے سیدھا بڑھتا چلا گیا اور بزور شمشیر وہ زبردستی شہر کے اندر داخل ہوا اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنے گھر میں خاموش بیٹھے گا وہ مامون ہے اس نے قصر الوضاح کرخ کے بازار اور اطراف میں حسب ضرورت تھوڑی تھوڑی فوج ایک افسر کے ماتحت متعین کر دی اور خود وہ مدینۃ ابو جعفر کی طرف بڑھا اس نے مدینۃ ابو جعفر، قصر زبیدہ قصر الخلد کا باب الجسر سے لیکر باب الخراسان تک، باب الشام باب الکوفہ، باب البصرہ اور دریائے صراۃ کے کنارے کو اس کے دجلہ کے سنگم تک اپنے رسالہ اور پورے سازوسامان اور اسلحہ کے ساتھ محاصرہ میں لے لیا، حاتم ابن الصقر ہرش اور افریقی اب تک اس کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اس نے فصیل کے عقب میں شہر کے برخلاف اور قصر زبیدہ اور قصر الخلد کے مقابلہ میں منجنیقیں نصب کر دیں اور ان سے سنگ باری کی، امین اپنی ماں اور اولاد کو لیکر مدینۃ ابو جعفر چلے آئے، اس وقت ان کی فوج کے بیشتر سپاہی ان کے خواجہ سرا اور لونڈیاں ان کا ساتھ چھوڑ کر شہر کے گلی کوچوں میں اپنی اپنی راہ ہو لیں اوباش اور سفلے بھی ان کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔

اس حالت کے بیان میں عمر الوراق نے کچھ شعر کہے، علی بن یزید کہتا ہے کہ ایک دن میں اور کچھ اور لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے آکر باب الکرخ پر طاہر کی لڑائی اور اس کے مقابلے سے لوگوں کی ہزیمت کی اطلاع دی عمر کہنے لگا مجھے اس سے کیا مجھے قدح شراب دو وہی مرض ہے اور وہی دوا ہے ایک دوسرے شخص نے آکر کہا کہ فلاں نے عیاروں کو اس قدر مارا فلاں آگے بڑھا اور فلاں شخص لوٹ لیا گیا اس پر اس نے چند شعر کہہ دئیے جن کا مضمون یہ ہے کہ ہمارا زمانہ نہایت برا ہے جس میں اکابر تو مر گئے ہیں اور

سفلے اور معمولی اوباشوں کو طاقت حاصل ہو گئی ہے اب جو کچھ نہ ہو وہ تھوڑا ہے خیر مجھے اس سے کیا مجھے شراب کافی ہے۔

امین اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینۂ ابو جعفر میں قلعہ بند ہو گئے، طاہر نے ان کا محاصرہ کر لیا تمام دروازے مسدود کر دیئے اور آٹے اور پانی کی بہم رسانی ان کے اور اہل شہر کے لئے بند کر دی۔

طارق امین کا خاص خدمتگار بیان کرتا ہے کہ اس محاصرہ کے اثنا میں ایک دن انھوں نے مجھ سے کہا کچھ کھلاؤ میں باورچی خانے آیا وہاں مجھے کچھ نہ ملا۔ میں حمرۂ عطارہ کے پاس جو جوہر کی باندی تھی آیا اور میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین بھوکے ہیں تمھارے پاس کچھ ہو تو دو مجھے باورچیخانے میں تو کچھ نہیں ملا۔ اس نے اپنی چھوکری بنان سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے وہ ایک مرغی اور روٹی لیکر آئی میں نے وہ امین کو لا کر دیں ان کو کھا کر انھوں نے پینے کے لئے پانی مانگا مگر آبدار خانہ میں کوئی شے نہ مل سکی سنکر چپ ہو گئے وہ ہرثمہ کے مقابلے کا عزم کر چکے تھے اس لئے بغیر پانی پیئے انھوں نے اس پر حملہ کر دیا۔

ابراہیم بن المہدی بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے امین کا محاصرہ کیا میں مدینۂ منصور میں ان کے قصر کے باب الذہب میں ان کے ہمراہ مقیم تھا محاصرہ سے تنگ آکر وہ ایک رات کو وسط رات میں اپنے قصر سے نکل کر قصر القرار میں آئے جو دریائے صراۃ کی قرن میں قصر الخلد سے زیریں میں واقع ہے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا کہنے لگے ابراہیم دیکھو یہ رات کیسی سہانی ہے چاند کیسا بھلا معلوم ہو رہا ہے اور اس کا عکس پانی میں کیسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور ہم اس وقت دجلہ کے کنارے ہیں کہو کچھ پی لیں میں نے عرض کیا جناب کی خوشی انھوں نے ایک رطل نبیذ منگوائی اسے پی گئے اس کے بعد مجھے بھی اسیقدر پلائی گئی۔

چونکہ میں ان کی بدمزاجی سے واقف تھا اس لئے پیتے ہی میں نے گانا شروع کر دیا اس بات کا بھی انتظار نہیں کیا کہ وہ مجھ سے اس کی خواہش کرتے اور جو ان کی مرغوب طبع گانے مجھے یاد تھے وہ میں نے سنائے کہنے لگے کہو تو کسی

دوسرے کو بلاؤں جو تمھارے ساتھ باری باری سے گائے میں نے کہا جی ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے انھوں نے اپنی جاریہ ضعف نام کو جوان کے ہاں بہت پیش پیش تھی بلا لیا اس کے نام سے میں نے برا شگون لیا کیونکہ ہم پہلے ہی محاصرہ میں تھے جب وہ ان کے سامنے آئی تو انھوں نے گانے کا حکم دیا اس نے نابغۃ الجعدی کا یہ شعر گایا

کلیب لعمری کان اکثر ناصراً ٭ وایسر ذنباً منک ضرّج بالدم

(ترجمہ) میری جان کی قسم ہے کلیب کے مددگار بھی تجھ سے زیادہ تھے اور اس کا جرم بھی خفیف تھا مگر پھر بھی وہ قتل کر دیا گیا اس شعر کو سنکر وہ بہت پریشان ہوئے اس کو انھوں نے شگون بد سمجھا انھوں نے اس سے کہا کہ اس کے علاوہ کچھ اور گا اب اس نے یہ شعر گائے۔

ابکی فراقھم عینی وارقھا ٭ ان التفرق للاحباب بکاء
مازال یعدو علیھم ریب دھرھم ٭ حتی تفانوا وریب الدھر عداء

(ترجمہ) ان کی جدائی نے مجھے رلا دیا کیونکہ احباب کی جدائی رلایا کرتی ہے مدت سے زمانہ ان کے خلاف ہو رہا تھا آخر کار وہ فنا ہو گئے اور زمانے کے انقلاب سے بھلا کون محفوظ رہتا ہے) اسے سنکر امین کہنے لگے تجھ پر خدا کی لعنت ہو کیا اس کے سوا اور کوئی راگ ہی تجھے نہیں آتا وہ جاریہ کہنے لگی اے میرے آقا اپنی دانست میں تو میں نے وہی چیزیں آپ کو سنائی ہیں جن کے متعلق میرا خیال تھا کہ آپ ان کو پسند کرتے ہیں، میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ کوئی ایسی چیز سناؤں جو آپ کو بری معلوم ہو اور یہ راگ خود بخود میرے دل میں آئے، اس کے بعد اس نے دوسرا راگ شروع کیا۔

اما ورب السکون والحرک ٭ ان المنایا کثیرۃ الشرک
ما اختلف اللیل والنھار ولا ٭ دارت نجوم السماء فی الفلک
الا لنقل النعیم من ملک ٭ عان بحب الدنیا الی الملک
وملک ذی العرش دائم ابداً ٭ لیس بفان ولا بمشترک

(ترجمہ) قسم ہے مالک سکون وحرکت کی مصائب تنہا نہیں آتے،

دن اور رات اور ستاروں کی ہر گردش کے ساتھ ایک نہ ایک ایسے بادشاہ سے جو دنیا کی محبت میں سرشار ہوتا ہے دولت حکومت سلب کر کے دوسرے کو دیدی جاتی ہے اور صرف مالک عرش کی حکومت دائمی غیر فانی ہے جس میں کسی کی شرکت نہیں۔

امین نے کہا اللہ کا غضب تجھ پر ہو کھڑی ہو۔ وہ کھڑی ہوئی ان کا ایک نہایت خوبصورت بنا ہوا بلّور کا قدح تھا جسے وہ زبّ ریاح کہتے تھے وہ ان کے سامنے رکھا ہوا تھا جب وہ باندی جانے کے لئے اٹھی تو اس کا پاؤں اس جام پر پڑا جس سے وہ چکنا چور ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس جاریہ کے ساتھ شریک جلسہ ہونے کا ہمارے لئے یہ پہلا ہی اتفاق تھا اور اس محبت میں تمام باتیں خلاف پسند ہی اس سے سرزد ہوئیں۔ امین نے مجھ سے کہا ابراہیم تم نے اس جاریہ کی حرکتیں اور جام کی شکست کو محسوس کیا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت اب قریب آگیا۔ میں نے عرض کیا یہ آپ کیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے گا آپ کی حکومت کو غلبہ اور قیام بخشے گا آپ کے دشمن کو تباہ کر دے گا۔ ابھی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ہم نے دجلے کی سمت سے یہ آواز سنی قُضِیَ الامر الذی فیہ تستفتیان (وہ بات پوری ہو گئی جس کے بارے میں وہ دونوں استفسار کرتے تھے) امین نے کہا ابراہیم تم نے بھی وہ آواز سنی جو میں نے سنی ہے اگرچہ میں سن چکا تھا مگر میں نے کہا میں نے تو کچھ نہیں سنا کہنے لگے کچھ آہٹ محسوس کرتے ہو میں دریا کے کنارے آیا مگر مجھے وہاں کوئی نظر نہیں آیا اب ہم پھر باتوں میں مصروف ہو گئے دوبارہ وہی آواز آئی قضی الامر الذی فیہ تستفتیان سنتے ہی امین اپنی جگہ سے پریشان ہو کر اٹھے اور سواری پر بیٹھ کر پھر اپنے شہر کے مقام میں چلے آئے اس واقعے کو ایک یا دو راتیں گزری تھیں کہ سنیچر کے دن ۴ ریا ۶ صفر ۱۹۸ھ ہجری کو وہ قتل کر دیئے گئے۔

ابو الحسن المدائنی کہتا ہے جب ۱۹۸ھ ہجری کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں سات دن باقی تھے جمعہ کی رات کو امین اپنے قصر الخلد سے بھاگ کر

مدینۃ السلام چلے آئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ منجنیق سے جو سنگ باری ہوتی تھی اس کے پتھر اب ان کے قصر تک پہنچنے لگے تھے جانے سے پہلے انھوں نے اپنے تمام مکانات، ایوانات اور وہاں کے فرش و فروش جلوا دئے اور پھر مدینۃ السلام آرہے اس وقت تک، طاہر سے جنگ کو شروع ہوئے بارہ دن کم چودہ ماہ گزرے تھے۔

اس سال محمد بن ہارون (امین) قتل کئے گئے۔

امین کا قتل

محمد بن عیسیٰ الجلودی بیان کرتا ہے کہ جب امین مدینۂ منصور میں آکر قیام پذیر ہوئے تو ان کے امرائے عساکر کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ نہ خود امین میں اور نہ ان میں اب یہ تاب ہے کہ وہ محاصرہ کے شدائد کا مقابلہ کر سکیں اور ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ مغلوب ہو جائیں گے، حاتم بن الصقر اور محمد بن ابراہیم بن الاغلب الافریقی اور امین کے دوسرے سرداران کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری اور آپ کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے ہمارے ذہن میں ایک بات آئی ہے ہم اسے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں آپ اس پر غور فرما کر پھر مستقل ارادہ کیجئے ہمیں تو یہ توقع ہے کہ جو بات ہم نے سوچی ہے انشاء اللہ وہ ہمارے لئے مفید ہوگی، امین نے پوچھا کہو وہ کیا ہے انھوں نے کہا سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے دشمن نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے آپ کے رسالہ میں سے اب صرف ایک ہزار عمدہ اور تندرست گھوڑے آپ کے پاس رہ گئے ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ ہم ابناء کے سات سو ایسے اشخاص کا انتخاب کریں جن کو ہم جانتے ہوں کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کو ان گھوڑوں پر سوار کر کے ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے رات کے وقت کہ وہی اس کام کے لئے

سب سے بہتر وقت ہے یہاں سے نکل جائیں اس وقت کوئی ہمارے سامنے نہ ٹھیرے گا اس طرح ہم محاصرہ سے نکل کر جزیرے اور شام چلے جائیں وہاں آپ جدید فوج بھرتی کریں اور مالگزاری وصول کریں اس طرح آپ ایک وسیع سلطنت اور نئے ملک میں آجائیں گے وہاں خود بخود لوگ آپ کے پاس جمع ہونے لگیں گے اور یہ فوجیں بھی وہاں تک آپ کا تعاقب نہ کریں گی اور پھر ممکن ہے کہ زمانہ آپ کے موافق پلٹا کھائے اور اللہ تعالیٰ کوئی کامیابی کی صورت پیدا کردے۔ امین نے کہا تمہاری رائے بہت مناسب ہے اور اب وہ اس کے لئے بالکل آمادہ ہو گئے۔

اس منصوبے کی اطلاع طاہر کو مل گئی اس نے سلیمان بن ابی جعفر، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو لکھا کہ اگر تم نے امین کو یہیں نہ روکا اور ان کو اس ارادے سے باز نہ رکھا تو میں تمہاری تمام جائداد پر قبضہ کرلوں گا اور پھر خود تمہارے درپے ہوں گا' یہ امین کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ یہاں سے چلے جانے کا ہے، ہم خدا کے واسطے آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں اس سے آپ کی جان معرض خطر میں پڑ جائے گی آپ کے یہ صلاح کار لیٹرے ہیں محاصرہ نے جو شدّت اختیار کرلی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اب ان کے لئے مفر نہیں رہا چونکہ اس جنگ میں ان کی شرکت اور جدوجہد کی خبر عام ہو چکی ہے اس وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بھائی طاہر اور ہرثمہ کوئی بھی ان کو اب امان دینے والا نہیں اسی سے بچنے کے لئے انھوں نے یہ سوچا ہے کہ جب وہ آپ کو لیکر باہر نکل آئیں اور آپ ان کے ہاتھ میں ہوں وہ آپ کو قید کرلیں اور آپ کا سر کاٹ کر اس کو اپنے امان اور تقرب کا ذریعہ بنائیں اور اس قسم کی مثالیں اکثر پیش آچکی ہیں کہ غدّاروں نے ایسا ہی کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جس کمرے میں امین سلیمان اور ان کے ساتھی باتیں کر رہے تھے اس کے برآمدے میں میرے باپ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے جب انھوں نے یہ گفتگو سنی اور یہ بھی محسوس کیا کہ ان لوگوں کے بیان کے مطابق

انھوں نے اپنی رائے کے نتائج سے ڈر کر ان کی بات مان لی ہے تو ان سب کا یہ ارادہ ہوا کہ اندر جا کر سلیمان اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیں مگر پھر یہ بات ان کے ذہن میں آئی کہ اس طرح تو اندر اور باہر ہر جگہ لڑائی ہو جائے گی وہ اپنے ارادے سے رک گئے۔

جب یہ بات ان کے دل میں پوری طرح بیٹھ گئی تو انھوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اب اس بات پر آمادہ ہوئے کہ وعدۂ معافی لیکر دشمن کے پاس چلے آئیں اس طرح انھوں نے سلیمان، سندی اور محمد بن عیسیٰ کی خواہش کو منظور کر لیا ان لوگوں نے کہا کہ اب آپ کی غرض یہی ہے کہ آپ سلامت رہیں اور رنگ رلیوں میں مزے اڑائیں آپ کے بھائی اس بات کے لئے بالکل آمادہ ہیں کہ جہاں آپ پسند کریں وہیں وہ آپ کو رکھیں اور کسی مخصوص مقام میں آپ کی ضروریات زندگی اور تمام عیش و نشاط اور دلچسپیوں کا سامان فراہم کر دیں آپ ان سے قطعی کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں، امین اس رائے پر مائل ہوئے اور انھوں نے ہرثمہ کے پاس آنا منظور کر لیا۔

مگر میرے باپ اور ان کے ساتھی اس وجہ سے ہرثمہ کے پاس جانے سے بچتے تھے کہ چونکہ یہ لوگ خود اس کی فوج میں رہے تھے اس وجہ سے وہ اس کے طور و طریق سے واقف تھے اور خائف تھے کہ وہ ان کو اپنے سے علاحدہ کر دے گا ان کے ساتھ خصوصیت نہیں برتے گا اور نہ ان کو مراتب دے گا اس اندیشہ سے یہ لوگ امین کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ جب آپ نے ہمارے مشورے کو جو نہایت ہی صائب ہے رد کر دیا ہے اور ان منافقوں کی بات مان لی ہے تو اب ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ کا طاہر کے پاس چلے جانا ہرثمہ کے پاس جانے سے آپ کے لئے زیادہ نافع ہے۔

امین نے کہا تم یہ کیا کہتے ہو میں طاہر کو قطعی برا سمجھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اینٹ کی ایک ایسی سربفلک رفیع اور نہایت چوڑی مضبوط دیوار پر ہوں جس کی نظیر میری نظر سے نہیں گزری

کھڑا ہوں میں نے اپنا سیاہ لباس پہن رکھا ہے پٹی باندھ رکھی ہے تلوار بھی ہے ٹوپی بھی ہے اور موزے بھی پہن رکھے ہیں اور طاہر دیوار کی بنیاد میں کھڑا ہوا اسے ڈھا رہا ہے یہاں تک کہ دیوار گر پڑی میں بھی گرا اور میری ٹوپی میرے سر سے گر گئی اس وجہ سے میں طاہر کو اپنے لئے بہت ہی منحوس خیال کرتا ہوں اس سے مجھے وحشت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے پاس جاؤں ہرثمہ ہمارا مولی اور ہمارے والد کے برابر ہے اور میں اس سے نہ صرف بہت زیادہ مانوس ہوں بلکہ اس پر اعتماد کامل رکھتا ہوں۔

حفص بن ارمیائیل بیان کرتا ہے کہ جب امین نے اپنے قرار والے مکان سے بستان موسیٰ کے مکان میں عبور کرکے آنا چاہا جہاں ان کا پل بھی تھا تو حکم دیا کہ اس ایوان میں فرش بچھا یا جائے اور وہاں خوشبودار بخورات کی دھونی دی جائے، اس کام کے لئے میں اور میرے مددگار ہاتحت ساری رات پھول اور خوشبودار مصالح لئے ٹھیرے رہے، اور سیب انار اور ترنج کو تراش کران کو کمروں میں جماتے رہے اس کام کی وجہ سے میں اور میرے ماتحت ساری رات جاگے صبح کی نماز پڑھ کر میں نے ایک بڑھیا کو ایک کوزہ عنبر کے بخور کا دیا جو خربزے کے مشابہ تھا اور اس میں سو مثقال عنبر تھا اور میں نے اس سے کہا کہ میں ساری رات جاگا ہوں اب مجھے سخت نیند آرہی ہے ایک نیند لئے بغیر میں رہ نہیں سکتا جب تم دیکھو کہ امیر المومنین پل پر آرہے ہیں تم اس عنبر کو اس آتشدان میں رکھ دینا میں نے اسے چاندی کا ایک چھوٹا سا آتشدان بھی دیا اس پر آگ بھی تھی اور یہ ہدایت کی کہ عنبر ڈالتے ہی آگ کو پھونک دینا تاکہ وہ جل جائے، یہ کہہ کر میں تباہ کن کشتی میں جاکر سو رہا میں بے خبر سو رہا تھا کہ وہ بڑھیا بہت ہی گھبرائی ہوئی آئی اور اس نے مجھے بیدار کیا اور کہا حفص اٹھو میں تو مصیبت میں پڑ گئی ہوں میں نے پوچھا خیر ہے کیا ہوا اس نے کہا میں نے ایک شخص کو تنہا پل پر آتے ہوئے دیکھا اس کا جسم امیر المومنین کے جسم کے مشابہ تھا ایک جماعت اس کے آگے تھی اور ایک

پیچھے تھی مجھ کو یقین آگیا کہ امیر المومنین ہیں میں نے اس عنبر کو جلا دیا جب وہ شخص میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ عبداللہ بن موسٰی ہے اور امیر المومنین اب آرہے ہیں، میں نے اسے خوب ڈانٹا اور سخت سست کہا اور اتنا ہی عنبر پھر اسے دیا تاکہ وہ اسے ان کے سامنے جلائے یہ ان کے ادبار کی پہلی علامت تھی۔

علی بن یزید کہتا ہے کہ جب امین کو محصور ہوئے ایک طویل مدت گزر گئی تو سلیمان بن ابی جعفر، ابراہیم بن المہدی اور محمد بن عیسٰی بن نہیک ان کا ساتھ چھوڑ کر عسکر مہدی چلے گئے، وہ مدینۂ منصور میں جمعرات جمعہ اور سنیچر کو محصور رہے، انھوں نے اپنے دوستوں اور بقیہ لوگوں سے طلب امان کے متعلق مشورہ کیا اور پوچھا کہ کس طرح طاہر سے چھٹکارا ہو، سندی نے کہا اے میرے آقا ہم پسند کریں یا نہ کریں مامون کو ضرور ہم پر فتح حاصل ہوگی اور صرف ہرثمہ کے ہاں ہمیں امان مل سکتی ہے امین کہنے لگے مگر ہرثمہ تک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہو ہر طرف سے تو موت نے مجھے گھیر لیا ہے دوسرے مصاحبین نے کہا آپ طاہر کے پاس چلئے اگر آپ نے حلفیہ اوس سے اس بات کا عہد واثق کر لیا کہ آپ اپنا ملک اس کے تفویض کر دینگے تو ممکن ہے کہ وہ آپ کی طرف مائل ہو جائے، امین نے کہا تمھاری رائے بالکل غلط ہے اور میں نے تم سے مشورہ کرنے میں غلطی کی اگر میرا بھائی عبداللہ خود اپنے تمام معاملات کو سرانجام دیتا تو جو کامیابی طاہر کے ذریعے سے اسے ہوئی ہے اس کا دسواں حصہ بھی اسے خود نہ ہوتی۔ میں طاہر کو پہلے ہی ٹٹول چکا ہوں وہ کسی طرح عبداللہ کے ساتھ غداری کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے اور نہ اس کی جان نثاری کے سوا کوئی اور مقصد اسکے پیش نظر ہے اگر طاہر ہی میرا کہا مان کر میرے ساتھ ہو جاتا تو پھر اگر روئے زمین کے باشندے میری مخالفت پر آمادہ ہوتے تو مجھے ان کی کچھ پروا نہ ہوتی، میں تو چاہتا تھا کہ وہ میرے ساتھ ہو جاتا تو میں اپنے تمام خزانے اسے دیدیتا اور اپنی تمام حکومت اس کے تفویض کر کے محض اس کے

سایۂ عاطفت میں زندگی گزار دیتا مگر اس بات کی میں اس سے توقع بھی نہیں کر سکتا۔

سندی نے کہا امیر المومنین آپ سچ کہتے ہیں آپ تو ہمیں لیکر فوراً ہرثمہ کے پاس چلئے کیونکہ اس کا یہ خیال ہے کہ اگر آپ حکومت سے دست بردار ہو کر اپنے کو اس کے حوالے کر دیں گے تو پھر اسے آپ کے خلاف کسی کارروائی کے کرنے کا حق نہ رہے گا اس نے مجھ سے تو یہ عہد کیا ہے کہ اگر اس وقت عبداللہ آپ کو قتل کرنا چاہے گا تو وہ آپ کی مدافعت میں لڑ پڑے گا، رات کے وقت جب تمام لوگ سو چکے ہوں آپ نکل چلئے اس طرح مجھے امید ہے کہ ہماری اس تجویز کی لوگوں کو خبر نہ ہوگی۔

ابوالحسن مدائنی نے بیان کیا کہ جب امین نے ہرثمہ کے پاس آنا چاہا اور اس نے ان کی خواہش کو منظور کر لیا تو یہ بات طاہر کو شاق ہوئی اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ اس شکار کو اس طرح ہاتھ سے نہ جانے دے گا طاہر نے کہا وہ میرے علاقے اور میری سمت میں ہیں میں نے لڑ کر اور محاصرہ کر کے ان کو اس نوبت پر پہنچایا ہے کہ اب وہ امان کی درخواست پر مجبور ہوئے میں کبھی اس بات کو پسند نہیں کروں گا کہ میرے ہوتے ہوئے وہ اپنے کو ہرثمہ کے حوالے کریں اور اس طرح فتح کا سہرا اس کے سر رہے۔

جب ہرثمہ اور دوسرے سرداروں نے یہ رنگ دیکھا وہ اس مسئلہ پر مشورہ کرنے کے لئے خزیمہ بن خازم کی قیام گاہ میں جمع ہوئے طاہر اور اس کے خاص خاص سردار بھی وہاں آئے سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک بھی شریک جلسہ ہوئے، اور اب اس مسئلہ پر بحث و مباحثہ ہونے لگا انھوں نے طاہر کو مطلع کیا کہ امین اس بات کے لئے تو کبھی تیار نہ ہوں گے کہ وہ تمھارے پاس آ کر پناہ لیں اور اگر تم ان کی خواہش کو نہ مانوگے تو ممکن ہے کہ ان کے اس معاملے میں ویسا ہی فتنہ اور ہنگامہ پھر اٹھے جیسا کہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے معاملہ میں ہو چکا ہے، چونکہ

تم سے وہ مانوس نہیں ہیں اور ڈرتے ہیں اور ہرثمہ پر ان کو پورا اعتماد ہے اور اسے اپنے لئے مامن سمجھتے ہیں اس سے وہ خود تو اسکے پاس پناہ لیں گے البتہ مُہر، عصا اور چادر خلافت وہ تمھارے حوالے کر دیں گے، مناسب یہ ہے کہ جب اللہ نے اس معاملہ کو اسقدر سہل کر دیا ہے تو تم اسے نہ بگاڑو بلکہ غنیمت سمجھو، طاہر نے بخوشی یہ تجویز مان لی، مگر اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ہرثمہ کو جب اس تصفیہ کی خبر ہوئی اس نے طاہر کے پاس تقرب حاصل کرنے کے لئے اسے اطلاع دی کہ جو بات تمھارے اور امین کے درمیان طے پائی ہے وہ سراسر مکر ہے مُہر خلافت، عصا اور چادر امین کے ہمراہ ہرثمہ کے پاس جائیگی۔ طاہر نے اس اطلاع پر یقین کر لیا اور اس سے وہ سخت طیش میں آگیا اس نے قصر اُمّ جعفر اور خلد کے محلوں کے گرد اپنے مسلح آدمی جن کے پاس گنڈاسے اور تیر تھے پوشیدہ مقامات میں متعین کر دئے۔ یہ اتوار کی رات تھی جبکہ ماہ محرم ۱۹۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں اور سُریانی تاریخ کے اعتبار سے ۱۵ ستمبر تھی۔

خدمت گار طارق بیان کرتا ہے کہ جب امین ہرثمہ کے پاس جانے کیلئے روانہ ہوئے تو پیاسے تھے میں نے آبدار خانے میں ان کے لئے پانی تلاش کیا، مگر مجھے وہاں نہ ملا۔ اس سے وہ مغموم ہوئے مگر پھر اس قرار داد کے مطابق جو ان کے اور ہرثمہ کے درمیان ہو چکی تھی وہ جلدی سے روانہ ہوئے انھوں نے خلافت کا لباس جامہ و نیمہ اور ایک لانبی ٹوپی پہنی، شمع سامنے تھی جب ہم باب البصرہ کے نگہبان سپاہیوں کے مکان پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ ان سپاہیوں کی چھاگلوں میں پانی ہوگا وہی مجھے لاکر پلادو میں نے پانی کا ایک کوزہ ان کو لاکر دیا مگر اسکی بو کی وجہ سے انھوں نے اسے نہیں پیا اور پیاسے ہی ہرثمہ کی طرف بڑھ گئے طاہر نے اچانک ان پر حملہ کیا خود وہ بھی ان کی گھات میں خلد میں موجود تھا جب وہ تباہ کن کشتی کے پاس آئے تو اب طاہر اور اس کے ساتھیوں نے گھات سے ایک دم نکل کر اس پر تیر اور پتھر برسائے ان کی زد سے بچنے کے لئے سب لوگ پانی کی سمت جھک پڑے کشتی الٹ گئی ہرثمہ، امین اور دوسرے آدمی جو اس میں تھے پانی میں گر پڑے، امین تیر کر دریا کے دوسرے کنارے بستان موسیٰ پہنچ گئے

محمد بن عیسی الجلودی مذکورہ بالا واقعات کے سلسلہ میں کہتا ہے '
اتوار کی رات میں عشا کے بعد وہ جانے کے لئے آمادہ ہوئے قصر سے صحن قصر میں آکر کرسی پر بیٹھے اس وقت انھوں نے سفید لباس پہن رکھا تھا اس پر سیاہ عبا تھی ہم ان کے پاس آئے اور گرز لئے ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے کتلہ خادم حاضر ہوا اور عرض پرداز ہوا کہ ابو حاتم سلام عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ حسب وعدہ میں آپ کو لینے کے لئے حاضر ہوں مگر میری رائے یہ ہے کہ آج رات آپ برآمد نہ ہوں تو بہتر ہے کیونکہ میں نے دجلہ کے کنارے کچھ ایسی آہٹ پائی ہے جس سے میں متردد ہو گیا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے زیر کر لیا جائے گا اور آپ کو میرے ہاتھ سے چھڑا لیا جائیگا یا آپ مارے جائیں گے میری واپسی تک آپ ٹھیرے رہیں میں کل سارا انتظام کر کے رات کو حاضر ہوں گا اور آپ کو لے چلوں گا اگر اس وقت کوئی میری مزاحمت کرے گا تو میں آپ کے لئے لڑوں گا اور اس کے لئے پہلے ہی تیار رہوں گا ' امین نے اپنے خدمت گار سے کہا کہ جا کر کہدو کہ تم وہیں ٹھیرے رہو میں ابھی آتا ہوں اس کے بغیر چارہ نہیں اور میں کل تک ٹھیر نہیں سکتا ۔

امین بہت پریشان ہوئے کہنے لگے تمام لوگ اور خود میرے موالی اور پہرہ دار مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر یہیں مجھے صبح ہو گئی تو میری تنہائی کی خبر طاہر کو ہو جائے گی اور وہ مجھے یہیں آکر گرفتار کرے گا انھوں نے اپنا سیاہ بال تراشیدہ چاند تارے والا بچکلیاں گھوڑا زہری طلب کیا پھر اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر گلے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا کہ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جن کو انھوں نے اپنی آستین سے جذب کیا کھڑے ہوئے اور تڑپ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اب ہم ان کے آگے ہو کر قصر کے دروازے تک پیدل آئے اور پھر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے ' صرف ایک شمع ان کے سامنے تھی جب ہم باب الخراسان سے ملی ہوئی محرابوں کے پاس پہنچے تو ابو حاتم نے مجھ سے کہا کہ تم اپنا ہاتھ

ان کے اوپر کر لو تاکہ اگر کوئی ان پر تلوار کا وار کرے جس کا مجھے اندیشہ ہے تو اس کا وار تم روک لو اور وہ محفوظ رہیں، میں نے اپنے گھوڑے کی لگام زین کے ہرنے پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ ان پر پھیلا دیا۔ ہم باب الخراسان آئے ہمارے حکم سے وہ کھولدیا گیا اب ہم گھاٹ پر آئے ہرثمہ کی آتش فشاں کشتی موجود تھی امین اس کی طرف بڑھے گھوڑے نے آگے بڑھنے میں پس و پیش کیا انھوں نے چابک مارا اور اسے پانی میں سے کشتی کے بالکل قریب لے آئے اور کشتی میں اتر گئے ہم گھوڑے کو لیکر پھر شہر کے اندر چلے آئے اندر آگر ہم نے دروازہ بند کرا دیا اب ہمیں شور سنائی دیا ہم دروازے کے برج پر چڑھ کر اس شور کو سننے کھڑے ہو گئے۔

احمد بن سلام صاحب المظالم (ناظم فوجداری) بیان کرتا ہے کہ دیگر سرداروں کے ساتھ میں بھی ہرثمہ کی کشتی میں موجود تھا جب امین کشتی میں اترے تو ہم سب کے سب ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور خود ہرثمہ نے دو زانو ہو کر معذرت کی کہ نقرس کی وجہ سے میں کھڑے ہونے سے مجبور ہوں اس نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا ان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کو چومنے لگا اور کہتا جاتا تھا اے میرے آقا مالک اور میرے آقا اور مالک کے صاحبزادے امین ہم سب کو غور سے دیکھنے لگے عبید اللہ بن الوضاح سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں عبید اللہ بن الوضاح ہوں امین نے کہا میں نے پہچانا اللہ تم کو جزائے خیر دے تم نے برف کے معاملہ میں میرے ساتھ اس قدر مہربانی کی ہے کہ اگر (اللہ اس کو زندہ و سلامت رکھے) اپنے بھائی سے میں ملا تو میں تمہارے اس احسان کا خاص طور پر ان سے ذکر کروں گا اور درخواست کروں گا کہ وہ میری طرف سے تم کو اس کا عوض دیں۔

ہرثمہ نے حکم دیا کہ کشتی ڈھکیلی جائے اسی وقت طاہر کے سپاہیوں نے جو سربند اور تباہ کن کشتیوں میں سوار تھے ہم پر حملہ کر دیا انھوں نے ایک شور برپا کر دیا اور کشتی کے پنکھے سے لپٹ گئے کچھ سپاہی اسے کاٹنے لگے بعض کشتی میں سوراخ کرنے لگے اور دوسرے ہم پر اینٹ اور تیر برسانے لگے کشتی

میں سوراخ پڑ گیا جس کی وجہ سے اس میں پانی بھر آیا وہ غرق ہونے لگی ہرثمہ پانی میں کود پڑا ایک ملاح نے اسے دریا سے نکالا اسی طرح ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی طرح پانی سے نکل آیا' اس وقت میں نے امین کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے چاک کئے اور پانی میں کود پڑے' جب میں کنارے پہنچا تو طاہر کا ایک سپاہی مجھ سے آلپٹا اور وہ مجھے ایک شخص کے پاس لیکر آیا جو ام جعفر کے محل کی پشت پر دجلہ کے کنارے لوہے کی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا سامنے آگ روشن تھی سپاہی نے فارسی میں اس سے کہا کہ یہ بھی اُن کشتی والوں میں سے ہے جو پانی میں ڈوبے تھے اور اب یہ نکل آیا ہے اس شخص نے جو کرسی پر متمکن تھا مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا ہرثمہ کے آدمیوں میں ہوں احمد بن سلام میرا نام ہے اور امیرالمومنین کے مولی (ہرثمہ) کا صاحب شرطہ ہوں اس نے کہا تو نے جھوٹ بیان کیا ہے مجھے صحیح پتہ دو میں نے کہا جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس نے پوچھا امین پر کیا گزری' میں نے کہا میں نے ان کو کپڑے چاک کرکے پانی میں کودتے ہوئے دیکھا تھا یہ سنکر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا میرا گھوڑا لاؤ وہ گھوڑا لائے وہ اس پر سوار ہو گیا اور مجھے ساتھ ساتھ چلنے کا حکم دیا' میرے گلے میں ایک ڈوری باندھ دی گئی اور میں اس کے ساتھ ہوا جب وہ رشدیہ کوچے سے ہوتا ہوا اسد بن المرزبان کی مسجد کے پاس پہنچا تو چونکہ دوڑتے دوڑتے میں تھک گیا تھا مجھ سے اب دوڑا نہ گیا جو سپاہی مجھے لئے جا رہا تھا اس نے کہا کہ یہ شخص ٹھہر گیا ہے اور اب ساتھ نہیں دوڑتا اس نے کہا پھر کیا دیکھتا ہے اتر کر سر اُتار لے میں نے کہا میں آپ پر قربان آپ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں اللہ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور چونکہ میں نے ناز و نعم میں زندگی بسر کی ہے اسی وجہ سے میں اب دوڑ نہ سکا میں اپنی جان کے عوض دس ہزار درہم فدیہ دینے کے لئے آمادہ ہوں جب اس نے دس ہزار کا نام سن لیا تو اب میں نے کہا صبح تک آپ مجھے اپنے پاس رکھیں صبح کو مجھے ایک آدمی دیں میں اسے اپنے مختار کے پاس

اپنے مکان عسکر مہدی کو بھیجدوں گا اگر وہ دس ہزار نہ لادے تو آپ میری گردن ماردیں اس نے کہا یہ بات ٹھیک ہوئی اب اس نے میرے متعلق حکم دیا کہ مجھے سوار کرلیا جائے میں اس کے ساتھی سپاہیوں میں سے ایک کے پیچھے سوار ہوگیا وہ مجھے اپنے افسر اعلیٰ کے مکان میں جو ابو الصالح کاتب کا مکان تھا لے آیا اس نے اپنے غلاموں کو میری نگرانی کا حکم دیا اور اسکے لئے ان کو سخت تاکید کردی پھر اس نے مجھ سے امین اور ان کے پانی میں گرنے کے واقعے کو اچھی طرح سمجھ کر سنا اور پھر طاہر کو اس واقعے کی اطلاع دینے چلدیا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم البلخی تھا۔ اس کے غلاموں نے مجھے اس مکان کے ایک حجرے میں جس کا فرش ناہموار تھا اور دو تین تکیے پڑے تھے ایک روایت میں ہے کہ وہاں لپٹی ہوئی چٹائیاں رکھی تھیں داخل کیا انھوں نے ایک چراغ بھی وہاں لاکر رکھا۔ یا میں اس حجرے میں بیٹھ گیا اور وہ دروازہ کو بند کرکے بیٹھکر باتیں کرنے لگے ایک گھڑی رات گزری تھی کہ رسالہ کی چاپ سنائی دی انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ ان کے لئے وا ہوا اور وہ یہ کہتے ہوئے "پسر زبیدہ" اندر آئے ایک برہنہ شخص جس نے صرف پائجامہ پہن رکھا تھا اور عمامہ سے نقاب ڈال لی تھی اور جس کے دوش پر ایک بوسیدہ خرقہ پڑا ہوا تھا میرے حجرے میں لایا گیا' لانے والوں نے محل کے ملازموں کو حکم دیا کہ اس کی پوری طرح نگرانی کی جائے اس کام کے لئے انھوں نے خود اپنی جمعیت کے کچھ سپاہی اور وہاں متعین کردے؛

جب وہ میرے حجرے میں بیٹھ گیا تو اب اس نے اپنا منہ کھولا وہ امین تھے اون کو دیکھ کر مجھے عبرت ہوئی اور میں نے اپنے اور ان کے حال کے تفاوت پر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا وہ مجھے غور سے دیکھنے لگے پوچھا کون ؟ میں نے کہا آپ کا غلام کہا کیسے ؟ میں نے کہا احمد بن سلام صاحب المظالم کہنے لگے ہاں اس نام کے بغیر بھی میں نے پہچانا تم رقہ میں میرے پاس آیا کرتے تھے میں نے کہا جی ہاں کہنے لگے تم تو اکثر میرے

پاس آتے اور دل خوش کرنے والی باتوں سے مجھے لطف اندوز کرتے تھے میں تم کو خوب جانتا ہوں تم میرے مولیٰ نہیں ہو بلکہ میرے بھائی اور اپنے ہو اس کے بعد انھوں نے مجھے آواز دی احمد میں نے کہا حاضر کہا میرے قریب آؤ مجھے لپٹاؤ مجھے اس وقت سخت گھبراہٹ ہو رہی ہے میں نے ان کو اپنے سینے سے لگالیا دیکھا کہ ان کو سخت اختلاج قلب ہو رہا ہے دل اسطرح دھڑک رہا تھا کہ اب سینے سے نکل جائے میں ان کو اپنے سینے سے لگائے رہا اور ان کو تسکین دیتا رہا پوچھا احمد میرے بھائی کیسے ہیں میں نے کہا وہ زندہ ہیں کہنے لگے وہاں کا وقائع نویس بھی کسقدر جھوٹا ہے غالباً اس لڑائی سے بری الذمہ ہونے کے لئے اس نے یہ خبر مشہور کر دی ہے میں نے کہا آپ ان کے ڈاک والے کو کیا کوستے ہیں اللہ آپ کے وزرا کا برا کرے جنھوں نے آپ کو اس حالت پر پہنچایا ہے کہنے لگے سوائے کلمۂ خیر کے میرے وزرا کے متعلق کچھ نہ کہو کامیابی بھی ہوتی ہے ناکامی بھی ہوتی ہے میں ہی پہلا آدمی نہیں ہوں جس نے کسی بات کے حاصل کرنے میں کوشش کی اور وہ ناکام رہا، پھر کہنے لگے احمد تمھارا کیا خیال ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ کیا کریں گے کیا مجھے قتل کر دیں گے یا اپنے وعدۂ امان کو پورا کرینگے میں نے کہا جناب والا میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ ایفائے عہد کریں گے، اب وہ اس خرقے کو جو ان کے شانوں پر پڑا تھا سردی کی وجہ سے اپنے جسم سے لپیٹنے لگے اور اسے داہنے بائیں اپنے بازوؤں سے روکا، میں ایک صدری پہنے تھا میں نے اسے اتارا اور کہا اے میرے آقا آپ اسے پہن لیں کہنے لگے چھوڑو بھی اس کا کیا ذکر کرتے ہو اللہ نے جس حال میں رکھا ہے اس میں بھی میرے لئے خیر ہوگی۔

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور وہ کھولا گیا ایک مسلح شخص ہمارے پاس آیا اس نے امین کو اچھی طرح شناخت کر لینے کے لئے غور سے دیکھا اور جب شناخت کر لیا تو وہ واپس چلا گیا اور پھر دروازہ بند کر دیا گیا یہ محمد بن حمید الطاہری تھا اس کے اس وقت

آنے کی وجہ سے میں تاڑ گیا کہ ابین مارے گئے۔ چونکہ اس رات میں نے اس وقت تک نماز وتر نہیں پڑھی تھی مجھے اندیشہ ہوا کہ بغیر وتر ادا کئے کہیں میں بھی ان کے ساتھ نہ مارا جاؤں میں وتر پڑھنے کھڑا ہو گیا کہنے لگے احمد مجھ سے دور مت جاؤ میرے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھو مجھے بہت سخت وحشت ہو رہی ہے میں ان سے بالکل لگ کر کھڑا ہو گیا جب نصف یا قریب نصف کے رات ہوئی تو میں نے رسالے کی چاپ سنی اب پھر دروازہ کھٹکھٹایا اور کھولا گیا عجمیوں کی ایک جماعت ننگی تلواریں لئے اندر گھس آئی ان کو دیکھ کر ابین کھڑے ہو گئے اور انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہنے لگے بخدا میری جان اللہ کی راہ میں جا رہی ہے کیا بچنے کی کوئی تدبیر کوئی فریاد رس یا شریف بہادر نہیں رہا، اتنے میں وہ لوگ خود ہمارے حجرے کی چوکھٹ پر آموجود ہوئے مگر پھر بھی ان کے مرتبے کی وجہ سے اس قدر مرعوب تھے کہ وہ وہیں ٹھٹک گئے اور اب ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ تو آگے بڑھ مگر وہ پیچھے ہٹ جاتا۔ میں کھڑا ہوا اور لپٹی ہوئی چٹائیوں کے پیچھے حجرے کے کونے میں چھپ گیا ابین ایک تکیہ ہاتھ میں لیکر کھڑے ہو گئے اور کہتے جاتے تھے تم کو کیا ہو گیا ہے تم کس پر حملہ کر رہے ہو میں رسول کے چچا کا پوتا ہوں میں ہارون کا بیٹا اور مامون کا بھائی ہوں میرے خون کے معاملے میں تم اللہ سے خوف کرو، ان میں سے طاہر کے مولیٰ قریش الدندانی کے غلام خمارو یہ نے آگے بڑھ کر ان پر تلوار ماری جو ان کی پیشانی پر لگی ابین نے اس کے منہ پر تکیہ کھینچکر مارا اور اس کو گرا کر اس پر چڑھ بیٹھے اور اس کی تلوار چھین لینے لگے اس نے فارسی میں چلا کر کہا مجھے مار ڈالا مار ڈالا۔ اس کی آواز پر ایک دم بہت سے آدمی ابین پر چڑھ دوڑے ایک نے ان کی کمر میں تلوار بھونک دی اور اب وہ ان پر سوار ہو گئے اور گدی پر سے ان کو ذبح کر ڈالا ان کا سر کاٹ لیا اسے وہ طاہر کے پاس لیگئے اور جسم کو وہیں ڈالدیا۔ صبح کو آکر ان کے جسم کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر لادے گئے جب صبح ہوئی تو مجھ سے دس ہزار کا مطالبہ ہوا میں نے

اپنے مختار کو بلا کر اس سے وہ رقم منگائی اور ادا کر دی۔ امین جمعرات کے دن مدینۂ منصور میں داخل ہوئے اور اتوار کے دن دجلہ آئے۔

یہی راوی اسی قصے کے سلسلے میں بیان کرتا ہے کہ جب امین اس حجرے میں میرے پاس آئے اور ان کو ذرا سکون ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کے وزیروں کا برا کرے ان کی وجہ سے آپ کی یہ گت بنی ہے کہنے لگے اے میرے بھائی اب یہ عتاب کا موقع نہیں پھر انھوں نے مجھ سے مامون کو دریافت کیا اور پوچھا کہ وہ زندہ ہے میں نے کہا جی ہاں اگر وہ نہ ہوتے تو پھر یہ لڑائی کس کی خاطر ہو رہی ہے اس پر انھوں نے کہا مگر مجھے تو عامر بن اسمٰعیل بن عامر کے بھائی یحییٰ نے جو ہرثمہ کی چھاونی میں وقائع نویس تھا یہ اطلاع دی کہ وہ مر گئے، میں نے کہا اس نے بالکل جھوٹ اطلاع دی ہے پھر میں نے کہا آپ کی ازار بہت موٹی ہے آپ یہ میری نرم ازار اور قمیص پہن لیں کہنے لگے جو میرے حال میں ہو گا اس کے لئے یہی بہت ہے، میں نے کہا آپ اللہ کو یاد کریں اور استغفار کریں وہ استغفار کرنے لگے ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایسا سخت شور سنائی دیا جس سے زمین لرزہ براندام ہو گئی طاہر کے سپاہی اس مکان میں داخل ہو چکے تھے اور اب وہ ہمارے حجرے کی طرف آ رہے تھے اس کا دروازہ بہت تنگ تھا امین کے پاس اس حجرے میں ایک ڈھال تھی پہلے تو وہ اس سے اپنی مدافعت کرتے رہے مگر پھر انکی پیچھے سے ان کی ایڑی کاٹ دی گئی اور بہت سے آدمی ان پر کود پڑے انھوں نے ان کا سر کاٹ لیا اسے طاہر کے پاس لے گئے اور ان کے جسم کو لاد کر ان کی فرودگاہ واقع بستان مونسہ میں لے آئے اس وقت عبدالسلام بن العلا ہرثمہ کی فوج خاصہ کا سردار وہاں آیا یہ شماسیہ والے پل سے دریا کو عبور کر کے یہاں آیا تھا طاہر نے اسے اندر آنے کی اجازت دی اس نے کہا کہ آپ کے بھائی نے آپ کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ کیا ہوا طاہر نے اپنے غلام سے کہا طشت لاؤ وہ اسے اٹھا لائے اس میں امین کا

سر رکھا تھا طاہر نے اس سے کہا دیکھ لو یہ میں نے کیا ہے اور ان سے جا کر اس کی اطلاع کر دو، جب صبح ہوئی طاہر نے امین کے سر کو باب الانبار پر نصب کرا دیا بغداد کی ایک خلقت عظیم جس کا شمار نہیں ہو سکتا اسے دیکھنے آئی طاہر بھی اس مقام پر آیا اور وہ سب سے کہتا تھا کہ یہ امین کا سر ہے۔

ایک مرتبہ امین نے اپنے کپڑوں پر جوں دیکھی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ ایک چیز ہے جو عام طور پر لوگوں کے کپڑوں میں ہوا کرتی ہے کہنے لگے میں زوال نعمت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس روز یہ واقعہ پیش آیا اسی روز وہ قتل کیے گئے۔

حسن بن سعید کہتا ہے کہ ان کے قتل کے بعد دونوں فوجیں طاہر کی اور بغداد کی ان کے قتل پر نادم ہوئیں کیونکہ اس ہنگامے میں ان کو بہت سا روپیہ ملتا رہتا تھا جس کوٹھری میں امین، عیسیٰ بن ماہان اور ابو السرایا کے سر محفوظ تھے وہ میری نگرانی میں تھی میں نے امین کے سر کو دیکھا صرف ان کے چہرے پر ضرب کا نشان تھا ان کے سر کے بال اور داڑھی صحیح و سالم تھی ان میں کچھ قطع برید نہیں ہوئی تھی سر کے بالوں کا رنگ بھی اصلی حالت میں تھا۔

طاہر نے امین کے سر کو چادر، عصا اور مصلے کے ساتھ جو کھجور کے پتوں سے بنا گیا تھا اپنے چچا زاد بھائی محمد بن الحسن بن مصعب کے ہاتھ مامون کے پاس بھیج دیا مامون نے دس لاکھ درہم اسے مرحمت فرمائے ذو الریاستین نے امین کے سر کو ایک ڈھال پر رکھ کر خود اپنے ہاتھ سے مامون کے سامنے پیش کیا اسے دیکھ کر مامون نے سجدہ شکر ادا کیا۔

علی بن حمزۃ العلوی سے روایت ہے کہ امین کے قتل کے بعد آل ابی طالب کی ایک جماعت طاہر کے پاس آئی جو اس وقت بستان میں تھا ہم بھی وہاں موجود تھے طاہر نے ان کو صلہ دیا اور ہمیں بھی صلہ دیا پھر اس نے ہم سب کے لیے یا ہم میں سے بعض کے لیے مامون کو لکھا کہ

میں نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دی ہے ہم مرو آئے اور وہاں سے مدینہ واپس آگئے اہل مدینہ نے ہمارے مالا مال ہونے پر ہمیں مبارک باد دی اور وہ سب کے سب ہم سے ملنے آئے ہم نے اُن سے امین کے قتل کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ طاہر نے اپنے ایک مولیٰ قریش نام کو بلا کر امین کے قتل کا اسے حکم دیا تھا یہ سنکر اہل مدینہ کے ایک شیخ نے ہم سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کہا؟ میں نے اسے پورا واقعہ سنایا اس نے کہا کیا خدا کی شان ہے ہم سے یہ بات روایت کی گئی تھی کہ قریش امین کو قتل کرے گا ہمارا گمان قبیلۂ قریش پر گیا تھا مگر اب تو خود قاتل کا نام اس روایت کے نام کے مطابق ہو گیا۔

ابراہیم بن المہدی کو جب امین کے قتل کی اطلاع ہوئی اس نے اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجعون کہا اور بہت دیر تک رویا اس نے ان کے مرثیے میں کچھ شعر کہے جب مامون کو ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو یہ بات ان کو ناگوار گزری۔

طاہر نے اس فتح کی خوشخبری کے لئے حسب ذیل خط مامون کو لکھا۔

تمام تعریفیں اس اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہیں جو عزت والا جلال والا۔ ملک اور حکومت والا ہے اس کی یہ شان ہے کہ جب کسی بات کے کرنے کا وہ ارادہ کرتا ہے تو صرف حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے سوائے اس کے اور کوئی دوسری ذات الوہیت نہیں وہ بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

جو بات اللہ نے پہلے سے مقدر کی تھی وہ پوری ہوئی امین معزول نے اپنے عہد و پیمان کو توڑا اس کی وجہ سے اللہ نے اسے ایک فتنے میں مبتلا کیا اور اس کے اعمال کی پاداش میں کیونکہ خود اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اسے قتل کر دیا۔ میں امیر المومنین کو پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہماری فوج نے مدینۂ منصور اور خلد کا محاصرہ کر لیا اور

[illegible]

میرے پاس بھیجدے تو میں پھر اس کی مزاحمت نہیں کروں گا' ہرثمہ کی اس تجویز سے میں نے محض اس لئے اتفاق کیا تاکہ ہم میں اب تک جو اتحاد و اتفاق ہے اس میں اختلاف رونما نہ ہو کہ پھر ہمارے اعدا کو ہم پر جسارت کا موقع ملے' ہم دونوں نے یہ طے کیا کہ سینیچر کی رات حسب قرار داد دونوں یکجا ہوں گے چنانچہ میں اپنے خاص مخلص اور بہادر معتمد علیہ اشخاص کے ساتھ خود موقع پر گیا شہر اور خلد کی نگرانی کے لئے خشکی اور تری میں جو انتظامات کئے گئے تھے اور جو لوگ متعین تھے ان سب کا میں نے معائنہ کیا اس کے بعد میں باب الخراسان میں آیا میں نے پہلے سے تباہ کن اور دوسری کشتیاں مہیا کر رکھی تھیں وہ اسلحہ اور انتظامات اس کے علاوہ تھے جو خود میں نے اپنے اور ہرثمہ کے درمیان طے شدہ وقت معین پر نکلنے کے لئے کئے تھے' میں اپنے خاص معتمد اور خدمت گاروں کے ساتھ باب الخراسان پر ٹھیر گیا اور اپنی جمعیت میں سے کچھ سوار اور پیادے میں نے باب الخراسان اور گھاٹ کے درمیان اور کچھ دریا کے کنارے متعین کر دئے ہرثمہ بھی پوری طرح مسلح اور مستعد ہو کر باب الخراسان کے قریب آگیا اس نے مجھے دھوکہ دیکر میرے علم کے بغیر امین کو نکل آنے کی دعوت لکھ بھیجی تھی کہ جب وہ گھاٹ پر آجائے گا تو ہرثمہ اسے اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لے گا اور اس طرح ردا' عصا اور تلوار میرے پاس نہیں آسکی حالانکہ یہ بات اس قرار داد کے جو میرے اور ہرثمہ کے درمیان ہوئی تھی سراسر منافی اور مخالف تھی' چنانچہ جب امین وہاں آیا تو وہ لوگ جن کو میں نے باب الخراسان پر متعین کر دیا تھا اس کے آتے ہی میرے حکم کی بجاآوری میں اس پر حملہ آور ہوئے میں نے ان کو حکم دیدیا تھا کہ میری اجازت کے بغیر وہ کسی کو آگے نہ بڑھنے دیں' امین ان سے بچنے کے لئے گھاٹ کی طرف لپکا ہرثمہ نے اپنی تباہ کن اس کے قریب کر دی' اور وہ میرے آدمیوں سے پہلے کشتی میں پہنچ گیا مگر اس کا خادم کوثر پیچھے رہ گیا میرے

متعلق مختلف چہ میگوئیاں ہونے لگیں کوئی کہتا تھا کہ وہ قتل کر دیا گیا کوئی اس کی تکذیب کرتا تھا کسی کو شبہ تھا کسی کو یقین تھا میں نے مناسب سمجھا کہ اس شبہ کو بالکل رفع کر دوں میں اس سر کو لیکر ان کے پاس آیا تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اس طرح تمام بدنیت حیلہ جو اور فتنہ پرداز مفسدین کی بری توقعات کا خاتمہ ہو جائے دن چڑھے میں شہر کے اندر گیا سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور امیر المومنین کی طاعت قبول کر لی اس طرح شہر کا شرقی اور غربی حصہ اور اس کے تمام مضافات اور اطراف و جوانب نے امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لی، جنگ ختم ہو گئی باشندوں نے سر تسلیم خم کر کے سلامتی پائی اللہ نے فتنہ وفساد سے ان کو نکال دیا اور امیر المومنین کی برکت سے ان کو امن و سکون راحت اور اطمینان عطا کر دیا یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور اس پر اسی قدر اس کا شکر واجب ہے میں امیر المومنین کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور اب کوئی مفسد اور شریر باقی نہیں ہے سب کے سب آپ کے مطیع اور منقاد ہو چکے ہیں امیر المومنین کی حکومت کی حلاوت سے اللہ نے ان کو شیریں دہن کر دیا ہے وہ اب بالکل اطمینان اور اس کے ساتھ صبح و شام تجارت اور کسب معاش میں مصروف ہیں یہ سب اللہ کی طرف سے ہے اسی نے اس معاملے کو ہمارے موافق پورا کیا ہے اور وہ اپنی رحمت سے اس میں اور اضافہ فرمائے گا میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اس نعمت فتح کو آپ کے لئے مبارک کرے اور اسی طرح ہمیشہ اپنے متواتر احسانات اور نعمتوں سے آپ کو سرفراز فرماتا رہے تاکہ اس طرح دین و دنیا کی بھلائیاں آپ کے لئے اور آپ کی اور آپ کی خلافت کی برکت سے آپ کے دوستوں اور مددگاروں کے لئے جمع ہو جائیں اور بیشک اللہ ہی اس بات کا سزاوار ہے کہ وہ ایسا کر دے وہ سننے والا اور اپنے منشا کو پورا کرنے کے لئے تمام موافق اسباب و حالات کا مہیا کرنے والا ہے۔

اور تم نے ہر اس بات میں جس کو تم نے اپنے اور میرے لئے برا سمجھا میری اعانت طلب کی اس کے لئے جس قدر دولت میرے پاس تھی چاہے وہ میری اندوختہ تھی یا مجھے اپنے اجداد سے ورثے میں ملی تھی میں نے اسے تمہارے لئے صرف کردیا میں نے ایسے لوگوں کو عہدے دیئے جو ناکارہ ثابت ہوئے ایسے لوگوں کی مدد کی جو بالکل نکمے نکلے اللہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ تمہاری رضا جوئی میں میں نے کوئی دقیقہ اپنی طرف سے اٹھا نہیں رکھا اس کے برخلاف اللہ اس سے بھی خوب واقف ہے کہ تم نے میری برائی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی میں نے علی بن عیسیٰ کو جو تمہارا سردار تمہارا بڑا بزرگ اور تمہارے ساتھ نہایت ہی مہربانی اور لطف سے پیش آتا تھا اور تمہارا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا تمہارے پاس بھیجا تم نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے ذکر کے طول دینے سے اب کوئی فائدہ نہیں' میں نے تمہاری یہ خطا معاف کردی بلکہ اور انعام و اکرام دیا اور صبر کرلیا بلکہ جب مجھے بعض متفرق کامیابیوں کی اطلاع ملی تو میں نے پچھلے واقعات کو اپنے دل سے بھلا دیا۔ اس کے بعد میں نے تم کو عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کے ساتھ جو تمہاری اس دعوت عباسیہ کے ایسے رکن رکین کا بیٹا جس پر خود تم کو ناز تھا اور جس کی وجہ سے تم دل سے اس دعوت میں شریک ہوئے تھے درہ حلوان کی نگرانی پر متعین کیا مگر تم نے اسی کے برخلاف ایسی ہنگامہ آرائی کی کہ اس کا تم پر قابو نہ رہا اور وہ ایسی حالت میں اپنے مقام پر ٹھیر نہ سکا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ تمہاری تعداد بیس ہزار تھی مگر تمہارا ہی جیسا ایک آدمی دو سال تک تم کو رگیدتا رہا یہاں تک کہ دشمن تمہارے سردار اور خلیفہ یعنے مجھ پر چڑھ آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک اچھے آدمی کے احکام کو بدل و جان مانتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے' اسی اثنا میں تم نے حسین کے ساتھ خود مجھ پر حملہ کردیا مجھے گالیاں دیں مجھے لوٹا اور پکڑ کر قید کردیا اور ایسی ایسی حرکتیں

کیں کہ جن کا اس وقت ذکر نہ کرنا ہی مناسب ہے تمہارے قلوب کینہ دوز تھے اور اکثر و بیشتر تمہاری اطاعت نا معتبر ثابت ہوئی۔ چونکہ میں نے اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے اور اس کے فیصلے پر راضی ہوں اس لئے میں ان تمام باتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں والسلام"

محمد کے قتل کے بعد جب ہنگامہ فرو ہوا تمام کالے اور گوروں کو عام معافی دی گئی اور سب لوگ مطمئن ہو گئے جمعے کے دن طاہر شہر میں آیا اس نے نماز جمعہ لوگوں کو پڑھائی اور ایک نہایت بلیغ تقریر کی جس میں زیادہ تر آیات قرآنی کو اس نے دُہرایا اسی تقریر میں اس نے کہا الحمدُ للہ مالک الملک یوتی الملک من یشاؑ وینزع الملک ممن یشاؑ ویعز من یشا ویذل من یشاء بیدہ الخیر وھوا علیٰ کل شیٔ قدیر" اس کے علاوہ اس نے کلام پاک کی اور بھی با موقع آیات یکے بعد دیگر اپنی تقریر میں پڑھیں اور تمام لوگوں کو حکومت کی اطاعت اور اتفاق پر قائم رہنے کی ترغیب و تحریص کی اور پھر اپنی فرودگاہ کو پلٹ آیا بیان کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن طاہر نے منبر پر چڑھ کر جبکہ مسجد میں بنی ہاشم اور امرا وغیرہ کی ایک بڑی جماعت موجود تھی اپنی تقریر میں کہا۔ تمام تعریفین اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جو اس تمام ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے سب بھلائیاں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ ہر شئے پر قادر ہے، وہ فتنہ پردازوں کی کارروائیوں کو پروان نہیں چڑھاتا اور نہ وہ خائنوں کے مکر کامیاب ہونے دیتا ہمارے ہاتھوں یا ہماری تدبیر سے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے کیونکہ اللہ نے خلافت کو اپنے دین کا ستون اور اپنے بندوں کا نظام بنایا تاکہ اطراف ملک کا انتظام اور سرحدوں کی حفاظت

ہو، ضرورت کے لئے سامان مہیا کیا جائے، مالگزاری وصول کی جائے، حکم نافذ ہو، انصاف کو قائم کیا جائے اور بری باتوں کو اور مہلک شہوات سے اس تلذّذ کو مٹا کر جس میں خلیفۂ معزول ہر وقت منہمک تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ دنیا ہی میں ہمیشہ رہنا ہے جو دنیا کی فریب دہ آسائشوں اور دولت و اقتدار کی راحتوں کو اچھا سمجھ کر ان سے بہرہ ور ہو رہا تھا اور دنیا کی ظاہری خوشنمائی پر دل و جان سے گرویدہ اور فریفتہ تھا سنت کا احیا کیا تم نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اپنے سرکش کو جب اس نے اپنے عہد و پیمان سے انحراف کر کے اللہ کی نافرمانی کی اس کے حکم سے سرتابی کی اور جس بات کی اللہ نے ممانعت فرمائی تھی اس کو بدل دیا تو اللہ نے حسب وعدہ اسے نہایت ہی سخت سزا دی اس لئے اب تم اطاعت حکومت پر مضبوطی سے قائم رہو جماعت کا سر رشتہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو اور ان مفسدہ پرداز باغی سرکشوں کی راہ اختیار نہ کرو جنھوں نے فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا اور اتحاد و اتفاق کے مستحکم قلعہ کو پاش پاش کر دیا تو اللہ نے بھی ان کو دین و دنیا میں ذلیل کیا اور ان کو نقصان ہی میں رکھا۔

فتح بغداد کے بعد طاہر نے ابو اسحٰق المعتصم کو یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق ابراہیم بن المہدی کو یہ خط لکھا، مگر اکثر لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خط ابو اسحٰق المعتصم کو طاہر نے لکھا تھا،

اما بعد اگرچہ مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ میں اہلبیت خلافت کے کسی فرد کو بغیر امیر کے خطاب کروں لیکن چونکہ مجھے اس بات کی اطلاع ملی ہے کہ تم امین معزول کے ہم خیال اور موئّد تھے اگر یہ واقعہ ہے تو اس سے پہلے میں بارہا تم کو امیر کہہ کر خطاب کر چکا ہوں مگر اب بغیر القاب کے خط لکھتا ہوں اور اگر یہ بات غلط ہے جو مجھے معلوم ہوئی ہے تو پھر فالسلام علیک ایھا الامیر و رحمۃ اللہ و برکاتہ،، خط کے آخر میں طاہر نے یہ دو شعر بھی لکھ دیئے۔

[illegible] . [illegible]

[illegible] . [illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

طاہر کے مقابلے میں فوج کی بغاوت

[illegible]

بارہ راتیں باقی تھیں قصر الخلد میں منتقل کئے گئے اور پھر خود طاہر ان کو اسی رات ایک تباہ کن کشتی میں سوار کر کے اپنے ساتھ ہمنیا جو زاب الاعلیٰ کے مغربی کنارے واقع ہے لے گیا وہاں سے اس نے امین کے دونوں بیٹوں کو ان کے چچا ماموں کے پاس اہواز اور فارس کے راستے سے خراسان بھیجدیا۔

جب فوج نے طاہر کے خلاف بلوہ کردیا اور اپنی معاش طلب کی انھوں نے باب الانبار کو جو خندق پر واقع تھا اور باب البستان کو جلا دیا اور ہتھیار علم کر لیئے وہ دن اور دوسرا دن انھوں نے اسی طرح بسر کئے پھر انھوں نے موسیٰ یا منصور کا نعرہ بلند کردیا اس پر لوگوں نے محسوس کیا کہ طاہر نے موسیٰ اور عبداللہ کو شہر سے لے جانے میں بڑی دانائی برتی اب طاہر اور وہ سردار جو اس کے ساتھ تھے پھر ایک جا جمع ہوئے اور بلوائیوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے جب اس کی اطلاع بلوائی سرداروں اور سرغنوں کو ہوئی وہ سب طاہر کے پاس آئے اس سے معذرت کی اور اس ہنگامے کی ذمہ داری اپنے کم فہم سپاہیوں اور بے قاعدہ سپاہیوں کے سر رکھی اور طاہر سے درخواست کی کہ آپ ان سے درگزر کردیں ان کی معذرت کو قبول فرمائیں اور ان کو معاف کردیں انھوں نے اس بات کی ضمانت کی کہ جب تک آپ ہم میں قیام کریں گے اب کوئی بات آئندہ آپ کے خلاف طبع رونما نہ ہوگی، طاہر نے کہا بخدا میں تم سے علیحدہ ہو کر صرف اس وجہ سے یہاں چلا آیا ہوں کہ تلوار سے تمھاری خبر لوں اگر اب آئندہ تم نے کوئی ناشائستہ حرکت کی تو پھر میں بھی اپنے ارادے کو پورا کر کے چھوڑوں گا اور تم کو خوب سزا دوں گا اس جواب سے اس نے ان کے حوصلے پست کر دئیے، طاہر نے ان کو چودہ ماہ کی معاش دلائی۔

واقعۂ مذکورہ کے متعلق مدائنی کہتا ہے، "جب فوج نے بلوہ کردیا اور طاہر ان کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا سعید بن مالک بن قادم۔ محمد بن ابی خالد اور ہبیرہ بن خازم شہر کے مضافات اور محلوں کے بعض اور

[illegible]

کیا جاتا اور وہ ان پر سنگ اندازی کرکے ان کو پیچھے ڈھکیل دیتا وہ
ایسا قادر انداز تھا کہ اس کا کوئی پتھر خطا نہ کرتا مگر جہانتک معلوم
ہوا ہے اس روز اس نے پتھر سے کسی شخص کو ہلاک نہیں کیا تھا،
امین کے قتل کے بعد جب پل اکھیڑ دئے گئے اور وہ منجلیقیں جو
دجلہ میں تھیں اور جس سے یہ سنگ اندازی کیا کرتا تھا جلا ڈالی گئیں
تو اب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا کہ میرے ہاتھوں جو لوگ
مارے گئے ہیں ان کے بدلے میں اب میں مارا جاؤں گا اس خوف
سے وہ روپوش ہوگیا لوگوں نے اس کی تلاش شروع کی مگر اس نے
ایک خچر کرایہ کرکے خراسان کی راہ لی اور ڈھونڈنے والوں کی گرفت
سے نکل گیا اثنائے راہ میں کسی جگہ ایک شخص سے اس کا مقابلہ ہوا
اور اس نے اسے پہچانا جب وہ آگے بڑھ گیا تو اس نے خچر کے مالک
سے کہا کہ اس شخص کے ساتھ تو کہاں جا رہا ہے تجھے معلوم ہے کہ
یہ کون ہے بخدا اگر تو بھی اس کے ہمراہ پکڑ لیا گیا تو قتل کر دیا جائے گا
ورنہ کم از کم قید تو یقینی ہے، خچر والے نے یہ سنکر انا للہ وانا الیہ
راجعون کہا اور کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کرے مجھے تو اب
اس کا نام اور اس کا کام معلوم ہوا، یہ شخص چپکے سے اپنے دوسرے
ساتھیوں کے پاس یا فوج کی چوکی کو گیا وہاں جا کر اس نے اس کا پتا دیدیا جو
سپاہی یہاں متعین تھے وہ کندغوش کے جو ہرثمہ کی فوج میں تھا
بیڑے سے تعلق رکھتے تھے انھوں نے اسے گرفتار کرکے ہرثمہ کے پاس
بھیجدیا ہرثمہ نے اسے خزیمہ بن خازم کے پاس مدینتہ السلام بھیجدیا
خزیمہ نے اسے اس کے کسی مقتول کے ولی کے حوالے کردیا اس شخص نے
اسے جانب شرقی سے دجلہ کے کنارے لاکر زندہ سولی پر لٹکا دیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ اسے سولی کے تختے پر باندھنے لگے
تو ایک خلقت وہاں جمع ہوگئی اس نے اپنے مصلوب ہونے
سے پیشتر ان سے کہا کہ اس سلوک پر تم کو شرم نہیں آتی کل تک تم

میری قادر اندازی پر میری تعریف کرتے تھے اور مجھے دعائیں دیتے تھے اور آج تم نے مجھے نشانہ بنانے کے لیے پتھر اور تیر جمع کیے ہیں۔
سولی کا تختہ اٹھا دیا گیا لوگوں نے پتھر تیر اور نیزوں سے اسے اپنا نشانہ بنانا شروع کیا اسی طرح اس کا کام تمام ہوا مگر مرنے کے بعد بھی انھوں نے اسے نہ چھوڑا بلکہ اسے مارتے رہے دوسرے دن اسے جلا دیا پہلے تو جب آگ اس کے جلانے کے لئے لائے اور اسے مشتعل کرنا چاہا وہ شعلہ پذیر نہ ہوئی پھر سرکنڈے نرسل اور ایندھن جمع کر کے ایک الاؤ روشن کیا اس سے اس کا کچھ حصہ جسم جل گیا اور باقی کو کتوں نے پھاڑ کھایا یہ واقعہ سنیچر کے دن ۲ر صفر کو ہوا۔

امین کے حالات کنیت عہد خلافت اور عمر

ہشام بن محمد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہارون ابو موسیٰ جمعرات کے دن جبکہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ ہجری کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں تھیں خلیفہ ہوا اور اتوار کی رات جبکہ صفر ۱۹۸ھ ہجری کے ختم میں چھ راتیں رہگئی تھیں قتل کیا گیا۔ اس کی ماں زبیدہ جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی بیٹی تھی اس طرح چار سال آٹھ ماہ پانچ دن اس کی مدت خلافت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو عبداللہ اس کی کنیت تھی۔
محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ نصف جمادی الآخر ۱۹۳ھ ہجری میں امین خلیفہ ہوا، اس کی ولایت کے سال داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا تھا حالانکہ امیر حج ابوالبختری مقرر ہوا تھا، اس نے اپنی خلافت کے دس ماہ پانچ دن کے بعد عصمہ بن ابی عصمہ کو ساوہ بھیجا اور ۳ر ربیع الاول کو اس نے اپنے بیٹے موسیٰ

کو ولیعہد بنایا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اس کا صاحب شرط تھا ۱۹۴ھ ہجری میں علی بن الرشید کی امارت میں حج ہوا اس سال اسماعیل بن عباس بن محمد مدینہ کا عامل تھا اور داؤد بن عیسیٰ مکہ کا عامل تھا، اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کرنے اور ۱۹۵ھ ہجری میں علی بن عیسیٰ بن ماہان اور طاہر بن الحسین کے مقابلہ اور علی کے قتل میں ایک سال تین مہینے اور ۱۹ دن گزرے تھے۔ یہی راوی کہتا ہے کہ امین معزول اتوار کی رات میں جبکہ محرم کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں قتل کیا گیا۔ اس طرح اس کی پوری مدت حکومت جس میں اس فتنہ کا زمانہ بھی شامل ہے چار سال سات ماہ اور تین دن ہوئی، امین کے قتل کے بعد منگل کے دن ۱۲ صفر ۱۹۸ھ ہجری کو طاہر کا خط مامون کو موصول ہوا جس میں امین کے قتل کی مفصل کیفیت درج تھی اسی وقت مامون نے اس خبر کو مشتہر کر دیا اور دربار منعقد کیا تمام امرا باریاب ہوئے۔ فضل بن سہل نے طاہر کا خط پڑھ کر سنایا سب نے مامون کو اس فتح پر مبارکباد دی اور اس کے لئے دعائے خیر کی، امین کے قتل کے بعد مامون نے طاہر اور ہرثمہ کو لکھ بھیجا کہ تم اب قاسم بن ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دو ان دونوں نے اس فرمان کو شائع کر دیا اور حسب فرمان احکام نافذ کر دیئے۔ جمعہ کے دن جبکہ ماہ ربیع الاول ۱۹۸ھ کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں قاسم کی برطرفی کا فرمان سب جگہ پڑھا گیا، امین کی عمر ۲۸ سال ہوئی۔ امین بہت چوڑے چکلے تھے کن پٹیوں پر بالکل بال نہ تھے آنکھیں چھوٹی تھیں، چھ نیدار ناک تھی خوبصورت تھے، بڑے سرین تھے، دونوں شانوں میں بہت فاصلہ تھا اور وہ رصافہ میں پیدا ہوئے تھے۔

ان کے قتل کے بعد طاہر نے یہ شعر پڑھا۔

قتلت الخليفة فی داره ٭ واذهبت بالسيف امواله

ترجمہ:۔ میں نے خلیفہ کو اس کے گھر میں قتل کر دیا اور بزور شمشیر

اس کے مال کو لوٹ لیا'
اس موقع پر طاہر نے یہ دو شعر اور بھی پڑھے تھے'

ملکت الناس قسراً واقتداراً ✿ وقتلت الجبابرۃ الکبارا

ووجہت الخلافۃ نحو مرو ✿ الی المامون تبتدر ابتدارا

ترجمہ:- میں بزور طاقت سب کا فرمانروا بن گیا اور میں نے بڑے بڑے سرکشوں کو قتل کر دیا میں نے خلافت کو مامون کے پاس مرو بھیج دیا ہے اور وہ تیزی سے اُدھر چلی جا رہی ہے۔

امین کے قتل پر بہت سے لوگوں نے مرثیے لکھے ایک شاعر نے ہجو بھی کہی' عمرو بن عبدالملک وراق نے بغداد کا شہر آشوب لکھا اس میں طاہر کی ہجو کی اور اس پر تعریض کی'

لبابہ علی بن المہدی کی بیٹی نے یہ شعر کہے'

ابکیک لا للنعیم والانس ✿ بل للمعالی والرمح والترس

ابکی علی ھالکٍ فجعت بہ ✿ ارملنی قبل لیلۃ العرس

ترجمہ:- میں تجھے اپنی کسی راحت یا الفت کی بنا پر نہیں روتی بلکہ اعلیٰ کاموں نیزے اور ڈھال کی خاطر روتی ہوں میں اس مرنے والے پر جس کی جدائی کا صدمہ مجھے اٹھانا پڑا ہے اس لئے روتی ہوں کہ اس نے مجھے شب عروس سے پہلے ہی بیوہ کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار عیسیٰ بن جعفر کی بیٹی کے ہیں جو امین کے ساتھ منسوب ہو چکی تھی۔

حسین بن الضحاک الاشقر بنی باہلہ کے مولیٰ نے جو امین کا خاص مصاحب اور ندیم تھا اور جسے اس کے قتل کا یقین ہی نہ آتا تھا بلکہ وہ اس کی واپسی کا ہر وقت منتظر تھا اس کے کئی مرثیے لکھے عبدالرحمن بن ابی الہداید نے اس کے کئی مرثیے لکھے۔ مُقدس

بن صیقی نے مرثیہ لکھا، خریمہ بن الحسین نے امین کا ایک مرثیہ ام جعفر کی زبان میں لکھا اور ایک مرثیہ خود اس نے لکھا۔

موصلی کہتا ہے "جب طاہر نے امین کا سر مامون کے پاس بھیجا ذوالریاستین اسے دیکھ کر رونے لگا اور اس نے کہا کہ طاہر نے امین کو قتل کر کے لوگوں کی تلواریں اور زبانیں ہم پر کھولدیں ہم نے تو اسے یہ حکم دیا تھا کہ وہ امین کو اسیر کر کے یہاں بھیجدے مگر اس نے ان کو ذبح کر کے بھیجا ہے، اس پر مامون کہنے لگے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب تم اس کے قتل کے الزام سے برات کی تدبیر کرو، اکثر لوگوں نے اس اعتذار کو لکھا اور اسے بہت طول دیا احمد بن یوسف ایک یاشت کاغذ لیئے ہوئے حاضر ہوا اور اس میں اس نے لکھا تھا،

اما بعد امین معزول نسب و قرابت میں امیرالمومنین کا شریک وسہیم تھا۔ مگر اللہ نے آپ کے اور اس کے درمیان حکومت و قرابت دونوں رشتوں سے اس وجہ سے افتراق کر دیا کہ اس نے اپنے عہد کا لحاظ نہیں رکھا اور اس نے اس معاہدے کی جس پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا تھا خلاف ورزی کی اللہ تعالیٰ حضرت نوح کے بیٹے کے قصے میں فرماتا ہے اِنّهٗ لیس من اهلك اِنّه عملٌ غیر صالح (وہ تمہارا نہیں ہے اس لئے کہ وہ بدکار ہے) اس بیان سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ جو شخص اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرے اس کی اطاعت ہرگز کسی پر لازم نہیں اور جس نے اللہ کی بات کو قطع کر دیا ہو اس سے قطع تعلق کرنا مورد الزام نہیں۔ میں امیرالمومنین کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں جبکہ اللہ نے معزول کو قتل کر کے اس کی بدعہدی کی پوری سزا اسے دی ہے اور امیرالمومنین کی حکومت کو راسخ کر دیا ہے اور اپنے حسن وعدہ کو ایفا کر دیا ہے کیونکہ اس کے وعدے کی صداقت کی وجہ سے اسی بات کا انتظار تھا۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے افتراق کے بعد الفت اور اختلاف امت

کے بعد اسے پھر اتحاد نصیب کیا ہے اور اسلام کی نشانیوں کو مٹ جانے کے بعد پھر نمایاں کر دیا ہے۔

امین کے واقعات

حُمید بن سعید بیان کرتا ہے کہ جب امین خلیفہ ہو گئے اور مامون نے بھی ان کی بیعت کر لی انھوں نے مہجڑے جمع کئے ان کو خریدا اور ان سے بہت زیادہ انس کیا دن ہو یا رات وہ ہر وقت خلوت میں ان کے پاس رہتے امین کے نہ صرف کھانے اور پینے کا تمام انتظام انھیں کے سپرد تھا بلکہ امور سلطنت میں وہی دخیل اور شریک تھے امین نے ان کی ایک علیحدہ جماعت مرتب کی تھی اس کا نام جرادیہ رکھا حبشیوں کی ایک جمعیت بنائی اس کا نام غرابیہ رکھا انھوں نے ان خواجہ سراؤں کی وجہ سے اپنی شریف بیبیوں اور لونڈیوں سے قطع تعلق کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ سب ان سے نالاں تھیں اور ان میں سے کسی ایک نے امین کی اس بے التفاتی کی شکایت میں کچھ شعر بھی کہے جن میں زنانوں کے ساتھ ان کے اس قدر ارتباط پر تعریض بھی کی۔

خلیفہ ہونے کے بعد ہی انھوں نے تمام سلطنت سے مسخروں کو طلب کر کے اپنے پاس جمع کیا ان کے وظائف مقرر کئے بہتر سے بہتر گھوڑے خریدے اور بہت سے وحشی جانور درندے اور پرند وغیرہ جمع کئے اپنے بھائیوں۔ اعزا اور امرا سے ملنا چھوڑ دیا ان کی اہانت کی جس قدر نقد خزانوں میں اور خود ان کے پاس جواہرات تھے وہ سب اپنے خواجہ سراؤں مصاحبوں اور افسانہ گویوں کو عطا کر دیئے یہاں تک رقہ میں بھی جس قدر جواہرات نقد اور اسلحہ تھے

وہ سب اپنے پاس منگوائے اپنے لہو لعب، عیش و نشاط اور تفریحی بزموں کے لئے قصر الخلد، خیزرانیہ، بستان موسیٰ قصر عبدویہ، قصر المعلیٰ رقہ کلواذی، باب الانبار، وباری اور رہوب میں نشاط گاہیں بنوائیں، شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ اور گھوڑے کی شکل کی پانچ کشتیاں دجلہ میں تیار کرائیں اور ان پر بے شمار روپیہ خرچ کر دیا

حسین بن الضحاک کہتا ہے کہ امین نے ایک بڑی کشتی بنوائی جس پر تیس لاکھ درہم لاگت آئی اس کے علاوہ انھوں نے سونس کی شکل کی ایک دوسری کشتی بنوائی۔

احمد بن اسحٰق بن برصوما مشہور کوفی گویا بیان کرتا ہے کہ عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر باعتبار اپنی شجاعت، فراست اور تعلیم و تربیت کے بنی ہاشم کے ممتاز لوگوں میں تھا اس کے بہت سے خدمتگار تھے ان میں منصور اس کا بہت ہی خاص اور محبوب خدمتگار تھا وہ کسی بات پر اس سے ناراض ہوا اور بھاگ کر امین کے پاس جو اس وقت امّ جعفر کے قصر قرار میں تھے چلا گیا امین نے اُسے بڑی خوشی سے اپنی ملازمت میں قبول کر لیا اور اس نے بہت رسوخ ان کے ہاں پیدا کر لیا ایک دن یہ خدمتگار امین کے اور خدمت گاروں کے ساتھ جن کی جماعت کا نام سیافہ تھا سواری میں عباس بن عبداللہ کی ڈیوڑھی کے سامنے سے خاص طور پر اس لئے گذرا تاکہ عباس کے خادم اسے دیکھ لیں کہ اب اس کی کیا شان و شوکت ہے، اس کی اطلاع عباس کو ہوئی سنتے ہی وہ محض کرتا پہنے ہاتھ میں گرز لئے جس پر کیمخت منڈھی تھی باہر نکل آیا، عباس نے ابوالورد کے دریبہ میں اسے جا ملایا اور اس کی لگام پکڑ لی، دوسرے خدمتگاروں نے اس کی مزاحمت کی مگر عباس نے جس جس کے گرز مارا اسے نکما کر دیا وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے عباس اپنے مفرور خدمتگار کی لگام پکڑے اسے کھینچتا ہوا اپنے گھر کے اندر لے آیا، امین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے ایک بڑی جماعت اسے چھڑانے

کے لئے بھیجی یہ وہاں آکر ٹھیر گئے عباس نے ان کے مقابلہ کے لئے اپنے غلاموں اور موالیوں کو جن کے پاس ڈھالیں اور تیر تھے اپنے قصر کی فصیل پر متعین کردیا۔

راوی کہتا ہے کہ چونکہ امین کی فوج کا یہ ارادہ ہوگیا تھا کہ وہ عباس کے محل کو آگ لگادے اس لئے ہمیں یہ خوف ہوا کہ اس کے ساتھ ہمارے مکانات بھی جل جائیں گے۔ اسی وقت رشید الہارونی اس سے آکر ملا اور اس نے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو کیا نہیں جانتے کہ اگر امین فوج کو حکم دیں تو محض نیزوں سے تمھارے اس سارے محل کو برباد کردیں کیا تم ان کے مطیع نہیں رہے اس نے کہا میں ان کا بدستور مطیع ہوں رشید نے کہا تو ابھی چل کھڑے ہو، وہ درباری سیاہ لباس پہنکر چلا اپنے محل کے پھاٹک پر آکر اس نے اپنے غلام سے کہا گھوڑا لاؤ رشید نے کہا تم سوار نہیں ہوسکتے تم کو پیادہ چلنا پڑے گا یہ اسی طرح آگے بڑھا شارع عام پر پہنچکر اس نے دیکھا کہ ایک دنیا اُمڈی چلی آرہی ہے، جلودی ہے افریقی ہے ابوالبط ہے اور ہرش کی جمعیت بھی موجود ہے یہ ان کو غور سے دیکھنے لگا میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ وہ پیادہ جا رہا ہے اور رشید گھوڑے پر سوار ہے، اُمّ جعفر کو اس کی اطلاع ہوئی وہ فوراً امین کے پاس گئی اور ان سے، اس کی سفارش کرنے لگی، امین نے کہا اگر میں اسے قتل نہ کردوں تو تم مجھے رسول اللہ کی قرابت میں نہ سمجھنا ام جعفر اب اور زیادہ الحاح اور زاری کرنے لگی امین نے برہم ہوکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے تم پر ہاتھ اٹھانا پڑے گا یہ سنتے ہی اس نے اپنے بال کھولدیئے اور کہا کہ جانتے ہو جب میرا سر کھلا ہوا ہو اس حالت میں کون میرے پاس آسکتا ہے، ابھی یہی ردّ و قدح ہو رہی تھی اور ابھی عباس وہاں نہیں آیا تھا کہ صاعد خدمتگار نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے قتل کی خبر ان سے بیان کی اسے سنکر وہ اس کے عواقب و نتائج پر غور کرنے میں اسقدر منہمک ہوگئے کہ عباس کو بالکل

بھول گئے وہ دس دن تک دہلیز میں نظر بند پڑا رہا۔ دس دن کے بعد وہ یاد آیا حکم دیا کہ خود اس کے محل کے ایک حجرے میں اسے قید کر دیا جائے اور اس کے صرف تین معتمر موالی اس کی خدمت میں رہیں اور تین الوان کھانا اس کا یومیہ وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

وہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے خروج کرنے اس کی مامون کے لئے دعوت خلافت دینے اور امین کو قید کر دینے تک اسی طرح اپنے قصر میں قید رہا۔ اس ہنگامے میں اسحٰق بن عیسیٰ بن علی اور محمد بن محمد المعبدی عباس کے پاس سے جو اس وقت بالاخانے پر تھا گزرے اور انھوں نے اسے للکارا کہ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو حسین بن علی کے پاس چلے آؤ یہ اپنی قید سے نکل کر حسین کے پاس آیا اور پھر باب الجسر پر ٹھیر کر اس نے اُمّ جعفر کو ہزاروں گالیاں دیں اسحٰق بن موسیٰ اس وقت لوگوں سے مامون کے لئے بیعت لے رہا تھا اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حسین مارا گیا عباس بغداد سے بھاگ کر ہرثمہ کے پاس نہر بین چلا گیا! اس کا بیٹا فضل امین کے پاس آیا۔ اس نے اپنے باپ کی امین سے سخت شکایت کی امین نے اپنے آدمی بھیجکر عباس کے محل پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے امین کو چالیس لاکھ درہم اور تین لاکھ دینار جو ایک کنوئیں میں دیگوں میں رکھے تھے ملے، دو دیگیں بچ رہیں سنکر اس نے کہا کہ میرے والد کی میراث میں سے صرف یہ دو دیگیں رہ گئی ہیں، ان میں ستر ہزار دینار تھے، جب یہ ہنگامہ قطعی فرو ہو گیا اور امین قتل کر دئے گئے عباس اپنے مکان آ گیا۔ اس نے ان دو دیگوں پر قبضہ کیا اور اس ۱۹۸ھ ہجری میں اس نے حج کیا۔

اس واقعہ کے بعد عباس بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مامون کے محل میں ہم سب جمع تھے سلیمان بن جعفر نے مجھ سے کہا کیا تم نے اب تک اپنے بیٹے کو قتل نہیں کیا میں نے کہا چچا جان میں آپ پر قربان کوئی اپنے بیٹے کو بھی قتل کرتا ہے سلیمان نے کہا

تم اسے قتل کر دو اسی نے تمہاری شکایت کی تھی اور تمہارے ساتھ دو سو کا
چندہ دیا تھا جس کی چغلی کی وجہ سے تم گرفتار ہو گئے۔

احمد بن اسحٰق بن برصوما بیان کرتا ہے: جب امین محصور ہو گئے
اور وہ اپنے معاملہ کو سنبھال نہ سکے تو انہوں نے اپنے مصاحبین سے
پوچھا کیا ایسا شخص ہے جس سے مشورہ لیکر اطمینان حاصل کیا جائے؟
لوگوں نے کہا جی ہاں اہل کوفہ میں ایک عرب وضاح بن حبیب بن
بدیل التمیمی اس کا اہل ہے وہ گزشتہ نامور عربوں کی یادگار اور پختہ عقل
شخص ہے۔ امین نے کہا اسے بلا بھیجا جائے "وہ بلایا گیا" اس پاس
پھر امین کی خدمت میں پیش ہوا امین نے کہا مجھے تمہارے بہت اخلاق
اور اصابت رائے کی اطلاع ہوئی ہے تم ہمیں معاملے میں کچھ مشورہ
دو اس نے کہا جناب والا اب کسی مشورہ کا موقع نہیں رہا البتہ
زیادہ آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جنگ کے متعلق پیہم کامیابی کی جھوٹی افواہیں
مشہور کرا دیا کریں کیونکہ یہ بات بھی ایک مؤثر حربہ ہے امین نے اسی
بکیر بن المعتمر کو جو جیل میں نظر بند ہوتا تھا اس کام پر متعین کر دیا
جب امین کو کوئی حادثہ پیش آتا یا ان کو لڑائی میں ہزیمت ہوتی وہ
اس سے کہتے کہ اس کے متعلق کوئی خبر گھڑ کر مشہور کرو وہ جھوٹی
خبریں مشہور کرتا مگر جب خود لوگ ان کی تصدیق کرنے لگے تب ان
اس کذب کی حقیقت منکشف ہوئی۔ بکیر بن المعتمر جیسے میں نے
خود دیکھا ہے ایک بڑا منحوس آدمی تھا۔

کوثر کہتا ہے ایک دن امین نے حکم دیا کہ قصر الخلد میں ایک
چبوترے پر فرش کیا جائے چنانچہ زری بساط بچھائی گئی
قالین اور دوسرے فرش اس کے اوپر بچھا دئے گئے چاندی سونے
اور جواہر کے بہت سے ظروف سجائے گئے"۔ امین نے اپنی لونڈیوں
کی مہتمم کو حکم دیا کہ سو لونڈیاں آراستہ پیراستہ کر کے تیار کی جائیں اور
ان کا دس دس کا طائفہ اس طرح ہمارے سامنے بھیجا جائے کہ ان

سب کے ہاتھ میں عود ہوں اور وہ سب ملکر ایک آواز سے گاتی ہوئی آئیں پہلے وجلے میں دس بھیجی گئیں جب وہ اس چبوترے پر چڑھ آئیں تو پھر ایک دم اوچھل کر سامنے آئیں اور یہ شعر انھوں نے گایا:-

ھُم قتلوہ کی یکونوا مکانہ ⁂ کما غدرت یوماً بکسریٰ مرازبہ

ترجمہ:- انھوں نے اس کی جگہ لینے کے لئے اُسے قتل کردیا جس طرح کہ ایک دن کسریٰ کے مصاحبین نے دھوکہ سے اسے قتل کردیا شعر سنکر امین نے غصے میں آف کہا ان لونڈیوں اور ان کی مہتمہ دونوں پر لعنت بھیجی اور ان کو چبوترے سے اتروا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے مہتمہ کو حکم دیا کہ دوسری دس پیش کی جائیں اب وہ حسب سابق سامنے آئیں اور ایک آواز سے سب نے ملکر یہ شعر گائے

من کان مسروراً بمقتل مالک ⁂ فلیات نسوتنا بوجہ نہار

یجد النساء حواسراً یندبنہ ⁂ یلطمن قبل تبلج الاسحار

ترجمہ جو شخص کہ مالک کے قتل پر خوش ہو اسے چاہئے کہ وہ دن کے وقت ہماری عورتوں کا حال آکر دیکھے کہ وہ ننگے سر اس پر نوحہ کر رہی ہوں گی اور طلوع فجر سے پہلے وہ اِس کے ماتم میں اپنے منہ پیٹتی ہونگی ان اشعار کو سنکر وہ بہت تلملائے اور اس جماعت کو اول کی طرح سامنے سے برخواست کرا دیا۔ پھر دیر تک سر نیچا کئے سوچتے رہے اب پھر حکم دیا کہ دس اور حاضر کی جائیں اس مرتبہ دوسری دس حسب سابق ایک آواز سے یہ شعر گاتی ہوئی سامنے آئیں۔

کلیب لعمری کان اکثر ناصرا ⁂ وایسر ذنباً منک ضُرّج بالدم

ترجمہ:- قسم ہے میری جان کی باوجودیکہ تمھارے مقابلے میں کلیب کا جرم بھی معمولی تھا اور اس کے مددگار بھی بہت زیادہ تھے پھر بھی وہ ذبح کردیا گیا۔

عوضت موسیٰ فھانت کل مرزئۃ ❊ ما بعد موسیٰ علی مفقودہ اسف

میں تم پر قربان، رنج سے اپنے کو ہلاک نہ کرو کیونکہ مرنے والی کے مقابلے میں تمھاری بقا زیادہ ضروری ہے اس کے عوض میں تم کو موسیٰ ملگیا ہے لہٰذا اس نعمت کے مقابلے میں اب کسی مرنے والی پر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں

اس کے علاوہ ام جعفر نے یہ بھی کہا! اللہ تم کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے صبر دے اور اس صبر کو آخرت میں تمھارے لئے ذخیرہ بنائے۔

ابو نواس نے رشید کی زندگی میں بنی مضر کی ہجو میں ایک قصیدہ لکھا رشید نے اسے قید کر دیا یہ امین کے بر سر ولایت آنے تک قید رہا۔ ان کے خلیفہ ہونے کے بعد اس نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا یہ انکی امارت کے عہد میں بھی انسے تعلق رکھتا تھا، اس قصیدہ کو جسکا مطلع ہے۔

تذکر امین اللہ والعہد یذکر ❊ مقامی دانشادیک والناس حضر

ترجمہ۔ اللہ کے امین کو یاد کرو اور ملاقات یاد رکھی جاتی ہے اس حال میں کہ سب کی موجودگی میں میں یہاں کھڑا ہوا تم کو اپنے اشعار سنا رہا ہوں۔

ایک لونڈی نے امین کے سامنے گا کر سنایا انھوں نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں لوگوں نے کہا ابو نواس کے کہنے لگے وہ کہاں ہے لوگوں نے کہا وہ قید میں پڑا ہوا ہے امین نے کہا اب اسے ڈرنا نہ چاہیئے اسحٰق بن فراشہ اور سعید بن جابر نے جو امین کے رضاعی بھائی تھے ابو نواس سے کہلا کر بھیجا کہ شب گزشتہ امیر المومنین نے تمھارا ذکر کیا اور کہا کہ اب اسے مطمئن رہنا چاہئے۔ اتنا سنکر ابو نواس نے ان کی مدح میں اور شعر لکھے اور ان کو امین کی خدمت میں بھیجدیا۔ جس میں ان کی مدح کیساتھ قید سے رہائی کی درخواست تھی۔ امین نے ان کو پڑھوا کے سنا اور کہنے لگے کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ سچ ہے اسے میرے پاس لاؤ رات کے وقت وہ امین کی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے اس کی بیڑیاں کٹوا دیں وہ قید سے نکل کر جب ان کے سامنے پیش

کیا گیا اس وقت بھی اس نے ان کی مدح میں چند شعر پڑھے امین نے اسے خلعت سے سرفراز کیا، رہائی دی اور اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا۔

احمد بن ابراہیم الفارسی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ابونواس نے شراب پی۔ امین کو ان کے عہد میں اس کی اطلاع کی گئی انھوں نے ابونواس کو قید کردیا۔ فضل بن الربیع نے اسے تین مہینے تک قید رکھا اس کے بعد امین نے اسے یاد کیا اور دربار میں طلب کیا اس وقت بنوہاشم وغیرہ دربار میں موجود تھے امین نے اس کے قتل کے لئے تلوار اور چمڑہ بھی طلب کیا اور جب وہ آگیا تو اب اسے قتل کی دھمکی دینے لگے ابونواس نے اپنا وہ قصیدہ جس کا مصرع اوّل تذکرامین اللہ والعہد یذکر ہے ان کو سنایا امین نے کہا اچھا اب تو میں معاف کردیتا ہوں مگر پھر پی تو ابونواس نے کہا تب آپ کو میرا خون حلال ہے امین نے اسے رہا کردیا۔ چنانچہ اس کے بعد پھر اس نے کبھی شراب نہیں پی البتہ اسے سونگھ لیتا تھا اور اسی طرف اس نے اپنے اس مصرع میں اشارہ کیا ہے، لا اذوق المدام الاشمیما۔ (میں شراب کو صرف سونگھ کر چکھ لیتا ہوں۔)

ابونواس کا غلام دُحیم بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے کی وجہ سے امین اس سے ناراض ہوگئے اور اسے جیل میں ڈالدیا۔ فضل بن الربیع کا ایک ماموں تھا وہ قیدیوں کا مفتش تھا اس وجہ سے اکثر ان کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور ان کے حال کی خبر رکھتا تھا اس اثنا میں بہت سے زندیق قید کئے گئے، اس نے ابونواس کو بھی جیل میں ان کے سات دیکھا چونکہ یہ اسے پہچانتا نہ تھا اس وجہ سے زندیق سمجھ کر اس سے پوچھا اے نوجوان تو بھی زندیق ہے، ابونواس نے کہا معاذ اللہ مجھے ان سے کیا واسطہ اس نے پوچھا شاید مینڈھے کے پرستاروں میں ہو ابونواس نے کہا ہرگز نہیں میں تو مینڈھے کو اس کی پشم سمیت نگل جاتا ہوں اس نے کہا تو معلوم

ہوتا ہے کہ آفتاب پرست ہو ابو نواس نے کہا یہ بھی غلط ہے میں تو آفتاب سے اس قدر بغض رکھتا ہوں کہ کبھی دھوپ میں بیٹھا بھی نہیں کرتا اُس نے پوچھا تو پھر کس جرم کی پاداش میں تم قید ہو ابو نواس نے کہا مجھ پر بے بنیاد تہمت لگائی گئی ہے حالانکہ میں اس سے قطعی بری ہوں اس نے کہا کیا واقعہ یہی ہے جو تم بیان کرتے ہو ابو نواس نے کہا بیشک جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

اُس نے فضل سے آکر کہا کہ اللہ کی بیشمار نعمتوں کا یہ کچھ اچھا شکر یہ نہیں ہے کہ لوگ محض تہمت پر قید کر دئے جائیں فضل نے پوچھا کیا ہوا اس کے ماموں نے واقعہ بیان کیا فضل مسکرایا اور امین سے آکر اس کی اطلاع دی امین نے اسے بلایا اور عہد لیا کہ اب وہ آئندہ کبھی شراب نہ پیئے گا اور نہ کوئی اور نشہ کرے گا ابو نواس نے اس کا اقرار کر لیا امین نے کہا اللہ کے سامنے عہد کرتے ہو اس نے کہا ہاں میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اب شراب نہ پیونگا، اسے رہا کر دیا گیا قریش کے بعض شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں بلایا مگر ابو نواس نے کہا کہ میں پیوں گا نہیں انھوں نے کہا اگر نہ پیو گے تو کیا ہرج ہے کم از کم اپنی باتوں سے تو ہمیں محظوظ کرو، اس کا اس نے اقرار کیا اب ان میں شراب کا دور چلنے لگا جب وہ خود سرشار ہو گئے تو اس سے کہنے لگے کیا اب بھی شراب کی لہک پیدا نہیں ہوئی ابو نواس نے کہا بخدا اب یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسے پیوں اور کچھ شعر بھی پڑھے،

ابو الورد السبعی کہتا ہے کہ ہم ایک مرتبہ خراسان میں فضل بن سہل کے پاس تھے وہاں امین کا ذکر آ گیا فضل کہنے لگا بھلا امین سے لڑنا کیوں کر جائز نہ ہو جبکہ اس کا شاعر اس کے دربار میں یہ شعر کہتا ہو،

اَلاَ اسقنی خمراً وقل لی ھی الخمر ❊ ولا تسقنی سرًا اذا امکن الجھر

اما الامین فلست ارجو دفعه ❊ عنّی فمن لی الیوم بالمامون

ترجمہ - امین سے مجھے یہ توقع نہیں کہ وہ میری حمایت کرے کاش آج مامون یہاں ہوتا۔

مامون کو ان اشعار کی اطلاع ہوئی کہنے لگے بخدا اگر میں نے اسے پالیا تو میں اس کے ساتھ وہ کروں گا جس کی اسے توقع بھی نہ ہوگی۔ مگر ابونواس مامون کے بغداد آنے سے پہلے ہی مرگیا'

دعامہ کہتا ہے کہ جب ابونواس کی قید کو زمانہ گزر گیا تو اس نے حالت قید میں یہ شعر کہے۔

احمدوا الله جمیعًا ❊ یا جمیع المسلمینا

ثم قولوا لا تملّوا ❊ ربنا ابق الامینا

صیّر الخصیان حتی ❊ صیّر التعنین الدنیا

فاقتدی الناس جمیعًا ❊ بامیر المومنینا

ترجمہ - ہم تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اللہ کی حمد کریں' پھر بلا تردد کہو کہ اے ہمارے رب تو امین کو زندہ رکھ اس نے اسقدر خصی بنائے کہ اب نامرد بنانے کا عام طریقہ رائج ہو گیا ہے اور اب تمام لوگوں نے اس باب میں امیرالمومنین کی اقتدا کی ہے۔

جب یہ اشعار خراسان میں مامون کو پہنچے تو انھوں نے کہا کہ مجھے یہ توقع ہے کہ وہ میرے پاس بھاگ آئے گا۔

طاہر سے لڑائی کے اثنا میں ایک رات امین معزول رات کو دیر تک جاگتے رہے انھوں نے آواز دی کوئی ہو تو ہم سے آکر باتیں کرے ان کے حاشیہ کے لوگوں میں سے کوئی ان کے پاس نہیں گیا انھوں نے اپنے حاجب کو آواز دی اور اس سے کہا کہ میرے دل میں بہت سے خطرات آرہے ہیں کسی بذلہ سنج شاعر کو میرے پاس لے آؤ

تاکہ اس سے باتیں کر کے میں یہ بقیہ رات بسر کردوں۔
حاجب نے ان کے پاس سے نکل کر سب سے قریب تر شخص کا رخ کیا ابونواس مل گیا اس نے اس سے کہا کہ امیرالمومنین بلاتے ہیں ابونواس نے کہا تم کو شاید مغالطہ ہوا ہے کسی دوسرے شخص کو طلب کیا ہوگا حاجب نے کہا نہیں میں تم کو لینے آیا ہوں، غرض کہ ابونواس امین کی خدمت میں حاضر ہوا امین نے پوچھا کون؟ اس نے کہا آپ کا خادم حسن بن الہانی جو کل تک آزاد تھا امین نے کہا خوف مت کرو اس وقت میرے قلب میں کچھ امثال آئین میں چاہتا ہوں کہ تم ان کو اشعار میں نظم کردو اگر تم نے اس کام کو کردیا تو جو مانگو گے دونگا، ابونواس نے پوچھا وہ کیا ہیں امین نے کہا،"
عفا اللہ عما سلف ؛ و بئس واللہ ماجری فرس ؛ والکسری عود الفک علی
اور و تمنعی اشھی لک" ابونواس نے کہا بہتر ہے میرے لئے چار نہایت عمدہ جسم اور ساخت کی باندیاں منگوایئے امین نے ان کے لانے کا حکم دیا ابونواس نے یہ شعر پڑھے،

نقدت طول اعتلالک ؛ وما اری فی مطالک
لقد ادت جفائی ؛ وقل ادت وصالک
ماذا اردت بھذا ؛ تمنعی اشھی لک

ترجمہ ایک مدت سے تو حیلے بہانے کر رہی ہے، تو چاہتی ہے کہ میں تجھ سے علیحدہ ہوجاؤں اور میں تیرے وصال کا متمنی ہوں اس انکار اور ٹالنے کا غالباً یہ مطلب ہے کہ تیرے اعراض سے تیری خواہش میں اور اضافہ ہو،
اشعار سنا کر ابونواس نے ایک باندی کا ہاتھ پکڑ کر اسے علیحدہ کرلیا اور پھر یہ شعر سنائے۔

قد صحّت الایمان من حلفک ❊ وصحّت حتی مت من خلفک

باللہ یا ستی احنثی مرّۃً ❊ ثم اکسری عوداً علی الفک

ترجمہ۔ قسمیں تیرے حلف سے درست ہوئیں۔ اور میں تندرست ہو کر تیری وعدہ خلافی سے مر مٹا، اے بی بی خدا کے لئے ایک مرتبہ اپنی قسم کو توڑ دے اس کے بعد جو چاہے کر،

ابو نواس نے دوسری باندی کا ہاتھ پکڑ کر اسے علیحدہ کر لیا اور پھر یہ شعر پڑھے،

فدیتک ماذا الصلف ❊ وشتمک اہل الشرف

میں تجھ پر قربان شرفا کے ساتھ تیرا یہ جور اور ان کو ملامت کرنا کیسا؟

صلی عاشقاً مدنفاً ❊ قد اعتب مما اقترف

تو اس عاشق بے تاب پر جو اپنی محبت کی وجہ سے معتوب ہے رحم کر،

ولا تذکری ما مضی ❊ عفا اللہ عما سلف

ترجمہ۔ گزشتہ کو یاد مت کر کیونکہ گزری ہوئی بات کو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے،

اس کے بعد اس نے تیسری باندی کو علیحدہ کیا اور پھر یہ شعر سنائے،

وباعثات الی فی الغلس ❊ ان ائتنا واحترس من العسس

بہت سی عورتیں مجھے ظلمت شب میں اپنے پاس بلاتی ہیں اور ہدایت کر دیتی ہیں کہ رات کے پہرہ داروں سے میں بچوں۔

حتی اذا نوّم العداۃ ولم ❊ اخش رقیباً ولا سنا قبس

جب دشمن سو گئے اور مجھے کسی رقیب یا روشنی کا اندیشہ نہ رہا۔

رکبت مُھری وقد طربت الی ❊ حور حسانٍ نواعم لعس

میں اپنے جوان گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت ہی شوق و طرب میں ایک نہایت خوبصورت۔ حور لقا، نرم اور گداز بدن محبوبہ کی طرف جس کے ہونٹوں پر مسی ملی ہوئی تھی لپکا۔

فجئت والصبح قد نھض له ❊ فبئس واللہ ماجری فرسی

میں اس کے پاس اس وقت آیا جبکہ صبح نمودار ہو چکی تھی۔ اور اب میرے گھوڑے کی اس تگ و دو کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔
امین نے کہا یہ سب باندیاں تم لے لو اللہ تمھیں مبارک کرے
جب امین خلیفہ ہوئے تو رشید کے خدمت گار حسین نے انکے ایک مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع تھا ایک نہایت ہی عمدہ اور بیش بہا سرکاری فرش بچھوایا اور امین سے کہا کہ آپ کے والد کے پاس جب دوسرے بادشاہ اور بادشاہوں کے سفرا آتے تھے تو وہ اسی فرش کو اس موقع پر بچھوایا کرتے تھے اور اس سے بہتر ان کے ہاں کوئی دوسرا فرش نہ تھا اس وجہ سے میں نے آپ کے لئے اسی کو بچھوایا ہے، امین کہنے لگے مگر میں تو چاہتا تھا کہ میری خلافت کے عہد میں سب سے پہلے فردراج (قدیم ایرانی دربار کا قالین) بچھایا جاتا اس فرش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو چنانچہ خدمتگاروں اور فراشوں نے اس قیمتی فرش کی دھجیاں اڑا دیں
ابراہیم بن المہدی نے ایک دن یہ شعر امین کو گا کر سنایا۔

ھجرتک حتی قیل لایعرف القلی ❊ وذرتک حتی قیل لیس له صبر

میں تجھ سے جدا ہوا تو کہا گیا کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ نفرت کیا

ہوتی ہے، میں تیرے پاس آیا تو کہا گیا کہ تمہارے دیکھے بغیر اسے صبر نہیں،
شعر سنکر امین کو وجد آگیا اور انھوں نے حکم دیا کہ اس کی کشتی کو سونے
سے بھر دیا جائے۔

مخارق بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ امین کے پاس تھا اس روز
بارش ہو رہی تھی وہ صبح کی شراب پی رہے تھے میں ان کے قریب بیٹھا
گا رہا تھا اس وقت وہاں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا وہ ایک نہایت
عمدہ زرتار کا جبہ پہنے تھے میں نے اس سے زیادہ خوبصورت جبہ
کبھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے میں اسے غور سے دیکھنے لگا کہنے لگے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم کو بہت پسند ہے میں نے عرض کیا میرے آقا
بیشک یہ بہت خوبصورت ہے مگر آپ کا چہرہ اس کے لئے باعث
حسن ہے۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو
نظر بد سے بچائے امین نے غلام کو آواز دی وہ حاضر ہوا انھوں نے
ایک دوسرا جبہ طلب کیا اسے خود پہن لیا اور جو پہلے پہنے ہوئے
تھے وہ مجھے عطا کیا تھوڑی دیر کے بعد پھر میں ان کو غور سے دیکھنے لگا
انھوں نے مجھ سے وہی سوال کیا جو پہلے کر چکے تھے میں نے بھی
حسب سابق ان کو جواب دیا انھوں نے اس جبے کو بھی مجھے دیدیا اسی طرح
تین جبے انھوں نے مجھے اس جلسے میں عطا فرمائے، مگر جب انھوں نے
اُن جبوں کو میرے جسم پر دیکھا تو اب وہ اپنی عطا پر سخت نادم
ہوئے ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ میر بکاول
کو جا کر حکم دے کہ وہ ہمارے لئے گوشت، بھونکر لائے اور اسے بڑی ترکیب
سے تیار کرے اور ابھی لائے، غلام گیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ
وہ ایک خوان لیکر حاضر ہوا یہ ایک چھوٹا سا خوان تھا جو بہت ہی
نازک اور سبک بنا ہوا تھا اس کے وسط میں بہت سا فربہ اور چکنا
پکا ہوا گوشت کا ٹکڑا رکھا ہوا تھا اور دو روٹیاں تھیں، یہ خوان
ان کے سامنے رکھدیا گیا انھوں نے ایک لقمہ توڑا اور اسے کھانے

کے لئے دستر خوان پر جھکے مجھ سے کہا مخارق تم بھی کھاؤ میں نے معافی چاہی کہنے لگے نہیں تم کو کھانا پڑے گا مجبوراً میں نے بھی ایک لقمہ توڑا اور گوشت کا کچھ حصہ لیکر ہاتھ سے اسے اپنے منہ میں رکھا میری اس حرکت پر برہم ہو گئے کہنے لگے تجھ پر اللہ کی مار تیری حرص نے میرا سارا مزا خراب کر دیا کیوں تو نے اپنا ہاتھ اسے لگایا۔ یہ کہکر اب انھوں نے وہ کباب اپنے ہاتھ سے اٹھا کر میری گود میں پھینکدیا اور کہا کہ چل اُٹھ جا میں کھڑا ہو گیا مگر اس کی تمام چکنائی اور روغن جبوں سے بہنے لگا میں نے ان کو اتار کر اپنے گھر بھیجدیا اور پھر دھوبیوں اور زر بافوں کو بلا کر اس بات کی انتہائی کوشش کی کہ ان کے یہ داغ مٹ جائیں اور وہ جیسے تھے پھر اصلی حالت پر عود کریں مگر اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔

عبیداللہ بن ابی غسان بیان کرتا ہے کہ شدید سردی کے موسم میں ایک دن میں امین کی خدمت میں حاضر تھا وہ اس وقت اپنی ایک تنہا مجلس میں اکیلے بیٹھے تھے اور اس قدر بیش قیمت اور اعلیٰ درجہ کا فرش وہاں بچھا ہوا تھا کہ اس کی نظیر میری نظر سے نہیں گزری تھی اور اس روز تین دن و رات گزر چکے تھے کہ میں نے نبیذ کے علاوہ کچھ کھایا نہ تھا اس کی وجہ سے مجھ سے بات بھی نہیں کی جاتی تھی اور نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا میں پیشاب کے بہانے اٹھا اور میں نے ایک خاصہ کے خدمتگار سے کہا کہ میں مر رہا ہوں کسی ترکیب سے مجھے کوئی ایسی چیز کھلاؤ کہ میرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑے اس نے کہا بہتر ہے دیکھو میں ابھی ایک بات بتاتا ہوں دیکھو میں کیا کرتا ہوں تم صرف میرے قول کی تصدیق کر دینا۔ جب امین پھر مجلس میں آکر متمکن ہوئے خدمتگار مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔ امین نے پوچھا کیوں مسکرائے اس نے کہا کچھ نہیں سرکار امین برہم ہو گئے اس نے عرض کیا کہ یہ عبیداللہ بن ابی غسان بھی بڑے مزے کا آدمی ہے کہ یہ خربوزے سے بہت ہی سخت گھبراتا ہے

اس کی خوشبو تک اسے گوارا نہیں، امین نے پوچھا کیا واقعی یہ بات ہے عبیداللہ نے کہا جی ہاں سرکار مجھے خربزہ سے بہت ہی نفرت ہے کہنے لگے اس کے اسقدر خوش ذائقہ اور خوشبودار ہونے کے باوجود تم اس سے اسقدر کراہیت کرتے ہو، اس نے کہا کیا عرض کیا جائے ہے تو یہی امین کو بڑی حیرت ہوئی انھوں نے اسی وقت خربزہ طلب کیا متعدد پیش کیے گئے ان کو دیکھتے ہی عبیداللہ کانپنے لگا اور ڈرتے ڈرتے دور ہٹنے لگا امین نے حکم دیا کہ اسے جانے نہ دو پکڑلو اور اس کے سامنے خربوزے رکھوا اب عبیداللہ اور بھی زیادہ منہ بنانے لگا اور ان کے کھانے سے توبہ و تحاشی کرنے لگا امین ہنسنے لگے اس نے کہا ایک کھاؤ عبیداللہ نے کہا سرکار آپ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں بخدا اس کے کھاتے ہی میرے پیٹ میں جو کچھ ہوگا اس میں ہیجان پیدا ہوگا اور بہت سے امراض اٹھ کھڑے ہونگے میں اپنے بارے میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کردیں کہنے لگے یہ خربزہ کھالو اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد واثق کرتا ہوں کہ یہ تمام فرش تم کو دیدوں گا میں نے کہا اس کے کھاتے ہی جب میں مرہی جاؤنگا تو یہ فرش میرے کس کام کا ۔ غرضکہ میں برابر انکار کرتا گیا، اور وہ اصرار کرتے رہے خدمتگار چھری لائے اور اسے تراش کر اس کی قاشیں میرے منہ میں ٹھوسنے لگے دکھانے کے لئے تو میں شور مچاتا رہا اور اپنی سخت بے چینی کا اظہار کرتا رہا مگر اسی کے ساتھ مزے سے اس کی قاشیں نگلتا رہا اور امین پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ بہت ہی جبر واکراہ سے میں کھا رہا ہوں اسی حالت میں میں اپنا سر پیٹتا اور چلاتا بھی رہا وہ ہنستے رہے جب میں کھا چکا تو وہ اس مجلس سے دوسری مجلس چلے گئے اور فراشوں کو بلا کر حکم دیا کہ وہ فرش میرے گھر لے جائیں اس دوسرے کمرے میں انھوں نے میرے ساتھ پھر وہی کیا کہ یہاں بھی زبردستی ایک خربزہ مجھے کھلایا اور اس کا فرش بھی مجھے عنایت کردیا تیسرے کمرے میں گئے

اور وہاں پھر مجھے بلا کر ایک اور خربزہ کھلایا اور اس کا فرش بھی عطا کر دیا اس طرح اس روز انہوں نے مجھے تین نہایت ہی بیش قیمت فرش عطا کئے اور تین خربزے کھلائے، اس ترکیب سے بخدا میری حالت درست ہو گئی اور میری جان میں جان آگئی، امین ہاتھ منہ دھونے چلے گئے منصور بن المہدی جو امین کا بڑا خیر خواہ بنتا تھا میرے پاس آیا میں بھی اس بات کو سمجھتا تھا کہ دینے کو تو امین نے یہ فرش مجھے دیدیئے ہیں مگر بعد میں ان کو اس کی سخت ندامت ہو گی، چنانچہ ان کی غیبت میں منصور میرے پاس آیا اسے امین کی اس فیاضی کی اطلاع ہو چکی تھی اور کہنے لگا اے فاحشہ زادے تو اس طرح دھوکہ دے کر امیر المومنین کے مال پر قبضہ کرتا ہے دیکھ میں تجھے اس کی کیا سزا دیتا ہوں میں نے عرض کیا جناب والا اصل واقعہ اور سبب تو یہ ہے اب آپ کا جی چاہے آپ مجھے قتل کر کے گنہ گار ہوں یا معاف کر کے احسان کریں میں اب آیندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا اس نے کہا اچھا ہم نے معاف کر دیا۔

منہ ہاتھ دھو کر امین پھر مجلس میں آئے حکم دیا کہ اس حوض پر فرش کیا جائے، فرش بچھا دیا گیا وہ اور ہم سب اس پر بیٹھ گئے حوض پانی سے بھرا ہوا تھا کہنے لگے چچا جان میں چاہتا ہوں کہ عبید اللہ کو اس حوض میں ڈال دوں اور پھر آپ اس کی حالت دیکھ کر خوب ہنسیں منصور نے کہا جناب والا آپ ایسا نہ کریں ایک تو آج سردی اس قدر شدید دوسرے پانی بھی برف ہے اگر آپ اسے پانی میں ڈالدیں گے تو گویا اس کو مار ڈالیں گے میں اس سے بھی اچھی ایک ترکیب بتاتا ہوں وہ اس کیساتھ کی جائے امین نے پوچھا وہ کیا ہے، منصور نے کہا وہ یہ کہ آپ اسے تخت سے باندھکر غسل خانہ کے دروازے پر چھوڑ دیں تاکہ جو شخص پیشاب کرنے جائے وہ اس کے سر پر موتے کہنے لگے خوب بات بتائی ایک چوکی طلب کی اس پر مجھے باندھا گیا اور پھر ان کے حکم سے خدمتگاروں نے مجھے لا کر غسل خانے کے دروازے پر ڈالدیا اب خدمتگاروں نے آکر اپنے کمر بند

مجھ پر کھولے اور محض امین کو دکھانے کے لئے جھوٹ موٹ مجھ پہ پیشاب کرنے لگے میں دہائی دینے لگا وہ بہت دیر تک یہ تماشہ کراتے رہے اور ہنستے رہے اس کے بعد مجھے کھولدیا گیا میں یہ ظاہر کرتا رہا کہ پیشاب کی بدبو سے گویا میں بہت سخت پریشان ہوں اس بنا پر میرے کپڑے بدلوائے گئے اور مجھے انعام بھی دیا گیا'

فضل بن الربیع امین معزول کا حاجب بیان کرتا ہے " میں ایک دن ان کے سراہنے کھڑا تھا دن کا کھانا پیش ہوا اکیلے انھوں نے اسے کھالیا اور عجیب طریقہ سے کھایا حالانکہ ان سے پہلے خلفار کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ باورچی خانے میں جسقدر کھانے پکتے تھے وہ ان سب کو پہلے چکھ لیتے تھے اور پھر بعد میں اپنا خاصہ تناول کرتے تھے' جب اس قدر کھا چکے تو سر اٹھا کر اپنی ماں کے خدمتگار ابوالعنبر کو حکم دیا کہ باورچی خانے جاؤ اور باورچیوں کو حکم دو کہ وہ میرے لیے سموسے تیار کریں اس طرح کہ آٹے کی گولی تیار کرکے اسے لانبا کریں پھر اسے نہ توڑیں اور اس میں مرغ کی چربی۔ مکھن' پودینہ انڈے' پنیر' زیتون اور جوز بھریں اس قسم کے بہت سے سموسے تیار کرکے جلد لے آئیں' تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک چوکور خوان میں یہ سموسے اس طرح توبرتو رکھے ہوئے کہ وہ ایک مخروطی مینار سا بن گیا تھا امین کی خدمت میں پیش کئے گئے انھوں نے پہلے ایک اٹھا کر کھایا اس کے بعد دوسرا اور تیسرا یہاں تک کہ اسی طرح ایک ایک کرکے وہ سب چٹ کر گئے۔

مخارق کہتا ہے کہ ایک رات مجھے ایسی پیش آئی کہ اس کی نظیر نہیں' رات گئے میں اپنے گھر میں تھا کہ امین کا آدمی جبکہ وہ خلیفہ تھے مجھے بلانے آیا اور وہ مجھے نہایت تیزی کے ساتھ ان کے قصر میں لایا میں اندر آیا میں نے دیکھا کہ ابراہیم بن المہدی کو بھی میری طرح اسی وقت طلب کیا گیا ہے اور وہ اور میں ایک ساتھ آستانے پر

حاضر ہوئے تھے وہ قصر کے صحن میں آنے والے دروازے پر آیا ہم نے دیکھا کہ تمام صحن میں بڑی بڑی شمعیں جو خاص امین کے پاس تھیں روشن ہیں اور ان کی روشنی سے رات دن بنی ہوئی ہے خود امین ایک بُرجی میں جلوہ افروز ہیں اور تمام محل لونڈیوں اور خدمتگاروں سے بھرا ہوا ہے۔ بھانڈ نقل کر رہے ہیں اور امین اس بُرجی میں سب کے بیچ میں کھڑے ہوئے ناچ رہے ہیں ہم سے خدمتگار نے آکر کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ تم اسی مقام پر اس دروازے میں صحن سے متصل کھڑے ہو جاؤ اور میری آواز کے ساتھ ملا کر شہنائی بجاؤ چنانچہ ہماری شہنائی لونڈیوں اور بھانڈوں کی آواز میں موسیقی یکسانی پیدا ہوگئی یہ نظم تھی جو ہم سب گا رہے تھے ' ھتای دنانیر قتسنانی واذکرھا یہ دینار مجھے بھلا دیتے ہیں مگر میں ان کو یاد کرتا ہوں) میں اور ابراہیم دونوں اپنے حلق پھاڑ پھاڑ کر اس نفیری کی گت کو صبح تک گاتے رہے اور امین اسی طرح بغیر کسی تعب اور محنت کے محسوس کئے اپنے دیوان میں ناچتے رہے ناچتے ناچتے کبھی وہ ہمارے اتنے قریب آجاتے تھے کہ ہم ان کو دیکھ لیتے تھے اور کبھی ہمارے اور ان کے درمیان باندیاں اور خدمتگار حائل ہو جاتے تھے اسی طرح صبح ہو گئی۔

حسین بن فراس بنی ہاشم کا مولی بیان کرتا ہے کہ امین کے عہد میں مجاہد اس شرط پر کہ ان کو مال غنیمت کا خمس دیا جائے گا جہاد کے لئے گئے چنانچہ جب خمس تقسیم ہوا تو ایک ایک غازی کے حصے میں چھ چھ دینار آئے یہ اس زمانے کے اعتبار سے بڑی رقم تھی۔

ابن الاعرابی کہتا ہے کہ جب حسن بن ہانی (ابونواس) فضل بن الربیع کے سامنے پیش کیا گیا میں وہاں موجود تھا فضل نے کہا امیر المومنین سے شکایت کی گئی ہے کہ تم زندیق ہو اور وہ اس الزام سے قسمیں کھا کر اپنی برات کرنے لگا مگر فضل بار بار اس سے کہتا جاتا تھا کہ میں کیا کروں امیر المومنین سے تمہاری اس قسم کی شکایت ہوئی ہے ابونواس

نے اس سے درخواست کی کہ آپ امیر المومنین سے میری سفارش کریں فضل نے اس کی سفارش کی اور امین نے اسے رہا کر دیا۔ اس رہائی پر اس نے فضل کی تعریف میں کچھ شعر کہے مگر ابو حبیب الموشی کہتا ہے کہ ایک دن میں موسٰی بن عمران کے ہمراہ فضل کے پاس جا رہا تھا اثنائے راہ میں موسٰی نے مجھ سے کہا چلو ذرا ابو نواس سے ملتے چلیں ہم دونوں جیل میں اس کے پاس آئے اس نے موسٰی سے پوچھا اے ابو عمران کہاں کا قصد ہے اس نے کہا میں ابو العباس فضل بن الربیع کے پاس جا رہا ہوں ابو نواس نے کہا کیا میرا یہ رقعہ تم ان کو پہنچا دو گے اس نے کہا ہاں میں لے جاتا ہوں ابو نواس نے اس رقعہ میں چند شعر لکھ کر اسے دیئے اور یہی اشعار اس کی رہائی کا سبب بنے۔

جب امین نے ابو نواس کا یہ شعر

الا اسقّنی خمراً ✤ وقل لی ھی الخمر

سنا اور نیز دوسرے وہ اشعار جس میں اس نے شراب کی مدح اور آرزو کی تھی سنے۔

اسقنیھا یا ذفافہ ✤ مزۃ الطعم سلافہ

ذل عندی من قلاھا ✤ لرجاء او مخافہ

مثل ما ذلت وضاعت ✤ بعد ھارون الخلافہ

ترجمہ اے ذفافہ تو مجھے خالص تیز و تند اور تلخ شراب پلا میرے نزدیک ہر وہ شخص جو کسی طمع یا خوف کی وجہ سے شراب کو برا سمجھتا ہے ایسا ہی ذلیل خوار ہے جس طرح کہ ہارون کے بعد خلافت ذلیل و خوار ہو گئی ہے۔

اور پھر یہ شعر سنا۔

فجاء بھا ذہبیۃ ذہبیۃ ❊ فلم نستطع دون السجود لھا صبرا

ترجمہ۔ وہ ایسی سنہرے رنگ کی دمکتی شراب لایا کہ ہم کو مجبوراً اسے سجدہ کرنا ہی پڑا۔

انھوں نے ابو نواس کو قید کر دیا اور اس سے کہا کہ بلا شبہ تو کافر اور زندیق ہے اس موقع پر ابو نواس نے فضل بن الربیع کو ایک منظوم درخواست لکھ کر بھیجی اس میں اپنی برائت ظاہر کی اور اس کی خوشامد کی تاکہ وہ امین سے اس کی سفارش کرے۔

خلافت مامون عبداللہ بن ہارون

اس سال جو لڑائی امین اور مامون کے درمیان ہو رہی تھی بالکل ختم ہو گئی اور تمام مشرق، عراق اور حجاز نے مامون کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سال کے ماہ ذی حجہ میں ہرثمہ نے انصار و اراذل اور بدویوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حکومت کے خلاف علم بغاوت برپا کر دیا اور اپنے زعم میں آل محمدؐ میں سے کسی بہتر شخص کے انتخاب کے لئے دعوت دی، یہ نیل آیا، یہاں اس نے مالگزاری وصول کی تاجروں پر غارت گری کی، دیہات کو لوٹ لیا اور مویشی ہنکالے گیا۔

امین کے قتل اور تمام لوگوں کے مطیع ہو جانے کے بعد اس سال مامون نے اس تمام جبال۔ فارس، اہواز، بصرے، کوفے، حجاز اور یمن کے علاقوں پر جن کو طاہر نے فتح کیا تھا فضل بن سہل کے بھائی حسن بن سہل کو والی مقرر کیا، اور طاہر کو جو اس وقت بغداد میں مقیم تھا حکم بھیجا کہ وہ اپنے تمام زیر اقتدار علاقوں کو حسن بن سہل کے نائبوں کے حوالے کر دے اور وہ خود رقہ جا کر نصر بن شبث سے لڑے اور اس کے بجائے ہم تم کو موصل جزیرہ، شام اور تمام ممالک مغربی کا والی مقرر کرتے ہیں

چنانچہ حسن کا نائب علی بن سعید عراق کا والی خراج مقرر ہو کر عراق آگیا مگر جب تک طاہر نے فوج کی تمام معاش ادا نہ کر دی محکمہ خراج کو اس کے حوالے نہیں کیا البتہ ادائی معاش کے بعد اس نے اسے جائزہ دیا ریا۔

اس سال مامون نے ہرثمہ کو خراسان بلا بھیجا۔ اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے مشہور واقعات

اس سال حسن بن سہل عراق کا والی عام مقرر ہو کر بغداد آیا اور یہاں آکر اس نے تمام اضلاع اور شہروں میں اپنے عامل اور عہدیدار مقرر کئے۔ اس سال جمادی الاولیٰ میں طاہر رقہ روانہ ہوا، عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد بھی اس کے ہمراہ "رقہ" روانہ ہوا۔ اور اسی سال ہرثمہ خراسان روانہ ہوا۔ اس سال ازہر بن زہیر بن المسیب ہرش کے مقابلے کے لئے گیا اور اس نے ماہ محرم میں اسے قتل کر دیا۔ اس سال محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب نے جمعرات کے دن ۱۵ ار جمادی الآخر کو کوفہ میں خروج کیا اور آل محمد میں سے بہتر شخص کو خلیفہ منتخب کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی، اسی کو ابن طبا طبا کہا جاتا ہے، ابو السرایا السری بن منصور جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن عامر بن عمرو بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد میں تھا ابن طبا طبا کی اس تحریک کا اصلی کارپرداز

اس کا وزیر با تدبیر اور اس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔

محمد بن ابراہیم ابن طباطبا کا خروج

اس کے خروج کی وجہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعضوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ ان علاقوں کی ولایت سے جن کو طاہر نے فتح کیا تھا جب مامون نے اسے بدل دیا اور اس کی جگہ حسن بن سہل کو مقرر کیا تو عراق میں یہ بات مشہور ہوئی کہ فضل بن سہل نے مامون پر بالکل قبضہ کر لیا ہے نیز اس نے مامون کو ایک قصر میں نظر بند کر دیا ہے اور کسی کو اس سے ملنے نہیں دیتا چاہئے عوام ہوں یا خاص امرا اور قریبی اعزا۔ اور وہی بغیر ان کی رائے، خواہش اور مشورہ کے تمام امور سلطنت کو اپنی استبدادانہ رائے سے سرانجام دے رہا ہے، اس خبر سے عراق کے بنی ہاشم اور دوسرے عمائد میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور انھوں نے فضل بن سہل کے اس طرح مامون پر قابو پا جانے کو بہت ہی برا سمجھا اسی وجہ سے یہ سب کے سب حسن بن سہل پر چیرہ دستی کرنے لگے عراق کے تمام شہروں میں فساد برپا ہو گیا، اس سلسلہ میں سب سے پہلے ابن طباطبا نے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں کوفے میں خروج کیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو السرایا ہرثمہ کے تحتانی عمال میں تھا اس نے اس کی معاش دینے میں دیر لگائی اور اسے موخر کر دیا اس بنا پر ابو السرایا ہرثمہ سے بگڑ کر کوفے چلا آیا یہاں اس نے محمد بن ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی، کوفہ پر قبضہ کر لیا تمام کوفے والوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی محمد بن ابراہیم نے کوفے میں مستقل اقامت اختیار کی اطراف کوفہ کے رہنے والے اور بدوی وغیرہ اس کی حمایت کے لئے اس کے پاس آئے۔

اس سال حسن بن سہل نے زہیر بن المسیّب کو اس کی جمعیت کے ساتھ کوفے روانہ کیا، جب ابن طباطبا کوفے میں داخل ہوا ہے اس وقت سلیمان بن ابی جعفر المنصور، حسن بن سہل کی جانب سے وہاں کا عامل تھا مگر وہ خود تو کوفے میں تھا نہیں البتہ اس کا نائب خالد بن محجل الضبیّ اس کے بجائے کوفے پر متعین تھا جب اس کی اطلاع حسن بن سہل کو ہوئی وہ سلیمان پر بہت ناراض ہوا اور بگڑا حسن نے اسے بزدل ٹھیرایا اور اب اس نے زہیر بن المسیّب کو دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں سوار اور پیادہ دونوں طرح کی فوجیں تھیں کوفے بھیجا، جب یہ فوج کوفے کیطرف بڑھی اور اس کی پیش قدمی کی خبر باغیوں کو ہوئی وہ پہلے تو کوفے سے نکل کر مقابلے کے لئے آمادہ ہوئے مگر جب اس کی اپنے میں طاقت نہ پائی تو شہر ہی میں ٹھیرے رہے البتہ جب زہیر قریۂ شاہی پہنچ گیا تو اب کوفے والے بھی شہر سے نکل کر آگے بڑے اور پھر ٹھیر گئے قنطرہ پہنچ کر زہیر نے ان کے سامنے آکر منگل کی شام کو صعنب پر پڑاؤ کیا دوسرے دن علی الصباح اس نے کوفے والوں پر حملہ کر دیا مگر انھوں نے اسے بری طرح شکست دی اس کی فرودگاہ لوٹ لی اور جس قدر روپیہ، اسلحہ، جانور اور دوسرا اسباب وسامان زہیر کے ساتھ تھا اس سب پر قبضہ کر لیا، یہ بدھ کے دن کا واقعہ ہے، اس کے دوسرے ہی دن یعنی جمعرات یکم رجب ۱۹۹ھ ہجری کو محمد بن ابراہیم ابن طباطبا نے یکایک انتقال کیا اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ابو السرایا نے اسے زہر دیدیا اور اس زہر دینے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب ابن طباطبا نے زہیر کی فرودگاہ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا تو اس نے ابو السرایا کو اس میں دخل و تصرف کی قطعی ممانعت کر دی تمام فوج ابن طباطبا کی مطیع تھی اس طرز عمل سے ابو السرایا پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ابن طباطبا کے ہوتے ہوئے اسے کچھ اختیار نہیں اس نے ابن طباطبا کو زہر دیدیا اس کے مرنے کے بعد ابو السرایا نے ایک بے ریش و بروت کمسن لڑکے محمد بن محمد بن زید بن علی بن الحسینؓ

بن علی بن ابی طالب کو اس کی جگہ بٹھا دیا اس طرح اب اس دعوت کا اصلی کارفرما اور مختار کل ابو السرایا ہو گیا وہی احکام نافذ کرتا تھا وہی عزل ونصب کرتا اور سارے اختیارات اسی کو حاصل تھے۔

جس دن زہیر کو شکست ہوئی اسی دن وہ قصر ابن ہبیرہ واپس آکر وہاں فروکش ہو گیا، اس کے کوفے روانہ ہو جانے کے بعد ہی حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد المروذی کو نیل بھیجد یا تھا مگر زہیر کی ہزیمت کے بعد عبدوس حسن بن سہل کے حکم سے کوفے کے ارادے سے آگے بڑھا جب یہ اپنی فوج کے ساتھ جامع پہنچا اسوقت زہیر قصر میں موجود تھا خود ابو السرایا عبدوس کی طرف بڑھا اور اتوار کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں اس نے خود جامع پر پیش قدمی کر کے عبدوس پر حملہ کر دیا اسے قتل کر دیا ہارون بن محمد بن ابی خالد کو گرفتار کر لیا اور اس کی فرودگاہ کو لوٹ لیا، بیان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر عبدوس کے ساتھ چار ہزار شہ سوار تھے مگر ان میں سے کوئی بھی بچ کر بھاگ نہ سکا یا مارے گئے یا گرفتار کر لئے گئے، اس کامیابی کے بعد طالبیین تمام شہروں میں پھیل گئے ابو السرایا نے کوفے میں درہم مسکوک کرائے ان پر یہ آیت کندہ کی ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص"

جب زہیر کو جو اس وقت قصر میں مقیم تھا معلوم ہوا کہ ابو السرایا نے عبدوس کو قتل کر دیا ہے وہ اپنی تمام جماعت کو سمیٹ کر نہر الملک چلا آیا اس کے بعد خود ابو السرایا اپنے مقام سے بڑھ کر قصر ابن ہبیرہ میں اپنی فوج سمیت چلا آیا اس کے طلائع کوثی اور نہر الملک تک دیکھ بھال کرتے آتے تھے، پھر ابو السرایا نے اپنی فوجیں بصرے اور واسط روانہ کیں اور وہ ان میں داخل ہو گئیں، عبید اللہ بن سعید الحرشی جو حسن بن سہل کی جانب سے واسط کا عامل تھا اس وقت نواح واسط میں کسی جگہ مقیم تھا، ابو السرایا کے جیش نے واسط کے بالکل قریب اس کا مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا یہ

بغداد پلٹ آیا اس کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے۔

جب حسن بن سہل نے دیکھا کہ کسی شخص کی ابوالسرایا کے مقابلہ میں پیش نہیں جاتی جو فوج بھی اس کے مقابلہ پر گئی اس نے اسے تباہ اور برباد کر دیا اور اب کوئی سپہ سالار یہاں ایسا نہیں ہے جو کامیابی سے اس کا مقابلہ کرے اس کی نظر نہایت بے تابی سے ہرثمہ پر گئی مگر ہرثمہ پر یہ گزری تھی کہ جب حسن بن سہل مامون کی جانب سے عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہرثمہ نے اپنے تمام سرکاری کام اس کے حوالے کر دئے اور خود حسن سے بگڑ کر خراسان چل دیا یہ ابھی حلوان پہنچا تھا کہ حسن نے سندھی اور صالح صاحب المصلی کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ابوالسرایا سے لڑنے کے لئے بغداد واپس لے آئیں مگر ہرثمہ نے واپس آنے سے قطعی انکار کر دیا حسن کے وکیل نے واپس آ کر اس کے انکار کی اسے اطلاع کر دی مگر اس نے دوبارہ سندھی کو ایک نہایت لجاجت آمیز اور خوشامدانہ خط دیکر ہرثمہ کے پاس بھیجا اس خط کے پڑھنے کے بعد ہرثمہ اس سال کے ماہ شعبان میں بغداد چلا آیا اور اب اس نے کوفے جانے کی تیاری کی، حسن بن سہل نے علی بن ابی سعید کو حکم دیا کہ تم مدائن، واسط اور بصرہ کی سمت چلے جاؤ۔ یہ اس کے لئے آمادہ ہو گئے ابوالسرایا کو بھی جو اس وقت قصر ابن ہبیرہ میں مقیم تھا اس نقل و حرکت کی اطلاع ہوئی وہ خود مدائن کی طرف بڑھا اور رمضان میں اس کی فوجیں مدائن میں داخل ہو گئیں البتہ وہ خود اپنی جمعیت کے ساتھ بڑھتا ہوا رمضان میں نہر صرصر یہ کوفے کے راستے سے متصل فروکش ہوا جب پہلی مرتبہ ہرثمہ نے حسن کے پاس بغداد آنے سے انکار کیا تو اس وقت حسن نے منصور بن المہدی کو حکم دیا تھا کہ وہ فوج کے ساتھ بغداد سے چلکر ہرثمہ کے آنے تک یاسریہ جا کر ٹھیرا رہے، منصور نے حسب حکم عمل کیا اس کے بعد جب ہرثمہ آ گیا تو وہ بغداد سے چلکر سفینتین آیا اور یہاں اس نے منصور کے سامنے پڑاؤ کیا پھر یہاں سے بھی بڑھ کر اس نے نہر صرصر پر ابوالسرایا کے مقابل

پڑاؤ کیا صرف یہ نہران دونوں کے درمیان تھی، علی بن سعید اس وقت کلواذی میں مقیم تھا، عید الفطر کے دوسرے دن منگل کو وہ اپنی فرودگاہ سے جنگ کے لئے برآمد ہوا اس نے اپنے مقدمۃ الجیش کو مدائن بھیجدیا اور وہاں اس کی ابوالسرایا کی فوج سے جمعرات کے دن صبح سے شام تک نہایت شدید لڑائی ہوئی دوسرے دن علی الصباح ہرثمہ اور اس کی فوج پھر جنگ کے لئے مستعد ہو کر میدان کارزار میں آئی اور جنگ شروع ہوئی ابوالسرایا کی فوج مقابلہ سے بھاگ گئی ابن ابی سعید نے مدائن پر قبضہ کرلیا اس کی اطلاع ابوالسرایا کو ہوئی وہ ۵ شوال شب شنبہ میں اپنے نہر صرصر کے پڑاؤ سے پھر قصر ابن ہبیرہ میں واپس چلا آیا اور وہیں اتر پڑا، دوسرے دن صبح کو ہرثمہ کو اس کے جانے کی اطلاع ہوئی وہ تیزی سے اس کے تعاقب میں چلا اور اثنائے راہ ہی میں ابوالسرایا کی فوج کی ایک بڑی جماعت اس کے ہاتھ لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے ان کے سر حسن بن سہل کو بھیجدیے، اس کے بعد ہرثمہ قصر ابن ہبیرہ پہنچا اور وہاں اس کے اور ابوالسرایا کے درمیان ایک نہایت خونریز معرکہ پیش آیا جس میں ابوالسرایا کے بے شمار آدمی کام آئے وہاں سے ابوالسرایا چپکے سے نکلکر کوفے چلا گیا، کوفے میں محمد بن محمد اور اس کے ساتھی شیعوں نے عباسیوں اور ان کے موالی اور شاگرد پیشہ لوگوں کے مکانات پر دفعتاً دھاوا کر کے ان کو تاخت و تاراج کردیا اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے نہایت شقاوت قلب اور ظالمانہ طریقہ پر خارج کردیا عباسیوں کا جو روپیہ اور مال لوگوں کے پاس امانت تھا اس کو دریافت کر کے ضبط کرلیا اس موقع پر ہرثمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس نے لوگوں سے کہا کہ اس سال میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اس بہانے سے خراسان جبال جزیرہ اور بغداد وغیرہ کے جو حاجی حج کے لئے جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے وہ ان کو وہیں روک دیتا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ بہت جلد کوفے پر قبضہ کرلے گا ابوالسرایا نے مکہ اور مدینہ پر قبضہ کرنے اور امارت حج کے لئے اپنے آدمیوں کو پہلے سے بھیجدیا تھا اس وقت داؤد بن عیسیٰ بن

موسیٰ بن محمد بن عیسیٰ بن عبد اللہ بن العباس حرمین کا والی تھا۔ اس نے حسین بن حسن الافطس بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو مکے اور محمد بن سلیمان بن داؤد بن الحسن بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو مدینے بھیجا تھا محمد بغیر کسی مزاحمت کے مدینے میں داخل ہوگیا اور حسین بن حسن مکے گیا مکے کے قریب پہنچکر وہ اہل مکہ کی مزاحمت کی وجہ سے کچھ دیر وہاں رکا وجہ اسکی یہ تھی کہ جب داؤد بن عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ ابوالسرایا نے حسین بن حسن کو امارت حج کے لئے مکے بھیجا ہے اس نے بنی العباس کے موالیوں اور ان کے شاگرد پیشوں کو جمع کیا اس سال ہارون کا مشہور خدمت گار مسرور الکبیر بھی اپنے دو سو شہ سواروں کے ساتھ حج میں شریک تھا وہ اس بات کے لئے بالکل آمادہ ہوگیا کہ جو کوئی بھی زبردستی مکے میں داخل ہو اس سے لڑے اور شہر کو طالبیین کے قبضے سے بچائے اس نے داؤد بن عیسیٰ سے کہا کہ تم خود ورنہ تمھارا کوئی لڑکا میرے ساتھ آمادہ ہو جائے پھر میں دیکھ لیتا ہوں مگر داود نے اس سے کہا کہ حرم میں کسی طرح قتال جائز نہیں ایک راستے سے اگر وہ آئیں گے میں اس دوسرے راستے سے ان کو نکال دوں گا مسرور نے کہا یہ تم کیا کرتے ہو اپنی حکومت اور سلطنت اپنے ایسے دشمن کے سپرد کرنا چاہتے ہو کہ جو تمھارے مذہب تمھاری عزت اور مال کو تباہ و برباد کردے گا اور اس بارے میں کسی معترض کے اعتراض کی بھی پروا نہیں کرے گا' داؤد نے کہا میری حکومت!! اچھے اس سے کیا جب تک کہ میں بالکل پیر فانی نہ ہوگیا میرے خاندان والوں نے کسی ملک کی ولایت مجھے نہیں دی اب اس بڑھاپے میں البتہ انھوں نے اس حجاز کی حکومت مجھے دی ہے جس سے میں صرف اپنا پیٹ پالتا ہوں یہاں اور کیا رکھا ہے اصل میں تو اس حکومت کے مالک تم اور تمھارے ایسے اور اشخاص ہیں تمھارا جی چاہے تم لڑو یا نہ لڑو۔

اب داؤد تو مکہ چھوڑ کر مشاش چلا آیا اس نے اپنا سامان اونٹوں پر بار کر کے عراق روانہ کردیا اور مامون کی جانب سے ایک فرضی مراسلہ اپنے

بیٹے محمد بن داؤد کے پاس شرع پر تحریر لکھ کر اسے دی اور وعدہ کیا کہ اگر آپ کرا دیں
چلو ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھائی پھر مغرب اور عشاء کی نماز بھی اکٹھی پڑھا کر
رات بسر کی اور صبح کی نماز پڑھا کر سوار ہوئے اور سوار ہو کر مشعر حرام کے پاس سے چل کر مکہ کے
راستہ میں آیا اور وہاں سے چل دیا اس طرح محمد کے راستے کے دستہ کے آدمی چلے
گئے اور وہ دوسرے شخص ابن عباس کی طرف سے آ گئے اس کے بیٹے محمد نے لشکر کی
تجویز پر عمل کیا۔ داؤد کی اس حرکت کی وجہ سے بنی عباس کے لشکر والے اور
شاکریہ کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ ہی لشکر چھوڑ کر چلی گئی اور مصر
کے حوصلے پست ہو گئے اسے یہ خوف ہوا کہ اگر اس نے دوڑ کر مکہ کا قصد کیا
تو خود اس کے اکثر ساتھی اس سے جا ملیں گے اس اندیشہ سے وہ بھی
واپس جانے کے راستے سے دوڑ کر چلے گئے کہ بغیر لڑائی ہوا۔

اب صرف حاجی عرفات میں رہ گئے جب ظہر کا وقت آیا
بہت سے لوگوں نے امامت سے پہلو تہی کی احمد بن محمد بن
ولید الازرقی نے جو مکہ کے عوام کے موذن اور امام اور قاضی جماعت
تھے دیکھا کہ ان لوگوں میں سے کوئی موجود نہیں ہے انہوں نے قاضی مکہ
محمد بن عبد الرحمٰن المخزومی سے کہا کہ آپ قاضی شہر ہیں آپ آگے
بڑھیے اور خطبہ دیجیے اور دونوں نمازیں پڑھائیے انہوں نے کہا کہ
نائب امام بھاگ گیا اور یہ ایسی جماعت ہے کہ کسی طرح مطمئن ہو
نہیں سکتی ہے میں کس کے نام کا خطبہ پڑھوں انہوں نے کہا کہ
میں آپ کسی کا نام ہی نہ لیں محمد نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ امامت
کریں خطبہ دیں اور نماز پڑھا دیں مگر انہوں نے اس سے انکار کیا
ظہر کا وقت نکل رہا تھا سب نے مکہ والوں کے ایک امام کو آگے بڑھایا
اور اس نے بغیر خطبہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اس کے بعد تمام حاجی
وہاں سے چل کر عرفہ کے موقف میں آئے اور غروب آفتاب تک سب
وہاں وقوف کیا بعد مغرب سب لوگ تیزی سے عرفات سے مزدلفہ آئے
اور یہاں بھی ایک امام نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی اور ...

ہیں حسین بن حسن سرف میں اس خوف سے ٹھیرا ہوا تھا کہ اگر وہ مکہ میں داخل ہو گیا تو اس کی مزاحمت کی جائیگی اور لڑائی ہو گی مگر جب مکے کے بعض لوگوں نے جو طالبیین کی جانب مائل تھے اور عباسیوں سے ڈرتے تھے اس سے جا کر کہا کہ مکہ، منیٰ اور عرفہ سلطنت کے والیوں سے بالکل خالی ہو گیا ہے وہ سب کے سب ان مقامات کو چھوڑ کر عراق چلے گئے ہیں تو اب حسین بن حسن عرفہ کے دن مغرب سے پہلے مکہ میں داخل ہوا اس وقت اس کے ہمراہ پورے دس آدمی بھی نہ تھے اس جماعت نے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور رات میں عرفہ چلے گئے وہاں کچھ رات گئے تک وقوف کیا پھر مزدلفہ آ کر حسین نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس نے قزح پر وقوف کیا وہاں سے وہ حاجیوں کو لیکر چلا ایام حج میں اس نے منیٰ میں قیام کیا بلکہ سنہ ۱۹۹ ہجری کے ختم ہونے تک وہ خود منیٰ ہی میں ٹھیرا رہا۔ محمد بن سلیمان بن داؤد الطالبی بھی اس سال مدینے میں مقیم رہا اب تمام حاجی اور وہ لوگ جو حج میں آئے تھے واپس چلے گئے اس مرتبہ اتنی بات البتہ ہوئی تھی کہ حاجی عرفہ سے بغیر امام کے چلے آئے۔

جب ہرثمہ کو جو قریہ شاہی میں فروکش تھا خوف ہوا کہ اہل کوفہ داخل نہ ہو جائیں تو اس سال کا حج جاتا رہے گا اس نے ابوالسرایا اور اس کی فوج پر اسی مقام میں جہاں زہیر اس سے لڑا تھا حملہ کر دیا دن کے ابتدائی حصے میں ہرثمہ کو ہزیمت ہوئی مگر دن کے آخر میں ابوالسرایا کی فوج نے شکست کھائی جب ہرثمہ نے محسوس کیا کہ وہ بات پوری نہ ہو سکی جو وہ چاہتا تھا وہ قریۂ شاہی میں رہ پڑا اس نے حاجیوں وغیرہ کو واپس بھیجدیا منصور بن المہدی کو اپنے پاس قریہ شاہی میں بلا بھیجا اس کے آنے کے بعد اس نے کوفے کے عمائد اور امرا سے مراسلت شروع کی اور علی بن ابی سعید مدائن پر قبضہ کرنے کے واسطے آیا اور اسے اپنے قبضہ میں لیکر بصرہ کی طرف بڑھا مگر اس سال وہ اس پر قبضہ نہ کر سکا اور

سنہ ۱۹۹ ہجری ختم ہو گیا۔

سنہ ۲۰۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابوالسرایا کوفے سے بھاگ نکلا اور ہرثمہ والوں [illegible] داخل
ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابوالسرایا اور اس کے ساتھی [illegible]
کی رات [illegible] محرم ۲۰۰ ہجری کے [illegible]
کوفے سے بھاگ کر قادسیہ پہنچے اس رات کی صبح کو منصور [illegible]
اور ہرثمہ شہر میں داخل ہو گئے [illegible]
[illegible]

ان کو کہلا بھیجا کہ میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا جہاں تم چاہو چلے جاؤ جب تم میرے علاقے سے نکل جاؤ گے تو پھر میں تمہارا تعاقب بھی نہیں کروں گا مگر ابوالسرایا نے یہ بات نہ مانی اور لڑنے کے لئے اڑ گیا حسن نے ان سے جنگ کی ان کو مار بھگایا ان کی فرودگاہ کو بالکل تاخت و تاراج کر دیا اس لڑائی میں ابوالسرایا بہت سخت زخمی ہو گیا تھا وہ بھاگا اور پھر وہ محمد بن محمد اور ابوالشوک اکٹھا ہو گئے ان کے دوسرے تمام ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ کر متفرق ہو گئے صرف یہ تینوں جزیرہ کی راہ ابوالسرایا کے مکان راس العین آنے کے ارادہ سے روانہ ہو گئے یہ بھاگتے بھاگتے جلولا پہنچے تھے کہ ان کے گھوڑوں نے تھک کر ان کو گرا دیا حماد الکندغوش وہاں پہنچ گیا اور وہ ان کو گرفتار کر کے حسن بن سہل کے پاس جو نہروان میں حربیہ جماعت کا نکالا ہوا پڑا ہوا تھا لے آیا حسن نے سب سے پہلے ۱۰ ربیع الاول جمعرات کے دن ابوالسرایا کی گردن مار دی۔
بیان کیا گیا ہے کہ اس کے قتل کے لئے ہارون بن محمد بن ابی خالد کو جو ابوالسرایا کے ہاتھوں گرفتار ہو چکا تھا متعین کیا گیا تھا اور اسی نے اس کو قتل کیا۔

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ قتل کے وقت جس قدر جزع فزع ابوالسرایا نے کیا اس کی نظیر نہیں قتل کے وقت اس نے بہت ہی بیچینی سے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اور چیخنے چلانے لگا اس کے سر میں رسی باندی گئی اب بھی وہ بہت ہی چلاتا ہاتھ پاؤں مارتا اور پیچ و تاب کھا رہا تھا اسی حالت میں اس کو قتل کر دیا گیا اس کے سر کو حسن بن سہل کی چھاؤنی میں پھرایا گیا اور اس کا جسم بغداد بھیجدیا گیا وہاں اسکے دو حصے کر کے پل کے دونوں سروں پر ایک ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا کوفے میں اس کے خروج اور پھر قتل میں دس ماہ کی مدت گزری تھی۔

جب ابوالسرایا نے دجلہ کو عبور کیا تھا علی بن ابی سعید

اسکی طرف بڑھا مگر جب وہ اس کی دسترس سے نکل گیا تو علی بصرے آیا اس نے بصرے کو فتح کیا طالبیین میں سے بصرے میں زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب جسے زید النار کہتے ہیں اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا زید النار ان کو اس لئے کہنے لگے کہ اس نے بنی عباس اور ان کے طرفداروں کے اکثر مکانات کو بصرہ میں جلا دیا تھا نیز موجودہ جماعت کا جو شخص اسکے پاس پیش کیا جاتا اس کو وہ یہی سزا دیتا کہ آگ میں جلا ڈالتا۔ ان لوگوں نے بصرہ میں بہت سی دولت زبردستی جمع کی تھی علی بن ابی سعید نے زید النار کو زندہ گرفتار کر لیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے علی سے امان کی درخواست کی اور علی نے اسے امان دیدی اس کے بعد علی نے اپنے ساتھ کے سپہ سالاروں میں سے عیسیٰ بن یزید الجلودی، ورقاء بن جمیل، حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہارون بن المسیّب کو مکے مدینے اور یمن روانہ کیا تاکہ وہ ان طالبیین سے جو وہاں ہیں لڑیں۔

ابوالسرایا کو قتل کر کے حسن بن سہل نے محمد بن محمد کو مامون کے پاس خراسان بھیجدیا۔ اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے یمن میں خروج کیا۔

ابراہیم بن موسیٰ العلوی کا یمن میں خروج

یہ اپنے خاندان کے کچھ لوگوں کے ساتھ مکے میں رہا کرتا تھا جب اسے طالبیین کے لئے ابوالسرایا کے عراق میں خروج کرنے کی جیسے ہم بیان کر آئے ہیں اطلاع ہوئی یہ بھی اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکے سے یمن کے ارادے سے روانہ ہوا اس وقت مامون کی جانب سے اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ

بن عباس یمن کا والی تھا جب اسے ابراہیم کی یمن کی جانب پیشقدمی اور صنعا کے قریب آجانے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی تمام سوار اور پیدل فوج کو لیکر یمن کو ابراہیم کے لیئے خالی کر کے نجد یہ کی راہ پلٹ آیا اور اس نے ابراہیم کے مقابلے سے کنائی کاٹ لی اس کے اس طرز عمل کی بڑی وجہ اس کے چچا داؤد بن عیسیٰ کا حرمین سے بغیر مقابلہ چلے آنا ہوئی اور اس نے بھی اسی کی اقتدا کی یہ مکے کے ارادے سے مُشاش آیا وہاں اس نے باقاعدہ چھاونی قائم کی اور اب مکے میں داخل ہونا چاہا مگر ان علویوں نے جو مکے میں تھے اسے روک دیا اس کی ماں مکے میں علویوں سے روپوش تھی وہ اس کی تلاش میں تھے اس وجہ سے وہ ان سے روپوش ہو گئی تھی اسحق بن موسیٰ بہت مدت تک مشاش میں فروکش رہا اس اثناء میں عباس کے جو طرفدار مکے میں چھپے ہوئے اقامت گزیں تھے وہ پہاڑوں کی چوٹی سے گزرتے ہوئے ایک ایک اس کے پاس آنے لگے اور اسی طرح خفیہ طور پر وہ اسحق کی ماں کو بھی اس کے بیٹے کے پاس لے آئے۔ اس ابراہیم بن موسیٰ کو جزّار کہتے ہیں کیونکہ اس نے یمن میں ہزارہا آدمیوں کو قتل کیا تھا ان کو لونڈی غلام بنا لیا تھا اور ان کے مال کو غصب کر لیا تھا۔

اس سال کی پہلی محرم کو جب کہ حاجی مکے سے چلے گئے حسین بن حسن الافطس مقام کے عقب میں ایک گدّے پر جسے دوہرا کرکے بچھایا گیا تھا بیٹھ گیا تھا اور اس نے غلاف کعبہ کے اوتارنے کا حکم دیا چنانچہ کعبہ پر جس قدر غلاف تھے وہ سب اوتار لئے گئے اور اب صرف ننگا پتھر رہ گیا اس کے بعد حسین نے دو دو ریشمیں غلاف جن کو ابو السرایا نے اس کے ہاتھ اسی لئے بھیجا تھا کعبہ پر چڑھا دئے ان پر مرقوم تھا، "یہ اصغر بن الاصغر ابو السرایا داعی آل محمد کے حکم سے بنائے گئے ہیں تاکہ بیت اللہ الحرام پر ڈالے جائیں اور عباسیوں کا سیاہ غلاف کعبہ سے اُتار دیا جائے تاکہ کعبہ ان کے غلاف سے پاک ہو جائے۔ یہ تحریر ۱۹۹ھ ہجری

میں لکھی گئی۔

جو غلاف اُتارے گئے تھے ان کو حسین نے اپنے ہمراہی علویوں اور اپنے پیرووں میں ان کے مراتب کے مطابق تقسیم کرا دیا، کعبہ میں جس قدر روپیہ تھا اس سب پر قبضہ کر لیا جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس عباسیوں یا ان کے پیرووں کی کوئی امانت ہے اس نے اچانک اسکے مکان پر دھاوا کر دیا اگر وہاں کوئی شئے جس کی نشاندہی کی گئی تھی دستیاب ہو گئی حسین نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا اور اس امین کو کچھ سزا دیدی اور اگر کوئی چیز اس کے پاس سے برآمد نہ ہوئی تو حسین نے اسے قید کر کے سخت عذاب دینا شروع کیا البتہ جب اس نے اپنی مقدرت کے مطابق اپنی جان کا فدیہ ادا کر دیا تو اس سے سب کے سامنے اس بات کا اقرار کرا لیا کہ جو شئے اس کے ہاں سے ملی ہے، وہ اصل میں عباسیوں یا ان کے کسی دوسرے آدمی کی ہے اس قسم کی حرکت اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ کی۔

اس زبردستی تحصیل مال پر عذاب دینے کے لئے کوفے کا ایک شخص محمد بن مسلمہ حسین کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا یہ حنّا طبیب کے محلہ میں خالصہ کے مکان میں قیام پذیر تھا اس کی وجہ سے اس مکان کو لوگ دار العذاب کہتے تھے، اس کے مظالم اور تشدد سے تنگ آکر اکثر خوشحال لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے اس کی اس نے یہ سزا دی کہ ان کے مکان منہدم کرا دیئے اس طرح حرم کی اس بے حرمتی اور شرفازادوں کی اس دار و گیر سے ایک قیامت برپا ہو گئی حسین کے ساتھیوں نے مسجد کے ستونوں کے سروں پر سونے کا جو ہلکا پتر چڑھا ہوا تھا اسے نکالنا شروع کیا بڑی محنت و کاوش کے بعد بقدر ایک مثقال کے وہاں سے سونا دستیاب ہوتا تھا مسجد کے اکثر ستونوں کا سونا اسی طرح ادھیڑ لیا گیا، انھوں نے زمزم کی جالیوں پر جو فولاد چڑھا ہوا تھا اسے بھی نکال لیا نیز ساگوان کی لکڑی بھی ادتاری، اور ان سب کو بہت ہی معمولی قیمت پر فروخت کر دیا۔

جب حسین بن حسن اور اس کے ہمراہی علویوں نے محسوس کیا کہ ہمارے ان مظالم سے لوگ تنگ آ کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں اور ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوالسرایا قتل کر دیا گیا ہے اور کوفے، بصرے اور تمام صوبۂ عراق میں جس قدر طالبیین تھے وہ سب وہاں سے نکال دیے گئے اور اب پھر بنی عباس کی حکومت بحال ہو گئی ہے وہ سب کے سب محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے پاس آئے، یہ ایک عابد و زاہد شیخ تھے سب ان کی عزت کرتے تھے وہ اپنے خاندان والوں کے بُرے چلن سے قطعی متنفر اور علیحدہ تھے وہ ایک بڑے عالم دین تھے جس کو وہ اپنے اگلوں سے روایت کرتے تھے اور پھر ان سے دوسرے لوگ ان باتوں کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے، حسین بن حسن اور اس کے دوسرے ہمراہی علویوں نے ان سے کہا کہ تمام لوگوں میں آپ کی جس قدر عظمت و وقعت ہے اس سے آپ واقف ہیں آپ برآمد ہوں ہم آپ کو خلیفہ بناتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ اس کے لئے آمادہ ہو گئے تو پھر کوئی شخص بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کرے گا، انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا مگر ایک ان کے بیٹے علی بن محمد بن جعفر اور دوسرے حسین بن حسن الافطس نے اتنا اصرار کیا اور اُن پر اسقدر دباؤ ڈالا کہ آخر کار وہ اپنے رائے کے خلاف ان کے کہنے میں آ گئے اور خلافت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے ۶ ربیع الآخر جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سب نے ان کو بیعت کے لئے کھڑا کیا پہلے ان سب نے ان کی بیعت کی پھر تمام اہل مکہ اور مجاورین حرم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طوعاً و کرہاً ان کی بیعت کی امیر المومنین ان کو خطاب دیا، چند ماہ اس طرح گزرے برائے نام وہ امیر المومنین تھے مگر در اصل ان کا بیٹا علی حسین بن حسن الافطس اور ان کے خاندان کی ایک جماعت جو نہایت ہی بد اخلاق ظالم اور بدکردار تھی حکمران تھی، ایک مرتبہ حسین بن حسن قریش کے خاندان بنی فہر کی ایک عورت پر جو ایک مخزومی کی بیوی اور نہایت ہی حسین و جمیل تھی فریفتہ ہو گیا اس نے اس کو بلا بھیجا مگر اس نے

آنے سے انکار کیا حسین نے اس کے شوہر کو دھمکی دی اور اس کی گرفتاری کا حکم دیدیا وہ روپوش ہو گیا حسین نے رات کے وقت اپنی ایک جماعت اسکے گھر بھیجی وہ دروازہ توڑ کر اس کے گھر میں در آئے اور زبردستی اس عورت کو حسین کے پاس لے آئے یہ اس کے مکے سے چلے جانے کے قریب زمانے تک اس کے پاس رہی پھر موقع پا کر وہ بھاگی اور اپنے گھر چلی آئی یہ اس وقت ہوا جبکہ حسین وغیرہ مکے میں جنگ میں مصروف تھے۔

اسی طرح علی بن محمد بن جعفر ایک قریشی لڑکے پر جو قاضی مکہ کا نہایت ہی حسین و جمیل نو عمر لڑکا اسحق بن محمد تھا فریفتہ ہوا اور روز روشن میں خود اس کے مکان میں جو صفا پر واقع اور مسعیٰ کے منظر پر تھا گھس گیا اور پھر اپنے گھوڑے پر اس طرح اسے سوار کر کے کہ اسے تو اس نے زین پر بٹھایا اور خود اس کے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر بیٹھ کر نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا بازاروں کو چیرتا ہوا بئر میمون لے آیا یہ خود داؤد بن عیسیٰ کے محل میں جو منیٰ کی راہ میں واقع تھا رہتا تھا۔

ان ناشائستہ حرکتوں کو دیکھ کر تمام اہل مکہ اور مجاورین اپنے اپنے گھروں سے نکل کر مسجد حرام میں جمع ہوئے تمام دکانیں بند کر دی گئیں اور کعبہ کے گرد جو لوگ آباد ہیں وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر محمد بن جعفر بن محمد کے پاس جو اسوقت داؤد کے محل میں موجود تھے آئے اور کہا کہ اس بچے کو جسے تمھارے صاحبزادے علی الاعلان بھگا لے گئے ہیں اس کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ بخدا ہم تم کو خلافت سے علیحدہ کر دیں گے اور قتل کر دیں گے ان کے اس ہجوم سے ڈر کر انھوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور اس کھڑکی کی جالی سے جو مسجد کے راستے میں کھلتی تھی ان سے گفتگو کی اور کہا کہ بخدا میں اس واقعے سے قطعی ناواقف ہوں پھر انھوں نے حسین بن حسن کو بلا کر اس سے کہا کہ تم میرے بیٹے علی کے پاس ابھی جاؤ اور اس لڑکے کو جو اس کے پاس ہے لے آؤ حسین نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میری آپ کے بیٹے پر کچھ نہیں چلتی اگر میں اس کے پاس گیا بھی تو وہ اپنے آدمیوں سے میرا مقابلہ کرے گا اور مجھ سے لڑ پڑے گا۔

محمد نے اہل مکہ سے کہا آپ مجھے امان دیں میں خود اس کے پاس جاتا ہوں اور اس لڑکے کو چھڑا لاتا ہوں اہل مکہ نے ان کو جانے کی اجازت دی وہ خود سوار ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آئے اور اس لڑکے کو اس سے چھڑا کر اسے اسکے اولیا کے حوالے کر دیا۔

اس واقعے کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ العباسی یمن سے مکے آنے کے لئے مشاش آکر فروکش ہوا تمام علوی محمد بن جعفر بن محمد کے پاس جمع ہوئے اور انھوں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین اسحٰق بن موسیٰ رسالہ اور پیدل کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ ہماری طرف بڑھتا چلا آتا ہے ہماری یہ رائے ہے کہ ہم مکے کے بلند حصۂ شہر میں خندق تیار کر کے اس کا مقابلہ کریں آپ بھی ہمارے ساتھ برآمد ہوں تاکہ تمام لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں، اس کے علاوہ انھوں نے مکے کے قرب وجوار کے بدویوں کو جنگ کے لئے اپنے پاس بلا لیا ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور مکے کے آگے اسحٰق بن موسیٰ سے لڑنے کے لئے خندق بنائی چند روز تک وہ ان سے لڑتا رہا مگر پھر وہ جنگ اور خونریزی کو برا سمجھکر اپنے مقام کو خود چھوڑ کر عراق روانہ ہو گیا اثنائے راہ میں ورقا بن جمیل خود اپنی جمعیت اور جلودی کے ان سپاہیوں کے ساتھ جو اب اس کے ہمراہ تھے اسحٰق سے ملا ان سب نے اس سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ مکے واپس چلو ہم تمھاری حمایت میں لڑتے ہیں، اس بھروسہ پر اب اسحٰق ان کے ساتھ پلٹ آیا اور مکے آکر ان سب نے پھر مشاش پر پڑاؤ کیا

شہر کے عوام، سیاہ کے حبشی اور تنخواہ دار بدوی محمد بن جعفر کے پاس جمع ہوئے انھوں نے بیر میمون پر ان کو جنگ کے لئے مرتب کیا اب اسحٰق بن موسیٰ اور ورقا بن جمیل اپنے دوسرے فوجی افسروں اور فوج کے ساتھ ان کے مقابل آئے بیر میمون پر فریقین میں لڑائی ہوئی جس میں ان کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے اور کام آئے اسحٰق اور ورقا اپنی فرودگاہوں کو واپس چلے گئے اس واقعہ کے ایک دن بعد وہ دونوں پھر لڑنے آئے لڑے

مگر اس مرتبہ محمد بن جعفر اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اس ناکامی پر محمد بن جعفر نے قریش کے عمائد کو جن میں قاضی مکہ بھی تھے فاتحین کے پاس اپنے سب کے لئے اس وعدہ پر کہ ہم مکہ چھوڑ کر جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں امان کی درخواست کی اسحق اور ورقاء نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور تین دن کی علاویوں کو مہلت دی تیسرے دن جمادی الآخر میں وہ دونوں مکے میں داخل ہوئے ورقا جلودی کے نائب کی حیثیت سے والی مکہ تھا طالبیین نے مکہ چھوڑ دیا اور ہر جماعت اپنی اپنی راہ چل دی، محمد بن جعفر نے جدہ کی راہ لی وہاں سے وہ حجفہ جانے لگے محمد بن حکیم بن مروان نے جو بنی عباس کے موالیوں میں تھا جس کے مکان کو مکے میں طالبیین نے تاخت و تاراج کر دیا تھا جس پر نہایت سخت مظالم کئے تھے اور جو مکے میں بعض عباسیوں کی جائداد کا جو جعفر بن سلیمان کی اولاد میں تھے مختار تھا عباسیوں کے غلاموں کی شاگرد پیشہ جماعت کو اپنے ساتھ لیکر محمد بن جعفر کا تعاقب کیا اور جدہ اور عسفان کے درمیان ان کو ملا لیا جو کچھ وہ مکے سے لے کے نکلے تھے اس سب کو لوٹ لیا ان کے کپڑے تک اوتار لئے صرف ایک پائجامہ رہنے دیا وہ تو چاہتا تھا کہ قتل ہی کر دے مگر پھر کچھ سوچکر اس نے قمیص، عمامہ ردا اور معدودے چند درہم زاد راہ کے لئے ان کو بہت حقارت سے دیدئے محمد بن جعفر ساحل سمندر پر بلاد جہینہ میں چلے آئے وہ موسم حج کے گزرنے تک وہاں مقیم رہے اس دوران قیام میں انھوں نے لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا شجرہ وغیرہ کے قریب ان کے اور ہارون بن المسیب والی مدینہ کے درمیان کئی لڑائیاں اس وجہ سے ہوئیں کہ ہاروں نے اپنے آدمی ان کی گرفتاری کے لئے بھیجے اس وجہ سے وہ اپنے ان لوگوں کے ساتھ جو وہاں ان کے پاس جمع ہو گئے تھے ہارون کے مقابلے کے لئے بڑھ کر شجرہ آئے ہاروں نے ان کا مقابلہ کیا محمد بن جعفر کو شکست ہوئی تیر سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی ان کے ساتھیوں میں سے بہت سے آدمی مارے گئے میدان جنگ سے پلٹ کر پھر وہ اپنے سابقہ مقام میں آگئے اور یہاں ٹھیر کر حج کے نتیجہ کا انتظار کرنے لگے مگر جنھوں نے ان کے پاس

آنے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے ایک بھی نہیں آیا اس بیوفائی کو انھوں نے محسوس کیا اور اسی وجہ سے جب حج کا زمانہ ختم ہو گیا انھوں نے جلودی اور فضل بن سہل کے چچیرے بھائی رجا سے امان کی درخواست کی رجلانے مامون اور فضل بن سہل کی جانب سے اس بات کی ان سے ضمانت کی کہ اب ان کو نہ ستایا جائے گا اور جو وعدہ امان ان سے لیا جاتا ہے اس کا ایفا کیا جائے گا محمد نے اس وعدہ کو مان لیا اور ان کو بالکل اطمینان ہو گیا اب نفر آخر کے آٹھ روز بعد اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں رجا ان کو مکے میں لایا عیسیٰ بن یزید الجلودی اور رجا بن ضحاک اور فضل بن سہل کے عمزاد بھائی نے رکن اور مقام کے درمیان اسی جگہ جہاں محمد بن جعفر کے لئے بیعت لی گئی تھی منبر رکھوایا تمام قریشی وغیرہ پہلے سے جمع تھے جلودی منبر کے سب سے اعلیٰ درجہ پر چڑھ گیا اور محمد بن جعفر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑے ہوئے اس وقت وہ عباسیوں کا سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے قبا بھی سیاہ تھی ٹوپی بھی سیاہ تھی کوئی تلوار ان کے پاس نہ تھی تاکہ اب وہ خود اپنی خلافت سے علیحدگی کا اعلان کریں محمد نے کھڑے ہو کر کہا "حضرات جو مجھے پہلے سے پہچانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں خود بتاتا ہوں کہ میں محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں میں نے اپنی خوشی سے عبداللہ امیر المومنین کی اطاعت کا عہد و پیمان اپنے ذمے لیا تھا میں بھی ان لوگوں میں تھا جن کے سامنے ہارون الرشید نے اپنے دونوں بیٹے محمد معزول اور عبداللہ المامون امیر المومنین کی اپنے بعد جانشینی کے لئے کعبہ میں عہد نامے مرتب کئے تھے مگر بدقسمتی سے ایک ایسا فتنہ عام برپا ہو گیا کہ اس میں ہم اور دوسرے سب ہی شامل ہو گئے بات یہ ہوئی کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ امیر المومنین عبداللہ المامون کا انتقال ہو گیا ہے اس وجہ سے میں اس بات کے لئے آمادہ ہو گیا کہ خلافت کیلئے اپنے کو پیش کروں سب نے میری بیعت کر لی اور اسی وجہ سے کہ عبداللہ الامام المامون کی اطاعت اور فرمانبرداری کا میں نے عہد واثق کیا تھا انکے مرنے کی خبر کے بعد میں نے اپنی بیعت کو جائز قرار دیا تم نے اور دوسرے بہت سے لوگوں نے میری بیعت کی مگر اب میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ بات مجھے صحیح طور پر معلوم ہوئی ہے کہ مامون

زندہ اور تندرست ہیں اب میں اللہ سے اپنی خلافت کی دعوت سے استغفار کرتا ہوں اور جو بیعت تم نے میری کی تھی اس سے اپنے کو اس طرح علیحدہ کرتا ہوں جس طرح کہ اس انگھوٹی کو میں اپنی انگلی سے اتار کر علیحدہ کر دیتا ہوں اب میں بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک فرد ہوں اب میری بیعت کی ذمہ داری ان کی گردنوں پر نہیں رہی اور خود میں نے اپنے کو اس سے قطعی خارج کر لیا۔ اب اللہ نے امیر المومنین عبداللہ المامون کا حق ان کو واپس دیدیا ہے والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ محمد خاتم النبیین والسلام علیکم ایھا المسلمون۔

اس تقریر کے بعد وہ منبر سے اتر گئے عیسیٰ بن یزید الجلودی ان کو لیکر عراق روانہ ہوا اور اس نے اپنے بیٹے محمد بن عیسیٰ کو ۲۰۰ھ ہجری میں مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ عیسیٰ اور محمد بن جعفر عراق روانہ ہوئے عراق پہنچکر عیسیٰ نے ان کو حسن بن سہل کے حوالے کر دیا اس نے ان کو رجا بن ابی الضحاک کے ساتھ مامون کی خدمت میں مرو بھیجدیا۔

اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد الطالبی نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ یمن سے مکے بھیجا تا کہ یہ حج میں امارت کرے مگر اس عقیلی سے جنگ کی گئی جس میں اس نے شکست کھائی اور وہ مکے میں داخل ہی نہ ہونے پایا

ابراہیم اور عقیلی کی سرگزشت

بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۲۰۰ھ ہجری میں ابو اسحٰق بن ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا، یہ عراق سے مکے آیا اس کے ہمراہ اس سفر میں بہت سے امرائے عساکر تھے جن میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان بھی تھا جسے حسن بن سہل نے یمن کا والی مقرر کر کے بھیجا تھا یہ تمام جماعت مکے آئی

اس وقت جلودی اپنی فوج اور فوجی افسروں کے ساتھ وہاں موجود تھا ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمدؒ العلوی نے عقیلؓ بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو یمن سے مکے بھیجا تاکہ اس سال اس کی امارت میں حج ادا ہو جب یہ بستان ابن عامر آگیا اسے معلوم ہوا کہ اس سال تو ابو اسحٰق بن ہارون الرشید امیر حج مقرر ہو کر آیا ہے اور اس کے ہمراہ اس قدر فوج اور فوجی افسر ہیں کہ یہ ان میں سے کسی ایک کا بھی کامیابی سے مقابلہ نہیں کر سکتا اس افتاد کو محسوس کر کے وہ بستان ابن عامر ہی میں ٹھیرا رہا وہاں سے حجاج اور تاجروں کا ایک قافلہ گزرا اس میں خانہ کعبہ کا غلاف اور خوشبودار چیزیں تھیں عقیلی نے تاجروں کے مال اور غلاف کعبہ وغیرہ ہر شے کو لوٹ لیا اور اب حاجی اور تاجر لٹے لٹائے مکے پہنچے، ابو اسحٰق کو جو مکے میں شیش محل میں مقیم تھا اس واقعے کی اطلاع ہوئی تمام امرا مشورے کے لئے اس کے پاس آئے جلودی نے اس سے کہا یہ ترویہ سے دو یا تین دن پہلے کی بات ہے کہ میں اس کی خبر لیتا ہوں آپ بالکل اطمینان رکھیں میں چاہتا ہوں کہ پچاس منتخب شہ سوار میں اپنی فوج میں سے اور پچاس دوسرے تمام امرا کی فوج میں سے منتخب کر کے لیجاؤں اور پھر اسے سزا دوں سب نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اب جلودی صرف سو سواروں کو لیکر چلا اور علی الصباح اس نے بستان ابن عامر آکر عقیلی اور اس کی فوج پر چھاپہ مارا اور ہر طرف سے ان کو گھیر لیا ان میں سے اکثر کو اس نے پکڑ لیا اور بہت سے اپنے پاؤں بھاگ گئے اس نے پورے غلاف کعبہ پر قبضہ کر لیا البتہ اس میں سے ایک آدھ چیز نہیں ملی کیونکہ اس واقعے سے ایک دن قبل کوئی شخص اسے لیکر بھاگ گیا تھا نیز اس نے خوشبودار مسالوں اور تاجروں اور حاجیوں کے مغصوبہ مال پر بھی قبضہ کر کے اسے مکے بھیجدیا۔ اس کے بعد اس نے اسیران جنگ کو طلب کر کے ہر شخص کے دس کوڑے لگوائے اور کہا کہ اے دوزخ کے کتو جہاں چاہو اپنا منہ کالا کرو نہ تمھارے قتل کرنے میں کچھ دشواری کہ مزا آئے اور نہ تم کو قید کرنے میں کوئی خوبی، جلودی نے ان سب کو رہا کر دیا وہ راستے

میں بھیک مانگتے ہوئے یمن چلے مگر بہت سے تو بھوک اور مشقت سفر کی وجہ سے راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

اس سال ابن ابی سعید حسن بن سہل کا مخالف ہو گیا جب مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے اپنے خاص خدمت گار سراج کو عراق بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر علی حسن سے صلح صفائی کر لے یا چپکے سے مرو روانہ ہو جائے تو خیر ورنہ اسی وقت اس کی گردن مار دینا علی ہرثمہ بن اعین کے ساتھ مرو چلا گیا۔ اس سال ماہ ربیع الاول میں ہرثمہ اپنی چھاؤنی سے مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مرو روانہ ہوا۔

ہرثمہ کا مامون کے پاس خراسان روانہ ہونا اور اس سفر کے واقعات

ابو السرایا اور محمد بن محمد العلوی کے قضیے سے فارغ ہو کر ہرثمہ کوفے آیا اور یہاں وہ اپنی چھاونی میں ربیع الاول تک مقیم رہا ربیع الاول کا چاند دیکھ کر وہ اپنے مقام سے روانہ ہوا اور نہر صرصر آیا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ یہ حسن بن سہل کے پاس مدائن جا رہا ہے مگر نہر صرصر پہنچ کر وہ عقرقوف کی سمت ہو گیا وہاں سے بردان ہوتا ہوا نہروان آیا اور یہاں سے اس نے سیدھی خراسان کی راہ لی ایک سے زیادہ اس کے پڑاؤ میں مامون کے کئی خط اسے موصول ہوئے جن میں اس سے خواہش کی گئی تھی کہ وہ عراق واپس چلا جائے اور شام اور حجاز میں جس جگہ کو وہ پسند کرے وہاں کا والی مقرر کر دیا جائے مگر چونکہ ہرثمہ مامون اور ان کے آبا کا ہمیشہ سے سچا بہی خواہ رہا تھا اس وجہ سے اسے مامون پر ناز تھا اس نے ان کی بات نہ مانی اور کہنے لگا کہ اب جب تک

میں امیرالمومنین سے مل نہ لوں گا واپس نہ جاؤں گا اور اس بات پر وہ اسلئے مصر تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ ان کے علم اور منشار کے بغیر فضل بن سہل جس طرح حکومت کر رہا ہے اور جس طرح وہ خبروں کو ان تک پہنچنے نہیں دیتا اس سے ان کو آگاہ کرے اس کا ارادہ یہ بھی تھا کہ جب تک وہ مامون کو بغداد جو ان کے آبا و اجداد کا دارالخلافۃ اور دارالسلطنت ہے لے نہ آئے گا تاکہ ان کی حکومت ایک وسطی مقام میں آجائے اور وہاں سے وہ تمام اطراف واکناف ملک پر آسانی سے نگرانی کر سکیں ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا،

فضل کو اس کے ارادے کا علم ہو گیا اس نے مامون سے ہرثمہ کی شکایت کی کہ اسی نے تمام ممالک اور رعایا میں آپ کے خلاف فتنہ و فساد برپا کیا ہے اس نے آپ کے مقابلے میں آپ کے دشمن کی مدد کی ہے اور یہ آپ کے دوستوں کا دشمن ہے اسی نے ابوالسرایا کو شہ دیکر بغاوت پر آمادہ کیا وہ اسکے فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا اگر ہرثمہ چاہتا تو اسے بغاوت نہیں کرنے دیتا مگر جو کچھ ابوالسرایا نے کیا ہے وہ سب اس کے اشارے ہی سے کیا جناب والا نے اسے کئی خط بھی لکھے کہ وہ واپس چلا جائے اور اسے شام یا حجاز کی ولایت دیدی جاتی ہے مگر اس نے امیرالمومنین کے حکم کو نہ مانا اور اب وہ امیرالمومنین کی مرضی کے خلاف اور ان کے حکم کو پس پشت ڈالکر امیرالمومنین کے آستانے پر آیا ہے وہ امیرالمومنین کی شان میں بہت ہی بیہودہ الفاظ استعمال کرتا ہے اور دھمکی دیتا ہے کہ اگر اس کی بات نہ چلی تو عظیم الشان فتنہ برپا کردے گا، جناب والا اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس سے کوئی باز پرس نہ کی گئی تو وہ ضرور کسی دوسرے کی خلافت کے لئے بہت بڑا فتنہ کھڑا کردے گا۔

فضل کی اس گفتگو سے مامون کے دل میں ہرثمہ کی جانب سے گرہ بیٹھ گئی ہرثمہ نے بھی آنے میں دیر کی اور وہ ماہ ذیقعدہ تک خراسان نہ پہنچا مرو پہنچکر اسے اندیشہ ہوا کہ مامون کو اس کے آنے کی اطلاع ہی نہ دی جائے اس نے اپنے وہاں پہنچنے کے اعلان کے لئے نقارے بجائے تاکہ مامون

بھی سن لیں، نقارے کی آواز پر مامون نے دریافت کیا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ہرثمہ اس جاہ وجلال کے ساتھ نقاروں کی آواز سے زمین وآسمان کو گونجتا ہوا آیا ہے، ہرثمہ کو اپنی جگہ یہ اعتماد تھا کہ جو بات وہ کہے گا مامون اُسے بالکل صحیح سمجھ کر مان لیں گے، مامون نے اس کی باریابی کا حکم دیا مگر ان کے قلب میں اس کی طرف سے پہلے ہی گرہ بیٹھ گئی تھی کہنے لگے تو نے اہل کوفہ اور علویوں سے سازش کی تو نے ابوالسرایا کو بغاوت پر اغوا کیا اور تیرے ہی اشارے سے اس نے یہ سب حرکتیں کیں حالانکہ وہ تیری فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا اگر تو چاہتا تو ان سب کو گرفتار کر لیتا مگر تو نے ارادتاً ان کو بغاوت کرنے کا موقع دیا اور ان کی رسی ڈھیلی چھوڑ دی۔

ہرثمہ ان الزاموں سے اپنی برأت کرنے لگا مگر انھوں نے ایک نہ مانی اسے پٹوایا اس کی ناک پر گھونسے لگوائے اس کے پیٹ پر لوگوں کو کدوایا اور ان کے سامنے سے لوگ اسے گھسیٹ کرلے گئے اس کے لئے فضل نے چوبداروں وغیرہ کو پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا کہ جب مامون حکم دیں تو تم خوب اسے مارنا اور ذلیل کرنا۔ اس مار کے بعد اسے قید کر دیا گیا چند ہی روز وہ قید رہا پھر اس کے مخالفوں نے خفیہ طور پر اسے قید میں قتل کرا دیا اور ظاہر یہ کر دیا کہ وہ اپنی موت مرا ہے۔

اس سال بغداد میں حربیہ اور حسن بن سہل کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہوا اس کی تفصیل یہ ہے

بغداد کا ہنگامہ

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہرثمہ بغداد سے روانہ ہوا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں مقیم تھا یہ بدستور یہیں مقیم تھا کہ اہل بغداد اور حربیہ کو

اس حرکت کا علم ہوا جو خراسان میں ہرثمہ کے ساتھ کی گئی اس سے ان میں ہیجانی پیدا ہوئی حسن نے علی بن ہشام اپنے والی بغداد سے کہلا بھیجا کہ حربیہ اور بغدادیوں کی جو سپاہ ہے اسے تم کچھ نہ دو محض وعدے کرتے رہو حالانکہ اس سے پہلے حسن نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی معاش ان کو دیدیگا ہرثمہ کے خراسان جاتے ہی حربیہ نے ہنگامہ برپا کر دیا اور وہ کہنے لگے کہ تا وقتیکہ ہم حسن بن سہل کو بغداد سے نکال نہ دیں گے دم نہ لینگے اس وقت بغداد میں حسن کے عمالوں میں محمد بن ابی خالد اور اسد بن ابی الاسد موجود تھے حربیہ نے ان پر دھاوا کر کے ان کو بغداد سے نکال باہر کیا اور اسحق بن موسیٰ بن المہدی کو مامون کے خلیفہ کی حیثیت سے بغداد پر امیر بنا لیا اس بات پر بغداد کے دونوں سمت کے باشندوں نے اتفاق کیا اور سب نے اسحق کو اس منصب کے لئے پسند کیا، حسن بن سہل نے اپنے جاسوس ان کے پاس بھیجے اور ان کے امرا سے ساز باز کی چنانچہ ان کی ایک جماعت عسکر مہدی کی سمت سے ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئی حسن اب فوج کو چھ ماہ کی تنخواہ باقساط ادا کرنے لگا حربیہ نے اسحق کو اپنے پاس منتقل کر کے اسے دجیل پر فروکش کیا۔

دوسری جانب سے زہیر بن المسیّب عسکر مہدی میں آکر فروکش ہوا، حسن نے علی بن ہشام کو بھی بغداد بھیجدیا یہ دوسرے جانب سے آکر نہر صرصر پر اتر پڑا پھر یہ محمد بن ابی خالد اور ان کے دوسرے سردار رات کے وقت بغداد میں در آئے علی بن ہشام ۸ رشعبان کو عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث الخزاعی کے مکان میں باب المحول پر قیام پذیر ہوا اس سے قبل کا یہ واقعہ ہوا کہ جب حربیہ کو معلوم ہوا کہ اہل کرخ زہیر اور علی بن ہشام کو اپنی سمت سے بغداد میں داخل کر دینا چاہتے ہیں انھوں نے باب الکرخ پر حملہ کر کے اسے آگ لگا دی اور منگل کے دن کرخ کو قصر الوضاح کی حد سے لیکر اندرون کرخ میں کاغذیوں تک کے علاقے کو تاخت و تاراج کر دیا جس رات یہ واقعہ ہوا اس کی صبح کو علی بن ہشام بغداد میں گھس آیا

حربیہ تین دن تک اس سے صراۃ کے پرانے اور نئے پل اور پن چکیوں کے پاس لڑتے رہے اس کے بعد علی نے حربیہ سے وعدہ کیا کہ جب مالگزاری وصول ہو گی میں تم کو چھ ماہ کی معاش بحیثیت دیدوں گا انھوں نے کہا کہ چونکہ ماہ صیام سر پر آرہا ہے اس لئے اس کے خرچ کے لئے پچاس درہم فی کس فوراً دے جائیں علی نے اس درخواست کو مان لیا اور اب وہ ان کو یہ رقم دینے لگا مگر ابھی تک وہ سب کو بے باق بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ زید بن موسیٰ بن محمدؒ بن علی بن حسینؒ بن علیؓ بن ابی طالب نے جو زید النار کے نام سے مشہور رہے ہے بصرہ میں خروج کر دیا، یہ علی بن ابی سعید کی نگرانی میں قید تھا اس قید سے کسی طرح نکل کر اس نے علانیہ بغاوت کر دی اس نے ذوالقعدہ ۲۰۰ھ ہجری میں انبار کی ایک سمت میں خروج کیا تھا ابوالسرایا کا بھائی بھی اس کے ساتھ تھا بغداد سے اس کی گرفتاری کے لئے فوجیں روانہ کی گئیں وہ اسے علی بن ہشام کے پاس پکڑ لائیں مگر علی صرف ایک جمعہ بغداد میں رہ سکا اس کے بعد وہ حربیہ کے پاس سے بھاگ کر نہر صرصر چلا آیا اس کے اس طرح بھاگ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک طرف تو اس نے پچاس درہم فی کس ادا کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہیں کیا اور راسی لیت ولعل میں رمضان گزر کر ذی الحجہ آگیا دوسرے یہ کہ اب حربیہ کو ہرثمہ کی اس درگت کی جو اس کے دشمنوں نے خراسان میں اس کی بنائی اطلاع ہوئی اس جوش میں انھوں نے علی پر دھاوا کر کے اسے شہر سے نکال دیا اس وقت اس تحریک اور لڑائی کا اصلی کارکن محمدؒ ابی خالد تھا یہ اس لئے شریک ہوا تھا کہ بغداد میں آجانے کے بعد علی بن ہشام اس کی اس کے شایان شان تعظیم و توقیر نہیں کرتا تھا جس کی بنا پر جب محمدؒ بن ابی خالد اور زہیر بن المسیب میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تو زہیر کو یہ جسارت ہوئی کہ اس نے محمدؒ کو مارنے کیلئے کوڑا اٹھایا محمدؒ کو اس پر بہت غصہ آیا وہ ذی قعدہ میں حربیہ کے ساتھ شامل ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لئے باقاعدہ میدان جنگ میں آگیا ہزار رہا

آدمی اس کے ساتھ ہو گئے علی بن ہشام وغیرہ اس کا کچھ نہ کر سکے محمد نے ان کو
نہ صرف بغداد سے خارج کر دیا بلکہ باہر نکل کر بھی اس کا تعاقب کیا اور نہر صرصر
سے بھی ان کو مار بھگایا۔

اس سال مامون نے رجا بن ابی الضحاک اور اپنے خدمت گار فرناس
کو خراسان سے اس لئے بھیجا کہ وہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد اور محمد بن جعفر
کو ان کی خدمت میں لے کر آئیں۔ اس سال عباسؓ کی اولاد کا شمار کیا گیا
ان کی تعداد ۳۳ ہزار ثابت ہوئی جس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک تھے۔
اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ لیون کو جس نے سات سال چھ ماہ
ان پر بادشاہت کی تھی قتل کر کے دوسری مرتبہ میغائیل بن جورجیس کو
اپنا بادشاہ بنایا۔ اس سال مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو اس
گستاخی کی پاداش میں کہ اس نے ان کے منہ پر ان کو امیر الکافرین کہا تھا
اپنے سامنے قتل کرا دیا اس سال ابو اسحٰق بن الرشید کی امارت میں حج
ہوا۔

سنہ ۲۰۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال اہل بغداد نے منصور بن المہدی کو خلافت قبول کرنے
کے لئے بہت پھسلایا مگر اس نے نہ مانا جب خلیفہ بننے سے اس نے قطعی
انکار کر دیا تو اب انھوں نے اس سے خواہش کی کہ آپ ہمارے امیر
ہو جائیں اور خلیفہ مامون ہی کو تسلیم کریں اس تجویز کو البتہ اس نے مان لیا

اس کی تفصیل یہ ہے:۔

منصور بن المہدی کی امارت بغداد

ہم اہل بغداد کے علی بن ہشام کو بغداد سے نکال لینے کا سبب بیان کر آئے ہیں جب حسن بن سہل کو جو اس وقت مدائن میں تھا اس واقعہ کی اطلاع ہوئی وہ خود بخود ڈر کر سال ۲۰۱ھ ہجری کے شروع میں مدائن سے پسپا ہو کر واسط چلا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے علی بن ہشام کو اس وجہ سے بغداد سے نکالا ہے کہ جب ابو السرایا کے قتل کے بعد حسن بن سہل نے محمد بن ابی خالد المروروذی کو بغداد بھیجا محمد بن ابی خالد اس کا مخالف ہو گیا حسن نے علی بن ہشام کو بغداد کی جانب غربی کا اور زہیر بن المسیب کو جانب شرقی کا والی مقرر کر دیا اور خود وہ خیزرانیہ میں مقیم رہا نیز اسی زمانے میں حسن نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو کوڑوں سے حد لگائی اس پر جماعت ابنا بگڑ گئی اور ساری فوج میں ہلڑ مچ گیا حسن بھاگ کر برہ بخا آیا اور پھر باسلاما پہنچا اس نے حکم دیا کہ عسکر مہدی کے سپاہیوں کو تنخواہیں دیدی جائیں مگر اہل غربی کو نہ دی جائیں اس وجہ سے دونوں ہمت والے لڑ پڑے محمد بن ابی خالد نے حربیہ جماعت کو بہت سا روپیہ دیکر اپنا کر لیا علی بن ہشام مقابلہ سے بھاگا اس کے بھاگنے کی وجہ سے خود حسن بن سہل بھی اپنے مقام سے بھاگ کر واسط چلا گیا محمد بن ابی خالد بن الہندوان نے اس کے علانیہ مخالف کی طرح اس کا تعاقب کیا اور اب یہی اس باغی جماعت کا سرغنہ اور کارفرما ہو گیا تھا اس نے سعید بن الحسن بن قحطبہ کو بغداد کی جانب غربی کا اور نصر بن حمزہ بن مالک کو جانب شرقی کا والی مقرر کیا منصور بن المہدی، خزیمہ بن خازم اور فضل بن الربیع

بغداد میں اس کی حمایت کے لئے آمادہ ہو گئے۔

ان واقعات کے سلسلے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد جو طاہر بن الحسین کے ساتھ تھا رقہ سے عراق آیا اس نے اور اس کے باپ نے حسن سے لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ بغداد سے حربیہ اور اہل بغداد کی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر بڑھے اور واسط کے قریب ابو قریش کے قریہ تک پہنچ گئے ان کی شوکت کا یہ حال تھا کہ جس مقام پر حسن کی کوئی فوج متعین تھی اور یہ وہاں گئے اور ان سے اس سے جنگ ہوئی ہمیشہ حسن ہی کی فوج کو ہزیمت ہوئی، دیر عاقول پہنچکر محمد بن ابی خالد نے تین دن یہاں قیام کیا اس وقت زہیر بن المسیّب جو حسن کی طرف سے جوخی کا عامل تھا اپنے علاقے میں بنی الجنید کے اسکاف میں ٹھیرا ہوا تھا اور یہاں سے وہ بغداد کے امرا اور سرداروں سے خفیہ طور پر مراسلت کرتا تھا اس نے اپنے بیٹے ازہر کو بغداد بھیجا وہ اسکاف سے چلکر نہر نہرواں پہنچا تھا کہ یہاں محمد بن ابی خالد سے اس کا مقابلہ ہو گیا محمد اس کی طرف لپکا اور اس نے اسکاف جاکر اسے ہر طرف سے گھیر لیا پھر اسے امان دیکر قید کر لیا اور اسے اپنے دیر العاقول کے پڑاؤ میں لے آیا محمد نے اس کے تمام مال و متاع پر اور ہر اس تھوڑی بہت چیز پر جو زہیر کی اس نے لی تھی قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ خود تو واسط کی سمت بڑھا اور زہیر کو اس نے بغداد بھیجکر اپنے جُندے بیٹے جعفر کے پاس قید کر دیا۔

اب تک حسن جبر جرایا میں ٹھیرا ہوا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ زہیر محمد بن ابی خالد کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا ہے وہ اپنے اس مقام سے اٹھ کر واسط آیا اور یہاں وہ صلح کے دہانے پر فروکش ہوا۔ محمد نے دیر العاقول سے اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیجا یہاں سعید بن الساجور الکوفی موجود تھا ہارون نے اسے شکست دی اور اس کا تعاقب کرتا ہوا کوفے میں گھس گیا اور اس پر قابض ہو گیا، اسی زمانے میں عیسیٰ بن یزید الجلودی محمد بن جعفر کو لیکر مکے سے کوفے آیا تھا ہارون کے قابض ہو جانے کی وجہ سے اب یہ سب کے سب خفتی کے

راستے سے واسط چلے ہارون بھی اپنے باپ کے پاس پلٹ گیا اور وہ دونوں شہر واسط پر قبضہ کرنے کے لئے جہاں حسن بن سہل مقیم تھا قریۂ ابو قریش میں پھر اکٹھا ہو گئے ان کے مقابلے کے لئے خود حسن اپنے پڑاؤ سے چلکر واسط کے عقب میں اس کے اطراف میں کسی مقام پر فروکش ہوا، ابن معزول کے قتل کے بعد سے فضل بن الربیع روپوش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ محمد بن ابی خالد واسط پہنچ گیا ہے اس نے محمد سے امان کی درخواست کی محمد نے اسے امان دیدی اب وہ ظاہر ہو گیا،

اب محمد بن ابی خالد لڑائی کے لئے بالکل آمادہ ہو گیا چنانچہ وہ اور اس کا بیٹا عیسیٰ اپنی فوجوں کو لیکر واسط سے صرف دو میل کے فاصلہ پر آگئے حسن نے اپنی فوج اور سرداروں کو ان کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھایا شہر واسط کے مکانات کے قریب فریقین میں نہایت ہی شدید خونریز لڑائی ہوئی عصر کے بعد غبار اور ہوا کا اسقدر شدید طوفان آیا کہ دونوں فریق ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو گئے محمد بن ابی خالد کی فوج کو شکست ہوئی صرف وہ تنہا مقابلہ پر جما رہا جب بہت سخت زخمی ہو گیا تو وہ بھی بھاگا اور اب اس کی فوج کو نہایت بری طرح شکست ہوئی حسن کی فوج نے یہ شکست اسے اتوار کے دن جبکہ ربیع الاول ۲۰۱ھ ہجری کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں دی۔

محمد بھاگ کر جب صلح کے دہانے پہنچا حسن کی فوج اس کے مقابلہ کے لئے چلی ان سے جنگ کرنے کے لئے محمد نے صف آراستہ کی مگر رات ہوتے ہی وہ اپنی فوج کو لیکر مقابلہ سے ہٹ گیا اور مبارک پہنچکر اس نے پڑاؤ کیا دوسرے دن صبح کو حسن کی فوجیں پھر سامنے آئیں محمد نے ان کا مقابلہ کیا اور تمام دن لڑائی ہوتی رہی رات ہوتے ہی وہ یہاں سے بھی چلدیئے اور جبل آئے یہاں محمد نے قیام کیا اور اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیجدیا وہ نیل پہنچکر ٹھہر گیا اور خود محمد جرجرایا میں فروکش ہوا مگر جب اس کے زخم زیادہ خراب ہو گئے اس نے اپنے دوسرے سرداروں کو اپنے پڑاؤ میں چھوڑا اور اس کو اس کا بیٹا ابو زنبیل ۶ ربیع الآخر دوشنبہ کی رات کو بغداد میں لے آیا مگر اسی رات محمد بن ابی خالد

نے اپنے زخموں کی وجہ سے بغداد میں انتقال کیا اور وہ اپنے ہی گھر میں خفیہ طور پر دفن کر دیا گیا زہیر بن المسیب جعفر بن محمد بن ابی خالد کے پاس قید تھا بغداد آکر ابو زنبیل دو شنبہ کے دن ۸ ؎ ربیع الآخر کو خزیمہ بن خازم کے پاس آیا اور اس سے اپنے باپ کا واقعہ بیان کیا خزیمہ نے بنی ہاشم اور دوسرے امرا کو بلا کر اس کی اطلاع دی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کا وہ خط پڑھ کر سنایا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اب اپنے باپ کے بجائے میں آپ کی حمایت میں آپ کے دشمنوں سے نبیٹے لیتا ہوں، حاضرین نے اس کی امارت پسند کر لی اور اب عیسیٰ اپنے باپ کی جگہ سپہ سالار ہو گیا ابو زنبیل خزیمہ کے پاس سے پلٹ کر زہیر بن المسیب کے پاس آیا اور اسے قید خانے سے نکال کر قتل کر دیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بہت ہی بے رحمی سے اسے ذبح کر کے اس کے سر کو کاٹ کر عیسیٰ کے پاس اس کی فرودگاہ میں بھیجدیا عیسیٰ نے اسے ایک بانس پر لٹکا دیا۔ لوگوں نے اس کے جسم کو لیکر اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھی اور پھر تمام بغداد میں اسے گشت کرایا خود اسکے اور اس کے خاندان والوں کے مکانات پر جو باب الکوفہ میں تھے اسے دکھانے کے لئے لائے پھر کرخ میں اسے گشت کیا جب شام ہوئی تو اسے باب الشام واپس لے آئے اور اسی رات کو اس کے جسم کو دجلہ میں ڈالدیا یہ واقعہ ۸ ربیع الآخر دو شنبہ کے دن ہوا اس کارروائی کے بعد ابو زنبیل پھر اپنے بھائی عیسیٰ کے پاس چلا آیا عیسیٰ نے اسے صراۃ کے دہانے بھیجدیا حسن بن سہل کو محمد بن ابی خالد کے مرنے کی اطلاع ہوئی وہ واسط سے چلکر مبارک آیا اور یہاں ٹھہر گیا جمادی الآخر میں اس نے حمید بن عبد الحمید الطوسی کو جس کے ہمراہ عرکو الاعرابی۔ سعید بن الساجور، ابو البط محمد بن ابراہیم الافریقی اور دوسرے کئی نامی شہ سوار تھے ابو زنبیل سے لڑنے بھیجا صراۃ کے دہانے پر ان کی ابو زنبیل سے لڑائی ہوئی انھوں نے اسے شکست دی یہاں سے

؎ بجائے ۸ کے ۸ ربیع الآخر ہونا چاہئے مترجم۔

پسپا ہو کر وہ اپنے بھائی ہارون کے پاس نیل چلا آیا مگر یہاں بھی حسن کی فوجوں نے اُسے آلیا اور نیل کے گھروں کے قریب ہی فریقین میں لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر تک جم کر مقابلہ ہوتا رہا مگر پھر ہارون اور ابو زنبیل کی فوجوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگتے ہوئے مدائن آئے یہ جنگ دو شنبہ کے دن جبکہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں وقوع پذیر ہوئی حمید اور اس کے ساتھیوں نے نیل میں گھس کر تین دن مسلسل اسے خوب ہی لوٹا اہل نیل کے تمام مال و متاع پر انھوں نے قبضہ کر لیا نیز آس پاس کے گاؤں بھی تاراج کر دئیے۔

محمد بن ابی خالد کے مرنے کے بعد بنو ہاشم اور امرائے بغداد نے خلافت کے مسئلہ پر بھی گفتگو کی تھی ان کی رائے تھی کہ ہمارے آپس ہی میں سے ہم کیوں نہ کسی شخص کو خلیفہ بنالیں اور مامون کو خلافت سے علٰحدہ کر دیں ابھی وہ اس امر کے تصفیہ کے لئے ایک دوسرے کو تیار کر رہے تھے کہ ان کو ہارون اور ابو زنبیل کی شکست کی اطلاع ملی اب انھوں نے امر تصفیہ طلب کے تصفیہ کے لئے پیش از پیش جدوجہد شروع کی انھوں نے منصور بن المہدی کی بہت خوشامد کی کہ تم خلیفہ ہو جاؤ اس نے اس سے انکار کر دیا مگر وہ لوگ برابر اس سے اصرار کرتے رہے آخر کار انھوں نے اسے بغداد اور عراق کا امیر مامون کے نائب کی حیثیت سے بنا ہی لیا اس موقع پر انھوں نے کہا کہ ہم مجوسی اور مجوسی زادے حسن بن سہل کی اطاعت ہرگز قبول نہیں کرتے ہم اسے یہاں سے نکالے دیتے ہیں وہ خراسان واپس جلائے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد والے حسن بن سہل سے لڑنے کے لئے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کے ساتھ ہو گئے حسن بن سہل کو محسوس ہوا کہ وہ اب عیسیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس نے وہب بن سعید الکاتب کو عیسیٰ کے پاس بھیجا اور کہلا کر بھیجا کہ میں تمھارے ہاں رشتہ کرنے کے لئے تیار ہوں ایک لاکھ دینار دوں گا تم کو، تمھارے

خاندان والوں اور اہل بغداد کو امان دوں گا اور جہاں کی ولایت پسند کرو وہ تم کو دیدی جائے گی، عیسیٰ نے اس کے جواب میں یہ مطالبہ کیا کہ ان مواعید کے لئے مامون کا اپنا لکھا ہوا خط بھیجا جائے حسن نے وہب کو دوبارہ عیسیٰ کے پاس بھیجا اور اقرار کیا کہ میں تمھارے اس مطالبہ کو بھی تسلیم کرتا ہوں، مگر وہب مبارک اور جبل کے درمیان ہی غرق ہو گیا اس کے بعد عیسیٰ نے اہل بغداد کو لکھا کہ جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے میں خراج وصول نہیں کر سکتا تم بنی ہاشم کے کسی شخص کو والی بنالو انھوں نے منصور بن المہدی کو اپنا والی مقرر کر لیا اس نے کلواذی میں اپنی چھاونی ڈالی اہل بغداد نے تو اس سے یہ خواہش کی تھی کہ وہ خلافت قبول کرے مگر اسے اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں امیر المومنین کا محض اس وقت تک کیلئے نائب ہوں جب تک کہ وہ خود تشریف لائیں یا کسی کو والی مقرر کر کے بھیجیں، بنو ہاشم، امرا اور سپاہ اس بات ہی پر راضی ہو گئی اس تمام معاملہ کو خزیمہ بن خازم نے سرانجام دیا منصور نے ہر سمت اپنے عمال بھیجدیئے۔

عین اسی زمانے میں حمید الطوسی بنو محمد کی تلاش میں بغداد آتا ہوا مدائن پہنچا ایک دن وہاں قیام کر کے پھر وہ نیل کی طرف پلٹ گیا اس کی پیش قدمی کی اطلاع منصور کو ہوئی وہ بغداد سے چلکر کلواذی میں فروکش ہوا اور یحییٰ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان مدائن کی طرف بڑھا پھر منصور نے اسحٰق بن العباس بن محمد الہاشمی کو دوسری جانب سے روانہ کیا اس نے نہر صرصر پر پڑاؤ کیا اور غسان بن عباد بن ابی الفرج ابو ابراہیم بن غسان فرمانروائے خراسان کے صاحب حرس کو کوفے کی سمت روانہ کیا یہ وہاں سے بڑھ کر قصر ابن ہبیرہ آکر وہاں مقیم ہو گیا جب اس کے آنے کی اطلاع حمید کو ہوئی اس نے دفعتہً غسان کی بے خبری میں وہاں پہنچکر قصر کا محاصرہ کر لیا غسان کو گرفتار کیا، اس کی فوج کی وردی اور اسلحہ لے لیئے اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ یہ ۴ رجب دوشنبہ

کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ہر جماعت اپنی اپنی فرودگاہ میں مقیم رہی کسی نے کوئی حرکت نہیں کی البتہ محمد بن یقطین بن موسیٰ جو اب تک حسن بن سہل کے ساتھ تھا اس کے پاس سے بھاگ کر عیسیٰ سے جا ملا عیسیٰ نے اسے منصور کے پاس بھیجدیا منصور نے اسے حمید کی سمت روانہ کردیا اس وقت خود حمید تو نیل میں مقیم تھا البتہ اس کا رسالہ قصر میں تھا۔ ابن یقطین ۱۲ شعبان سنیچر کے دن بغداد سے روانہ ہو کر کوثی آیا حمید کو اس کی خبر ہوئی اس نے اور اس کی فوج نے وہیں اسے بے خبری میں آلیا حمید اس سے لڑ پڑا اور اس نے اُسے مار بھگایا اس کے بہت سے سپاہیوں کو اس نے قتل کردیا اور اسیر کرلیا اس کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد غرق ہوگئی حمید اور اس کی سپاہ نے کوثی کے قرب وجوار کے تمام دیہات تاخت و تاراج کردیے گائے، بکری، گدھوں کو لوٹ لیا اس کے علاوہ زیور اور ہر قسم کے دوسرے سامان کو جس پر دسترس ہوسکی لوٹ لیا اس واقعہ کو ختم کرکے حمید پھر نیل چلا آیا اور ابن یقطین پسپا ہو کر نہر صرصر آگیا،

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے اپنی چھاونی کی مردم شماری کی ایک لاکھ پچیس ہزار فوج تھی جس میں سوار اور پیادے دونوں شامل تھے اس نے سوار کو چالیس اور پیادے کو بیس درہم کے حساب سے معاش دی۔

اس سال بغداد کے فاسقوں کی سرکوبی کے لئے رضا کاروں کی ایک جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی خالد الدریوش اور ابو حاتم سہل بن سلامتہ الانصاری الخراسانی اس جماعت کے رئیس تھے،

بغداد کے رضا کاروں کی حمیت

اس جماعت کے خروج کا سبب یہ ہوا کہ حربیہ کے فساق اور بغداد

اور کرخ کے شاطر دوسرے لوگوں کو بہت سخت ایذا دینے لگے وہ علانیہ طور پر بدکاری کرتے تھے راہگیروں کو لوٹ لیتے تھے اور سب کے سامنے راستوں پر سے عورتوں اور لونڈوں کو اٹھا لیجاتے تھے وہ اتنے چیرہ دست ہو گئے تھے کہ جماعت بنا کر کسی کے پاس جاتے اور زبردستی اس کے بیٹے کو اٹھا لے جاتے اور وہ ان کی کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا، لوگوں سے قرض اور صلے کے طور پر روپیہ طلب کرتے کوئی انکار نہیں کر سکتا ان کی جماعتیں دیہات جاتیں وہاں پہلے تو خوب دعوتیں کھاتے اور پھر جس قدر مال یا نقد پر ان کی دسترس ہوتی اس کو زبردستی وصول کر لیتے نہ حکومت ان کو روک سکتی تھی اور نہ اس کا ان پر کوئی زور رہا تھا کیونکہ اس وقت حکومت خود ان کی امداد پر جمی رہی تھی اور وہی اندرونی طور پر اس کے یار و مددگار تھے اسی وجہ سے ان کی بری سے بری حرکت کو بھی وہ نہیں روک سکتی تھی وہ تاجروں سے چاہے وہ شاہراہوں پر ہوں کشتیوں میں ہوں اور سواریوں پر سوار ہوں لگان وصول کرتے تھے، یہ باغوں کی پاسبانی کرتے اور اس کا حصہ بٹاتے تھے علانیہ ڈاکے مارتے تھے اور کوئی شخص ان پر ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا ان کی وجہ سے تمام مخلوق سخت مصیبت میں مبتلا تھی ان کی جرات یہاں تک بڑھی کہ انھوں نے قطربل کو جا کر دن دہاڑے لوٹ لیا۔ مال و متاع، سونا چاندی، بکریاں گائے اور گدھے وغیرہ لوٹ کر بغداد لائے اور یہاں ان کو سربازار بیچنا شروع کیا اہل قطربل نے بغداد آکر حکومت سے استغاثہ کیا مگر کسی کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ان مظلوموں کی مدد کرتا نہ حکومت نے ان کے مغصوبہ مال میں سے کوئی چیز ان کو واپس دلائی یہ واقعہ آخر شعبان میں ہوا، جب لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی کہ حکومت کو کوئی پروا نہیں اور بدمعاش لوگوں کا اس قدر مال لوٹ لا کر علانیہ بیچ رہے ہیں اور خود ان کے بازاروں میں یہ معاملہ ہو رہا ہے اور انھوں نے تمام ملک میں فتنہ و فساد جور و تعدی اور لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اس کے باوجود، حکومت ان سے کوئی بازپرس نہیں کرتی ہر محلہ

اور کوچے کے صلحا اس کے سدباب کے لئے کھڑے ہوئے وہ ایک دوسرے
سے جا کر ملے اور کہنے لگے کہ اس کوچے میں ایک یا دو فاسق رہتے ہیں
زیادہ سے زیادہ ان کی تعداد دس تک ہے بڑے افسوس کی بات ہے
کہ اس مٹھی بھر جماعت نے آپ لوگوں پر باوجودیکہ آپ ان سے کہیں زیادہ
ہیں یہ چیرہ دستی کر رکھی ہے اگر آپ لوگ سب پوری طرح اتفاق کریں
اور پھر ان کا مقابلہ کریں تو آپ ان کا قلع قمع کر دیں گے اور پھر ان کی
یہ جرات نہ ہوگی کہ وہ آپ کے بیچ میں یہ ناشائستہ حرکات کریں'
خالد الدریوش جو انبار کی سڑک کی ایک سمت میں بود و باش رکھتا
تھا کھڑا ہوا اس نے اپنے پڑوسیوں گھر والوں اور اہل محلہ کو دعوت
دی کہ آپ نیکی کی اشاعت اور برائی کے روکنے میں میری مدد کریں
ان لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اب اس جماعت نے
اپنے قریب کے فاسقوں اور شاطروں پر حملہ کر کے ان کو ان کی بدکرداریوں
سے روکا مگر وہ نہ مانے بلکہ اس سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے خالد
ان سے لڑا اس نے ان کو مار بھگایا اور بعض کو پکڑ کر خوب پیٹا اور
پھر قید کر کے سرکار میں پیش کر دیا اس نے یہ سب کچھ تو کیا مگر اس سے
حکومت کی مخالفت قطعی مقصود نہ تھی۔

اس کے بعد اہل حربیہ کا ایک شخص ابوحاتم سہل بن سلامتہ الانصاری
خراسان کا باشندہ کھڑا ہوا اس نے بھی لوگوں کو نیکی کی تعلیم بدی سے ممانعت
اور قرآن اور سنت پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعوت دی اپنے گلے میں
کلام پاک لٹکایا پھر سب سے پہلے اپنے پڑوسی اور ہم محلہ لوگوں کو پند و
نصیحت شروع کی انھوں نے اس کی بات مانی پھر اس نے تمام لوگوں کو
شریف کمین بنی ہاشم اور ان کے ماسوا دوسرے تمام لوگوں کو اس
مقصد کے لئے دعوت دی اس کے لئے ایک دیوان بنایا جو شخص اس
مقصد کیلئے اسکے پاس آکر اس کی بیعت کرتا اور اقرار کرتا کہ جو شخص چاہے
اب ہو یا آئندہ اس کی یا اسکی تحریک کی مخالفت کرے گا میں اس سے لڑونگا

اس کا نام اس دیوان میں ثبت کر لیا جاتا ہزار ہا آدمیوں نے آکر اس کی بیعت کی اس نے تمام شہر بغداد میں اس کے بازاروں، مضافات اور شاہراہوں پر گشت کی اور ممانعت کر دی کہ اب آئندہ سے کوئی شخص ثمرہ کی تقسیم پر باغوں کی نگرانی اپنے ذمے نہ لے کیونکہ اس قسم کا معاملہ اسلام میں ناجائز ہے اسی طرح کوئی شخص غلّے کے تاجروں اور مسافروں سے کوئی لگان نہ لے اس نے کہا کہ خفارہ اسلام میں جائز نہیں خفارہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص باغ کے مالک سے آکر کہتا ہے کہ تیرا باغ نزول میں ہے جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا میں اسے روک دوں گا اور تم کو اس کے عوض میں ہر ماہ مجھے اس قدر درہم دینا پڑینگے، چارو ناچار باغ والے کو یہ مطالبہ ماننا ہی پڑتا تھا سہل نے اس معاملہ کو بھی اپنے ذمے لے لیا تھا مگر دریوش نے سہل کی مخالفت کی اور اس نے کہا کہ میں حکومت پر کوئی الزام عائد نہیں کرنا چاہتا نہ میں اس سے کسی قسم کی باز پرس کروں گا نہ لڑوں گا نہ کسی بات کا حکم دوں گا اور نہ کسی بات سے روکوں گا سہل نے کہا مگر میں تو ہر اس شخص سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت کرے گا چاہیے وہ حکومت ہو یا کوئی اور ضرور لڑوں گا حق سب کے لئے برابر ہے اور اسی وجہ سے اس کی حمایت بھی سب پر فرض ہے جو اس ارادے سے میرے ہاتھ پر بیعت کرے اسے میں قبول کروں گا اور جو ان شرائط کو نہ مانے میں اس سے بھی لڑوں گا، ۴ ہر رمضان ۲۰۱ھ ہجری جمعرات کے دن سہل اپنی اس دعوت کے اعلان کے لئے طاہر بن الحسین کی اس مسجد میں جسے اس نے حربیہ میں بنایا تھا کھڑا ہوا، اس سے دو یا تین دن پہلے خالد الدریوش اوٹھ کھڑا ہوا تھا

اس زمانے میں منصور بن المہدی اپنی جبّل کی چھاونی میں فروکش تھا جب سہل بن سلامہ اور اس کے پیرو علانیہ کھڑے ہو گئے اور اس کی اطلاع منصور اور عیسیٰ کو ہوئی تو چونکہ ان کی فوجوں میں اکثر اسی قسم کے بدمعاش آوارہ گرد اور بدکار آدمی بھرے ہوئے تھے ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں منصور بغداد چلا آیا، اور عیسیٰ نے جو پہلے سے حسن بن سہل سے مراسلت رکھتا تھا بغداد

کے اس ہنگامے کی خبر پاتے ہی اس سے اپنے اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کیلئے امان کی درخواست کی اور یہ بھی شرط کی کہ جب حسن کو بٹائی وصول ہو اسکے ساتھیوں، اس کی سپاہ اور اہل بغداد کو چھ مہینے کی معاش دے، حسن نے یہ درخواست منظور کر لی عیسیٰ اپنی چھاونی سے اٹھ کر ۱۳ ر شوال دو شنبہ کے دن بغداد چلا آیا اس کی تمام فوجیں ایک ایک کر کے چھاونی چھوڑ کر بغداد چلی آئیں عیسیٰ نے ان کو بتا دیا کہ میں نے ان شرائط کے ساتھ سب کے لئے صلح کر لی ہے اسے سب نے پسند کیا اب وہ مدائن چلا آیا، یہاں یحییٰ بن عبداللہ حسن بن سہل کا چچیرا بھائی اس کے پاس آیا اور وہ دیر العاقول پر فروکش ہوا سب نے اسے سواد کا والی بنا لیا مگر عیسیٰ کو بھی انھوں نے اس کی ولایت میں اس طرح شریک کر دیا کہ پرگنات اور بغداد کے علاقوں کو ان میں تقسیم کر دیا کچھ ایک کے تحت اور کچھ دوسرے کے تحت کر دیئے گئے، جب عیسیٰ حسن بن سہل سے ساز باز کر کے اس طرح اس کے ساتھ ہو گیا اور عسکر مہدی والے اس کے پہلے بھی مخالف تھے اب مطلب بن عبداللہ بن مالک الخزاعی سہل بن سلامۃ کے مقابل اٹھا اس نے مامون اور سہل کے بیٹے فضل اور حسن کے لئے دعوت دی، سہل نے اسے اس سے روکا اور کہا کہ اس لئے تو تم نے میری بیعت نہیں کی تھی۔

منصور بن المہدی، خزیمہ بن خازم اور فضل بن الربیع شہر کے اندر چلے آئے اور اسی دن انھوں نے سہل بن سلامہ کی دعوت پر اس کی بیعت کی اور مطلب سے بھاگ کر حربیہ میں قیام پذیر ہوئے، سہل بن سلامہ، حسن بن سہل کی طرف آیا اس نے مطلب کو اپنے پاس بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے اس لئے تو میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی مگر مطلب نے اس کا کہا نہ مانا اور اس کے پاس آنے سے انکار کر دیا دو یا تین دن تک سہل کی اس سے نہایت ہی سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر عیسیٰ اور مطلب نے صلح کر لی اور عیسیٰ نے سہل کو دھوکے سے قتل کرا دینے کے لئے اپنا ایک آدمی مقرر کر دیا اس نے موقع پا کر تلوار کا وار کیا سہل پر اس کی ضرب کا کچھ اثر

نہ ہوا مگر اس کے بعد وہ اس قضیہ کو چھوڑ کر اپنے مکان چلا آیا اور اب صرف عیسیٰ اس جماعت کا کار فرما رہ گیا اور لوگ لڑائی سے رک گئے۔

اس زمانے میں حمید بن عبد الحمید نیل میں مقیم تھا جب اسے اس ہنگامے کی خبر ملی وہ کوفے آکر چند روز وہاں مقیم رہا پھر کوفے سے قصر ابن ہبیرہ آگیا اور یہیں اس نے اقامت اختیار کی مکان بنایا اس کے گرد فصیل اور خندق بنائی یہ ذی قعدہ کے آخر کا واقعہ ہے۔

عیسیٰ بغداد میں قیام پذیر رہا اس اثناء میں وہ علہ کے انتظار میں سپاہ کا معائنہ اور ان کی صحت کرتا رہا نیز اس نے پھر سہل بن سلامہ سے اپنے کیئے کی معافی مانگی اور اس سے کہا کہ آپ پھر نکلیں اور حسب سابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اس کے لئے میں آپ کا حامی اور مددگار ہوں چنانچہ سہل اب پھر حسب سابق کتاب اور سنت پر عمل کی دعوت دینے لگا۔

اس سال مامون نے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؑ بن ابی طالب کو مسلمانوں کا ولی عہد اور اپنے بعد ان کا خلیفہ مقرر کر دیا رضائے آل محمد ان کا نام رکھا فوج کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس ترک کر کے سبز لباس اختیار کرے اس کے لئے انھوں نے تمام آفاق میں احکام نافذ کر دیئے۔

علیؑ الرضا کی ولایت عہد

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد اپنی چھاونی سے بغداد آکر اپنی سپاہ کے معائنہ ہی میں مصروف تھا کہ اس کے پاس حسن بن سہل کا خط آیا جس میں اس نے عیسیٰ کو اطلاع دی تھی کہ امیر المومنین مامون نے علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفر بن محمد کو اپنے بعد اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے اس انتخاب سے پہلے انھوں نے

بنی عباس اور بنی علیؑ کے ہر شخص پر غور کیا مگر اس سے بہتر، زیادہ متقی پرہیزگار اور عالم دین ان کو دوسرا نظر نہیں آیا انھوں نے رضائے آل محمدؐ اس کا لقب قرار دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں سیاہ لباس ترک کر کے اب سبز لباس اختیار کر لوں، یہ خط عیسیٰ کو ۲ رمضان سنہ ۲۰۱ہجری منگل کے دن ملا۔ اپنے اس خط میں حسن بن سہل نے اسے یہی حکم دیا کہ اپنے پاس والوں سپاہ افسر اور بنی ہاشم کو حکم دے کہ وہ علیؑ الرضا کے لئے بیعت کریں اور تمام پوشاک قبا، کلاہ اور عمامہ سبز پہنا کریں تمام بغداد والوں سے اس حکم پر عمل کرایا جائے۔

عیسیٰ نے اطلاع موصول ہوتے ہی اہل بغداد کو اس حکم کی بجا آوری کی ہدایت کی اور وعدہ کیا کہ ایک ماہ کی تنخواہ میں ابھی دیدیتا ہوں باقی غلہ آنے پر بیباق کر دی جائیگی اس پر بعض تو عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوئے اور بعض نے اس حکم کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور انھوں نے کہا کہ ہم ہرگز حکومت کو بنی عباس سے نکلنے نہیں دیں گے اس میں فضل بن سہل کی گہری چال معلوم ہوتی ہے، چند روز اسی اختلاف میں گزرے بنی عباس اس تجویز پر بہت برہم ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے انھوں نے یہ طے کیا کہ ہم اپنے ہی میں سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ بناتے ہیں اور مامون کو خلافت سے علیحدہ کرتے ہیں مہدی کے بیٹے ابراہیم اور منصور اس مخالفت میں سب سے زیادہ نمایاں تھے چنانچہ اسی سال اہل بغداد نے مامون کو چھوڑ کر ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنایا۔

ابراہیم بن المہدی کی بیعت کا ذکر

(۲۰۱ھ)

ہم بغداد کے عباسیوں کی مامون سے ناراضی کا سبب پہلے بیان

کر چکے ہیں اور ان لوگوں کا بھی ذکر کر چکے ہیں جو حسن بن سہل سے لڑنے کے لئے آمادہ اور متحد ہو گئے جس کی بناء پر حسن بغداد چھوڑ کر چلا گیا اس کے بعد مامون نے علیؑ الرضا کو اپنا ولی عہد مقرر کر لیا اور لوگوں کو سبز لباس پہننے کا حکم دیا اور حسن بن سہل نے اس کے متعلق عیسیٰ بن محمدؐ بن ابی خالد کو لکھا کہ وہ اہل بغداد سے اس حکم کی بجا آوری کرائے اس نے منگل کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں اہل بغداد سے ان احکام کی بجا آوری کروالی اس موقع پر عباسیوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہم نے تو ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے ان کے بعد ان کے بھتیجے اسحٰق بن موسیٰ بن المہدی کو ولی عہد مقرر کر لیا ہے اور ہم نے مامون کو خلافت سے علیٰحدہ کر دیا ہے۔ ہم آئندہ سال کی پہلی محرم کو ہر اس شخص کو جو ہمارے ساتھ ہوگا دس دینار دینگے۔

اس دعوت کو بعض لوگوں نے قبول کیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ جب تک ہمیں یہ رقم مل نہ جائے ہم اسے نہیں مانتے جمعے کے دن جب لوگ نماز کے لئے تیار ہوئے انھوں نے چاہا کہ خود مستقل خلیفہ تو نہیں البتہ منصور کے بجائے ابراہیم کو مامون کا نائب بنا لیں انھوں نے ایک شخص کو اس بات پر متعین کر دیا کہ جب موذن اذان دے چکے تو وہ اس بات کا اعلان کرے کہ ہم چاہتے ہیں کہ مامون کے لئے دعوت دیں اور اس کے بعد ابراہیم کو خلیفہ بنائیں نیز عباسیوں نے یہ بھی سازش کی کہ ایک جماعت کو اس بات پر آمادہ کر دیا کہ جب یہ شخص مامون کی دعوت کا ذکر کرے تم سب کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم اس تجویز کو نہیں مانتے ہو نا یہ چاہیئے کہ تم سب اس وقت ابراہیم کی خلافت کے لئے بیعت کرو اور ان کے بعد اسحٰق کے لئے اور مامون کو سرے سے خلافت سے علیٰحدہ کر دو کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہماری املاک کو اس طرح غصب کرے جس طرح منصور نے کہا عباسیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ بس اسقدر کہکر تم اپنے گھروں میں خاموش بیٹھ جانا اس کے آگے ہم دیکھ لیں گے چنانچہ اذان کے بعد جب اس مقرر کردہ شخص نے

مامون کی بیعت کی دعوت دی تو اس جماعت نے حسب قرارداد اس کو جواب دیدیا اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز نماز جمعہ ہی غائب ہوگئی نہ خطبہ ہوا اور نہ جمعہ کی نماز البتہ سب نے ظہر کی نماز کے چار فرض پڑھے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے یہ اس جمعہ کا ذکر ہے جبکہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۲۰۱ہجری کے ختم میں صرف دو راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

اس سال عبداللہ بن خردادبہ والی طبرستان نے ویلم کے شہر لارز اور شیرز کو فتح کر کے بلاد اسلام میں شامل کر لیا اس نے طبرستان کے پہاڑ بھی مسخر کر لئے اور شہریار بن شروین کو اس کے پہاڑی مامن سے بے دخل کر دیا، اس نے مازیار بن قارن کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور ابولیلیٰ شاہ ویلم کو بغیر کسی عہد کے قید کر لیا۔

اس سال ابوالسرایا کے صاحب محمد بن محمد نے انتقال کیا، اس سال بابک الخرمی نے جاویدانی بن سہل صاحب البذ کی جماعت جاویدانیہ کے ساتھ شورش برپا کی بابک نے یہ دعویٰ کیا کہ جاویدان کی روح اس میں حلول کر آئی ہے اس نے ایک عام ہنگامہ اور فساد برپا کر دیا۔ اس سال خراسان رے اور اصبہان میں سخت قحط ہوا، اشیائے خوراک بہت ہی گراں ہوگئیں اور بہت سی اموات ہوئیں، اس سال اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۲ ہجری شروع ہوا

اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلیفہ بنایا اور مبارک اس کا لقب قرار دیا بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے اس سال کی پہلی محرم کو ابراہیم کی بیعت کی اور مامون سے علیحدگی اختیار کی جمعے کے دن ابراہیم

منبر پر چڑھا سب سے پہلے عبید اللہ بن العباس بن محمد الہاشمی نے بیعت کی
اس کے بعد منصور بن المہدی نے اس کے بعد تمام بنی ہاشم نے پھر دوسرے
فوجی امرا نے بیعت کی بیعت لینے کا کام المطلب بن عبداللہ بن مالک
کے سپرد تھا اسی نے اس معاملہ میں بہت کوشش کی تھی اسی کے ساتھ
سندی صالح صاحب المصلیٰ، منجاب اور نصیر خدمت گار اور دوسرے
تمام موالی بھی اس معاملہ میں شریک اور اس کے منصرم تھے مگر یہ تمام امرا
اور رؤسا چونکہ مامون سے اس بات پر ناراض تھے کہ انھوں نے کیوں خلافت
کا وارث اپنے بعد بنی عباس کے علاوہ دوسرے خاندان کے شخص کو بنا دیا
اور کیوں اپنے آبا کا سیاہ لباس ترک کر کے سبز لباس اختیار کیا صرف
اس لئے وہ بھی اس تحریک میں شریک اور ساعی ہو گئے تھے بیعت ہو جانے
کے بعد ابراہیم نے فوج سے چھ ماہ کی معاش دینے کا وعدہ کیا وہ بہت روز
تک ان کو یوں ہی ٹالتا رہا مگر جب انھوں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں
دیتے وہ اس سے بگڑ گئے مجبوراً ابراہیم نے ہر سپاہی کو دو دو سو درہم نقد
دیئے اور بعضوں کو بقیہ مطالبہ کی بابجائی کے لئے پروانے لکھ کر دیئے کہ
سواد جا کر نقد واجب الادا کے معاوضہ میں اتنی قیمت کا گیہوں اور جو
لے لیں یہ لوگ پروانے لیکر وصولیابی کے لئے نکلے جس چیز پر ان کو قابو
ہوا اسے اپنے قبضہ میں کر لیا اس طرح انھوں نے زمینداروں سے
دونوں حصے خود وطن داروں کا اور حکومت کا لے لئے۔ ابراہیم نے
اہل بغداد کے ساتھ اہل کوفہ اور تمام سواد کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اس نے
مدائن پر اپنا پڑاو ڈالا۔ عباس بن موسیٰ الہادی کو بغداد کی سمت شرقی
کا اور اسحٰق بن موسیٰ الہادی کو سمت غربی کا والی مقرر کر دیا۔ اس موقع
پر اس نے یہ شعر کہا،

الم تعلموا یا آل فہر باننی ❊ شریت بنفسی دونکم فی المہالک

کیا آل فہر تم اس بات کو نہیں جانتے کہ تم میں سے صرف میں نے

اپنی جان جوکھوں ڈالی ہے۔

اس سال مہدی بن عَلوان الحروری نے بزرجا بور میں خارجیوں کا شعار بلند کر کے خروج کیا اس نے وہاں کے کئی پرگنوں نہر بوق اور راذاتین پر قبضہ کر لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ۲۰۳ہجری کے ماہ شوال میں خروج کیا تھا بہر حال ابراہیم نے ابواسحٰق بن الرشید کو کئی سپہ سالاروں کے ساتھ جن میں ابوالبط اور سعید بن الساجور بھی تھے مہدی سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابواسحٰق کے ساتھ اس مہم میں اس کے کئی ترک غلام بھی تھے شبیل صاحب السلبہ نے بیان کیا ہے کہ میں اس وقت نو عمر تھا اور ابواسحٰق کے ہمراہ تھا خارجیوں سے ہمارا مقابلہ ہوا ایک اعرابی نے ابواسحٰق کے نیزہ مارا مگر ایک ترک غلام نے اسے بچا لیا اور اس نے کہا اشناس مرا۔ مجھے پہچانتے ہو اسی روز سے ابواسحٰق نے اس کا نام ہی اشناس رکھدیا یہ ہی ابوجعفر اشناس ہے، اس لڑائی میں مہدی شکست کھا کر حوکایا کی طرف پسپا ہو گیا۔

بعض ارباب سیر نے اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے مہدی بن عَلوان بن الدھقان الحروری کے مقابلہ کے لئے المطلب کو بھیجا تھا جب یہ اس کے قریب پہنچا تو اس نے اقتدائی نام ایک خارجی کو جو جنگ سے کنارہ کش تھا پکڑ کر قتل کر دیا اس کے انتقام کے لئے بہت سے بدوی جمع ہو گئے اور المطلب سے لڑے اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے اسے بغداد میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

اس سال ابوالسرایا کے بھائی نے کوفے میں بغاوت کر دی اور سفید لباس اختیار کیا، ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی مگر ماہ رجب میں غستان بن ابی الفرج اس سے لڑا اور اسے قتل کر کے اس کے سر کو اس نے ابراہیم بن المہدی کے پاس بھیجدیا۔

ابو السرایا کے بھائی کی کوفے میں بغاوت



حسن بن سہل اپنی چھاؤنی واقع مبارک میں فروکش تھا کہ اسے مامون کا حکم موصول ہوا کہ تم سبز لباس اختیار کرو اور ہمارے بعد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کی ولایت عہد کے لئے بیعت کرو اور بغداد جا کر اس کا محاصرہ کرلو، اس حکم کی بجا آوری کے لئے حسن اپنے مقام سے روانہ ہو کر شہر آیا اور حمید بن عبد الحمید کو لکھا کہ تم بغداد جا کر دوسری سمت سے اس کا محاصرہ کرلو اور سبز لباس اختیار کرو، حمید نے اس حکم کی بجا آوری کی، سعید بن الساجور، ابو البط، غسان بن ابی الفرج محمد بن ابراہیم الافریقی اور حمید کے چند اور سرداروں نے ابراہیم بن المہدی سے اس وعدے پر ساز باز کرلیا تھا کہ وہ قصر ابن ہبیرہ کو اس کے لئے فتح کرینگے اور چونکہ ان کے اور حمید کے تعلقات بہت خراب تھے اس وجہ سے اسی کے ساتھ وہ حسن بن سہل سے بھی مراسلت رکھتے تھے اور اسے یہ بتاتے رہتے تھے کہ حمید اندرونی طور پر ابراہیم سے سازش کر رہا ہے اس کے برعکس حمید حسن کو ان کی اسی قسم کی شکایت لکھا کرتا تھا، حسن نے کئی مرتبہ حمید کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ مگر وہ اس ڈر سے کہ میرے بعد میرے مخالف میری فرودگاہ پر قبضہ کرلیں گے حسن کے پاس نہیں گیا اس پر اس کے مخالفوں کو یہ لکھنے کا موقع مل گیا کہ وہ آپ کے پاس صرف اس وجہ سے نہیں آتا ہے کہ وہ آپ کا مخالف ہو چکا ہے اس نے توصراة اور سورا کے درمیان اور سواد میں جائداد خرید لی ہے، جب حسن نے زیادہ اصرار سے حمید کو بلایا تو آخر کار وہ ۵ ربیع الآخر جمعرات کے دن اس کے پاس آنے کے لئے اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوا اس کے جاتے ہی سعید اور اس کے دوستوں نے ابراہیم کو اس کی اطلاع دیدی اور درخواست

کی کہ آپ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو یہاں بھیجدیں تاکہ ہم قصر اور حمید کی فرودگاہ کو اس کے حوالے کردیں، ابراہیم منگل کے دن بغداد سے مدائن کے ارادے روانہ ہوا تھا اور اس نے کلواذی میں مقام کیا تھا جب اوسے یہ خط ملا اس نے عیسیٰ کو ان کے پاس بھیجدیا حمید کے پڑاؤ والوں کو جب عیسیٰ کی اس پیش قدمی اور اس کے قصر سے ایک فرسخ قریۃ الاعراب پر آکر فروکش ہوجانے کی اطلاع ہوئی انھوں نے بھاگنے کی تیاری کی یہ منگل کی رات کا واقعہ ہے ان کے اس ارادے کے ساتھ ہی سعید، ابو البط اور فضل بن الصباح الکندی الکوفی نے حمید کی فرودگاہ پر اچانک دھاوا کر کے اسے بالکل تاخت وتاراج کردیا، اس لوٹ میں ان کو خود حمید کی روپیہ کی سو تھیلیاں اور دوسرا اسباب سامان ہاتھ لگا۔ حمید کا ایک لڑکا اور معاذ بن عبداللہ بچکر بھاگ گئے بعض نے کوفے کی سمت اختیار کی دوسروں نے نیل کا رخ کیا حمید کا لڑکا اپنے باپ کی باندیوں کو لیکر کوفے آیا وہاں اس نے خچر کرایہ پر لیے اور پھر شاہراہ سے حسن کی چھاؤنی میں اپنے باپ کے پاس آگیا سعید اور اس کے دوستوں نے قصر ابن ہبیرہ کو عیسیٰ کے حوالے کردیا عیسیٰ قصر میں داخل ہوا اور منگل کے دن ۱۰ ربیع الآخر کو اس نے قصر کو ان سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔

حسن کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی حمید اس کے پاس تھا اس نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ کو اس کی اطلاع کردی تھی مگر آپ نے میری بات نہ مانی اور اس طرح دھوکہ کھایا یہ کہہ کر وہ حسن کے پاس کوفے آیا یہاں اسکا جس قدر روپیہ اور دوسرا سامان واسباب تھا اسے اس نے اپنے قبضے میں کیا، اور عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کو کوفے کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ تم بھی سبز لباس پہنو مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی علی بن موسیٰ کی ولیعہدی کے لئے دعوت دو، حمید نے ایک لاکھ درہم سے اس کی اعانت کی اور کہا کہ اپنے بھائی کے حق کے لئے لڑو چونکہ کوفے والے تمھاری بات مانتے ہیں اس لئے تم کو آسانی سے کامیابی ہوگی اور یوں تو میں بھی تمھارے ساتھ ہوں مگر رات ہوتے ہی حمید عباس

کو چھوڑ کر کوفے سے چلا گیا۔
اس ہنگامے کی اطلاع موصول ہوتے ہی حسن نے حکیم الحارثی کو نیل بھیجدیا تھا جب عیسیٰ کو جو قصر میں تھا حکیم کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی فوج کو لیکر اس کے مقابلے کے لئے نیل روانہ ہوا سنیچر ۱۴ ربیع الآخر کی رات میں آسمان پر ایک سرخی نمودار ہوئی بعد میں سرخی تو جاتی رہی مگر دو سرخ عمود آخر شب تک بھی آسمان پر باقی رہے سنیچر کے دن صبح عیسیٰ اپنی فوج کو لیکر قصر سے نکل کر نیل کی طرف بڑھا نیل پہنچکر حکیم نے دشمن پر حملہ کر دیا ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ اتنے میں عیسیٰ اور سعید حکیم پر آ پڑے وہ شکست کھا کر بھاگا یہ نیل میں داخل ہو گئے وہاں ان کو عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کی کارروائی کی اطلاع ہوئی کہ وہ تو یہ دعوت دے رہا ہے اور بہت سے لوگوں نے تو اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور دوسروں نے یہ کہا ہے کہ اگر تم اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لئے دعوت دیتے ہو تو ہم کو تمھاری کوئی ضرورت نہیں ہاں البتہ اگر تم اسی وقت اپنے بھائی یا اپنے کسی اور خاندان والے یا خود اپنی خلافت کے مدعی ہو تو ہم تمھارے ساتھ ہیں مگر عباس نے یہی کہا کہ میں اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کے لئے دعوت دیتا ہوں اس پر جو غالی رافضی تھے اُن سب نے اور شیعوں میں سے بھی اکثر نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔
عباس یہ ظاہر کرتا تھا کہ حمید میری مدد اور کمک کے لئے آتا ہے اور حسن نے بھی میری مدد کے لئے بہت سے لوگوں کو بھیجدیا ہے مگر ان میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا سعید اور ابو البط نیل سے کوفے چلے دیر الاعور پہنچکر انھوں نے وہ راہ اختیار کی جو قریۂ شاہی کے پاس ان کو ہرثمہ کی فرودگاہ میں پہنچادے۔
جب عباس کی جمعیت جمع ہو گئی تو اب یہ لوگ ۲ رجمادی الاولیٰ دوشنبے کے دن کوفے سے دشمن کے مقابلہ کے لئے چلے قنطرہ کے قریب

آکر علی بن محمد بن جعفر العلوی جو مامون کے ولیعہد علی الرضا کا بیٹا مکے میں رہا کرتا تھا اور ابو السرایا کے بھائی ابو عبد اللہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ جسے اس کے چچا کے بیٹے عباس بن موسیٰ بن جعفر امیر کوفہ نے اس کے ساتھ کیا تھا دشمن کے مقابلے کے لئے میدان کارزار میں آئے تھوڑی دیر تک ان سے لڑے علی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ پسپا ہو کر کوفے چلے آئے سعید اور اس کے ساتھی بڑھ کر حیرہ میں فروکش ہوئے، منگل کے دن علی الصباح یہ اپنے حریف سے لڑنے آئے عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے قریب حریفوں میں جنگ شروع ہوئی اس موقع پر کوفے میں جو عباسی اور ان کے موالی تھے وہ بھی کوفے سے نکل کر اپنے حامیوں کے پاس چلے آئے رات تک دونوں فریق خوب لڑے عباسیوں کا شعار "یا ابراہیم یا منصور لا طاعۃ للمامون" تھا اور وہ سیاہ پوش تھے عباس اور اسکے کوفی سبز پوش تھے، بدھ کے دن اسی مقام پر پھر لڑائی ہونے لگی جس فریق کا جس مقام پر قبضہ ہوتا وہ اسے جلا دیتا، یہ دیکھ کر کوفے کے رؤسا سعید اور اس کے دوستوں کے پاس آئے اور انھوں نے عباس بن موسیٰ بن جعفر اور اس کے طرفداروں کے لیے اس شرط پر کہ وہ کوفے سے چلے جائینگے امان کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی درخواست مان لی اس کے بعد یہ لوگ عباس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے عوام اور اراذل تمھارے ساتھ ہیں کوئی ثقہ ہے نہیں اسی کے ساتھ تمھاری وجہ سے مخلوق خدا کو قتل و غارت اور آگ کی جو مصیبت ہو رہی ہے وہ تمھارے سامنے ہے ہم کو تم سے کوئی سروکار نہیں بہتر ہے کہ تم ہمارے ہاں سے چلے جاؤ۔

عباس نے ان کی بات مان لی اسے یہ بھی خوف ہوا کہ یہ مجھے دشمن کے حوالے کر دیں گے اس لئے وہ اپنے کناسہ کی قیام گاہ سے بھی اسی وقت دوسری جگہ منتقل ہو گیا اس سمجھوتہ کی عباس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اطلاع نہیں دی سعید اپنی فوج کو لیکر حیرہ پلٹ گیا اس کے جانے کے بعد عباس

والوں نے سعید اور عیسیٰ بن موسیٰ العباسی کے ان موالیوں اور سپاہیوں پر جو معرکہ میں باقی رہ گئے تھے حملہ کر دیا اور ان کو مار کر خندق تک ڈھکیل دیا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کے موضع کو لوٹ کر وہاں کے تمام گھروں کو جلا دیا اور جو وہاں نمودار ہوا اسے قتل کر دیا۔ عباسیوں اور ان کے موالیوں نے اس واقعہ کی سعید کو خبر کی اور بتایا کہ عباس معاہدۂ امان سے پھر گیا ہے سعید ابو البط اور ان کے ساتھی عشا کے وقت کوفے آئے جس کسی کو لوٹ مار کرتے دیکھا انھوں نے اسے قتل کر دیا اور عباس کے طرفداروں کی جس چیز پر ان کی دست رس ہوئی انھوں نے اسے جلا ڈالا اسی طرح قتل کرتے اور جلاتے ہوئے یہ کناسہ آئے ساری رات وہیں بسر کی، پھر روسائے کوفہ نے ان سے آکر اصل حقیقت بتائی کہ یہ سب عوام کا کیا دھرا ہے عباس اس سے قطعی بری الذمہ ہے وہ ہرگز اپنے کسی وعدے سے نہیں پھرا ہے اس اطمینان دلانے پر سعید وغیرہ وہاں سے چلے آئے، ۵ رجمادی الاولیٰ جمعرات کے دن صبح کو سعید اور ابو البط کوفے میں داخل ہوئے اور انھوں نے سفید پوش اور سیاہ پوش سب کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا اور کسی شخص سے کوئی تعرض بجز بھلائی کے نہیں کیا۔ انھوں نے فضل بن محمد بن الصباح الکندی کو جو کوفے کا باشندہ تھا کوفے کا والی مقرر کر دیا، ابراہیم نے ان کو لکھا کہ تم واسط کی طرف بڑھو اور سعید کو یہ لکھا کہ چونکہ کندی اپنے شہر والوں سے میل کی وجہ سے ان کی جنبہ داری کرتا ہے اس لئے تم کوفے پر اس کے علاوہ کسی اور کو والی مقرر کر دو، سعید نے غسان بن ابی الفرج کو کوفے کا والی مقرر کیا پھر ابو السرایا کے بھائی ابو عبد اللہ کو قتل کر دینے کے بعد اس نے غسان کو ولایت کوفہ سے برطرف کر کے اس کی جگہ اپنے بھتیجے ہول کو وہاں کا والی مقرر کیا یہ حمید بن عبد الحمید کے کوفے آنے تک کوفے کا والی رہا اس کے آنے کے بعد ہول کوفے سے بھاگ گیا۔

ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو نیل کے راستے

واسط جانے کا حکم دیا اور اس نے ابن عائشتہ الہاشمی اور نعیم بن خازم کو حکم دیا کہ وہ دونوں ساتھ ساتھ جائیں یہ دونوں حسب الحکم جوخی کے قریب سے بڑھے یہ جمادی الاولی کا واقعہ ہے سعید ابو البط اور افریقی بھی ان دونوں سے آملے ان سب نے واسط کے قریب صیادہ پر پڑاؤ ڈالا اور سب ایک ہی جگہ اکٹھا ہو گئے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ان سب کا سپہ سالار تھا اپنے اس پڑاؤ سے یہ سب سردار جنگ کے لئے تیار ہو کر روزانہ حسن اور اس کی سپاہ کے مقابلہ کے لئے واسط آتے مگر اس کی سپاہ میں سے کوئی بھی ان کے مقابلہ پر نہیں نکلتا وہ سب واسط میں قلعہ بند ہو کر پڑے ہوئے تھے آخر کار ایک دن حسن نے اپنی فوج کو حصار سے نکل کر دشمن سے مقابلہ کا حکم دیا سنیچر کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں چار راتیں باقی تھیں حسن کی فوج واسط سے باہر نکل کر دشمن سے نبرد آزما ہوئی ظہر کے قریب تک نہایت شدید معرکۂ جدال و قتال گرم رہا مگر اب عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگ کر طرنایا اور نیل چلے آئے حسن کی فوجوں نے ان کی فرودگاہ میں جسقدر اسلحہ اور مویشی وغیرہ ان کو ہمدست ہوئے ان پر قبضہ کر لیا۔

اس سال ابراہیم بن المہدی نے سہل بن سلامۃ المطوعی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اسے سزا دی۔

سہل بن سلامہ کی گرفتاری

یہ بغداد میں مقیم تھا لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا تھا بغداد کے اکثر باشندے اس کے پاس جمع ہو گئے تھے اور وہیں فروکش ہو گئے تھے وہ لوگ جو بالکل اس کے

ہمخیال اور ہم رائے تھے اور خود اسی کے مکان میں مقیم تھے وہ ان کے علاوہ تھے مذکورۂ بالا جنگ سے پہلے ہی ابراہیم نے سہل سے لڑنا چاہا تھا مگر پھر وہ کسی مصلحت کی وجہ سے اپنے ارادے سے رک گیا مگر اس جنگ کے بعد جب اس میں عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوگئی تو اس نے سہل کے خلاف کارروائی شروع کی اور جن لوگوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے اور خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کی تھی ان سے اس نے سازش کر لی جو شخص ان شرائط پر اس کی بیعت کر لیتا پھر وہ اپنے گھر کے دروازے پر اینٹ اور گچ کا ایک برج بناتا اس پر کلام پاک اور اسلحہ لٹکا دیتا تھا رفتہ رفتہ اس کے متبعین بڑھتے بڑھتے باب الشام کے قریب تک آگئے اہل کرخ اور دوسرے تمام لوگ ان کے علاوہ تھے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ تو صرف وہ لوگ تھے جن کے مکانات باہم اس کے مکان سے ملے چلے گئے تھے۔

جب عیسیٰ حسن کے مقابلہ سے شکست کھا کر بغداد آیا تو وہ اس کے بھائی اور کچھ اور اس کے ساتھی سہل بن سلامہ کی طرف بڑھے واقعہ یہ تھا کہ سہل عیسیٰ وغیرہ کی بہت برائیاں کرتا تھا ہمیشہ ان کے نہایت ہی شنیع اور قبیح افعال کو لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتا اور صرف فساق کے نام سے ان کو یاد کرتا یہ لوگ کئی دن اس سے لڑتے رہے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے ہی اس سے لڑنے کا بیڑا اٹھایا تھا یہ جب سہل کی قریب والی گلیوں میں پہنچا تو اس نے ناکے والوں کو کہیں ایک اور کہیں دو ہزار درہم اس شرط پر دئے کہ وہ اس کو راستہ دیدیں انھوں نے اس بات کو مان لیا اس رقم میں سے ان لوگوں کے ایک ایک شخص کے حصے میں ایک درہم دو درہم یا اس کے قریب ہی فی کس آئے تھے سنیچر کے دن جبکہ ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں حملہ آوروں نے ہر سمت سے اسے آگھیرا ناکے والوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا حملہ آور بڑھتے ہوئے طاہر بن الحسین

کی مسجد اور خود اس کے مکان تک جو مسجد کے بالکل متصل ہی تھا پہنچ گئے انکے وہاں تک آنے کے ساتھ ہی سہل روپوش ہو گیا اس نے ہتھیار اتار دئیے تماشائیوں میں مل گیا اور عورتوں میں جا ملا حملہ آور اس کے مکان میں گھس گئے مگر جب وہ نہ ملا تو انھوں نے اس پر خفیہ پولیس متعین کر دی رات کو ان لوگوں نے اسے اس کے مکان کے قریب والی ایک گلی میں پکڑ لیا اور اسے اسحٰق بن موسیٰ الہادی کے پاس جو اپنے چچا ابراہیم بن المہدی کے بعد ولی عہد خلافت تھا اور وہی مدینتہ السلام میں موجود تھا لیکر آئے اس نے اس سے خوب مباحثہ اور مکالمہ کیا اسحٰق نے اس کے سامنے اس کے متبعین کو دربار عام میں جمع کر کے اس سے کہا کہ تو نے ہماری حکومت پر عیب زنی کی اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا سہل نے کہا میں نے بنی عباس سے بغاوت نہیں کی بلکہ میری دعوت انھیں کے لئے تھی البتہ میں نے لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت ضرور دی ہے اور آج بھی میں اس دعوت پر قائم ہوں مگر بنی عباس نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ تم سب کے سامنے علی الاعلان اس بات کو کہو کہ جو دعوت میں تم کو دے رہا ہوں وہ بالکل باطل ہے۔

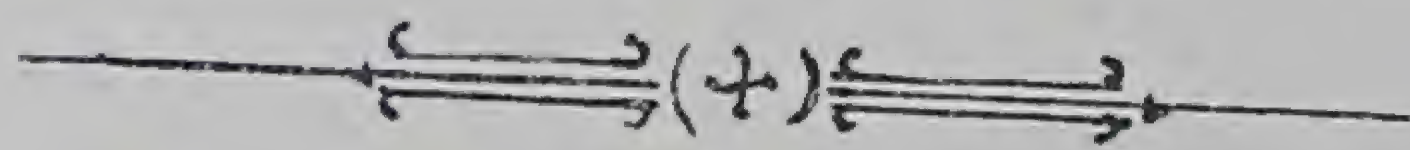
اس غرض سے یہ لوگوں کے سامنے لایا گیا مگر اس نے کہا کہ میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا رہا ہوں اور اب بھی میں تم کو اسی کی دعوت دیتا ہوں جب اس نے لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی تو عباسیوں نے اس کی ناک اور منہ پر تھپڑ مارے سہل نے اس موقع پر کہا اے حربیہ والو تمھاری وجہ سے اس مغرور کو اسقدر جسارت ہوئی ہے اسے پکڑ کر پھر اسحٰق کے پاس لائے اسحٰق نے اسے قید کر دیا یہ اتوار کے دن کا واقعہ ہے دوشنبہ کی رات کو اسے ابراہیم کے پاس مدائن لے گئے یہاں ابراہیم نے اس سے وہ سوال کیا جو اسحٰق نے کیا تھا اور سہل نے بھی وہی جواب دیا جو اس نے اسحٰق کو دیا تھا۔

اس سے پہلے عباسیوں نے سہل کے ایک پیرو محمد الرواعی کو گرفتار

کرلیا تھا ابراہیم نے اسے خوب پٹوایا اس کی داڑھی نچوا کر اسے بیڑیاں پہنائیں اور قید کر دیا تھا جب سہل گرفتار ہوا تو اسے بھی انھوں نے قید کر دیا اور کہدیا کہ ہم نے تو اسے عیسیٰ کے حوالے کر دیا تھا عیسیٰ نے اسے قتل کر دیا یہ خبر اس وجہ سے شائع کی گئی کہ ان کو خوف تھا کہ اگر لوگوں کو اس کے مقام کا پتہ چل گیا تو وہ اسے چھڑا لیجائیں گے، سہل کے خروج سے گرفتاری اور قید تک بارہ ماہ گزرے تھے،

اس سال مامون عراق آنے کے لئے مرو سے روانہ ہوئے۔

مامون کی مرو سے مراجعت



بیان کیا گیا ہے کہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد العلوی نے مامون کو اس فتنہ و فساد اور جنگ و جدال سے مطلع کیا جس میں کہ سب لوگ ان کے بھائی امین کے قتل کے بعد سے اب تک مبتلا تھے اور یہ بھی کہا کہ فضل بن سہل نے کبھی آپ کو ملک کے اصلی حالات سے اطلاع نہیں دی بلکہ ہمیشہ ان کو آپ سے چھپایا ہے خود آپ کے خاندان والے بعض باتوں کی وجہ سے آپ سے ناراض ہیں اور آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ مسحور اور مجنون ہو گئے ہیں آپ کی اس بے خبری کو دیکھ کر انھوں نے آپ کے چچا ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ مقرر کر لیا ہے مامون نے کہا جہاں تک مجھے معلوم ہے انھوں نے ابراہیم کو خلیفہ نہیں بلکہ حکومت چلانے اور انتظام قائم رکھنے کے لئے محض اپنا امیر بنا لیا ہے فضل نے مجھ سے یہی بات کہی ہے، علی الرضا نے کہا کہ فضل آپ سے جھوٹ بولا ہے اور اس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے ابراہیم اور حسن بن سہل کے درمیان عرصے سے لڑائی جاری ہے اور وہ لوگ آپ سے اسی وجہ سے ناراض ہیں کہ

آپ نے فضل اور اس کے بھائی کو اتنا رسوخ اور معاملات سلطنت میں اتنا درخور کیوں دے رکھا ہے نیز مجھ سے جو آپ کے خاص تعلقات ہیں اور آپ نے اپنے بعد مجھے اپنا ولیعہد بنایا ہے یہ بات بھی ان کو سخت ناگوار ہے۔

• مامون نے پوچھا میرے ہاں کے کن کن لوگوں کو ان واقعات کا علم ہے انھوں نے کہا یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران اور چند اور فوجی امرا ان حالات سے واقف ہیں، مامون نے کہا آپ ان کو میرے پاس لے آئیں تاکہ میں ان سے وہ واقعات جو آپ نے بیان کیے ہیں دریافت کروں، علی الرضا نے یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران، موسیٰ علی بن ابی سعید فضل کا بھانجا اور خلف المصری کو مامون کی خدمت میں پیش کیا مامون نے ان سے علی الرضا کے بیان کی تصدیق چاہی انھوں نے کہا کہ جب تک ہم سے یہ وعدہ نہ کیا جائے کہ ہمیں اپنے بیان کی وجہ سے فضل کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچیگا ہم ایک لفظ نہیں کہہ سکتے مامون نے اس بات کا اقرار کیا اور ہر شخص کو اپنے ہاتھ سے وعدۂ امان لکھ کر دیدیا تب انھوں نے ان تمام فتنوں سے جو ملک میں برپا تھے ان کو پوری طرح مطلع کیا اور بتایا کہ اس وجہ سے آپ کے خاندان والے۔ موالی اور دوسرے امرا آپ سے ناراض ہیں ان لوگوں نے مامون کو بتایا کہ کس طرح فضل نے ہرثمہ کی جھوٹی بے بنیاد شکایت کر کے اسے نقصان پہنچایا اور ہرثمہ تو اصل میں آپ کو آپ کی بھلائی کے لیے مخلصانہ مشورہ دینے آیا تھا اب اگر آپ نے ان حالات کا فوراً تدارک نہیں کیا تو یہ خلافت نہ صرف آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی بلکہ آپ کے خاندان ہی سے نکل جائے گی فضل نے ہرثمہ کی شکایت ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اسے خفیہ طور پر قتل کرا دیا حالانکہ اس کا مقصد آپ کی بھلائی اور خیر خواہی تھی۔ اس کے علاوہ طاہر بن الحسین نے آپ کے لیے جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں وہ سب پر ظاہر ہیں جو فتوح اس نے کیے اور جس طرح اس خلافت کو بالکل قابو میں کر کے

وہ آپ کے پاس لے آیا اسے سب جانتے ہیں مگر جب تمام معاملات درست ہوگئے تو اسے خلافت کے معاملات سے بالکل علیحدہ کر کے الگ تھلگ رقہ کے ایک گوشہ میں ڈالدیا گیا، روپیہ اسے نہیں بھیجا گیا جس کی وجہ سے اس کی شوکت وطاقت کمزور ہوگئی خود اس کی سپاہ اسکے تابع فرمان نہیں رہی اگر وہ بغداد میں آپ کی خلافت کے استحکام و انتظام کے لئے ہوتا تو وہ تمام ملک کو ہموار کر لیتا اور کسی شخص کو اس کے خلاف ایسی جرات نہ ہوتی جیسی کہ اب حسن بن سہل کے خلاف لوگوں کو ہوگئی ہے تمام عالم میں ہر طرف ہنگامہ ہی ہنگامہ برپا ہے محمد کے قتل کے بعد سے طاہر بن الحسین کو رقہ میں متعین کر کے اسے کئی سال سے بالکل بھلاہی دیا گیا ہے جو لڑائیاں اب ہو رہی ہیں ان میں کسی میں بھی اس سے کوئی مدد نہیں کی گئی ہے، حالانکہ جو اس سے کہیں ادنیٰ درجے کے لوگ تھے ان کو شریک کیا گیا۔

ان لوگوں نے مامون سے یہ بھی درخواست کی کہ آپ بغداد چلیں کیونکہ بنی ہاشم، موالی، امرا اور سپاہ جب آپ کی شان وشوکت کو دیکھیں گے وہ فوراً ٹھنڈے پڑجائیں گے اور آپ کی طاعت کے لئے سر تسلیم خم کرینگے جب ان سب باتوں کی مامون کو تحقیق ہوگئی انھوں نے بغداد کے کوچ کا حکم دیدیا۔ فضل کو اس ملاقات کی کچھ خبر ہوگئی اس نے ان لوگوں کی خوب خبر لی، بعضوں کو کوڑوں سے پٹوایا بعض کو قید کر دیا اور بعض کی داڑھی نچوائی، علی الرضا نے دوبارہ مامون سے ان کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آپ نے ان کو امان دی تھی مامون نے کہا میں اس کا تدارک کردوں گا۔

جب مرو سے چل کر مامون سرخس آگئے تو چند آدمیوں نے فضل بن سہل پر جبکہ وہ حمام میں تھا حملہ کر دیا اور تلواروں سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا یہ جمعہ ۲ شعبان سنہ ۲۰۲ ہجری کا واقعہ ہے، قاتل گرفتار کر لئے گئے یہ چار آدمی غالب المسعودی الاسود، قسطنطین الرومی فرج الدیلمی اور موفق الصقلبی خود مامون کے خدمتگار تھے، قتل کے وقت فضل کی

عمر ساٹھ سال تھی۔ قاتل بھاگے مامون نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا اور دس ہزار دینار ان کے پکڑنے والے کا انعام مقرر کیا عباس بن الہیثم بن بزرجمہر الدینوری ان کو گرفتار کر کے مامون کے پاس لایا قاتلوں نے مامون سے کہا کہ آپ ہی نے ہمیں اس کے قتل کا حکم دیا تھا، مامون نے ان کے قتل کا حکم دیدیا اور ان کی گردنیں ماردی گئیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فضل کے قاتل جب پکڑ کر لائے گئے اور مامون نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں کیا تو ان میں سے کسی نے یہ کہا کہ فضل کے بھانجے علی بن ابی سعید نے ہمیں مقرر کیا تھا دوسروں نے اس سے انکار کیا مامون کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا پھر مامون نے عبدالعزیز بن عمران، علی، موسیٰ اور خلف کو بلا کر ان سے پوچھا انھوں نے اس واقعے سے اپنی قطعی براءت اور بے خبری ظاہر کی مگر مامون نے ان کے انکار کو تسلیم نہیں کیا اور ان کو بھی قتل کرا کے ان کے سر حسن بن سہل کے پاس واسط بھیجدیئے اور اسے لکھا کہ فضل کے قتل کی وجہ سے میں ایک بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں میں نے اب تم کو فضل کی جگہ مقرر کر دیا ہے، مامون کا یہ خط حسن کو رمضان میں موصول ہوا، حسن اور اس کی فوج بدستور غلہ آنے اور خراج وصول ہونے تک واسط میں قیام پذیر رہی۔

عیدالفطر کے دن مامون سرخس سے عراق چلے اس وقت ابراہیم بن المہدی مدائن میں تھا اور عیسیٰ، ابوالبط، اور سعید نیل اور طرنایا میں فروکش تھے اور یہ روزانہ صبح و شام اس سے لڑا کرتے تھے، المطلب بن عبداللہ بن مالک بن عبداللہ مدائن سے بغداد آگیا تھا مگر اس نے بہانہ کر دیا کہ میں علیل ہوں اور اس وجہ سے اس نے لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اب اس نے خفیہ طور پر مامون کے لئے دعوت دینا شروع کی اور لوگوں کو بتایا کہ منصور بن المہدی عراق میں مامون کا نائب ہے، آپ ابراہیم کی خلافت سے علیحدہ ہو جائیں، منصور، خزیمہ بن خازم اور ہمت شرقی

کے بہت سے امرائے اس کی دعوت کو قبول کیا اس نے حمید اور علی بن ہشام کو لکھا کہ تم بغداد آؤ حمید نہر صرصر پر آکر فروکش ہوا اور علی النہروان پر جب ابراہیم کو اس تحریک کی متحقق خبر ہوئی وہ مدائن سے بغداد آنے کے لئے روانہ ہوا اور سنیچر کے دن ۱۴ ار صفر کو زندورد آکر فروکش ہوا اور اس نے المطلب منصور اور خزیمہ کو اپنے پاس بلا بھیجا انھوں نے اسے ٹال دیا اور نہ گئے اب ابراہیم نے عیسیٰ بن محمد بن خالد اور اس کے بھائیوں کو ان کے پاس بھیجا ان میں سے منصور اور خزیمہ نے تو اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا مگر المطلب کے موالیوں اور جمعیت والوں نے اس کے مکان کی مدافعت کی اور لڑے مگر اب کثیر التعداد حملہ آور ان پر چڑھ آئے ابراہیم نے منادی کرادی کہ جو لوٹ میں شریک ہونا چاہے وہ المطلب کے گھر آجائے، ظہر کے وقت ہزارہا آدمی اس کے گھر پہنچ گئے اور جو کچھ وہاں تھا اس سب کو لوٹ لیا اس کے مکان کے علاوہ ان لوگوں نے اس کے خاندان والوں کے تمام مکانات بھی لوٹ لئے اسے تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ یہ واقعہ منگل کے دن جبکہ ماہ صفر کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں پیش آیا۔

جب حمید اور علی بن ہشام کو اس واقعہ کی خبر ہوئی حمید نے اپنے ایک سردار کو روانہ کیا اس نے مدائن پر قبضہ کرلیا اور پل کو توڑ ڈالا اور پھر وہ مدائن ہی میں فروکش ہوگیا علی بن ہشام نے اپنے ایک سردار کو بھیجا وہ مدائن میں فروکش ہوکر نہر دیالی آیا اسے اس نے توڑ دیا اب یہ سب مدائن میں مقیم ہوگئے، پھر اپنی اس کارروائی پر جو ابراہیم نے المطلب کے ساتھ کی اسے ندامت ہوئی اور المطلب اس کے ہاتھ بھی نہیں آیا۔

اس سال مامون نے حسن بن سہل کی بیٹی بوران سے شادی کی، نیز انھوں نے اپنی بیٹی ام حبیب کی شادی علی الرضا سے اور دوسری بیٹی ام الفضل کی شادی محمد بن علی بن موسیٰ سے کی۔

اس سال ابراہیم بن محمد بن جعفر بن محمد کی امارت میں حج ہوا اس نے مامون کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لئے دعوت دی، حسن بن سہل نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو جو بصرے میں تھا حکم بھیجا تھا کہ اس سال وہ حج میں شریک ہو چنانچہ یہ اپنی جمعیت کے ساتھ مکے آیا اور حج میں شریک ہوا اور پھر اپنے مستقر واپس آگیا۔ چونکہ حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے یمن پر قبضہ کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اس لئے حج کر کے ابراہیم بن موسیٰ مکے سے یمن گیا۔

سنہ ۲۰۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات علی الرضا کی وفات

سرخس سے روانہ ہو کر مامون طوس آئے یہاں آکر اپنے باپ کی قبر پر چند روز قیام پذیر ہوئے علی الرضا نے انگور کھائے اس سے ان کو ہیضہ ہوا اتفاقاً دفعۃً ان کا انتقال ہو گیا یہ آخر ماہ صفر کا واقعہ ہے، مامون کے حکم سے وہ رشید کے قریب ہی دفن کئے گئے مامون نے ربیع الاول میں حسن بن سہل کو ان کی موت کی اطلاع دی اور اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا، مامون نے بنی العباس، موالیوں اور اہل بغداد کو بھی علی الرضا کی موت کی اطلاع دی اور لکھا کہ آپ حضرات صرف ان کی ولی عہدی سے ناراض تھے اب ان کا انتقال ہو گیا ہے آپ میری اطاعت و فرمانبرداری قبول کریں اس کے جواب میں انھوں نے مامون اور حسن کو ایسے سخت خطوط لکھے جو کسی کو نہ لکھے جائیں مامون نے علی الرضا کی نماز جنازہ

پڑھائی تھی۔

اس سال وہ طوس سے بغداد آنے کے ارادے روانہ ہو کر جب رے آئے تو یہاں انھوں نے اس رقم میں سے جو رے سے بارگاہ خلافت کے لیئے سالانہ مقرر تھی بیس لاکھ درہم کم کر دیئے۔

اس سال حسن بن سہل مرض سودا میں مبتلا ہوا اور مرض نے اسقدر شدت اختیار کی کہ اس سے وہ بالکل دیوانہ ہو گیا آخر کار زنجیروں میں باندھ کر ایک کوٹھری میں اسے بند کر دیا گیا اس کے عہدہ داروں نے مامون کو اس کے اس حالت سے مطلع کیا مامون نے جواب دیا کہ دینار بن عبداللہ اس کے بجائے چھاونی کا سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے اور میں خود بہت جلد وہاں آتا ہوں۔

اس سال ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو پکڑ کر قید کر دیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عیسیٰ کی گرفتاری

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، حمید اور حسن سے محمد بن محمد المعبدی الہاشمی کے ذریعہ اندرونی طور پر مراسلت کرتا تھا، اور ظاہر میں ابراہیم کا مطیع اور مخلص بنا ہوا تھا مگر نہ وہ حمید سے لڑتا تھا اور نہ وہ اس کی کسی بات یا کام میں تعرض کرتا تھا جب کبھی ابراہیم اس سے کہتا کہ حمید سے لڑنے جاؤ وہ کبھی یہ بہانہ بنا دیتا کہ فوج اپنی معاش کا مطالبہ کر رہی ہے اور کبھی کہہ دیتا کہ غلہ آ جائے تو جاؤں یہ اسی طرح کے حیلے بہانے کرتا رہا البتہ جب اس کے اور حسن اور حمید کے درمیان اس کے اطمینان کے مطابق خفیہ قرارداد ہو گئی تو وہ یہ اقرار کر کے کہ میں

ابراہیم بن المہدی کو جمعہ کے دن جو شوال کا آخری دن ہوگا ان کے حوالے کردوں گا ان سے ملکر چلا آیا، اس سازش کی اطلاع ابراہیم کو بھی ہوگئی، جمعرات کے دن عیسیٰ باب الجسر آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ میں نے حمید سے صلح کر لی ہے اور اقرار کیا ہے کہ میں اس کے عمل میں دخل نہ دوں گا اور اس نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ وہ میرے کسی عمل میں دخل نہ دے گا۔

اب اس نے باب الجسر اور باب الشام پر خندق بنوائی ان واقعات کی ابراہیم کو اطلاع ہوئی اس سے پہلے عیسیٰ نے ابراہیم سے کہا تھا کہ شہر میں جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں اس نے اس کا اقرار کر لیا تھا مگر جب اسے معلوم ہوا کہ عیسیٰ نے اس کے متعلق ایسا خیال ظاہر کیا ہے اور وہ تو اسے گرفتار کرلینا چاہتا ہے ابراہیم ہوشیار ہوگیا اور جمعہ کی نماز کے لئے نہیں گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خود عیسیٰ کے بھائی ہارون نے ابراہیم کو عیسیٰ کے ارادوں اور منصوبوں کی اطلاع دی تھی اس اطلاع کے بعد ابراہیم نے عیسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجا تاکہ بعض معاملات میں اس سے گفتگو کرے مگر اس نے نہ آنے کا کوئی بہانہ بنادیا اور نہ آیا ابراہیم نے مسلسل کئی آدمی اس کے بلانے کے لئے بھیجے آخر کار مجبور ہو کر اسے آنا پڑا اور وہ ابراہیم سے ملنے اس کے رصافہ کے قصر آیا اس کے پاس پہنچتے ہی تمام لوگ مجلس سے اٹھا دیئے گئے۔ اور صرف ابراہیم اور عیسیٰ وہاں رہ گئے ابراہیم نے اس پر اپنا عتاب شروع کیا عیسیٰ معذرت کرنے لگا کہ جس وجہ سے آپ مجھ پر عتاب کر رہے ہیں یہ بالکل بے بنیاد ہے، ابراہیم کوئی الزام اس پر لگاتا تو وہ اس کی تردید کر دیتا مگر جب بعض باتوں کا اس نے اس سے اقرار ہی کرالیا تو اب اسکے حکم سے عیسیٰ کو پیٹا گیا پھر اسے قید کردیا گیا ابراہیم نے اس کی جمعیت کے چند سرداروں کو بھی پکڑ کر قید کردیا اس نے اپنے آدمی عیسیٰ کے مکان بھیجدیئے وہاں سے اس کی ایک اُمّ ولد اور چند بالکل صغیر سن بچے گرفتار کرکے لائے گئے ان کو بھی ابراہیم نے قید کر دیا یہ اس جمعرات کی رات کا واقعہ ہے جبکہ ماہ شوال

کے ختم ہونے میں صرف ایک رات باقی تھی۔

ابراہیم نے عیسیٰ کے نائب عباس کی تلاش کی مگر وہ روپوش ہو گیا جب عیسیٰ کی گرفتاری کی اطلاع اس کے خاندان والوں اور دوستوں کو ہوئی وہ مشورے کے لئے ایک دوسرے سے جا کر ملے اس کے خاندان والوں اور بھائیوں نے عوام کو ابراہیم کے خلاف بھڑکایا اور اب وہ عیسیٰ کے خلیفہ عباس کی قیادت میں ابراہیم کے مقابلہ کے لئے اکٹھا ہوئے انھوں نے ابراہیم کے کارکن پر جو جسر پر متعین تھا حملہ کر کے اسے اس کے مقام سے نکال دیا اس نے جا کر ابراہیم کو اس یورش کی اطلاع دی ابراہیم نے حکم دیا کہ پل توڑ دیا جائے بلوائیوں نے ان تمام عہدے داروں کو جو ابراہیم کی طرف سے کرخ وغیرہ میں متعین تھے وہاں سے نکال دیا اب چور۔ اچکے اور بدمعاش پھر علانیہ طور پر نمودار ہوئے اور اب وہ پولیس کی چوکیوں پر بیٹھ گئے، عباس نے حمید کو لکھا کہ آپ آئیے میں بغداد آپ کو دئے دیتا ہوں، دوسرے دن جمعہ تھا اس ہنگامے کی وجہ سے شہر کی مسجد جامع میں بغیر خطبہ کے موذن نے ظہر کے چار فرض پڑھا دئے جمعہ کی نماز نہ ہو سکی۔ اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کی خلافت کیلئے دعوت دی۔

ابراہیم کی خلافت سے علیحدگی

حمید کو اہل بغداد کا دعوت نامہ ملا اس میں یہ بھی شرط تھی کہ وہ ہر شخص کو پچاس درہم دے اس نے اسے منظور کیا اور اتوار کے دن کوفے کے راستے بڑھ کر نہر صرصر پر فروکش ہوا یہاں دوسرے دن دوشنبہ کی صبح کو عباس اور بغداد کے امرا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے حمید نے ان سے وعدے کئے

ان کو امیدیں نہ لائیں انھوں نے اس کی بات پر اعتماد کیا حمید نے وعدہ کیا کہ اگر آئندہ جمعہ کی نماز میں تم ابراہیم کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کے لئے دعوت دو تو سینچر کے دن یاسریہ میں تم کو عطا تقسیم کر دوں گا انھوں نے یہ بات مان لی ابراہیم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو قید سے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں تم کو رہائی دیتا ہوں تم اپنے مکان جاؤ اور اپنی سمت سے میرے لئے دشمن کی مدافعت کرو، مگر اس نے نہ مانا جمعہ کے دن عباس نے محمد بن ابی رجا الفقیہ کو بلا بھیجا اس نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور مامون کے لئے دعا مانگی۔

سینچر کے دن حمید یاسریہ آیا وہاں اس نے اہل بغداد کی فوج کا معائنہ کیا اور جب اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے انھوں نے کہا کہ ان پچاس میں سے دس دس کم کر کے آپ ہمیں چالیس دیں کیونکہ اس عدد کو ہم اس وجہ سے منحوس خیال کرتے ہیں کہ علی بن ہشام نے ہمیں پچاس پچاس دیئے تھے مگر پھر اس نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی اور ہماری معاش بند کر دی حمید نے کہا میں بجائے دس کم کرنے کے دس کا اضافہ کر کے ہر شخص کو ساٹھ دیئے دیتا ہوں اس کی اطلاع ابراہیم کو ہوئی اس نے عیسیٰ کو طلب کر کے اس سے درخواست کی کہ تم میری حمایت میں حمید سے لڑو اس مرتبہ اس نے اسے منظور کر لیا ابراہیم نے اسے رہا کر دیا اور اس سے چند آدمیوں کی ضمانت لے لی، عیسیٰ نے فوج سے کہا کہ ہم بھی تم کو اسی قدر دیئے دیتے ہیں جو تم کو حمید نے دیا ہے تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ فوج نے انکار کر دیا، دوشنبہ کے دن عیسیٰ اپنے بھائی بندوں اور سمت شرقی کے سرداروں کے ساتھ دجلے کو عبور کر کے ان کے پاس آیا اور اس نے سمت غربی والوں سے کہا کہ جو عطا حمید نے تم کو دی ہے ہم اس سے زیادہ دینے کے لئے آمادہ ہیں انھوں نے عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو خوب گالیاں دیں اور کہا کہ ہم ابراہیم کو نہیں چاہتے، عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے شہر کے اندر آ کر دروازے بند کر لئے اور فصیل پر چڑھ کر وہ ان لوگوں سے کچھ دیر تک لڑتے رہے مگر

جب ان کو ایک جماعت کثیر لئے آلیا تو وہ مقابلہ سے پلٹ کر باب خراسان آئے اور کشتیوں میں سوار ہو گئے، صرف عیسیٰ ان کو چھوڑ کر پلٹ آیا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دشمن سے لڑنے کے لئے جا رہا ہے مگر پھر اس نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ وہ خود بخود دشمن کے ہاتھوں میں قیدی کی طرح پڑ گیا خود اسی کے ایک سردار نے اس کو گرفتار کر لیا اور وہ اُسے اس کے مکان لے آیا باقی ابراہیم کے پاس چلے گئے اور انھوں نے یہ سارا واقعہ ابراہیم کو سنایا اس سے وہ نہایت سخت رنجیدہ ہوا المطلب بن عبداللہ بن مالک پہلے ہی ابراہیم کا ساتھ چھوڑ کر روپوش ہو چکا تھا جب حمید آیا تو وہ دریا کو عبور کر کے اس کے پاس جانے لگا مگر معبد نے اسے گرفتار کر کے ابراہیم کے پاس پیش کر دیا ابراہیم نے تین یا چار دن اسے قید رکھا پھر یکم ذی الحجہ دوشنبہ کی رات اسے چھوڑ دیا

اس سال ابراہیم بن المہدی حمید بن عبدالمجید سے جنگ شروع ہو جانے اور سہل بن سلامہ کو اپنی قید سے رہا کرنے کے بعد روپوش ہو گیا۔

ابراہیم کی روپوشی

سہل بن سلامہ کے متعلق لوگوں کا بیان تھا کہ وہ قتل ہو چکا ہے حالانکہ وہ ابراہیم کے پاس قید تھا، حمید کے بغداد میں داخلہ کے بعد ابراہیم نے سہل بن سلامہ کو قید سے نکالا اس نے حسب عادت مسجد رصافہ میں اپنی دعوت شروع کی رات کے وقت اسے پھر قید کر دیا جاتا چند دن یوں ہی گزرے اس کے بعد اس کے سابقہ ہمراہی اس کی معیت کے لئے آئے مگر اس نے ان سے کہا کہ ابھی تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو میں ابراہیم سے ملتا ہوں چنانچہ یکم ذی الحجہ دوشنبہ کی رات اس نے سہل کو چھوڑ دیا وہ چلا گیا اور روپوش ہو گیا۔

جب ابراہیم کے اُمرا اور فوج نے دیکھا کہ حمید عبداللہ بن مالک کی چلیوں میں آکر فروکش ہوا ہے ان میں سے اکثر اس سے جا ملے اور انھوں نے مدائن پر اس کے لئے قبضہ کر لیا جب ابراہیم نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھا اس نے اپنی تمام جمعیت کو دشمن کے مقابلہ پر بڑھایا نہر دیالی کے پل پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی حمید نے ان کو شکست دی وہ پل کو عبور کر کے بھاگنے لگے حمید کی فوج نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو بغداد کے گھروں میں گھس جانے پر مجبور کر دیا یہ جمعرات ختم ماہ ذی قعدہ کا واقعہ ہے۔

بقرعید کے دن ابراہیم نے قاضی کو حکم دیا کہ وہ عیساباد میں عید کی نماز پڑھائے چنانچہ قاضی کی امامت میں لوگوں نے عید کی نماز پڑھی اور پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

فضل بن الربیع جو روپوش ہو گیا تھا وہ بھی حمید سے جا ملا اسی طرح علی بن ریطہ بھی حمید کے پڑاؤ میں چلا گیا۔ ہاشمی اور دوسرے فوجی امرا ایک ایک کر کے حمید کے پاس جانے لگے یہ صورت حال محسوس کر کے ابراہیم کی ہمت پست ہو گئی اور اب کوئی تدبیر اسے سجھائی نہیں دیتی تھی المطلب نے حمید سے سازش کر لی تھی کہ میں بغداد کی سمت شرقی پر تمہارے لئے قبضہ کئے لیتا ہوں ابوالبط، عبدویہ اور ان کے چند اور ساتھی سرداروں نے علی بن ہشام سے یہ وعدہ کیا کہ ہم ابراہیم کو پکڑ کر تمہارے حوالے کیے دیتے ہیں جب ابراہیم کو ان تمام حالات کا علم ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ سب غدار اور خائن ہیں اور انھوں نے ہر طرف سے اسے گھیر لیا ہے وہ دن بھر ان کی مدارات کرتا رہا رات ہوتے ہی وہ روپوش ہو گیا یہ بدھ کی رات کا جبکہ ذی الحجہ ۲۰۳ھ ہجری کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں واقعہ ہے۔

المطلب نے حمید کو لکھا کہ میں نے اور میری جمعیت نے ابراہیم کے مکان کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے اگر تم اسے گرفتار کرنا چاہتے ہو تو آؤ ابن الساجور اور اس کے ہمراہیوں نے علی بن ہشام کو اسی قسم کی اطلاع دی

حمید اطلاع پاتے ہی چل پڑا یہ عبد اللہ کی چکیوں میں فروکش تھا وہاں سے باب الجسر آیا دوسری طرف سے علی بن ہشام نہر بین آکر فروکش ہو گیا اور یہاں سے مسجد کوثر بڑھ آیا ابن الساجور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور المطلب نے باب الجسر آکر حمید کا استقبال کیا اور راہ میں اس سے ملاقات کی حمید نے اسے تقرب دیا اس نے حسن سلوک کے وعدے کیے اور کہا کہ میں تمھاری کارگزاری کی اطلاع مامون کو کروں گا اب یہ سب ملکر ابراہیم کے مکان آئے اسے تلاش کیا مگر وہ وہاں نہ ملا۔ مامون کے بغداد آنے تک ابراہیم برابر روپوش رہا ان کے آنے کے بعد پھر اس کے ساتھ جو معاملہ ہوا اسے سب ہی جانتے ہیں۔

سہل بن سلامہ جو روپوش ہو کر اپنے گھر چلا گیا تھا ظاہر ہو گیا، حمید نے اسے اپنے پاس بلایا اسے تقرب دیا، اپنے قریب بلایا ایک خچر اسے دیا اور پھر عزت و احترام کے ساتھ اسے اس کے گھر بھیجدیا۔ یہ بھی مامون کے وہاں آنے تک اپنے گھر بیٹھا رہا ان کے آنے کے بعد یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کر کے اپنے مکان میں پند و وعظ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اس سال اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کامل سورج گہن ہوا آفتاب کی روشنی بالکل جاتی رہی اسکے قرص کا دو ثلث سے زیادہ حصہ غائب ہو گیا، دن چڑھے سے گہن شروع ہوا تھا ظہر کے قریب تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد آفتاب صاف ہو گیا، ابراہیم کی کل مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ اور بارہ دن ہوئی علی بن ہشام نے بغداد کے شرقی حصے پر اور حمید نے غربی حصے پر قبضہ کر لیا، آخر ذی الحجہ میں مامون ہمدان آ گئے تھے۔ اس سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون عراق آگئے اور اب بغداد میں تمام فتنے فساد ختم ہو گئے۔

عراق میں مامون کی آمد

جرجان پہنچکر مامون نے ایک ماہ قیام کیا یہاں سے چلکر ذی الحجہ میں وہ رے آئے یہاں چند روز قیام کیا وہاں سے روانہ ہو کر پھر مسلسل منزلیں کرنے لگے اب صرف ایک دن یا دو دن وہ قیام کرتے تھے سنیچر کے دن نہروان آئے یہاں آٹھ روز تک مقیم رہے ان کے خاندان والے امرا اور دوسرے عمائدان کے استقبال کے لئے نہروان آئے اور ان کو سلام کیا' انھوں نے اثنائے سفر میں طاہر بن الحسین کو رقعہ لکھا تھا کہ تم مجھ سے نہروان آکر ملو چنانچہ وہ ان کی خدمت میں یہیں حاضر ہوا وہ سنیچر کو جبکہ ماہ صفر سنہ ۲۰۴ ہجری کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں دن چڑھے وہ بغداد میں داخل ہوئے اسوقت وہ اور ان کے تمام ہمراہی سبز لباس میں تھے۔ قبائیں' ٹوپیاں' کشتیاں اور علم سب ہی سبز تھے بغداد آکر رصافے میں فروکش ہوئے طاہر بھی ان کے ہمراہ وہاں آیا اسے

اور اس کے ہمراہیوں کو انھوں نے خیزرانیہ میں فروکش ہونے کا حکم دیا پھر مامون رصافے سے منتقل ہو کر اپنے قصر میں جو لب دجلہ تھا چلے آئے انھوں نے حمید بن عبدالحمید علی بن ہشام اور ہر امیر کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں فروکش رہیں یہ امرا روزانہ مامون کے محل آتے تھے کوئی شخص بغیر سبز لباس پہنے ان کی خدمت میں باریاب نہیں ہوتا تھا تمام اہل بغداد اور بنی ہاشم نے بھی سبز لباس اختیار کر لیا تھا، سرکاری ملازم جس شخص کو سیاہ لباس پہنے دیکھتے اس کے لباس کو پھاڑ ڈالتے کبھی کبھی کوئی شخص ڈرتے ڈرتے سیاہ کلاہ تو پہن بھی سکتا مگر قبا اور علم کے متعلق کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ سیاہ اختیار کرے اور نہ سرکار اسے معاف کرتی آٹھ روز یہی کیفیت رہی پھر بنی ہاشم اور خاص کر بنی عباس نے اس معاملہ پر ان سے گفتگو کی اور کہا کہ امیر المومنین آپ نے اپنے آبا اپنے خاندان اور سلطنت کا مقررہ رنگ چھوڑ کر سبز لباس اختیار کیا ہے یہ مناسب نہیں ہے اہل خراسان کے امرا نے بھی اس معاملہ کے متعلق مامون کو عرضداشت بھیجی تھی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مامون نے طاہر سے کہا کہ جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے بیان کرو اس نے موقع پاتے ہی سب سے پہلے یہی درخواست کی کہ آپ اس سبز لباس کو اتار کر سیاہ لباس پہنیں جو آپ کے آبا کی دولت کا لباس ہے، مامون نے جب دیکھا کہ اگرچہ ان کے حکم کی اطاعت میں سب لوگوں نے سبز لباس تو اختیار کر لیا ہے مگر وہ اسے ناپسند کرتے ہیں سنیچر کے دن انھوں نے دربار کیا اس وقت بھی وہ سبز لباس پہنے تھے جب سب جمع ہو گئے انھوں نے سیاہ لباس طلب کیا اور اسے پہنا پھر سیاہ خلعت منگوا کر اسے طاہر کو پہنایا پھر انھوں نے اور چند امرا کو پاس بلا کر ان سب کو سیاہ قبائیں اور سیاہ کلاہیں پہنا دیں جب یہ امرا دربار خلافت سے سیاہ لباس پہن کر باہر آئے تو تمام دوسرے عہدہ داروں اور سپاہیوں نے سبز لباس اتار دیا اور اس کے بجائے سیاہ پہن لیا یہ سنیچر کے دن کا واقعہ ہے جبکہ ماہ صفر کے ختم ہونے میں

سات راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آنے کے بعد مامون نے ستائیس دن سبز لباس پہنا پھر اسے پھاڑ ڈالا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آکر جب تک کہ ان کے پہلے محل کے قریب دجلہ کے کنارے اور بستان موسیٰ میں اور مکانات تیار ہوں وہ رصافہ ہی میں قیام پذیر تھے۔

احمد بن ابی خالد الاحول بیان کرتا ہے کہ جب ہم مامون کے ساتھ خراسان سے آتے ہوئے حلوان کی گھاٹی پہنچے اس وقت میں ان کے ساتھ دوسری طرف سوار تھا مامون کہنے لگے احمد مجھے عراق کی خوشبو آرہی ہے مگر میں نے یہ جواب دیا کہ جناب والا میں ایسا نہیں سمجھتا کہنے لگے میری بات کا یہ جواب تو نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو سہو ہوا یا تم کسی اور بات کو سوچ رہے ہو اس لئے تمہارا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوا میں نے عرض کیا امیر المومنین واقعہ تو یہی ہے پوچھا کیا سوچ رہے ہو میں نے عرض کیا میں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ ہم اہل بغداد کے پاس جا تو رہے ہیں مگر ہمارے پاس اس وقت صرف پچاس ہزار درہم ہیں، اس کے علاوہ وہاں فتنہ برپا ہے اور لوٹ مار کی وجہ سے اہل بغداد کو فتنہ و فساد مرغوب ہے اب اگر اس وقت کوئی اٹھ کھڑا ہوا اور ہنگامہ کر دے تو ہماری کیا بنیگی، یہ سنکر مامون دیر تک سر نیچا کئے غور کرتے رہے پھر کہا احمد تم ٹھیک کہتے ہو تمہاری فکر بہت خوب ہے مگر میں تم کو بتاتا ہوں کہ اس شہر میں باشندوں کے تین طبقے ہیں، ظالم مظلوم۔ اور ایک وہ جو نہ ظالم ہے اور نہ مظلوم۔ ظالم کی ساری توقع ہم سے صرف یہ ہوگی کہ ہم اسے معاف کر دیں اور اس سے کچھ نہ بولیں، مظلوم صرف یہ چاہے گا کہ ہم اس کا انصاف کریں اور حمایت کریں اور جو شخص نہ ظالم ہو گا اور نہ مظلوم وہ اپنے گھر بیٹھا رہے گا اور کوئی حرکت نہیں کرے گا بخدا مامون کا کہنا حرف بحرف صحیح ہوا۔

اس سال مامون نے حکم دیا کہ اہل سواد سے مالگزاری میں دو خمس لئے جائیں اس سے پہلے نصف لیا جاتا تھا مامون نے قفیز ملجم کو جو جھکتی ہوئی

تول سے دس مکاکیا۔ (ہارونی ملوک کے حساب سے پہلے برابر تھا سرکاری تول کا پیمانہ مقرر کیا۔

اس سال یحییٰ بن معاذ کی بابک سے لڑائی ہوئی مگر کسی کو اپنے حریف پر کامیابی نہیں ہوئی۔

اس سال مامون نے صالح بن الرشید کو بصرے کا والی مقرر کیا اور عبیداللہ بن الحسن بن عبیداللہ بن العباس بن علیؓ بن ابی طالب کو حرمین کا والی مقرر کیا عبیداللہ بن الحسن کی امارت میں اس سال حج ہوا۔

۲۰۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون نے طاہر کو مدینۃ السلام سے لے کر اقصائے مشرق تک کے علاقے کا ناظم مقرر کر دیا اس سے پہلے انہوں نے اسے جزیرہ کا کو توالی کا، بغداد کے دونوں حصوں کا والی مقرر کیا تھا نیز حسب ضرورت سواد کی اعانت بھی اس کے ذمے کر دی تھی، اب مامون دربار کرنے لگے۔

طاہر کی ممالک شرقی کی ولایت

بشر بن غیاث المریسی بیان کرتا ہے کہ میں، ثمامہ، محمد بن ابی العباس اور علی بن الہیثم عبداللہ المامون کی خدمت میں حاضر تھے تشیع پر مناظر

ہونے لگا محمد بن ابی العباس نے امامت کی تائید کی اور علی بن الہیثم نے زیدیہ کی تائید کی دونوں میں اسقدر بحث ہوئی کہ محمد نے غصے میں علی سے کہا اے نبطی گنوار میں تجھ سے بات نہیں کرتا۔ مامون جو تکیے کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور انھوں نے کہا گالی گلوچ پر اتر آنا ہارنے کی علامت ہے اور یہ بہت بری بات ہے ہم نے اس بحث اور مباحثے کو صرف اس لیئے اٹھایا تھا کہ جو حق بات کہے گا ہم اس کی تعریف کریں گے اور جو اس سے انکار کرے گا ہم اسے سمجھ جائینگے اور جو شخص ان دونوں مابہ البحث باتوں سے انکار کرے گا اس وقت جو مناسب ہوگا ہم اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے جو اصل بات ہے اس پر دونوں قائم رہو اور کلام تو فروعی ہے یہ میں اس لیے کہتا ہوں کہ جب تم فروع میں پڑجاؤ تو اصل کے متعین ہونے کی وجہ سے تم آسانی سے پھر اس پر عود کرسکو محمد نے کہا تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ واحد لاشریک ہے، محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور اسلام کے یہ فرائض اور قوانین ہیں،

اس کے بعد اب پھر دونوں میں مناظرہ شروع ہوا محمد نے پھر علی کو وہی سخت الفاظ کہے جو اس نے پہلے کہے تھے علی نے کہا اگر امیر المومنین یہاں تشریف نہ رکھتے ہوتے اور ان کی نرم مزاجی اور ممانعت کا خیال نہ ہوتا تو میں سر توڑ دیتا گیا تو اس بات کو بھول گیا کہ تو مدینہ میں منبر کو دھویا کرتا تھا۔ مامون جو تکیئے کے سہارے تھے اب پھر سیدھے ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ اس منبر کے غسل کا کیا مطلب کیا مجھ سے تیرے معاملہ میں کوئی تقصیر ہوئی یا منصور نے تیرے باپ کے معاملے میں کوئی کمی اٹھا رکھی، بخدا اگر خلیفہ اس بات سے حیا نہ کرتے کہ وہ اپنے دندہ سے انحراف کریں تو میں ابھی تجھے قتل کرادیتا کہ تیرا سر زمین پر تڑپتا نظر آتا اٹھ یہاں سے اب نہ آنا۔

محمد بن ابی العباس دربار سے اٹھ کر سیدھا طاہر بن الحسین اپنے بہنوئی کے پاس آیا اور اس سے اپنا سارا قصہ بیان کیا دربار کا یہ دستور

تھا کہ مامون جب نبیذ پیتے تو اس وقت فتح خدمت گاری دربانی کرتا، یاسر توشہ خانے کا داروغہ تھا۔ حسین ساقی تھا اور ابو مریم سعید الجوہری کا غلام ہرکارہ تھا۔

طاہر اسی وقت محل آیا فتح نے مامون سے جا کر عرض کیا کہ طاہر ملنے کے لیے حاضر ہے کہنے لگے یہ تو اس کے آنے کا وقت نہیں ہے اچھا آنے دو طاہر نے آکر سلام کیا مامون نے سلام کا جواب دیا مامون نے حکم دیا کہ اسے ایک رطل پلاؤ طاہر نے نبیذ کو اپنے دست راست میں لے لیا مامون نے کہا بیٹھ جاؤ مگر طاہر باہر آیا اور یہاں اس نے وہ نبیذ پی اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس اثنا میں وہ دوسرا رطل بھی پی چکے تھے اس کے آنے کے بعد مامون نے حکم دیا کہ اسے دوبارہ اسی قدر پلاؤ طاہر نے اس مرتبہ بھی وہی کیا جو وہ پہلے کر چکا تھا اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے کہا بیٹھ جاؤ اس نے کہا امیر المومنین فوج خاصہ کے سردار کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے آقا کے سامنے بیٹھے مامون نے کہا یہ آئین دربار عام کا ہے دربار خاص کا نہیں، یہاں آزادی ہے، اتنے میں مامون رو پڑے انکی دونوں آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں طاہر نے پوچھا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں خدا نہ کرے کہ کبھی آپ کو رونا نصیب ہو تمام ممالک اور رعایا آپ کی مطیع و منقاد ہو چکی ہے اور جو کچھ آپ نے چاہا اللہ نے اسے آپ کے لیے پورا کر دیا اب رونے کی کیا بات ہے، مامون نے کہا میں ایسی بات کے لئے روتا ہوں جس کا اظہار ذلت اور جس کا اخفا باعث حزن ہے اور بھلا کوئی ایسا بھی انسان ہے جسے کوئی غم نہ ہو اچھا تم اپنے آنے کی غرض بیان کرو، طاہر نے کہا محمد بن ابی العباس سے خطا اور لغزش ہو گئی ہے آپ اسے معاف کر دیں اور اس سے خوش ہو جائیں مامون نے کہا میں ان سے خوش ہو گیا، اور میں نے حکم دیا ہے کہ اسے صلہ دیا جائے اور پھر اسے اس کے مرتبے پر بحال کر دیا جائے اور چونکہ وہ ہمارے بے تکلف مونسوں میں نہیں ہے اس لئے ہم اسے اسی وقت یہاں نہیں بلا سکتے ورنہ

بلا بھی لیتے۔

طاہر نے واپس جا کر ابن ابی العباس کو اس کی اطلاع دیدی اور ہارون بن جبغویہ کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اہل قلم مزے میں ہیں خراسانی ایک دوسرے سے جلتے ہیں تم تین لاکھ درہم لے جاؤ دو لاکھ حسین خدمت گار کو دو اور ایک لاکھ محمد بن ہارون مامون کے کاتب کو دینا اور اس سے کہنا کہ وہ مامون سے ان کے رونے کی وجہ کسی موقع سے دریافت کرے۔ ہارون نے حسب بجا آوری کردی، جب مامون صبح کا کھانا کھا چکے تو انھوں نے حسین سے پانی مانگا اس نے کہا بخدا میں اس وقت تک آپ کو پانی نہ پلاؤ نگا جب تک کہ آپ یہ نہ بتائیں کہ طاہر کے آنے کے بعد آپ کیوں روئے تھے انھوں نے پوچھا کیوں تم کو اس کی کیا فکر ہوئی اس نے کہا مجھے آپ کو روتا دیکھ کر سخت رنج ہوا اس وجہ سے میں پوچھتا ہوں مامون نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر کبھی تم نے اسے بیان کر دیا تو میں تم کو قتل ہی کر دونگا اس نے کہا جناب والا میں نے کب آپ کے کسی راز کو افشا کیا جواب کروں گا مامون نے کہا اس وقت مجھے اپنا بھائی امین یاد آگیا اور جو ذلت ان کی ہوئی وہ مجھے یاد آئی پہلے تو میں نے بہت کچھ ضبط کیا مگر جب مجبور ہو گیا تو رو کر میں نے اپنا جی ہلکا کر لیا۔ میں طاہر کو اس کی سزا دیکر چھوڑوں گا۔

حسین نے طاہر کو اس کی اطلاع دیدی طاہر احمد بن خالد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرا کسی کی خوشامد کرنا معمولی بات نہیں ہے اور میرے ساتھ جو بھلائی کی جائے وہ کبھی رائگاں نہیں جاتی تم کسی ترکیب سے مجھے مامون کے سامنے سے علیحدہ بھجوا دو، احمد نے کہا اچھا میں اس کام کو کرتا ہوں تم کل علی الصباح میرے پاس آنا ابن ابی خالد مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آج ساری رات میں نہیں سویا انھوں نے پوچھا کیوں؟ احمد نے کہا اس وجہ سے کہ آپ نے غسان کو خراسان کا والی مقرر کیا ہے حالانکہ وہ اور اس کے ہمراہی ایک لقمے کی حیثیت رکھتے ہیں مجھے

اندیشہ ہے کہ اگر کسی ترک نے ان پر یورش کردی تو ان کے پرخچے اڑا دے گا مامون نے کہا میں بھی اسی معاملہ پر غور کرتا رہا ہوں تو پھر تمھاری رائے میں کسے کیا جائے، احمد نے کہا طاہر بن الحسین کو مامون کہنے لگے احمد یہ کیا کہتے ہو بخدا وہ ضرور بغاوت کر دے گا احمد نے کہا میں اس کے لئے اسکی طرف سے ضامن ہوں کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا، مامون نے کہا اگر ایسا ہے تو بہتر ہے اسی کو بھیجدو،

مامون نے اسی وقت طاہر کو بلایا اور خراسان کی ولایت کا فرمان لکھدیا، طاہر اسی وقت بغداد سے چلکر خلیل بن ہشام کے باغ میں آکر فروکش ہو گیا جب تک طاہر وہاں مقیم رہا اسے روزانہ ایک لاکھ درہم ارسال ہوتے تھے وہ ایک ماہ وہاں مقیم رہا پھر ایک کروڑ درہم جو والی خراسان کو ارسال ہوتے تھے اسے دیدیئے گئے۔

ابوحسان الزیادی کہتا ہے کہ طاہر جبال اور حلوان سے لے کر خراسان تک کے علاقے کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا یہ جمعے کے دن جبکہ ماہ ذی القعدہ ۲۰۵ھ ہجری کے ختم ہونے میں ایک رات باقی تھی بغداد سے روانہ ہوا اس سے دو ماہ پیشتر ہی اس نے اپنی چھاؤنی علیحدہ قائم کرلی تھی اور اس اثنا میں وہ اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا، اس راوی کے بیان کے مطابق اس کی ولایت کا سبب یہ ہوا کہ سب لوگوں نے اس سے کہا کہ عبدالرحمن المطوعی نے والی خراسان کے حکم اور اجازت کے بغیر خارجیوں سے لڑنے کے لئے نیشاپور میں ایک بڑی جمعیت اکٹھا کرلی ہے اندیشہ یہ ہے کہ شاید یہ تحریک اندرونی طور پر خود اصل خلافت ہی کے خلاف کی جارہی ہو، اس وقت فضل بن سہل کا چچازاد بھائی غسان بن عباد حسن بن سہل کی جانب سے اس کے قائم مقام کی حیثیت سے خراسان کا والی تھا۔

علی بن ہارون بیان کرتا ہے کہ طاہر کے والی خراسان مقرر ہوتے اور وہاں جانے سے پہلے حسن بن سہل نے اسے نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے

جانے کا حکم دیا تھا یہ بات طاہر کو ناگوار معلوم ہوئی وہ کہنے لگا ایک خلیفہ سے میں لڑا اور دوسرے کو خلافت دی اور اب مجھے اس قسم کا حکم دیا جاتا ہے ہونا یہ چاہیئے تھا کہ میرے تحت سرداروں میں سے کسی کو اس کام کے لیے بھیجا جاتا۔ اس واقعے سے حسن اور طاہر کے تعلقات خراب ہو گئے اور وہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگ گئے خراسان کا والی مقرر ہو کر وہاں جانے تک طاہر حسن سے کلام نہیں کرتا تھا کسی نے حسن کو اس پر توجہ دلائی مگر اس نے کہا کہ ہمارے باہمی نزاع کے اثنا میں جو بات اس نے کی ہے اب میں اس کی صفائی نہیں کرنا چاہتا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر رقہ سے بغداد چلا آیا۔ اس کے باپ نے اسے وہاں اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ نصر بن شبث سے لڑے۔ اس سال یحییٰ بن معاذ بغداد آیا مامون نے اسے جزیرہ کا والی مقرر کر دیا مامون نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آرمینا اور آذربیجان کا والی مقرر کیا اور اسے بابک سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اس سال السری بن الحکم والی مصر نے مصر میں انتقال کیا، اس سال داؤد بن یزید سندھ کے عامل کا انتقال ہو گیا مامون نے بشر بن داؤد کو اس شرط پر سندھ کا عامل مقرر کر دیا کہ وہ سالانہ دس لاکھ درہم دربار خلافت میں ارسال کرتا رہے، اس سال انھوں نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو زط سے لڑنے کے لیے سپہ سالار مقرر کیا، اس سال کے ماہ ذی القعدہ میں طاہر بن الحسین خراسان روانہ ہوا، یہ دو ماہ تک اپنی چھاؤنی میں فروکش رہا البتہ جب اسے عبدالرحمن النیساپوری المطوعی کے نیساپور میں خروج کی اطلاع ملی تو یہ خراسان روانہ ہو گیا اور اسی سال اشروسنہ کے قریب تغزغزنیہ پہنچ گیا۔ اس سال فرج الرخجی نے عبدالرحمن بن عمار النیساپوری کو پکڑ لیا۔ اس سال عبیداللہ بن الحسن والی حرمین کی امارت میں حج ہوا۔

———(+)———

۲۰۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون نے داؤد بن ماسجور کو زط سے لڑنے کے لیئے بھیجا اور صوبہ بصرہ، ضلع دجلہ یمامہ اور بحرین اس کے تحت میں دیدیئے اس سال دریا میں وہ بڑا آیا جس سے تمام سواد کسکر، اُمّ جعفر کی جاگیر اور عباس کی جاگیر غرق ہوگئیں اور ان کا اکثر حصہ دریا برد ہوگیا اسی سال بابک نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو زک دی، اس سال مامون نے عبداللہ بن طاہر کو رقہ کا والی مقرر کیا اور اسے نصر بن شبث اور بنی مضر سے لڑنے پر مقرر کیا،

عبداللہ بن طاہر کی ولایت رقہ

مامون نے یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کا والی مقرر کیا تھا اس سال اس کا انتقال ہوگیا اس نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے کام پر اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق بیان کرتا ہے کہ رمضان میں مامون نے عبداللہ بن طاہر کو اپنے پاس بلایا کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مامون نے اسے ۲۰۵ھ ہجری میں طلب کیا تھا بعض ۲۰۶ھ اور بعض ۲۰۷ھ ہجری بھی بیان کیا ہے، جب عبداللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے

کہا میں ایک مہینے سے اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لیے خیر ہی کرے گا، میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں کو ترقی دلانے کے لیے باپ ہونے کی وجہ سے ان کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا کرتے ہیں مگر میں نے تم کو اس سے زیادہ اعلیٰ پایا جیسا کہ تمھارے باپ نے تمھارے متعلق کہا تھا، یحییٰ بن معاذ کا انتقال ہو گیا ہے اس نے اپنے بیٹے احمد بن یحییٰ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا مگر وہ کچھ نہ نکلا میں چاہتا ہوں کہ تم کو بنی مضر اور نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے متعین کر دوں عبداللہ نے کہا میں بسر و چشم اس کے لئے حاضر ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس میں اللہ امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لئے بھلائی کرے گا۔

مامون نے اس کو والی مقرر کر کے علم دیدیا اور پھر حکم دیدیا کہ جس راستے یہ اپنے گھر جائے وہاں دھوبیوں کی جو ڈوریاں بندھی ہوں وہ کاٹ دی جائیں نیز سایہ دار مسقف راستوں سے بھی اس علم کو نہ لیجایا جائے تاکہ اس کی راہ میں کوئی ایسا حائل نہ رہے جس کی وجہ سے وہ واپس آئے اس کے بعد انھوں نے اس کے لیے جھنڈا بنوایا جس پر زردی سے معمولی عبارت جو عام طور پر جھنڈوں پر لکھی جاتی تھی مرقوم تھی مگر مامون نے اس میں یہ زیادتی کی کہ اس پر ''یا منصور'' بھی لکھوایا۔

عبداللہ علم لیکر دربار سے چلا، بہت سے آدمی اس کے ہمراہ تھے اسی جلوس کے ساتھ اپنے گھر آیا دوسرے دن بہت سے لوگ اس سے ملنے اور مبارک بادی دینے آئے فضل بن الربیع بھی اس کے پاس آیا اور شام تک وہاں ٹھیرا رہا جب رات ہونے لگی وہ اپنے گھر جانے کے لئے اٹھا عبداللہ نے کہا اے ابوالعباس تم نے مجھپر احسان اور فضل کیا ہے میرے باپ نے جو آپ کے بھائی ہیں مجھے یہ نصیحت کی ہے کہ میں آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کروں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی رائے اور قیمتی مشورے سے مستفید ہوں اگر آپ مناسب سمجھیں تو افطار تک اور میرے پاس ٹھیریں

اس نے کہا میں مجبور ہوں میرے بعض حالات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے میں یہاں افطار نہیں کر سکتا۔ عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ ہم خراسانیوں کے کھانے کو ناپسند کرتے ہوں تو اپنے باورچیخانے سے خاصہ طلب فرما لیجیے اس نے کہا یہ بات نہیں بلکہ میں رات کے کھانے اور عشا کی نماز کے درمیان نفل پڑھا کرتا ہوں عبداللہ نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لیجائیے وہ خود بھی ان کی مشایعت کے لئے اپنے مکان کے صحن تک خاص خاص امور میں مشورہ لیتا ہوا آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اپنے باپ کے خراسان جانے کے چھ ماہ کے بعد عبداللہ نصر بن شبث سے لڑنے نبی مضر کی طرف روانہ ہوا تھا۔ جب طاہر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو دیار ربیعہ کا والی مقرر کیا تھا اس وقت اس نے جو خط اسے لکھا تھا وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اس کا دھیان رکھنا اس کی ناخوشی سے بچنا، اپنی رعایا کا خیال رکھنا، جب تم کو اطمینان ہو آخرت کو یاد رکھنا کہ تم کو آخر میں وہیں جانا ہے اور وہیں ٹھیر کر پھر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا پڑیگی، اور اس حالت میں تم ہمیشہ ایسے نیک اعمال کرنا جن کی وجہ سے تم قیامت کے دن اللہ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ جاؤ، چونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے لہذا تم اس کے ان بندوں پر جن کو اللہ نے تمہاری حفاظت میں سونپا ہے عنایت اور عدل کو اپنے اوپر لازم قرار دو اور ان میں اللہ کے حقوق اور حدود کو جاری کرو، ان کی حفاظت کرو ان کے گھر اور در کی حفاظت کرنا۔ ان کے خون نہ بہانا۔ ان کی راہوں کو ان کیلئے مامون رکھنا ان کی بسر اوقات میں ان کو راحت پہنچانا اور اس کے لئے وہ باتیں اختیار کرنا جو تم پر فرض کی گئی ہیں جس کے لئے تم متعین کئے گئے ہو جن کے متعلق تم سے باز پرس بھی ہوگی اور اس کا ثواب بھی تم کو ملے گا، چاہیے کہ جیسے ہو ویسا اب کرو ان امور پر ہمیشہ اچھی طرح غور و خوض کرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ کسی اور وجہ سے یا مشغلہ میں پڑ کر تم اپنے اس فرض کو بھول جاؤ

کیونکہ اسی فرض شناسی پر تمہاری ہر جگہ کی کامیابی کا مدار ہے اس کے لئے سب سے پہلے تم خود فرائض پر عمل کرنا پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرنا اور وہ مسنون طریقہ پر ہو کہ پہلے باقاعدہ وضو کرنا پھر اللہ اکبر کہہ کر قرآن ترتیل سے پڑھنا رکوع، سجود اور تشہد میں اطمینان سے کام لینا، اللہ کے لئے خلوص نیت کے ساتھ نماز ادا کرنا اور جو لوگ تمہارے ساتھ یا تمہارے تحت ہوں ان کو بھی نماز کی تلقین و تاکید کرنا تاکہ اللہ کا یہ حکم کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر تم عمل کرنا تم سے ادا ہو، فرض کے بعد سنن اور نوافل ادا کرنا۔

جب کوئی معاملہ درپیش ہو اس میں اللہ سے استخارہ کرنا اس سے ڈرتے رہنا۔ اس معاملہ کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں جو حکم دیا ہو اس پر عمل کرنا اور جو ممانعت کر دی ہو اس سے اجتناب کرنا اس کے حلال و حرام کا خیال رکھنا پھر اس کے متعلق رسول اللہ صلعم کے جو آثار ملیں اس پر عمل کرنا۔ انصاف کرنے سے کبھی ملول نہ ہونا چاہیے تمہارا دل چاہتا ہو یا نہیں اور عدل کے بارے میں اپنے تعلقات کی قربت یا بعد کا خیال مت کرنا فقہ، فقہا، علمائے دین کتاب اللہ اور اس پر عمل کرنے والوں کی اقتدا کرنا کیونکہ انسان کی سب سے بڑی زینت یہ ہے کہ اسے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل ہو وہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرے اس پر دوسروں کو ترغیب دے اور خود دین کی وہ معرفت حاصل کرے جس سے اسے اللہ کا قرب نصیب ہو کیونکہ جسے اللہ کے دین کی معرفت حاصل ہو گی اس سے صرف بھلائی سرزد ہو گی وہی اس پر دوسروں کو کاربند کرا سکے گا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکے گا اور تمام مہالک سے لوگوں کو بچائے گا جسے دین کی معرفت حاصل ہو گی اللہ اسے اپنی معرفت کی توفیق عطا فرمائیگا تاکہ آخرت میں وہ اس کی اور منزلت بڑھائے اور بلند مراتب پر فائز کرے اور خود دنیا میں بھی ایسے شخص کو یہ فضیلت حاصل ہو گی کہ اس کے احکام کی توقیر ہو گی، اس کی حکومت کا دبدبہ رہے گا، لوگ اس سے مانوس رہیں گے اور اس کے عدل پر پورا اعتماد کریں گے اپنے تمام کاموں میں

اقتصاد کو اختیار کرنا کیونکہ میانہ روئی سے زیادہ نہ کوئی شئے سودمند ہے اور نہ مامون اس میں تمام فضائل جمع ہیں اور یہ رشد کی طرف رہبری کرتی ہے رشد توفیق تک پہنچاتی ہے اور توفیق سے سعادت حاصل ہوتی ہے اور ایمان مضبوط ہوتا ہے تمام دنیاوی امور میں وہ طریقے اختیار کرنا جو اقتصاد کی طرف رہنمائی کرتے ہوں، آخرت، اجر، اعمال صالحہ سنن معروف اور معالم رشد کی طلب میں کبھی کمی نہ کرنا کیونکہ ایسی نیکی کے لئے جس سے محض اللہ کی خوشنودی اور جنت میں اس کے اولیا کی مصاحبت مقصود ہو کوئی شخص جتنی بھی کوشش کرے وہ کم ہے۔

جان لو کہ دنیاوی امور میں جس قدر میانہ روئی اختیار کرو گے اسیقدر تمہاری عزت بڑھے گی اور معاصی سے بچو گے، اس سے بہتر اور کوئی طریقہ اپنے نفس کو اور اپنے متعلقین کے نفس کو برائیوں سے بچانے اور اپنے معاملات کو روبہ اصلاح کرنے کا نہیں ہے اس لئے تم اقتصاد کو اختیار کرنا تمہارے تمام کام نبتے چلے جائینگے تمہاری مقدرت بڑھ جائے گی اور خاص و عام تمہارے سچے وفادار اور مطیع رہینگے۔

اللہ عزوجل کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا تمہاری رعیت تمہاری فرماں بردار رہیگی تمام امور میں اللہ کی جناب میں وسیلہ اختیار کرنا تمہارا اقبال قائم رہے گا، کسی شخص کو تولیت کے بعد جب تک اس پر کوئی الزام ثابت نہ ہو جائے علیحدہ نہ کرنا کیونکہ ناکردہ گناہوں پر تہمت لگانا یا ان کے متعلق برا گمان قائم کرنا گناہ ہے ہمیشہ اپنے دوستوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا اس طرح وہ تمہارے اور زیادہ خیرخواہ اور مخلص بن جائینگے، دشمن خدا شیطان کو کبھی اپنے معاملہ میں شریک نہ ہونے دینا کیونکہ اگر تم نے اسے ذرا سا بھی موقع دیدیا تو پھر وہی تم پر حاوی اور غالب ہو جائے گا اور تمہارے خیالات میں سوئے ظن پیدا کرکے تم کو ایسا محزون اور مغموم کردے گا کہ تمہاری زندگی تلخ ہو جائے گی، حسن ظن میں قوت اور راحت ہے اور اس کے ساتھ تمہارے وہ تمام کام جن کو تم کرانا چاہتے ہو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوں گے اور

اس طرح لوگ خود تمہاری طرف کھچیں گے اور حکومت میں پائداری پیدا ہو گی مگر اس حسن ظن کی وجہ سے یہ نہ کرنا کہ خود تم معاملات کو سرانجام نہ دینے لگو یا اپنی رعایا اور عہدہ داروں کی حالت سے بے خبر ہو جاؤ اور کبھی اسے پوچھو نہیں بلکہ اس کے برخلاف اپنے عہدہ داروں کی حالت کی ہر وقت دیکھ بھال اور رعایا کی ضروریات سے واقفیت اور پھر ان ذمہ داریوں کو برداشت کرنا اور باتوں کے علاوہ تمہارا سب سے ضروری فرض ہونا چاہئے اس سے شریعت کا قیام اور سنت کا احیا ہے۔

ان تمام باتوں میں اپنی نیت خالص رکھنا اپنے نفس کو اس شخص کی طرح قابو اور قبضہ میں رکھنا جو یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اسے تمام اعمال کا جواب دینا پڑے گا جو اچھے ہوں گے ان کی جزا ملیگی اور جو برے ہوں گے ان کی سزا ملیگی اللہ نے دین کو ذریعہ حفاظت اور عزت بنایا ہے جس نے اس کی اتباع کی اللہ نے اس کی قدر و منزلت بڑھا دی لہذا تم اپنی زندگی میں ہمیشہ دین اور ہدایت کے طریقے پر چلنا۔

اہل جرائم میں اللہ کے حدود کو جاری کرنا اس میں ان کی حیثیتوں کو پیش نظر رکھنا اور حسب استحقاق سزا دینا اس میں کمی کوتاہی یا تساہل نہ کرنا مستوجب سزا کو سزا دینے میں تاخیر نہ کرنا ورنہ اس سے تمہاری نیک نامی میں فرق آجائے گا اس بارے میں ہمیشہ معروف طریقے اختیار کرنا شک و شبہات سے دور رہنا اس سے تمہارا ایمان اور اخلاق پائدار ہو گا، جب عہد کرو اسے پورا کرنا جب کسی خیر کا وعدہ کرو اسے ضرور پورا کرنا۔ حسن خدمت کو تسلیم کر کے اس کا انعام دینا اپنی رعیت میں سے کسی کا عیب اگر تم کو معلوم بھی ہو جائے اس سے چشم پوشی کرنا۔ کبھی جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹ بولنے والوں کو برا جاننا، چغلخوروں کو اپنے سے دور رکھنا کیونکہ جب تم جھوٹوں کو اپنے ہاں درخور دو گے تمہارے تمام موجودہ اور آئندہ معاملات بگڑنے شروع ہو جائیں گے، جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے اور افترا پردازی اور چغلخوری جھوٹ کی مہریں ہیں جو شخص دوسروں کی برائیاں کرتا ہے

اس سے سننے والا بھی نہیں بچتا اور نہ اس کا اب کوئی کام درست رہ سکتا ہے۔

اہل صدق و صلاح سے دوستی رکھنا حق کے ساتھ اشراف کی اعانت کرنا ضعفا کی مدد کرتے رہنا اعزا سے صلہ رحمی کرنا اور یہ سب کچھ محض لوجہ اللہ اور اس کے حکم کی اتباع میں کرنا اور اس کا مقصد صرف یہ ہو کہ اللہ اس کا ثواب اور دار آخرت دے گا۔ بری خواہشوں اور ظلم سے بچنا اور ان دونوں برائیوں سے اپنی رعایا کے سامنے قطعی برات ظاہر کرنا حق اور عدل کے ساتھ حکمرانی کرنا اور اس معرفت کے ساتھ حکومت کرنا جو تم کو ہدایت کے راستے پر لیجائے، غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور وقار اور حلم کو اپنے لئے ملازم کرنا کبھی خود کو حالت غضب میں بے قابو نہ ہونے دینا کیونکہ جو کچھ تم کرو گے وہ اللہ کے لئے ہو گا تمہارے نفس کا اس میں کوئی دخل نہ ہونا چاہیے، یہ کبھی مت کہنا کہ میں اس بات پر مسلط ہوں کہ جو چاہوں کر گزروں اس سے تمہاری رائے کا نقص اور خدائے واحد پر ایمان کی کمی ظاہر ہو گی اللہ پر پورا یقین کر کے اس سے سچا اندرونی تعلق قائم کرنا اور یہ سمجھ لو کہ ملک اللہ کا ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔

حکومت کے وہ اکابر و اعیان جو اس سے سب زیادہ بہرہ مند ہوتے ہیں جب وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسان کی ناشکری اور ناقدری کرتے ہیں تو سب سے پہلے وہ فوراً وہی ادبار و نحوست میں گرفتار کر دیئے جاتے ہیں اور ان کا سارا ترفہہ فلاکت و نکبت سے بدل دیا جاتا ہے، حرص اور بے اعتدالی سے دور رہنا بجائے مال و متاع کے نیکی اور تقویٰ کا ذخیرہ جمع کرنا، معدلت اختیار کرنا رعیت کی عام خوشحالی، علاقوں کی آبادی ان کے معاملات کی نگرانی مصائب میں ان کی حفاظت اور مظلوم کی اعانت اپنا شیوہ قرار دینا۔ یاد رکھو کہ جب روپیہ بہت ہو جاتا ہے اور وہ خزانوں میں جمع کیا جاتا ہے تو وہ بیکار ہو جاتا ہے اس سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا ہاں البتہ اگر وہی

روپیہ رعایا کی اصلاح، اسکے حقوق کی ادائی اور اس کے مصائب کم کرنے کے لئے خرچ کیا جائے تو وہ اور بڑھتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے عوام مطمئن رہتے ہیں اور عہدہ داروں کی شان و شوکت بڑھ جاتی ہے وہ زمانہ فارغ البالی اور خوشحالی کا عہد بن جاتا ہے اور اس سے حکومت کی عزت اور قوت بڑھتی ہے اس لئے بجائے اس کے کہ تم خزانے جمع کرو تم اس روپیہ کو اسلام کی اور مسلمانوں کی خوشحالی اور تقویت میں صرف کرو امیر المومنین کے جو خاص لوگ تمہارے ہاں ہوں اس روپیہ میں سے ان کے تمام حقوق پوری طرح ادا کرو، اور اپنی رعایا کے جو حصے ہوں وہ دو پھر رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرو تاکہ اس طرح اللہ کی نعمت تمہارے لئے مستقل ہو جائے اور تم اور زیادہ اس کی نعمت کے مستحق بن جاؤ نیز اس طرح تم کو خراج کے وصول کرنے اور اپنی رعایا اور علاقے کے مال کو جمع کرنے میں زیادہ سہولت ہو جائے گی تمہارے عدل و احسان کی وجہ سے تمہاری تمام رعایا اور ماتحت علاقہ بخوشی تمہارا مطیع و منقاد ہو جائے گا اور پھر تم اُن سے جس بات کو چاہو گے وہ بخوشی اسے قبول کریں گے، اس معاملے میں جو کچھ میں نے تم کو لکھا ہے اس کی بجا آوری میں سعی بلیغ کرنا اور اس طرح خود اپنی ذاتی شرافت و عزت کو بڑھانا وہی روپیہ باقی رہتا ہے جو اپنے صحیح مصرف میں خرچ کیا جائے۔

جو لوگ شکر گزار ہوں ان کو اس کا معاوضہ دینا ایسا نہ ہونے پائے کہ دنیا کے مزے تم کو آخرت کے خوف سے بے خطر کر دیں اور پھر تم اپنے فرائض و حقوق کو بے وقعت سمجھنے لگو جو ایسا کرتا ہے وہ پھر قطعی ان کو چھوڑ دیتا ہے اور تباہ اور برباد ہو جاتا ہے جو کچھ نیک کام کرو وہ صرف اللہ کے لئے اور اللہ کی راہ میں ہو اور اسی کے ثواب کی توقع کرو جب اللہ نے اس دنیا میں تم پر اتنا احسان اور فضل کیا ہے تو اب اگر تم اس کا اظہار اور شکر ادا کرو گے تو تم کو اعتماد رکھنا چاہئے کہ اللہ تمہارے ساتھ اور بھلائی اور احسان کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ سپاس گزاروں کے شکر اور نیکوں کی نیکی کی مناسبت سے

ثواب دیتا ہے کسی جرم کو حقیر مت سمجھنا۔ کسی حاسد سے میل نہ کرنا۔ کسی فاجر پر ترس نہ کھانا۔ ناشکر کو صلہ نہ دینا دشمن سے مداہنت نہ کرنا چغلخور کو کبھی سچا نہ سمجھنا۔ کسی غدار کو امان نہ دینا۔ کسی فاسق کو اپنا دوست نہ بنانا۔ کسی گمراہ کی اتباع نہ کرنا۔ کسی بدنیت کی تعریف نہ کرنا۔ کسی انسان کی تحقیر نہ کرنا کسی سائل یا فقیر کو سوکھا جواب نہ دینا۔ جھوٹ کو کبھی نہ ماننا۔ ہنسی کی بات کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھانا۔ وعدے کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ بدکاروں سے نہ ڈرنا غصے سے کام نہ لینا ابتذال کے پاس نہ آنا۔ اترا کر نہ چلنا۔ سفاہت کو اختیار نہ کرنا طلب آخرت میں کوتاہی نہ کرنا دفع الوقتی ہرگز نہ کرنا۔ ظالم کے خوف یا رعب سے کبھی اس سے چشم پوشی نہ کرنا۔ اور دنیا کو ثواب آخرت کا ذریعہ نہ بنانا ہر وقت فقہا سے مشورہ لیتے رہنا، اپنے نفس کو حلم کا خوگر بنانا ہمیشہ تجربہ کار فریس اور حکما سے عمدہ باتوں کا اکتساب کرتے رہنا۔ کبھی تنگ نظر بخیلوں کو اپنا مشیر نہ بنانا انکی کسی بات کو نہ ماننا ان کا ضرر ان کے نفع سے کہیں زیادہ ہے رعایا کو اپنے سے برگشتہ اور آمادہ فساد کرنے کے لئے بخل سے بڑھ کر زود اثر کوئی بات نہیں ہے، یہ بھی سمجھ لو کہ جب تمھاری حرص بہت بڑھی ہوئی ہوگی تو تم لوگے زیادہ اور دوگے کم نتیجہ یہ ہوگا کہ چند روز بھی تمھاری حکومت نہ چل سکے گی رعایا اسی وقت تم سے محبت کرے گی جب تم اسکے مال سے اپنا ہاتھ روکے رکھو گے اور ان پر ظلم نہ کرو گے اسی طرح تمھارے خاص احباب اور مصاحب بھی اسی وقت تک تمھارے لیے ریا جاں نثار رہیں گے جب تک کہ تم ان پر انعام واکرام کرتے رہو گے اس لئے بخل سے ہمیشہ دور رہنا اور سمجھ لو کہ یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو انسان نے اپنے رب کا ارتکاب کیا ہے اور گناہگار کو ہمیشہ ذلت و رسوائی اٹھانا پڑتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ،،

ترجمہ:- اور جو لوگ بخل نفس سے بچا لے گئے وہی کامیاب ہیں

اس لئے حق کے مطابق جود کی راہ آسان کر دینا اور تمھاری نیت یہ ہو کہ تمھارے جود میں تمام مسلمان برابر کے سہیم و شریک ہیں یقین جانو

سخاوت بندوں کے اعمال میں سب سے افضل ہے اس لئے سخاوت کو اپنی سرشت اپنا مذہب اور اپنا عمل بنالو۔

فوج کے دفاتر اور دیوانوں کی ہمیشہ جانچ پڑتال کرتے رہو ان کو باقاعدہ معاش ادا کرو، ہوسکے تو ان کی معاشوں میں ان کی تنگ دستی کو دور کرنے کے لیئے اضافہ کرتے رہو اس طرح وہ تمھارے سچے اطاعت گزار اور مخلص جاں نثار ہوجائیں گے، حکمراں کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنی فوج اور رعایا پر انصاف کرتے ہیں۔ انتظام سیاست میں اور عنایت میں باعث رحمت ہے۔

یاد رکھو قضا کو اللہ نے وہ اہمیت دی ہے جو کسی اور بات کو نہیں دی اس لئے کہ قضا، اللہ کی وہ ترازو ہے جس پر اس عالم کے معاملات تولے جاتے ہیں فصل خصومات میں ہمیشہ عدل پر عمل پیرا ہونے سے رعایا درست رہتی ہے، راستے مامون ہوجاتے ہیں، مظلوم کی داد رسی ہوتی ہے، لوگوں کے حقوق دلائے جاتے ہیں، زندگی بہتر ہوجاتی ہے، طاعت کا پورا حق ادا ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اللہ سلامتی اور عافیت عطا کرتا ہے، دین برقرار ہوتا ہے سنن جاری ہوتی ہیں اور قوانین چلتے ہیں اور قضا میں حق و انصاف برمحل اور باموقع ادا کیئے جاتے ہیں۔

اللہ کے حکم کے نافذ کرنے میں شدت کرنا۔ زبان کو فضول گوئی سے بچانا۔ حدود کو فوراً جاری کرادینا عجلت کم کرنا۔ دل گرفتگی اور قلق کو پاس نہ آنے دینا۔ قسم نہ کھانا ایسی کوشش کرنا کہ تمھاری دھاک بندھی رہے اور تمھارا اقبال پائدار رہو، اپنے تجربے سے نفع اٹھانا خاموشی میں بیدار رہنا اور گویائی میں اعتدال رکھنا۔ اپنے حریف سے بھی انصاف کرنا۔ شبہ پر تامل کرنا۔ پکی حجت قائم کرنا۔ اپنی رعیت کے بارے میں ذاتی تعلق حمایت کا خیال یا کسی معترض کے اعتراض سے کبھی متاثر نہ ہونا۔ ہر معاملہ پر بہت ہی استقلال کے ساتھ اچھی طرح غور و خوض کرنا، اپنے رب کے سامنے نہایت فروتنی اختیار کرنا۔ تمام رعایا کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا، حق کو اپنے اوپر

مسلط کر لینا کبھی خونریزی میں عجلت نہ کرنا کیونکہ بے وجہ خونریزی کا ارتکاب اللہ کے ہاں سخت قابل مواخذہ ہے'

اس خراج کا جس پر رعایا کی بہبودی قائم ہے اور جسے اللہ نے اسلام کے لئے باعث شوکت و رفعت، مسلمانوں کے لئے باعث خوشحالی اور طاقت، اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے باعث رنج و تکلیف اور کفار کے لئے ان کے معاہدۂ تادیہ کی وجہ سے باعث ذلت و حقارت بنایا ہے بہت زیادہ خیال رکھنا، خراج کو حق و انصاف کے ساتھ علی السویہ سب مستحقین پر تقسیم کرنا کسی شریف کو اس کی شرافت کی بناء پر کسی دولت مند کو اس کی دولت کی بناء پر اپنے کسی کاتب یا متعلقین خاص کو کبھی خراج معاف نہ کرنا اور نہ کسی سے اس کی استطاعت سے زیادہ وصول کرنا ایسا حکم کبھی نہ دینا جو باعث تکلیف ہو تمام لوگوں کو حق پر چلنے کی ہدایت کرنا اس سے ان میں الفت رہے گی اور سب لوگ تم سے خوش رہیں گے۔

یہ سمجھ لو کہ تم اپنی ولایت کی وجہ سے امین۔ محافظ اور راعی بنائے گئے ہو چونکہ تم اپنے تحت کے علاقے کے باشندوں کے راعی اور نگراں ہو اسی بناء پر ان کو تمہاری رعیت کہا جاتا ہے لہذا حسب استطاعت اور سہولت جو وہ تم کو دیں تم ان سے لینا اور اسے انھیں کی صلاح و ترقی اور ان کی حالت کی درستی اور استقامت میں خرچ کرنا اپنی رعایا پر اپنے عمل اقتدار میں ایسے لوگوں کو عامل مقرر کرنا جو ذی رائے صاحب تدبیر و تجربہ ہوں اور سیاست سے علمی اور عملی طور پر واقفیت رکھتے ہوں اور پرہیزگار ہوں ان کی معقول تنخواہیں مقرر کرنا کیونکہ یہ بھی تمہارے عہدہ کے فرائض میں ہے کبھی ایسا نہ ہونے پائے کہ کوئی اور شغل تم کو اپنے فرائض کی طرف سے بے خبر کردے یاد رکھو جب تک تم اپنے فرض منصبی کو پورے انہماک اور دیانت سے سرانجام دیتے رہو گے اللہ کی جانب سے تمہارے مدارج میں اور اضافہ ہو گا تمہاری نیکنامی دن دونی رات

چونکہ تم غنی ہو گی رعایا تمہاری مخلص و فرماں بردار رہے گی اور تمہارے تمام کام بنتے رہیں گے، لہذا اپنے شہر میں خوب خیر و خیرات کرنا۔ اپنے علاقے کو آباد کرنا اپنے ملک کو سرسبز بنانا اس طرح تمہاری آمدنی میں توفیر ہو گی اور پھر تمہاری فوج بھی تمہارے ہر حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہو گی اور جب تم خود ان کو تنخواہیں باقاعدہ دیدیا کرو گے تو رعایا بھی فوج سے خوش رہیگی اور اس کے خلاف اسے کوئی شکایت پیدا نہ ہو گی، سب لوگ تمہاری جہاں بانی کی تعریف کریں گے اور خود تمہارا دشمن تمہاری اس معدلت گستری اور حق پژوہی کی داد دینے پر مجبور ہو گا، ہر کام میں تم عادل، قوی مستعد اور ذی حیثیت رہو گے لہذا اس مرتبہ کے حاصل کرنے میں خوب ذوق و شوق سے کام لو اور کسی اور بات کو اس خیال پر ترجیح نہ دو انشاء اللہ آخر کار تم سب کے ممدوح بن جاؤ گے،

اپنے علاقہ کے ہر ضلع میں ایک راست باز وقائع نویس مقرر کرنا جو تمہارے عہدہ داروں کی تمام خبریں، ان کی ذاتی سیرت اور اعمال تم کو لکھتا رہے اور تم اس طرح باخبر رہو کہ گویا تم خود اس کے ساتھ وہاں نگراں موجود ہو اگر کسی بات کے لئے حکم دینا چاہو تو پہلے اس کے عواقب پر پوری طرح غور و خوض کر لینا اگر اس میں سلامتی اور عافیت نظر آئے اور اس سے سلطنت کا استحکام اور بھلائی اور خیر خواہی متوقع ہو تو اسے کر گزرنا ورنہ توقف کرنا اور اس کے متعلق صاحب بصیرت علما سے مشورہ کر لینا اس کے بعد اس کی تیاری کرنا بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے معاملہ پر غور کر کے کسی تصفیے پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ وہ تصفیہ اس کی خواہش کے عین مطابق ہوتا ہے اس لئے اسے اس کے صحیح ہونے کا یقین آجاتا ہے اور وہ اپنے خیال سے متاثر ہو کر اسے پسند کر لیتا ہے ایسی صورت میں اگر وہ شخص اس معاملہ کے نتائج پر اچھی طرح غور نہیں کر لیتا تو وہ بات اسے ہلاک کر دیتی ہے اور اس کا سارا کام بگڑ جاتا ہے لہذا ہر ارادے میں احتیاط کرنا اور پھر اللہ کی قوت کی مدد کے ساتھ کرنا۔ اپنے تمام کاموں میں اکثر اپنے رب سے

استخارہ کرتے رہنا۔ آج کا کام آج کر لینا کل پہ نہ چھوڑنا اور زیادہ تمام سرکاری کام خود ہی انجام دینا اور یہ یاد رکھو کہ اگر آج کا کام کل پر چھوڑ دو گے تو ممکن ہے کہ کل اور بہت سے ایسے اہم کام پیش آجائیں جو آج کے بقیہ کام کی طرف توجہ ہی نہ ہونے دیں، یہ سمجھ لو کہ جو دن چلا گیا وہ اپنی ہر شے کو لے گیا لہٰذا جب تم آج کا کام کل پر موخر کر دو گے تو تم پر دو دن کا کام جمع ہو جائے گا جو تم سے ہو نہ سکے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو گے اگر اس کے بجائے تم روز کا کام روز پورا کیا کرو گے تو اس سے تمہارا دل بھی خوش رہے گا اور تمہارے جسم کو بھی راحت ملے گی اور تمہاری حکومت پائدار ہوتی جائے گی۔

شرفا اور ذی اخلاق لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھنا جب تم دیکھ لو کہ تمہارے ساتھ ان کی نیت اور دوستی پاک و صاف ہے اور وہ مخلصانہ طور پر تمہاری حکومت میں تمہاری امداد کر رہے ہیں تم بھی ان کو اپنا مخلص دوست بنا لینا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا اُن پرانے شرفا کے خاندان والوں سے جو اب حاجتمند ہو گئے ہیں ملتے رہنا ان کی ضرورت کو پورا کرنا اور ان کی حالت کی ایسی اصلاح کرنا کہ پھر ان کو اپنی پریشان حالی کا خیال بھی نہ آئے۔ تم خود فقرا، مساکین اور ان کمزوروں کے حال پر نظر رکھنا جو تمہارے پاس آکر اپنے کسی مظلمہ کی فریاد بھی نہیں کر سکتے یا اس قدر فرومایہ اور دبے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کا حق کیا ہے تم بالکل راز میں ان سے ان کی شکایت پوچھنا اور پھر اپنی رعایا میں جو نیک لوگ ہوں ان کو اس کام پر متعین کرنا کہ وہ ان کمزوروں اور ناواقفوں کی ضروریات اور حالات تم سے کہتے رہیں تاکہ پھر تم اُنکے متعلق ایسا انتظام کرو جس سے اللہ ان کی حالت درست کر دے۔ اسی طرح لڑائیوں میں جن لوگوں نے بہادری دکھائی ہو ان سے ان کے یتیموں اور بیواؤں کے حال کی خبر گیری کرنا اور پھر امیر المومنین کی اقتدا میں ازراہ مہربانی اور صلہ ان کی معاش بیت المال سے مقرر کرنا تاکہ اس طرح وہ آرام سے زندگی بسر کر سکیں اور اللہ تم کو اس کی برکت دے۔ اندھوں کے لئے

بیت المال سے وظیفہ مقرر کرنا۔ ان میں جو حافظ قرآن اور قاری ہوں ان کا وظیفہ دوسروں سے زیادہ مقرر کرنا۔ مسلمان مریضوں کے لئے شفا خانے قائم کرنا ان کی خدمت کے لئے ملازم مقرر کرنا اور علاج کے لئے طبیب متعین کرنا اور جہاں تک بیت المال کے روپیہ میں اسراف کی نوبت نہ آئے وہاں تک مریضوں کی خواہشات کو پورا کرنا۔ مگر اس بات کو پیش نظر رکھو کہ جب لوگوں کو ان کے حقوق دیئے جاتے ہیں اور ان کی توقعات پوری کر دی جاتی ہیں تو وہ اس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنے والیوں سے جا کر اپنی لانبی چوڑی ضروریات بیان کرتے ہیں تاکہ ان کو اور ملے اور ان کے ساتھ مزید مہربانی کی جائے اس کی وجہ سے بسا اوقات جو شخص لوگوں کے معاملات پوچھتا گچھتا ہے وہ اس قسم کی درخواستوں کی کثرت کی وجہ سے تند خو اور سخت دل ہو جاتا ہے اور اس کی قوت فکر اور دماغ پر بہت بار پڑ جاتا ہے جس سے اسے تکلیف ہوتی ہے اور جو شخص اس لئے عدل کرتا ہے کہ اس دنیا میں اس کی شہرت ہو اور آخرت میں ثواب ملے وہ اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو یہ کام محض اللہ کے تقرب اور اسکی رحمت کے لئے کرتا ہے۔

کثرت سے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینا۔ اپنا چہرہ ان کے سامنے کرنا۔ اپنے محافظ سپاہیوں کو حکم دینا کہ وہ لوگوں کو آنے سے نہ روکیں۔ ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آنا۔ ان کے سامنے ہنس مکھ رہنا ان سے گفتگو کرنے اور سوالات کرنے میں نرمی برتنا پھر ان پر اپنی سخاوت اور فضل سے عنایت کرنا اور جب تم دینے پر آؤ تو کشادہ دستی اور فراخ دلی سے دینا نہ تکدر ظاہر کرنا اور نہ احسان جتانا جو عطیہ بغیر تکدر اور احسان رکھنے کے دیا جاتا ہے وہ ایسی تجارت ہے جس میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہو گا۔

دنیا میں اس وقت جو واقعات ہو رہے ہیں ان سے اور تم سے پہلے گزشتہ زمانے میں اور فنا شدہ اقوام میں جو سلاطین اور روسا گزر چکے ہیں

ان کے واقعات سے عبرت لینا چاہئے اور اپنے تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے اس کی محبت کے لئے لگاتار کوشاں رہنا چاہئے اس کی شریعت اور قوانین پر عمل کرنا چاہئے اس کے دین اور اس کی کتاب کو قائم کرنا چاہئے اور ہر اس بات سے جو ان کے مخالف ہو اور جس سے اللہ کی ناراضی منتج ہوتی ہے اجتناب کرنا چاہئے، تمہارے عمال جو مال جمع کرتے ہوں یا خرچ کرتے ہوں اس سے تم کو باخبر رہنا چاہئے، خود تم کو چاہئے کہ کبھی حرام مال کو جمع نہ کرو اور نہ خرچ کرنے میں اسراف کرو زیادہ تر علما کے ساتھ ہم نشین رہنا ان سے مشورہ کرتے رہنا اور ان سے اختلاط رکھنا اپنے خاص اور بے تکلف دوستوں میں سے سب سے زیادہ تم اس کی عزت و توقیر کرنا کہ جو اگر تم میں کوئی عیب دیکھے تو تمہارے رعب سے متاثر نہ ہو اور پھر علیحدہ تخلیہ میں وہ تم کو اس عیب پر متنبہ کردے اور اس کے نقص کو ظاہر کردے تمہارے تمام دوستوں اور مددگاروں میں یہ شخص سب سے زیادہ مخلص و بہی خواہ ہوگا۔

تمہارے جو عمال اور کاتب تمہارے پاس ہوں ان کی اچھی طرح نگرانی رکھنا روزانہ ہر عامل کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر دینا کہ وہ اس وقت اپنے تمام کاغذات اور امثلہ لیکر حاضر رہے اور پھر وہ تم سے تمہارے عمال ملک اور رعیت کی ضروریات بیان کر کے حسب ضرورت احکام لے مگر پہلے تم اس کی تمام باتوں کو پورے انہماک اور توجہ سے سننا اور اچھی طرح مکرر سہ کرر معاملے کے تمام پہلوؤں اور نتائج پر غور کر کے وہ تجویز کرنا جو احتیاط اور حق کے موافق ہو اس کے بعد اسے نافذ کر دینا۔ اس کے لئے اللہ سے استخارہ کرنا اگر استخارہ اس کے مخالف آئے تو اسے ملتوی کر کے اس پر مزید غور و فکر کرنا۔

اپنی رعایا ہو یا کوئی اور جس کے ساتھ تم کوئی نیکی کرو اس کا اس پر احسان نہ رکھنا، ہر شخص سے صرف یہ چاہنا کہ وہ سچا وفادار نیکا اطاعت گزار اور امیر المومنین کے کاموں میں مددگار ہو جو لوگ ایسے ہوں صرف انھیں کیساتھ

نیکی اور بھلائی کرنا۔

میرے اس خط کو اچھی طرح سمجھ لو اکثر اسے دیکھتے رہنا اس پر عمل کرنا اپنے تمام کاموں میں اللہ سے اعانت اور طلب خیر کرتے رہنا یاد رکھو اللہ ہمیشہ نیکی اور نیکوں کا ساتھ دیتا ہے تمھاری سب سے بڑی خواہش اور سیرت یہ ہو کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اس کے دین کا نظام قائم رہے مسلمانوں کو عزت اور شوکت حاصل ہو اور ذمیّوں اور مومنین میں عدل اور بھلائی رائج ہو۔ میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمھاری مدد کرے تمھیں توفیق اور ہدایت عطا کرے اپنی حفاظت میں رکھے اور تم پر اپنا ایسا مکمل فضل اور رحمت نازل فرمائے جو تمھارے لیے عزت و شرافت کا باعث ہو تاکہ اس وجہ سے تم اپنے ہمسروں میں باعتبار نصیب یاوری اور اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے نیکنامی اور حکومت میں سب سے بہتر ہو جاؤ، تمھارا دشمن اور معاند ہلاک ہو، تمھاری رعایا امن و سکون کے ساتھ تمھاری فرماں بردار رہے شیطان اور اس کے وسوسے تم سے کوسوں دور ہوں اور تمھارا بول بالا رہے اللہ اپنی توفیق اور قوت سے تم کو اقبال مند رکھے وہ قریب ہے اور وہی دعا کو قبول کرتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب طاہر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو یہ عہد لکھ کر دیا تو لوگوں میں اس کا بڑا چرچا ہوا اور ہر شخص نے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی اس کی نقلیں لیں اسے ایک دوسرے کو پڑھ کر سمجھا اور سمجھایا اس کی شہرت اتنی پھیلی کہ مامون کو بھی اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے اس عہد کو منگوا کر سنا کہنے لگے ابوالطیب نے دین و دنیا کی کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو اس میں نہ لکھدی ہو اسی طرح اس نے تدبیر ملک، سیاست مدن، اصلاح ملک و رعیت، حفاظت وطن، خلفا کی اطاعت اور خلافت کے استحکام و بقا کی جس قدر مفید باتیں ہو سکتی تھیں وہ سب اس تحریر میں نہایت وضاحت سے لکھدی ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین و تاکید کر دی ہے لہٰذا اس کی نقلیں تمام عہدہ داروں کو تمام اطراف و جوانب ملک میں

بھیجدی جائیں۔
اس عہد کو لیکر عبداللہ اپنے مستقر چلا گیا اور وہاں اس نے ان ہدایات پر پورا عمل کیا۔
اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبیث سے لڑنے کے لئے رقہ جاتے ہوئے اسحاق بن ابراہیم کو بغداد کے دونوں پلوں کا نگراں مقرر کیا نیز فوج خاصہ کی سرداری اور علاقہ بغداد کی اس نیابت پر جس پر اس کے باپ طاہر نے اسے اپنا خلیفہ بنایا تھا اپنا قائم مقام بنایا۔ اس سال عبیداللہ بن الحسن والی الحرمین کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی بن ابی طالب نے یمن کے بلاد عک میں خروج کیا اور آل محمد میں سے خلیفہ کے انتخاب کی تحریک کی۔

عبدالرحمن العلوی کا خروج

اس کے خروج کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یمن کے سرکاری عمال نے بری روش اختیار کی تو لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی مامون کو اسکی اطلاع ہوئی انھوں نے دینار بن عبداللہ کو ایک بہت بڑی فوج کیساتھ

اس کے مقابلے پر بھیجا اور اس کے ساتھ عبدالرحمن کے لئے فرمان معافی بھی لکھکر بھیجدیا، دینار بن عبداللہ حج کے زمانے میں مکہ آیا حج سے فارغ ہو کر یمن روانہ ہوا اور عبدالرحمن کے پاس پہنچا مامون نے اس کے لئے جو امان نامہ لکھا تھا وہ اسے دیدیا عبدالرحمن نے امان مان لی مامون کی اطاعت قبول کی اور دینار کے ہاتھ پر مامون کی بیعت کرلی دینار نے اسے مامون کے پاس بھجوا دیا اس موقع پر مامون نے آل طالب کا دربار بند کر دیا اور ان کو بھی سیاہ لباس پہننے پر مجبور کیا یہ جمعرات ذی قعدہ کی آخری شب کا واقعہ ہے۔

طاہر کی موت

اس سال طاہر نے انتقال کیا۔ مطہر بن طاہر بیان کرتا ہے کہ ذوالیمینین کو لُو لگ گئی تھی وہ اپنے بستر پر مردہ پائے گئے ان کے دونوں چچا علی بن مصعب اور احمد بن مصعب ان کی عیادت کو گئے خدمت گار سے کیفیت پوچھی ان کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح بہت اندھیرے میں پڑھتے تھے خدمتگار نے کہا سوتے ہیں ابھی بیدار نہیں ہوئے کچھ دیر وہ دونوں ان کا انتظار کرتے رہے مگر جب بالکل صبح ہو گئی اور معمول کے مطابق نماز کا وقت بھی آخر ہوا اور اب بھی اُنھوں نے جنبش نہیں کی تو اب یہ دونوں پریشان ہوئے کہ کیا بات ہے اور انھوں نے خادم سے کہا کہ ان کو جگادو اس نے کہا میری یہ جسارت نہیں انھوں نے کہا ہمیں ان کے پاس لے چلو دونوں اندر گئے دیکھا رضائی لپیٹے پڑے ہیں اسے اپنے نیچے دبا رکھا ہے اور سر اور پاؤں ڈھکے ہوئے ہیں انھوں نے ان کو ہلایا مگر وہاں جنبش نہ ہوئی تب ان کا منہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر چکے ہیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کس وقت موت واقع ہوئی کسی خدمت گار کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ کب

انتقال ہو گیا انھوں نے خدمت گار سے پوچھا کہ آخر تم نے ان کو کس حال میں چھوڑا تھا اور کب تک کی تم کو واقفیت ہے اس نے کہا کہ میرے سامنے انھوں نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھی اور پھر رضائی اوڑھ لی اور پھر فارسی میں کہا درمرگ نیز مردی باید جس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو موت کے وقت بھی مردانگی کی ضرورت ہے۔

کلثوم بن ثابت بن ابی سعد جس کی کنیت ابو سعدہ تھی بیان کرتا ہے کہ میں خراسان کا عامل ڈاک تھا اور جمعے کے دن ہمیشہ منبر کی جڑ میں بیٹھا کرتا تھا ۲۰۷ھ ہجری میں طاہر کی ولایت کو دو سال گزرے تھے جمعہ آیا طاہر نے منبر پر خطبہ پڑھا جب خلیفہ کا نام آیا تو بجائے اس کے کہ وہ ان کے لیے دعا مانگتا چپ ہو گیا اور اس نے کہا اے اللہ تو امت محمد کی حالت کی اصلاح اس طرح کر جس طرح تو نے اپنے اولیا کی حالت درست کی ہے ان کے اختلافات کو اتحاد سے بدل دے ان کی جانیں محفوظ رکھ ان کے آپس کے تعلقات درست کر دے تاکہ کسی شخص کو یہ جرائت نہ ہو کہ وہ ان میں فساد پیدا کرے یا ان پر یورش کرنے کے لیے فوج جمع کرے،

میں نے اپنے دل میں کہا چونکہ اس واقعہ کو میں چھپاؤں گا نہیں اس لیے سب سے پہلے میں قتل کیا جاؤں گا، میں نے گھبرا کر میت کا غسل کیا موتی کی ازار پہنی اس پر سے قمیص اور چادر پہنی اس طرح پورا کفن پہن لیا اور سیاہ لباس اتار پھینکا اور مامون کو اس واقعے کی اطلاع لکھ بھیجی، نماز عصر پڑھ کر طاہر نے مجھے بلا بھیجا اس کی آنکھ کے پپوٹے اور کوے میں کوئی تکلیف پیدا ہوئی جس سے وہ مردہ زمین پر گر پڑا میں اس کے پاس سے چلا آیا آنے کے بعد طلحہ بن طاہر نے باہر نکل کر کہا کہ اسے واپس لاؤ واپس لاؤ لوگ مجھے واپس لے گئے طلحہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جو واقعہ گزرا تھا لکھ دیا ہے میں نے کہا ہاں اس بات نے کہا تو اب تم اس کی وفات کی اطلاع لکھ دو، طلحہ نے مجھے پانچ لاکھ درہم اور دو سو پارچے عطا کئے میں نے بارگاہ خلافت میں طاہر کی موت

اور اس کے بجائے طلحہ کی قیادت جیش کی اطلاع لکھ دی میرا وہ معروضہ جس میں، میں نے طاہر کی خود مختاری کی اطلاع دی تھی صبح کے وقت مامون کو ملا انھوں نے اسی وقت ابن ابی خالد کو بلا کر کہا کہ ابھی خراسان جاؤ اور حسب وعدہ اور ضمانت اسے میری خدمت میں حاضر کرو، ابن ابی خالد نے کہا آج رات میں بسر کرلوں مامون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا تم کو سواری پر شب گزارنا پڑے گی مگر ابن ابی خالد نے اس قدر منت وسماجت کی کہ بالآخر انھوں نے ایک رات بسر کرنے کی مہلت دیدی رات کو ان کو وہ خریطہ ملا جس میں اس کی موت کی اطلاع تھی انھوں نے پھر ابن ابی خالد کو بلایا اور کہا کہ طاہر کا انتقال ہوگیا اب کون اس کا جانشین ہو اس نے کہا ان کا بیٹا طلحہ اس کا صحیح جانشین ہوگا مامون نے کہا بالکل درست ہے اچھا اس کی ولایت کا فرمان لکھدو، ابن ابی خالد نے باضابطہ اس کی صوبہ داری کا فرمان نافذ کردیا اور یہ طلحہ طاہر کے بعد مامون کے عہد میں سات سال مسلسل خراسان کا والی رہا پھر اس کا بھی انتقال ہوگیا اور اب اس کی جگہ اس کا بھائی عبداللہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا، اس زمانے میں چونکہ یہ بابک کے مقابلہ پر متعین تھا اس وجہ سے وہ دینور میں مقیم تھا اور وہاں سے اپنی فوجین بابک سے مقابلہ پر بھیجا کرتا تھا، جب مامون کو طلحہ کے مرنے کی اطلاع ملی انھوں نے یحییٰ بن اکثم کو عبداللہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے بھائی کی موت پر اس کی تعزیت کرے اور خود اس کے خراسان کا صوبہ دار مقرر ہونے پر مبارک باد دے، مامون نے عبداللہ کی جگہ علی بن ہشام کو بابک کے مقابلہ پر مقرر کردیا۔

عباس کہتا ہے کہ جس وقت طاہر کی خبر مرگ مامون کو موصول ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا کہنے لگے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم سے پہلے اسے موت آگئی۔

اپنے باپ طاہر کے مرنے کے بعد طلحہ کے والی خراسان مقرر

ہونے کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جمادی الاولی میں جب طاہر نے انتقال کیا فوج نے ہنگامہ برپا کر دیا انھوں نے اس کے کچھ خزانے بھی لوٹ لیے سلام الابرش الخصی نے ان کے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کے حکم سے ان کو چھ ماہ کی تنخواہ دیدی گئی اس کے بعد مامون نے طاہر کی تمام حکومت طلحہ کو بحیثیت قائم مقام عبداللہ بن طاہر کے سپرد کر دی کیونکہ اس بیان کے راویوں کے قول کے مطابق مامون نے طاہر کے مرنے کے بعد عبداللہ بن طاہر کو طاہر کے تمام علاقہ کی ولایت پر سرفراز کیا تھا اور وہ اس وقت رقہ میں نصر بن شبث سے لڑ رہا تھا خراسان کے ساتھ مامون نے شام کو بھی عبداللہ کے تحت دیدیا تھا اور وہیں اس کی ولایت خراسان اور اس کے باپ کی تمام خدمات پر سرفراز کیے جانے کا فرمان بھیجدیا۔ عبداللہ نے اپنے بھائی طلحہ کو خراسان بھیجدیا۔ اور اسحق بن ابراہیم کو مدینۃ السلام میں اپنا قائم مقام مقرر کیا مگر طلحہ نے خراسان سے خود اپنے نام سے مامون سے مراسلت شروع کی مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلحہ کے معاملہ کی اصلاح کے لیے خراسان بھیجا احمد نے ماوراء النہر جا کر اشروسنہ فتح کیا اور کاوس بن خاراخرہ اور اس کے بیٹے فضل کو پکڑ کر دونوں کو مامون کی خدمت میں بھیجدیا۔ طلحہ نے ابن ابی خالد کو تیس لاکھ درہم نقد دئے اور بیس لاکھ کا سامان دیا نیز اس نے احمد بن ابی خالد کے کاتب ابراہیم بن العباس کو پانچ لاکھ درہم دیئے۔

اس سال بغداد۔ بصرہ اور کوفے میں قحط پڑا جس کی وجہ سے ایک قفیز (ہارونی ملجم) گیہوں کی قیمت چالیس سے پچاس درہم ہوگئی، اس سال موسیٰ بن حفص طبرستان۔ رویان اور دنیاوند کا والی مقرر کیا گیا۔ اس سال ابو عیسیٰ بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۸ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال حسن بن الحسین بن مصعب حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو کر خراسان سے کرمان چلا آیا اور یہاں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ احمد بن ابی خالد اس کے پاس گیا اور اسے پکڑ کر مامون کے پاس لے آیا مامون نے اسے معاف کر دیا۔

اس سال کے ماہ محرم میں مامون نے محمد بن عبدالرحمن المخزومی کو عسکر مہدی کی قضا پر مقرر کیا اس سال محمد بن سماعۃ القاضی نے قضا سے استعفا دیدیا جو منظور کر لیا گیا اور ان کی جگہ اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ قاضی مقرر ہوئے، اسی سال ماہ ربیع الاول میں قاضی مقرر ہونے کے بعد محمد بن عبدالرحمن قضا سے علیحدہ کر دیئے گئے اور ان کی جگہ بشر بن الولید الکندی قاضی مقرر ہوئے محمد کی شکایت میں کسی شخص نے کچھ شعر بھی کہے، اس سال کے ماہ شعبان میں امین کے لڑکے موسیٰ کا انتقال ہوا اور فضل بن الربیع نے ذی قعدہ میں وفات پائی۔ اس سال صالح بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث کو محاصرہ میں لے کر

اس قدر عاجز کر دیا کہ اسے امان مانگنا پڑی جعفر بن محمد العامری کہتا ہے کہ
مامون نے ثمامہ سے کہا کہ مجھے اہل جزیرہ میں سے کوئی ایسا شخص بتاؤ
جو عقلمند ہو خوش بیان ہو اور تمام معاملات سیاسی کی پوری معرفت رکھتا
ہو تاکہ جو پیام میں اس کے ذریعہ نصر بن شبث کو بھیجوں وہ اسے بعینہ
اسے پہنچا دے، ثمامہ نے کہا جناب والا بنی عامر کا ایک شخص جعفر بن محمد
اس کا اہل ہے مامون نے کہا اسے میرے پاس پیش کرو جعفر کہتا ہے ثمامہ نے مجھے انکی
خدمت میں باریاب کیا انھوں نے مجھ سے بہت باتیں کیں اور حکم دیا کہ
میں ان کا پیام نصر بن شبث کو پہنچا دوں میں نصر کے پاس آیا جو اس وقت
سروج کے علاقہ میں مقام کفر عزون میں مقیم تھا میں نے مامون کا پیام
اسے پہنچا دیا نصر نے ان کی اطاعت قبول کر لی مگر چند شرطیں کیں منجملہ ان کے
ایک یہ تھی کہ میں ان کے سامنے نہیں جاؤں گا، میں نے مامون سے آکر
سارا ماجرا بیان کیا وہ کہنے لگے کہ میں اس شرط کو کبھی منظور نہیں کروں گا
کہ وہ میرے پاس نہ آئے چاہے اس میں میری یہ نوبت ہی کیوں نہ ہو کہ
مجھے اپنی قمیص تک بیچنا پڑے وہ مجھ سے کیوں بھاگتا ہے اور وہ کیوں اسقدر
خائف ہے؟ میں نے کہا اپنے جرم کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہے کہنے لگے
یہ کیا بات ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے نزدیک وہ فضل بن الربیع اور عیسیٰ
بن ابی خالد سے زیادہ مجرم ہے ایسا نہیں ہے تم کو معلوم ہے کہ فضل میرے
امرا - فوج - اسلحہ اور تمام ان چیزوں کو جو میرے باپ مجھے دے گئے تھے
لیکر میرے بھائی کے پاس چلا گیا اور مجھے مرو میں یکہ و تنہا بے یار و مددگار
چھوڑ آیا پھر اسی نے میرے بھائی کو میرا مخالف بنایا اور اس کے بعد
جو کچھ ہوا اسے سب جانتے ہیں جس کا مجھے نہایت ہی سخت رنج اور
ملال ہے، تم کو معلوم ہے عیسیٰ بن ابی خالد نے میرے ساتھ کیا کیا؟
اس نے میرے مختار عام کو میرے اور میرے آبا کے شہر سے نکال دیا
میرے خراج اور میری فئے پر قابض ہو گیا اس نے میرے عمال کو
میرے برخلاف برانگیختہ کر دیا اور اسی نے میرے بجائے ابراہیم کو

خلیفہ بنا کر بٹھایا اور میرے لقب سے اسے مخاطب کیا۔

میں نے عرض کیا اجازت ہو تو میں بھی کچھ کہوں فرمایا کہو میں نے کہا امیر المومنین فضل بن الربیع آپ کا دودھ شریک اور مولی تھا آپ کے اور اس کے اسلاف کا ایک حامی تھا اس لیے جو آپ کریں گے وہ بھی کرے گا تقریباً یہی حال عیسیٰ بن ابی خالد کا ہے کہ وہ آپ کے خاندان کے خاص لوگوں میں ہے اس کے پیشرو آپ کے پیشروں کے خاص اعوان و انصار تھے لہذا اسے بھی اس بات کا گھمنڈ ہے مگر یہ تو ایسا شخص ہے کہ اس نے کبھی آپ کی کوئی خدمت نہیں کی اور نہ اس کے اسلاف نے آپکے اسلاف کی کوئی مدد کی ہے کہ ان خدمات سابقہ کی وجہ سے اس کے اس جرم بغاوت کو محمول کیا جا سکے یہ تو بنی امیہ کے سپاہی ہمیشہ سے چلے آتے ہیں، مامون نے کہا اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو پھر غیظ اور جذبۂ انتقام و عداوت کا کیا موقع ہے مگر بہر حال اس وقت تک تو میں اس کا پیچھا چھوڑوں گا نہیں جب تک کہ وہ یہاں میرے دربار میں حاضر ہو کر سلام نہ کرے۔ میں نصر کے پاس آیا اور میں نے اسے پوری بات سنا دی اس نے اپنے رسالہ کو ایک للکار سنائی جسے سنکر وہ جولانی کرنے لگے اس نے کہا مجھے ان پر افسوس آتا ہے کہ ان چار سو مینڈکوں یعنی جاٹوں پر جو ان کے زیر بازو ہیں ان کا اب تک قابو نہیں چلا بھلا وہ عرب کے ان شہسواروں پر قابو پا سکتے ہیں؟"

عبداللہ بن طاہر نے جب زیادہ سختی سے اس سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے عاجز کر دیا تو اس نے امان کی درخواست کی جسے اس نے مان لیا اور وہ اپنا پڑاؤ چھوڑ کر ۲۰۹ھ ہجری میں عبداللہ بن طاہر کے پاس رقہ چلا آیا۔ اس سے پہلے جبکہ عبداللہ اس کی افواج کو شکست دے چکا تھا مامون نے اسے ایک خط لکھا تھا جس میں اسے اپنی اطاعت کے قبول کرنے اور اس سرکشی سے باز آجانے کی دعوت دی تھی مگر اس نے نہ مانا عبداللہ نے اس کی اطلاع مامون کو لکھ بھیجی مامون نے

جو خط نصر کو لکھا تھا وہ یہ ہے۔

"یہ خط مامون کی جانب سے ہے جسے عمرو بن مسعدہ نے لکھا ہے اما بعد اے نصر بن شبث تم طاعت کے فوائد اس کے اعزاز، اس کے سایہ کی برودت اور اس کی چراگاہ کے لطف سے واقف ہو اس کے برخلاف بغاوت میں جو ندامت اور خسارہ ہوتا ہے اس سے بھی واقف ہو اگر چہ اللہ نے تمہاری گرفت میں طوالت دی ہے مگر یہ ڈھیل اس شخص کی خاطر سے ہے جو اس بات کا جویاں ہے کہ تمہارے خلاف پوری طرح حجت قائم ہو جائے تاکہ پھر ایسی سزا تم کو دی جائے جو نافرمان باغیوں کے لیے ان کے بغاوت پر اصرار اور استحقاق کی وجہ سے دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو، مگر میں نے مناسب سمجھا کہ تم کو سمجھاؤں کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ جو کچھ میں تم کو لکھ رہا ہوں اس کو تم ایک موقع سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاؤ گے صدق صدق ہے اور باطل باطل ہے اور بات انھیں سے کہی جاتی ہے جن کو اس کا اہل سمجھا جاتا ہے امیر المومنین کے کسی ایسے عامل سے تمہارا معاملہ نہ پڑا ہوگا جو تمہاری جان و مال عزت و آبرو کے لیے ہم سے زیادہ تمہارے لیے سودمند اور فائدہ رساں ہو یا وہ تم کو اس مصیبت سے نکالنے اور تمہاری خطا کو درگزر کرنے کے لیے ہم سے زیادہ بے چین اور خواہشمند ہو۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ پہلے یا بعد یا بیچ میں کونسی بات ایسی کی ہے کہ اس کی وجہ سے تم نے میری مخالفت پر اقدام کیا میرے مال پر قبضہ کیا اور جس ملک کی حکومت اللہ نے مجھے دی ہے اس پر تم حاکم بن بیٹھے اس دیدہ دلیری کے ساتھ اب تم یہ بھی چاہتے ہو کہ عیش و آرام اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ یہ نہیں ہو سکتا اس ذات پاک کی قسم جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے کہ اگر تم نے پھر میری اطاعت قبول نہیں کرلی تو تم کو اس کا تلخ خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور میں تمام دوسرے کاموں کو چھوڑ کر سب سے پہلے اپنی پوری طاقت اور شوکت کے ساتھ

تم کو اور تمہارے اوباش اور بدمعاش و بدکردار انفار و اراذل کو قرار واقعی سزا دوں گا کیونکہ اگر فوراً شیطان کے پیروؤں کا قلع قمع نہ کر دیا جائے تو دنیا میں بڑا سخت فتنہ و فساد برپا ہو جائے۔ بہر حال اب بھی موقع ہے اور جس شخص نے عواقب لابد سے ڈر کر تنبہ اختیار کیا اس نے گویا اپنے سر سے الزام دور کر دیا والسلام"

بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن طاہر پانچ سال تک نصر سے لڑتا رہا آخر کار اسے امان طلب کرنا پڑی عبد اللہ نے مامون کو لکھا کہ میں نے نصر کا محاصرہ کر کے اسے بالکل تنگ کر دیا اور اس کے ہمراہیوں کے رؤسا کو قتل کر دیا لہذا اب اس نے امان کی درخواست کی ہے کیا حکم ہوتا ہے مامون نے حکم دیا کہ اس کی درخواست کے مطابق معاہدۂ معافی لکھ کر دیدیا جائے عبد اللہ نے یہ عہد امان اسے لکھدیا۔

"اما بعد حق کے تسلیم کرنے کا موقع دینا یہ اللہ کا وہ طریقہ کار ہے جس میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے اور انصاف کے ساتھ کسی کے خلاف کارروائی کرنا اللہ کا معاملہ ہو جاتا ہے جو غالب ہو کر رہتا ہے لہذا جو ایسا کرتا ہے اللہ اپنی تائید کے دروازے اس کے لیے کھول دیتا ہے اور تمام تمکین و قدرت کے اسباب اس کے لئے مہیا کر دیتا ہے، تم نے جو فتنہ و فساد کی آگ روشن کی ہے اس میں ان تین اغراض میں سے ایک غرض تمہاری ضرور ہوگی" اس سے تمہاری غرض یا دین ہوگا یا دنیا یا محض جوش تہور میں ظالمانہ طور پر قوت و اقتدار حاصل کرنے کے لیئے تم نے یہ کام کیا ہوگا اگر اس شورش سے تمہاری غرض طلب دین ہے تو بہتر ہے کہ تم اس بات کو خود امیر المومنین پر واضح کر دو اگر تمہاری بات حق ہوگی تو وہ خوشی سے اسے قبول کر لیں گے کیونکہ اس دنیا میں ان کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہی ہے کہ وہ حق و انصاف کے ساتھ ساتھ رہیں، اور اگر تمہاری یہ کوشش

دنیا طلبی کے لئے ہے تو امیر المومنین سے اپنی حاجت بیان کرو کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس بات کے مستحق ہو اگر تم نے اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور اس کا پورا کرنا امیر المومنین کے امکان میں ہوا تو وہ ضرور اسے پورا کر دینگے کیونکہ میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کبھی اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ کسی کو بھی اس کے حق سے محروم کر دیں اگرچہ وہ بات کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو، اور اگر تم نے اپنے تہور کے اظہار کے لئے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے تو یاد رکھو کہ خود اللہ امیر المومنین کے لیے تمہاری اس ساری شوکت و سطوت کو خاک میں ملا دے گا اور تم کو بھی اسی طرح تمہارے کیفر کردار کو پہنچائے گا جس طرح اس نے تم سے اگلوں کو سخت سزا دی ہے جو تم سے بہت زیادہ طاقتور اور بہت زیادہ فوج و سپاہ کے مالک اور ساز و سامان اور مال و متاع سے بہرہ ور تھے مگر اللہ نے ان کو بالکل ہلاک و برباد کر کے وہ سزا دی جو ظالموں اور بد نصیبوں کو دی جاتی ہے۔ امیر المومنین اپنے اس خط کو اس شہادت پر ختم کرتے ہیں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ و رسولہ صلعم اور تمہارے لئے اس بات کا عہد واثق کرتے ہیں اور ضامن ہوتے ہیں کہ تمہاری تمام گزشتہ خطائیں معاف کی جائیں گی ان کے متعلق کوئی باز پرس نہ کی جائیگی تمہارے ساتھ تمہارے شایاں سلوک کیا جائے گا اور تمہاری عزت کی جائیگی انشاء اللہ بشرطیکہ تم پھر ہماری اطاعت قبول کر کے ہماری طاعت میں داخل ہو جاؤ، والسلام"

اس امان کے بعد جب نصر بن شبث عبد اللہ بن طاہر کے پاس جانے کے لیے اپنے مقام سے برآمد ہوا تو اس نے کیسوم کو منہدم کر کے برباد کر دیا۔

اس سال مامون نے صدقہ بن علی کو جو زریق کے نام سے مشہور ہے آرمینیہ اور آذربیجان کا والی مقرر کیا اور اسی کو بابک سے

لڑنے کے لیئے متعین کیا نیز اس نے اپنے بجائے ولایت ملکی کا کام انجام دینے کے لیے احمد بن الجنید بن فرزندی الاسکافی کو مقرر کر دیا مگر پھر یہ بغداد چلا آیا مگر پھر خرمیۃ جماعت کے مقابلے پر پلٹ کر آ گیا اس مرتبہ بابک نے اسے گرفتار کر لیا اور اب انھوں نے آذربیجان پر ابراہیم بن اللیث بن الفضل الحی کو والی مقرر کیا۔

اس سال صالح بن العباس بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا، اس سال شہنشاہ روم میخائیل بن جورجس مر گیا اس نے نو سال حکومت کی رومیوں نے اس کے بیٹے توفیل بن میخائیل کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

سنہ ۲۱۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر کو مامون کی خدمت میں بھیجا اور وہ دوشنبہ کے دن ۷ صفر کو بغداد آیا مدینۃ ابو جعفر میں اتارا گیا اور اس کی نگرانی کے لیئے عہدہ دار مقرر کر دیئے گئے،

اس سال مامون نے ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم الامام، ابن عائشہ کو، محمد بن ابراہیم الافریقی ،مالک بن شاہی فرح البغوازی اور دوسرے ان اشخاص کو جنھوں نے ابراہیم بن المہدی کی بیعت لینے میں بہت کوشش کی تھی عمران الفطربلی کی انشاندہی پر پکڑ لیا ان کا پتہ پاتے ہی مامون نے سینچر کے دن ۵ صفر کو اپنے آدمی بھیجکر ان سب کو گرفتار کرا لیا ابراہیم ابن عائشہ کے متعلق انھوں نے

حکم دیا کہ یہ ہمارے محل کے دروازے پر دھوپ میں تین دن مسلسل کھڑا رکھا جائے پھر منگل کے دن کوڑوں سے اسے خوب پیٹا گیا اور پھر محبس میں قید کر دیا گیا اس کے بعد مالک بن شاہی اور اس کے ساتھیوں کو درے لگائے گئے اگرچہ پتہ دینے والوں نے ان تمام فوجی امرا سپاہی اور دوسرے لوگوں کے نام لکھ کر مامون کو دیدیئے تھے جنھوں نے اس کارروائی میں حصہ لیا تھا مگر مامون نے ان میں سے کسی سے بھی اس وجہ سے تعارض نہیں کیا کہ شاید لوگوں نے ناکردہ گناہوں کو ذاتی عداوت کی وجہ سے اس جرم میں ملوث کر دیا ہو' ان لوگوں کا یہ بھی ارادہ تھا کہ جب فوج نصر بن شبث کے استقبال کو جائے یہ پل کو توڑ ڈالیں مگر اس کی عین وقت پر مخبری کر دی گئی اور وہ سب گرفتار کر لیئے گئے اس کے بعد نصر بن شبث تنہا بغداد میں داخل ہوا کوئی سپاہی اس کے استقبال کیلئے نہیں بھیجا گیا یہ پہلے اسحٰق بن ابراہیم کے پاس ٹھہرایا گیا اور پھر مدینۃ ابوجعفر میں منتقل کر دیا گیا۔

اس سال ۱۳ ربیع الاول شب یکشنبہ میں ابراہیم بن المہدی گرفتار کر لیا گیا یہ نقاب ڈالے دو عورتوں کے ساتھ زنانے لباس میں شب کے وقت کہیں جا رہا تھا ایک حبشی کوتوالی کے جوان نے اسے پکڑا اور پوچھا تم کون ہو اور اس وقت کہاں جا رہی ہو ابراہیم نے اس لیئے کہ وہ ان کو جانے دے اور کوئی بات دریافت نہ کرے یاقوت کی ایک بیش بہا انگوٹھی جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سپاہی کو دی جسے دیکھ کر وہ ان کی طرف سے مشتبہ ہو گیا اور اس نے اپنے جی میں کہا کہ ضرور اس انگوٹھی کا مالک کوئی خاص اہمیت والا شخص ہے وہ ان کو تھانہ دار کے پاس لیکر آیا تھانہ دار نے ان کو منہ کھولنے کا حکم دیا ابراہیم نے اس سے انکار کیا تھانہ دار نے خود نقاب الٹ دی اور اب ابراہیم کی داڑھی نمایاں ہو گئی وہ اسے پل کے نگراں کے پاس لایا جس نے اسے شناخت کر لیا اب وہ اسے

مامون کے آستانے لے گیا اور ان کو ابراہیم کی گرفتاری کی اطلاع دی مامون نے حکم دیا کہ محل ہی میں اسے بحفاظت رکھا جائے اتوار کے دن صبح کو اسے مامون کے قصر میں بٹھایا گیا تاکہ بنو ہاشم امرائے عساکر اور سپاہ اسے دیکھ لے سرکاری ملازمین نے اس کے مقنع کو جس کو اس نے اپنے چہرے کی نقاب بنایا تھا اس کی گردن میں لپیٹ دیا نیز اس برقع کو جو اس نے اوڑھ رکھا تھا اس کے صدر پر ڈال دیا تھا تاکہ لوگ دیکھیں کہ کس شان میں اسے گرفتار کیا گیا ہے جمعرات کے دن مامون نے اسے احمد بن ابی خالد کے مکان میں منتقل کر کے اسی کے پاس اسے قید کر دیا اس کے بعد جب وہ حسن بن سہل کے پاس واسط گئے تو انھوں نے ابراہیم کو احمد کے ہاں سے نکالا اس پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ غالباً حسن بن سہل نے اس کی سفارش کی اس وجہ سے انھوں نے اس کی خطا معاف کر کے اسے آزاد کر دیا البتہ اب بھی اسے احمد بن ابی خالد کی نگرانی میں دیدیا اور اس کے ساتھ ابن یحییٰ بن معاذ اور خالد بن یزید بن مزید کو بھی اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا البتہ اس کے ساتھ یہ رعایت کی کہ اس کی ماں اور اہل و عیال کو اسی کے پاس رہنے کی اجازت دی وہ سوار ہو کر مامون کے محل کو آتا تھا مگر یہ نگران اس کی حفاظت کے لیے ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتے۔

اس سال مامون نے ابراہیم ابن عائشہ کو قتل کر کے اسے سولی دے دی۔

ابراہیم ابن عائشہ کا قتل

مامون نے ابن عائشہ، محمد بن ابراہیم الافریقی دو شاطروں کو جن میں ایک کا نام ابو مسمار اور دوسرے کا عمار تھا فرج البغوازی

مالک بن شاہی اور ان کے اور بہت سے ساتھیوں کو جنھوں نے ابراہیم کے لیے بیعت لینے میں سعی کی تھی درّے لگوا کر جیل خانے میں قید کر دیا تھا ان میں سے صرف عمار کو اس لیے چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس نے جیل خانے میں اپنے ساتھیوں کے خلاف شہادت دی تھی کہ یہ لوگ اس معاملہ میں شریک جرم تھے چند روز کے بعد جیل کے ایک عہدیدار نے ان کے متعلق یہ شکایت کی کہ یہ جماعت اندرون جیل ہنگامہ برپا کر کے جیل توڑنا چاہتی ہے اس سے ایک دن قبل انھوں نے یہ کیا کہ اندر سے جیل کے دروازے کو مسدود کر دیا اور کسی شخص کو اندر نہ آنے دیا جب رات ہوئی اور ان کا شور و شغب جیل کے محافظوں نے سنا انھوں نے مامون کو اس کی اطلاع دی مامون اسی وقت بذات خود وہاں آئے اور انھوں نے ان چاروں کو بلا کر بے بس کر کے انکی گردنیں ماردیں اس موقع پر ابن عائشہ نے مامون کو خوب ہی فاحش گالیاں سنائیں صبح کو یہ چاروں پل زیریں پر سولی چڑھا دیے گئے بدھ کے دن صبح ابراہیم بن عائشہ کو سولی سے اتار کر کفن پہنایا گیا اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قریش کے مقابر میں دفن کر دیا گیا، ابن الافریقی کو سولی سے اتار کر خیزران کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا دوسروں کو اسی طرح سولی پر چھوڑ دیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کو گرفتار کر کے ابو اسحٰق بن الرشید کے مکان لائے ابو اسحٰق اس وقت مامون کے پاس تھا اس وجہ سے ابراہیم کو فرج الترکی کے پیچھے سوار کیا گیا اور جب وہ مامون کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے کہا آؤ ابراہیم اس نے کہا امیر المومنین صرف مقتول کے ولی کو قصاص کا اختیار ہے معافی عین تقویٰ ہے اور جو شخص اسباب شقاوت کے فریب کا شکار ہوا اس نے تو خود اپنے کو زمانے کی دشمنی کے حوالے کر دیا ہے اللہ نے آپ کو ہر خطادار پر اسی طرح فوقیت دی ہے جس طرح اس نے ہر خطاکار کو آپ سے پست کیا ہے

اگر آپ سزا دیں تو یہ آپ کا حق ہے اور اگر آپ معاف فرما دیں تو یہ آپ کا فضل و احسان ہے، مامون نے کہا ابراہیم ہم نے تم کو معاف کر دیا ابراہیم نے اللہ اکبر کہا اور سجدۂ شکر میں گر پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس مضمون کو ابراہیم نے روپوشی کے زمانے میں لکھ کر مامون کی خدمت میں بھیجا تھا مامون نے رقعہ کے حاشیے پر اپنے قلم سے یہ لکھا "قدرت، جوشِ انتقام کو فرو کر دیتی ہے" ندامت توبہ ہے اور ان دونوں کی وجہ سے اللہ کی معافی حاصل ہوتی ہے اور وہ ہماری تمام درخواستوں سے زیادہ بڑی اور اہم ہے، ابراہیم نے مامون کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور جب اسے مامون کو سنایا تو انھوں نے کہا کہ میں اس موقع پر وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا "لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین"

ترجمہ:- آج تم کو کوئی بری بات نہیں کہی جاتی اللہ تمھاری خطا معاف کر دے گا اور وہ بہت ہی مہربان ہے۔

اس سال کے رمضان میں مامون نے بوران بنت الحسن بن سہل کو اپنے حرم میں داخل کیا۔

مامون کا بیاہ بوران سے

بیان کیا گیا ہے کہ جب مامون حسن بن سہل کی چھاؤنی کو آنے کے لیے فم الصلح روانہ ہوئے تو انھوں نے ابراہیم بن المہدی کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ مامون بغداد سے بوران کو بیاہنے کے لیے ایک کشتی میں سوار ہو کر چلے اور حسن کے دروازے پر انھوں نے لنگر ڈالا عباس بن مامون اپنے باپ سے پہلے خشکی کے راستے وہاں آ چکا تھا

حسن نے اپنی فرودگاہ سے بڑھ کر دجلے کے کنارے ایک مقام میں جہاں اس کے لیے ایک محل بنایا گیا تھا اس کا استقبال کیا اسے دیکھتے ہی عباس گھوڑے سے اترنے لگا مگر حسن نے اسے حلف دیکر اس سے روک دیا جب وہ دونوں برابر آگئے تو اب حسن اس کی تعظیم کے لیے سواری سے اترنے لگا مگر اس مرتبہ عباس نے امیر المومنین کے حق کا واسطہ دیکر اس سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں مگر حسن نے نہ مانا وہ اترا اور اس نے عباس کو سواری کی حالت میں گلے لگا لیا پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اب وہ دونوں ایک ساتھ حسن کے مکان آئے، مامون اس سال ۲۱۰ھ ہجری کے ماہ رمضان میں مغرب کے وقت حسن کے ہاں پہنچے اور یہاں انھوں نے اور حسن اور عباس نے افطار کیا دینار بن عبداللہ اپنے قدموں کھڑا رہا افطار سے فارغ ہو کر انھوں نے اپنے ہاتھ دھوئے مامون نے شراب منگوائی ایک سنہری جام پیش کیا گیا اس میں شراب ڈالی گئی مامون نے پہلے خود پی پھر شراب کا ایک جام اپنے ہاتھ سے حسن کی طرف بڑھایا حسن نے اس کے لینے میں پس و پیش کیا کیونکہ اس سے قبل اس نے کبھی شراب نہیں پی تھی دینار بن عبداللہ نے حسن کو آنکھ کا اشارہ کیا اس پر حسن نے کہا امیر المومنین میں آپ کے حکم اور اجازت کی وجہ سے پیئے لیتا ہوں مامون نے کہا اگر میرا حکم نہ ہوتا تو میں کبھی تمھاری طرف ہاتھ بڑھاتا، حسن نے جام اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے پی گیا۔

دوسری رات میں محمد بن حسن بن سہل اور عباسہ بنت الفضل ذی الریاستین کی شادی کی گئی، تیسری شب میں مامون بوران کے پاس آئے اس وقت اس کے پاس حمدونہ، ام جعفر، اور بوران کی دادی بھی موجود تھیں جب مامون رسم جلوہ کے لیے مسند پر اس کے پاس بیٹھے اس کی دادی نے ایک ہزار موتی جو سونے کی کشتی میں رکھے تھے ان پر نچھاور کئے مامون نے حکم دیا کہ ان کو جمع کر لیا جائے اور بوران

کی دادی سے پوچھا کہ یہ کتنے تھے اس نے کہا ایک ہزار جمع کئے جانے کے بعد انھوں نے ان کو شمار کرایا تو دس کم نکلے مامون نے کہا جس نے لئے ہوں وہ دیدے لوگوں نے کہا حسین زجلہ نے لئے ہیں مامون نے اسے حکم دیا کہ واپس کر دے مگر اس نے کہا امیر المومنین یہ تو نثار ہی اس لیے کئے گئے ہیں کہ ہم ان کو لوٹ لیں مامون نے کہا ہاں معلوم ہے مگر تم اس وقت دیدو ہم اس کا معاوضہ کر دینگے اس نے واپس لادئے مامون نے ان کو پھر اسی طرح کشتی میں جما دیا جس طرح کہ وہ بچھا ور سے پہلے تھے اور اب اس کشتی سے بوران کی گود بھری گئی مامون نے کہا لو یہ تمھارا مہر ہے اس کے علاوہ اور جو چاہتی ہو کہو وہ تو خاموش رہی اس کی دادی نے اس سے کہا کہ جب تمھارے آقا تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی ضروریات ان سے بیان کرو تو کیوں نہیں کہتیں۔ اس نے مامون سے درخواست کی کہ ابراہیم بن المہدی کی خطا معاف کر دیں مامون نے کہا میں نے ان کو معاف کیا اب اس نے کہا کہ آپ ام جعفر کو حج کی اجازت دیں مامون نے اسے اجازت دے دی، ام جعفر نے بوران کو ایک اموریہ بگلوس پہنایا اسی رات مامون بوران کے ہاں شب باش ہوئے اس رات میں عنبر کی ایک اتنی بڑی شمع روشن کی گئی جس کے سنہری توڑے میں چالیس من عنبر تھی مامون نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ اسراف ہے صبح کو انھوں نے ابراہیم بن المہدی کو بلایا وہ دجلے کے کنارے کنارے پیدل چلکر ایک موٹا لبادہ پہنے اور منڈاسا باندھے آستانۂ خلافت آیا جب سراپردہ اٹھا اور مامون برآمد ہوئے تو ابراہیم زمین پر گر پڑا مامون چلائے چچا جان آپ متردد نہ ہوں میں نے آپ کو معاف کر دیا۔ ابراہیم ان کے پاس آیا اور اب وہ خلافت کی تسلیمات بجالایا اور اس نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اپنا قصیدہ سنایا۔ مامون نے خلعت منگوائی اسے دوسرے مرتبہ خلعت سرفراز کی سواری دی اور تلوار حمائل کی ابراہیم ان کے پاس سے چلا آیا اور باہر آکر اس نے سب کو سلام کیا اور پھر وہ اپنے مقام کو واپس بھیجدیا گیا۔

مامون سترہ دن حسن کے مہمان رہے اس اثنا میں روزانہ ان کے تمام مصاحبین کے لیے جملہ ضروریات حسن کی طرف سے مہیا کی جاتی تھیں جس نے تمام امرا کو ان کے درجے اور مرتبے کے مناسب خلعت اور صلے دیے اس میں اس کے پانچ کروڑ درہم خرچ ہوئے، وہاں سے واپس ہوتے ہوئے مامون نے غسان بن عباد کو حکم دیا کہ وہ فارس کی آمدنی سے ایک کروڑ نقد حسن کو دے اس کے علاوہ انھوں نے صلح کو اس کی جاگیر میں دے دیا، یہ رقم چونکہ غسان کے پاس موجود تھی اس نے وہیں اسے حسن کے حوالے کر دیا حسن نے دربار کیا اور اس میں اس رقم کو اس نے اپنے امرا عہدہ دار، مصاحبین اور خدم حشم میں تقسیم کر دیا، مامون جب بغداد جانے لگے حسن نے دور تک ان کی مشایعت کی اور پھر وہ صلح کے دہانے چلا آیا۔

احمد بن الحسن بن سہل بیان کرتا ہے کہ ہمارے گھر کے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس شادی کے موقع پر حسن بن سہل نے بہت سے رقعوں پر اپنی زمینوں اور املاک کے نام لکھ کر ان کو امرا اور بنی ہاشم میں نثار کر دیا جس کے ہاتھ جو رقعہ آیا اس نے وہ جائداد اسے دے دی۔

ابوالحسن علی بن الحسین بن عبدالاعلیٰ کاتب بیان کرتا ہے کہ ایک دن حسن بن سہل نے مجھ سے اُم جعفر کی چند باتیں بیان کیں اس نے اس کی عقل و فراست کی بہت تعریف کی اور کہا کہ ایک دن مامون نے فم الصلح کے مقام پر جبکہ وہ ہمارے ہاں آئے تھے اس سے اور حمدونہ بنت عضیض سے دریافت کیا گیا کہ بوران پر تم نے کس قدر خرچ کیا حمدونہ نے کہا میں نے ڈھائی کروڑ خرچ کیے ام جعفر نے اس سے کہا کہ تم نے تو کچھ بھی خرچ نہیں کیا اس شادی میں میں نے تین کروڑ پچاس لاکھ سے تین کروڑ ستر لاکھ تک خرچ کیے ہیں، پھر حسن بن سہل نے کہا ہم نے مامون کے لیے عنبر کی دو شمعیں تیار کی تھیں جس رات کو مامون بوران کے پاس آئے وہ شمعیں روشن کی گئیں ان میں سے بے حد دھواں نکلا

مامون نے کہا کہ اس دھوئیں سے ہمیں تکلیف ہو رہی ہے ان کو اٹھا دو اور دوسری معمولی شمع لائی جائے۔ اس روز ام جعفر نے صلح کو بوران کی جاگیر میں دیدیا اور اس طرح یہ مقام پھر میری ملکیت میں آگیا اس سے قبل بھی یہ میرا تھا مگر ایک روز یہ واقعہ ہوا تھا کہ حمید الطوسی نے مجھے آکر چار شعر ذو الریاستین کی مدح میں سنائے میں نے اس سے کہا کہ میں اس قصیدے کو ان کو بھیجے دیتا ہوں اور وہاں سے تمہاری مدح کے صلہ کے آنے تک اپنی طرف سے سردست یہ صلح تم کو جاگیر میں دیئے دیتا ہوں چنانچہ میں نے اس مقام کو حمید کو دیدیا مگر پھر مامون نے اسے ام جعفر کو دیا اور اب اس شادی کے موقع پر ام جعفر نے اسے ہدیۃً بوران کو دیدیا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ آفتاب کے طلوع ہونے تک نہ حسن بن سہل کے ہاں پردے اٹھائے جاتے تھے اور نہ اس کے سامنے سے شمع ہٹائی جاتی تھی البتہ جب وہ آفتاب دیکھ لیتا تھا تب شمع کو اپنے سامنے سے اٹھوا دیتا تھا۔ وہ بہت ہی توہم پرست تھا اس لیے روزانہ صبح کو شگون لیتا تھا اس بات کو پسند کرتا تھا کہ صبح کو جو اس کے پاس جائے وہ یہ کہے کہ ہم نے رات بڑی فرحت اور سرور میں بسر کی ہے اور جنازہ یا کسی کی موت کی خبر کو ناپسند کرتا تھا۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا تو کسی نے اس سے کہا کہ علی بن الحسین نے آج اپنے بیٹے حسن کو کاتبوں میں داخل کر دیا ہے اس نے مجھے آواز دی میں اپنے گھر پلٹ آیا میں نے دیکھا کہ میرے گھر میں بیس ہزار درہم نقد جو بطور ہبہ حسن کو بھیجے گئے تھے موجود ہیں اور اسی کے ساتھ بیس ہزار درہم کا وثیقہ بھی ہے اس کے علاوہ اس نے اپنی بصرے کی زمین میں سے اتنی زمین مجھے دی تھی جس کی قیمت پچاس ہزار دینار اندازہ کی گئی تھی بعد میں یہ زمین بغا الکبیر نے مجھ سے چھین کر اپنی زمین میں شامل کر لی۔

ابو حسان الزیادی بیان کرتا ہے کہ جب مامون حسن کے ہاں آئے تو بوران سے شادی کرنے کے بعد کئی دن تک مقیم رہے اس تمام

سفر اور قیام میں چالیس دن صرف ہوئے ۱۱ شوال جمعرات کے دن وہ بغداد واپس آئے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ ۸ رمضان کو مامون فم الصلح حسن کے ہاں آئے اور جب شوال سنہ ۲۱۰ ہجری کے ختم ہونے میں نو راتیں باقی تھیں وہاں سے واپس ہوئے۔

اس سال یوم الفطر میں حمید بن عبدالحمید نے انتقال کیا اسکی جاریہ عزل نے اس کا دردآمیز مرثیہ لکھا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا اور عبیداللہ بن السری بن الحکم اس کی امان میں آگیا۔

عبداللہ بن طاہر کی فتح مصر اور عبیداللہ کی امان طلبی

جب عبداللہ بن طاہر کو نصر بن شبث العقیلی سے فراغت ہوگئی اور اس نے اس کو مامون کی خدمت میں بغداد بھیجدیا اور وہ وہاں پہنچ گیا تو اب اسے مامون کے کئی خط موصول ہوئے جن میں اسے مصر جانے کا حکم دیا گیا تھا۔

احمد بن محمد بن مخلد نے جو ان دنوں مصر میں تھا بیان کیا ہے کہ عبداللہ نے مصر کے قریب پہنچ کر ایک منزل سے اپنے ایک سردار کو اس لئے مصر کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی فرودگاہ کے لئے کوئی مناسب مقام تلاش کرے ابن السری نے مصر کے گرد خندق بنائی تھی جب اسے عبداللہ کے سردار کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی سپاہ کی ایک ایسی جمعیت کو لے کر جس نے اس کے مقابلہ پر جانے کی آمادگی ظاہر کی

اُس سردار کے مقابلے کے لیئے بڑھا دونوں کا مقابلہ ہوا عبداللہ کے سردار کے ساتھ اس موقع پر چونکہ بہت کم جمعیت تھی اس لئے عارضی طور پر وہ پسپا ہو گئے انھوں نے ڈاک کے ذریعہ عبداللہ بن طاہر کو اس طرح اپنے ابن السّری سے مقابلہ ہو جانے کی اطلاع دی عبداللہ نے اپنے پیادوں کو خچروں پر سوار کیا ایک خچر پر دُو دُو آدمی بٹھائے اور ان کو رسالہ کے پہلو بہ پہلو مقابلہ پر روانہ کیا یہ فوج نہایت سرعت سے بڑھتی ہوئی اپنے سردار اور ابن السّری کے پاس پہنچ گئی اور ان کے صرف ایک حملہ سے ابن السّری اور اس کی فوج کو سخت ہزیمت ہوئی ابن السری کے بیشتر آدمی خندق میں گر پڑے اور اس طرح خندق میں ایک دوسرے پر گرنے کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ ہلاک ہو گئے جتنے کہ تلوار سے قتل ہوئے تھے، ابن السّری شکست کھا کر فسطاط میں چلا آیا یہاں وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا عبداللہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس کے ہتھیار رکھنے تک اس نے کوئی لڑائی عبداللہ سے نہیں لڑی۔

ابن ذی القلمین کہتا ہے کہ جب عبداللہ مصر آیا اور ابن السّری نے اسے داخل ہونے سے روکا اس وقت اس نے ایک رات ایک ہزار خادم اور چھوکریاں جن میں سے ہر ایک خادم کے ساتھ ایک ہزار دینار ریشمی تھیلیوں میں تھے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجیں، مگر عبداللہ نے اس رشوت کو رد کر دیا اور لکھا کہ اگر میں تمھارے اس ہدیہ کو دن کے وقت قبول کر سکتا تو رات کے وقت بھی قبول کر لیتا اور اس کے ساتھ ہی کلام پاک کی یہ آیت لکھ دی بل انتم بھدیتکم تفرحون۔

ارجع الیھم فلناتینھم بجنود لا قبل لھم بھا ولنخرجنھم منھا اذلۃ

وھم صاغرون۔ **ترجمہ:**۔ تم اپنے تحائف پر اتراتے ہو ان کے پاس واپس جاؤ ہم ایسی فوجوں سے ان پر دھاوا کرینگے جن کے مقابلہ کی طاقت ان میں نہ ہوگی اور اس شہر (سبا) سے ان کو ذلیل کر کے نکال دیں گے)

یہ تحریر پڑھ کر ابن السری نے اب اس سے امان طلب کی اور اس کے پاس چلا آیا۔

ابو السمرأ بیان کرتا ہے کہ ہم امیر عبداللہ بن طاہر کے ساتھ مصر جا رہے تھے جب ہم رملہ اور دمشق کے درمیان تھے کہ ایک اعرابی شیخ جو اسلاف کی یادگار تھا اور ایک فاختئی رنگ کے اونٹ پر سوار تھا اچانک ہمارے سامنے آیا اس نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ میں اسحٰق بن ابراہیم الرافقی اور اسحٰق بن ابی ربعی امیر کے ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے اس روز ہمارے گھوڑے بھی امیر کے گھوڑے سے بہتر تھے اور ہم نے لباس بھی ان سے زیادہ اچھا پہن رکھا تھا وہ اعرابی غور سے ہمارے چہرے دیکھنے لگا میں نے اس سے کہا اے شیخ تم نے اسقدر غور سے جو ہمارے چہروں کو دیکھا تو کیا دیکھا کچھ پہچانا یا کوئی بری بات نظر پڑی اس نے کہا ہرگز نہیں نہ میں نے آج سے پہلے تم کو دیکھا تھا نہ کسی بدنظری سے میں نے تم کو دیکھا ہے مگر میں نہایت عمدہ قیافہ شناس ہوں اور لوگوں کی خصوصیات کو خوب جانتا ہوں میں نے اسحٰق بن ابی ربعی کی طرف اشارہ کرکے کہا اچھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

اس نے کہا

ادری کاتبا داھی الکتابۃ بین ✤ علیہ و تادیب العراق منیر

لہ حرکات قد یشاھدن انہ ✤ علیم بتقسیط الخراج بصیر

ترجمہ:- میں ایک کاتب کو دیکھ رہا ہوں جس پر اہلکارانہ چالاکی اور یہ عراق کی تادیب نمایاں ہے اس کی حرکات بتاتی ہیں کہ یہ خراج کے معاملات سے بہت واقف ہے۔

اس کے بعد اس نے اسحٰق بن ابراہیم الرافقی کو دیکھا اور یہ شعر کہے،

ومظهر نسكٍ ما عليه ضميره ✣ يحب الهدايا بالرجال مكور

اخال به جبناً وبخلاً وشيمة ✣ تخبر عنه انه لوزير

ترجمہ: ظاہر میں یہ متقی نظر آتا ہے مگر بدنیت ہے چاہتا ہے کہ لوگ تحائف اسے دیا کریں نہایت چالاک ہے میرا خیال ہے کہ اس کی بزدلی بخل اور بد خلقی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ یہ ضرور وزیر ہے۔

پھر اس نے مجھے دیکھا اور یہ شعر پڑھے،

وهذا نديم للامير ومؤنس ✣ يكون له بالقرب منه سرور

اخاله للاشعار والعلم راويا ✣ فبعض نديم مرة وسمير

ترجمہ:- اور یہ شخص امیر کا ندیم اور دوست ہے جس کی قربت سے سرور ملتا ہے میرا خیال ہے کہ یہ اشعار اور علم کا راوی ہے اور بعض مرتبہ ایک ہی شخص ندیم ہوتا ہے اور افسانہ گو۔

پھر امیر کو دیکھ کر اس نے یہ شعر پڑھے،

وهذا الامير المرتجى سيب كفه ✣ فما ان له فيمن رايت نظير

ترجمہ:- یہ ایسا امیر ہے جس سے سب بھلائی کی امید رکھتے ہیں میری نظر سے اب تک اس کی نظیر نہیں گزری

عليه رداء من جمال وهيبة ✣ ووجه بادراك النجاح بشير

ترجمہ: وہ حسین اور بارعب ہے اس کا بشرہ کامیابی کا مخبر ہے،

لقد عصم الاسلام منه بذائدٍ ✣ به عاش معروف ومات نكير

ترجمہ:- ابتدا سے اسلام کو اس نے بچایا ہے اس کی وجہ سے نیکی زندہ اور بدی مردہ ہوئی۔

الا انما عبداللہ بن طاہر　٭　لنا والد بّر بنا وامیر

ترجمہ :- ہونہ ہو یہ عبداللہ بن طاہر ہے جو باپ کی طرح ہم پر مہربان ہے اور ہمارا فرمانروا ہے۔

اس کلام کو سن کر عبداللہ بن طاہر بہت خوش ہوا اسے پانسو دینار دلوائے اور مصاحبت کا حکم دیا۔

حسن بن یحییٰ الفہری کہتا ہے کہ جب ہم عبداللہ کے ساتھ سلمیہ اور حمص کے درمیان جا رہے تھے ہمیں بطین الحمصی شاعر ملا اور اس نے راستے پر ٹھیر کر عبداللہ بن طاہر کی مدح میں ایک قصیدہ سنایا اس نے پوچھا تو کون ہے اس نے اپنا نام بتایا عبداللہ نے غلام کو حکم دیا دیکھو اس نے کتنے شعر کہے ہیں اس نے کہا سات عبداللہ نے اسے سات ہزار درہم یا سات سو دینار دلوادئے یہ بھی اس کے ساتھ ہو گیا مصر اور اسکندریہ میں بھی ساتھ تھا مگر اسکندریہ میں وہ اور اس کا گھوڑا ایک بدرو میں گر پڑے اور وہیں وہ مر گیا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے اسکندریہ فتح کیا اور جن اہل اندلس نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اس نے ان کو وہاں سے بے دخل کر کے نکال دیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ نے ۲۱۱ھ ہجری میں اسکندریہ فتح کیا تھا۔

فتح اسکندریہ

مصر کے کئی شخصوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جبکہ مصر میں تمام لوگ جروی اور ابن السری کے ہنگاموں میں منہمک تھے اہل اندلس کی ایک بڑی جماعت جس کا رئیس ابو حفص تھا براہ بحر روم جہازوں پر اسکندریہ آئی اور وہاں لنگر انداز ہو گئی اور عبداللہ بن طاہر کے مصر آنے تک بدستور اسکندریہ میں مقیم رہی۔

یونس بن عبد الاعلیٰ کہتا ہے مشرق سے ایک بہادر جوانمرد یعنی عبداللہ بن طاہر اس وقت ہمارے پاس مصر آیا جبکہ ہمارے ہاں ہر طرف فتنہ و فساد برپا تھا ہمارے ہر علاقے پر کسی ایک نے قبضہ کر رکھا تھا ہر طرف طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے تمام لوگ سخت تکلیف و مصیبت میں تھے اس جوانمرد نے یہاں آکر ہر طرف امن و امان قائم کیا بے خطا کو اطمینان اور خطا کار کو سزا دی اور پھر سب نے اس کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔

عبداللہ بن وہب کہتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن لہیعہ نے یہ حدیث روایت کی مگر اسی کے ساتھ کہا کہ مجھے یہ تو یاد نہیں کہ اس سے قبل اس نے یہ بات مجھ سے کہی تھی یا نہیں کیونکہ جو کتابیں ہم نے پڑھی ہیں اس میں تو ہمیں یہ حدیث نہیں ملی وہ یہ ہے کہ مشرق میں اللہ کی ایک فوج رہتی ہے جو شخص بھی اللہ کی مخلوق میں سے اس کے خلاف سرکشی کرتا ہے اللہ اس فوج کو بھیج کر اپنا انتقام اس سے لے لیتا ہے۔

عبداللہ بن وہب راوی کہتا ہے کہ وہ حدیث لفظاً یہی تھی یا اس کے ہم معنیٰ۔

عبداللہ بن طاہر نے مصر آکر اندلسیوں اور دوسرے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ جا ملے تھے مبارزت نامہ بھیجا کہ اگر اطاعت قبول نہیں کرتے تو جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ مگر انھوں نے اس کی شرط مان لی اور اس شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ اسکندریہ چھوڑ کر کسی رومی علاقے میں جو اسلامی ممالک میں نہ ہو گا چلے جاتے ہیں عبداللہ بن طاہر نے اس درخواست کو مان لیا اور وہ اسکندریہ کو چھوڑ کر جزیرہ کریٹ آگئے اسی کو انھوں نے اپنا وطن بنا لیا اور وہیں مستقل طور پر اقامت گزیں ہو گئے ان کی اولاد آج تک وہاں باقی ہے۔

اس سال اہل قم نے سرکار سے بغاوت کر کے زر مالگزاری دینے سے انکار کر دیا۔

اہل قم کی بغاوت

اس بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے اس رقم خراج (بیس لاکھ) کو جو ان پر عائد تھا بہت زیادہ خیال کیا اور اس کا باعث یہ واقعہ ہوا کہ مامون جب خراسان سے عراق آتے ہوئے رے ٹھیرے تو انھوں نے اہل رے کا خراج بہت کچھ کم کر دیا جیسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس بنا پر اہل قم کی بھی یہ خواہش ہوئی کہ ان کی مالگزاری رے کی طرح کم کی جائے انھوں نے اس کے لئے مامون کی خدمت میں عرضداشت پیش کی اور شکایت کی کہ یہ مالگزاری بہت زیادہ ہے مامون نے ان کی درخواست نہیں مانی انھوں نے زر لگان دینے سے انکار کر دیا۔ مامون نے علی بن ہشام کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا پھر عجیف بن عنبسہ کو اس کی امداد کے لیے روانہ کیا حمید کا ایک سردار محمد بن یوسف الکنج خراسان سے آتے ہوئے قوص آیا تھا کہ مامون نے اسے بھی لکھ دیا کہ تم بھی علی بن ہشام کے ساتھ جا کر اہل قم سے لڑو۔ علی ان سے لڑا اور ان پر اسے فتح ہوئی اس نے یحییٰ بن عمران کو قتل کر دیا قم کی فصیل منہدم کر دی اور جبکہ وہ بیس لاکھ ہی سے نالاں تھے ان پر ستر لاکھ خراج عائد کیا۔

اس سال شہریار بن شروین مر گیا اس کا بیٹا سابور اس کا جانشین ہوا مگر مازیار بن قارن نے اس کی جانشینی کو نہ مانا اور اس سے نزاع کر کے قید کیا اور پھر قتل کر دیا اس طرح جبال مازیار بن قارن

کے ہاتھ آگیا۔

اس سال صالح بن العباس بن محمد والی مکہ کی امارت میں حج ہوا

سنہ ۲۱۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبید اللہ بن السّری امان لیکر عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا اور وہ مصر میں داخل ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعات سنہ ۲۱۰ ہجری میں پیش آئے،

کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن السّری جبکہ صفر سنہ ۲۱۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں سنیچر کے دن عبداللہ بن طاہر کے پاس آیا اور جبکہ رجب سنہ ۲۱۱ ہجری کے ختم ہونے میں سات راتیں رہگئی تھیں بغداد لایا گیا اور مدینۂ ابو جعفر میں اتارا گیا اور عبداللہ بن طاہر مصر میں وہاں کے والی کی حیثیت سے رہا وہ تمام شام اور جزیرہ کا بھی والی تھا۔

طاہر بن خالد بن نزار الغسّانی کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا مامون نے اسے ایک خط لکھا اور اس کے نیچے یہ شعر لکھے،

أخي انت ومولائی ❊ ومن اشکر نعماہ

تم میرے بھائی اور دوست ہو اور تمھارے احسانات کا میں شکر گزار ہوں۔

فما احببت من امر ❖ فانی الدھر اھواہ

تم جس بات کو پسند کرو مدت العمر میں بھی وہی چاہوں گا،

وما تکرہ من شیٍ ❖ فانی لست ارضاہ

اور جس بات کو تم ناپسند کرو میں بھی اسے کبھی پسند نہیں کروں گا،

لک اللہ علی ذاک ❖ لک اللہ لک اللہ

اور میں اس بات کا عہد اللہ کے سامنے کرتا ہوں اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں۔

عطا صاحب المظالم سے روایت ہے کہ مامون کے بھائیوں میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ امیر المومنین یہ عبداللہ بن طاہر بھی اپنے باپ کی طرح اولاد ابی طالب کی طرف میل رکھتا ہے مامون نے کہا ایسا نہیں ہے مگر اس شخص نے دوبارہ وہی بات کہی اب مامون نے ایک شخص کو اپنا جاسوس بنا کر عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا اسے حکم دیا کہ تم قرا اور زاہدوں کی ہیئت بنا کر مصر جاؤ اور وہاں کے عمائد کو قاسم بن ابراہیم بن طبا طبا کی خلافت کے لئے دعوت دو اس کے مناقب علم اور فضائل بیان کرو اس کے بعد عبداللہ بن طاہر کے کسی ہمراز تک رسائی پیدا کر کے اس سے ملو اور اسے بھی اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دو اس کے لئے اسے ترغیب و تحریص دلاؤ اور اس طرح اس کی دلی نیّت و منشا سے پوری طرح آگاہی حاصل کر کے مجھے اس سے اطلاع دو۔

اس شخص نے حسبہ عمل کیا اور جب اس نے مصر کے عمائد اور روسا کو اپنی دعوت پہنچا دی اس کے بعد ایک دن وہ عبداللہ بن طاہر کے دروازے آکر بیٹھ گیا اس وقت وہ صلح و امان کے بعد عبیداللہ بن السری سے ملنے گیا ہوا تھا جب وہ واپس آیا تو یہ شخص اٹھ کر اس کے قریب آیا اور اپنی آستین سے ایک رقعہ نکال کر عبداللہ بن طاہر کو دیا

اس نے اسے ہاتھ میں لے لیا اور اندر جاتے ہی حاجب کو بھیجا کہ اس شخص کو بلا لائے یہ اس کے پاس آیا عبداللہ بن طاہر اس وقت اپنی مسند پر متمکن تھا اس کے اور زمین کے درمیان سوائے اس جاسوس کے اور کوئی نہ تھا عبداللہ نے اپنے دونوں پاؤں پھیلا رکھے تھے اور وہ موزے پہنے تھا اس نے کہا تمھارے رقعے کے مضمون سے میں آگاہ ہو گیا اب جو کچھ اور تم کو زبانی کہنا ہو بیان کرو اس نے کہا اس شرط پر کہ آپ اللہ کے سامنے مجھ سے امان کا وعدہ کریں عبداللہ نے کہا ہاں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو گزند نہیں پہنچے گا۔ اب اس نے اپنے آنے کی اصلی غرض اس سے بیان کی اسے قاسم کے لیے دعوت دی اس کے فضائل علم اور زہد کا ذکر کیا عبداللہ نے کہا تم میری بات بھی سنو گے اس نے کہا ضرور عبداللہ نے کہا کیا اللہ کا شکر بندوں پر واجب نہیں اس نے کہا ہے عبداللہ نے کہا کیا بندے اگر ایک دوسرے کے ساتھ احسان و اکرام کریں اس کا شکر واجب نہیں اس نے کہا ہے عبداللہ نے کہا تو پھر تم کیوں اس دعوت کو لے کر میرے پاس آئے تم نہیں دیکھتے کہ میں کس قدر ترفہ اور نعمتوں میں غرق ہوں میرا حکم مشرق و مغرب میں نافذ ہے کوئی اس سے سرتابی نہیں کر سکتا ہر جگہ میرا بول بالا ہے پھر اپنے چاروں طرف جدھر میری نظر پڑتی ہے میں ہر سمت ایک شخص کے انعام سے اپنے کو محصور پاتا ہوں میری گردن اس کے احسان سے زیر بار ہے اس کی سخاوت اور کرم کے کرشمے میرے اوپر نمایاں اور درخشاں ہیں تم مجھے اس نعمت اور احسان کی ناسپاس گزاری کی دعوت دینے آئے ہو اور مجھ سے یہ خواہش رکھتے ہو کہ میں اس شخص سے بد عہدی کروں جس کا اوّل آخر یہ سب کرم ہی کرم ہے خلافت کے طوق کو اس کی گردن سے اتارنے کی کوشش کروں اور اسی کا خون بہاؤں، تم نے کیا سمجھا ہے اگر تم مجھے جنت کی دعوت دو جہاں سے میں اسے خود دیکھ لوں کیا اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہو گی کہ میں اپنے ایسے محسن اور مشفق کے ساتھ

بدعہدی کروں اس کے احسانات کی ناشکری کروں اور اس کی بیعت کو توڑ دوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا' یہ جواب سنکر وہ شخص ساکت رہ گیا عبداللہ نے اس سے کہا مجھے تمھارے معاملہ سے پوری واقفیت ہو چکی ہے مجھے تمھاری جان کا خطرہ ہے فوراً یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ اگر سلطان الاعظم کو تمھاری دعوت کی خبر معلوم ہو گئی جس کا مجھے اندیشہ ہے کہ ہو گی تو اس سے نہ صرف تمھارے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی خطرہ ہے۔

اس کی طرف سے قطعی مایوس ہو کر وہ شخص مامون کے پاس چلا آیا اور تمام واقعہ ان کو سنا دیا' مامون بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کیوں نہ ہو یہ وہ نہال ہے جو میں نے اپنے ہاتھ سے بویا اور اس کی آبیاری اور پرورش کی ہے' انھوں نے یہ واقعہ کسی سے بیان نہیں کیا اور خود عبداللہ بن طاہر کو بھی اس راز سے آگاہی نہیں ہوئی۔

عبداللہ بن احمد بن یوسف کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن السری امان لیکر عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا تو میرے باپ نے عبداللہ بن طاہر کو اس فتح پر حسب ذیل مبارک باد کا خط لکھا'

"اللہ نے جو کامیابی اور فتح آپ کو عطا کی ہے اس کی اطلاع ہمیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ ابن السری آپ سے امان لے کر آپ کے پاس چلا آیا اس نصرت پر اس خدا کا شکر ہے جو اپنے دین کا ناصر اور اپنے اس خلیفہ کی جسے اس نے اپنے بندوں پر اپنا جانشین مقرر کیا ہے دولت کو غلبہ دینے والا ہے' جس نے خلیفہ' اس کے حق اور اطاعت سے روگردانی کی اللہ نے اس کو ذلیل کر دیا۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی نعمتوں سے مسلسل ان کو سرفراز کرتا رہے ان کے ذریعہ ممالک شرک کو فتح کرائے اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو اس سفر پر جانے سے لے کر اب تک برابر کامیابی عطا فرمائی ہے ہم اور یہاں جو لوگ ہیں سب کے سب برابر آپ کے حسن اخلاق کا چاہے

جنگ کی حالت ہو یا امان کی برابر تذکرہ کرتے رہے ہیں اللہ نے سختی اور نرمی کے اُن کے مواقع پر اظہار کی جو توفیق آپ کو عطا کی ہے اس پر خوش ہو کر تعجب کرتے رہے ہیں ہمارے علم میں کوئی دوسرا فوجی یا ملکی امیر ایسا نہیں جس نے اپنی فوج یا رعایا کے ساتھ وہ عدل کیا ہو جو آپ نے کیا ہے یا جس نے ایسے اشخاص کو جنھوں نے اپنے جرائم اور اصرار سے مایوس کر دیا ہو قابو پا کر اس طرح معافی دی ہو جیسے کہ آپ نے اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ کیا ہے، ہماری نظر سے آپ کے سوا کوئی دوسرا شریف زادہ ایسا نہیں گزرا کہ جس نے محض اپنے آبا کی کمائی اور عزت و شہرت پر بھروسہ کر کے قوائے عمل کو معطل نہ کر دیا ہو یا جسے اسقدر ترفہ اعتماد، حکومت اور اقتدار اعلیٰ حاصل ہوا اور پھر وہ اپنی موجودہ حالت پر اکتفا کر کے اترا نہ گیا ہو، آپ کے علاوہ نہیں کوئی دوسرا فوجی سردار ایسا نہیں ملتا جس کی کامیابیوں کی بنیاد اس کے حسن اخلاق پر اس طرح ہوئی ہو اور اس طرح اس نے اپنے پیروؤں کو ظلم و زیادتی سے روک کر اپنے قابو میں رکھا ہو جس طرح کہ آپ نے کیا ہے، یہاں ہم جس قدر اعیان دولت ہیں ہم میں سے کوئی اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ وہ کسی آڑے وقت یا مشکل کے پیش آنے کے وقت آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح دے سکے اس لیے اللہ کا یہ اور مزید احسان آپ کو مبارک ہو اور یہ اللہ کی نعمت آپ کو گوارا ہو اور آپ بدستور اپنے امام اور آقا اور ہم تمام مسلمانوں کے آقا کی اطاعت کے سلسلے کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور خدا ایسا کرے کہ ان کے طول بقا سے ہم اور آپ عیش زندگانی سے متمتع ہوتے رہیں آپ خود جانتے ہیں کہ ہم تو ہمیشہ آپ کو مکرم اور معظم سمجھتے رہے ہیں مگر اب اللہ نے آپ کی عزت اور وقعت کو خاص و عام کی نظروں میں بہت بڑھا دیا ہے اس لیے ان کو آپ کی طرف سے خود اپنے لیے بہت سی توقعات پیدا ہو گئی ہیں نیز مصائب و حوادث کے پیش آنے کی صورت میں آپ ہی پر

ان کی نظریں جمی ہوئی ہیں، میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ آپ کو اسی طرح آئندہ اپنے پسندیدہ امور کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے گا جس طرح اس نے اب تک اپنے احسان و انعام سے آپ کو سرفراز کیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اس کی ان نعمتوں پر آپ اترائے نہیں بلکہ آپ کی انکساری اور تواضع اور بڑھ گئی اللہ نے جو خوبیاں آپ کو دیں اور جو انعام و اکرام آپ کے ساتھ کیا ہے اس پر اس کا ہزار ہزار شکر ہے والسلام"

اس سال عبداللہ بن طاہر مغرب سے مدینۃ السلام آیا، عباس بن مامون، ابواسحٰق المعتصم اور تمام دوسرے لوگوں نے اس کا استقبال کیا وہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے کر آیا جنھوں نے بغاوت کر کے شام میں علیحدہ ریاستیں قائم کر لی تھیں، جیسے ابن السرج ابن ابی الجمل اور ابن ابی الصقر۔

اس سال موسیٰ بن حفص مر گیا اس کا بیٹا محمد بن موسیٰ اس کی جگہ طبرستان کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال حاجب بن صالح ہندوستان کا والی مقرر کیا گیا مگر بشر بن داؤد نے اسے وہاں سے مار بھگایا اور اس لیے وہ وہاں سے ہٹ کر کرمان آ گیا۔

اس سال مامون نے اعلان کرا دیا کہ آج سے جو شخص معاویہ کا ذکر خیر کرے گا یا اس کو کسی صحابی رسول پر فضیلت دے گا اس کے تمام حقوق سلب ہو جائیں گے۔

اس سال صالح بن العباس والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کا انتقال ہوا۔

۲۱۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

مامون نے محمد بن حمید الطوسی کو بابک سے لڑنے کے لیے موصل کے راستے روانہ کیا اور اس کی مدد کے لیے اور بھی فوجیں بھیجیں محمد بن حمید نے یعلیٰ بن مرہ اور اس جیسے دوسرے خود سر امرا کو جنھوں نے تمام آذربیجان پر قبضہ کر لیا تھا گرفتار کر کے مامون کے پاس بھیجدیا۔

اس سال احمد بن محمد العمری نے جو احمر العین کے لقب سے مشہور ہے یمن میں بغاوت کی،

اس سال مامون نے محمد بن عبدالحمید کو جو ابوالرازی کی کنیت سے مشہور ہے یمن کا والی مقرر کیا۔

اس سال مامون نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ قرآن مخلوق ہے اور علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ کے بعد افضل الناس ہیں۔ یہ اس سال کے ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے، اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مصر میں عبدالسلام اور ابن جلیس قیسی اور یمانی عربوں

کے ساتھ خلافت عباسیہ سے انحراف کر کے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور دونوں نے مصر میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔

اس سال طلحہ بن طاہر نے خراسان میں انتقال کیا۔

مامون نے اپنے بھائی ابواسحٰق کو شام اور مصر کا اور اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ، سرحدی علاقے اور سرحدی چھاؤنیوں کا والی مقرر کیا ان دونوں کو اور عبداللہ بن طاہر کو پانچ پانچ لاکھ دینار نقد دئیے۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے کسی ایک دن میں اتنی بڑی رقم خرچ نہیں کی تھی،

اس سال مامون نے غسان بن عباد کو سند کا والی مقرر کیا،

غسان بن عباد کی ولایت سند

بشر بن داؤد بن یزید والی سند مامون کے خلاف ہو گیا جس قدر خراج اس نے وہاں وصول کیا اس میں سے کچھ بھی اس نے مامون کو نہیں بھیجا اس وجہ سے مامون نے ایک دن اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ غسان بن عباد کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے میں اس کو ایک اہم خدمت دینے والا ہوں وہ اس سے قبل ہی بشر بن داؤد کی سرکشی کی وجہ سے اسے والی سند بنانے کا تہیہ کر چکے تھے، حاضرین دربار نے اس کی طول طویل تعریف کی مامون نے احمد بن یوسف کو جو خاموش تھا دیکھا اور کہا احمد تمھاری کیا رائے ہے اس نے کہا امیرالمومنین یہ وہ شخص ہے جس کی خوبیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہیں جس طبقہ کے ساتھ آپ اسکا مقابلہ کریں گے وہ پورا اترے گا اگر آپ کو اس کے آئندہ طرزِ عمل کے متعلق کچھ اندیشہ ہے تو میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ وہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کی بعد میں اسے معذرت کرنا پڑے فضل کے عہد میں اس نے اپنے ایام کو

اس طرح تقسیم کیا تھا کہ ہر شخص کو ملاقات کی نوبت ملے جب آپ اس کے ذاتی صفات پر غور فرمائینگے تو آپ اس کی فراست فطری علمی قابلیت اور تہذیب نفس سے بہت خوش ہوں گے مامون کہنے لگے تم نے تو باوجود اس کی مخالفت کے اس کی اس قدر مدح کی احمدؒ نے کہا جو کچھ میں نے کہا اس پر کسی شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

کفی شکراً بما اسدیت انی ؛ مؤحتک فی الصدیق وفی عداتی

ترجمہ:۔ تو نے جو میرے خلاف سازش کی ہے اس کا میں نے یہ معاوضہ کیا کہ اپنے دوست اور دشمن میں میں نے تیری تعریف ہی کی۔

مامون اس کی گفتگو سے بہت خوش اور متعجب ہوئے اور انھوں نے احمد کے اس اخلاق کی داد دی۔

اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۱۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال بابک نے سینچر کے دن جبکہ ماہ ربیع الاول کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں مقام ہشتادسر میں محمد بن حمید الطوسی کو قتل کر دیا اس کی فرودگاہ کو توڑ پھوڑ دیا اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

اس سال ابوالرازی یمن میں قتل کر دیا گیا، اس سال عُمیر بن الولید الباذغیسی جو ابواسحاق بن الرشید کی جانب سے مصر کا عامل

تھا ماہ ربیع الاول میں حوف میں قتل کر دیا گیا ابو اسحق حوف آئے اسے فتح کیا اور عبدالسلام اور ابن جلیس پر قابو پاکر دونوں کو قتل کر دیا اسکے بعد مامون نے ابن الحروری کو مارا اور پھر اسے مصر واپس بھیجدیا۔

اس سال بلال الضبابی الشاری نے خروج کیا مامون علث گئے مگر پھر بغداد چلے آئے اور اپنے بیٹے عباس کو کئی سرداروں کے ساتھ جن میں علی بن ہشام، عجیف اور ہارون بن محمد بن ابی خالد تھے اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا ہارون نے بلال کو قتل کر دیا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر دینور روانہ ہوا مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو اس کے پاس بھیجا تاکہ یہ اسے ان کی جانب سے اس بات کا اختیار دیں کہ چاہے وہ خراسان اور جبال کی ولایت قبول کرے چاہے آرمینیا اور آذربیجان کی ولایت قبول کرکے بابک سے لڑنے جائے مگر عبداللہ بن طاہر نے خراسان پسند کیا اور خراسان چلدیا۔

اس سال جعفر بن داؤد القمی نے شورش برپا کی عبداللہ بن طاہر کے مولیٰ عزیز نے اسے پکڑ لیا وہ مصر سے بھاگ آیا تھا پھر وہیں بھیجدیا گیا

اس سال علی بن ہشام جبل، قم۔ اصبہان اور آذربیجان کا والی مقرر کیا گیا

اس سال اسحاق بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۱۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں کہ سنیچر کے دن مامون روم سے جہاد کرنے روانہ ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ

اس سے پہلے ہی وہ جمعرات کے دن ظہر کی نماز کے بعد جبکہ ماہ محرم ۲۱۵ھ ہجری کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں شماسیہ سے بردان چلے گئے تھے، مدینۃ السلام سے روانہ ہوتے وقت انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کو وہاں اپنا قائم مقام بنا دیا تھا اور مدینۃ السلام کے ساتھ سواد۔ حلوان اور ضلع دجلہ بھی اسی کے تحت کر آئے تھے۔

جب مامون تکریت پہنچے تو یہاں اس سال کے ماہ صفر میں جمعہ کی رات کو محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب مدینہ سے ان کی خدمت میں آئے اور یہیں وہ ان سے ملے مامون نے ان کو بیش بہا صلہ دیا اور اپنی بیٹی ام الفضل کو جس کے ساتھ پہلے وہ ان کا نکاح کر چکے تھے ان کے پاس خلوت کے لیے بھیجدیا چنانچہ وہ احمد بن یوسف کے اس مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع ہے ام الفضل کے ساتھ شب باش ہوئے اور پھر وہیں اقامت گزیں ہو گئے جب حج کا زمانہ آیا تو وہ اپنے اہل و عیال کو لیکر مکے ہوتے ہوئے پھر اپنے مدینہ کے گھر چلے آئے اور وہیں رہنے سہنے لگے۔

مامون براہ موصل منبج آئے پھر دابق اور انطاکیہ ہوتے ہوئے مصیصہ آئے اور یہاں سے طرسوس روانہ ہوئے اور نصف جمادی الاولیٰ میں طرسوس کے رومی علاقے میں داخل ہوئے، عباس بن مامون ملطیہ سے روانہ ہو گیا۔ مامون نے قرہ نام ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے منہدم کرا دیا یہ اتوار کے دن کا واقعہ ہے جبکہ جمادی الاولیٰ کے ختم ہونے میں چار راتیں باقی رہ گئی تھیں اس سے پہلے بھی وہ ایک قلعہ ماجدہ نام فتح کر کے اس کے باشندوں کی جان بخشی کر چکے تھے، بیان کیا گیا ہے کہ جب انھوں نے قرہ کا محاصرہ کر لیا تو قلعے والوں نے ان سے لڑنا شروع کیا مگر پھر امان کی درخواست کی جسے انھوں نے شرف قبولیت بخشا اس کے بعد انھوں نے اشناس کو قلعہ سندس بھیجا اشناس وہاں کے رئیس کو بارگاہ خلافت میں لے آیا۔

اسی طرح انھوں نے عجیف اور جعفر الخیاط کو قلعۂ اسنان کے رئیس کے پاس بھیجا اس نے امیر المومنین کی دعوت کو قبول کر کے ان کی اطاعت مان لی۔

اس سال ابو اسحٰق بن الرشید مصر سے پلٹ آئے اور مامون کے موصل میں داخلہ سے پہلے ان سے آملے منویل اور مامون کا بیٹا عباس راس العین میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے،

اس سال مامون رومی علاقے سے نکل کر دمشق روانہ ہوئے،

اس سال عبد اللہ بن عبید اللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۶ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون دوبارہ رومی علاقے میں مراجعت فرما ہوئے اس مراجعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ روم نے طرسوس اور مصیصہ کے سولہ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اس اطلاع پر وہ اپنے مستقر سے چلے اور دو شنبہ کے دن جبکہ اس سال کے ماہ جمادی الاولی کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں رومی علاقے میں داخل ہو گئے اور پھر نصف شعبان تک وہیں ٹھیرے رہے۔

اس مراجعت کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ توفیل بن میخائیل نے ان کو ایک خط لکھا تھا اور اس کی ابتدا اپنے نام سے کی تھی مامون نے اسے پڑھا تک نہیں اور روم چل دئے۔ اذنہ میں توفیل کے سفرا

ان کی خدمت میں حاضر ہوئے نیز اس نے پانسو مسلمان قیدی ان کو بھیجے تھے۔

رومی علاقے میں داخل ہو کر انھوں نے انطیغوا کا محاصرہ کر لیا مگر قلعہ والے صلح کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے اب وہ ہرقلہ آئے یہاں کے باشندے بھی صلح کر کے ان کے پاس آ گئے، انھوں نے اپنے بھائی ابو اسحٰق کو آگے بھیجا انھوں نے تیس قلعے اور ایک غلہ کا کوٹھا فتح کیا، مامون نے یحییٰ بن اکثم کو طوانیہ سے جہاد کے لئے بھیجا اس نے رومی علاقے میں خوب قتل و غارتگری کی آگ لگائی اور لونڈی غلام حاصل کر کے خلیفہ کے پڑاؤ میں واپس آیا اس کے بعد مامون کیسوم روانہ ہوئے اور وہاں دو یا تین دن قیام کر کے دمشق کو روانہ ہوئے۔

اس سال عبدوس الفہری نے بغاوت کر دی اور ابو اسحٰق کے عاملوں پر اچانک دھاوا کر کے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا۔ یہ شعبان کا واقعہ ہے مامون بدھ کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں دمشق سے مصر روانہ ہوئے۔

اس سال افشین برقہ سے پلٹ آیا اور مصر میں ٹھیر گیا۔ اس سال مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو بغداد حکم بھیجا کہ وہ فوج کو حکم دے کہ نماز کے بعد تکبیر کہا کریں چنانچہ سب سے پہلے جمعہ کے دن جبکہ اس سال کے رمضان کے ختم ہونے میں چودہ راتیں رہ گئی تھیں نماز جمعہ کے بعد شہر اور رصافہ کی مسجد میں حسب الحکم تکبیر کہی گئی اس کی صورت یہ تھی کہ نماز کے بعد فوج نے کھڑے ہو کر تین مرتبہ تکبیر کہی اس کے بعد پھر فرض نماز کے بعد تکبیر ہونے لگی۔

اس سال مامون علی بن ہشام سے ناراض ہو گئے انھوں نے عجیف بن عنبسہ اور احمد بن ہشام کو اس کے پاس بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اس کی تمام املاک اور اسلحہ ضبط کر لیں۔

اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں امّ جعفر نے بغداد میں انتقال کیا،

اس سال غسان بن عباد سندھ سے واپس آیا بشر بن داؤد المہلبی اطاعت قبول کر کے اس کی امان میں آگیا تھا غسان نے سندھ کی حالت درست کردی اور عمران بن موسیٰ البرمکی کو وہاں کا عامل مقرر کردیا تھا غسان مامون کے پاس پلٹ آیا۔ اس سال جعفر بن داؤد القمی بھاگ کر قم چلا گیا اور وہاں اس نے بغاوت کردی، اس سال نہایت شدید سردی ہوئی، بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کی امارت میں حج ہوا، اور بعض دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کی امارت میں جس کو مامون نے یمن اور ہر اس شہر کا جہاں وہ یمن پہنچنے تک اثنائے راہ میں داخل ہو والی مقرر کیا تھا حج ہوا۔ یہ دمشق سے چل کر بغداد آیا یہاں اس نے عیدالفطر کی نماز پڑھائی اور پھر وہ بغداد سے یکم ذی القعدہ دوشنبہ کے دن روانہ ہوا اور اسی کی امارت میں سب نے اس سال حج کیا۔

۲۱۷ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مصر کے علاقہ بیما میں افشین کو فتح حاصل ہوئی وہاں کے باشندوں نے مامون کے حکم پر اپنے آپ کو افشین کے حوالے کردیا۔ اس مضمون کا ایک عہد نامہ پڑھ کر ان کو سنا دیا گیا افشین نے اس مقام کو ربیع الآخر کی آخری تاریخ میں فتح کیا۔ اس سال ماہ محرم میں مامون

مصر آئے عبدوس الفہری ان کے سامنے پیش کیا گیا مامون نے اس کی گردن مار دی اس کے بعد وہ شام پلٹ گئے، اس سال انھوں نے جمادی الاولی میں ہشام کے بیٹے علی اور حسین کو اذنہ میں قتل کر دیا۔

علی بن ہشام اور حسین بن ہشام کا قتل

مامون نے علی کو جبال کا والی مقرر کیا تھا ان کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی رعایا پر مظالم کرتا ہے اس نے بہت سوں کو قتل کر دیا اور لوگوں کے مال کو غصب کر لیا ہے انھوں نے عجیف کو اس کے پاس بھیجا علی چاہتا تھا کہ اسے اچانک قتل کر کے بابک کے پاس چلا جائے مگر خود عجیف کا اس پر قابو چل گیا اور وہ اسے مامون کی خدمت میں لے آیا مامون کے حکم سے ابن الجلیل نے بدھ کے دن جبکہ جمادی الاولی کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں اذنہ میں علی کی اور اس کے بھتیجے محمد بن یوسف نے حسین بن ہشام کی گردن مار دی، مامون نے علی کے سر کو بغداد اور خراسان بھیجدیا جہاں وہ سب میں گشت کرایا گیا وہاں سے پھر وہ سر شام اور جزیرے کے ایک ایک ضلع میں پھرایا گیا۔ ذی الحجہ میں دمشق لایا گیا پھر اسے مصر لے گئے اور وہاں گشت کے بعد اسے سمندر میں ڈالدیا گیا۔

علی کو قتل کر کے مامون نے حکم دیا کہ ایک رقعہ لکھ کر اس کے سر پر باندھ دیا جائے تاکہ سب لوگ اسے پڑھ لیں اس کا مضمون یہ تھا "اما بعد، امیر المومنین نے امین معزول کے عہد میں دوسرے خراسانیوں کے ساتھ علی بن ہشام کو بھی اپنی امداد اور حمایت حق کے لیے دعوت دی چنانچہ اس نے بھی دوسروں کے ساتھ سب سے پہلے

ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کے حق کے لیے اعانت کی اور پورا حق اعانت ادا کیا اس بناء پر امیر المومنین نے بھی اس کی ان خدمات کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا اور اسے اپنا خاص آدمی بنایا امیر المومنین یہ سمجھتے رہے کہ اگر ہم کوئی کام اس کے سپرد کریں گے تو وہ اپنے اختیارات کے عمل پذیر کرانے میں اور اپنی نیت کو پاک وصاف رکھنے میں اللہ سے ڈرتا رہے گا اس کی اطاعت کرے گا اور امیر المومنین کے حکم سے تجاوز نہ کرے گا' امیر المومنین نے اس پر احسان کیا کہ اسے کئی اہم خدمات پر سرفراز کیا' اسے بڑی بڑی رقمیں صلے اور انعام میں دیں جس کی مقدار پانچ کروڑ درہم سے زیادہ ہے مگر باوجود اس کے پھر بھی اس نے امانت میں خیانت کی امیر المومنین نے اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے اور اسے اپنے سے دور کر دیا مگر پھر انھوں نے اس کی لغزش معاف کر دی اور اسے اس شرط وعہد پر کہ اب وہ پھر اپنی سابقہ خطاؤں کا ارتکاب نہیں کرے گا جبل' آذربیجان اور ضلع آرمینیا کا والی مقرر کر دیا تاکہ دشمنان خدا خرمیہ جماعت سے برسرپیکار ہو مگر اس مرتبہ وہ پھر حسب سابق اللہ اور اس کے دین کے لیے عمل کرنے کے بجائے دینار و درہم کو جمع کرنے لگا اس نے اپنے طرز سیاست کو خراب کر لیا رعایا پر ظلم کیا اور بلاوجہ لوگوں کو قتل کیا' امیر المومنین نے عجیف بن عنبسہ کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ خود اس کے حالات کو دیکھ کر اسے تلافی مافات کی دعوت دے مگر الٹا اس نے عجیف کو قتل کرنے کے لیے اس پر اچانک حملہ کر دیا وہ تو اللہ نے عجیف کو امیر المومنین کی ذات کے ساتھ اس کی مخلصانہ عقیدتمندی کی وجہ سے قوت عطا فرمائی اور اس نے علی کے قاتلانہ حملہ سے اپنے کو بچا لیا ورنہ اگر وہ اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ سلطنت کے لیے ناقابل تلافی نقصان اور مضرت کا باعث ہوتا مگر جس کام کا ارادہ اللہ کرتا ہے وہ بہرحال پورا ہوتا ہے' عجیف نے اسے پکڑ لیا۔ جب امیر المومنین نے اللہ کے حکم کو علی پر نافذ کر دیا تو انھوں نے اس بات کو

مناسب نہیں سمجھا کہ اس کے جرم کا مواخذہ اس کی اولاد سے بھی کریں اسوجہ سے انھوں نے حکم دیدیا کہ جو وظائف اور معاش علی کی حیات میں اسکی اولاد یا اعزا کو ملتی تھی وہ بدستور اس کے بعد بھی جاری رہے، اگر علی بن ہشام نے عجیف پر قاتلانہ حملہ نہ کیا ہوتا تو اس کے پاس اتنی فوج تھی کہ اس کی قوت وشوکت بھی عیسیٰ بن منصور اور اس جیسے دوسرے خائن باغیوں کی ہوتی۔ والسلام"

اس سال مامون سلطنت روم میں داخل ہوئے اور سو دن تک لولوۃ کا محاصرہ کر کے عجیف کو وہاں چھوڑ کر خود چلے گئے اس مقام کے باشندوں نے عجیف کو دھوکہ دے کر قید کر لیا یہ آٹھ روز تک قید میں رہا پھر انھوں نے اسے قید سے رہائی دی اب خود توفیل لولوۃ آیا اور اس نے عجیف کا محاصرہ کر لیا مامون نے اپنی فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں مگر توفیل ان کے وہاں تک پہنچنے سے قبل ہی لولوۃ سے کوچ کر گیا اور اس کے باشندے امان لیکر عجیف کے مطیع ہو گئے،

اس سال روم کے بادشاہ توفیل نے مامون کو صلح کے لیے ایک خط لکھا اور اس کی ابتدا اپنے نام سے کی توفیل کا وزیر اس اہم خط کو لے کر جس میں اس نے صلح کی درخواست اور فدیہ کا اقرار کیا تھا مامون کی خدمت میں حاضر ہوا توفیل کا خط یہ ہے،

"امابعد دو مختلف اشخاص کا اپنے اپنے حصہ پر اکتفا کرنا اس جھگڑے سے اچھا ہے جس کا نتیجہ ضرر ہو تمھارے لیے یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ تم دوسرے کے حصے کو اپنے حصے میں شامل کرنے کا دعویٰ کرو، اور تم ایسا کر بھی نہیں سکتے اس کو تم خود جانتے ہو بتانے کی ضرورت نہیں میں تم کو صلح کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں امن وصلح کو پسند کرتا ہوں تاکہ لڑائی ختم ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہوں اس کے علاوہ اور بھی فوائد اس سے تم کو حاصل ہوں گے، تجارت کھل جائے گی، قیدی رہا کر دئے جائیں گے۔ راستے اور علاقے مامون ہو جائیں گے

اگر تم میری اس دعوت کو رد کر دو تو میں بحفاظت ہوش وحواس اور بغیر کسی مبالغہ کے تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں خود پھر تمھارے مقابلہ پر پوری تیاری کے ساتھ رسالہ و پیدل کو لیکر دریا کی طرح امنڈ آؤں گا اور اگر تم اس دعوت کو قبول کرتے ہو تو میں نے تو پہلے ہی معذرت کرلی ہے اور اپنے اور تمھارے درمیان علم حجت قائم کر دیا ہے والسلام"

مامون نے اسے لکھا "امابعد - مجھے تمھارا وہ خط ملا جس میں تم نے آشتی اور مصالحت کی درخواست کی ہے اور اس میں نرم و گرم لہجہ کو گڈمڈ کر دیا ہے اور تجارت کے کھل جانے، فوائد کے حصول - قیدیوں کی رہائی اور کشت وخون کی بندش کی لالچ دلائی ہے اگر میں خود امن و صلح کا جویاں اور خواہاں نہ ہوتا تو تمھارے اس خط کا جواب ایسے بہادر، دلیر اور صاحب بصیرت شہ سواروں سے دیتا جو تم کو تمھاری ماؤں سے جدا کر دیتے اور تمھارے قتل کو اللہ کے ہاں قرب کا ذریعہ بناتے اور اللہ کی خاطر وہ تمھاری شوکت کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے پھر میں ان کی امداد دیں اور کمک بھیجتا جس کی تعداد اور ساز و سامان میں کوئی کوتاہی نہ کرتا' واضح رہے کہ ہمارے مجاہد تمھارے مقابلہ میں موت کے زیادہ تشنہ و طالب ہیں حالانکہ تم ان کی چیرہ دستی کے خوف سے بچاؤ چاہتے ہو اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مجاہدین سے دو نیکیوں کا سچا وعدہ کیا ہے فی الوقت غلبہ اور آخرت میں بہترین مقام مگر پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے تم کو نصیحت کر دیکھوں تاکہ اللہ کے نزدیک تمھارے مقابلہ میں حجت قطعی قائم ہو جائے کہ اب میں تم کو اور تمھارے ساتھیوں کو وحدانیت اور شریعت حنیفیہ کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اسے قبول کرو اگر اسے قبول نہیں کرتے تو فدیہ منظور کرو تاکہ پھر ہم پر تمھارا ذمہ قائم ہو جائے اور تم سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور اگر تم اسے بھی نہ مانو گے تو یقین جانو کہ ہمارے برق دم شہ سوار بجائے زبانی باتوں کے خود اپنا لوہا تم سے منوائیں گے' والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ -

اس سال مامون سلغوس سے آئے اس سال علی بن عیسیٰ القمیؔ نے جعفر بن داؤد القمیؔ کو گرفتار کرکے بھیجا ابو اسحٰق بن الرشید نے اس کی گردن ماردی اس سال سلیمان بن عبد اللہ بن سلیمان بن علی کی امارت میں حج ہوا

سنہ ۲۱۸ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون سلغوس سے رقہ آئے اور یہاں انھوں نے ابن الداری کو قتل کیا، اس سال انھوں نے رافقہ کے تخلیہ کا حکم دیا تھا کہ ان کے خدم وحشم وہاں فروکش ہوں اس حکم سے رافقہ کے باشندوں کو بہت تکلیف ہوئی جس کا انھوں نے اظہار کیا مامون نے پھر ان کو معاف کردیا۔

اس سال مامون نے اپنے بیٹے عباس کو روم کے علاقے میں بھیجا اور حکم دیا کہ طوانہ میں فروکش ہو اور اس کی تعمیر کرے اس کام کے لیے انھوں نے پہلے ہی معماروں اور بیگاریوں کو وہاں بھیجدیا تھا سب سے پہلے عباس نے اسی کی تعمیر شروع کی ایک میل مربع اسے بنایا تین فرسنگ طویل فصیل بنائی اس کے چار دروازے قائم کئے اور ہر دروازے پر ایک ایک قلعہ تعمیر کیا، مامون نے اپنے بیٹے عباس کو اس کام کے لیے یکم جمادی میں بھیجا تھا۔

مامون نے اپنے بھائی ابو اسحٰق بن الرشید کو لکھا کہ میں نے دمشق حمص، اردن اور فلسطین کی فوج پر چار ہزار نفر عائد کئے ہیں ان میں سوار کو سو درہم اور پیادے کو چالیس درہم ماہانہ دیئے جائیں انھوں نے مصر

سے بھی جبراً فوج طلب کی تھی جو جبری فوج انھوں نے قنسرین اور جزیرے پر عائد کی تھی اس کے متعلق انھوں نے عباس کو لکھا اور بغداد کی جبری سپاہ کے متعلق اسحٰق بن ابراہیم کو احکام بھیجدے ان کی تعداد دو ہزار تھی ان میں سے کچھ وہاں سے چل کر طوانہ آگئے اور وہ بھی عباس کے ہمراہ وہیں فروکش ہوئے

اس سال مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو قاضیوں اور محدثین کے امتحان کا حکم بھیجا اور لکھا کہ ان کی ایک جماعت کو ہمارے پاس رقہ بھیجا جائے۔ ذیل میں وہ پہلا خط نقل کیا جاتا ہے جو اس معاملہ کے متعلق مامون نے لکھا تھا۔

"امابعد۔ مسلمانوں کے آئمہ اور خلفا پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس دین کی اقامت ہیں جسے اللہ نے ان کی حفاظت میں دیا ہے اور ان مواریث نبوت کے قیام ہیں جن کا اللہ نے ان کو وارث بنایا ہے اور اس علم کے اظہار کے لیے جو ان کو ودیعت کیا ہے اور اپنی رعایا میں حق وصداقت کے ساتھ عمل کرنے اور ان کو اللہ کی طاعت پر آمادہ کرنے کے لیئے اجتہاد سے کام لیں امیر المومنین اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے فرائض کی بجا آوری میں اپنی رحمت سے ان کو توفیق اور عزم صحیح عطا فرمائے۔

امیر المومنین کو معلوم ہوا ہے کہ عوام الناس کا ایک بڑا گروہ جسے نہ سمجھ ہے نہ عقل ہے نہ ان کو اللہ کی ہدایت پہنچتی ہے اور نہ علم کی روشنی اور نہ برہان سے وہ مستفید ہوئے ہیں تمام اطراف واکناف میں اللہ سے بالکل ناواقف ہیں انھیں اس کی کچھ خبر نہیں نہ وہ اس کے دین کی حقیقت سے واقف ہیں نہ توحید اور ایمان کو جانتے ہیں اس کی کھلی ہوئی نشانیوں سے بے خبر اور اس کے بدیہی راستے سے ناواقف ہیں وہ اللہ کو اس کی قدر کے مطابق اندازہ کرنے سے اور اس کی اصلی معرفت سے قاصر ہیں اپنی کم عقلی کوتاہ فہمی اور پوری طرح تفکر نہ کرنے کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کی مخلوق میں فرق نہیں کر سکتے اسی وجہ سے انھوں نے اللہ اور اس کے

نازل کردہ قرآن کو مساوی قرار دیا ہے اور بغیر سوچے سمجھے سب نے بالاتفاق اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ قرآن قدیم ہے اول ہے نہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے نہ اسے ایجاد کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے انا جعلناہ قرآناً عربیاً اور جس شے کو اللہ نے جعل کیا ہے اسے خلق کیا ہے اور فرماتا ہے الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ، اور کہتا ہے کذالک نقص علیک من انباء ما قد سبق اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتادی کہ کلام پاک میں ان واقعات کو بیان کیا گیا ہے لہذا وہ واقعات پہلے ہیں اور قرآن ان کے بعد میں۔ پھر وہ کہتا ہے الٓر کتابٌ اُحکِمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر۔ اور جو شے محکم اور مفصل ہوتی ہے اس کا کوئی محکم اور مفصل ہونا چاہیے چنانچہ خود اللہ اپنی کتاب کا محکم اور مفصل ہے اس لیے وہ اس کا خالق اور مبتدع ہے اس کے علاوہ ان لوگوں نے باطل کو اپنا شعار قرار دے کر لوگوں کو اپنے مسلک کی دعوت دی اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ سنت کے پیرو ہیں حالانکہ کلام اللہ کی ہر فصل میں قرون اولیٰ کے قصص بیان کئے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے ان کے مسلک کا بطلان ہو جاتا ہے اور ان کے دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے مگر پھر بھی یہ لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ صرف وہ اہل حق، پیروان مذہب اور اہل جماعت ہیں ان کے سوا سب اہل کفر و باطل اور فرقے والے ہیں عرصہ تک لوگوں کو اس خیال کی تعلیم دینے کا یہ اثر ہوا ہے کہ جہلا ان کے دھوکے میں آگئے یہاں تک کہ ایسے لوگ بھی جو جھوٹے متقی غیر اللہ کے سامنے جھکنے والے اور غیر دین میں متعصب واقع ہوئے تھے ان کے ہم خیال اور ہم رائے اس لئے ہو گئے ہیں کہ اس طرح اس جماعت میں ان کی خاص عزت و حرمت ہو گی ان کو ریاست اور عدالت مل جائے گی اس لئے انھوں نے اس کے باطل کے لئے اللہ کے حق کو چھوڑ دیا اور اللہ کو چھوڑ کر ضلالت میں جا شریک ہوئے ان کے ظاہری تزکیہ اور تورع کی وجہ سے ان کی شہادت کو لوگوں نے مان لیا

اور اب ان کے ذریعہ سے کتاب اللہ کے احکام نافذ ہونے لگے حالانکہ نہ ان کا ایمان درست ہے اور نہ نسب ان کی نیتیں فاسد ان کا یقین مجروح ان کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اس دھوکہ سے ایک فتنہ وفساد پیدا کر دیا جائے انھوں نے اپنے مولیٰ رب پر افترا اور بہتان عائد کیا ہے حالانکہ کلام پاک میں ان سے عہد واثق لیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے مقابلہ میں صرف حق بات بیان کریں گے مگر انھوں نے اس تعلیم کو مٹا دیا انھیں کے لیے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے :- اصمّھم اللہ واعمیٰ ابصارھم افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا -

ترجمہ :- اللہ نے ان کو بہرا کر دیا اور ان کی بصارت کو باطل کر دیا وہ کیوں قرآن میں تدبّر نہیں کرتے ؟ کیا قلوب پر قفل پڑے ہوئے ہیں -

امیر المومنین نے محسوس کیا کہ یہ لوگ امت کے لیے شر اور ضلالت کی جڑ ہیں انھوں نے توحید اور ایمان میں قطع برید کر دی ہے یہ جاہل اور جھوٹے ہیں شیطان ان کی زبان سے بول رہا ہے ان کی صداقت وشہادت متروک اور مردود ہونے کے قابل ہے ان کے کسی قول و عمل پر اس لیے اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ عمل یقین کے بعد ہے اور یقین اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک کہ کوئی حقیقت اسلام سے پوری واقفیت نہ رکھتا ہو اور توحید کا سچا ماننے والا نہ ہو اور جو ان حقائق سے اندھا ہے وہ اپنے عمل اور شہادت میں اور بھی زیادہ اندھا اور گمراہ ہوگا' لہٰذا جو تمھارے ہاں قاضی ہوں ان کو بلا کر ہمارا یہ خط سنا دو ان کے عقائد کا امتحان لو اور دریافت کرو کہ آیا وہ قرآن کو اللہ کی پیدا کردہ شے سمجھتے ہیں یا کیا ؟ اور یہ بتا دو کہ جس شخص کا ایمان اور توحید کے متعلق اس کا اعتقاد پکا اور سچّا نہ ہوگا امیر المومنین آیندہ اس سے کوئی خدمت ملّی نہ لیں گے اگر وہ خلق قرآن کو تسلیم کریں تو بہت اچھا ہے اور پھر تم ان کو حکم دینا کہ وہ علیٰ رؤس الاشہاد اپنے عقیدے کو بیان

کر دیں اور جو اس بات کو تسلیم نہ کرے کہ قرآن مخلوق اور محدث ہے اس کی شہادت ترک کر دی جائے اس کے علاوہ تم اپنے علاقے کے تمام قاضیوں سے اس مسئلہ کے متعلق استفسار کرو اور ان کو ہمارا حکم پہنچاؤ اور ان کے حال کی نگرانی رکھو تاکہ جب تک وہ اپنے دین وایمان میں پختے اور سچے نہ ثابت ہوں وہ احکام الٰہی کو نافذ نہ کرنے پائیں، میرے اس حکم کا جو اثر ہو اس سے تم مجھے اطلاع دینا" یہ خط ربیع الاول ۲۱۸ھ ہجری میں لکھا گیا

مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو لکھا ان سات اشخاص محمد بن سعد کاتب الواقدی، ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون، یحییٰ بن معین۔ زہیر بن حرب ابو خیثمہ، اسمعٰیل بن داؤد۔ اسمعٰیل بن ابی مسعود۔ اور احمد بن الدورقی کو ہمارے پاس بھیجدو اسحٰق نے ان کو بھیجدیا مامون نے خلق قرآن کو ان سے دریافت کیا ان سب نے اس بات کو تسلیم کیا کہ قرآن مخلوق ہے مامون نے ان کو مدینۃ السلام واپس بھیجدیا اب اسحٰق بن ابراہیم نے ان لوگوں کو اپنے ہاں طلب کر کے تمام فقہا اور محدثین کے روبرو ان کا عقیدہ بیان کیا اس وقت بھی ان سب نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اسی طرح اقرار کیا جس طرح کہ وہ مامون کے سامنے کر آئے تھے، اسحٰق نے ان کو چھوڑ دیا اس نے یہ کارروائی مامون کے حکم سے کی تھی۔

اس کے بعد مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو حسب ذیل خط لکھا،

"اما بعد اللہ نے جن لوگوں کو اپنی زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور ان امینوں پر جن کو اس نے اپنے بندوں کے لیے اختیار کیا ہے تاکہ وہ اس کے دین کو قائم کریں، اور جن لوگوں پر اس نے اپنی مخلوق کی نگرانی عائد کی ہے، اپنے احکام اور قوانین کا نفاذ اور اپنی مخلوق میں اپنے عدل کو بروئے کار لانے کا فرض عطا کیا ہے ان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ پوری طرح اس کا حق ادا کریں اپنے فرائض کی بجاآوری میں اس سے خلوص برتیں اور اس علم اور معرفت کی وجہ سے جو اللہ نے

ان کو دیا ہے لوگوں کو حق پر چلائیں جو اس سے بھٹک جائے یا بچھڑ جائے اسے پھر راہ راست بتائیں اپنی رعایا کو نجات کی راہیں بتائیں ان کو اصول اور حدود ایمان سمجھائیں اور وہ راستہ بتائیں جس کے ذریعہ سے وہ کامیابی حاصل کر سکیں اور مہالک سے محفوظ رہ سکیں جو امور دینی پوشیدہ اور مشتبہ ہوں ان کو صاف کر دیں تاکہ شک جاتا رہے اور دلیل کی روشنی سب کے لیے واضح ہو جائے یہ کام ان کو خود ہی انجام دینا چاہیئے کیونکہ یہ خدمت تمام خدمات کی جامع ہے اس میں رعایا کے فوائد دینی و دنیاوی مشتمل ہیں اور وہ ان باتوں کو اپنی رعایا کو یاد دلائیں جن کے متعلق اللہ نے ان سے اپنی خلافت کا منصب عظمی دیتے ہوئے یہ توقع کی ہے کہ وہ اپنے پیش رووں کی طرح بدستور اس خدمت کو انجام دیں گے اس باب میں امیر المومنین صرف اللہ واحد سے توفیق کی درخواست کرتے ہیں اور وہی ان کے لیے بالکل کافی و وافی ہے۔

قرآن کے متعلق جو عقیدہ پیدا ہوا ہے اس پر بہت غور و فکر کرنے کے بعد امیر المومنین کو یہ بات عیاناً نظر آ رہی ہے کہ یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے جس کا اثر دین اسلام اور مسلمان دونوں پر نہایت مضر ہوگا کیونکہ قرآن کو اللہ نے ہمارا امام بنایا ہے اور یہی رسول اللہ صلعم کا ہمارے لئے اثر باقی ہے یہ بات بہت سے لوگوں پر مشتبہ ہو گئی یہاں تک کہ ان کی عقلوں نے یہ بات بتائی کہ یہ مخلوق ہی نہیں ہے اس طرح انھوں نے اللہ کی صفت خلق سے جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام مخلوقات کے مقابلہ میں نمایاں طور پر علیحدہ اور منفرد ہے کیونکہ اس نے صرف اپنی حکمت اور قدرت سے بغیر کسی ابتدا اور تقدم کے ہر شے کو خلق اور ایجاد کیا ہے انکار کیا حالانکہ ماسوا اللہ ہر شے مخلوق اور محدث ہے جس کا خالق اور محدث خود اللہ ہے اس پر تو خود قرآن ناطق اور دال ہے اور اس نے ہمیشہ کے لیے اس باب میں جتنے اختلافات تھے ان کو مٹایا ہے معلوم ہوتا ہے خلق قرآن کے مسئلے میں ان مدعیوں نے نصاریٰ کی تقلید کی ہے

کیونکہ نصاریٰ مدعی ہیں کہ چونکہ حضرت عیسیٰ حکمت اللہ ہیں اس لیئے وہ مخلوق نہیں حالانکہ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "إِنَّا جعلناہ قرآناً عربیاً" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اسے پیدا کیا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا یہاں جعل خلق کے معنی میں ہے اور فرماتا ہے وجعلنا اللیل لباساً وجعلنا النہار معاشا وجعلنا من الماء کل شئی حیّ۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھی دوسری مخلوقات کے مساوی کر دیا ہے جن کی صفت تخلیق کو اس نے یہاں بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ صرف وہی ان کا خالق ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّہُ لقرآنٌ مجیدٌ فی لوح محفوظ یہاں بتایا ہے کہ لوح قرآن کو احاطہ کیئے ہوئے اور محیط مخلوق ہوتا ہے لہٰذا قرآن بھی مخلوق ہوا، اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلعم سے کہتا ہے لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ اور فرماتا ہے مَا یاتیہم من ذکر من ربہم محدث اور کہتا ہے وَمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً اور کذب بآیاتہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جھوٹا کہہ کر مذموم قرار دیا ہے جنھوں نے کہا تھا ما انزل اللہ علی بشر من شئی اور پھر اپنے رسول ہی کی زبان سے ان کی تکذیب کرائی اور فرمایا قل من انزل الکتاب الذی جاءبہ موسیٰ (جواب دو کہ وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے کس نے نازل کی تھی) ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کو قرآن۔ ذکر، ایمان۔ نور، ہدیٰ، مبارکاً۔ عربیاً اور قصصاً کہا ہے دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن اور فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ اور کہتا ہے قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات اور کہتا ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ، ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کے لیے اوّل اور آخر بنایا ہے اس سے یہ بات صاف ہوگئی کہ وہ محدود اور مخلوق ہے ان جہلا نے قرآن کے متعلق ایک خاص

عقیدہ کا اظہار کر کے اپنے ایمان اور امانت میں بڑا رخنہ ڈال دیا ہے اور اس طرح اسلام کے دشمنوں کے لیے راستہ صاف کر دیا ہے کہ وہ اس پر حملہ کریں اس عقیدے کو ظاہر کر کے انھوں نے اپنے تبدیل مذہب اور الحاد کا اقرار کیا ہے کہ اللہ کی ایک مخلوق شے کو اس صفت سے موصوف کیا جو صرف اسی کے لئے مختص ہے قرآن کو اللہ سے تشبیہ دی حالانکہ تشبیہ اس کے مخلوقات کے لئے زیبا ہے

امیر المومنین خوب جانتے ہیں کہ جو لوگ اس عقیدے کے قائل ہیں وہ دین، ایمان اور یقین سے بالکل بے بہرہ ہیں اور ایسے لوگوں کے لیے وہ اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ ان کی اب امانت عدالت یا شہادت اور قول اور حکایت پر اعتماد کیا جاسکے وہ اس قابل نہیں رہے کہ ان سے رعایا کی کوئی بھی سرکاری خدمت لی جائے اگرچہ ان میں سے بعض بہت ہی نیک چلن ہیں مگر فروع سے کیا ہوتا ہے اصل تو عقائد ہیں ان کی بھلائی اور برائی پر مدح اور ذم ہوتی ہے جو شخص کہ اصل اصول ایمان یعنی توحید سے کماحقہ واقف نہ ہو وہ اور احکام اور اصول سے بدرجۂ اولی جاہل ہوگا تم میرے اس خط کو جعفر بن عیسیٰ اور قاضی عبدالرحمان بن اسحٰق کو سنا دو اور دریافت کرو کہ قرآن کے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہے اور یہ کہدو کہ جس شخص کی توحید اور ایمان پر ہمیں بھروسہ نہ ہوگا ہم اس سے کوئی سرکاری خدمت نہیں لیں گے اور کسی شخص کا عقیدہ توحید اسوقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل نہ ہو اگر وہ ہماری بات مان لیں تو ان کو حکم دو کہ فصل خصومات کے وقت جب لوگ اپنے دعوؤں کے ثبوت میں شہادت پیش کریں تو ان سے پہلے اس عقیدے کو دریافت کر لیا کریں جو کوئی خلق قرآن کو نہ مانتا ہو اس کی شہادت نامقبول سمجھی جائے اور اس کی بات پر نطعی وہ دونوں فیصلہ نہ دیں اگرچہ وہ کیسا ہی نیک معاش معقول اور متقی آدمی ہو تمھارے تحت کے علاقے میں جس قدر قاضی ہوں ان سب کو بھی ہدایت کر دی جائے

اور اس کے نتیجے سے ہمیں مطلع کیا جائے"

اس غرض کے لیے اسحق بن ابراہیم نے فقہا، حکام اور محدثین کی ایک جماعت کو طلب کیا اور ابو حسان الزیادی۔ بشر بن الولید الکندی، علی بن ابی مقاتل، فضل بن غانم، ذیال بن الہیثم، سجادہ۔ قواریری، احمد بن حنبل، قتیبہ، سعدویہ الواسطی، علی بن الجعد، اسحق بن ابی اسرائیل، ابن الہرش، ابن علیۃ الاکبر، یحییٰ بن عبدالرحمان العمری، اور عمر بن الخطاب کی اولاد میں سے ایک اور شیخ کو جو رقہ کے قاضی تھے، ابو النصر التمار، ابو معمر القطیعی، محمد بن حاتم بن میمون۔ محمد بن نوح المضروب، ابن الفرخان اور ایک اور جماعت کو جس میں النضر بن شمیل، ابن علی بن عاصم، ابو العوام البزاز، ابن شجاع اور عبدالرحمان بن اسحق تھے اپنے پاس بلایا دو مرتبہ مامون کا خط ان کو پڑھ کر سنایا تا کہ وہ سمجھ لیں اس کے بعد اس نے بشر بن الولید سے پوچھا کہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو اس نے کہا میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنا خیال امیر المومنین سے بیان کر دیا ہے اسحق نے کہا ہاں یہ بات سچ ہوگی مگر اب تو امیر المومنین کے اس خط کی وجہ سے یہ معاملہ از سر نو زیر بحث آگیا ہے لہٰذا اب بتاؤ کہ کیا کہتے ہو اس نے کہا میں کہتا ہوں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اسحق نے کہا میرا سوال یہ نہیں ہے بلکہ یہ بتاؤ کہ آیا قرآن مخلوق ہے یا کیا؟ اس نے کہا اللہ ہر شے کا خالق ہے اسحق نے پوچھا تو کیا قرآن شے ہے اس نے کہا ہاں اسحق نے کہا تو وہ مخلوق ہے اس نے کہا خالق نہیں ہے اسحق نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا یہ بتاؤ کہ آیا وہ مخلوق ہے اس نے کہا بس جو میں نے تم سے کہدیا ہے اس پر میں اضافہ نہیں کرتا اور میں تو امیر المومنین کے سامنے عہد کر چکا ہوں کہ اس مسئلے میں اب گفتگو ہی نہیں کروں گا جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اس کے علاوہ میں کچھ اور نہیں جانتا۔

اسحق نے ایک رقعہ اٹھایا جو اس کے سامنے رکھا تھا اور اس کے مضمون کو سنا کر پوچھا کیا تم اس سے موافقت کرتے ہو کہ اللہ واحد یکتا کے

علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ اس کے بعد کچھ ہے۔ اس کی مخلوقات میں سے کوئی شے کسی طرح بھی اس کے مشابہ نہیں بشر نے کہا ہاں میں اسے بالکل تسلیم کرتا ہوں اور میں تو ان لوگوں کو مارا کرتا تھا جو اس اصولی عقیدے میں ذرا بھی کمی کرتے' اسحق نے منشی سے کہا جو کچھ اس نے کہا ہے لکھ لو'

اس کے بعد اسحق نے علی بن مقاتل سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا اس مسئلہ کے متعلق میں اپنے خیال کو بارہا امیر المومنین سے بیان کر چکا ہوں اور وہی اب بھی کہتا ہوں۔ اسحق نے اس رقعے کے مضمون کے متعلق پوچھا اسے تسلیم کرتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں پھر پوچھا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا' علی نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین ہمیں کسی بات کا حکم دیں گے تو ہم بسر و چشم اسی کو تسلیم کریں گے' اسحق نے منشی سے کہا اس کی گفتگو لکھ لو۔ اب اس نے ذیال سے اسی قسم کا سوال کیا جیسا کہ اس نے علی بن ابی مقاتل سے کیا تھا اور ذیال نے ویسا ہی جواب دیدیا۔

اس کے بعد اسحق نے ابو الحسن الزیادی سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا آپ جو چاہیں پوچھیں۔ اسحق نے وہ رقعہ پڑھ کر سنایا اور دریافت کیا کہ کیا تم کو اس سے اتفاق ہے۔ اس نے کہا ہاں میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ جو اس عقیدہ کو نہیں مانتا میرے نزدیک وہ کافر ہے۔ اسحق نے کہا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہر شے کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر شئے مخلوق ہے۔ امیر المومنین ہمارے امام ہیں۔ انھیں کی وجہ سے یہ تمام علم ہم کو پہنچا ہے وہ جو کچھ سن چکے ہیں ہم نے اسے نہیں سنا اور جس قدر ان کو علم ہے اتنا ہمیں نہیں اللہ نے ہماری باگ ان کے سپرد کی ہے وہ حج اور نمازیں ہماری امامت کرتے ہیں ہم اپنے مال کی زکوٰۃ ان کو لیجا کر دیتے ہیں اور ان کی معیت میں جہاد کرتے ہیں ان کی امامت کو برحق سمجھتے ہیں جو وہ

حکم دیں گے ہم اس پر کاربند ہوں گے جس بات کی وہ ممانعت کر دیں گے ہم اس سے رک جائیں گے اگر کسی بات کے لیے وہ ہمیں دعوت دیں گے ہم اس پر لبیک کہیں گے۔

اسحٰق نے کہا یہ سب صحیح مگر یہ بتاؤ قرآن مخلوق ہے۔ اس کے جواب میں ابوحسان نے پھر وہی کہا جو وہ پہلے کہہ چکا تھا۔ اسحٰق نے کہا مگر امیرالمومنین کا تو یہ عقیدہ ہے۔ ابوحسان نے کہا ہو گا مگر اس کا انھوں نے حکم نہیں دیا اور نہ اس کی دعوت دی ہے ہاں اگر تم مجھ سے یہ کہو کہ امیرالمومنین نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ میں بھی قرآن کے بارے میں یہی کہوں تو جب تم مجھے حکم دو گے اسی کے مطابق میں اپنا عقیدہ کہہ دوں گا۔ میں تم پر پورا اعتماد رکھتا ہوں کہ تم صرف وہی کہو گے جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے لہذا اگر تم مجھے کوئی ایسا حکم دیتے تو میں ضرور اس کی بجا آوری کرتا۔ اسحٰق نے کہا بیشک مجھے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ میں کوئی بات ان کی طرف سے تم سے کہوں۔

علی بن مقاتل نے کہا امیرالمومنین کا ذاتی خیال ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہ رسول اللہ کا اختلاف فرائض اور مواریث میں ہے مگر اس کا اقرار دوسروں پر فرض نہیں کیا گیا۔ ابوحسان نے کہا جو کچھ ہو میں تو ان کے ہر حکم کی بسر و چشم بجا آوری کے لیے تیار رہوں آپ مجھے حکم دیں میں حسب عمل کر دوں گا۔ اسحٰق نے کہا امیرالمومنین نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں کسی بات کے قبول کرنے کا تم کو حکم دوں صرف اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تمہارا خیال دریافت کروں۔ اس کے بعد اسحٰق نے احمد بن حنبل سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو انھوں نے کہا اللہ کا کلام ہے۔ اسحٰق نے پوچھا وہ مخلوق ہے انھوں نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے۔ اور میں کچھ نہیں کہتا۔ اب اس نے اس رقعے کے مضمون پر ان کی موافقت چاہی اور اس مقام پر پہنچا لیس کمثلہ شی وھو السمیع البصیر اور اس جملہ پر وہ خاموش رہے کہ لا یشبہہ شیٔ من خلقہ فی معنی من المعانی

وَلَاوَجْهٍ مِن الوجوہ (اس کی مخلوق میں سے کوئی شئے کسی حیثیت سے اور کسی طرح بھی اس کے مشابہ نہیں ہے) ابن البکاء الاصغر نے ان پر اعتراض کیا اور اسحٰق سے کہا کہ جناب والا ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کان سے سنتا اور آنکھ سے دیکھتا ہے اس نے احمد بن حنبل سے پوچھا سمیع و بصیر کے کیا معنی ہیں۔ انھوں نے کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنا وصف بیان کیا ہے اس نے کہا اس کے معنی کیا ہیں انھوں نے کہا میں نہیں جانتا، بس وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے کو بیان کیا ہے

اس کے بعد اس نے فرداً فرداً سب سے بلا کر دریافت کیا سب نے یہی جواب دیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے سوائے ان لوگوں کے قتیبہ، عبید اللہ بن محمد بن الحسن، ابن علیۃ الاکبر، ابن البکاء عبد المنعم بن ادریس ابن بنت وہب بن المنبہ۔ المظفر بن مرجا، اور ایک اور شخص کے جو بہت ہی ضعیف اور نابینا تھا اور فقیہ بھی نہ تھا نہ وہ کوئی ایسا مشہور صاحب علم تھا مگر کسی نہ کسی طرح وہ بھی ان علما کی مجلس میں باریاب ہو گیا تھا۔ اور ایک شخص جو عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں تھا اور رقہ کا قاضی تھا اور ابن الاحمر۔

ابن البکا نے یہ کہا ہے کہ قرآن مجعول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا جَعَلْنَاہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا اور قرآن محدث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ، اسحٰق نے اس سے پوچھا تو مجعول مخلوق ہے اس نے کہا جی ہاں اسحٰق نے کہا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا میں یہ تو نہیں کہتا۔ ہاں یہ کہتا ہوں کہ قرآن مجعول ہے اسحٰق نے اس کا بیان لکھ لیا جب وہ اس جماعت کا امتحان لے چکا اور ان سب کے اقوال قلمبند کر چکا تو ابن البکاء الاصغر نے یہ تجویز پیش کی کہ ان دونوں قاضیوں کو جو کہ امام ہیں آپ حکم دیں کہ یہ اس مسئلے پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اسحٰق نے اس سے کہا کہ یہ وہ اشخاص ہیں جو ضرور امیر المومنین کے قول کو ثابت کریں گے، اس نے کہا تو بہتر ہے کہ آپ ان دونوں کو حکم دیں کہ

وہ اپنے خیالات ہم سے بیان کردیں تاکہ ہم پھر ان کی دوسروں سے حکایت کریں۔ اسحٰق نے کہا اگر تم کبھی ان کے روبرو شہادت دینے جاؤ گے تو تم کو اس مسئلے میں ان کے عقائد کا حال معلوم ہو جائے گا۔

اس مجلس سے فارغ ہو کر اسحٰق نے اس تمام جماعت کے فرداً فرداً اقوال لکھ کر مامون کے پاس بھیجدئیے۔ نو دن کے بعد اس نے ان سب کو دوبارہ اس وقت طلب کیا جبکہ ان کے بارے میں اس کے خط کے جواب میں مامون کا خط اسے مل گیا۔ مامون کا وہ خط یہ ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد۔ امیر المومنین نے جو خط تم کو قرآن کے متعلق ایک خاص اور انوکھا عقیدہ رکھنے والوں کے امتحان کے بارے میں لکھا تھا اس کا جواب موصول ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے خط کے موصول ہونے کے بعد تم نے جعفر بن عیسیٰ اور عبدالرحمٰن بن اسحٰق کی موجودگی میں بغداد کے فقہا۔ محدثین اور مفتیوں کو طلب کر کے ہمارا خط سب کو سنایا اور پھر ان سے قرآن کے بارے میں ان کا عقیدہ پوچھا اور یہ معلوم کیا کہ کون اس بات کا قائل ہے کہ کوئی شے بھی کسی طرح اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں اور قرآن کے متعلق ان کے خیالات میں کیا اختلاف ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو شخص خلق قرآن کا قائل نہیں ہے تم نے اسے ممانعت کر دی کہ وہ نہ علانیہ طور پر اور نہ خفیہ طور پر حدیث کا درس دے یا فتویٰ لکھے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تم نے دونوں قاضیوں کی طرح سندی اور عباس موئی امیر المومنین کو ہماری ہدایت کے مطابق ان لوگوں کے متعلق حکم دیدیا کہ جو گواہ ان کے سامنے پیش ہو اس سے وہ اس مسئلے کے متعلق اطمینان کرلیا کریں نیز یہ کہ تم نے اپنے علاقے کے تمام قاضیوں کو اپنے پاس بلایا ہے تاکہ تم امیر المومنین کی ہدایات کے مطابق ان کا بھی اس مسئلے میں امتحان لو' خط کے آخر میں تم نے اپنے وہاں کے تمام نام اور اقوال لکھدئیے ہیں ہم تمہارے خط کے مضمون سے پوری طرح آگاہ ہوئے اس تمام کارروائی پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی

رحمت اپنے بندے اور رسول محمد صلعم پر نازل فرمائے اور ہماری یہ تمنا ہے کہ اللہ اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے سلامتی نیت کے ساتھ ہماری مدد کرے۔

جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں کہ ان سے تم نے اس مسئلے کو دریافت کیا اور ان کے بیانات لکھے ہیں ہم نے ان کے معاملے پر غور کیا اس کے متعلق یہ ہے کہ مغرور بشر بن الولید نے نفی تشبیہ میں جو کچھ کہا مگر قرآن کے مخلوق ہونے پر وہ خاموش ہو گیا اور اس کے متعلق اس نے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ اس کے متعلق امیر المومنین کے سامنے عہد کر چکا ہے تو اس کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اس مسئلے یا کسی دوسرے مسئلے میں اس قسم کی کوئی گفتگو یا عہد اس کے اور امیر المومنین کے درمیان نہیں ہوا اور نہ کوئی مناظرہ ہوا اس کے سوا اس نے بارہا ہمارے سامنے کلمہ اخلاص پر اپنے اعتقاد کو بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ قرآن مخلوق ہے اس لیے تم اسے بلاؤ اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کی اسے اطلاع دو اور قرآن کے متعلق اس کا صاف صاف اعتقاد دریافت کرو اور اس سے توبہ کراؤ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو قرآن کے متعلق کچھ اور عقیدہ رکھتا ہے وہ نرا کفر اور شرک ہے اس لیے اس عقیدے سے توبہ کرانا ضروری ہے اگر وہ توبہ کر لے تو تم اس بات کا اعلان کر دینا اور چھوڑ دینا اگر وہ اپنے عقیدے پر اصرار کرے اور قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کرے تو اس کے اس کفر اور الحاد کی پاداش میں تم اس کی گردن مار دینا اور اس کے سر کو ہمارے پاس بھیج دینا۔

یہی معاملہ ابراہیم بن المہدی کا ہے بشر کی طرح تم اس کا بھی امتحان لو کیونکہ وہ بھی بشر کی طرح امیر المومنین کے متعلق کہا کرتا ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ بالکل جھوٹا ہے لہذا اگر وہ قرآن کے مخلوق ہونے کو تسلیم کرے تو تم اس کے عقیدے کا اعلان کرنا اور اسے چھوڑ دینا ورنہ اسے بھی

قتل کر کے اس کے سر کو ہمارے پاس بھیجدینا۔

علی بن مقاتل سے کہنا کیا تو نے امیر المومنین سے یہ بات نہیں کہی کہ تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیتا ہے اور کیا تو نے ہم سے قرآن کے متعلق وہی عقیدہ اپنا بیان نہیں کیا جو ہم نے اس سے اپنا بیان کیا تھا اور اس بات کو سب ہی جانتے ہیں۔

ذیال بن الہیثم سے کہنا کہ انبار میں تو کھانا چرایا کرتا تھا اور مدینۃ امیر المومنین ابو العباس کی جو خدمت اس کے تفویض تھی کیا صرف وہ شغلے اس کے لیے کافی نہ تھے جو وہ اس اہم اصولی مسئلے میں دخل دے رہا ہے اگر ایسا ہی وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والا ہوتا تو کبھی ایمان کے بعد شرک میں نہ پڑتا۔

احمد بن یزید ابو العوام سے جس نے قرآن کے متعلق جواب دینا مناسب نہیں سمجھا کہدو کہ بزرگی بعقل است نہ بسال قرآن کے متعلق اس نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا مگر جب اس کو سزا ملے گی تب وہ جواب دے گا۔ اچھا اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی کام تمام کردو۔

احمد بن حنبل کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا ہے ہم نے پڑھا اس سے کہدو کہ امیر المومنین اس کے قول کے مفہوم سے پوری طرح آگاہ ہوئے ان کو اس مسئلہ میں اس کا عقیدہ معلوم ہوا جو اس کی جہالت پر دلالت کرتا ہے اور اس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑے گا۔

فضل بن غانم سے کہو کہ ایک سال سے بھی کم مدت میں تو نے مصر میں جس قدر سرکاری روپیہ ناجائز طریقے پر کمایا ہے اس کی وجہ سے تجھے امیر المومنین کا خوف نہیں آیا جواب یہ مزید جرأت کر رہا ہے حالانکہ اس بات پر مطلب بن عبداللہ سے تیرا جھگڑا بھی ہوا تھا جو شخص ایسا چور اور بد دیانت ہو اور دینار و درہم کا اس قدر طامع ہو اس سے یہ کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنا ایمان روپیہ اور نفع عاجل

کی خاطر بیچ ڈالے علاوہ بریں اس نے علی بن ہشام سے اپنا جو عقیدہ بیان کیا تھا وہ اس سے بالکل خلاف تھا جو وہ اب کہہ رہا ہے لہذا اس سے پوچھو کہ اس تبدیل خیال کی کیا وجہ ہے؟

زیادی سے کہو کہ کیوں نہ ہو تو اس کی اولاد میں ہے جس کے متعلق رسول اللہ ؐ کے حکم میں سب سے پہلے اختلاف کیا گیا تو ظاہر ہے کہ تو اپنے باپ ہی کے مسلک پر چلے گا جو جھوٹا مدعی نسب تھا اسی وجہ سے ابوحسّان نے زیاد کا مولی بننا قبول نہیں کیا اور کسی شخص نے بھی اس کی ولایت قبول نہیں کی (بیان کیا گیا ہے کہ یہ شخص ایک خاص وجہ سے زیاد سے منسوب کیا گیا تھا)

جو شخص ابونصر التمار کے نام سے مشہور ہے اس سے کہدو کہ امیر المومنین کے نزدیک جیسا ذلیل اس کا کاروبار ہے ویسی ہی اس کی عقل خفیف و رکیک ہے۔

فضل بن الفرّخان سے کہنا کہ قرآن کے متعلق اس عقیدے کو تو نے اس لئے قبول کیا ہے کہ تو ان امانتوں پر جو عبدالرحمن بن اسحٰق وغیرہ نے تیرے پاس رکھوائی ہیں ہضم کرنا چاہتا ہے اور اس لیے چاہتا ہے کہ جن کی امانتیں اس کے پاس جمع ہیں وہ کسی طرح ختم ہوں تو میں اس تمام مال پر قبضہ کروں مگر چونکہ وہ بہت سن رسیدہ اور بوڑھا ہے اس لئے تم اس کے خلاف کوئی اور کارروائی تو نہ کرو البتہ عبدالرحمن بن اسحٰق سے کہو کہ اللہ تجھے جزائے خیر نہ دے کہ تو نے ایسے شخص کی مدد کی اور اپنی امانت رکھوائی جو توحید کا منکر اور مشرک ہے۔

محمد بن حاتم، اور ابن نوح ابو معمر سے کہو کہ تم سودخوار بھلا تم توحید کو کیا سمجھو اللہ نے تو محض سودخواری کی وجہ سے ان ایسے سودخواروں سے جہاد کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ انھوں نے سود کے ساتھ شرک کو بھی اپنا شعار بنا لیا ہے اور اس طرح اب وہ نصاریٰ کے مثل ہیں۔

احمد بن شجاع سے کہنا کہ کل کی بات ہے کہ علی بن ہشام کے

مال میں سے ناجائز طور پر تو نے بھی ابو معمر کے ساتھ حصہ بٹایا تھا تو معلوم ہوا کہ صرف دینار و درہم تیرا مذہب ہے'

سعدویہ الواسطی سے کہنا کہ اللہ اس شخص کا برا کرے کہ جو ایک طرف ہر وقت حدیث کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس فن میں سب سے بڑھ جائے اور امتحان کے وقت اسی وجہ سے انکار بھی کرتا ہے اور پھر درس حدیث بھی دیتا ہے'

اس شخص سے جو سجادہ مشہور ہے اور جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس نے اپنے جلیس محدثین اور فقہا سے کبھی یہ نہیں سنا کہ قرآن مخلوق ہے کہو کہ تو کھجور کی گٹھلیوں کے شمار اپنے سجادے کی اصلاح کے لئے ان کے رگڑنے اور ان امانتوں میں جو علی بن یحییٰ وغیرہ نے اس کے پاس رکھوائی ہیں اس قدر مشغول ہے کہ تو نے توحید کو بالکل بھلا ہی دیا ہے اس سے پوچھو کہ اگر تو یوسف بن ابی یوسف اور محمد بن الحسن کی محبت میں شریک رہا ہے تو بتا کہ اس مسئلے میں انھوں نے اپنا کیا خیال تجھ سے ظاہر کیا تھا۔

قواریری کا یہ حال ہے کہ جب اس کے حالات کی تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس نے رشوت لی ہے اور ایسے کام کئے ہیں جس سے اس کی بد اخلاقی اور ایمان اور عقل کی سخافت معرض ثبوت میں آچکی ہے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ جعفر بن عیسیٰ الحسنی کے معاملات کا مختار و وکیل ہے تم جعفر سے کہدو کہ وہ اس سے قطع تعلق کرے نہ اس پر اعتماد کرے اور نہ اسے اپنا امین بنائے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری اگر وہ دراصل عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں ہے تو اس کا جواب تو معروف اور مشہور ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں'

محمد بن الحسن بن علی بن عاصم سے کہنا کہ اگر تم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہوتے تو تم کبھی اس مذہب کو اختیار نہ کرتے مگر ابھی چونکہ

وہ کمسن ہے اس لیے اس کو تعلیم کی ضرورت ہے،

ہم تمھارے پاس ابو مسہر کو بھیجتے ہیں ہم نے قرآن کے متعلق اس کا امتحان لیا پہلے تو وہ جواب دینے سے رکا اور اسے ٹالنا چاہا مگر جب ہم نے اس کے لیے تلوار طلب کی تو اس نے بہت ہی ذلت سے پھر اقرار کر لیا تم اس سے پوچھنا اگر وہ اپنے اقرار پر قائم ہے تو اس کے عقیدے کا اعلان کر دینا۔

جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں ہمیں لکھے ہیں یا جن کے نام ہم نے تم کو لکھے ہیں یا جن کے نام تم نے نہیں لکھے اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آئیں اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کریں تو بشر بن الولید اور ابراہیم بن المہدی کو چھوڑ کر ان سب کو بیڑیاں ڈال کر سرکاری محافظین کے ساتھ ہمارے مستقر کو روانہ کر دو تاکہ ہم خود ان کا امتحان لیں اور اگر وہ اپنے عقیدے سے باز آکر توبہ نہ کریں تو پھر انشاء اللہ ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

ہم یہ مراسلہ دوسرے سرکاری مراسلات کے جمع ہونے کا انتظار کیے بغیر بطور خاص علیحدہ فرض خداوندی سمجھ کر اور اس کے ثواب عظیم کی تمنا میں تم کو بھیجتے ہیں اور اس وجہ سے تم کو ہدایت کرتے ہیں کہ اس کا نفاذ فوراً کر دینا اور اس کا جواب بھی اسی طرح علیحدہ بطور خاص ہمیں فوراً لکھ دینا تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ تم نے کیا کارروائی کی یہ خط ۲۱۸ھ ہجری میں لکھا گیا۔

اس مراسلے کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمد بن حنبل، سجادہ، قواریری اور محمد بن نوح المضروب کے علاوہ باقی دوسرے لوگوں نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ قرآن مخلوق ہے، اسحٰق بن ابراہیم کے حکم سے یہ لوگ فولادی بیڑیوں میں جکڑ دئے گئے اسی حالت میں ان کو دوسرے دن پھر طلب کیا گیا اور اب پھر اس مسئلہ میں ان کا امتحان لیا گیا سجادہ نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر لیا لہذا اسے رہا کر دیا گیا مگر دوسرے بدستور اپنے

قول پر مصر رہے اس کے بعد دوسرے دن پھر ان کو اسی طرح طلب کر کے ان کا امتحان لیا گیا آج قواریری نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا لہذا وہ بھی چھوڑ دیا گیا البتہ احمد بن حنبل اور محمد بن نوح بدستور اپنی رائے پر جمے رہے لہذا ان دونوں کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر ایک خط کے ساتھ طرسوس روانہ کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس تمام کارروائی کی اطلاع ایک علیحدہ خط کے ذریعے سے مامون کو بھیجدی گئی۔

چند روز کے بعد پھر ان سب کو طلب کیا گیا اس وقت اسحٰق بن ابراہیم کے پاس مامون کا خط پہنچا جس میں مرقوم تھا کہ جن لوگوں نے ہماری بات مان لی ان کی اطلاع ہمیں ہوئی، سلیمان بن یعقوب ہمارے وقائع نگار نے یہ لکھا ہے کہ بشر بن الولید نے اس آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کی جو اللہ تعالیٰ نے عمار بن یاسر کی شان میں نازل فرمائی ہے اپنے لیے تاویل کی ہے اس نے یہ غلط تاویل کی ہے کیونکہ اس آیت سے اللہ کا مقصود مومن مظہر شرک ہے نہ کہ مشرک مظہر ایمان لہذا اس سے اسے فائدہ نہیں ہو سکتا سب کو طرسوس بھیجدو اور وہ ہمارے بلاد روم سے واپس آنے تک وہاں ٹھہرے رہیں۔

اسحٰق بن ابراہیم نے ان سب سے اس بات کے لیے کفیل اور ضامن لے کر کہ یہ طرسوس پہنچ جائیں گے ابوحسان بشر بن الولید، فضل بن غانم، علی بن ابی مقاتل، ذیال بن الہیثم، یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری علی بن الجعد، ابوالعوام، سجادہ، قواریری، ابن الحسن بن علی بن عاصم، اسحٰق بن ابی اسرائیل، النضر بن شمیل، ابوالنصر التمار، سعدویہ الواسطی محمد بن حاتم بن میمون، ابومعمر، ابن الہرش، ابن الفترخان، احمد بن شجاع اور ابو ہارون بن البکاء کو طرسوس روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ رقہ پہنچے یہاں ان کو مامون کی وفات کی اطلاع ملی عنبسہ بن اسحٰق والی رقہ نے ان کو رقہ جانے کا حکم دیا پھر ان کو اسی سرکاری وکیل کے ساتھ جو مدینۃ السلام سے ان کے ساتھ آیا تھا ان کو پھر اسحٰق بن ابراہیم کے پاس مدینۃ السلام

واپس بھیجدیا، اس نے بغداد آکر ان کو اسحٰق کے حوالے کردیا اسحٰق نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر میں رہیں کہیں باہر نہ جائیں مگر اس کے بعد اس حکم میں اس نے نرمی کردی اور باہر نکلنے کی اجازت دیدی۔ مگر چونکہ بشر بن الولید، ذیال، ابو العوام اور علی بن ابی مقاتل بغیر اجازت کے پہلے چلے آئے تھے لہٰذا جب وہ بغداد آگئے تو اسحٰق بن ابراہیم نے اس کی پاداش میں ان کو سزا دی اور دوسرے چونکہ اس کے وکیل کے ہمراہ آئے اس نے ان کو رہا کر دیا۔

اس سال مامون کا فرمان تمام عاملوں کو بھیجا گیا، اس کا عنوان تھا "یہ فرمان عبداللہ عبداللہ الامام مامون امیر المومنین کی جانب سے اور ان کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ ابو اسحٰق بن امیر المومنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے"

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود مامون نے اس طرح نہیں لکھا تھا مگر جب اس مرض میں جو ان کو بدندوں میں لاحق ہوا غشی کے بعد ان کو افاقہ ہوا تو انھوں نے عباس بن المامون، اسحٰق اور عبداللہ بن طاہر کو اس کا حکم دیا اور کہا کہ اگر اس مرض سے میں جانبر نہ ہو سکوں تو میرے بعد ابو اسحٰق بن امیر المومنین رشید خلیفہ ہوں اس بناء پر محمد بن داؤد نے یہ الفاظ بھی لکھے اور مہر ثبت کر کے یہ فرامین نافذ کردئے اور پھر ابو اسحٰق نے عمال کو لکھا "یہ ابو اسحٰق امیر المومنین حال کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے" چنانچہ ابو اسحٰق محمد بن ہارون الرشید کا خط جو اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ دمشق کی چھاؤنی کے عامل کے پاس ۱۳ رجب اتوار کے دن پہنچا اس کا عنوان تھا "یہ خط عبداللہ عبداللہ الامام المامون امیر المومنین کی جانب سے اور ان کے بعد ہونے والے خلیفہ ابو اسحٰق بن امیر المومنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے امابعد ہم نے حکم دیا کہ تم کو یہ فرمان لکھا جائے کہ تم اپنے تحت کے عاملوں کو ہدایت کرو کہ وہ حکومت میں حسن سیرت اختیار کریں لوگوں پر سختی کرنے سے بچیں اپنے

تحت کے لوگوں کو نہ ستائیں، اپنے تمام عاملوں کو اس کے لیے شدید احکام دو کہ اس پر عمل کریں اور مال کے عمال کو بھی یہی ہدایات کی جائیں۔

شام کی تمام چھاؤنیوں حمص اردن اور فلسطین کی چھاؤنیوں کو اسی مضمون کے فرامین لکھے جمعہ کے دن جبکہ رجب کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی رہ گئی تھیں اسحق بن یحییٰ بن معاذ نے جامع دمشق میں نماز جمعہ پڑھی اور خطبہ میں امیر المومنین کے لئے دعا کرنے کے بعد کہا اے بار الٰہ تو امیر، امیر المومنین کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ ابواسحٰق بن امیر المومنین رشید کو نیک صلاح دے،

اس سال مامون نے وفات پائی۔

مامون کی وفات

سعید العلاف القاری بیان کرتا ہے کہ اپنے بلاد روم میں قیام کے وقت مامون نے مجھے طلب کیا وہ اس علاقے میں بدھ کے دن جبکہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی رہگئی تھیں طرسوس سے داخل ہوئے تھے جب میں ان کے پاس بھیجا گیا وہ بدندوں میں مقیم تھے وہ مجھ سے اکثر قرآت قرآن سنا کرتے تھے ایک دن مجھے بلایا میں حاضر خدمت ہوا وہ بدندوں کے کنارے بیٹھے تھے اور ابواسحٰق المعتصم ان کے داہنے بیٹھے تھے مجھے بھی بیٹھنے کا حکم دیا میں ان کے سامنے بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ وہ اور ابواسحٰق دونوں اپنے پاؤں بدندوں کے پانی میں ڈالے ہوئے ہیں مجھ سے کہا کہ سعید تم بھی اس پانی میں پاؤں لٹکاؤ اور اسے چکھو دیکھو یہ کس قدر لذیذ ہے میں نے تو آج تک ایسا شیریں، صاف اور ٹھنڈا پانی نہیں دیکھا میں نے حکم کی بجا آوری کی اور کہا کہ بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں مجھے بھی آج تک ایسا پانی پینے کا اتفاق نہیں ہوا تھا کہنے لگے اچھا بتاؤ کہ سب سے بہتر کون سی چیز ہوگی جو کھائی جائے اور پھر

اُس پر یہ پانی پیا جائے میں نے کہا امیر المومنین زیادہ جانتے ہیں میں کیا عرض کروں کہنے لگے رطب آزاذ، یہ الفاظ وہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ ڈاک کے جانوروں کی لگاموں کی گرنے کی آواز آئی انھوں نے پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ڈاک کے خچر ہیں جن کے پٹھوں پر گونے بار ہیں جن میں میوے ہیں خدمتگار سے کہا جا کر دیکھو ان میووں میں کھجور ہیں اگر ہوں تو دیکھنا کہ رطب آزاذ ہیں اگر آزاذ ہوں تو لے کر آؤ، اتنے میں وہ انھیں کھجوروں کی دو ٹوکریاں لیئے ہوئے دوڑتا ہوا آیا کھجور اس قدر تازہ تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ڈالی سے توڑے گئے ہیں، مامون نے خدا کا شکر ادا کیا ہم کو ان پر بڑا تعجب ایا کہ کس قدر جلد ان کی خواہش پوری ہوئی فرمایا قریب آجاؤ اور کھاؤ چنانچہ وہ کھجور انھوں نے ابو اسحٰق نے اور میں نے کھائے اس کے اوپر ہم سب نے اس ندی کا پانی پیا وہاں سے اٹھتے ہی ہم سب کو بلا استثنا بخار آگیا اور اسی مرض سے مامون کی وفات ہوئی ابو اسحٰق عراق میں داخلہ تک برابر علیل رہے اور میں بھی بیمار رہا البتہ عراق کے قریب پہنچ کر مجھے صحت ہو گئی۔

جب مامون کے مرض نے شدت اختیار کی انھوں نے اپنے بیٹے عباس کو طلب کیا ان کا خیال تھا کہ وہ ان کی زندگی میں ان کے پاس نہ آسکے گا مگر وہ آگیا اس وقت وہ بہت سخت علیل تھے ہوش و حواس بھی درست نہ رہے تھے اس سے پہلے ہی ابو اسحٰق بن الرشید کی خلافت کے لیے مراسلے نافذ ہو چکے تھے عباس اپنے باپ کے پاس چند روز مقیم رہا اس سے پہلے وہ اپنے بھائی ابو اسحٰق کو وصیت کر چکے تھے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسی وقت وصیت کی ہے جبکہ عباس، قضاۃ فقہا، امرا، اور کتاب موجود تھے ان کی وصیت یہ ہے۔

"یہ وہ وصیت ہے جس کا اعلان عبداللہ بن ہارون امیر المومنین نے حاضرین کے روبرو کیا ہے اور انھوں نے اس پر ان سب کو گواہ بنایا ہے وہ اور جو لوگ ان کے پاس موجود ہیں اس بات کی شہادت

دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اس کی حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں اور سوائے اس کے اور کوئی دوسرا اس کی حکومت کا مدبر نہیں وہ خالق ہے اس کے علاوہ ہر شے مخلوق ہے جس سے قرآن بھی مستثنیٰ نہیں کیونکہ قرآن بھی ایک شئے ہے جس کی مثل موجود ہے حالانکہ خود خداوند تبارک تعالیٰ کی کوئی مثل نہیں، موت کا آنا یقینی ہے اور پھر زندہ ہونا یقینی ہے اور محاسبۂ آخرت یقینی ہے نیکوں کا صلہ جنت اور بدوں کا عذاب آتش دوزخ ہے، محمد صلعم نے اپنے رب کی جانب سے اس کے دین کے قوانین اور اصول پہنچا دیے اور امت کے ساتھ پورا حق خلوص ادا کر دیا اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اللہ کی ان پر اس سے بھی افضل رحمت نازل ہو جو اس نے اپنے ملائکہ مقربین یا انبیائے مرسلین میں سے کسی پر نازل کی ہو، میں معترف مجرم ہوں امیدوار بھی ہوں اور خائف بھی مگر جب میں اللہ کے عفو کو یاد کرتا ہوں تو امیدوار ہو جاتا ہوں، جب میں مر جاؤں تم مجھے چت لٹا دینا میری آنکھیں بند کر دینا مجھے اچھی طرح غسل دینا پورا کفن پہنانا پھر حمد و ثنا کرتے ہوئے مجھے تابوت پر لٹانا پھر مجھے جلد قبرستان لے جانا اور جب تم میری میت کو نماز کے لیے رکھو تو وہ شخص نماز کے لیے آگے بڑھے جو نسب میں مجھ سے قریب تر ہو اور تم میں سب سے بڑا ہو وہ پانچ تکبیریں کہے پہلی تکبیر میں پہلے حمد و ثنا کے بعد تمام مسلمانوں کے لیے چاہے وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں دعا مانگے پھر سابقین مومنین کے لیے دعا مانگے اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے اس میں الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہے پانچویں تکبیر میں سلام پھیرے پھر تم مجھے اٹھا کر لے چلنا اور میری قبر پر پہنچانا اور وہاں جو مجھے سب سے زیادہ نسب میں قریب اور مجھ سے محبت کرنے والا ہو وہ قبر میں اترے اس اثنا میں تم برابر اللہ کی حمد اور اس کا ذکر کرتے رہنا اس کے بعد مجھے قبر کی داہنے شق میں لٹا دینا مجھے قبلہ رو کر دینا کفن سے میرا سر اور میرے دونوں پاؤں باہر کرنا پھر لحد کو اینٹوں سے بند کر کے مٹی ڈالنا اور مجھے میرے اعمال کے ساتھ چھوڑ کر

چلے جانا، کیونکہ اس وقت سوائے میرے اعمال کے تم میں سے کوئی میرے کام نہیں آسکتا اور نہ کسی مضرت کو دفع کر سکتا ہے پھر سب مل کر قبر پر ٹھہرنا اگر میری کسی بھلائی کا تم کو علم ہو تو اسے یاد کرنا اور دعا کرنا اور اگر میری کسی برائی کو تم جانتے ہو تو اس کے ذکر سے خاموش رہنا کیونکہ جیسا خیال تم اس وقت میرے متعلق ظاہر کر دگے اُسی کے حساب سے مجھ سے اچھا یا برا برتاؤ کیا جائے گا کسی رونے والے کو وہاں رونے نہ دینا کیونکہ جس پر نوحہ کیا جاتا ہے وہ عذاب پاتا ہے اللہ اُس شخص پر رحم کرتا ہے جس نے موت سے جو یقینی ہے عبرت حاصل کی لہٰذا تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں صرف جسے بقائے دوام حاصل ہے اور جس نے اپنی تمام مخلوق کے لیے فنا مقدر کر دی ہے، اس کے بعد تم کو چاہیے کہ تم اس بات پر غور و فکر کرو کہ مجھے خلافت کی کیا عزت و شوکت حاصل تھی مگر جب خدا کا حکم نازل ہوا تو مجھے اس سے قطعی کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ الٹا اس کی وجہ سے محاسبہ دو چند ہو گیا کاش کہ میں بشر کیا مخلوق ہی نہ ہوا ہوتا اے ابو اسحٰق میرے پاس آؤ اور میری اس بیکسی سے عبرت حاصل کرو قرآن کے متعلق تم میرے طرز عمل پر گام زن ہونا اور جب اللہ تم کو یہ منصب خلافت عطا فرما دے تم اللہ کے مطیع و منقاد رہنا اس کے عذاب سے ڈرنا اللہ کے حلم اور ڈھیل سے دھوکہ نہ کھانا اور یہ سمجھنا کہ موت ہر وقت سر پر ہے رعایا اور اس میں بھی عوام الناس کے معاملات سے غفلت نہ برتنا کیونکہ حکومت انھیں سے قائم ہے ہر وقت مسلمانوں کے نفع کا خیال رکھنا اپنی رعایا اور دوسرے مسلمانوں کے بارے میں ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا جو معاملہ تمھارے سامنے ایسا آئے جس میں مسلمانوں کی صلاح و فلاح ہو اسے اپنی خواہشات پر ہمیشہ مقدم رکھنا ان میں جو قوی ہوں ان سے کمزوروں کا حق دلانا اُن پر خلاف حق کوئی بار نہ ڈالنا۔ اُن کے درمیان میں عدل کرنا ان کو اپنے سے قریب کرنا اور فوراً یہاں سے اپنے دارالسلطنت عراق چلے جانا جو لوگ وہاں ہیں ان سے کسی وقت غافل نہ رہنا خرمیہ

جماعت سے حزم و احتیاط اور شجاعت کے ساتھ جہاد کرنا ان کے مقابلہ کے لیے مال اسلحہ اور سوار اور پیادہ فوج بھیجتے رہنا اگر ان سے لڑائی طول کھینچے تو پھر تم خود اپنے اعیان و انصار کو لے کر اللہ کے ثواب کی نیت کر کے مقابلہ پر جانا اور یہ سمجھ لو کہ جب نصیحت کا حق پوری طرح ادا کر دیا جاتا ہے تو اس کے سننے والے اور مخاطب پر اللہ کی حجت قائم ہو جاتی ہے لہٰذا تم اپنے ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤ۔

کچھ دیر بعد جب درد زیادہ شدید ہونے لگا اور وہ سمجھے کہ وقت آگیا ہے انھوں نے پھر ابو اسحٰق کو بلایا اور کہا اے ابو اسحٰق میں تم پر اللہ اور رسول صلعم کا یہ عہد و پیمان عائد کرتا ہوں کہ تم اس کے بندوں میں اللہ کا حق قائم کرو گے اور اس کی اطاعت کو اس کی معصیت کے بجائے اختیار کرو گے میں تم سے یہ عہد اس لیے لے رہا ہوں کہ میں نے یہ خلافت دوسرے سے منتقل کر کے تم کو دی ہے، ابو اسحٰق نے کہا اے خداوندا میں اس کا اقرار کرتا ہوں مامون نے کہا اچھا یاد رکھو جن لوگوں کے متعلق تم سن چکے ہو کہ میں ان کو تقدیم دیتا رہا ہوں تم ان کو اور زیادہ مقدم کرنا عبداللہ بن طاہر کو اسکی جگہ برقرار رکھنا اس کی اہانت نہ کرنا چونکہ میری حیات اور موجودگی میں تم دونوں میں جو مناقشہ ہوگیا تھا وہ مجھے یاد ہے اس لیے میں بطور خاص تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم اپنے قلب میں اسے جگہ دو اور اپنی خاص عنایت مبذول رکھو تم جانتے ہو کہ اس نے میری کیسی مخلصانہ خدمات کی ہیں، اسحٰق بن ابراہیم کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق خاطر رکھنا کیونکہ وہ اس کا مستحق اور تمھارا عزیز قریب ہے تم کو معلوم ہے کہ تمھارے خاندان والوں میں کوئی محبت و رحم نہیں رہا ہے اگر ان میں سے کوئی اس سے مستثنیٰ ہوا تو کیا ان میں سے عبدالوہاب کو سب پر مقدم کرنا خاندان کے معاملات اسی کے سپرد کرنا، اسی طرح عبداللہ بن ابی داؤد کو اپنا مصاحب خاص بنانا اپنے ہر معاملہ میں اس سے مشورہ لینا کیونکہ وہ اس کا اہل ہے میرے بعد تم کسی کو اپنا وزیر نہ بنانا یحییٰ بن اکثم کی لوگوں کے ساتھ بد معاملگی اور بری سیرت کا

جو تلخ تجربہ مجھے ہوا ہے اس سے تم کو سبق لینا چاہئے' مجھے تو بہرحال اللہ نے اس کے حالات معلوم کرا دیئے اور سب باتیں ظاہر کر دیں کہ میں نے ناراض ہو کر اسے اپنے سے جدا اور خدمت سے علیحدہ کر دیا اس نے اللہ کے مال اور صدقات کی رقم میں بہت کچھ خورد و برد کیا تھا اللہ اس کا اسلام کی طرف سے اس سے بدلہ لے

اپنے ان بنی عم یعنی اولاد امیر المومنین علی رضؓ بن ابی طالب کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کو اپنی مصاحبت میں شریک کرنا ان کے کسی شخص سے کوئی خطا ہوا سے معاف کرنا اور جو کوئی اچھا کام کرے اس کا انعام دینا ان کے وظائف سالانہ ادا کرتے رہنا کئی وجوہ سے ان کے حقوق کی حفاظت اور ادائی ضروری ہے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اسلام پر مرنا اللہ سے ڈرو اس کے لیے عمل کرو اپنے ہر کام میں اس سے ڈرتے رہنا میں تم کو اور خود کو اس کے سپرد کرتا ہوں گزشتہ کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور جو خطا اور قصور مجھ سے سرزد ہوا ہو اس کی مغفرت مانگتا ہوں کیونکہ وہ مطلقاً معاف کرنے والا ہے کیونکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں اپنے اعمال پر کس قدر نادم و پشیمان ہوں میں اپنے معاصی عظیم کے مقابلہ میں صرف اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں طاقت صرف اسی کو حاصل ہے اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ کیا اچھا وکیل ہے اللہ کی رحمت محمدؐ پر جو ہدایت اور رحمت کے مخبر ہیں' نازل ہو''

مامون کی وفات کا وقت مدفن نماز جنازہ کی امامت

عمر اور عہد خلافت

ان کی وفات کے وقت میں اختلاف بیانات ہے بعض کہتے ہیں

کہ انھوں نے ۲۱۸ھ جمعرات کے دن بعد عصر جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں بارہ راتیں باقی رہگئی تھیں انتقال کیا، دوسرے کہتے ہیں کہ انھوں نے اسی دن ظہر کے وقت انتقال کیا، مرنے کے بعد ان کے بیٹے عباس اور بھائی ابو اسحٰق محمد بن الرشید انھیں اٹھا کر طرسوس لائے اور انھوں نے ان کو خاقان رشید کے خدمت گار کے گھر میں دفن کر دیا ابو اسحٰق نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کی حفاظت کے لیے اہل طرسوس وغیرہ کے سو آدمی قبر پر متعین کر دئے اور ان میں ہر شخص کی نوے درہم تنخواہ مقرر کر دی،

۲۰ سال ۵ ماہ ۲۳ دن مدت خلافت ہے یہ مدت ان دو سالوں کے علاوہ ہے جبکہ مکے میں ان کے لیے بطور خلیفہ دعا کی جاتی تھی اور ان کے بھائی امین محمد بن الرشید بغداد میں محصور تھے، مامون نصف ربیع الاول ۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے تھے ابن الکلبی کے بیان کے مطابق ابو العباس ان کی کنیت تھی یہ چوڑے چکلے گورے رنگ کے خوبصورت آدمی تھے لانبی داڑھی تھی جس میں سفید بال آگئے تھے، بیان کیا گیا ہے ان کا رنگ سانولا مائل بہ زردی تھا خمیدہ قامت، بڑی آنکھ والے لانبی ڈاڑھی والے تھے جس کا باریک حصہ سفید تھا، پیشانی تنگ تھی رخسار پر سیاہ تل تھا، جمعرات کے دن جبکہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں وہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تھے،

مامون کی سیرت اور حالات زندگی

ابراہیم بن عیسیٰ ابن بریہہ ابن المنصور نے بیان کیا کہ جب مامون دمشق جانے لگے تو میں نے دو تین دن کی کاوش فکر کے بعد ایک تقریر تیار کی جب میں ان کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا " اللہ امیر المومنین کو عزت وکرامت کے ساتھ تا بہ دیر قایم رکھے اور مجھے ان پر فدا کر دے میں صبح وشام

اللہ کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ امیر المومنین میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں اور میری مصاحبت کو اچھا سمجھتے ہیں اس لیے اگر میں اس بات کی تمنا کروں تو کچھ بیجا نہ ہوگا کہ امیر المومنین مجھے اپنی خدمت گزاری کی نعمت سے اسی طرح متمتع ہونے دیں تاکہ میں اس پر اللہ اور امیر المومنین کا خدا ان کی عمر دراز کرے شکر ادا کروں، جبکہ خود امیر المومنین سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہیں تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ ان کی وجہ سے ان کی خدمت گزاری سے آرام و راحت کی خاطر پہلو تہی کروں بلکہ چونکہ میں اپنے متعلق ان کی حسن رائے سے واقف ہوں اور ان کا دل سے مطیع و مرید ہوں اس لئے میں اس بات کا زیادہ سزاوار ہوں کہ ان کی خدمت کے لئے ہمسفر بنوں اگر امیر المومنین میری معیت کو مناسب سمجھیں تو اس کا حکم دیدیں۔

مامون نے بغیر غور و فکر کئے اس کا یہ جواب دیا کہ ہمارا ارادہ ایسا نہیں ہے اگر تمھارے گھر سے کسی شخص کو ہم اپنی معیت میں لیتے تو بیشک سب سے پہلے تم کو ساتھ لیتے اور تم ان کے اس تمام سفر میں ان کے ساتھ ہوتے اور اب اگر وہ تم کو اپنے ساتھ نہیں لے جارہے ہیں تو اس کی وجہ ناخوشی نہیں ہے بلکہ تمھاری یہیں ضرورت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ انھوں نے میری پہلے سے سوچی ہوئی تقریر کا بے ساختہ جو جواب دیا وہ اس سے زیادہ جامع و مانع تھا۔

محمد بن علی بن صالح السرخسی بیان کرتا ہے کہ مامون کے شام کے قیام کے دوران میں ایک شخص کئی مرتبہ ان کے روبرو آیا اور اس نے کہا امیر المومنین آپ شام کے عربوں پر بھی وہی نظر عنایت رکھیں جو آپ خراسان کے عجم پر رکھتے ہیں انھوں نے کہا اے شامی تم نے کئی مرتبہ یہ بات مجھ سے کہی ہے اس کا جواب سنو جب کبھی میں نے قیس کو اپنے رسالے میں شریک کیا میرا سارا خزانہ خالی ہوگیا، یمن سے نہ مجھے محبت ہے نہ وہ مجھے اچھا سمجھتے ہیں بنی قضاعہ کا یہ حال ہے کہ ان کے عائد سفیانی کے خروج کے منتظر ہیں تاکہ اس کے ساتھ ہو جائیں، رہے ربیعہ تو وہ اللہ سے اس لئے ناراض چلے آتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی کو بنی مضر میں سے کیوں مبعوث

فرمایا جب کبھی دو آدمیوں نے خروج کیا ہے ان میں ایک خارجی ضرور ہوتا ہے، اب میرے سامنے نہ آنا۔

سعید بن زیاد سے روایت ہے کہ دمشق آکر مامون نے مجھ سے کہا کہ وہ خط دکھاؤ جو رسول اللہ صلعم نے تمھارے لئے لکھا تھا میں نے وہ خط دکھایا مامون نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ بات مجھے معلوم ہوجائے کہ اس مہر پر یہ پردا سا کیا پڑا ہے ابواسحٰق نے کہا آپ اس عقدے کو کھول دیجیے پھر خود بخود معلوم ہوجائے گا کہ کیا ہے مامون نے کہا چونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس گرہ کو خود رسول اللہ نے لگایا تھا لہذا میری یہ مجال نہیں کہ میں اسے وا کردوں پھر واثق سے کہا کہ اسے اپنی آنکھ پہ رکھو شاید اللہ اس کی برکت سے تم کو شفا دیدے، خود مامون کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ اسے آنکھوں سے لگاتے جاتے تھے اور روتے تھے،

اسحٰق بن ابراہیم کا دوست عیشی بیان کرتا ہے کہ میں دمشق میں مامون کے ہمراہ تھا روپیہ کی کمی ہوئی جس کی وجہ سے وہ تنگ دست ہوگئے انھوں نے ابواسحٰق المعتصم سے اس کی شکایت کی انھوں نے جواب دیا امیرالمومنین آپ پریشان نہ ہوں جمعے کے بعد روپیہ آیا جاتا ہے' یہ بات انھوں نے اس اعتماد پر کہی تھی کہ ان کے تحت کے علاقے سے تین کروڑ درہم زر لگان ان کے پاس روانہ ہوچکا تھا جب یہ رقم وہاں پہنچی تو مامون نے یحیٰی ابن اکثم سے کہا کہ ذرا چلو اسے دیکھیں دونوں شہر سے چل کر صحرا آئے اور مال کی آمد دیکھنے کو کھڑے ہوگئے روپیہ بڑے تکلف اور دھوم دھام سے آرہا تھا تمام اونٹ آراستہ تھے ان پر کارچوب کی زینیں رکھی تھیں اور رنگی ہوئی جھولیں پڑی ہوئی تھیں سوتی ڈوریاں تھیں سرخ سبز' زرد جیسی ریشم کی تھیلیوں میں روپیہ رکھا تھا اور ان کے موںھ پر کام کیا گیا تھا یہ منظر مامون کو بہت بھلا معلوم ہوا اور اس کی کثرت اور عظمت ان کی نگاہوں میں کھپ گئی لوگ ان کو دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہوگئے اور ان کو استعجاب سے دیکھنے لگے مامون نے یحیٰی سے مخاطب ہوکر کہا اے ابو محمد کیا یہ زیبا ہے کہ ہمارے اپنے آدمی جو یہاں ہیں وہ تو خالی ہاتھ اپنے گھر جائیں اور اس تمام خزانے کو ہم لے جائیں جس پر ان کو چھوڑ کر ہم نے قبضہ کیا ہے اگر ہم ایسا کریں تو ہم لئیم ٹھیرے اسکے بعد

انھوں نے محمد بن یزداد کو بلایا اور حکم دیا کہ آل فلاں کے لئے ایک لاکھ کا چک لکھ دو آل فلاں کے لئے اسی قدر اور آل فلاں کے لئے بھی اسی قدر اسی طرح کرتے کرتے انھوں نے وہیں دو کروڑ چالیس لاکھ تو تقسیم کر دیئے اور یہ کام انھوں نے کھڑے کھڑے کیا کہ پاؤں رکاب ہی میں تھا سوار بھی نہ ہونے پائے تھے پھر کہا کہ باقی رقم معلی کے حوالے کردی جائے کہ وہ ہماری فوج میں تقسیم کر دے۔

راوی کہتا ہے یہ دیکھ کر میرے منہ میں پانی بھر آیا میں ان کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور ٹکٹکی باندھ کر للچائی ہوئی نگاہ سے روپیہ کو دیکھنے لگا مجھے اس حالت میں دیکھ کر مامون نے کہا اے ابو محمد ان ساٹھ لاکھ میں سے پچاس ہزار اسے بھی دلوا دو یہ میری نگاہ سے نہیں ہٹتا، صرف دو راتیں گزری تھیں کہ یہ رقم مجھے وصول ہو گئی۔

محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ بصرے میں بنی تمیم کا ایک خبیث پھکڑ شاعر تھا اور میں بصرے کا والی تھا میں اسے اپنی مجلس میں باریاب کرتا تھا اور اس کی شاعری سے لطف اٹھاتا تھا میرا خیال ہوا کہ اس کو چکمہ دیا جائے اور اس کی ذرا کرکری کر دی جائے اس ارادے سے میں نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ تم بڑے شاعر اور ظریف ہو اور مامون امنڈ آنے والی گھٹا اور تند و تیز آندھی سے زیادہ سخی ہیں تم ان کے پاس کیوں نہیں جاتے، اس نے کہا میرے پاس سفر خرچ نہیں ہے میں نے کہا اس کا بندوبست میں کئے دیتا ہوں ایک بہت تیز رفتار اونٹ دیتا ہوں اور سفر خرچ کے لئے کافی رقم بھی دوں گا تم ان کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر چلے جاؤ اگر تم ان کی خدمت میں باریاب ہو گئے تو ضرور تمھاری مراد بر آجائیگی، اس نے کہا اے امیر جناب کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے بہتر ہے کہ آپ حسب وعدہ میرے سفر کا انتظام فرما دیں،

میں نے ایک تیز رفتار اونٹ اس کے لئے منگوا دیا اور کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا کہ آپ کے دو وعدوں میں سے ایک کا ایفا تو یہ ہے مگر دوسرے کے متعلق کیا، میں نے تین سو درہم منگوا کر اسے دے دیئے اور کہا کہ لو یہ سفر خرچ ہے اس پر وہ کہنے لگا کہ جناب من یہ رقم کم ہے میں نے کہا نہیں

کافی تو ہے مگر اسراف نہیں اس نے کہا کہ میں نے سعد کے اکابرین کبھی وسعت ظرفی نہیں دیکھی تو آپ ایسے چھٹ بھیوں میں کہاں سے ہوگی' بہر حال ان پر قبضہ کر کے اس نے مامون کی مدح میں ایک چھوٹا سا قطعہ لکھا اور مجھے سنایا مگر اس میں میرا ذکر اور مدح کو اس نے بالکل نظر انداز کر دیا تھا اور یوں بھی وہ متمرد تھا میں نے کہا یہ تو تم نے کچھ بھی نہیں کیا اس نے پوچھا کیوں میں نے کہا تم امیر المومنین کے پاس جا رہے ہو مگر خود اپنے امیر کی تعریف میں تم نے کچھ نہیں کہا اس نے کہا جناب والا آپ نے وہاں بھیجکر مجھے نقصان پہنچانا چاہا تھا مگر میں آپ کے جھکیے میں نہیں آیا آپ نے یہ مثل سنی ہے کہ جو جنگلی گدھے کو لات مارتا ہے وہ ایسے کو لات مارتا ہے جو نہایت سخت دولاتیں مارنے والا ہے' بخدا میری کرامت اور نفع رسانی کی خاطر تم نے ہرگز نہ یہ اونٹ مجھے دیا ہے اور نہ یہ روپیہ مگر یاد رکھو جو اس طرح کا دھوکہ دینا چاہتا ہے اللہ اسے پشیمان کر کے اس کا سر نیچا کر دیتا ہے مگر خیر میں خلیفہ کے سامنے تمہارا ذکر بھی کروں گا اور تعریف بھی کروں گا میں نے کہا ہاں تم سچ کہتے ہو اس نے کہا اچھا جب تم نے اپنے دل کی بات ظاہر ہی کر دی ہے تو اطمینان رکھو کہ میں ضرور تمہارا ذکر خیر اور تعریف کروں گا میں نے کہا تو جو کچھ تم نے ان کے لئے کہا ہے وہ مجھے سناؤ۔ وہ اس نے مجھے سنایا اور رخصت ہو کر شام پہنچا۔ مامون اس وقت سلغوس میں تھے' اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں قرہ کے مجاہدین میں پہنچا اور درباری لباس پہنکر اپنے اسی اونٹ پر سوار چھاونی میں گھوم رہا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر کے شخص سے جو ایک نہایت شوخ و شنگ بادرفتار خچر پر سوار تھا اور جس کی چال کو کوئی پا نہ سکتا آمنا سامنا ہو گیا وہ بالکل میرے منہ کے سامنے ہی آگیا اس وقت میں اپنے مدحیہ قطعہ کو دہرا رہا تھا اس نے نہایت ہی بلند آواز سے کہا السلام علیکم میں نے کہا وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ اس نے کہا جی چاہے تو ٹھہر جائیں ٹھہر گیا اور مجھے عنبر اور مشک کی خوشبو اس سے آئی اس نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا بنی مضر سے ہوں اس نے کہا ہم بھی مضر ہیں مضر کے کس قبیلہ سے ہو میں نے کہا بنی تمیم اس نے کہا اور میں نے کہا بنی سعد سے تعلق رکھتا ہوں اس نے

کہا خوب اچھا یہاں کیوں آئے میں نے کہا اس بادشاہ کے پاس آیا ہوں جس کے متعلق میں نے سنا ہے کہ نہ اس سے بڑھ کر کوئی فیاض ہے اور نہ با اخلاق اور وسیع ظرف والا۔ اس نے پوچھا کیا لیکر اس کے پاس آئے ہیں نے کہا چند شعر لایا ہوں جس کی شیرینی کا چٹخارہ زبان لے اور لوگ ان کو یاد کر کے پڑھتے پھریں، اور سننے والوں کے کانوں میں ان کی حلاوت رہے۔ اس نے کہا مجھے سناؤ اس پر میں نے برہم ہو کر کہا اے نفرے میں نے پہلے ہی تجھ سے کہدیا ہے کہ میں خلیفہ کی مدح میں شعر کہہ کر لایا ہوں اور تو ان کو سننے کا خواہشمند ہے یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔

اس جواب سے تھوڑا سا تغافل برتنے اور سنبھلنے کے بعد اس نے کہا ان سے کیا امید لگائی ہے میں نے کہا ان کی سخاوت و مروت کی جو تعریف مجھ سے کی گئی ہے اگر وہ سچ ہے تو ہزار دینار کی توقع ہے اس نے کہا تم مجھے اپنے شعر سناؤ اگر وہ عمدہ اور شیریں ہونگے تو یہ رقم میں تم کو دے دوں گا اس طرح تم تکلیف اور ان کے پاس بار بار جانے کی زحمت سے بچ جاؤ گے کیونکہ تمھارے لئے ان تک رسائی ہونا بہت ہی دشوار معلوم ہوتا ہے دس ہزار نیزہ بردار اور تیر انداز تمھارے اور ان کے بیچ میں حائل ہیں میں نے کہا اچھا اللہ کے سامنے یہ عہد کرو کہ اس وعدہ کو ایفا کرو گے اس نے کہا ہاں میں خدا کو ضامن بناتا ہوں کہ یہ رقم تم کو دوں گا میں نے کہا کیا تمھارے پاس موجود ہے اس نے کہا یہ میرا خچر ضمانت میں موجود ہے اس کی قیمت ہزار دینار سے زیادہ ہے یہ تو میں ابھی وقت تمھارے حوالے کر دونگا اس پر مجھے اور طیش آیا اور بنی سعد کا تہور اور خفت عقل مجھ پر طاری ہوگئی اور میں نے کہا کہ یہ خچر میرے اس اونٹ کے مساوی تو ہے نہیں۔ اس نے کہا اچھا اسے جانے دو میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد واثق کرتا ہوں کہ تم کو ابھی وقت ایک ہزار دینار دیدوں گا۔ اب میں نے ان کو اپنا مدحیہ قطعہ سنایا۔ بخدا ابھی میں اس کو ختم نہیں کر چکا تھا کہ تقریباً دس ہزار شہ سوار جن سے افق آسمان چھپ گیا ایک دم وہاں السلام علیکم یا امیر المومنین

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے آگئے ان کو دیکھ کر میں لرزہ براندام ہو گیا اس نے مجھے اس ہراس میں دیکھ کر کہا۔ ڈرو مت میں نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار آپ عربوں کی مختلف زبانوں سے واقف ہوں گے انھوں نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا کس نے قاف کی جگہ کاف استعمال کیا ہے انھوں نے کہا حمیر اس طرح بولتے ہیں میں نے کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو اور آج کے بعد جو اور شخص اس طرح بولے اس پر بھی لعنت ہو یہ سنکر وہ ہنس پڑے اور سمجھ گئے کہ میرا مطلب کیا ہے اپنے خدمت گار کی طرف جو پہلو میں کھڑا تھا متوجہ ہوئے اور کہا کہ جو کچھ اب تیرے ساتھ ہے وہ اسے دیدے اس نے ایک تھیلی مجھے دی جس میں تین ہزار دینار تھے۔ مجھ سے کہا یہ لو اور کہا السلام علیک اور چلدیئے یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

ابو سعید المخزومی نے ان کے مرثیے میں یہ شعر کہے۔

هل رایت النجوم اغنت عن المامون شیئاً او ملکه المانوس ⁂ خلفوه بعرصتی طرسوس مثل ما خلفوا اباه بطوس

ترجمہ:۔ تم نے دیکھا ستارے یا اس کی مستحکم حکومت مامون کے کام آئی لوگ اسے طرسوس کے میدان میں اسی طرح تنہا چھوڑ آئے جس طرح اس کے باپ کو طوس میں چھوڑ آئے تھے۔

علی بن عبیدۃ الریحانی نے کہا۔

ما اقل الدموع للمامون ⁂ لست ارضی الا دما من جفونی

ترجمہ:۔ اگرچہ میرے اشکوں نے مامون کے لئے کوئی کوتاہی نہیں کی مگر میرا دل تو اس وقت ٹھنڈا ہو گا جب ان کی موت پر بجائے اشک کے میری آنکھوں سے خون بہے۔

علی بن صالح نے بیان کیا کہ ایک دن مامون نے مجھ سے کہا کہ

اہل شام میں سے کوئی تعلیم یافتہ اور شائستہ شخص میری مصاحبت اور منادمت کے لئے تلاش کر کے لاؤ۔ مجھے تلاش سے ایسا شخص معلوم ہو گیا میں نے اسے بلایا اور کہا کہ میں تم کو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب کرنا چاہتا ہوں اور اس وقت تک کہ وہ خود ابتدا نہ کریں تم ان سے کوئی بات دریافت نہ کرنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم شامیوں کو سوالات کرنے کی بہت عادت ہوتی ہے اس نے کہا آپ نے جیسا حکم مجھے دیا ہے میں اس سے ہرگز تجاوز نہ کروں گا اطمینان رکھئے۔

میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں نے آپ کے حسب مراد آدمی تلاش کر لیا ہے انھوں نے فرمایا لاؤ۔ وہ سامنے آیا اور اس نے سلام کیا مامون نے اسے اور نزدیک بلایا اس وقت وہ شراب کے دور میں مشغول تھے اس سے کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنا مصاحب اور ندیم بناؤں، شامی نے کہا امیر المومنین جب جلیس کے کپڑے دوسرے جلیس سے کمتر درجے کے ہوتے ہیں تو اس سے اس میں فرومائگی اور حقارت پیدا ہوتی ہے، مامون نے حکم دیا کہ اسے خلعت سے سرفراز کیا جائے اس کے اس سوال سے غصے کی وجہ سے میری حالت ناگفتہ بہ ہو گئی خلعت پہنکر وہ اپنی جگہ آبیٹھا اور اس نے کہا امیر المومنین اس حالت میں کہ میرا دل اپنے اہل اعیال کی زبوں حالی سے شکستہ ہو رہا ہے آپ کو میری باتوں سے کوئی لطف حاصل نہ ہو گا۔ مامون نے حکم دیا کہ پچاس ہزار درہم اس کے گھر پہنچا دیئے جائیں اس کے بعد اس نے کہا ایک سوال اور بھی ہے مامون نے پوچھا کیا۔ اس نے کہا آپ نے وہ شے طلب کی ہے جو انسان کے ارادے اور عقل میں حائل ہو جاتی ہے۔ لہذا اگر اس حالت میں مجھ سے کوئی گستاخی ہو جائے تو جناب والا اسے معاف فرمائیں مامون نے کہا ہاں میں اس کا وعدہ کرتا ہوں' راوی کہتا ہے کہ اس کے اس تیسرے سوال سے میرا غصہ جاتا رہا۔

ابوحشیشہ محمد بن علی بن امیہ بن عمرو بیان کرتا ہے "ہم دمشق میں امیر المومنین کی خدمت میں پیش تھے کہ علویہ نے یہ شعر گائے"

برئت من الاسلام ان کان ذا الذی ❊ اتاك به الواشون عنی کما قالوا

ولکنهم لما راؤك سریعة ❊ الی تواصوا بالنمیمة واحتالوا

ترجمہ: - اگر میری وہ شکایت جو چغلخوروں نے تجھ سے کی ہے حقیقت پر مبنی ہو تو میں اسلام سے بری ہوں - بات یہ ہے کہ جب انھوں نے تجھے میرے پاس ارادتاً آتے دیکھا تو اور تو ان سے کچھ نہ بن پڑا البتہ میری غلط شکایت کرکے تجھے میری طرف سے بدظن کر دینے کی تدبیر کی -

مامون نے علویہ سے پوچھا یہ کس کے شعر ہیں - اس نے کہا قاضی صاحب کے - انھوں نے پوچھا کون قاضی - اس نے کہا دمشق کے، مامون نے ابو اسحٰق سے کہا اسے فوراً برطرف کر دو - ابو اسحٰق نے کہا میں نے برطرف کر دیا - مامون نے کہا اسے ابھی حاضر کیا جائے چنانچہ ایک کوتاہ قامت بڈھا خضاب لگائے حاضر کیا گیا - مامون نے پوچھا کیا نام ہے - اس نے پورا نام اور نسب بتایا - مامون نے پوچھا شعر کہتا ہے - اس نے کہا جی ہاں کبھی کہا کرتا تھا - مامون نے علویہ سے کہا اسے وہ شعر سناؤ - اس نے سنا دیئے - مامون نے پوچھا یہ تمھارے ہیں - اس نے کہا جی ہاں مگر امیر المومنین اگر اس گزرے ہوئے تیس سال کے زمانے میں میں نے زہد اور دوست کی نصیحت کے علاوہ کسی اور مضمون میں کوئی شعر کہا ہو تو میری بیویاں مطلقہ اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں وقف ہو مگر - مامون نے ابو اسحٰق سے کہا کہ اسے علیحدہ ہی کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو مسلمانوں کا قاضی بناؤں جو اپنے رندانہ کلام کی ابتدا ہی اسلام کی برات سے کرتا ہے پھر انھوں نے حکم دیا کہ اسے پلاؤ - شراب کا ایک بڑا قدح لایا گیا - اس نے اسے کانپتے ہوئے ہاتھ میں لیا اور عرض کیا امیر المومنین میں نے کبھی اسے چکھا نہیں - مامون نے کہا شاید تو دوسری قسم کی شراب چاہتا ہے - اس نے کہا جناب والا میں نے کبھی شراب کو زبان ہی پر نہیں رکھا ہے مجھے اس کا مزا یا فرق کیا معلوم - مامون نے کہا کیا یہ حرام ہے - اس نے کہا بیشک حرام ہے - مامون نے کہا تم اس کی وجہ سے بچ گئے

اچھا جاؤ اور پھر علویہ سے کہا کہ ان اشعار میں بجائے منشا الاسلام کے بجائے یہ کہو،

حُرمتُ مُنای منک ان کان ذا الذی ❊ اتاک بہ الواشون عنی کما قالوا

ترجمہ: میری جو شکایت لوگوں نے تجھ سے کی ہے اگر وہ سچ ہو تو میں اپنی تمنا سے محروم کر دیا جاؤں۔

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ ہم دمشق میں مامون کے ہمراہ تھے ایکدن وہ جبل الثلج کے ارادے سے نکلے۔ اثنائے راہ میں بنی امیہ کے بنائے ہوئے تالابوں میں سے ایک بڑے تالاب پر آئے جس کے اطراف چار سرو کے درخت نصب تھے ایک طرف سے بہتا ہوا پانی ان میں آتا تھا اور دوسری طرف سے خارج ہو جاتا تھا وہ مقام ان کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ انھوں نے ناشتہ اور شراب طلب کی اور بنی امیہ کو یاد کر کے ان کی مذمت اور منقصت کرنے لگے علویہ نے عود لیا اور اس پر یہ شعر گایا:۔

اُولئک قومی بعد عزٍ وثروۃٍ ❊ تفانوا فالا اذرف العین اکمدا

ترجمہ:۔ یہ میری قوم والے تھے جو عزت و دولت کے بعد فنا ہو گئے ان پر روتے روتے کیوں میں اپنی آنکھیں بے نور نہ کر لوں۔

شعر سنکر مامون کو سخت غصہ آیا انھوں نے کھانے کو ٹھکرا دیا کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا اے رنڈی بچے کیا اسی وقت تجھ کو اپنے آقاؤں کا تذکرہ کرنا تھا۔ اس نے کہا جناب والا آپ کا آزاد غلام زریاب میرے آقاؤں کے وہاں سو غلاموں کے ساتھ باہر نکلتا ہے اور میں آپ کے ہاں بھوکا مر رہا ہوں، مامون بیس دن تک اس سے خفا رہے پھر اس سے خوش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ مہدی کا غلام زریاب شام ہو کر بنی امیہ کے پاس مغرب چلا گیا تھا۔

عمارہ بن عقیل نے بیان کیا کہ میں نے اپنا ایک سو شعر کا قصیدہ

جو مامون کی مدح میں لکھا تھا ان کو سنایا جب میں پہلا مصرع پڑھتا تھا تو دوسرا مصرع وہ خود پڑھ دیتے تھے میں نے حیرت سے کہا۔ کہ جناب والا میں نے اپنے اس قصیدے کو اب تک کسی کو نہیں سنایا مامون نے کہا ہاں ایسا ہی ہونا چاہیئے پھر خود کہنے لگے کہ تم کو معلوم نہیں کہ عمر بن ابی ربیعہ نے جب عبداللہ بن العباسؓ کو اپنا قصیدہ جس کا مصرع اول تشط غداً دار جیرانا ہے سنانا شروع کیا تو اس کا دوسرا مصرع خود انھوں نے وللدار بعد غدٍ ابعد خود پڑھ دیا اور اسی طرح انھوں نے اس کے تمام قصیدے کے ثانی مصرع خود ہی سنا دیئے تو میں انھیں کا تو بیٹا ہوں۔

ابو مروان کازر بن ہارون نے بیان کیا کہ مامون نے یہ شعر کہے۔

بعثتک مرتادا أفقزت بنظرۃٍ ✦ واغفلتنی حتی اساأت بک الظنا

ترجمہ:۔ میں نے تجھے دریافت حال کے لئے بھیجا تھا اس وجہ سے تجھے دیدار محبوب نصیب ہو گیا، تو نے مجھ سے غفلت برتی اس وجہ سے مجھے تیری طرف سے سوءظن پیدا ہو گیا،

فناجیت من اھوی وکنت مباعداً ✦ فیالیت شعری عن دنوک ما اغنی

ترجمہ:۔ تو نے میری محبوبہ سے سرگوشی کی جبکہ میں بہت دور رہتا کاش میں جان لیتا کہ اس قرب سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟

اری اثر امنہ بعینیک بیناً ✦ لقد اخذت عیناک من عینہ حسنا

ترجمہ:۔ میں تیری آنکھوں میں اس کا اثر نمایاں دیکھ رہا ہوں کیونکہ اس کی آنکھ کے حسن کو تیری آنکھوں نے لے لیا ہے۔

ابو مروان کہتا ہے کہ مامون نے اس مضمون کو اپنے اشعار میں عباس بن احنف کے اشعار سے لیا ہے سب سے پہلے اس نے یہ مضمون باندھا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

ان تشق عینی بھا فقد سعدت ✦ عین رسولی بھا وفزت بالخبر

ترجمہ :- اگر میری آنکھوں نے اسے نہیں دیکھا، نہیں دیکھا مگر میرے پیامبر کی آنکھیں تو اس کے دیدار سے نصیب ور رہو ہیں اور مجھے اس کی خبر تو مل گئی۔

وکلما جائنی الرسول لہا ∴ رددت عمداً فی طرفہ نظری

ترجمہ :- جب کبھی اس کا پیامبر میرے پاس آیا ہے میں نے عمداً کئی مرتبہ غور سے اس کی آنکھیں دیکھی ہیں

یظہر فی وجہہ محاسنہا ∴ قد اثرت فیہ احسن الاثر

ترجمہ :- اس کے چہرے پر حسن محبوبہ کا اثر پوری طرح آشکار تھا۔

خذ مقلتی یا رسول عاریۃً ∴ فانظر بہا واحتکم علی بصری

ترجمہ :- اے قاصد تو میری آنکھ عاریۃً لیجا اور اس سے میری محبوبہ کو دیکھ اور خود مجھے اندھا کرتا جا۔

ابو العتاہیہ نے بیان کیا کہ ایک دن مامون نے مجھے بلا بھیجا میں حاضر خدمت ہوا دیکھا کہ متفکر بیٹھے ہیں اس حال میں قریب جانا میں نے مناسب نہ سمجھا دور ہی ٹھیر گیا پھر انھوں نے سر اٹھایا مجھے دیکھا اور قریب آنے کا اشارہ کیا میں قریب گیا مگر اب بھی وہ بہت دیر تک سر نیچا کئے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا اے ابو اسحٰق نفس کی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک حالت سے مطمئن نہیں ہوتا وہ ہمیشہ تبدیل چاہتا ہے کبھی وہ اسی طرح تنہائی چاہتا ہے جس طرح کہ کبھی وہ محبت احباب چاہتا ہے، میں نے کہا امیر المومنین صحیح کہتے ہیں اسی مضمون کا میرا ایک شعر ہے انھوں نے کہا سناؤ میں نے یہ شعر پڑھا:-

لا یصلح النفس اذ کانت مقسمۃ ∴ الا التنقل من حال الی حالِ

ترجمہ :- جب دل بیٹا ہوا ہو تو اس کے سوا کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کیا جائے کوئی بات اسے بھلی نہیں معلوم ہوتی۔

ابو نزار الضریر شاعر کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن جبلہ نے بیان کیا کہ میں نے حمید بن عبدالحمید سے کہا کہ ابو غانم میں نے امیر المومنین کی مدح میں ایسا قصیدہ کہا ہے کہ روئے زمین پر اس کا جواب نہ ہوگا آپ میرا ان سے ذکر کریں اس نے کہا مجھے سناؤ میں نے سنایا اس نے کہا بیشک تمہارا دعویٰ سچا ہے اس نے اس مدح کو مامون کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے کہا ابو غانم اس کا جواب خود اسی میں موجود ہے ہم چاہیں تو اسے معافی دیدیں اور یہی اس کا صلہ ہو اور یا ہم ان اشعار کو جو اس نے تمہاری شان میں اور ابو دلف قاسم بن عیسیٰ کی شان میں کہے ہیں ان اشعار سے مقابلہ کرکے دیکھیں اگر وہ اشعار جو اس نے تمہاری اور ابو دلف کی مدح میں کہے ان اشعار سے جو اس نے ہماری تعریف میں کہے ہیں بہتر ہوں تو پھر ہم پٹوائیں اور اس کی قید کی میعاد بڑھادیں اور اگر ہماری مدح بہتر ہو تو میں اس کے ہر شعر کے عوض میں ایک ہزار درہم دوں اور یا اسے معافی دیدوں' میں نے کہا اے میرے آقا بھلا میری اور ابو دلف کی کیا حقیقت ہے کہ اس نے ہماری مدح میں ایسے اشعار کہے ہوں جو جناب والا کی مدح سے بہتر ہوں' مامون نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہو ہمارے سوال کا یہ جواب نہیں ہے تم جاؤ اور اس سے پوچھو کہ کیا وہ اس مقابلے کے لئے آمادہ ہے۔

علی بن جبلہ نے بیان کیا کہ حمید نے مجھ سے آکر پوچھا کیا کہتے ہو میں نے کہا میں معافی کو ترجیح دیتا ہوں مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا وہ اپنے فائدے کو بہتر جانتا ہے حمید کہتا ہے میں نے علی بن جبلہ سے دریافت کیا کہ ابو دلف اور میری مدح میں کس بات کی طرف ان کا ذہن منتقل ہوا اس نے کہا میں نے ابو دلف کی مدح میں جو یہ شعر کہے:-

انما الدنیا ابو دلف + بین مغزاہ و محتضرہ

فاذا ولی ابو دلف + ولت الدنیا علی اثرہ

ترجمہ:- ابو دلف دنیا ہے ہر شخص وہیں جاتا ہے جدھر وہ پھرتا ہے دنیا اس کے ساتھ پھر جاتی ہے، اور میں نے تمہاری مدح میں جو یہ شعر کہے:-

لولا حمید لم یکن ❊ حسب یعد ولا نسب

یا واحد العرب الذی ❊ عزت بعزته العرب

ترجمہ:- اگر حمید نہ ہوتا تو حسب نسب کچھ نہ ہوتا۔ اے یکتائے عرب تیری عزت سے تمام عرب کی عزت ہے،

حمید نے تھوڑی دیر سوچکر کہا اے ابوالحسن امیر المومنین نے بہت عمدہ انتقاد کیا ہے اس نے مجھے دس ہزار درہم دو جانور، ایک خلعت اور ایک خادم دیا ابو دلف کو جب اس صلے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے اس سے دوگنا عطیہ دیا یہ عطایا ان دونوں نے راز میں دیئے تھے آج تک کسی کو اس کا علم نہ ہوا تھا البتہ اے ابو نزار اب میں نے تم سے یہ واقعہ بیان کر دیا ہے ابو نزار کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ علی بن جبلہ نے ابو دلف کی مدح میں جو یہ شعر کہا تھا اس کی وجہ سے ان کے دل میں اس کی جانب سے گرہ پڑ گئی وہ شعر یہ ہے،

تحدر ماء الجود من صلب آدم ❊ فاثبته الرحمان فی صلب قاسم

ترجمہ:- صلب آدم سے جود کا مادہ منتقل ہوتا رہا اور پھر اسے اللہ نے قاسم کی صلب میں ٹھیرا دیا۔

دعبل کا بھتیجا سلیمان بن زرین الخزاعی بیان کرتا ہے کہ دعبل نے مامون کی ہجو کہی اور مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا اس سے میری مراد نہیں ہے بلکہ اس نے ابو عباد کی ہجو کی ہے جب ابو عباد مامون کے پاس آتا وہ اکثر اسے دیکھ کر ہنستے اور کہا کرتے دعبل نے تیرے لیے جو یہ شعر کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

وکانه من دیر هزقل مفلت ❊ حرد یجر سلاسل الاقیاد

ترجمہ:- جب وہ دیر ہزقل سے بھاگ کر آرہا تھا تو معلوم ہوتا تھا

کہ وہ بھگوڑا ہے جس کے پاؤں میں قیدیوں کی بیڑیاں پڑی ہیں۔
جب کبھی ابراہیم بن شکلہ ان کی خدمت میں جاتا تو وہ اس سے کہتے کہ دعبل نے تیری ہجو کر کے تجھے بہت ذلیل کیا ہے اور وہ اشعار بھی سناتے
ایک مرتبہ یزیدی نے مامون سے اپنی پریشاں حالی، فلاکت اور قرض کے بار کی شکایت کی، مامون نے کہا مگر آج کل ہمارے پاس اتنا نہیں کہ اگر ہم دیں تو اس سے تمھاری حاجت پوری ہو سکے اس لئے کہا مگر اے امیر المومنین میں نہایت ہی تنگ ہوں قرضخواہوں نے مجھے تنگ کر دیا ہے صبر نہیں کر سکتا انھوں نے کہا اپنے لیے خود ہی کوئی ترکیب سوچو، اس نے کہا آپ کے بہت سے ندیم ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اگر میں نے متاثر کر دیا تو اس سے مجھے حسب مراد مل جائے گا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں ان کو گانٹھنے کی ترکیب کروں مامون نے کہا بتاؤ کیا ترکیب سوچی ہے اس نے کہا جب وہ سب آپ کے وہاں جمع ہو جائیں تو میں حاضر نہ ہوں گا آپ فلاں خدمتگار سے کہہ دیجیے گا کہ وہ میرا رقعہ آپ کو اس وقت لیجا کر دیدے اسے پڑھ کر آپ کہلا بھیجے گا کہ اس وقت میں کسی طرح نہیں مل سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس کو کہو تمھارے پاس بھیجدوں۔
چنانچہ اس نے یہی ترکیب کی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ آج امیر المومنین کے یہاں صحبت گرم ہے اور سب ندیم جمع ہیں اور سب کے سب شراب سے بدمست ہو چکے ہیں وہ آستانے پر حاضر ہوا اور اس نے اسی خدمتگار کو اپنا رقعہ دیا مامون نے اسے پڑھا یہ اشعار تھے:۔

یا خیر اخوانی واصحابی ٭ ھذا الطفیلی لدا الباب

ترجمہ:۔ اے میرے بہترین عزیز اور دوست یہ طفیلی بھی دروازے پر حاضر ہے۔

خُبّر ان القوم فی لذّۃ ٭ یصبوا الیھا کلّ اوّاب

ترجمہ :- مجھے معلوم ہوا ہے کہ سب احباب ایسی لذت میں منہمک ہیں کہ بڑے بڑے توبہ کرنے والے بھی اس کی طرف مائل ہیں۔

فصیرونی واحد امنکم * او اخرجوا الی بعض اترابی

ترجمہ :- مجھے بھی اپنے میں شریک کیجئے یا میرے دوستوں میں سے کسی ایک کو میرے پاس بھیجدیجئے۔

مامون نے رقعہ پڑھ کر اپنے سب ہم مشربوں کو وہ سنایا اور کہا کہ اس طفیلی کا ہمارے پاس اس حالت میں یہاں آنا کسی طرح مناسب نہیں انھوں نے خدمتگار سے کہا کہ جا کر کہدے کہ اس وقت تم کو باریاب نہیں کیا جا سکتا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم جسے چاہو اپنی منادمت کے لئے کہدو تو اسے بھیجدیا جائے، اس نے کہلا کر بھیجا کہ میں عبد اللہ بن طاہر کے سوا اور کسی دوسرے کو نہیں چاہتا مامون نے عبد اللہ سے کہا کہ سنو اس نے تم کو اختیار کیا ہے جاؤ عبد اللہ نے کہا امیر المومنین بھلا میں طفیلی کا شریک بنوں انھوں نے کہا ابو محمد کی دونوں باتوں کو رد نہیں کیا جا سکتا تمھارا جی چاہے تو اس کے پاس چلے جاؤ ورنہ اس کا معاوضہ دو عبد اللہ نے کہا میں دس ہزار درہم دیتا ہوں مامون نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس رقم پر وہ تمھاری صحبت کے ترک پر راضی ہو جائے گا۔ اب وہ دس دس ہزار بڑھاتا رہا اور مامون کہتے رہے کہ وہ اس رقم پر راضی نہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے ایک لاکھ درہم تک کہدیئے مامون نے کہا تو یہ رقم اسے فوراً بھیجدی جائے عبد اللہ بن طاہر نے اپنے وکیل کے نام وثیقہ لکھدیا کہ یہ رقم اسے دیدی جائے اور خود اپنا ایک آدمی اس کے ہمراہ بھیجدیا مامون نے اسے کہلا کر بھیجا کہ اس رقم پر قبضہ کر لو یہ تمھارے لئے اس کی اس حالت میں مجالست اور مصاحبت سے زیادہ نافع اور مفید ہے۔

صالح بن الرشید کہتا ہے ایک دن میں حسین بن ضحاک کے دو شعر

لئے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اُن سے درخواست کی کہ میں آپ کو دو شعر سنانا چاہتا ہوں انھوں نے کہا سناؤ میں نے یہ شعر سنائے

حمدنا اللہ شکراً اذحبانا ✤ بنصرک یا امیر المومنینا

فانت خلیفۃ الرحمان حقاً ✤ جمعت سماحۃ وجمعت دینا

ترجمہ :۔ اے امیر المومنین ہم اظہار شکر میں کہ اس نے آپ کی نصرت کی اللہ کی تعریف کرتے ہیں کیونکہ بلاشبہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں جن میں مروت اور تقوی دونوں جمع ہیں۔

مامون نے ان اشعار کو پسند کیا اور پوچھا کس کے ہیں مہلب نے کہا آپ کے غلام حسین بن الضحاک کے کہنے لگے اس نے بہت خوب کہا ہے میں نے عرض کیا امیر المومنین اس نے اس سے بہتر بھی کہا ہے پوچھا کیا؟ میں نے یہ شعر سنائے،

ایبخل فرد الحسن فرد صفاتہ ✤ علیّ وقد افردتہ بھوًی فرد

ترجمہ :۔ کیا یکتائے حسن کو یہ زیبا ہے کہ وہ اپنی سب سے بہتر صفت کا مجھ سے بخل کرے حالانکہ میں نے اپنے عشق یکتا سے تمام عالم میں صرف اسی کو اختیار کیا ہے

رای اللہ عبداللہ خیر عبادہ ✤ فملّکہ واللہ اعلم بالعبد

ترجمہ :۔ اللہ نے عبداللہ (مامون) کو اپنے بندوں میں سب سے بہتر سمجھا اور اسی وجہ سے ان کو حکومت دی اور بیشک اللہ ہی اپنے بندے کو سب سے بہتر جانتا ہے۔

عمارہ بن عقیل بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی السمط نے ایک دن کہا تم جانتے ہو مامون شعر نہیں سمجھتے میں نے کہا ان سے بہتر کون

نقاد شعر ہو سکتا ہے تم نے خود دیکھا ہے کہ ادھر ہم نے شعر سنانے شروع کئے اور ہم سے پہلے انھوں نے آخر تک سنا دیے' اس نے کہا ہاں یہ سچ ہے میں نے ایک نہایت عمدہ شعر ان کو سنایا مگر اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا میں نے پوچھا کیا شعر سنایا تھا اس نے یہ شعر پڑھا:۔

اضحی امام الهدیٰ المامون مشتغلاً ٭ بالدین والناس بالدنیا مشاغیل

ترجمہ:۔ جب تمام عالم دنیا میں مشغول ہے مامون جو امام ہدایت ہیں دین میں مشغول ہیں'

میں نے کہا بخدا اس میں تم نے کیا کمال کیا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں اس شعر میں تم نے ان کو ایک بڑھیا بنا دیا ہے جو تسبیح لئے محراب میں بیٹھی ہے تو اب بتاؤ کہ باوجود اس کے کہ وہ خلیفہ ہیں اس دنیا کے معاملات کون سنبھالے ہوئے ہے وہ تو اس سے غافل ہی ہیں۔ ان کے متعلق تم نے وہی مضمون کیوں نہ کہا جو تمہارے چچا جریر نے عبدالعزیز بن ولید کے لئے کہا تھا وہ شعر یہ ہے۔

فلا هو فی الدنیا مضیع نصیبه ٭ ولا عرض الدنیا عن الدین شاغله

ترجمہ:۔ نہ وہ اپنا حصہ دنیا میں ضائع کر رہا ہے اور نہ دنیا کے لوازم نے اسے دین سے غافل کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس توجیہ سے اب اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔

محمد بن ابراہیم السیاری کہتا ہے کہ جب العتابی مدینۃ السلام میں مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اسحٰق بن ابراہیم الموصلی بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ العتابی ایک جلیل القدر شیخ تھا اس نے ان کے سامنے آکر سلام کیا مامون نے سلام کا جواب دیا اور اپنے پاس بلایا اس نے قریب جا کر ان کے ہاتھ چومے اس کے بعد مامون نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا وہ بیٹھ گیا مامون اس کا حال دریافت کرنے لگے جس کا جواب وہ اپنی تیز و طرار زبان سے دیتا رہا مامون اس کی چرب زبانی سے خوش ہوئے

اور اب اس سے مذاق شروع کر دیا جس کو اس نے اپنی خفت پر محمول کیا اور اس نے کہا امیر المومنین بے تکلفی سے پہلے اتنا دینا چاہیے کہ لینے والا بس کہدے لفظ "البساس" کے معنی پوری طرح مامون نہ سمجھ سکے انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم کو دیکھا مگر پھر خود ہی سمجھ گئے اور غلام سے کہا کہ ایک ہزار دینار لاؤ یہ رقم آئی اور العتابی کے سامنے ڈال دی گئی اس کے بعد وہ مختلف مباحث اور حدیث کے متعلق سوال وجواب کرنے لگے اور ساتھ ہی اسحٰق سے آنکھ کے اشارے سے کہا کہ ذرا اس کی خبر لینا چنانچہ جس مسئلے پر العتابی گفتگو کرتا اسحٰق اس کے جواب میں اس سے کہیں زیادہ اس باب میں اپنی معلومات بیان کر دیتا جس سے وہ دنگ ہو گیا اس نے مامون سے کہا کہ جناب والا مجھے اجازت دیں کہ میں اس بزرگ سے ان کا نام پوچھوں انھوں نے کہا پوچھ لو العتابی نے اسحٰق سے پوچھا اے شیخ جناب کا اسم گرامی کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں انسان ہوں اور میرا نام "کل بصل" ہے العتابی نے کہا نسبت کو تو سب جانتے ہیں کہ آپ انسان ہیں مگر یہ نام آج ہی سننے میں آیا ہے کل بصل تو کوئی نام نہیں اسحٰق نے کہا آپ نے یہ ٹھیک بات نہیں کہی آپ کا اعتراض مناسب نہیں "کل ثوم" کیا نام ہے پیاز تو بہرحال لہسن سے اچھی ہے اس جواب پر العتابی نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ امیر المومنین مجھے ایسا قابل آدمی آج تک اور کوئی نظر نہیں آیا اگر آپ اجازت دیں تو جو صلہ آپ نے مجھے دیا ہے وہ ان کے نذر کر دوں کیونکہ انصاف یہ ہے کہ وہ مجھ پر فوقیت لے گئے ہیں مامون نے کہا یہ صلہ تو آپ ہی کو دیا گیا ہے ہم اسی قدر ان کو دلا دیتے ہیں اب اسحٰق نے العتابی سے کہا کہ جب آپ نے میری فضیلت کا اعتراف کر لیا ہے تو اب غور کیجیے کہ میں کون ہو سکتا ہوں اس نے کہا ہوں نہ ہوں آپ وہی فاضل اجل ہیں جن کی شہرت عراق سے ہم کو پہنچتی رہی ہے اور جو ابن الموصلی کے نام سے مشہور رہیں۔ اس نے کہا آپ کا قیاس بالکل درست ہے میں وہی ہوں العتابی نے اب اس سے

ملاقات کے لیے سلام کیا اور دعا دی، چونکہ سلسلۂ کلام کو بہت دیر ہو چکی تھی اس وجہ سے مامون نے کہا کہ جب آپ دونوں میں صلح اور دوستی ہو گئی ہے تو اب آپ تشریف لے جائیں چنانچہ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے دربار سے اٹھ آئے اور العتابی اسحٰق کے گھر آگیا اور اسی کے ہاں مقیم رہا۔"

عمارہ بن عقیل کہتا ہے کہ ایک دن جبکہ میں مامون کے ہاں شراب پی رہا تھا انھوں نے مجھ سے کہا "اے بدوی تو کس قدر خبیث ہے میں نے کہا امیر المومنین آپ نے ایسا گمان میرے لئے کیوں کیا انھوں نے کہا تم نے ان اشعار میں یہ کیا کہا ہے

قالت مفدّاة لما ان رات ارقی ؛ والهم يعتادنی من طيفه لمم

ترجمہ:۔ میری جاں نثار محبوبہ نے جب دیکھا کہ میں بیدار رہوں اور غم کا میرے اوپر ہجوم ہے اس نے کہا۔

نهبت مالک فی الادنین اصرة ؛ وفی الاباعد حتی حفک العدم

ترجمہ:۔ تم نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دور کے تعلق والوں میں اپنا تمام مال لٹا دیا اور اس کی وجہ سے بالکل تہی دست ہو گئے۔

فاطلب اليهم ترى ما كنت من حسن ؛ تسدی اليهم فقد باتت لهم صرم

ترجمہ:۔ جو دولت تم ان کو ہبہ کر دیا کرتے تھے اب وہ ان سے ذرا طلب کرو کیونکہ اب تو خود تم ان کے لئے اپنی تنگ دستی اور کثرت عیال کی وجہ سے بار ہو گئے ہو،

فقلت عذلک قد اكثرت لائمتی ؛ ولم يمت حاتم هزلا ولا هرم

ترجمہ:۔ میں نے اس سے کہا بہت ملامت کر چکی اب بس کر حاتم اور ہرم یوں ہی مذاق میں نہیں مر گئے۔

مامون نے مجھ سے کہا تم نے اپنے کو ہرم بن سنان سردار عرب اور حاتم الطائی سے مشابہت دی ہے کہاں وہ اور کہاں تم انھوں نے یہ کیا اور یہ کیا مامون نے اس کے فضائل کی مجھ پر بھرمار کر دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں ان دونوں سے بہتر ہوں میں مسلمان ہوں وہ کافر تھے اور میں بھی عرب ہوں،

مامون نے محمد بن الجہم سے کہا مجھے تم تین شعر مدح، ہجو اور مرثیہ میں سناؤ میں ہر شعر کے عوض میں ایک پرگنہ تم کو دوں گا اس نے مدح میں یہ شعر پڑھا۔

یجود بالنفس اذ ضن الجواد بہا ✧ والجود بالنفس اقصی غایۃ الجود

ترجمہ:- میرا ممدوح اس وقت اپنی جان دے ڈالتا ہے جب بڑے بڑے سخی اس کے دینے میں بخل کرتے ہیں اور جان کا دیدینا سخاوت کی انتہائی حد ہے،

ہجو میں اس نے یہ شعر سنایا:-

قبحت مناظرھم فحین خبرتہم ✧ حسنت مناظرھم لقبح المخبر،

ترجمہ:- ان کے چہرے بہت برے ہیں مگر صرف جب تو ان کو غور سے دیکھے تو باوجود قباحت وہ خوش نما ہو جاتے ہیں۔

مرثیہ میں یہ شعر سنایا:-

ارادوا لیخفوا قبرہ عن عدوہ ✧ فطیب تراب القبر دل علی القبر

ترجمہ:- انھوں نے چاہا تھا کہ اس کی قبر اس کے دشمن کو نہ معلوم ہو سکے مگر قبر کی مٹی کی خوشبو نے قبر کا پتہ دے ہی دیا۔

علویہ کہتا ہے کہ ایک موقع مجھ پر ایسا گزرا کہ اگر مامون رحم نہ کرتے تو میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا ایک مرتبہ انھوں نے مجھے طلب کیا اور

جب نبیذ سے وہ سرشار و بدمست ہوگئے تو مجھ سے گانے کی فرمائش کی قبل اس کے کہ میں شروع کرتا مخارق نے جریر کے بعض شعر ابن سریج کی لے میں گانے شروع کر دیئے اب میری باری آئی وہ رومی سرحد جانے کے ارادے سے دمشق جانے کی تیاری کر چکے تھے اس وقت مجھ سے یہی شعر گاتے بن پڑا:۔

الحین ساق الی دمشق وما ❊ کانت دمشق لاہلھا بلدا

ترجمہ:۔ اب وہ دمشق روانہ ہوا ہے حالانکہ دمشق کبھی اپنوں کے لئے سزاوار نہیں رہا۔

شعر سنکر پیالہ زمین پر دے مارا اور کہا خدا کی لعنت تجھ پر ہو یہ کیا سنایا پھر غلام کو حکم دیا کہ تین ہزار درہم مخارق کو لا کر دیدے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دربار سے اٹھا دیا گیا اسوقت ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور وہ معتصم سے کہہ رہے تھے کہ بخدا میرا یہ آخری سفر ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب دوبارہ کبھی میں عراق کو دیکھوں گا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ اس سفر سے ان کو عراق آنا نصیب ہی نہ ہو سکا اور انتقال ہو گیا۔

ابو اسحٰق المعتصم محمد بن ہارون الرشید کی خلافت

اس سال جبکہ ماہ رجب ۲۱۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں بارہ راتیں باقی رہگئی تھیں جمعرات کے دن ابو اسحٰق محمد بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن عبداللہ المنصور کی بحیثیت خلیفہ بیعت کی گئی لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ اس بارے میں عباس بن المامون ان سے منازعہ کرے گا مگر اس کی نوبت نہ آئی۔ فوج نے تو پہلے ان کی خلافت کے خلاف شور و غوغا برپا کر دیا تھا اور مطالبہ کیا تھا کہ عباس کو خلیفہ بنایا جائے مگر ابو اسحٰق نے عباس کو بلایا وہ حاضر ہوا اور اس نے ان کی بیعت کی پھر فوج سے آکر کہا تمھاری اس

جھوٹی محبت سے کیا ہوتا ہے میں نے اپنی خوشی سے اپنے چچا کی بیعت کر کے خلافت کو ان کے سپرد کر دیا ہے، اس بات سے تمام فوج مطمئن ہو گئی۔ مامون نے طوانہ کی جس قلعہ بندی کا حکم دیا تھا معتصم نے اس سال اس کے گرا دینے کا حکم دیدیا اس کی وجہ سے وہاں جس قدر اسلحہ اور دوسرا سازو سامان جمع کیا گیا تھا اس میں سے جو بار کر کے لایا جا سکا وہ لے آیا گیا اور باقی کو جلا دیا گیا اور جن لوگوں کو مامون نے وہاں بسایا تھا ان کو اپنے اپنے وطن جانے کی اجازت دیدی گئی۔

اس سال معتصم بغداد آئے، عباس بن المامون بھی ہمراہ تھا وہ سنیچر کے دن بغداد پہنچے اور اسی دن انھوں نے رمضان کا چاند یہاں آکر دیکھا، اس سال اصبہان۔ ہمذان، ماسبذان اور مہرجانقذق کے ہزارہا پہاڑی باشندے بابک خرمی کے مذہب میں داخل ہو گئے اور سب نے مجتمع ہو کر ہمذان کے علاقہ میں علم بغاوت بلند کر دیا معتصم نے ان کے مقابلہ کے لیئے بہت سی فوجیں بھیجیں آخری فوج انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کی امارت میں اس سال کے ماہ شوال میں روانہ کی تھی اور اسحٰق بن ابراہیم کو تمام جبال کے علاقہ کا امیر بھی مقرر کیا تھا۔ اسحٰق ماہ ذی القعدہ میں اس جماعت کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور آٹھویں ذی الحجہ کو اس کا مراسلہ بشارت فتح کا خط بغداد میں پڑھا گیا صرف ہمذان کے علاقہ میں اس نے ساٹھ ہزار کو قتل کر دیا تھا باقی رومی علاقے میں بھاگ گئے۔

اس سال صالح بن عباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ اہل مکہ نے جمعہ کے دن اور اہل بغداد نے سنیچر کے دن قربانی کی۔

۲۱۹ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محمد بن القاسم بن عمر بن علیؓ بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب

لئے خراسان کے شہر طالقان میں ظہور کیا اور آل محمد صلعم میں سے خلیفہ کے انتخاب کی دعوت دی ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ ہو گئی طالقان اور اس کے پہاڑوں میں اس کی عبداللہ بن طاہر کے امراء سے کئی لڑائیاں ہوئیں آخر میں اسے اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ خراسان کے کسی مقام کو جہاں کے باشندوں نے اس سے مراسلت کے ذریعہ سازش کر لی تھی بھاگ کر جا رہا تھا جب شہر نسا پہنچا تو اس کے ایک ہمراہی کا باپ وہاں رہتا تھا وہ شخص اپنے والد سے ملنے اور اس کے سلام کے لئے اس کے پاس گیا اس کے والد نے لڑائی کی خبر پوچھی اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اب ہم فلاں مقام کو جا رہے ہیں اس شخص نے عامل نساء سے جا کر محمد بن القاسم کی خبر کر دی عامل نے اسے دس ہزار درہم دئے کہ تو مجھے اس کا پتہ بتا دے اس نے بتا دیا عامل نے وہاں آکر محمد بن القاسم کو گرفتار کر کے اس سے ضمانت لی اور اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا اس نے اسے معتصم کے پاس بھیجدیا یہ بدھ کے دن ۱۴ ربیع الآخر کو معتصم کی خدمت میں پیش کر دیا گیا انھوں نے اسے مسرور الکبیر رشید کے خدمتگار کے پاس سامرا میں قید کر دیا جس جگہ قید کیا گیا تھا وہ نہایت ہی تنگ تھی جس کی وسعت شاید تین گز لمبی اور دو گز چوڑی رہی ہو تین دن وہ اسی کوٹھری میں قید رہا اس کے بعد اسے اس سے زیادہ وسیع حجرے میں منتقل کر دیا گیا اور کھانا بھی جاری کر دیا گیا نیز پہرہ بٹھا دیا گیا شب فطر میں جبکہ تمام لوگ عید اور تہنیت عید میں مشغول تھے وہ کسی ترکیب سے قید سے نکل بھاگا، بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت وہ روشن دان کی رسی کے ذریعہ روشن دان تک چڑھ کر اس سے نکل گیا جب لوگ اس کے لئے صبح کا کھانا لیکر وہاں آئے تو وہ مفقود تھا اگرچہ اس کی نشاندہی کے لئے ایک لاکھ درہم انعام کا عام اعلان کر دیا گیا اور اس کے لئے منادی کرنے والے نے منادی کر دی مگر اس کا قطعی پتہ نہ چلا ۔

اس سال ۱۱ جمادی الاولیٰ اتوار کے دن اسحٰق بن ابراہیم

علاقہ جبال سے خرمی اور دوسرے امان حاصل کردہ قیدیوں کے ساتھ بغداد آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر اسحٰق بن ابراہیم نے خرمیوں کی اس تمام لڑائیوں میں ان کے تقریباً ایک لاکھ آدمی قتل کیئے تھے۔

اس سال جمادی الآخر میں معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو ان زط گروہوں سے لڑنے بھیجا جنھوں نے بصرہ کے راستے میں سر اٹھا رکھا تھا راستہ مسدود کر رکھا تھا مسافروں کو لوٹ لیتے تھے اور کسکر اور اس سے ملے ہوئے بصرہ کے علاقہ کے کھلیانوں سے غلہ اٹھا لیجاتے تھے ان کے خوف سے لوگوں نے وہ راستہ چلنا ترک کر دیا تھا اپنے آپ کو روزانہ کی خبروں سے باخبر رکھنے کے لئے معتصم نے ڈاک کی چوکیوں پر سوار متعین کر دیئے تھے جو روز کی خبریں دما دم پہنچا دیتے تھے جو خبر عجیف کے ہاں سے نکلتی وہ اسیدن معتصم کو مل جاتی معتصم کی جانب سے محمد بن منصور ابراہیم بن البختری کا کاتب عجیف کا بخشی تھا، واسط آکر عجیف نے اس کے نیچے صافیہ نام ایک گاؤں میں پانچ ہزار فوج کے ساتھ اپنا پڑاؤ ڈالا اور خود وہ وہاں سے چلکر بردودا نام دجلہ کی ایک نہر پر آگیا اور اسے مسدود کرنے تک وہاں مقیم رہا،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عجیف نے واسط کے نیچے نجید نام ایک موضع میں اپنا پڑاؤ قائم کیا اور یہاں سے اس نے ہارون بن نعیم بن الوضاح خراسانی سپہ سالار کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ صافیہ نام موضع کو روانہ کیا اور خود وہ پانچ ہزار کے ساتھ بردودا آیا اور اس کے بند کرنے تک وہاں ٹھیرا رہا اس کے علاوہ اس نے دوسری اور نہریں بھی جو دجلہ سے نکلتیں یا اس میں ملتی تھیں بند کر دیں اس طرح اس نے زط کو ہر طرف سے محاصرہ میں لے لیا جن نہروں کو اس نے مسدود کیا تھا ان میں ایک نہر عروس نام تھی اس ناکہ بندی کے بعد اب اس نے ان پر حملہ کر کے پانسو کو گرفتار اور معرکۂ جنگ میں تین سو کو ہلاک کر دیا قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سر معتصم کے آستانے بھجدیئے، اس کے بعد عجیف پندرہ دن تک

زطّ کے مقابلہ پر جم کر لڑتا رہا اور اس میں اس نے ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور قید کر لیا۔ اس قوم کا سردار محمد بن عثمان نام ایک شخص تھا اور اس کا مددگار اور سپہ سالار سملق تھا۔ عجیف نو ماہ تک ان سے لڑتا رہا۔

اس سال صالح بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عجیف نے زطّ پر پورا غلبہ پالیا اس نے ان کو اس قدر عاجز کر دیا کہ وہ امان مانگنے پر مجبور ہوئے عجیف نے ان کو امان دی وہ ذی الحجہ سنہ ۲۱۹ھ میں اپنے جان و مال کی امان لیکر اس کے پاس چلے آئے اور وہ ان کو سنہ ۲۲۰ہجری میں بغداد لیکر آیا ان کی کل تعداد ۲۷ ہزار تھی جن میں ۱۲ ہزار جنگجو مرد تھے عجیف نے ان کو شمار کیا تو مرد عورت اور بچے سب ملاکر ۲۷ ہزار تھے یہ ان کو کشتیوں میں سوار کر کے بغداد روانہ ہوا زعفرانیہ آکر اس نے اپنے ہر سپاہی کو حسن کارگزاری کے صلہ میں دو دو دینار انعام دیا ایک دن وہاں ٹھہرا پھر جنگی ترتیب کے ساتھ ان کو بیڑوں میں سوار کر کے یوم عاشورا سنہ ۲۲۰ ہجری کو بغداد آیا ان کے ساتھ بگل بھی تھے معتصم اس وقت اپنی کشتی الزو میں سوار شماسیہ میں تھے زطّ بگل بجاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے ان کے اگلے قفص اور آخری شماسیہ کے مقابل تھے تین دن تک وہ اپنی کشتیوں میں مقیم رہے پھر ان کو بغداد کی جانب شرقی کو عبور کرا کے لایا گیا اور وہ بشر بن السمیدع کے حوالے کر دیے گئے وہ ان کو خانقین لایا اور

یہاں سے ان کو سرحد کی طرف عین زربہ منتقل کیا گیا اور رومیوں نے ان پر غارت گری کر کے ان کو بالکل برباد کر دیا ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔
اس سال معتصم نے افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کا والی مقرر کر کے بابک کے مقابلہ پر روانہ کیا ۲۔ جمادی الآخر کو افشین اس مہم پر بغداد سے روانہ ہوا اس نے بغداد کی عیدگاہ میں اپنا پڑاؤ ڈالا پھر وہاں سے برزند آیا

بابک کا خروج

اس نے سال ۲۰۱ھ ہجری میں خروج کیا تھا یہ اس کا مستقر تھا سلطنت کی بہت ہی فوجوں کو اس نے شکست دی تھی اور فوجی سرداروں کو قتل کر چکا تھا جب معتصم سریر آرائے سلطنت ہوئے انھوں نے ابوسعید محمد بن یوسف کو اردبیل بھیجا اور حکم دیا کہ زنجان اور اردبیل کے درمیان جن قلعوں کو بابک نے منہدم کر دیا ہے یہ ان کو پھر بنائے اور ان قلعوں میں اردبیل سامان معیشت لیجانے والے تاجروں کی حفاظت کے لئے جنگی چوکیاں قائم کرے ابوسعید اپنے کام پر چلا گیا اور اس نے ان قلعوں کو پھر بنایا جس کو بابک نے خراب کر دیا تھا اپنی غارت گری کے سلسلہ میں بابک نے اسی اثناء میں غارت گری کے لیئے ایک دستہ فوج معاویہ نام ایک شخص کی سرکردگی میں کسی مقام کو بھیجا تھا جب یہ جماعت غارت گری کر کے پلٹ رہی تھی اس کی خبر ابوسعید محمد بن یوسف کو ہوئی اس نے ایک جماعت تیار کر کے ان کے راستہ پر ان کو جا لیا اور لڑ پڑا اس جھڑپ میں اس نے ان کے کچھ آدمی قتل کر دیئے اور کچھ قید کر لیئے نیز لوٹ کا جو مال وہ لیئے جا رہے تھے اس پر اس نے قبضہ کر لیا یہ پہلی ہزیمت تھی جو بابک کی جماعت کو ہوئی۔ ابوسعید نے مقتولین کے سر اور قیدی معتصم باللہ کی خدمت میں بھیجدیئے۔
اس کے بعد دوسری ہزیمت ان کو محمد بن البعیث نے دی،

شخص ایک نہایت مستحکم قلعہ شاہی نام میں مقیم تھا۔ اس قلعہ کو اس نے وجنا بن الرّواد سے چھینا تھا۔ تقریباً دو فرسخ اس کا عرض تھا یہ آذربیجان کے علاقہ میں واقع تھا اس کے قبضہ میں اس علاقے میں ایک اور قلعہ تبریز بھی تھا مگر یہ قلعہ شاہی دونوں میں زیادہ مستحکم اور ناقابل تسخیر تھا۔ ابن البعیث سے بابک کی مصالحت تھی جب وہ اپنی مہمیں بھیجتا تو وہ فوجیں اس کے پاس آکر اترتیں یہ ان کی مہمانداری کرتا اور ان کو انعام و صلہ دیتا۔ اس طرح بابک کی فوجیں اس سے مانوس ہو گئی تھیں اور ان کی یہ عادت ہو گئی تھی کہ جب وہ کسی مہم پر جاتیں اس کے ہاں ضرور مہمان ہوتیں ایک مرتبہ، بابک نے اپنے امرا میں سے عصمہ نام ایک امیر کی قیادت میں ایک مہم روانہ کی وہ ابن البعیث کے ہاں اترا اس نے حسب عادت بھیڑیں ان کے پاس بھیجیں اور ان کو اپنا مہمان بنایا اور خوب خاطر تواضع کی اور عصمہ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ اپنے خاص مصاحب اور عمائد کے ساتھ قلعہ میں مجھ سے ملنے آئیں یہ اس کے پاس آیا۔ ابن البعیث نے ان کو کھانا کھلایا اور اتنی شراب پلائی کہ وہ بدمست ہو گئے اب اس نے اچانک حملہ کر کے عصمہ کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا، اس نے عصمہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک ایک شخص کا نام بتائے چنانچہ جب وہ اس شخص کا نام لیتا تو وہ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر نام لیکر اس کی گردن مار دیتا یہ سماں دیکھ کر اس کی فوج جو قلعہ کے باہر خیمہ زن تھی بھاگ گئی، ابن البعیث نے عصمہ کو معتصم کے پاس بھیجدیا یہ بعیث ابو محمد ابن الرواد کے لٹیروں میں کا ایک لٹیرا تھا، معتصم نے عصمہ سے بابک کے علاقوں کو دریافت کیا اس نے ان کو وہاں کے راستے اور لڑائی کے ڈھنگ بتلائے یہ واثق کے عہد تک قید رہا۔

برزند اکر افشین نے پڑاؤ ڈالا اور اس نے ان قلعوں کو جو برزند اور اردبیل کے درمیان تھے درست کرایا اس نے محمد بن یوسف کو خش نام ایک مقام میں متعین کیا اس نے وہاں خندق بنائی، افشین

نے ہیثم الغنوی اہل جزیرہ کے سپہ سالار کو ارشق نام ایک ہاٹ میں متعین کیا۔ اس نے اس کے قلعہ کی مرمت کی اور اس کے گرد خندق بنائی۔ نیز افشین نے علویہ الاعور انباء کے ایک امیر کو اردبیل کے متصل ایک قلعہ میں جس کا نام حصن النہر تھا متعین کر دیا جو مسافر اور قافلے اردبیل سے روانہ ہوتے ان کے ساتھ بدرقہ ہوتا جو ان کو حصن النہر تک پہنچا دیتا اس کے بعد پھر حصن النہر کا افسر ان کو اپنی حفاظت میں لیکر چلتا اور وہ انھیں ہیثم الغنوی کے سپرد کر دیتا۔ اسی طرح دوسری طرف سے ہیثم اپنی سمت کے لوگوں کو لاکر حصن النہر والوں کے حوالے کر دیتا اور اردبیل سے آنے والوں کا خود بدرقہ بنتا اس طرح وہ اور حصن النہر کا افسر آدھے راستے پر مل جاتے اور حصن النہر والا اپنے قافلوں کو ہیثم کے سپرد کرتا اور ہیثم اپنے اس کے سپرد کر دیتا اور پھر دونوں اپنی اپنی سمت چلے آتے اگر ان میں سے کبھی ایک اس مقام معہود پر دوسرے سے پہلے پہنچ جاتا تو وہ تاوقتیکہ دوسرا وہاں نہ آجائے اس مقام سے تجاوز نہ کرتا اور یہاں وہ دونوں اپنے اپنے قافلوں کو دوسرے کے سپرد کر کے ایک اردبیل واپس ہو جاتا اور ہیثم اپنے قافلہ کو افشین کے پڑاؤ کی طرف لیکر چلتا اور اس کی صورت یہ ہوتی کہ وہ اپنے قافلہ کو ابوسعید کے حوالے کرتا اس کے مقابلہ پر ابوسعید اپنے مستقر سے چلکر نصف راستے پر آکر ٹھیرتا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہوتے ان کو یہاں ہیثم کے حوالے کرتا اور ہیثم اپنے قافلہ کو ابوسعید کے سپرد کر دیتا۔ ابوسعید اپنے قافلہ والوں کے ساتھ خش آتا اور ہیثم اپنے لوگوں کو لیکر ارشق پلٹ جاتا دوسرے دن وہ ان کو علویہ الاعور اور اس کے سپاہیوں کے حوالے کر دیتا تاکہ وہ ان لوگوں کو وہاں وہاں پہنچا دیں جہاں ان کو جانا ہے۔ ابوسعید اپنے قافلے کو لیکر خش ہوتا ہوا افشین کے پڑاؤ کو آجاتا اثنائے راہ ہی میں اسے افشین کا رسالدار مل جاتا اور وہ اس قافلہ کو اپنی تحویل میں لیکر افشین کے پڑاؤ آجاتا یہ طریقہ بہت روز تک جاری رہا۔

جب کبھی دشمن کے جاسوس ابوسعید کے پاس یا دوسری کسی جنگی چوکی میں آجاتے

وہ سب ان کو افشین کے پاس بھیجدیتے افشین نہ ان کو قتل کرتا اور نہ پٹواتا بلکہ ان کو انعام واکرام دیتا اور پوچھ لیتا کہ بابک ان کے خدمات کا کیا صلہ دیا کرتا ہے جسقدر وہ بتاتے یہ اس سے دوگنی رقم ان کو دیتا اور کہتا کہ تم ہمارے جاسوس بن جاؤ۔

اس سال ارشق میں بابک اور افشین میں ایک لڑائی ہوئی جن میں مؤخر الذکر نے بابک کے بہت سے آدمی جن کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ تھے قتل کرڈالے اور بابک وہاں سے بھاگ کر موقان چلا گیا اور پھر اس مقام کو بھی چھوڑ کر بذ نام اپنے اصلی شہر کو چلا گیا۔

افشین اور بابک کی لڑائی

اس واقعہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ معتصم نے بغا الکبیر کے ساتھ بہت بڑی رقم اپنی فوج کی معاش اور اخراجات جنگ کے لیئے افشین کے پاس روانہ کی بغا اس رقم کو لیکر اردبیل آیا۔ بابک اور اس کے آدمیوں کو بغا کی خبر مل گئی انھوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ قبل اس کے کہ بغا افشین کے پاس پہنچے ہم اسے راستے ہی میں آلیں صالح جاسوس نے افشین سے آکر بیان کیا کہ بغا روپیہ لا رہا ہے اور بابک نے تہیہ کیا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ آپ کے پاس پہنچے راستے ہی میں اسے آلے۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح نے ابو سعید سے آکر یہ خبر بیان کی تھی اور اس نے اسے افشین کے پاس بھیجدیا۔

اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بابک نے کئی مقامات پر کمین متعین کردی افشین نے ابو سعید کو لکھا کہ اس اطلاع کی صحت تحقیق کرلو۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ بھیس بدل کر دریافت حقیقت کے لئے نکلا اس نے صالح کے نشاندادہ مقامات میں آگ اور الاوے دیکھے افشین

نے بغا کو لکھا کہ میرے آئندہ ایما تک تم اردبیل ہی میں قیام کرو۔ ابوسعید نے افشین کو لکھ بھیجا کہ صالح کی اطلاع درست ہے اس نے صالح سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور اس وقت بھی اسے انعام دیا۔

اب افشین نے بغا کو لکھا کہ تم یہ ظاہر کرو کہ تم گویا سفر کی تیاری کر رہے ہو، اس روپیہ کو اونٹوں پر بار کرو اور ان کی ایک قطار بنا لو اور پھر اردبیل سے روانہ ہو۔ یہ ظاہر کرو کہ گویا تم برزند جا رہے ہو اور جب تم نہر والی جنگی چوکی تک پہنچ جاؤ یا دو فرسخ کے حائل راستہ طے کر لو اونٹوں کی قطار کو وہیں روک لو البتہ وہ لوگ جو اس روپیہ کے ساتھ ہوں برزند چلے جائیں جب قافلہ چلا جائے تو تم اس روپیہ کو لے کر اردبیل پلٹ آؤ۔

بغا نے حسبہ عمل کیا جب اس کا قافلہ اردبیل سے چل کر نہر پر ٹھیرا تو بابک کے جاسوسوں نے چونکہ خود مال کو بار ہوتے ہوئے دیکھا تھا اس نے جا کر اس کی اطلاع کی اور کہا کہ وہ نہر تک پہنچ چکا ہے۔

بغا مال لیکر اردبیل واپس آگیا، دوسری طرف سے افشین اس قرارداد کے مطابق جو اس نے بغا سے کی تھی معینہ دن میں عصر کے وقت برزند سے روانہ ہو کر غروب آفتاب کے ساتھ خش آگیا اور اس نے ابوسعید کی خندق کے باہر پڑاؤ کیا صبح ہوتے ہی وہ خفیہ طور پر چل کھڑا ہوا نہ اس نے طبل بجایا نہ کوئی نشان بلند کیا بلکہ اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا تھا کہ جنگی نشانات بند رہیں اور سب لوگ بالکل خاموش رہیں اس نے اپنی رفتار بہت تیز رکھی، وہ قافلہ جو اس روز نہر سے ہیثم الغنوی کی طرف چلا تھا اپنے مقام سے روانہ ہو چکا تھا افشین خش سے ہیثم کی سمت اس لیے چلا کہ یہ اسے راستے میں جا ملائے ہیثم کو افشین کی آمد کی اطلاع نہ تھی یہ حسب دستور اپنے قافلہ کو لیکر نہر کے ارادے سے روانہ ہو گیا اب بابک اپنے رسالے پیدل اور فوجوں کو آراستہ کر کے نہر کے راستہ پر آگیا اسے یقین تھا کہ روپیہ ضرور میرے ہاتھ لگ جائیگا، حصن النہر کا قلعہ دار اپنے قافلہ کو لیکر ہیثم کی طرف چلا۔ اس پر بابک کے سواروں نے کمین گاہوں سے نکل کر اس امید میں کہ

وہ روپیہ ضرور اس کے ساتھ ہے حملہ کر دیا۔ نہر کا قلعہ دار ان سے لڑ پڑا مگر انھوں نے اسے اس کی جمعیت اور تمام مسافروں کو قتل کر دیا۔ ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا مگر ان کو معلوم ہوا کہ جس روپیہ کی لالچ میں انھوں نے یہ حملہ کیا تھا وہ ان کی دسترس سے نکل گیا ہے انھوں نے حصن النہر کے قلعہ دار کا جھنڈا لے لیا اور فوج کی وردی زرہیں، بھالے اور ڈگلے لے کر خود ان کو پہن کر اپنی ہئیت اس لئے بدلی کہ اس طرح بے خبری میں وہ ہیثم الغنوی اور اس کے ساتھیوں کو جا دبوچیں ان کو افشین کی پیش قدمی کی اطلاع نہ تھی، وہ حصن النہر کی سپاہ کی شکل میں آگے آئے اور مقام مقررہ تک چلے آئے چونکہ ان کو صحیح طور پر اس مقام کا علم نہ تھا جہاں قلعہ دار کا نشان نصب ہوتا تھا اس لیے وہ اس سے ہٹ کر دوسری جگہ آکر ٹھیر گئے ہیثم دوسری طرف سے آکر اپنے مقررہ مقام پر ٹھیرا اور اپنے مقابل کے مقام کی تبدیلی سے کھٹک گیا اس نے اپنے ایک چچا زاد بھائی سے کہا کہ تم اس یارخو کے پاس جاکر پوچھو کہ اس غیر مقام میں کیوں ٹھیرا ہے ہیثم کے بھائی نے اس جماعت کے قریب آکر دیکھا کہ یہ تو کوئی اور لوگ ہیں۔ اس نے فوراً ہیثم کے پاس واپس آکر اس سے کہا کہ ان لوگوں کو تو میں نہیں پہچانتا اس نے جھڑک کر کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نہایت ہی بزدل ہے۔ پھر اس نے اپنے پاس سے پانچ سوار دریافت حال کے لیے روانہ کئے جب یہ سوار اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر بابک کے قریب پہنچے وہاں سے دو آدمی نکل کر آئے۔ یہ سوار ان کے پاس گئے اور ان کی ہئیت سے تاڑ گئے کہ یہ تو دشمن ہیں انھوں نے ان سے بھی کہہ دیا کہ ہم نے تم کو پہچان لیا ہے اس کے بعد وہ سوار تیز گھوڑے دوڑاتے ہوئے ہیثم کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ کافر نے علویہ اور اس کی جمعیت کو قتل کر ڈالا ہے اور دھوکہ دینے کے لیے انھیں کے جھنڈے اور لباس کو لے کر خود پہن لیا ہے ہیثم اس خبر کو سنتے ہی اپنے قافلہ کے پاس پلٹ آیا اور اس اندیشہ سے کہ مبادا یہ ساری جماعت دشمن کے ہاتھ لگ جائے اس نے فوراً مراجعت

کا حکم دیا اور اب وہ اپنے قافلہ کو دشمن سے بچاتا ہوا عقبی دستہ کی طرح اپنی جمعیت کے ساتھ تھوڑی تھوڑی دور چل کر تھوڑی دیر ٹھیر جاتا یہاں تک کہ وہ قافلہ اس قلعہ میں پہنچ گیا جو ہیثم کا مستقر تھا یعنی ارشق، یہاں آ کر اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم میں جو شخص اپنی خوشی سے اس بات کے لیے آمادہ ہو کہ وہ ہماری حالت امیر کو اور ابوسعید کو فوراً جا کر بتا دے اسے دس ہزار درہم انعام دیا جائے گا اور اگر دوڑ کی وجہ سے اس کا گھوڑا مر جائے تو اسے ویسا ہی دوسرا گھوڑا وہیں دیدیا جائے گا' دو شخص اس کام کے لیے آمادہ ہوئے اور دو بہت عمدہ تیز گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کو اڑاتے ہوئے اپنے کام پر چل دیئے۔ ہیثم قلعہ کے اندر چلا آیا۔

بابک اپنی فوج کیلے کر اپنے مقام سے قلعہ پر آیا اس کے لیے کرسی رکھدی گئی وہ قلعہ کے سامنے ایک بلندی پر بیٹھ گیا اور اس نے ہیثم سے کہلا بھیجا کہ قلعہ چھوڑ کر چلے جاؤ تاکہ میں اسے منہدم کر دوں۔ ہیثم نے اس کے مطالبہ کو مسترد کر دیا اور لڑائی کے لیے تیار رہا اس وقت قلعہ میں اس کے ہمراہ چھ سو پیدل اور چار سو سوار تھے اور ایک مستحکم خندق بھی اس کے ہاں تھی ان ذرائع کے ساتھ ہیثم نے اس سے جنگ شروع کر دی، بابک اپنے مصاحبین کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ گیا اور پینے کے لیے شراب اس کے سامنے رکھی گئی اب حسب دستور گھمسان لڑائی ہونے لگی۔

وہ دونوں سوار جو ارسال خبر کے لیے روانہ کیے گئے تھے ارشق سے ایک فرسخ کم فاصلہ پر افشین کے پاس پہنچ گئے۔ ان پر نظر پڑتے ہی افشین نے اپنے مقدمہ کے افسر سے کہا کہ میں دو سواروں کو نہایت تیز دوڑتا ہوا آتا دیکھ رہا ہوں پھر کہا کہ طبل بجاؤ اور جھنڈے بلند کر کے ان دونوں سواروں کی طرف گھوڑوں کو ایڑ دو' اس کی فوج نے حسب عمل کیا اور وہ نہایت سرعت سے روانہ ہوئے' افشین نے کہا اور ان دونوں سے بلند آواز میں پکار کر کہدو کہ ہم آئے ہم آئے۔ یہ جماعت ایک ہی سانس میں اس قدر تیزی سے گھوڑے دوڑاتی ہوئی کہ ایک ایک پر چلے پڑتے تھے آناً فاناً بابک پر

آپڑی اسے اتنا موقع بھی نہ ملا کہ وہ اپنے مقام سے منتقل ہوتا یا سوار ہوسکتا افشین کا رسالہ اور فوج ایک دم وہاں آپہنچی اور آتے ہی وہ دشمن سے دست و گریباں ہوگئے نتیجہ یہ ہوا کہ بابک کی پیادہ سپاہ میں سے کوئی بھی بچ کر نہ جا سکا البتہ وہ خود چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر موقان چلا گیا وہ اپنی تمام جماعت سے بالکل منقطع ہوگیا تھا، افشین وہیں ٹھیر گیا رات وہیں بسر کر کے پھر اپنی برزند کے فوجی پڑاؤ میں پلٹ آیا۔ بابک چند روز موقان میں پڑا رہا پھر اس نے اپنے شہر بذ کو آدمی بھیجے وہاں سے رات کے وقت ایک سپاہ آئی جس میں پیادے تھے وہ ان کے ہمراہ موقان سے چل کر بذ آگیا۔

انھیں دنوں میں ایک قافلہ خش سے برزند جانے کے لئے روانہ ہوا اس کے ہمراہ ابوسعید کی طرف سے صالح بہشتی بدرقہ کے لیے ساتھ تھا بابک کے اصبہذ نے کمیں گاہ سے نکل کر اس قافلہ پر غارت گری کی اور اسے آلیا، جتنے آدمی قافلے میں تھے اور جس قدر سپاہی صالح کے ساتھ تھے ان سب کو اس نے قتل کر دیا البتہ صالح چند بچنے والوں کے ساتھ ننگے پاؤں بچ کر نکل آیا تمام قافلہ والے قتل کر دے گئے اور ان کا مال و متاع لوٹ لیا گیا اس قافلہ کی بربادی سے جس کے ساتھ سامان خوراک تھا افشین کے پڑاؤ میں قحط پڑ گیا اس نے مراغہ کے حاکم کو حکم بھیجا کہ چونکہ ہمارے ہاں قحط پڑ گیا ہے اور لوگ فاقہ زدہ ہو رہے ہیں اس لئے تم فوراً سامان خوراک اپنے ہاں سے بھیجو، حاکم مراغہ نے اس حکم کی بجا آوری میں سامان خوراک کا ایک زبردست قافلہ جس میں گدھوں اور دوسرے بار برداری کے جانوروں کے علاوہ تقریباً ایک ہزار بیل تھے باقاعدہ فوجی بدرقہ کے ساتھ افشین کو بھیجا اثنائے راہ میں اس قافلہ کو بھی بابک کی ایک طوفانی جماعت نے جو طرخان یا آذین کی قیادت میں تھی آلیا اور اسے پوری طرح لوٹ لیا۔ اس سے لوگوں کو سخت مصیبت پیش آگئی اب افشین نے شیروان کے حاکم کو لکھا کہ سامان خوراک بھیجو اس نے کثیر مقدار میں آذوقہ روانہ کر دیا اور اس سال

وہ سب لوگ قحط کی تکلیف سے بچ گئے۔
بغا بھی مال اور سپاہ کے ساتھ افشین کے پاس آپہنچا۔
اس سال ذی القعدہ میں معتصم قاطول روانہ ہوئے۔

معتصم کا سفر قاطول

ابوالوزیر احمد بن خالد بیان کرتا ہے، ۲۱۹ھ ہجری میں معتصم نے مجھے بلایا اور کہا کہ سامرا کے اطراف میں میرے لیے کوئی ایسی مناسب جگہ خرید لو جہاں میں ایک جدید شہر بساؤں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کسی وقت یہ حربیہ والے ایک للکار سے میرے غلاموں کو قتل کر دیں گے تو اگر میں نے وہاں اپنا مقام رکھا تو میں ان سے بالا رہوں گا اگر ان کی طرف سے کسی ہنگامہ کا مجھے خوف ہوا تو میں آسانی کے ساتھ خشکی یا تری کے راستے ان پر قابو پاسکوں گا، اور یہ ایک لاکھ دینار لے جاؤ۔ میں نے کہا سردست پانچ ہزار لیے جاتا ہوں ضرورت ہوگی تو اور منگوالوں گا انھوں نے کہا مناسب ہے میں اس مقام پر آیا اور میں نے سامرا کو پانسو درہم میں دیر والے نصاریٰ سے خرید لیا نیز میں نے بستان الخاقانی کی زمین پانچ ہزار درہم میں خریدی اور بھی چند موضع لیے اور جب میں نے اپنے ارادے کی تکمیل کرلی تو میں صکاک میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ۲۲۰ھ ہجری میں اس مقام کو آنے کے لیے روانہ ہوئے جب قاطول کے قریب آئے یہاں انکے قیام کے لیے خیمے اور شامیانے نصب کیے گئے اور دوسرے لوگوں نے اپنے جھونپڑے بنائے اس کے بعد جب کبھی وہ یہاں آتے ان کے لیے عارضی طور پر بنگلے نصب کردیے جاتے یہاں تک کہ ۲۲۱ھ ہجری میں اس شہر کی تعمیر شروع ہوئی۔

مسرور رشید کا خدمت گار کہتا ہے کہ ایک مرتبہ معتصم نے مجھ سے پوچھا

کہ جب رشید بغداد کے قیام سے گھبرا جاتے تو کس مقام کو تفریح اور تبدیلی کیلئے جاتے تھے۔ میں نے کہا قاطول جایا کرتے تھے وہاں انھوں نے ایک شہر بھی بنایا تھا جس کے آثار اور فصیل اب تک موجود ہیں یہ رشید کو بھی اپنی فوج کی طرف سے اسی قسم کا خوف پیدا ہو گیا تھا جس طرح معتصم کو ہوا مگر جب اہل شام نے شام میں بغاوت برپا کی تو رشید رقہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے اس وجہ سے شہر قاطول ناتمام رہ گیا۔

جب معتصم بغداد سے قاطول چلے تو انھوں نے بغداد میں اپنے بیٹے ہارون الواثق کو اپنا نائب بنایا۔

جعفر بن محمد بن بوازہ نے معتصم کے قاطول جانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے ترک غلاموں کی یہ گت تھی کہ یکے بعد دیگرے وہ بغداد کے بازاروں میں مقتول پڑے ہوئے ملتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یہ نرے اُجڈ سپاہی تھے بغداد کے گلی کوچوں میں بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے تھے اور اس طرح مرد عورت بچوں کو ٹکر دیتے اور صدمہ پہنچاتے انبار ان کو پکڑ کر سواری سے نیچے اتارتے اور بعض کو زخمی کر دیتے جس کی وجہ سے ان میں سے بعض بسا اوقات ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے ترکوں نے معتصم سے اس کی شکایت کی عوام نے بھی ان کو ستانا شروع کیا، عید قربانی یا عید الفطر کے دن جبکہ معتصم عید گاہ سے نماز پڑھ کر آرہے تھے حرشی کے چوک میں ایک بزرگ ان کے سامنے آئے اور کہا اے ابو اسحٰق بات سنو سپاہی ان کو مارنے کے لیے دوڑے مگر معتصم نے ان کو روک دیا اور ان بزرگ سے پوچھا کیا ہے انھوں نے کہا آپ کی ہمسائگی ہمارے لئے باعث زحمت ہو گئی ہے آپ نے ان گنواروں کو ہم میں لا بسایا ہے ان کی وجہ سے ہمارے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں اور ان کے عوض میں آپ نے ہمارے آدمیوں کو قتل بھی کیا ہے۔

معتصم اس تمام گفتگو کو غور سے سنتے رہے اس کے بعد محل میں چلے گئے مگر پھر ایک سال تک وہ اس طرح شہر میں سے نہ گزرے البتہ

دوسرے سال وہ جلوس کے ساتھ عید گاہ گئے اور عید کی نماز پڑھا کر پھر اپنے بغداد کی محل سرا میں واپس نہ آئے بلکہ وہیں سے انھوں نے اپنے گھوڑے کی باگ قاطول کی طرف پھیر دی اور بغداد سے چلے گئے اور وہاں پلٹ کر نہ آئے۔

اس سال معتصم فضل بن مروان سے ناراض ہو گئے اور اسے قید کر دیا۔

معتصم کی فضل بن مروان سے ناراضی کی وجہ

نیزان تک اس کی رسائی کی وجہ

فضل اہل بردان میں سے تھا پہلے وہ کسی عامل کے ہاں منشی تھا اس کا خط اچھا تھا اس کے کچھ عرصہ کے بعد وہ معتصم کے ایک کاتب یحییٰ الجرمقانی کے پاس پہنچ گیا یہ اس کی پیشی میں کام کرتا تھا جرمقانی کے مرنے کے بعد یہ اس کی جگہ مقرر کر دیا گیا اور اب علی بن حسان الانباری خود اس کی پیشی کا اہلکار رہا عرصے تک یہ اسی خدمت کو انجام دیتا رہا یہاں تک کہ معتصم کو عروج نصیب ہوا فضل ان کا کاتب تھا یہ ان کے ہمراہ مامون کے مستقر کو گیا تھا نیز ان کے ہمراہ مصر بھی گیا تھا وہاں کی تمام آمدنی اسی نے وصول کی یہ مامون کی موت سے پہلے بغداد آگیا تھا ان کے آنے سے پہلے یہ ان کے احکام یہاں نافذ کرتا اور جو چاہتا ان کی طرف سے لکھدیتا۔ جب معتصم خلیفہ ہو کر بغداد آئے تو وہ خلافت کا اصلی کارکن اور مالک بن گیا تمام دفاتر اس کے تحت تھے تمام خزانے اور کوٹھے اس کی تفویض تھے، بغداد آکر معتصم نے داد و دہش شروع کی گویوں اور بھانڈوں کو انعام و اکرام دینے کا حکم دیا مگر اس نے ان کے احکام کی بجا آوری نہیں کی اور اس وجہ سے اب وہ ان کے لیے دو بھر ہو گیا۔

ایک مرتبہ معتصم نے ابراہیم الہفتی مشہور بھانڈ کے لیے فضل کو حکم دیا کہ اسے اس قدر روپیہ دیدیا جائے مگر فضل نے اسے کچھ نہیں دیا جبکہ معتصم کے لیے بغداد میں ایک محل تعمیر کیا گیا اور اس میں باغ لگا دیا گیا ہفتی انکی مجلس میں تھا وہ اٹھ کر باغ کی سیر اور گل گشت کرنے لگے ہفتی بھی ساتھ تھا یہ معتصم کے خلیفہ ہونے سے پہلے بھی ان کی صحبت میں رہا کرتا تھا اور اکثر مذاق کی گفتگو میں ان کو کہدیتا تھا "خدا تمھارا بھلا نہ کرے" یہ چوڑا چکلا فربہ تھا اور معتصم دبلے اور ہلکے جسم کے تھے یہ دنوں پیدل باغ کی سیر کر رہے تھے۔ معتصم چال میں اس سے آگے بڑھ جاتے تھے اور جب اسے اپنے ساتھ نہ دیکھتے تو مڑکر اسے دیکھتے اور کہتے چلا نہیں جاتا آگے آؤ جب اس طرح کئی مرتبہ انھوں نے ہفتی کو حکم دیا تو اس نے مذاق کے پیرایہ میں کہا اللہ آپ کا بھلا کرے میں خلیفہ کے ساتھ ہوں کسی احدی کے ساتھ نہیں ہوں بخدا اب تک تم کو فلاح حاصل نہیں ہوئی معتصم اس کے جواب پر ہنسے اور انھوں نے کہا کیا کہتے ہو کیا اب خلافت ملنے کے بعد بھی کوئی کامیابی اور فلاح باقی ہے جو مجھے حاصل نہیں اس نے کہا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اب بھی کوئی ذی اقتدار اور کامیاب آدمی ہیں آپ برائے نام خلیفہ ہیں آپ کا حکم صرف آپ ہی سن لیتے ہیں خلیفہ دراصل فضل بن مروان ہے جس کا حکم نافذ ہے جس وقت وہ کسی بات کو کہے اسی وقت وہ عمل پذیر ہوجاتی ہے معتصم نے کہا تم میرے کسی ایک ایسے حکم کو بتا سکتے ہو جس کا نفاذ نہ ہوا ہو اس نے کہا دو ماہ ہوئے کہ آپ نے مجھے اتنا روپیہ دلانے کا حکم دیا تھا اس میں سے آج تک مجھے ایک حبہ بھی وصول نہیں ہوا' یہ سن کر فضل کی طرف سے ان کے دل میں گرہ بیٹھ گئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ اس سے سخت ناراض ہوگئے اور اس کی بربادی کے درپے ہوئے'

اس سلسلہ میں پہلی بات انھوں نے یہ کی کہ احمد بن عمار الخراسانی کو صرف خاص کے اخراجات کی حد تک فضل کے اوپر معتمد عام مقرر کردیا اور نصر بن منصور بن بسّام کو خراج اور دوسرے اخراجات کا معتمد عام

مقرر کیا عرصے تک یہ انتظام قائم رہا۔

محمد بن عبدالملک الزیات اسی طرح معتصم کے دور میں مہتمم فراشخانہ تھا جس طرح کہ اس کا باپ مامون کے عہد میں تھا۔ اس شعبہ میں اس کے ہاتھ جو خرچ ہوتا تھا وہ اسے باقاعدہ دیوان میں درج کر لیتا تھا اس کا یہ قاعدہ تھا کہ سیاہ نیمہ پہنے اور تلوار حمائل کئے محل میں آتا۔ فضل نے اس سے کہا تم تاجر ہو بھلا تم کو سیاہ لباس اور تلوار سے کیا سروکار ہے محمد نے اس روز سے یہ طریقہ چھوڑ دیا۔ اب فضل نے اس سے کہا کہ تم اپنے حسابات جانچ کے لیئے دلیل بن یعقوب النصرانی کے پاس لے جاؤ اس نے سارا حساب اسے دکھایا دلیل نے اس کی بہت تعریف لکھی اور کوئی اعتراض نہیں کیا اس پر محمد نے اسے تحائف پیش کئے مگر اس نے ان میں سے کوئی چیز قبول نہیں کی۔

سنہ ۲۱۹ ہجری یا ۲۲۰ ہجری میں جو میرے نزدیک غلط ہے معتصم قاطول روانہ ہوئے تاکہ سامرا میں شہر بنائیں مگر اس وقت دجلہ میں اس قدر طغیانی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ آگے نہ چل سکے اور بغداد پلٹ کر شماسیہ میں چلے آئے اس کے بعد جب وہ دوبارہ قاطول گئے وہاں پہنچ کر ماہ صفر میں وہ فضل بن مروان اور اس کے خاندان سے ناراض ہوگئے اور انھوں نے ان کو حکم دیا کہ جس قدر سرکاری روپیہ ان کے ہاتھوں صرف ہوا ہے اس کا حساب دیں اسی ناراضی کی حالت میں خود فضل سے بھی حساب کا مواخذہ ہوا اور محاسبہ سے فارغ ہوتے ہی معتصم نے بلا تاخیر اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اسے اس کے مکان میں جو بغداد کے شارع میدان میں واقع تھا لیجاؤ، انھوں نے اس کے تمام دوستوں کو بھی قید کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن عبدالملک الزیات کو مقرر کیا اس نے دلیل کو قید کر دیا اور فضل کو ایک گاؤں میں جو موصل کے راستے پر واقع تھا اور جس کا نام سن تھا منتقل کر دیا یہ پھر وہیں مقیم رہا۔ اور اب محمد بن عبدالملک معتصم کا وزیر اور کاتب ہوگیا سامرا کے دونوں سمت مشرقی اور مغربی میں جس قدر عمارت تعمیر ہوئی وہ

سب اسی کے زیر انتظام بنی یہ متوکل کے خلیفہ ہونے تک اسی درجہ اور مرتبہ پر فائز رہا البتہ متوکل نے اسے قتل کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت معتصم نے فضل بن مروان کو اپنا وزیر مقرر کیا اس وقت سے وہ اسے اس قدر چاہتے تھے کہ کسی کو آنکھ اٹھا کر اسے دیکھنے کی بھی جرات نہ تھی چہ جائیکہ کوئی اس کے احکام اور امور میں اس کی مخالفت کرتا یا اعتراض کرتا ایک زمانہ تک اس کا اقبال عروج پر رہا مگر اقتدار کی نخوت اور ان کی طرف سے اطمینان نے اسے یہ جرات دی کہ وہ ان کے احکام کی مخالفت کرنے لگا اور اپنے خاص امور میں بھی ان کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو فضل اسے پورا نہ کرتا۔

ابو داؤد کہتا ہے "میں معتصم کے دربار میں اکثر حاضر ہوتا تھا میں نے اکثر ان کو فضل سے کہتے سنا کہ اتنا روپیہ لادو اور وہ جواب دیدیتا کہ میرے پاس نہیں ہے اس پر معتصم کہتے کہ اس کی بہم رسانی کی کوئی تدبیر کرو اس کے جواب میں وہ کہتا میں کیا تدبیر کروں اتنی بڑی رقم مجھے کون دیگا میں کہاں سے لاؤں یہ جواب ان کو برا لگتا جس کا اثر ان کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا جب اکثر مرتبہ ایسا ہی ہوا تو میں ایک دن فضل کے پاس گیا اور تخلیہ میں میں نے اس سے کہا کہ اے ابو العباس لوگ میرے اور تمھارے درمیان دراندازی کرتے رہتے ہیں جیسے میں اور تم دونوں ناپسند کرتے ہیں میں تمھارے حسن اخلاق سے بخوبی واقف ہوں وہ لوگ بھی اس سے واقف ہیں لہذا اگر میں آپ کے بارے میں کوئی حق بات کہوں تو آپ اس کا برا نہ مانیں اور باوجود اس کے بھی میں آپ کی خیرخواہی اور اس حق کے ادا کرنے سے جو آپ کا مجھ پر ہے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا اکثر میں نے دیکھا ہے کہ آپ امیر المومنین کو سخت جواب دیدیا کرتے ہیں جو ان کو ناگوار خاطر ہوتے ہیں سلاطین ان باتوں کو اپنے بیٹے کے لئے بھی گوارا نہیں کرتے جبکہ وہ بار بار ہوں اور سخت بھی ہوں" اس نے کہا اے ابو عبداللہ کیا بات ہے، میں نے کہا میں نے اکثر ان کو آپ سے یہ کہتے ہوئے سنا

ہے کہ مجھے فلاں کام میں صرف کرنے کے لیے اس قدر روپیہ درکار ہے مگر آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھے اس قدر روپیہ کون دے گا جو میں آپ کو دوں۔ یہ ایسا جواب ہے کہ خلفا اسے برداشت نہیں کیا کرتے" اس نے کہا تو جب وہ مجھ سے ایسا مطالبہ کریں جس کی میں بجاآوری نہ کر سکتا ہوں تو اور کیا کہوں میں نے کہا آپ یہ کریں کہ اس وقت کہیں کہ امیر المومنین میں کوئی تدبیر کرتا ہوں اس طرح چند روز بات کو ٹال دیا کریں اور پھر مطالبہ میں سے تھوڑا بہت جس قدر بہم ہو سکے ان کو مہیا کر دیدیں اور باقی کے لیے آئندہ مہلت لے لیں اس نے کہا میں آئندہ حسبہ عمل کروں گا، مگر میرے کہنے کا الٹا اثر ہوا گویا میں نے اس کے جذبات نخوت اور تمکنت کو ٹھیس لگا دی چنانچہ میں نے دیکھا کہ جب کبھی معتصم اس سے کوئی سوال کرتے وہ حسب عادت اسی طرح سختی سے جواب دے دیتا جب بارہا ایسا ہو چکا تو ایک دن فضل ان کے پاس آیا ان کے سامنے نرگس کا گلدستہ رکھا ہوا تھا معتصم نے اسے اٹھا کر کہا آگے بڑھو ابو العباس فضل نے داہنے ہاتھ سے اسے سنبھالا اور انھوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کی انگلی سے مہر خلافت اتار لی اور چپکے سے کہا میری مہر مجھے دو اور پھر اسے اس کے ہاتھ سے نکال کر ابن عبد الملک کے ہاتھ میں دیدی"

اس سال صالح بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ہشتادسر کی سمت میں بابک اور بغا الکبیر کے درمیان

جنگ ہوئی جس میں بغا کو شکست ہوئی اور اس کا پڑاؤ غارت ہو گیا۔ اور اسی سال افشین نے بابک پر حملہ کیا اور اسے مار بھگایا۔

افشین اور بابک کی لڑائی

بغا وہ مال لے کر افشین کے پاس آگیا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ معتصم نے اسے بغا کے ساتھ افشین کو بھیجا تھا تاکہ اسے وہ سرکاری فوج کی تنخواہوں میں جو اس کے ساتھ ہے اور خود اپنے اخراجات اور اس فوج کے اخراجات میں جو بغا کے ہمراہ اسے بھیجی گئی ہے صرف کرے چنانچہ افشین نے اپنی تمام فوج کو تنخواہیں دیں اور نوروز کے بعد جنگ کی تیاری کر کے ایک جماعت کے ساتھ بغا کو اس لئے آگے روانہ کیا کہ وہ ہشتادسر کے گرد چکر لگا کر محمد بن حمید والی خندق میں جا کر فروکش ہو۔ اسے اور اچھی طرح کھود دے اور اس کا استحکام کر کے اس میں ٹھیر جائے بغا محمد بن حمید والی خندق کو روانہ ہو کر وہاں پہنچ گیا، افشین برزند سے چلا اور ابو سعید خش سے بابک کے ارادے سے چلا یہ دونوں درروذ نام ایک موضع میں ملاقی ہوئے افشین نے وہاں ایک خندق تیار کی اس کے گرد فصیل بنائی اور وہ اور ابو سعید مع ان رضا کار مجاہدین کے جو وہاں آئے تھے اس خندق میں فروکش ہو گئے اس طرح اس کے اور بذ کے درمیان چھ میل کا فاصلہ رہ گیا اس کے بعد بغا افشین کے لکھنے اور حکم کے بغیر جنگ کی تیاری کر کے اور زاد راہ لے کر ہشتاد سر کے چاروں طرف گھوما یہاں تک کہ وہ قریہ بذ میں داخل ہو گیا اور اس کے وسط میں اتر پڑا ایک دن قیام کرنے کے بعد اس نے اپنے ایک ہزار آدمیوں کو جانوروں کے چارہ کے ساتھ بھیجا اس کے مقابلہ پر بابک کی ایک فوج نکلی اور اس نے اس قافلہ کو لوٹ لیا اور جس نے ان کا مقابلہ کیا اسے قتل کر دیا جس پر ان کی دسترس ہوئی اسے پکڑ لیا

کچھ قیدی بھی ان کے ہاتھ آئے ان میں سے دو کو ایسے مقام سے جہاں سے افشین قریب تھا افشین کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ افشین سے جا کر یہ واقعہ بیان کر دو اور اس کی فوج کی جو گت بنی ہے اس سے اسے اطلاع دو، وہ دونوں برآمد ہوئے کوہستانی جماعت کے سردار کی نظر ان پر پڑی اس نے نشان پھرایا اسے دیکھتے ہی اہل عسکر نے "ہتھیار سنبھالو ہتھیار سنبھالو" کا شور بلند کیا اور وہ سب سوار ہو کر بذ کی سمت چلے آگئے وہ دونوں آدمی بھی ننگے ان کو مل گئے مقدمۃ الجیش کا سردار ان کو افشین کے پاس لایا انھوں نے اپنی سرگزشت بیان کی افشین نے کہا ہم کیا کریں بغا نے جو کارروائی کی ہے ہم نے اسے اس کا حکم نہیں دیا تھا لہٰذا ہم ذمہ دار نہیں۔

بغا شکست خوردہ فوج کی طرح محمد بن حمید کی خندق میں واپس آگیا اور اس نے افشین کو اس کی اطلاع دی اور مدد کی درخواست کی اور لکھا کہ ہماری فوج شکست کھا چکی ہے، افشین نے اپنے بھائی فضل بن کاؤس، احمد بن خلیل بن ہشام ابن جوشن۔ جناح الاعور السکری، اور حسن بن سہل کے صاحب شرطہ کو اور ان دو بھائیوں میں سے ایک کو جو فضل بن سہل کے قرابت داروں میں تھے بغا کے پاس بھیجا انھوں نے ہشتادسر کا چکر لگایا جن کو دیکھ کر بغا کی فوج خوش ہوگئی اور اس سے ان کی ہمت بندھ گئی۔

اس کے بعد افشین نے بغا کو لکھا کہ میں فلاں دن بابک سے لڑنے کے لیے نکلوں گا تم بھی خود اسی دن اس کے مقابلہ پر آؤ تاکہ اس طرح ہم دونوں سمتوں سے اس پر حملہ کریں۔ افشین مقررہ دن میں درروذ سے بابک کے مقابلہ پر روانہ ہوا دوسری طرف سے بغا محمد بن حمید کی خندق سے اسی غرض سے نکلا اور ہشتادسر کی سمت چڑھ کر وہاں سے آواز کے فاصلہ پر محمد بن حمید کی قبر کے پہلو میں اتر پڑا یہاں نہایت سرد ہوا اور بارش نے ان کو آلیا جس کی تاب فوج نہ لا سکی اس لیے بغا اپنی اصلی پڑاؤ کو پلٹ آیا۔

بغا کے واپس جانے کے بعد دوسرے دن علی الصباح افشین نے بابک پر حملہ کر کے اسے شکست دی اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا خود اس کا خیمہ

اور ایک عورت خود اس کے ہمراہ چھاؤنی میں تھی افشین کے ہاتھ آئی اور اب افشین بابک کے فرودگاہ میں فروکش ہوا دوسرے دن صبح کو خود بغا بھی جنگ کی تیاری کر کے اپنی چھاؤنی سے نکل کر ہشتادسر پر چڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہ فوج جو اس کے مقابل ہشتادسر پر مقیم تھی وہ پلٹ کر بابک کے پاس چلی گئی ہے بغا اس فوج کے قیام گاہ پر آیا یہاں اسے کاٹھ کباڑ ملا ہشتادسر سے اتر کر وہ بذ کے ارادے سے روانہ ہوا ایک شخص اور ایک غلام سوتے ہوئے ملے داؤد سیاہ نے جو اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا ان دونوں کو پکڑا اور ان سے سوالات کئے انھوں نے بیان کیا کہ جس رات کو بابک پسپا ہوا اس کے پیامبر نے آکر ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم سب بذ اس کے پاس پہنچ جائیں چونکہ یہ دونوں نشہ میں چور تھے وہ بے خبر سو گئے اس کے علاوہ ان کو کوئی بات معلوم نہیں یہ واقعہ نماز عصر سے پہلے کا ہے ؛

بغا نے داؤد سیاہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں جس سے ہم پہلے سے واقف ہیں کیونکہ پہلے وحلہ میں ہم یہیں ٹھہرے تھے اب شام ہو گئی ہے پیدل تھک گئے ہیں مناسب ہو کہ تم کوئی ایسا سنگین کوہسار تلاش کرو جہاں ہماری تمام فوج قیام کر سکے اور وہیں ہم شب باش ہوں داؤد سیاہ ایسے مقام کی تلاش کے لیئے ایک پہاڑی پر چڑھا اور اس کی چوٹی پر پہنچکر اس نے نیچے نظر ڈالی اسے وہاں سے افشین کے جھنڈے اور اس کی چھاؤنی ایک حلقہ کی شکل میں نظر آئی وہ مقام اسے پسند آیا اس نے کہا کہ رات یہیں بسر کرنا چاہئیے صبح کو ہم کافر کے مقابلہ پر یہاں سے اتر جائیں گے انشاء اللہ مگر اس شب میں برف و بارش اور شدید سردی اور گھٹا نے ان کو آلیا جس کی وجہ سے صبح کے وقت کسی میں بھی یہ تاب نہ تھی کہ پہاڑ سے اتر کر پانی لیتا برف کی کثرت اور سردی کی شدت کی وجہ سے کسی نے اپنے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا اس دن اس قدر ظلمت اور کہر تھی کہ ان کے لیئے دن رات ہو گیا تھا البتہ تیسرے دن لوگوں نے بغا سے کہا کہ ہمارے پاس جو زادِ راہ تھا وہ ختم ہو چکا ہے اور سردی سے ہم بیمار ہو گئے ہیں جس طرح بھی ہو سکے یہاں سے

اترنا چاہئے چاہے آپ پھر اپنی فرودگاہ کو واپس چلیں یا کافر کے مقابلہ پر اتریں۔
اس کہر کے زمانہ میں ایک مرتبہ بابک افشین پر شب خون مار کر اس کی فوج کو درہم برہم کر چکا تھا اور افشین اس کے سامنے سے ہٹ کر اپنی اصلی فرودگاہ کو پلٹ گیا تھا۔ بغا نے طبل بجایا اور بذؔ کی سمت اترنے لگا دامن کوہ میں اتر کر اس نے آسمان کو بالکل صاف اور مطلع کو روشن پایا سوائے اس چوٹی کے جہاں بغا تھا کہ وہ اب تک بادل وکہر سے ڈھکی تھی۔ نیچے آکر اس نے اپنی فوج کو جنگی ترتیب پر قائم کیا میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ علیحدہ علیحدہ مقرر کئے اور اب وہ بذؔ کی طرف بڑھا اسے یقین تھا کہ افشین اپنی عارضی چھاؤنی میں موجود ہے یہ اسی ترتیب سے بڑھتا ہوا خود بذ سے ملے ہوئے پہاڑ تک چلا گیا اور اب صرف نصف میل کی چڑھائی اور باقی تھی جہاں سے وہ ایسے مقام تک آجاتا کہ اسے بذؔ کے مکان نظر آنے لگتے اس کے مقدمہ میں جو جماعت تھی اس میں ابن البعیث کا ایک غلام بھی تھا جس کی بذؔ میں قرابت تھی اب بابک کے طلائع ان کے مواجہہ میں آئے ان میں سے ایک شخص کو اس غلام نے پہچان لیا اور اسے آواز دی اس نے پوچھا یہ کون ہے جو یہاں آیا ہے غلام نے اس کے ان رشتہ دار نکے نام لیے جو اس کے ساتھ تھے اس شخص نے کہا قریب آؤ کچھ کہوں غلام اس کے نزدیک گیا اس نے اس سے کہا کہ جا کر اپنے سردار سے کہدو کہ پلٹ جاؤ ہم نے افشین پر شب خون مارا اسے اپنی خندق میں بھاگ کر پناہ لینا پڑی ہم نے تمہارے مقابلہ کے لیے دو فوجیں تیار رکھی ہیں سلامتی چاہتے ہو تو فوراً بھاگ جاؤ شاید اس طرح تم بچ سکو، غلام نے اپنی فوج میں آکر ابن البعیث سے یہ بات بیان کی اور جس نے اس سے یہ کہا تھا اس کا نام بتایا ابن البعیث نے اسے پہچان لیا اور بغا کو اس کی اطلاع دی بغا ٹھہر گیا اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ لیا ایک نے کہا یہ محض دھوکہ اور غلط بات ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں کوہانیوں میں سے

ایک شخص نے کہا کہ اس کی تصدیق ابھی ہوئی جاتی ہے پہاڑ کی اس چوٹی پر جہاں میں واقف ہوں جو اس پر چڑھ کر دیکھے گا اسے افشین کی فرودگاہ نظر آجائیگی بغا فضل بن کاؤس اور بہت سے لوگ جو نشاط میں تھے اس بلندی پر چڑھے اور انھوں نے اس مقام کو دیکھا وہاں ان کو افشین کی سیاہ نظر آئی تو انھیں یقین آگیا کہ وہ یہاں سے ہٹ گیا ہے' انھوں نے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے سب نے یہی مناسب سمجھا کہ دن کے اول حصے میں رات آنے سے پہلے ہمیں پلٹ جانا چاہئے بغا نے داود سیاہ کو واپسی کا حکم دیا داؤد آگے بڑھا اور اس نے اپنی رفتار بہت تیز کردی اور اب اس نے وہ راستہ جس سے کہ وہ ہشتادسر میں داخل ہوئے تھے دشوار اور تنگ گھاٹیوں کی وجہ سے اختیار نہیں کیا بلکہ وہ راستہ اختیار کیا جس سے وہ پہلی مرتبہ اس پہاڑ میں آئے تھے اس سے اگرچہ تمام پہاڑ کا چکر کرنا پڑتا تھا مگر اس میں ایک مقام کے علاوہ اور کہیں تنگ درہ نہ تھا' اب بغا سب فوج کو لیکر چلا اس نے پیادوں کو سوار کرلیا انھوں نے اپنے نیزے اور ہتھیار راستے میں پھینکدئیے اور سب پر ایک شدید وحشت اور خوف طاری ہوگیا بغا فضل بن کاؤس اور سرداروں کی جماعت فوج کے ساقہ میں رہی اتنے میں بابک کے طلائع نظر آئے۔ اب فرار اور طلب کی یہ نوبت ہوئی کہ جس پہاڑ سے ابھی یہ جماعت اترتی بابک کے طلائع اس پر چڑھتے کبھی دونوں حریف ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگتے اور کبھی اوجھل ہوجاتے مگر وہ برابر ان کے آثار پر چلے آرہے تھے اندازاً وہ دس سوار تھے چلتے چلتے جب عصر وظہر کا درمیانی وقت ہوا تو بغا وضو کرنے اور نماز کے لئے ٹھیرا بابک کے طلائع بالکل قریب آگئے فوج ان کے سامنے سینہ سپر ہوگئی بغا نے نماز پڑھی اور ان کے بالکل سامنے کھڑا ہوگیا اور اسے دیکھ کر وہ بھی اپنی جگہ ٹھٹک گئے بغا کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری فوج پر یہ طلائع اس سمت سے حملہ کریں اور دشمن کی اور جماعت پہاڑ کا چکر کاٹ کر کسی تنگ گھاٹی میں دوسری سمت سے اس پر حملہ آور ہوجائے جو لوگ وہاں موجود

تھے ان سے اس نے اس بارے میں مشورہ لیا اور کہا کہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ یہ جماعت جو ہمارے سامنے ہے محض اس لئے آئی ہے کہ اس سے الجھ کر ہم آگے نہ بڑھیں اور ان کی دوسری فوجیں ہم سے آگے نکل کر تنگ گھاٹیوں میں ہماری فوج کو آلیں۔

فضل بن کاؤس نے کہا یہ لوگ دن کے مرد نہیں ہیں رات کے دھنی ہیں البتہ رات ہو گئی تو ہمیں اپنی فوج کے لئے اندیشہ ہے، آپ داؤد سیاہ کو حکم دیجئے کہ اور تیز چلو اور جبتک تنگ درے سے ہم نہ گزر جائیں کہیں قیام نہ کرو چاہے اس میں نصف رات ہو جائے ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں جبتک ہمارا ان کا مواجہہ ہے یہ آگے نہ بڑھیں گے ہم خفیف سی ان کی مدافعت اور دفع الوقتی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اندھیرا ہو جائے اور جب رات ہو جائے گی تو ان کو ہمارا مقام معلوم نہ ہو سکے گا اس طرح ہماری فوج برابر چلتی رہیگی اور پھر گھاٹی سے ترتیب کے ساتھ نکل جائے گی اور اگر درہ ہمارے لیے مسدود کر دیا جائے گا تو پھر ہم ہشتادسر کے راستے یا کسی دوسرے راستے سے نکل جائیں گے۔

کسی اور نے بغا سے یہ کہا کہ فوج درہم برہم ہو چکی ہے ان میں کوئی ترتیب نہیں ہے کہ پچھلے اگلوں کو پا سکیں سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دئے ہیں روپیہ اور اسلحہ خچروں پر بار ہے اور اس کے ہمراہ کوئی بھی نہیں رہا ہے ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ کوئی دشمن اس پر حملہ کر کے مال اور قیدی کو لے جائے گا۔ ابن جویدان ان کے ہاتھ میں قید تھا ان کا ارادہ تھا کہ اس کے فدیہ میں وہ عبدالرحمن بن حبیب کے اس کاتب کو جسے بابک نے قید کر لیا تھا رہائی دلائیں گے جب بغا کو مال اسلحہ اور قیدی یاد دلائے گئے تو اس نے منزل کرنے کا عزم کیا اور داؤد سیاہ سے کہلا کر بھیجا کہ تم کو جہاں کوئی سنگین پہاڑ نظر آئے تم وہاں اتر پڑنا داؤد ایک بہت ہی ناہموار پہاڑی کی طرف مڑ گیا اس میں اس قدر ڈھلاؤ تھا کہ لوگ آرام سے بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے یہاں اس نے اپنا پڑاؤ ڈالا اور پہاڑ کے پہلو میں ایسے مقام پر جو دیوار کے مشابہ تھا اور جس میں کوئی راستہ نہ تھا

اس نے بغا کے لیے خیمہ نصب کیا بغا اس مقام پر آکر ٹھہر گیا تمام فوج اتر پڑی وہ سب کے سب مشقت سفر کی وجہ سے بہت تھک گئے تھے اور خستہ حال تھے کھانے کے لیے کسی کے پاس کچھ نہ رہا تھا رات بھر وہ چوکنے اور با خبر رہے چڑھائی کی سمت کی خوب نگہداشت رکھی مگر دشمن نے ان کو دوسری طرف سے آلیا اور وہ بالکل پہاڑ سے چپکے ہوئے بغا کے خیمہ پر جا پہنچے اس خیمہ کو انھوں نے اکھاڑ دیا اور تمام فوج پر شب خون مارا بغا پا پیادہ وہاں سے بھاگا اور بچ گیا، فضل بن کاؤس زخمی ہوا۔ جناح السکری ' ابن الجوشن اور فضل بن سہل کے عزیزوں میں سے جو دو بھائی تھے ان میں کا ایک مارے گئے، بغا فرودگاہ سے تو پیدل ہی نکلا تھا مگر پھر اسے ایک گھوڑا مل گیا وہ اس پر سوار ہولیا وہ ابن البعیث کے پاس سے گزرا وہ بغا کو ہشتادسر پر چڑھائے گیا اور پھر وہاں سے دوسری سمت سے اسے محمد بن حمید کی فرودگاہ میں اتار لایا جہاں وہ آدھی رات کو پہنچ گیا، بابک والوں نے روپیہ، اسلحہ اور فرودگاہ کو لوٹ لیا اور ابن جوید ان کو بھی جو ان کے ہاتھ میں اسیر تھا چھڑا لے گئے البتہ انھوں نے فوج کا تعاقب نہیں کیا، یہ تمام فوج غیر منتظم حالت میں شکست کھا کر بغا کے پاس آگئی وہ محمد بن حمید کی خندق میں تھا یہاں اس نے اپنی فوج کے ساتھ پندرہ دن قیام کیا اس کے بعد افشین کا خط اسے ملا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ تم مراغہ واپس آجاؤ اور جو کمک میں نے تم کو بھیجی تھی وہ مجھے واپس بھیجدو بغا مراغہ واپس آگیا اور فضل بن کاؤس اور تمام وہ فوج جو اس کے ہمراہ افشین کی چھاؤنی سے بغا کی مدد کو گئی تھی افشین کے پاس آگئی افشین نے آیندہ سال کے موسم بہار تک کے لیے اپنی تمام فوج کو متفرق کر دیا اور ان کو اجازت دیدی کہ وہ جہاں چاہیں موسم سرما بسر کریں۔

اس سال بابک کا ایک سپہ سالار طرخان قتل کیا گیا،

بابک کے سردار طرخان کا قتل

اس کی بابک کے ہاں بڑی قدر و منزلت تھی اور یہ اس کے سپہ سالاروں میں تھا، موسم سرما شروع ہونے کے بعد اس نے بابک سے اپنے ایک گاؤں میں جو مراغہ کی سمت میں تھا جاڑا بسر کرنے کی اجازت مانگی، افشین اس کی تاک میں تھا اور چونکہ بابک اس کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا اس لیئے افشین کی یہ بڑی آرزو تھی کہ وہ اس پر قابو پائے، بابک نے اس کی درخواست منظور کی یہ اپنے ایک گاؤں میں جو ہشتادسر کی سمت میں تھا جاڑا بسر کرنے چلا آیا افشین نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کے ترک غلام کو جو مراغہ میں تھا حکم دیا کہ تم رات کے وقت فلاں گاؤں میں جاکر یا تو طرخان کو قتل کردو یا اسے پکڑ کر بھیجدو، وہ ترک رات کے وقت طرخان کی طرف چلا اور وسط شب میں اس نے اسے جا لیا اور اسے قتل کرکے اس کا سر افشین کو بھیجدیا۔

اس سال صول ارتکین اور اس کے ملک والے پابزنجیر آئے مگر پھر ان کی بیڑیاں اتار دی گئیں اور ان میں سے تقریباً دوسو آدمیوں کو سواریاں دی گئیں۔

اس سال افشین رجاء الحضاری سے ناراض ہوگیا اور اس نے اسے قید کرکے بارگاہ خلافت میں بھیجدیا۔

اس سال محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۲ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال معتصم نے جعفر بن دینار درزی کو افشین کی مدد کے لئے روانہ کیا اس کے بعد پھر ایتاخ کو روانہ کیا اور تین کروڑ درہم فوج کی معاش اور جنگ کے اخراجات کے لیے اس کے ساتھ افشین کو ارسال کیے۔ اس سال افشین کی فوج اور بابک کے ایک سردار آذین نام میں لڑائی ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

افشین اور آذین کی لڑائی

۲۲۱ھ ہجری کا جاڑا ختم ہوا ۲۲۲ھ ہجری کا موسم بہار شروع ہوا معتصم نے افشین کو جو کمک اور روپیہ بھیجا تھا وہ کل اسے برزند میں موصول ہو گیا، ایتاخ روپیہ اور امدادی فوج کو جو اس کے ہمراہ بھیجی گئی تھی افشین کے حوالے کر کے پلٹ آیا البتہ جعفر الخیاط ایک مدت تک افشین کے پاس مقیم رہا موسم کے استقلال کے بعد افشین اپنے مقام سے چل کر کلاں روذ آیا وہاں اس نے خندق تیار کی اور ابو سعید کو بھی بڑھنے کا حکم بھیجا وہ برزند سے روانہ ہو کر کلاں روذ کے جس کے معنی بڑے دریا کے ہیں ہاٹ کے قریب افشین کے محاذی آ کر فرد کش ہوا ان دونوں کے درمیان صرف تین میل کا فاصلہ تھا یہ بھی خندق بنا کر اس میں فرد کش ہو گیا افشین پندرہ دن یہاں مقیم رہا

اب اسے معلوم ہوا کہ بابک کا ایک سردار آذین نام اس کے سامنے آکر اُترا ہے اور اس نے اپنے بیوی بچوں کو اس پہاڑ پر جہاں سے روذ الروذ نظر آتا ہے بھیج دیا ہے اور اس نے کہا تھا کہ میں ان یہودیوں یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ خود قلعہ بندی کروں گا اور نہ اپنے اہل و عیال کو ان کے خوف سے کسی قلعہ میں مقیم کروں گا، اور یہ بات اس وقت ہوئی تھی جبکہ بابک نے اسے مشورہ دیا کہ تم اپنے بیوی بچوں کو کسی قلعہ میں ٹھیرادو اس نے کہا تھا بھلا میں اور یہودیوں کے مقابلہ میں کسی حفاظت کا انتظام کروں بخدا میں کبھی اپنے عیال کو کسی قلعہ میں فروکش نہ کروں گا، اس زعم میں اس نے ان کو اس پہاڑ پر بھیج دیا تھا۔

افشین نے ظفر بن العلا السعدی اور حسین بن خالد المدائنی ابوسعید کے سرداروں کو تمہ سواروں اور کوہبانیہ کی ایک جمعیت کے ساتھ اس پہاڑ پر بھیجا یہ تمام رات کلاں روذ سے چل کر اس درّے میں اترے جہاں سے ایک سوار بھی بمشکل گزر سکتا تھا اکثر لوگوں نے یہ کیا کہ گھوڑوں سے اتر کر اسے آگے سے کھینچا اور ایک کے پیچھے ایک ہو کر وہاں سے گزر گئے، افشین نے حکم دیا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے وہ روذ الروذ پہنچ جائیں اور وہاں سے کوہبانی جماعت پیدل دریا عبور کر کے آگے بڑھے کیونکہ سرزمین کی دشواری کی وجہ سے وہاں سوار چل نہیں سکتا تھا اور پھر پہاڑ پر چڑھے، چنانچہ یہ فوج صبح سے پہلے روذ الروذ آگئی امیر نے حکم دیا کہ سواروں میں سے جو چاہے گھوڑے سے اتر پڑے اور کپڑے بھی اتار دے سواروں میں سے اکثر نے پیادہ ہو کر اس دریا کو عبور کیا، اور کوہبانی جماعت تمام کی تمام دریا کو عبور کر کے پہاڑ پر چڑھ گئی انھوں نے آذین کے عیال کو اور اس کے لڑکوں میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اور یہ ان کو لے کر پھر دریا کو عبور کر آئے آذین کو اس کی خبر ہوگئی۔

جس وقت یہ پیادہ فوج اس غرض سے روانہ ہوئی اور پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں گھسی تو افشین کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ مبادا واپسی میں

اس تنگ گھاٹی میں دشمن ان کو آلے اس لئے اس نے کوہبانیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ جھنڈے رکھیں اور پہاڑوں کی ایسی بلند چوٹیوں پر رہیں جہاں سے ان کو ظفر بن العلا اور اس کی فوج نظر آتی رہے تاکہ اگر کوئی ایسی جماعت ان کو دکھائی دے جس سے ان کو خوف ہو تو وہ جھنڈیاں ہلا دیں۔

رات کوہبانیوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسر کی جب ابن العلاء اور حسین بن خالد اذین کی گرفتار کردہ عیال کے ساتھ واپس آنے لگے تو اثنائے راہ ہی میں قبل اس کے کہ پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں وہ داخل ہوں اذین کی پیادہ فوج پہاڑ سے ان کے مقابلہ پر اتر آئی اور اس سے پہلے کہ یہ جماعت، گھاٹی میں داخل ہو انھوں نے ان کو آلیا اور حملہ کر دیا اس حملہ میں اس جماعت کے کئی آدمی مارے گئے اور انھوں نے بعض عورتوں کو بھی ان سے چھین لیا اب اس کوہبانی جماعت کی نظر جن کو افشین نے خاص خاص مقامات پر متعین کیا تھا دشمن پر پڑی آذین نے اس جماعت کے مقابلہ کے لیئے دو فوجیں بھیجی تھیں ایک وہ جو ان سے آکر مقابلہ کرے اور دوسری وہ جو اس گھاٹی میں ان سے قبل داخل ہو کر ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دے جب کوہبانیوں نے حسب ہدایت اپنے جھنڈے ہلائے افشین نے فوراً مظفر بن کیدر کو اس کے اپنے دستہ کے ساتھ اس طرف روانہ کیا یہ دستہ تیزی سے بڑھتا ہوا مقام مقصود کی طرف لپکا، مظفر کے پیچھے افشین نے ابو سعید کو بھیجا اور ان دونوں کے پیچھے اس نے بخاراخذاہ کو روانہ کیا یہ سب وہاں پہنچ گئے آذین کی وہ پیادہ سپاہ جو گھاٹی میں تھی ان فوجوں کو دیکھ کر اس مقام کو چھوڑ کر پھر اپنی مرکزی سپاہ میں جا ملی اور اس طرح ظفر بن العلا اور حسین بن خالد اور ان کے ساتھی اس خطرناک مقام سے بچ کر چلے آئے اور سوائے ان مقتولین کے جو پہلے حملہ میں ان کی فوج میں ہوئے اور کسی سپاہی کا ان کو نقصان نہ اٹھانا پڑا یہ سب افشین کے پڑاؤ میں مع ان عورتوں کے

جوان کے ہاتھ آئی تھیں چلے آئے۔
اس سال بابک کے شہر بذّ کو مسلمانوں نے فتح کیا اور اس میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا، یہ واقعہ اس سال کے ماہ رمضان کے ختم ہونے میں جبکہ دس دن باقی تھے جمعہ کے دن پیش آیا۔

شہر بذّ کی فتح اور اسکی تفصیل

جب کلاں روذ سے بڑھ کر بذ کے قریب پہنچنے کا افشین نے ارادہ کیا تو خلاف دستور سابق اس مرتبہ اس نے بجائے جلد جلد طے منازل کے آہستہ آہستہ پیش قدمی شروع کی اس مرتبہ وہ صرف چار میل آگے بڑھنے کے بعد کسی مقام میں جو روذ الروذ جانے والی تنگ گھاٹی پر ہوتا پڑاؤ کر دیتا اس پیش قدمی میں اگر چہ وہ اپنے پڑاؤ کے گرد خندق نہیں بناتا تھا مگر کانٹوں کی باڑ ضرور لگا لیتا، معتصم نے اسے لکھا تھا کہ تم فوج کے دستے بنا کر ان کی باریاں مقرر کر دو اور جس طرح فوج رات کو گرداوری کرتی ہے یہ دستے بھی دیکھ بھال کے لئے گھوڑوں پر سوار رہیں چنانچہ اب فوج کا ایک حصہ پڑاؤ میں آرام سے قیام کرتا اور ایک حصہ رات کی طرح دن میں بھی دشمن کے اچانک حملہ کے خوف سے گھوڑوں پر سوار ہر وقت اصل پڑاؤ سے ایک میل کے فاصلہ پر دیکھ بھال کے لیے مستعد رہتا تاکہ اگر کوئی خطرہ رونما ہو تو تمام فوج مقابلہ کے لئے آمادہ رہے اور پیدل سپاہ اصل پڑاؤ ہی میں رہتی۔
ساری فوج مصائب سفر سے تنگ آگئی اور انھوں نے افشین سے کہا کہ ہم کب تک اس گھاٹی میں پڑے رہیں ہم کھلے میدان میں بیٹھے ہیں اور اگر چہ ہمارے اور دشمن کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے مگر ہم حرکتیں

وہ کر رہے ہیں کہ گویا دشمن ہمارے سامنے موجود ہے ہم کو ان لوگوں سے جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں اور جاسوسوں سے شرم آتی ہے کہ وہ ہمارے متعلق کیا کہتے ہوں گے باوجود دشمن کے چار فرسخ پر ہونے کے ہم خوف سے مرے جاتے ہیں آپ ہمیں لے کر بڑھیں اب چاہے ہمیں فتح ہو یا شکست۔

افشین نے کہا میں خود جانتا ہوں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ بالکل درست ہے مگر امیر المومنین نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے اور مجھے امتثال امر کے سوا چارہ نہیں ہے۔

اس کے چند ہی روز کے بعد معتصم کا خط آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ اب یہ انتظام اور نگرانی صرف رات میں قایم رہے چند روز اور اسی طرح گزرے اس کے بعد افشین اپنی فوج خاصہ کے ساتھ روذالروذ کی طرف اترنے لگا اور خود فوج سے آگے بڑھ کر ایسے مقام پر آیا جہاں سے وہ کنواں جہاں گزشتہ سال اس کی اور بابک کی لڑائی ہوئی تھی نظر آتا تھا افشین نے وہاں نظر دوڑائی تو اسے وہاں ایک خرمی رسۂ فوج نظر پڑا مگر نہ وہ اس سے لڑے اور نہ وہ ان سے لڑا اس پر بعض گنواروں نے طعن بھی کیا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ بڑھ کر آتے ہو اور پھر رک جاتے ہو مگر افشین نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیدیا کہ کوئی ان کے سامنے نہ جائے وہ ظہر کے قریب تک ان کے سامنے ٹھیر کر پھر اپنے پڑاؤ پلٹ آیا اور دو دن وہاں ٹھیر کر پھر پہلی مرتبہ سے زیادہ فوج کے ساتھ روذالروذ کی طرف اترا، اس نے ابوسعید کو حکم دیا کہ جس طرح ما سابق پہلی مرتبہ ان کے سامنے جا کر ٹھیر گیا تھا آج تم وہاں جاکر ٹھیرو مگر ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا اور نہ ان پر یورش کرنا۔ خود افشین روذالروذ پر ٹھیر گیا اور اس نے کوہبانیوں (پہاڑی لوگوں) کو حکم دیا کہ تم ان پہاڑوں پر چڑھ کر جن کو تم نہایت ہی مستحکم اور محفوظ خیال کرتے ہو سب طرف پھر کر دیکھو اور وہاں ایسے مقامات تلاش کرو جہاں ہم اپنی پیدل سپاہ کو

حصول کر سکیں، اس جماعت نے پہاڑوں میں پھر کر تین پہاڑیاں جن پر کبھی قلعے تھے اور اب وہ خراب ہو چکے تھے اس کام کے لیے انتخاب کیں افشین نے ان کے انتخاب کو پسند کر لیا اور ابو سعید کو اس روز واپس بلا بھیجا دو دن کے بعد وہ اپنے پڑاؤ سے روذ الروذ کی طرف اترا اس نے اپنے ساتھ بیگاری لیے اور ان پر پانی کی مشکیں اور بسکٹ لدوا لیے یہ سب کے سب روذ الروذ پہنچ گئے اس نے ابو سعید کو پہلے دن کی طرح آج بھی حکم دیا کہ تم جا کر دشمن کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور اس نے بیگاریوں کو حکم دیا کہ وہ پتھر لے جائیں اور ان راستوں کی قلعبندی کر دیں جو ان پہاڑیوں کو جاتے تھے جن کو پیادہ سپاہ کے قیام کے لیے انتخاب کیا گیا تھا اس استحکام سے ان کی صورت قلعوں کی سی ہو گئی نیز افشین کے حکم سے ان پتھروں کے پیچھے ان سب راستوں پر چڑھائی تک خندق بنا دی گئی اور پہاڑ پر چڑھنے کا صرف ایک راستہ کر دیا گیا اس کے بعد اس نے ابو سعید کو واپسی کا حکم دیا وہ پلٹ آیا اور پھر افشین اپنی فرودگاہ کو چلا آیا۔

جب مہینے کا آٹھواں دن آیا اور قصر مستحکم ہو گیا افشین نے بسکٹ اور ستو پیدل سپاہ کو اور کھانا اور جو سواروں کو دئیے اور ان کی حفاظت اپنی فرودگاہ میں ایک شخص کے تفویض کر کے اب سب پھر وادی کی طرف چلے اس نے پیدل سپاہ کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑیوں پر چڑھیں اور اپنے ساتھ پانی اور دوسری ضروریات زندگی لے لیں انھوں نے حسبہ بجا آوری کی، خود افشین ایک سمت میں فروکش ہوا اور اس نے ابو سعید کو پھر حسب سابق دشمن کے سامنے جا کر ٹھیرنے کا حکم دیا اور لوگوں سے کہا کہ ہتھیار بند گھوڑوں سے اتر پڑیں مگر زین ان پر کسی رہنے دیں پھر اس نے خندق کے لیے نشان اندازی کی اور مزدوروں کو اس نشان پر خندق کھودنے کا حکم دیا اور ان سے جلد کام کرانے کے لئے نگراں متعین کئے اب خود وہ اور تمام کم شدہ سوار سواری سے درختوں کے سایہ میں اتر پڑے اور سایہ میں اپنے گھوڑے چرانے لگے نماز عصر پڑھ کر افشین نے مزدوروں کو پیدل سپاہ کے ہمراہ ان

مستحکم کردہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا حکم دیا اور پیدل سپاہ کو یہ ہدایت کردی کہ وہ خود نہ سوئیں ایک دوسرے کی چوکسی کرتے رہیں البتہ مزدوروں کو پہاڑوں کے اوپر سونے دیں زوال کے وقت اس نے شہ سواروں کو پھر سوار ہونے کا حکم دیا اس کے بعد اس نے ان کے کئی دستے بنائے اور اپنے چاروں طرف اس طرح کھڑا کیا کہ ایک ایک دستے کے درمیان ایک تیر کا فاصلہ چھوڑا اور ہر دستے سے یہ کہہ دیا کہ تم دوسرے کی طرف التفات نہ کرنا بلکہ جو جہاں کھڑا کیا گیا ہے وہ وہیں جما رہے ایسا نہ ہو کہ کسی شور کی وجہ سے وہ اپنی جگہ چھوڑ دے، یہ تمام دستے صبح تک گھوڑوں پر سوار اپنی جگہ کھڑے رہے اور پیدل سپاہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اپنی چوکسی اور نگرانی کرتی رہی اس نے ان سے بھی کہہ دیا تھا کہ اگر رات میں تم کو کسی کی آہٹ ہو تم اس کی ہرگز پروا نہ کرنا بلکہ اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہنا اور پہاڑ اور خندق کی حفاظت کرنا، چنانچہ انھوں نے بھی صبح تک رات اسی طرح بسر کردی۔

پھر اس نے رات کے وقت فوج کے مفتش کو ان سواروں اور پیدل سپاہ کی حالت کی خبر گیری کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ آئے کہ سب لوگ ہوشیار اور بیدار رہیں دس روز خندق کھودنے میں صرف ہوئے دسویں دن افشین نے خندق کو اپنی فوج میں تقسیم کردیا اور سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اور اپنی جمعیتوں کے سامان واسباب کو رفتہ رفتہ یہاں منگوالیں، اسی اثنا میں بابک کا ایک قاصد اس کے پاس آیا اس کے ساتھ کھیرے، خربزے اور ککڑیاں تھیں اس نے بابک کا یہ پیام اسے پہنچایا کہ چونکہ آج کل تم تکلیف میں ہو اور تم اور تمھارے تمام ساتھی بسکٹ اور ستو پر گزر بسر کر رہے ہیں اس لئے میں یہ چیزیں بطور تحفہ تم کو بھیجتا ہوں افشین نے اس پیامبر سے کہا تم جانتے ہو کہ اس سفارت سے میرے دوست کا کیا مطلب ہے وہ چاہتا ہے کہ اس حیلہ سے اسے ہماری چھاؤنی کا سارا حال معلوم ہوجائے مگر میں بخوشی اس کی عنایت کو قبول کرتا ہوں اور ان کے اصلی مدعا کو بھی

پورا کر دیتا ہوں بیشک مجھے معیشت کی تنگی ہے' پھر اس نے بابک کے پیامبر سے کہا یہاں کا حال تو تم دیکھ چکے مگر اب تم پہاڑ پر چڑھ کر وہاں کے انتظامات اور وہاں سے ہماری اور فرودگاہوں مورچوں اور استحکامات کو دیکھنا چاہیئے' اس نے حکم دیا کہ ان کو گھوڑے پر سوار کرکے پہاڑ پر لے جاؤ اور وہاں کی جدید خندق دکھاؤ اور وہ کلاں روذ اور برزند کی خندقیں بھی دیکھ لیں اس طرح ان کو ہماری تینوں خندقیں تفصیل سے دکھادی جائیں کوئی بات پوشیدہ نہ رکھی جائے اور یہ موقع دیا جائے کہ یہ ان کو خوب غور سے اچھی طرح دیکھ لیں تاکہ پھر اپنے سردار کو جاکر اس کی اطلاع دیدیں اس ہدایت کے مطابق بابک کے پیامبر کو سب خندقیں دکھائی گئیں وہ برزند تک گیا پھر اسے افشین کے پاس لائے اس نے اسے جانے کی اجازت دی اور کہا کہ بابک سے میرا سلام کہنا۔

خرمیہ کی ایک جماعت چھاؤنی میں رسد لانے والوں سے تعارض کرتی تھی دو تین مرتبہ انھوں نے ایسا کیا اس کے بعد خرمیہ تین دستوں میں منقسم ہو کر افشین کی خندق کی فصیل تک چلے آئے اور یہاں آکر انھوں نے للکارا مگر افشین نے اپنی فوج کو ممانعت کر دی تھی کہ کوئی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالے دو تین راتوں تک وہ اسی طرح بڑھ بڑھ کر آتے اور فصیل کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے رہے جب کئی مرتبہ وہ یہ کر چکے اور اب بے خوف ہو گئے تو افشین نے اپنی پیدل اور سوار فوج کے چار دستے ان کے مقابلہ کے لیے تیار رکئے پیدلوں میں صرف تادر انداز تھے اور ان دستوں کو اس نے پہاڑ کی وادیوں میں چھپا دیا اور دشمن کے لئے نگران متعین کئے وہ حسب دستور اپنے مقررہ وقت پر اپنے مقام سے اتر کر آئے اور انھوں نے اسی طرح ان کو للکارا اور سواری کرنے لگے عین اس وقت افشین کی متعین کردہ فوجوں نے اپنی کمیں گاہوں سے نکل کر عقب سے ان پر حملہ کیا اور ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا سامنے سے خود افشین نے آدھی رات میں پیدل کے دو دستے اپنی چھاونی سے ان کے مقابلہ پر بڑھائے وہ تاڑ گئے کہ گھاٹی

ہمارے لئے مسدود کردی گئی ہے لہذا اب وہ متفرق راستوں میں ہو لیئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور اس طرح اپنے مرکز کو چلے گئے مگر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ اس روز سے انھوں نے اپنی وہ جسارت ترک کردی صبح کی نماز کے وقت اس کا تعاقب کرنے والی فوجیں روذالروذ کی خندق میں واپس آگئیں مگر ان میں سے کوئی ان کے ہاتھ نہ لگا۔

اس کے بعد افشین نے یہ طریقہ مقرر کیا کہ وہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو نقارے بجواتا اور مشعلیں اور مشعلچیوں کے ساتھ خندق کے دروازے تک آتا چونکہ ہر شخص اپنے دستے سے واقف ہوتا کہ وہ میمنہ میں ہے یا میسرہ میں ہے لہذا اس کے برآمد ہوتے ہی تمام چھاؤنی نکلکر اپنے اپنے موقع اور محل پر کھڑی ہوجاتی اس موقع پر افشین کے ساتھ بارہ بڑے بڑے سیاہ علم خچروں پر سوار ہوتے وہ اس اندیشہ سے کہ گھوڑے چمک جائیں گے علم گھوڑوں کے بجائے صرف خچروں پر سوار کرتا۔

اس کے پاس صرف بڑے نقارے اکیس تھے اور ان بڑے علموں کے علاوہ تقریباً پانچسو چھوٹے نشان تھے ایک چوتھائی رات سے اس کی تمام فوج جس میں تمام فرقے شامل ہوتے اپنے اپنے مرتبہ پر صف بستہ ہوجاتی طلوع فجر کے بعد افشین اپنے خیمہ سے برآمد ہوتا موذن اس کے سامنے اذان صبح دیتا وہ نماز پڑھتا اور دوسرے لوگ تاریکی ہی میں نماز پڑھتے نماز کے بعد وہ نقاروں پر چوب لگواتا اور پھر حملہ کی شکل میں چلتا، فوج کی کثرت اور پہاڑوں اور پہاڑی راستوں پر اپنی ترتیب کے مطابق نقل و حرکت کی وجہ سیر اور قیام کا حکم وہ نقاروں کی آواز اور ان کی خاموشی سے دیتا، پہاڑ سامنے آتا وہ اس پر چڑھ جاتے کوئی کھڈ آتا اس میں اتر جاتے البتہ اگر کوئی ایسا پہاڑ سامنے آتا جس پر وہ نہ چڑھ سکتے اور نہ وہاں سے اتر سکتے تو وہاں سے وہ اپنی اصلی فوج اور صف میں پلٹ کر آجاتے نقاروں کی آواز چلنے کا حکم تھی اور جب وہ چاہتا کہ سب فوج ٹھیر جاتے وہ نقاروں کو خاموش کرا دیتا اور اس وقت جو جمعیت یا سپاہی جہاں ہوتا چاہیے وہ

پہاڑ کی چوٹی ہو یا وادی کا عمق، وہیں ٹھیر جاتا، افشین آہستہ آہستہ بڑھتا تھا جب کوئی کوہبانی کوئی خبر لیکر آتا تو وہ اُسے سننے کے لیے ٹھیر جاتا طلوع فجر سے آفتاب اچھی طرح بلند ہونے تک وہ اس چھ میل مسافت کو جو روذ الروذ اور بذ کے درمیان تھی طے کرتا جب اس کنویں پر جہاں گزشتہ سال لڑائی ہوئی تھی چڑھ کر آتا تو بخارا خذاہ کو ہزار سوار اور چھ سو پیادوں کے ساتھ گھاٹی کے سرے پر اس کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیتا تاکہ خرمیہ کی کوئی جماعت اُس پر آکر ان کا راستہ مسدود نہ کردے، جب بابک کو معلوم ہوتا کہ حریف کا لشکر اس پر آرہا ہے وہ اس گھاٹی کے جہاں بخارا خذاہ متعین ہوتا پیچھے وادی میں اپنی پیدل سپاہ کو کمیں گاہ میں متعین کردیتا تاکہ جو جماعت وہاں سے بڑھ کر اس پر یورش کرنا چاہیے یہ فوج اسے روکے مگر افشین اس کے مقابلہ پر بخارا خذاہ کو اس گھاٹی پر متعین کرتا جس پر افشین کے خلاف قبضہ کرنے کے لیے بابک اپنی جمعیت بھیجتا جب تک افشین اس کنویں تک وادی میں اترتا بخارا خذاہ برابر گھاٹی کی حفاظت کرتا رہتا، افشین نے بخارا خذاہ کو ہدایت کی تھی کہ اس کے اور بذ کے درمیان والی وادی میں وہ اس طرح مقیم رہا کرتے جس طرح کہ خندق میں رہا جاتا ہے نیز وہ ابو سعید محمد بن یوسف کو حکم دیتا کہ اپنے دستہ کے ساتھ وہ اس وادی کو عبور کر جائے جعفر الخیاط کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستہ کے ساتھ وہاں ٹھیرا رہے اور احمد بن خلیل کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستہ کے ساتھ ٹھیرے اس طرح وادی کی اس جانب میں جہاں سے ان کو دشمن کے اچانک حملہ آور ہونے کا اندیشہ تھا تین دستے ہو جاتے، دوسری جانب سے خود بابک آذین کے ہمراہ بذ سے نکل کر ان تینوں دستوں کے مقابل ایک ٹیلہ پر آکر بیٹھتا تاکہ افشین کی کوئی فوج بذ کے دروازے تک نہ بڑھ سکے اور افشین کا ہمیشہ قصد یہی ہوتا کہ وہ بذ کے دروازے تک پہنچے مگر سر دست وہ اپنی فوج کو صرف یہی حکم دیتا کہ جب وہ وادی کو عبور کرلیں تو پھر آگے نہ بڑھیں وہیں ٹھیر جائیں اور جنگ نہ کریں، بابک کو جب معلوم ہوتا کہ افشین کی فوجیں اپنی خندق سے نکل کر

اس کی طرف نقل و حرکت کر رہی ہیں وہ فوراً اپنی فوج کو پوشیدہ مقامات میں گھات بٹھا دیتا اور اس وجہ سے اس کے پاس بہت تھوڑے آدمی رہ جاتے افشین کو بھی اس کی خبر ہوئی مگر اسے گھات کے مقام معلوم نہ تھے ایک مرتبہ اسے معلوم ہوا کہ خرمیہ سب کے سب نکل آئے ہیں اور بابک کے پاس بہت ہی تھوڑی جماعت رہ گئی ہے' افشین کا ایک دستور تھا کہ وہ جب اس مقام پر چڑھ آتا تو وہاں اس کیلئے پوستین بچھا دی جاتی اور ایک کرسی رکھدی جاتی وہ ایک ایسے بلند ٹیکرے پر آکر بیٹھتا جہاں سے بذ کا دروازہ سامنے نظر آتا اور تمام اسکی فوج دستوں میں منقسم ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑی ہوتی ان میں سے جو اس کے ہمراہ وادی کی اس جانب ہوتی جدھر افشین ہوتا وہ اس سپاہ کو گھوڑوں سے اترنے کی اجازت دیدیتا البتہ جو فوجیں ابو سعید جعفر الخیاط' اور احمد بن خلیل کے ہمراہ وادی کی دوسری جانب نکل چکی ہوتیں ان کو دشمن کے خیال سے گھوڑوں سے اترنے کی اجازت نہ ہوتی وہ اپنی کوہبانی پیدل سپاہ کو دشمن کے گھاتوں کی تلاش کے لیے پہاڑ کی وادیوں میں پھیلا دیتا کہ شاید کسی کمیں گاہ کا پتہ چل جائے یہ تلاش ظہر کے بعد تک جاری رہتی اس اثنا میں خرمیہ بابک کے سامنے بیٹھے ہوئے نبیذ پیتے رہتے اور نوبت بجتی رہتی' نماز ظہر پڑھ کر افشین اپنے مقام سے اٹھ کر اپنی روذ الروذ والی خندق کو چلدیتا سب سے پہلے ابو سعید اُدھر روانہ ہوتا اس کے بعد احمد بن خلیل پھر جعفر بن دینار اور ان کے بعد افشین پلٹ جاتا اس کی اس آمد و رفت سے بابک بہت چڑھ جاتا اور جب وہ واپس جانے لگتا تو بابک کی فوج ان کا استہزا کرنے کے لیے چنگ اور بگل بجانے لگتی' تاوقتیکہ تمام فوج بخاراخذاہ کے مقام سے بخیریت گزر نہ جاتی وہ گھاٹی سے نہ ہٹتا سب کے بعد وہ پلٹ کر چلا جاتا۔

چند روز جب اور اسی طرح بغیر لڑائی بھڑائی کے گزرے تو اس نقل و حرکت اور صف بندی اور تلاش و تفتیش سے خرمیہ تنگ آگئے

ایک دن اور اسی طرح بغیر لڑائی کے افشین حسب عادت واپس ہو گیا اور سب دستے اپنی اپنی ترتیب سے پلٹنے لگے ابو سعید نے وادی کو عبور کر لیا تھا احمد بن خلیل بھی عبور کر آیا تھا اور جعفر کے دستے کے کچھ لوگ عبور کر چکے تھے کہ خرمیہ نے اپنی خندق کا پھاٹک کھولا اس میں سے دس شہسواروں نے برآمد ہو کر جعفر کی بقیہ فوج پر اس جگہ حملہ کر دیا فوج میں ہنگامہ برپا ہوا جعفر خود اپنے دستے کو لیکر پھر مقابلہ پر پلٹ آیا اور اس نے بذات خود ان سواروں پر حملہ کر کے ان کو بذ کے دروازے تک پسپا کر دیا اس کے بعد پھر فوج میں ایک ہنگامہ برپا ہوا اب افشین اور جعفر اور ان کی فوجیں اس طرف سے لڑتی ہوئی پلٹ آئیں اس سے پہلے جعفر کے دستے کے بعض لوگ نکل کر جا چکے تھے غونا باک بھی چند سواروں کے ساتھ لڑنے نکل آیا اس وقت نہ افشین کے پاس پیدل سپاہ تھی اور نہ باک کے ساتھ پیادے تھے صرف سوار ہی لڑ رہے تھے کبھی یہ ان پر حملہ آور ہوتے اور کبھی وہ ان پر حملہ کرتے بہت سے آدمی طرفین کے زخمی ہوئے افشین پلٹ کر پھر اپنی جگہ آکر ٹھیر گیا اس کے لیے حسب دستور چمڑا اور کرسی رکھا دی گئی وہ اسی مقام پر جہاں بیٹھا کرتا تھا پھر بیٹھ گیا اور جعفر پر برہم ہونے لگا کہ تم نے میری تمام تیاری اور منصوبے غارت کر دیے اتنے میں اور شور سنائی دیا، ابودلف کے دستے میں بصرے وغیرہ کے مجاہد رضا کاروں کی بھی ایک جماعت تھی جب انھوں نے جعفر کو مصروف پیکار دیکھا تو یہ رضا کار افشین کے حکم کے بغیر وادی میں اتر کر اسے عبور کر کے بذ کی سمت اتر گئے تھے اور خود شہر بذ سے چمٹ کر انھوں نے اسے کچھ نقصان بھی پہنچا دیا تھا بلکہ قریب تھا کہ فصیل پر چڑھ کر بذ میں داخل ہو جائیں، جعفر نے افشین سے کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھے پانسو پیدل تیر انداز بھیجدیں مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میں بذ میں داخل ہو جاؤں گا کیونکہ میں اپنے سامنے سوائے اس آذین کے دستے کے جسے آپ بھی دیکھ رہے ہیں اور کوئی فوج مزاحمت کرنے والی نہیں دیکھتا

افشین نے اسے کہلا کر بھیجا کہ تم نے میری تمام تجویز برباد کر دی رفتہ رفتہ تم اس مقام سے اپنے کو اور اپنی فوج کو باہر لے آؤ اور پلٹ آؤ، اسی اثنا میں جب رضا کاروں نے خود بابک پر یورش کر دی تو ایک شور بپا ہو گیا بابک کی گھاٹ والی فوجوں نے خیال کیا کہ اب تو جنگ پوری طرح شروع ہو چکی ہے انھوں نے نعرے بلند کئے اور بخارا خذاہ کی فوج کے نیچے سے ایک دم وہ برآمد ہوئے اسی طرح سے بابک کی ایک دوسری گھات اس کنوئیں کے عقب سے جس پر افشین بیٹھا کرتا تھا نکل آئی ان کو دیکھ کر خرمیہ جماعت سب کی سب حرکت میں آگئی مگر مسلمانوں کی فوجیں اب تک بغیر کسی اضطراب اور بے چینی کے اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ جوں توں کھڑی رہیں یہ دیکھ کر افشین نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس طرح ہمیں دشمن کے چھپنے کے مقامات کا پتہ چل گیا، جعفر پلٹ آیا اس کی فوج اور رضا کار بھی واپس آئے جعفر افشین کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے آقا امیر المومنین نے مجھے اس جنگ کے لیے جس کا موقع آ گیا تھا بھیجا ہے نہ اس لیے بھیجا ہے کہ یہاں آرام سے بیٹھا رہوں آپ نے عین ضرورت کے وقت میری امداد سے دستکشی کی اگر آپ صرف پانسو پیدل تیر انداز مجھے بھیج دیتے تو میں نہ صرف بذ بلکہ بابک کے گھر کے اندر داخل ہو جاتا کیونکہ میں دیکھ چکا تھا کہ میرے سامنے بہت تھوڑی فوج مقابلہ کے لئے تھی۔ افشین نے کہا اسے مت دیکھو کہ سامنے کون ہے یہ دیکھو کہ پیچھے کس قدر رہیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ بخارا خذاہ اور اس کی فوج پر دشمن کی ایک پوشیدہ فوج نے اپنی گھات سے نکل کر اچانک حملہ کر دیا تھا اس پر فضل بن کاؤس نے جعفر سے کہا اگر اس لڑائی کا انتظام تمہارے ہاتھ میں ہوتا تو تم سے یہ بھی نہ ہو سکتا کہ تم اس مقام تک چڑھ آتے جہاں تم اب کھڑے ہو یہ کیا باتیں بناتے ہو کہ میں یہ کرتا اور یہ کرتا جعفر نے کہا یہ جنگ ہے اور جس کا جی چاہے آ جائے ہم اس کے لیے یہاں موجود ہیں فضل نے غصے میں کہا اگر امیر یہاں نہ ہوتے تو میں تم کو بتاتا کہ تم کون ہو

اس پر افشین نے دونوں کو ڈانٹا اور وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

افشین نے ابودلف کو حکم دیا کہ رضا کاروں کو شہر کی فصیل سے واپس لے آئے اس نے ان کو واپسی کا حکم دیا ان میں سے ایک شخص ایک پتھر لئے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اب تم ہم کو یہاں سے واپسی کا حکم دیتے ہو جبکہ میں نے خود شہر کی فصیل سے یہ پتھر اکھیڑ لیا ہے' اس نے کہا جس وقت واپس چلو گے تم کو معلوم ہوگا کہ ہمارے راستے میں کون دشمن حائل ہے اس سے اس کی مراد بابک کی وہ فوج تھی جس نے بخاراخذاہ کے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا تھا۔

افشین نے ابوسعید سے جعفر کے روبرو کہا اللہ تم کو اس کی تمہاری اپنی اور امیر المومنین کی خیرخواہی کی جزائے خیر دے میں نہیں جانتا تھا کہ تم جنگی امور اور اس کی سیاست سے اسقدر باخبر ہو کہ ہر عمامہ باندھنے والا اس بات کا مستحق نہیں کہ وہ یہ رائے زنی کرے کہ کس اہم اور ضروری مقام میں محض توقف کرنا غیر ضروری مقام میں جنگ کرنے سے بہتر ہے یہ آسان کام نہیں اس نے اس گھات کی طرف جو پہاڑ کے نیچے تھی اشارہ کر کے کہا کہ بتاؤ اگر یہ فوج ان رضا کاروں پر جو محض کرتے پہنے ہوئے ہیں نکل پڑتی تو ان کی اور ان کے سردار کی کیا گت بنتی اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کو دشمن سے بچا لیا یہاں ٹھیرے رہو اور جب تک یہاں ایک آدمی بھی ہو یہاں سے حرکت نہ کرنا۔

یہ کہہ کر افشین پلٹا اس کی عادت تھی کہ جب وہ مراجعت شروع کرتا تو پوری فوج کا علم اور خود اس کے سوار اور پیدل واپس ہوتے اس اثنا میں دوسرا دستہ اس کے سامنے کھڑا رہتا اور ان دونوں کے درمیان صرف ایک تیر کا فاصلہ رہتا وہ اس وقت تک اس گھاٹی اور تنگ درے کے قریب نہ جاتا جب تک کہ وہ یہ نہ دیکھ لیتا کہ سامنے جانے والے دستے کے تمام آدمی وہاں سے عبور کر گئے ہیں اور اس کیلئے راستہ صاف کر چکے ہیں اس کے بعد وہ گھاٹی کے قریب جاتا اور پھر وہ

دوسرے دستۂ سپاہ کے ساتھ اپنی سوارہ اور پیادہ جمعیت کے ساتھ اس گھاٹی میں اترتا ہمیشہ اس کا یہی دستور رہا اس نے تمام دستوں کو یہ بتادیا تھا کہ وہ کس کے پیچھے واپس ہوا کریں اس وجہ سے کوئی دستہ اپنی نوبت کے بغیر کسی دوسرے پر نہ مقدم ہوتا اور نہ اس سے موخر رہتا اور اس طرح جب بخاراخذاہ کے دستہ کے علاوہ اور تمام فوجیں اس گھاٹی سے گزر جاتیں تو اب بخاراخذاہ اس گھاٹی کو چھوڑ کر اپنی خندق کو پلٹتا چنانچہ آج بھی وہ اسی ترتیب سے مقام مصاف سے پلٹا۔ ابو سعید سب کے آخر میں تھا ہر فوج جو بخاراخذاہ کے مورچے سے گزرتی اسے وہ گھات نظر آتی جہاں دشمن ان کی تاک میں چھپا ہوا تھا ان کو اب معلوم ہوا کہ ان کے پھانسنے کے لیے کیا جال بچھایا گیا تھا وہ کفار بھی اپنی اپنی راہ ہو گئے جو چاہتے تھے کہ اس مقام کو جس کی حفاظت بخاراخذاہ کے ذمے تھی اپنے قبضہ میں کر لیں، چند روز افشین اپنی روذالروذ والی خندق میں بغیر کسی جنگی کارروائی کے خاموش بیٹھا رہا رضا کاروں نے چارہ کی قلت اور خرچ اور توشہ کی کمی کی اس سے شکایت کی اس نے ان سے کہا جو تم میں صبر کر سکتا ہو وہ صبر کرے اور جو نہ کر سکتا ہو وہ خوشی سے چلا جائے میرے ساتھ سرکاری فوج موجود ہے وہ بہر حال اپنی معاشوں میں سردی اور گرمی ہر حالت میں میرے ساتھ ہیں، برف پڑنے تک میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا، اس جواب کو سن کر رضا کار اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے اور کہنے لگے کہ اگر افشین ہم کو اور جعفر کو ہمارے حال پر چھوڑ دیتا تو ہم نے بذ فتح کر لیا ہوتا یہ تو جنگ میں صرف ٹال مٹول کر رہا ہے، افشین کو بھی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ یہ رضا کار اس پر خوب زبان درازیاں کر رہے ہیں اور وہ تو کہتے ہیں کہ افشین ان سے لڑنا ہی نہیں چاہتا وہ تو معاملہ کو طول دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ کسی نے یہ بھی کہا کہ میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں افشین سے کہہ دوں کہ یا تو تم فوراً اس شخص سے پوری مستعدی کے ساتھ لڑائی لڑو

ورنہ میں پہاڑوں کو حکم دوں گا کہ وہ تم کو سنگسار کر دیں، اس خواب کو لوگوں نے راز سمجھ کر چھاؤنی میں علانیہ طور پر بیان کرنا شروع کیا افشین نے رضا کاروں کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا ہے اسے میرے سامنے پیش کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے اب دوسروں کو بھی بڑے بڑے خواب نظر آنے لگے ہیں، وہ اس شخص کو ایک جماعت کے ساتھ افشین کے پاس لائے افشین نے اسے سلام کیا اور اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور کہا کہ تم بغیر کسی لحاظ اور باک کے صاف صاف اپنا خواب مجھ سے بیان کرو کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہوگا وہی تم کہو گے اس نے اپنا خواب بیان کر دیا افشین نے کہا ہر شخص سے پہلے اللہ ہر بات سے واقف ہے اور وہی اس بات کو جانتا ہے کہ اس مخلوق سے اس کا کیا ارادہ ہے اگر اللہ کا یہ ارادہ ہو کہ وہ پہاڑوں کو کسی پر سنگساری کا حکم دے تو سب سے پہلے وہ اس کافر کو سنگسار کرا کر ہمیں اس کی طرف سے مطمئن کر دیتا تاوقتیکہ میں اس کافر کی زباں درازی اور تکلیف سے اللہ کو بے فکر نہ کردوں تاکہ اسے پھر اس بات کی ضرورت ہی نہ رہے کہ میں اس سے لڑتا پھروں اس وقت تک وہ مجھے کیوں سنگسار کرنے لگا، اللہ پر کوئی خفی سی خفی بات بھی پوشیدہ نہیں ہے وہ میرے قلب سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ اے مساکین میں تمھارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہوں، اس پر ایک دیندار مجاہد نے کہا جناب والا اگر شہادت کا موقع آگیا ہے تو آپ ہمیں اس سے محروم نہ کریں ہم محض اللہ کے ثواب اور اس کی رضا جوئی کے لئے آئے ہیں آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آگے بڑھیں مگر آپ کی اجازت کے بعد شاید اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا کر دے افشین نے کہا مجھے آپ کی نیت صادق معلوم ہوتی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو بات اللہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے وہ انشاء اللہ بہتر ہوگی آپ بھی جو شیلے ہیں اور سب لوگوں میں جوش و جذن ہے، مگر اللہ واقف ہے کہ میری رائے یہ نہیں تھی جو

اس وقت آپ کے کلام سے مترشح ہوئی ہے اب البتہ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس بات کا موقع آگیا ہے کہ یہ جذبہ پورا ہو جائے آپ اللہ کا نام لیکر جس روز چاہیں اس کام کے لیے آمادہ ہوں ہم سب چلیں گے "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" اس گفتگو کے بعد مجاہدین ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہوئے اس کے پاس سے اٹھ آئے اور انھوں نے چھاؤنی میں آکر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بشارت دی اسے سنکر جو لوگ واپسی کا ارادہ کر چکے تھے وہ ٹھیر گئے اور جو لوگ چھاؤنی سے چل کر چند دن کی مسافت پر چلے گئے تھے وہ بھی اسے سن کر واپس آگئے۔

افشین نے ایک دن کے لئے وعدہ کیا کہ اس روز دشمن کے مقابلہ پر کوچ ہوگا اس نے تمام فوج کو رسالہ۔ پیدل اور تمام لوگوں کو کوچ کی تیاری کا حکم دیدیا اور ظاہر کیا کہ اس مرتبہ وہ ضرور دشمن سے لڑے گا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ تمام مال و متاع لیکر اپنی قیامگاہ سے نکلا چھاؤنی میں جس قدر خچر تھے ان پر اس نے زخمیوں کے لیئے محمل رکھوائے طبیبوں کو ساتھ لیا، بسکٹ، ستو اور دوسری تمام ضروریات جنگ اور معیشت ساتھ لیں اب سب نے مشترکہ طور پر بذ پر چڑھائی کی، اس نے بخارا خذاہ کو گھاٹی پر اسی جگہ جہاں وہ پہلے اسے متعین کیا کرتا تھا متعین کر دیا اس کے بعد اس کے مقررہ مقام پر حسب دستور سابق چمڑہ اور کرسی اس کے لیئے بچھادی گئی اور وہ حسب عادت کرسی پر بیٹھ گیا اس نے ابو دلف سے کہا کہ رضا کاروں سے کہو کہ جو سمت تم کو سب سے سہل معلوم ہو تم صرف اسی پر اکتفا کرو اور جعفر سے کہا کہ تمام فوج تمھارے سامنے موجود ہے تیر انداز اور آگ لگانے والے بھی تمھارے سامنے ہیں اگر تم کو ان کی ضرورت ہو تو میں یہ تم کو دئیے دیتا ہوں تمھاری جو حاجت ہو یا جو کچھ تم چاہو وہ میں پورا کر دیتا ہوں تم اللہ کا نام لیکر جس جگہ سے جانا چاہو بڑھو، جعفر نے

کہا میں اس مقام پر پہنچنا چاہتا ہوں۔ جہاں میں متعین ہوتا تھا افشین نے کہا بسم اللہ جائیے، اس کے بعد اس نے ابو سعید کو بلایا اور کہا تم اور تمہاری فوج میرے سامنے کھڑی رہے اور یہاں سے تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے اس نے احمد بن خلیل کو بھی بلا کر یہی حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ جمار ہے اور جعفر اور اس کی مجاہد جماعت کو وادی عبور کر کے آگے بڑھنے دے خود اپنی جگہ کھڑا رہے تا کہ اگر جعفر کو پیدل سپاہ یا سواروں کی امداد کی ضرورت ہو تو ہم ان کو کمک بھیج دیں اس نے ابو دلف اور اس کے رضاکار مجاہدین کو پیش قدمی کا حکم دیا یہ وادی میں اتر کر پہلی مرتبہ جس جگہ اور سمت سے چڑھے تھے اس مرتبہ بھی بذ کی فصیل کی طرف چڑھنے لگے اور وہاں پہنچ کر حسب سابق فصیل سے جا لپٹے جعفر نے ایک شدید حملہ کر کے اس مرتبہ بھی پہلے حملہ کی طرح شہر کے دروازے پر جا کر ضرب لگائی اور وہیں ٹھہر گیا اچھی خاصی دیر تک کفار بھی وہیں اس کے مقابلہ پر جمے رہے، افشین نے ایک آدمی کے ہاتھ دیناروں کی ایک تھیلی یہاں بھیجی اور اس سے کہا کہ تو جعفر کے مجاہدین کے پاس جا اور کہہ کہ جو آگے بڑھیگا اسے ایک مٹھی بھر اشرفیاں دی جائیں گی۔ اس نے اپنے ایک دوسرے آدمی کو ایک اور تھیلی دی اور کہا کہ تم یہ روپیہ طوق اور کنگن لیکر رضا کاروں کے پاس جاؤ اور ابو دلف سے کہو کہ رضا کاروں اور دوسرے مجاہدین میں تم کو جو ایسا نظر آئے جس نے جنگ میں اچھی خدمات انجام دی ہوں اسے جو مناسب سمجھو اس میں سے دو، نیز اس نے مہتمم آبدار خانہ کو بلا کر حکم دیا کہ ستو اور پانی لیکر عین لڑائی میں فوج کے ساتھ جا ملو اور جسے ضرورت ہو اسے یہ چیزیں دو تا کہ سپاہیوں کو پیاس کی وجہ سے واپس نہ آنا پڑے، نیز افشین نے جعفر کی جمعیت کو بھی پانی اور ستو مہیا کرا دیا، اس نے کلغر یہ فوج کے سردار کو بلا کر اس سے کہا کہ دوران جنگ میں جس رضا کار کے ہاتھ میں تم کو تبر نظر آئے میں اسے پچاس درہم عطا کروں گا اس کے لیے

اس نے درہموں کی ایک تھیلی اس کے حوالے کی جعفر کی جمعیت کے ساتھ بھی اس نے اسی سلوک کا حکم دیا اور فوج کے پاس اس نے کلغریہ دستے کو روانہ کیا جن کے پاس تبر تھے، اس نے طوق اور کنگنوں سے بھرا ہوا ایک صندوق جعفر کو بھیجا اور کہا کہ اپنے آدمیوں میں سے جسے چاہو یہ انعام میں دو اس کے علاوہ میں بعد میں اور بھی انعام و اکرام اپنے پاس سے ان کو دوں گا نیز جس کسی سے تم معاش کے اضافہ کا اقرار کرو میں اسے بھی پورا کروں گا اور امیر المومنین کو ان کے نام لکھ بھیجوں گا۔

بذ کے دروازے پر دیر تک گھمسان لڑائی ہوتی رہی آخر کار خرمیہ دروازہ کھول کر جعفر کی جمعیت پر حملہ آور ہوئے اور ان کو دروازے سے ہٹا دیا نیز انھوں نے ایک دوسری سمت سے رضا کاروں پر حملہ کر کے ان کے دو علم چھین لئے ان کو فصیل سے ڈھکیل دیا اور پتھروں سے ان کو اس قدر زخمی کیا کہ وہ متاثر ہو کر جنگ سے دور ہٹ کر ٹھیر گئے جعفر نے اپنی جماعت کو للکارا آگے بڑھو ان میں سے تقریباً سو آدمی جھپٹ کر آگے بڑھے اور وہ اپنی ڈھالوں کی آڑ میں گھٹنوں کے بل دشمن کو روک کر کھڑے ہو گئے اب یہ شکل ہوئی کہ نہ یہ ان پر بڑھتے تھے اور نہ وہ ان پر پیش قدمی کرتے تھے نماز ظہر تک لڑائی کی یہی صورت قائم رہی افشین عرادے بھی ساتھ لایا تھا اس نے ایک عرادہ جعفر کے مقابل دروازے کے سامنے نصب کیا تھا اور ایک وادی کی جانب سے رضا کاروں کی جمعیت کے قریب نصب کیا تھا جعفر کی سمت والے عرادہ کی اس نے پوری طرح مدافعت کی مگر وہ کسی طرح جعفر کی فوج اور خرمیہ کے درمیان جا پڑا اور دیر تک دونوں کے بیچ میں رہا مگر آخر کار جعفر کی جمعیت نے سخت جدوجہد کے بعد اسے دشمن کے نرغے سے نکالا اور پھر اسے اکھاڑ کر اصل فرودگاہ کو واپس کر دیا۔ اب تک دونوں فریق

ایک دوسرے کو روکے ہوئے تھے کسی کو پیش قدمی کا موقع نہ ملا البتہ تیر اور پتھر ایک دوسرے پر چلا رہے تھے جعفر کے تیر اور پتھر ان کی فصیل اور دروازے پر پڑتے اور یہ لوگ میدان میں ڈھالوں کی آڑ لیئے ہوئے تھے اس کے بعد پھر لڑائی ہونے لگی اس پر افشین کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ دشمن اس کی فوج پر دست آزدراز کرے اب اس نے اس پیدل فوج کو جسے اس نے پہلے سے تیار رکھا تھا اور وہ رضا کاروں کی جگہ مورچہ زن تھے کمک کے لیے بھیجا اور جعفر کی کمک کے لیئے ایک پیدل کا دستہ روانہ کیا جعفر نے کہا فوج کی کمی کی وجہ سے مجھ پر یہ یورش نہیں ہوئی ہے میرے ساتھ بڑے جیالے دست بہادر ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ ان کو آگے بڑھنے کا موقع و محل ہی نہیں ہے یہ جگہ اس قدر تنگ ہے کہ یہاں صرف ایک یا دو آدمی اچھی طرح سے نقل و حرکت کر سکتے ہیں جنگ رک گئی افشین نے کہلا کر بھیجا کہ واپس آجاؤ جعفر پلٹ آیا، افشین نے اپنے محمل بردار خچر میدان جنگ میں بھیجے وہ زخمیوں کو اور ان لوگوں کو جو پتھروں کی چوٹوں سے خود چلنے سے معذور تھے ان محملوں میں بٹھا کر لے آئے، اب افشین نے ساری فوج کو مراجعت کا حکم دیا اور یہ سب اپنی روذالروذ والی خندق میں چلے آئے، لوگ اس سال فتح سے مایوس ہوگئے اور اس وجہ سے رضا کاروں کی ایک بڑی جماعت چھاؤنی سے چلی گئی۔

دو جمعوں کے بعد افشین نے پھر حملہ کی تیاری کی وسط شب میں اس نے ایک ہزار پیدل تادر اندازوں کو طلب کر کے ان میں سے ہر ایک کو چھاگل اور بسکٹ دیئے اور ان میں سے بعض کو سیاہ اور دوسرے رنگ کے جھنڈے بھی دیئے اس تیاری کے بعد اس نے اس فوج کو غروب آفتاب کے وقت رہنماؤں کے ساتھ آگے روانہ کیا وہ ساری رات نہایت دشوار گزار اور مکلف پہاڑوں میں عام راستے سے ہٹ کر چلتے رہے اور اس طرح ان پہاڑوں کو

گھوم کر وہ اس بلند پہاڑ کے پیچھے پہنچ گئے جس پر آذین آکر ٹھیرتا تھا افشین نے انھیں حکم دیا تھا کہ اس قدر خاموشی سے نقل و حرکت کریں کہ کسی کو ان کی خبر نہ ہونے پائے اور جب ہمارے علم تم کو نظر آئیں اور تم صبح کی نماز پڑھ چکو اور جنگ بھی ہونے لگے اس وقت تم ان جھنڈوں کو اپنے نیزوں کے سروں پر باندھ کر ہلانا نقارے بجانا اور پہاڑ پر سے اتر کر دشمن پر پتھر اور تیر کا مینہ برسا دینا اور اگر تم کو ہمارے علم نظر نہ آئیں تو تم اپنی جگہ سے اس وقت تک جنبش نہ کرنا جب تک کہ میری اطلاع تم کو نہ موصول ہو۔

اس جماعت نے حسبہ عمل کیا وہ طلوع فجر کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے وادی میں سے ان مشکیزوں کو بھر لے گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے ابھی کچھ رات باقی تھی کہ افشین نے اپنے افسروں کو حکم بھیجا کہ سب مسلح ہو جائیں میں علی الصباح پیش قدمی کروں گا نیز ابھی رات باقی تھی کہ اس نے بشیر الترکی اور اس کی ساتھی فراغنہ جمیعت کے ایک سردار کو آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ اس وادی کے سب سے زیریں حصے میں جہاں سے لوگوں نے پانی لیا تھا اور جو اس پہاڑ کے نیچے واقع تھی جہاں آذین آکر ٹھیرتا تھا مسلسل چل کر پہنچ جائیں افشین کو یہ بات پہلے سے معلوم تھی کہ جب کبھی ہماری فوج بابک پر حملہ آور ہوتی ہے وہ ہمیشہ اس مقام میں اپنی جمیعت کو گھات میں بٹھا دیتا ہے اس ہدایت کے بموجب بشیر اور فراغنہ اس مقام کی طرف جس کے متعلق معلوم تھا کہ وہاں بابک کی ایک فوج گھات میں بیٹھا کرتی ہے رات ہی میں چل دیئے ان کی اس روانگی کا علم خود چھاؤنی کے اکثر لوگوں کو نہ ہو سکا۔ ان کے جانے کے بعد افشین نے تمام افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ مسلح ہو کر سواری کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ میں علی الصباح پیش قدمی کروں گا۔ چنانچہ علی الصباح وہ اور تمام فوج فرودگاہ سے مسلح ہو کر چلی اس نے دستور کے مطابق مشعلیں اور مشعلچیوں کو بھی ساتھ لیا نماز صبح

ادا کی اس کے بعد نقارے پر چوب پڑی وہ سوار ہو کر اسی جگہ آیا جہاں وہ ہر دفعہ آکر ٹھیرا کرتا تھا حسب عادت وہاں اس کے لئے کھال اور کرسی رکھدی گئی بخاراخذاہ اپنی عادت کے مطابق اس گھاٹی پر آکر کھڑا ہوتا جہاں وہ ہر روز کھڑا ہوتا تھا مگر آج افشین نے اسے مقدمۃ الجیش میں ابو سعید، جعفر الخیاط اور احمد بن خلیل کے ساتھ کر دیا ایسے وقت میں اس تبدیلی کو دیکھ کر تمام فوج اچنبھے میں پڑ گئی، افشین نے ان سب سرداروں کو حکم دیا کہ تم اس ٹیلہ کو جس پر آذین مقیم ہے چاروں طرف سے حلقے میں لے لو حالانکہ آج سے پہلے وہ ان کو اس بات سے روکا کرتا تھا یہ تمام دستہ اپنے مذکورۂ بالا چاروں سرداروں کی قیادت میں بڑھا اور اس نے اس ٹیلے کو گھیر لیا، جعفر الخیاط بذ کے دروازے کے قریب تھا ابو سعید اس سے ملا ہوا تھا اور بخاراخذاہ اس سے متصل تھا اور احمد بن خلیل بن ہشام بخاراخذاہ کے متصل تھا، اس طرح انھوں نے اس ٹیلے کو چاروں طرف سے اپنے حلقے میں لے لیا اتنے میں وادی کے اسفل سے ایک شور اٹھا کیونکہ آذین والے ٹیلے کے نیچے جو گھات تھی اس نے بشیر اور فراغنہ پر اپنی کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا تھا بشیر اور اس کے ساتھی ان سے لڑنے لگے اور تھوڑی دیر تک خوب گھمسان لڑائی ہوتی رہی، اصل فوج نے جب شور سنا تو ان میں اضطراب پیدا ہوا افشین نے حکم دیا کہ منادی کر دی جائے کہ یہ بشیر الترکی اور فراغنہ ہیں جن کو میں نے ہی اس سمت کو بھیجا ہے اور انھوں نے دشمن کی گھات کو برآمد کیا ہے یہ وہی شور ہے لہٰذا تم لوگ اپنی جگہ اطمینان سے رہو، مگر جب ان قادرانداز پیدلوں نے جو پہلے سے پہاڑوں پر بھیجدے گئے تھے اس شور کو سنا انھوں نے افشین کی ہدایت کے مطابق اپنے علم جوڑے لوگوں نے دیکھا کہ بلند پہاڑ سے سیاہ علم آرہے ہیں اس فوج اور اس پہاڑ کے درمیان تقریباً ایک فرسخ کا فاصلہ تھا، اب ان پیدل قادراندازوں نے آذین کی سمت اترنا شروع کیا آذین کی

فوج والوں کی نظر ان پر پڑی اس نے اپنے ہمراہی بعض خرمی پیادوں کو دریافت حال کے لیے ان کی طرف بھیجا ادھر افشین کی فوج میں ان کو دیکھ کر خوف واضطراب پیدا ہوا افشین نے اپنی فوج کو مطلع کیا کہ یہ ہمارے اپنے آدمی ہیں ان کو ہم نے آذین پر عقب سے حملہ کرنے کے لیے بھیجا ہے' اب جعفر الخیاط اور اس کی جمعیت نے آذین اور اس کی فوج پر یورش کردی یہ پہاڑ پر چڑھ کر ان پر جا پڑے اور ایسا شدید حملہ کیا کہ آذین اور اس کی فوج کو وادی میں اولٹ دیا ابوسعید کی سمت سے ایک شخص معاذ بن محمد یا محمد بن معاذ نے چند آدمیوں کے ساتھ آذین پر حملہ کیا حملہ کے اثنا میں ان کو معلوم ہوا کہ ان کے گھوڑوں کے سم کے تلے کنوییں کھدے ہوئے ہیں گھوڑوں کے اگلے پاؤں ان میں پڑتے ہی ابوسعید کے شہسوار ان میں گر پڑے افشین نے کلغریہ جماعت کو بھیجا تاکہ دشمنوں کے مکانوں کی دیواریں گرا کر ان کنوؤں کو پاٹ دیں کلغریہ نے حسبہ عمل کیا اور انکے پیٹ جانے کے بعد اب تمام فوج نے ملکر ایک دم ان پر حملہ کردیا پہاڑ کے اوپر حملہ آوروں کے لیے آذین نے ایک چرخ تیار کر رکھا تھا جس پر ایک بہت بڑا پتھر بار تھا جب فوج نے اس پر حملہ کیا اس نے اس چرخی سے وہ پتھر ان پر لڑھکایا تمام لوگ اس کا راستہ چھوڑ کر ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا گزر گیا اس کے بعد سب نے ہر طرف سے اس پر یورش کردی بابک نے جب دیکھا کہ میری سپاہ گھر گئی ہے وہ بذ سے افشین کی سمت والے دروازے سے جہاں سے افشین کا ٹیلہ ایک میل فاصلہ پر رہا ہوگا نکلا' بابک ایک جماعت کے ساتھ افشین کو دریافت کرتا ہوا سامنے آیا ابودلف کے سپاہیوں نے پوچھا یہ کون ہے جو افشین کو دریافت کرتا ہے خرمیہ نے کہا بابک ہے یہ افشین سے ملنا چاہتے ہیں ابودلف نے افشین کو اس کی اطلاع بھیجی اس نے شناخت کے لیے ایک ایسے شخص کو جو بابک کو پہچانتا تھا اس کے پاس بھیجا اس نے بابک کو دیکھ کر افشین سے آکر کہا کہ بے شک وہ بابک ہے

اب افشین گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے اس قدر قریب چلا آیا جہاں سے اسے بابک اور اس کے ہمراہیوں کی گفتگو سنائی دیتی تھی اس اثنا میں آذین کی سمت میں خوب جنگ ہو رہی تھی۔ بابک نے افشین سے کہا میں امیر المومنین سے امان کی درخواست کرتا ہوں افشین نے کہا جب چاہو میں امان دینے کے لیے تیار ہوں اس نے کہا آپ اسی وقت مجھے امان دیں اور اتنی مہلت بھی دیں کہ میں اپنے اہل و عیال کو سوار کر لوں اور سفر کی تیاری کر لوں۔ افشین نے کہا میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ تمہاری بھلائی کی بات کہی ہے مگر تم نے میری نصیحت آج تک نہیں مانی اور میں اب بھی تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج امان لے کر تمہارا یہاں سے چلا جانا اس سے بہتر ہے کہ تم نکل جاؤ، بابک نے کہا جناب والا میں نے آپ کی نصیحت قبول کی اور میں اس پر قائم ہوں، افشین نے کہا اچھا تو وہ یرغمال ہمارے پاس بھیجدو جن کا میں نے مطالبہ کیا ہے اس نے کہا بہتر ہے ان میں سے فلاں اور فلاں تو اسی ٹیلے پر موجود ہیں آپ اپنی فوج کو حکم دیں کہ وہ ذرا توقف کرے۔

افشین نے فوج کو واپس بلانے کے لئے اپنا آدمی بھیجا مگر جب اس سے کہا گیا کہ فراغنہ کے جھنڈے بذ میں داخل ہو چکے ہیں اور انھوں نے وہ جھنڈے محلوں پر چڑھا دئے ہیں افشین خود گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کو للکارتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور تمام فوج شہر کے اندر گھس پڑی اور لوگ علم لے کر بابک کے محلوں پر چڑھ گئے، بابک نے اپنے ان چار محلوں میں چھ سو آدمی چھپا رکھے تھے حملہ آوروں نے ان کو جا لیا اور اپنے علم ان محلوں پر بلند کر دئے بذ کی تمام سڑکیں اور میدان آدمیوں سے بھر گیا اور راب ان لوگوں نے جو ان محلوں میں چھپے بیٹھے تھے ان کے دروازے کھولے اور پیدل نکل کر ان سے لڑنا شروع کیا اس اثنا میں بابک اس وادی میں جو ہشتادسر سے متصل ہے چلا گیا اور افشین اور اس کے تمام دوسرے سردار محلوں کے دروازوں پر لڑنے میں مشغول رہے

یہاں خرمیہ نے نہایت شدید مقابلہ اور مقاتلہ کیا افشین نے آتش زن طلب کئے انھوں نے ان پر آگ برسانا شروع کی اور دوسرے لوگ قصر ڈھانے لگے یہاں تک کہ وہ سب کے سب اس مقام پر قتل کر دیئے گئے ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا افشین نے بابک کی اولاد اور متعلقین کو جو بذ میں تھی گرفتار کر لیا اتنے میں شام ہو گئی اس نے فوج کو واپسی کا حکم دیا تمام فوج پلٹ آئی اس وقت خرمیہ جماعت اکثر گھروں میں چھپی بیٹھی رہی افشین اپنی روذ الروذ والی خندق میں واپس چلا آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بابک اور اس کے ساتھ وادی میں اترنے والے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ افشین اپنی خندق کو واپس چلا گیا ہے وہ بذ میں پلٹ آئے اور یہاں اگر انھوں نے جس قدر زاد راہ ہو سکا اور مال اپنے ساتھ لیا اور پھر ہشتادسر سے ملی ہوئی وادی میں اتر گئے۔

دوسرے دن افشین اپنی خندق سے چل کر بذ آیا وہ قریہ میں ٹھیر گیا اور اس نے تمام قصروں کے انہدام کا حکم دیا اس نے اپنے پیادے قریہ کے اطراف میں بیگار پکڑنے کے لئے بھیجے مگر ان کو کوئی گنوار ہمدست نہ ہوا اب افشین نے اپنی کلغریہ جماعت کو اس کام کے لیے حکم دیا انھوں نے قصروں کو منہدم کر کے ان کو جلا ڈالا تین دن تک وہ اس کام کو کرتے رہے جس سے بابک کے تمام قصر اور دفینے جل کر خاک ہو گئے ان میں ایک حجرہ یا مکان بھی بربادی سے نہ بچا اس کے بعد افشین اپنی فرودگاہ کو واپس آ گیا۔

افشین کو معلوم ہوا کہ بابک اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ بچ کر نکل گیا اس نے ارمینیا کے روساء اور زمینداروں کو لکھا کہ بابک چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ گیا ہے اور وہ وادی میں سے ہو کر آرمینیا کی سمت جا رہا ہے اور ضرور تمھارے قریب سے گزرے گا لہٰذا تم تمام راستوں کی اچھی طرح نگہداشت کرو کسی کو وہاں سے گزرنے نہ دو جو گزرے

اسے پکڑ لو اور جب تک شناخت نہ کرو آگے نہ جانے دو، اسی اثنا میں جاسوسوں نے افشین سے آکر کہا کہ بابک وادی میں فلاں مقام پر موجود ہے اس مقام میں گھاس اور جنگل بہت ہی گھنا تھا اس کا ایک طرف آرمینیا سے اور دوسرا آذربیجان سے ملا ہوا تھا اور یہ ممکن نہ تھا کہ رسالہ وہاں جا سکے نیز وادیوں اور جنگل کی کثرت کی وجہ سے وہاں چھپنے والا نظر بھی نہیں آتا تھا یہ مسلسل ایک جھاڑی تھی جسے غیضہ کہتے تھے افشین نے ہر ایسے مقام پر جہاں سے اس جنگل میں راستہ جاتا تھا یا جہاں سے اس بات کا امکان تھا کہ اس سمت سے بابک نکل جائے گا ایک ایک دستہ فوج جس میں چار سو سے پانسو تک جنگجو تھے متعین کر دیا نیز ان سب کے ساتھ راستہ بتانے کے لیے کوہبانیوں کو بھی متعین کیا اور حکم دیا کہ وہ راستوں پر ٹھیریں اور رات کے وقت ان کی اچھی طرح نگہداشت کرتے رہیں تا کہ وہاں سے کوئی نکلنے نہ پائے، افشین نے ان تمام فوجوں کو اپنی مرکزی فرودگاہ سے اشیاء معیشت مہیا کر دیں یہ پندرہ دستے تھے یہ اسی طرح اس جھاڑی کو گھیرے ہوئے پڑے تھے کہ امیر المومنین معتصم کا سونے سے مہر شدہ مراسلہ جس میں بابک کے لیئے امان تھی افشین کو موصول ہوا اس نے بابک کے ان لوگوں کو جنھوں نے اس کے ہاں پناہ لی تھی اور جس میں بابک کا سب سے بڑا لڑکا بھی تھا اسے اپنے پاس بلایا اور اس سے اور دوسرے قیدیوں سے کہا کہ مجھے تو اس بات کی توقع نہ تھی کہ اس حال میں امیر المومنین اسے اس طرح امان دیدیں گے تم میں سے جو جا سکے اس مراسلہ کو لیکر بابک کے پاس جائے، اس بات کے لیئے ان میں سے کوئی بھی تیار نہ ہوا اور کسی نے کہا جناب والا ہم میں کسی کی یہ جرأت نہیں کہ وہ اس وعدۂ امان کو لیکر اس کے سامنے جائے، افشین نے کہا اس میں کیا ہرج ہے وہ تو اس سے خوش ہوگا انھوں نے کہا جناب والا یہ صرف آپ کہتے ہیں، افشین نے کہا مگر بہر حال تم کو یہ کام میری خاطر انجام دینا ہوگا چاہے اس میں تمہاری جان جائے یہ سن کر ان میں سے

دو شخص کھڑے ہوئے اور انھوں نے افشین سے کہا آپ اس بات کی ضمانت کریں کہ ہمارے بیوی بچوں کی پرورش کریں گے اس نے باقاعدہ اس بات کا وعدہ کیا اب وہ دونوں خط لے کر بابک کی تلاش میں چلے اور اس جنگل میں پھرتے پھرتے کسی نہ کسی طرح بابک کے پاس پہنچ گئے اور وہ خط اسے دیدیا۔

معتصم کے اس خط کے علاوہ خود بابک کے لڑکے نے بھی ایک خط ان دونوں کے ہاتھ اپنے باپ کو بھیجا تھا جس میں اسے پوری کیفیت سے مطلع کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ وہ امان قبول کر کے مقابلہ سے باز آئیں یہ ان کے لیے بہتر ہے' ان دونوں نے اس کے لڑکے کا خط بابک کو دیا بابک نے اسے پڑھا اور پھر انسے سوال کیا کہ اب تک تم کیا کرتے رہے انھوں نے کہا جناب والا آج رات میں ہمارے تمام اہل و عیال گرفتار کر لئے گئے ہمیں آپ کا پتہ معلوم نہ تھا کہ خدمت میں حاضر ہو جاتے جب ہم ایسے مقام میں ٹھہر گئے جہاں خود ہمیں اپنے قید ہونے کا اندیشہ ہو گیا تو ہم نے ان سے امان لے لی۔

بابک نے اس شخص سے جس کے پاس خط تھا کہا یہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ بتا کہ تجھے یہ جرات کیسے ہوئی کہ تو اس فاحشہ زادے کا خط لے کر میرے پاس آیا پھر بابک نے اسے پکڑ کر اس کی گردن اوڑا دی اور اس خط کو ویسے ہی مہر زدہ اس کے سینے پر باندھ دیا اسے کھولکر بھی اس نے نہ دیکھا اور اس کے بعد اب اس نے دوسرے سے کہا کہ تو جا اور اس فاحشہ زادے سے جس سے اس کی مراد اس کا بیٹا تھا جا کر کہدے کہ اب تیری یہ مجال ہوئی کہ تو مجھے لکھنے لگا نیز بابک نے اسے یہ بھی لکھا کہ اگر تو مجھ سے آملتا اور اس تحریک کی اس وقت تک اتباع کرتا جبکہ کسی دن تجھے حکومت ہی مل جاتی تو بیشک تو میرا بیٹا تھا مگر آج مجھے معلوم ہو گیا کہ تیری ماں چھنال تھی اور تو اسی چھنال کی اولاد ہے حرامی ہے ممکن ہے کہ میں کل مرجاؤں تو اس وقت تو ہی

رئیس کہلاتا اور جہاں ہوتا یا جہاں تیرا ذکر ہوتا وہاں بادشاہ کے لقب سے پکارا جاتا مگر معلوم ہوگیا کہ تیری اصل ہی ٹھیک نہیں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ تو میرا بیٹا نہیں ہے، ایک دن کی ریاست چالیس سال ذلت کی حالت میں زندگی سے بہتر ہے۔

بابک اس کے بعد فوراً اس جگہ سے چلا گیا اس نے تین آدمی اس پیامبر کے ساتھ کر دیے جو اسے بہت سی جگھوں میں سے ایک جگہ چڑھا آئے اور پھر بابک سے آملے، جب تک سامان معیشت ختم نہ ہوگیا وہ اسی جنگل میں چھپا رہا اس کے بعد اسے مجبوراً وہاں سے سفر کرنا پڑا وہ ایک ایسے راستے کے قریب سے چلا جس پر افشین کا لشکر متعین تھا مگر چونکہ یہ راستہ ایک پہاڑ پر سے گزرتا تھا جہاں پانی بالکل میسر نہ تھا اس لیے وہ فوج اس مقام سے پانی کے دور ہونے کی وجہ سے وہاں قیام نہ کرسکی اور اسے چھوڑ کر پانی کے قریب ہٹ گئی اس فوج نے اس راستہ کی نگہداشت کے لئے دو کوہبانی اور دو سوار وہاں مقرر کر دیے اس مقام اور اصل فوج میں تقریباً ڈیڑھ میل کا فاصلہ تھا اور اس کے لیے روزانہ نوبت بدلتی رہتی تھی انھیں ایام میں ایک دن عین دوپہر کے وقت بابک اور اس کی جماعت اپنی جائے پناہ سے برآمد ہوئی چونکہ یہاں ان کو کوئی نظر نہیں آیا اور نہ پہرے کے سوار اور کوہبانی دکھائی دیے اس لیے انھوں نے خیال کیا کہ یہاں اب کوئی فوج نہیں ہے لہٰذا اب بے خطر وہ اور اس کے بھائی عبداللہ اور معاویہ اس کی ماں اس کی ایک بیوی جسے انبتہ الکلدانیہ کہتے تھے اس راستے سے برآمد ہوئے اور آرمینیا کی سمت ہوگئے اب ان پہرہ والوں نے ان کو دیکھا اور اپنی اصل فوج میں جو ابوالساج کی قیادت میں تھی کہلا کر بھیجا کہ ہم نے کچھ سوار جاتے دیکھے ہیں مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کون لوگ ہیں اس خبر کے معلوم ہوتے ہی تمام فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر اس سمت چلی اور دور سے انھوں نے ان کو دیکھ لیا وہ اس وقت پانی کے

ایک چشمہ پر اترے ہوئے دن کا کھانا کھا رہے تھے جب انھوں نے اس فوج کو دیکھا تو بابک فوراً ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے اور ہمراہی بھی سوار ہو گئے اور اس طرح وہ نکل کر بچ گیا، البتہ معاویہ، بابک کی ماں اور اس کی بیوی گرفتار کر لی گئیں بابک کے ساتھ صرف ایک غلام رہ گیا ابوالساج نے ان دونوں عورتوں کو چھاونی میں بھیجدیا۔

بابک چلتے چلتے آرمینیا کے پہاڑوں میں داخل ہوا وہ اس تمام سفر میں پہاڑوں میں چھپتا رہتا اب اسے سامان خوراک کی ضرورت ہوئی آرمینیا کے تمام بطریقوں نے اپنے اپنے راستوں اور ناکوں پر پہرے بٹھا دیئے تھے اور تھانوں کو حکم دیدیا تھا کہ جو گزرے اسے گرفتار کر لیا جائے اور جب تک اس کی شناخت نہ ہو جائے اسے قید رکھا جائے ان ہدایات اور احکام کی وجہ سے تمام چوکی دار اور تھانہ دار ہر وقت مستعد اور ہوشیار تھے جب بابک کو سخت بھوک معلوم ہوئی وہ اپنے مکمن سے برآمد ہوا وہاں ایک کسان ایک ترائی میں ہل چلا رہا تھا بابک نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو دینار و درہم اپنے ساتھ لے کر اس کسان کے پاس جا اور اگر اس کے پاس روٹی ہو تو اسے لیکر یہ روپیہ اسے دیدے۔

اس کسان کا ایک دوسرا شریک بھی تھا جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے گیا ہوا تھا، بابک کا غلام اس کسان کے پاس اتر کر آیا اس کے شریک نے بھی دور سے اس غلام کو دیکھ لیا مگر بجائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھی کے پاس آتا وہ خوف زدہ دور ہی کھڑا رہا اور دیکھتا رہا کہ دوسرا کسان کیا کرتا ہے، غلام نے اس کسان کو کچھ دیا کسان وہاں سے آیا اور اسنے اپنی روٹی لے جا کر غلام کو دی اس کا شریک دور سے یہ معاملہ دیکھتا رہا اور اسے یہ گمان ہوا کہ یہ شخص میرے ساتھی کی روٹی زبردستی غصب کر کے لے گیا ہے اسے اس کی خبر نہ تھی کہ غلام نے اسے کچھ دیا اس خیال کے تحت وہ سیدھا دوڑتا ہوا تھانے آیا اور اس نے آ کر اطلاع دی کہ ایک مسلح شخص نے آ کر

ترائی میں میرے شریک کی روٹی چھین لی یہ سنتے ہی تھانے دار گھوڑے پر سوار ہو کر اس سمت لپکا یہ پہاڑ ابن سنباط کے تھے نیز اس نے سہل بن سنباط کو اس واقعہ کی اطلاع بھیجدی وہ خود بھی اپنی جمعیت کے ساتھ گھوڑوں پر سوار جھپٹا ہوا اس کسان کے پاس آگیا اس وقت تک بابک کا غلام وہاں موجود تھا اس نے کسان سے دریافت کیا کیا ہوا اس نے کہا اس غلام نے آکر مجھ سے روٹی مانگی میں نے اسے روٹی دیدی ابن سنباط نے غلام سے پوچھا تمھارے مالک کہاں ہیں اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہاں موجود ہیں ابن سنباط اس کے پیچھے ہولیا اور بابک کے پاس جو کہ ٹھیرا ہوا تھا پہنچا اس کی صورت ہی سے اس نے بابک کو پہچان لیا اور اس کے اعزاز میں وہ گھوڑے سے اتر کر اس کے قریب گیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا اے ہمارے سردار آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں بابک نے کہا میں رومی علاقے میں یا کسی اور مقام کا اس نے نام لے کر کہا کہ میں وہاں جانا چاہتا ہوں ابن سنباط نے کہا آپ کو کوئی مقام یا کوئی اور شخص ایسا نہ ملے گا جو مجھ سے زیادہ آپ کی خاطر اور حفاظت کر سکے گا میں سرکار کا ماتحت نہیں ہوں اور نہ کوئی سرکاری عہدے دار میرے ہاں دخل دیتا ہے آپ میری آزاد حالت اور میرے علاقے سے خوب واقف ہیں جتنے بطریق یہاں ہیں وہ سب آپکے رشتہ دار ہیں ان سے آپ کی اولاد ہوئی ہے، واقعہ یہ تھا کہ بابک کی یہ عادت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ کسی بطریق کی بیٹی یا بہن خوبصورت ہے وہ اسے اس سے طلب کرتا اگر وہ بطریق اس مطالبہ میں عورت کو بھیجدیتا تو خیر تھی ورنہ بابک اس پر اچانک حملہ کر کے اسے زبردستی چھین لیتا نیز اس کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیتا اور اس طرح غصب کر کے اپنے شہر لے آتا۔

ابن سنباط نے اس سے کہا آپ میرے پاس میرے قلعہ میں قیام کریں وہ آپ ہی کا مکان ہے اور میں آپ کا غلام ہوں سردی تو یہاں بسر کریں

اس کے بعد جیسی رائے ہو چونکہ خود بابک بھی مصائب و شدائد سفر سے خستہ و ناتوان ہو رہا تھا وہ ابن سنباط کی دعوت پر مائل ہو گیا مگر اس نے کہا یہ تو مناسب نہیں کہ میں اور بھائی دونوں ایک جگہ رہیں ممکن ہے کہ ہم میں سے ایک گرفتار ہو جائے تو دوسرا تو باقی رہے میں تمھارے پاس ٹھیر جاتا ہوں اور میرا بھائی عبد اللہ" ابن اصطفانوس کے پاس چلا جائے ہم نہیں جانتے کہ انجام کیا ہوگا ہمارے خلف بھی کچھ ایسے نہیں کہ جو ہماری اس تحریک کو پھر زندہ رکھیں، ابن سنباط نے کہا آپ کے تو بہت سی اولاد ہے بابک نے کہا ان میں سے کوئی کارآمد نہیں ہے

اب اس نے یہ عزم کر لیا کہ وہ اپنے بھائی کو ابن اصطفانوس کے قلعہ میں بھیجدے کیونکہ یہ اس پر پورا اعتماد رکھتا تھا اور خود وہ ابن سنباط کے ساتھ اس کے قلعہ میں رہ گیا دوسرے دن صبح کو عبد اللہ ابن اصطفانوس کے قلعہ روانہ ہو گیا اور بابک ابن سنباط کے ساتھ ٹھیر گیا۔ ابن سنباط نے افشین کو بابک کے آنے کی خبر بھیجدی افشین نے اسے لکھا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو میں اور خود امیر المومنین تم کو خوش کر دیں گے اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے، افشین نے بابک کا حلیہ اپنے ایک خاص معتمد شخص سے بیان کر کے اسے ابن سنباط کے پاس بھیجا اور اسے لکھا کہ میں اپنے اس معتمد کو تمھارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ یہ بابک کو خود دیکھ کر مجھے اطلاع دے، ابن سنباط نے اس بات کو نامناسب سمجھا کہ وہ ایک اجنبی کی موجودگی سے بابک کو پریشان خاطر کرے اس لئے اس نے اس شخص سے کہا کہ تم اسے صرف اس وقت دیکھ سکتے ہو جب وہ سر نیچا کئے دن کا کھانا کھاتا ہو اور یوں اچانک سامنے جانا ممکن نہیں لہذا جب ہم کھانا مانگیں تم ہمارے گنوار باورچیوں کا لباس پہن کر دستر خوان پر سربراہی کے لیے حاضر ہو جانا اور جب وہ کھانے کے لیے جھکے اس وقت بغور اسے دیکھ لینا اور پھر اپنے امیر سے جا کر بیان کر دینا، اس شخص نے کھانے کے وقت حسبہ عمل کیا بابک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے دل میں اس کی

طرف سے شبہ ہو گیا اس نے پوچھا یہ کون ہے ابن سنباط نے کہا یہ خراسان کا ایک نصرانی ہے جو عرصہ دراز سے ہمارے یہاں آ کر رہ گیا ہے ابن سنباط نے یہ بات اس اشروسنی سے پہلے سے کہہ دی تھی کہ میں تمھارے متعلق ایسا کہوں گا۔

بابک نے اس شخص سے پوچھا کتنے عرصے سے تم یہاں ہو اس نے کہا فلاں سنہ سے یہاں ہوں اس نے پوچھا پھر اتنے عرصے سے یہاں کیسے مقیم رہے اس نے کہا میں نے یہاں شادی کر لی ہے۔ بابک نے کہا تم نے سچ کہا جب کسی سے پوچھا جائے کہ اس کا وطن کہاں ہے اور وہ کہے کہ جہاں میری بیوی ہے وہی میرا مقام ہے تو یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔

اب اس نے افشین سے آکر پورا واقعہ بیان کر دیا افشین نے ابوسعید اور بوزبارہ کو اپنے ایک خط کے ساتھ ابن سنباط کے پاس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ جب تم ابن سنباط سے کچھ فاصلہ پر رہ جاؤ تو اپنے جانے سے پہلے یہ خط اسے بھجوا دینا اور جو مشورہ اور ہدایت ابن سنباط تم کو دے اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرنا۔ ان ہدایات کے ساتھ یہ دونوں چلے اور انھوں نے ان پر عمل کیا، ابن سنباط نے ان کو لکھا کہ تم فلاں مقام میں میرے پیامبر کے آنے تک قیام کرو چنانچہ یہ دونوں ابن سنباط کے بتائے ہوئے مقام میں ٹھیرے رہے اس نے ان کو سامان و ضروریات زندگی اپنے ہاں سے بھجوا دیں، ایک دن بابک کا جی شکار کے لیے چاہا ابن سنباط نے کہا آپ اس قلعہ کی چار دیواری میں مغموم رہتے ہیں باہر ایک بہت خوش فضا وادی ہے مناسب ہوگا کہ ہم آپ باز اور شاہین اور شکار کی دوسری ضروریات لے کر تفریحاً صبح کے وقت اس وادی میں چلیں اور کھانے کے وقت پھر قلعہ میں واپس آجائیں، بابک نے کہا جب چاہو چلو چنانچہ دوسرے دن صبح کو شکار کی ٹھیر گئی، ابن سنباط نے ابوسعید اور بوزبارہ کو اطلاع دیدی کہ ہم کل شکار کو آئیں گے تم میں سے ایک پہاڑ کی اس جانب سے

اور دوسرا دوسری جانب سے اپنی فوجوں کے ساتھ ہم کو آکر گھیر لے تم لوگ نماز صبح کے ساتھ ہی چھپتے ہوئے چلے آؤ اور جب میرا آدمی تمھارے پاس آئے تم وادی کے اوپر آجانا اور ہمیں دیکھتے ہی اس میں اتر پڑنا۔ چنانچہ جب ابن سنباط اور بابک دن نکلے شکار کے لیے قلعہ سے چلے اس نے اپنا ایک آدمی ابو سعید کے پاس اور ایک بوزبارہ کے پاس بھیجدیا اور ہر ایک سے کہدیا کہ جا کر ان سے کہدو کہ تم اس مقام پر آجاؤ اور تم اس مقام پر آؤ اور پھر ہمارے سامنے برآمد ہونا اور جب تم ہمیں دیکھو تو کہنا یہی ہیں ان کو پکڑلو اس چال سے اس کا مطلب یہ تھا کہ بابک کو اصل سازش کا راز کبھی بھی معلوم نہ ہو سکے بلکہ ابن سنباط کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ ہم کیا کریں رسالہ نے آکر ایک دم ہم کو گرفتار کرلیا وہ اپنی بدنامی کی وجہ سے یہ نہ چاہتا تھا کہ وہ خود بابک کو اپنے گھر سے ان کے حوالے کردیتا اسلیے اس نے یہ تمام جال بچھایا تھا۔

اس کے دونوں پیامبر ابو سعید اور بوزبارہ کے پاس پہنچے اور وہی ان کو وادی کے اوپر لے آئے یہاں بابک اور ابن سنباط موجود تھے بابک کو دیکھتے ہی وہ دونوں اپنی جمعیتوں کو لیے ہوئے ایک اس طرف سے اور دوسرا دوسری سمت سے بابک کے لیئے وادی میں اترے اور انھوں نے اسے اور ابن سنباط کو گرفتار کرلیا شاہین ان کے ساتھ تھے بابک اس وقت ایک سفید کرتا پہنے اور سفید عمامہ باندھے تھا اور ایک چھوٹا موزہ پہنے تھا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود بابک کے ہاتھ پر شاہین تھا جب اس نے ان فوجوں کو دیکھا کہ انھوں نے اسے اب گھیر لیا ہے وہ اپنی جگہ ٹھیر گیا اور دونوں امیروں کو غور سے دیکھا انھوں نے کہا اترو اس نے کہا تم کون ہو ان میں سے ایک نے کہا میں ابو سعید ہوں اور دوسرے نے کہا میں بوزبارہ ہوں اس نے کہا اچھا اور پھر وہ پاؤں موڑ کر گھوڑے سے اتر گیا ابن سنباط اسے دیکھ رہا تھا اس نے ابن سنباط کی طرف دیکھا اور اسے گالیاں دیں اور کہا تو نے مجھے تھوڑے سے

مال کے عوض یہودیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا اگر تجھے ایسی ہی روپیہ کی خواہش تھی اور تو اسے طلب کرتا تو میں تجھے اس سے کہیں زیادہ دیدیتا جو یہ دینے والے ہوں گے' ابو سعید نے کہا کھڑا ہوا اور گھوڑے پر بیٹھ جا اس نے کہا اچھا چنانچہ یہ اسے اس طرح قید کر کے افشین کے پاس لے آئے جب وہ اس کی فرودگاہ کے قریب آ گیا افشین برزند پر چڑھا وہاں اس کے لیے ایک خیمہ نصب کر دیا گیا اور اس نے تمام فوج کو حاضری کا حکم دیا جو دو صفوں میں مرتب ہو گئی افشین ایک سپید ان میں بیٹھا اب بابک کو اس کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے اس موقع پر حکم دیا تھا کہ کسی عرب کو دونوں صفوں کے درمیان نہ آنے دیا جائے کہ مبادا ان میں سے کوئی اپنے کسی عزیز کی جان کے بدلے میں یا کسی اور اذیت کے عوض اسے قتل یا مجروح کر دے اس سے پہلے افشین کے پاس بہت سی عورتیں اور بچے آ گئے تھے اور انھوں نے کہا تھا کہ ہمیں بابک نے اسیر کر لیا تھا ہم عرب اور مقامی زمینداروں کی شریف زادیاں ہیں افشین نے ان کے لیے ایک علیحدہ باڑہ بنا کر اس میں ان کو ٹھیرا دیا اور ان کا کھانا مقرر کر دیا اور کہا کہ تم اپنے اولیا کو جہاں ہوں اپنی حالت لکھ بھیجو اس اطلاع کے بعد جو شخص آ کر ان کا دعویٰ کرتا اور دو آدمیوں کی شہادت پیش کرتا کہ وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ یہ عورت یا بچہ یا لونڈی اسی کی ہے یا یہ اس کی محرمات میں ہے یا قرابت دار ہے افشین ان کو اس کے حوالے کر دیتا اس طرح بہت سے آدمی تو اپنے متعلقین کو شناخت کر کے لے جا چکے تھے اور بہت سی اب بھی باقی تھیں جو اپنے اولیا کے آنے کی منتظر تھیں' جب یہ دن آیا جس میں افشین نے اپنی فوج کو صف بندی کا حکم دیا اور بابک کے اور اسکے درمیان نصف میل کا فاصلہ رہ گیا بابک کو گھوڑے سے اتار دیا گیا اور اب وہ پیادہ اپنے کرتے عمامے اور دونوں موزوں میں دونوں صفوں کے بیچ میں چلتا ہوا افشین کے سامنے پیش کیا گیا افشین نے

اسے دیکھ کر کہا کہ اسے ہماری فرودگاہ لے جاؤ لوگ اسے سوار کر کے وہاں لائے جب ان عورتوں اور بچوں نے جو باڑے میں فروکش تھے بابک کو اس حال میں دیکھا انھوں نے اپنے منہ پیٹ لیے اور آہ و بکا کا ایک شور بلند کر دیا اس پر افشین کہنے لگا کہ کل تک تم یہ کہہ رہی تھیں کہ اس نے ہمیں اسیر کر لیا تھا اور آج اس پر روتی ہو تم پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے کہا وہ ہمارے ساتھ احسان کرتا تھا۔ افشین نے اس کے قید کر دینے کا حکم دیدیا وہ ایک کوٹھری میں ٹھہرا دیا گیا اور کچھ آدمی نگران متعین کر دئیے گئے۔

اس کا بھائی عبداللہ اس کے ابن سنباط کے پاس قیام کے زمانے میں عیسیٰ بن یوسف بن اصطفانوس کے پاس چلا گیا تھا افشین نے اسے لکھا کہ تم عبداللہ کو میرے پاس بھیجدو اس نے اسے بھی افشین کے پاس بھیجدیا جب وہ بھی اس کے قابو میں آگیا افشین نے اسے بھی بابک کے ساتھ ایک ہی حجرے میں قید کر دیا اور پہرہ بٹھا دیا اس کے بعد اس نے معتصم کو ان دونوں کی گرفتاری کی اطلاع دی معتصم نے اسے لکھا کہ تم دونوں کو لیکر میرے پاس آؤ اور جب افشین نے عراق جانے کا ارادہ کیا بابک کو کہلا بھیجا کہ میں تم کو لے کر جانیوالا ہوں لہذا علاقۂ آذربیجان میں جس بات کی آرزو ہو پوری کر لو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اپنے شہر کو ایک مرتبہ اور دیکھ لوں افشین نے چاندنی رات میں ایک جماعت کے ساتھ اسے بذ بھیجدیا وہ ساری رات صبح تک شہر میں پھرتا رہا اور وہاں اس نے مقتولین اور اپنے محلوں کو دیکھا پھر یہ لوگ اسے افشین کے پاس لے آئے جب پہلے افشین نے اپنے ایک آدمی کو بابک پر متعین کیا تو بابک نے افشین سے درخواست کی کہ آپ اس سے مجھے معاف کر دیں افشین نے پوچھا تم اسے کیوں گوارا نہیں کرتے اس نے کہا یہ میرے پاس آتا ہے اور اس کے ہاتھ چکنائی سے بھرے ہوتے ہیں اور میرے سرہانے سوتا ہے

اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے' افشین نے اس کی درخواست قبول کی اور اس شخص کو وہاں متعین نہ رہنے دیا۔

۱۰ شوال کو بابک برزند میں افشین کی خدمت میں حاضر ہوا بوزبارۃ اور دیوزاد اسے اپنے بیچ میں لیے ہوئے تھے' اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال افشین ۳ صفر جمعرات کی رات کو بابک اور اس کے بھائی کو لے کر سامرا میں معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا' جس وقت سے افشین برزند سے روانہ ہوا تھا اس کے سامرا پہنچنے تک معتصم روزانہ ایک گھوڑا اور خلعت فاخرہ اسے بھیجا کرتے تھے' چونکہ معتصم کو بابک کے معاملہ سے خاص تعلق خاطر تھا وہ چاہتے تھے کہ اس کی خبریں ان کو جلد سے جلد معلوم ہو جایا کریں اور برف وغیرہ کی وجہ سے بھی چونکہ راستہ خراب تھا اس لیے انھوں نے سامرا سے حلوان کی گھاٹی تک ہر فرسنخ پر تیز رو گھوڑوں کی خبر رسانی کے لیے ڈاک بٹھا دی تھی اور ہر منزل پر ایک ہرکارہ مقرر تھا جو خبر کے موصول ہوتے ہی گھوڑے کو اڑاتا ہوا دوسرے ڈاک رسان کو دست بدست اطلاع دیدیتا تھا اور حلوان کے اس طرف سے آذربیجان تک خبر رسانی کے لیے پہاڑی گھوڑے مقرر تھے جو ایک دن یا دو دن مسلسل سفر کرکے بدل دیئے جاتے تھے ان پر پہاڑی نوجوان ہر فرسنخ پر باری باری سوار ہو کر خبر لے جاتے تھے

ان کی حفاظت کے لیے پہاڑوں پر پہرے مقرر کر دئے گئے تھے جو دن اور رات ہوشیار رہتے اور ان کو یہ حکم تھا کہ جب خبر ان کو ملے وہ نہایت بلند آواز سے پکار دیں تاکہ اس آواز کو سن کر دوسری چوکی والا خبر رسانی کے لیے مستعد ہو جائے اور خبر کی نقل میں دیر نہ ہونے پائے چنانچہ ابھی یہ ڈاکیہ دوسری منزل پر نہیں پہنچا تھا کہ وہاں کا ہرکارہ راستے ہی میں تیار کھڑا ہوتا اور خریطہ لے کر اپنی دوڑ پر دوڑ جاتا اس انتظام سے افشین کی فرودگاہ سے سامرا میں چار دن یا اس سے بھی کم مدت میں خبر پہنچ جاتی۔

جب افشین خذیفہ کے پلوں کے پاس پہنچا یہاں ہارون بن المعتصم اور معتصم کے کنبے والوں نے اس کا استقبال کیا، بابک کو لے کر سامرا آجانے کے بعد افشین نے اسے اپنے مطیرہ کے قصر میں فروکش کیا، عین وسط شب میں احمد بن ابی داؤد ہیئت بدل کر بابک کو دیکھنے آیا اور اس نے جا کر معتصم سے اس کی اطلاع کی اور شکل و صورت بیان کی ان کو صبر نہیں آیا بلکہ وہ خود ہی اسی وقت سوار ہو کر حیر میں دونوں فصیلوں کے درمیان سے گزر کر صورت بدل کر بابک کے پاس آئے اور اسے خوب غور سے دیکھا بابک ان کو پہچانتا نہ تھا۔ دوسرے دن صبح کو جو دوشنبہ یا جمعرات کا دن تھا معتصم نے اس کی حاضری کے لیے دربار کیا باب العامہ سے مطیرہ تک تمام لوگ صف بستہ ہوئے معتصم چاہتے تھے کہ اس کی تشہیر کی جائے اور سب لوگ اسے دیکھ لیں انھوں نے اپنے مصاحبین سے پوچھا کہ تشہیر کے لیے مناسب طریقہ کیا ہوگا حزام نے کہا امیر المومنین ہاتھی سے بڑھ کر کوئی شئے اس کام کے لیے مناسب نہیں معتصم نے کہا ٹھیک کہتے ہو انھوں نے حکم دیا کہ اس کام کے لیے ایک ہاتھی تیار کیا جائے نیز ان کے حکم سے بابک کو دیبائی قبا اور سمور کی گول ٹوپی پہنائی گئی مطیرہ سے باب العامہ تک تمام لوگ اس کو دیکھنے کے لیے برآمد ہوئے وہ دربار عام میں امیر المومنین کی

خدمت میں پیش کیا گیا ' ایک قصائی اس کے دست و پا قطع کرنے کیلئے بلایا گیا پھر انھوں نے حکم دیا کہ جلاد حاضر کیا جائے حاجب نے باب العامہ سے باہر کر نود نود آواز دی بابک کے جلاد کا یہی نام تھا اب نود نود کا ایک شور برپا ہو گیا یہاں تک کہ وہ دربار عام میں حاضر ہو گیا امیر المومنین نے اسے بابک کے دست و پا قطع کر دینے کا حکم دیا اس نے حکم کی بجا آوری کی بابک گر پڑا پھر ان کے حکم سے ایک نے اسے ذبح کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا معتصم نے اس کا سر خراسان بھیجدیا اور سامرا میں گھاٹی کے پاس اس کے بدن کو سولی دے دی جہاں اسے سولی دی گئی تھی وہ جگہ مشہور ہے۔

اس کے بھائی عبداللہ کے متعلق انھوں نے حکم دیا کہ اسے ابن الشروین الطبری کی حفاظت میں اسحٰق بن ابراہیم مدینۃ السلام میں ہمارے نائب کے پاس پہنچا دیا جائے اور وہ اس کی گردن مار دے اور اس کے ساتھ وہی عمل ہو جو اس کے بھائی کے ساتھ کیا گیا ہے اور پھر اسے سولی دیدی جائے جب طبری اسے لے کر بردان آیا تو اس نے اسے وہاں کے قصر میں ٹھیرایا عبداللہ نے ابن شروین سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں طبرستان کے بادشاہ شروین کا بیٹا ہوں اس پر عبداللہ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میرا قتل ایک میرے ہم قوم رئیس کے متعلق کیا گیا اس نے کہا یہ نود نود تمہارے قتل کے لیے متعین ہوا ہے اسی نے بابک کو قتل کیا تھا عبداللہ نے کہا یہ تو گنوار ہے مگر میں تو تمھیں کو سمجھتا ہوں اچھا یہ کہو تمھیں اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ تم مجھے کچھ کھلاؤ اس نے کہا ہاں جو چاہو کھا سکتے ہو اس نے کہا میرے لیے فالودہ بنواؤ شروین کے حکم سے وسط شب میں اس کے لیے فالودہ تیار ہوا جسے اس نے شکم سیر ہو کر کھا لیا اور کہا اے ابو فلاں انشاء اللہ کل تم کو ثابت ہو جائے گا کہ میں پکا دہقان ہوں پھر اس نے کہا کیا آپ مجھے نبیذ پلا سکتے ہیں اس نے کہا ہاں مگر زیادہ نہیں عبداللہ نے کہا

زیادہ تو میں بھی نہیں پیا کرتا چار رطل شراب منگوائی گئی وہ اسے پینے بیٹھ گیا اور وقفہ وقفہ سے صبح ہونے تک سب پی گیا علی الصباح یہ سب یہاں سے روانہ ہو کر مدینتہ السلام پہنچے اور ابن شروین اسے پل پر لے آیا اسحٰق بن ابراہیم کے حکم سے اس کے دست و پا کاٹے گئے مگر اس نے آہ تک نہیں کی اور ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا پھر اس کے حکم سے دونوں پلوں کے درمیان مدینتہ السلام کی جانب شرقی میں اسکے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

طوق بن احمد کہتا ہے کہ جب بابک بھاگ کر سہل بن سنباط کے پاس پہنچا افشین نے ابو سعید اور بوزبارہ کو اس کے پاس بھیجا انھوں نے بابک کو اس سے چھین لیا، سہل نے بابک کے ساتھ اپنے بیٹے معاویہ کو بھی افشین کے پاس بھیجا افشین نے معاویہ کو ایک لاکھ درہم اور سہل کو دس لاکھ جن کے لیے اس نے امیرالمومنین سے پہلے ہی اجازت حاصل کرلی تھی ایک جواہر سے مرصع ٹیکہ اور بطریقوں کا ایک تاج صلہ میں دیا اسی وجہ سے سہل روسا میں شامل ہوا۔ بابک کا بھائی عبداللہ، عیسیٰ بن یوسف رئیس بیلقان کے پاس تھا جو ابن اخت اصطفانوس کے نام سے مشہور ہے۔

علی بن مر کہتا ہے کہ ایک عرب ڈاکو مطر نام نے مجھ سے کہا کہ ابوالحسن بخدا بابک میرا بیٹا ہے میں نے پوچھا کیسے، اس نے کہا ہم ابن الرواد کے ہمراہ تھے اس کی ماں رومیہ کانی اس کی رعایا میں سے تھی، میں اس کے ہاں ٹھیرا کرتا تھا وہ نہایت تنومند تھی میری خدمت کرتی تھی اور میرے کپڑے دھوتی تھی ایک دن میری نظر اس پر پڑی ایک مدت تک سفر میں رہنے اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے میں شہوت کی وجہ سے بیتاب ہو گیا اور اس پر چڑھ بیٹھا جس سے حمل رہ گیا اسکے بعد میں ایک عرصہ تک پھر وہاں نہ رہا پھر جب ہم وہاں آئے تو میں نے دیکھا کہ اس کا زمانہ ولادت قریب ہے میں ایک دوسرے مکان میں

ٹھیر گیا وہ ایک دن میرے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے حاملہ کر کے اب تم یہاں فروکش ہوئے اور مجھے چھوڑ بیٹھے اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہوگئی ہے میں نے کہا اگر میرا نام لیا تو میں مار ڈالوں گا اس دھمکی سے وہ خاموش ہوگئی اس طرح بخدا وہ میرا بیٹا ہے۔

جب تک افشین نے بابک کے مقابلہ پر قیام کیا علاوہ معاش مراعات اور دوسرے اخراجات کے جس روز وہ سوار ہو کر مقابلہ پر بڑھتا سرکار سے اُسے دس ہزار درہم یومیہ کے حساب سے دئیے جاتے اور جس روز وہ اپنی فرودگاہ میں مقیم رہتا اس روز پانچ ہزار دیئے جاتے بابک نے اپنی بیس سالہ مدت میں دو لاکھ پچپن ہزار پانسو آدمی قتل کئے تھے یحییٰ بن معاذ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد پر اس نے فتح پائی اور احمد بن جنید کو اس نے شکست دی اور قید کر لیا اور زریق بن علی بن صدقہ محمد بن حمید الطوسی اور ابراہیم بن اللیث بھی اس سے مغلوب ہوئے بابک کے ہمراہ تین ہزار تین سو نو آدمی قید کئے گئے اور جن مسلمان عورتوں اور ان کے بچوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی ملی ان کی تعداد سات ہزار چھ سو تھی بابک کے سترہ بیٹے اور تیئیس ۲۳ بہو بیٹیاں گرفتار ہوئیں معتصم نے حسن خدمت کے صلہ میں افشین کو تاج پہنایا اور دو جواہر ہار عطا کئے دو کروڑ درہم نقد انعام دیا اس میں سے ایک کروڑ فوج کو انعام دینے کیلئے اور ایک کروڑ خود اس کی ذات کے لیے مخصوص تھا نیز اسے سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا اور شعراء سے کہا کہ وہ جا کر اس کی شان میں قصائد پڑھیں اور ان کی مدحوں کے صلے اپنے پاس سے دئیے یہ ۱۳ ربیع الآخر جمعرات کے دن ہوا۔

اس سال توفیل بن میخائیل شاہ روم نے اہل زبطرہ پر یورش کر کے ان کو اسیر کر لیا اور ان کے شہر کو برباد کر ڈالا اور اس کے بعد ہی اس نے فوراً وہاں سے ملطیہ جا کر اس کے باشندوں پر غارت گری کی نیز اس کے علاوہ مسلمانوں کے دوسرے قلعوں میں سے بھی چند قلعوں کے

باشندوں پر غارت گری کی، بیان کیا گیا ہے کہ ان یورشوں میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان عورتوں کو رومیوں نے لونڈی بنا لیا اور جو مسلمان ان کے ہاتھ لگے ان کے دست و پا قطع کرا دئیے، ان کو اندھا کر دیا اور ان کے کان ناک کاٹ لیے۔

بادشاہ روم کے اس حملے کے اسباب اور واقعات

جب افشین نے بابک کو ہر طرف سے گھیر کر بالکل تنگ اور مجبور کر دیا اور وہ اسے ہلاکت کے قریب لے آیا اور اب خود بابک کو بھی اس کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور ہلاکت کا یقین آگیا اس نے توفیل بن میخائیل بن جورجس بادشاہ روم کو لکھا کہ ملک العرب نے اپنی تمام فوجیں اور جنگجو میرے مقابلہ پر بھیجدے ہیں یہاں تک کہ اس نے اپنا درزی جس سے اس کی مراد جعفر بن دینار تھا اور باورچی بھی جس سے اس کی مراد ایتاخ تھا میرے مقابلہ پر بھیجدیا ہے اور اب اس کے دروازے پر کوئی باقی نہیں ہے اس لیے اگر تم اس پر چڑھائی کرنا چاہو تو تمہارے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے کیونکہ کوئی تمہاری مزاحمت کرنے والا نہیں ہے، اس خط کے لکھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر روم کے بادشاہ نے اس وقت فوجی نقل و حرکت شروع کی تو اس کے مقابلہ پر جو فوجیں ہیں ان میں سے معتصم بعض کو بادشاہ روم کے مقابلے کے لیے منتقل کر دیں گے اور اس طرح اس پر سے دباؤ کم ہو جائے گا۔

توفیل ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ فوج کے ساتھ حملہ کے لیے بڑھا اس فوج میں ستر ہزار سے کچھ زیادہ تو باقاعدہ سپاہی تھے باقی شاگرد پیشہ

وغیرہ تھے یہ اس لشکر کے ساتھ زبطرہ آیا اس کے ہمراہ وہ محمّرہ جماعت بھی تھی جس نے علاقہ جبال میں اسلامی حکومت کے خلاف خروج کیا تھا اور جب اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو خوب مارا تو وہاں سے بھاگ کر وہ رومی علاقہ میں چلے گئے تھے بارسیس ان کا سردار تھا بادشاہ روم نے ان کے وظائف مقرر کر دئے تھے اور وہیں انھوں نے شادیاں کرلی تھیں اور ان کو جنگجو سپاہ میں شمار کر کے ان سے اپنے اہم امور میں مدد لیتا تھا، زبطرہ میں داخل ہو کر اس نے وہاں کے مردوں کو قتل کردیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا اور پھر اسے جلا ڈالا اس واقعہ کی اطلاع فوراً سامرا پہنچی نیز اس واقعہ کی اطلاع پر سوائے ان کے جن کے پاس سواری یا اسلحہ نہ تھے شام اور جزیرہ کی سرحدی آبادی اور تمام اہل جزیرہ دشمن کے مقابلہ پر نکل کھڑے ہوئے خود معتصم اس واقعہ سے بہت متفکر ہوئے اور جب ان کو اس کی نفیر پہنچی انھوں نے خود اپنے قصر میں اس کی بانگ دی اور فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنے پیچھے باگ ڈور لوہے کی میخ اور توبرہ باندھ لیا مگر یہ بات نامناسب معلوم ہوئی کہ وہ بغیر پوری تیاری کے جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوں اس لیے انھوں نے اب دربار عام کیا اور اس میں مدینۃ السلام کے دونوں قاضی عبدالرحمٰن بن اسحٰق اور شعیب بن سہل کو طلب کیا نیز ان کے ہمراہ انھوں نے تین سو اٹھائیس اہل عدل و ورع کو دربار میں بلایا اور ان کو اپنی جائداد اور املاک کے وقف پر شاہد بنایا اس کے تین حصے کئے ایک ثلث اپنی اولاد کو دیا، ایک ثلث اللہ کی راہ میں وقف کیا اور ایک ثلث اپنے موالیوں کو دیا اس کے بعد انھوں نے جہاد کے لیے دجلہ کے مغرب میں اپنی چھاونی قائم کی یہ ۲ جمادی الاولیٰ دوشنبہ کا دن تھا۔ انھوں نے عجیف بن عنبسہ عمر الفرغانی اور محمد کوتہ کو دوسرے اور سرداران فوج کے ساتھ زبطرہ کے باشندوں کی مدد کے لیے بھیجا، جب یہ وہاں پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ بادشاہ روم زبطرہ کو تباہ و برباد کر کے اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا ہے یہ سردار چند روز وہاں ٹھیرے یہاں تک کہ اس نواح کے باشندے اپنے اپنے

قریوں میں واپس آگئے اور مطمئن ہو گئے۔

جب معتصم نے بابک کا خاتمہ کر دیا تو انھوں نے پوچھا کہ رومی شہروں میں سب سے زیادہ مستحکم اور ناقابل تسخیر کونسا شہر ہے لوگوں نے عموریہ کا نام لیا اور کہا کہ ابتدائے اسلام سے آج تک کسی مسلمان نے اس شہر سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہے یہ نصرانیت کی اصل اور جان ہے اور عیسائی اسے قسطنطنیہ سے بھی زیادہ اشرف سمجھتے ہیں۔

اس سال معتصم رومی علاقے میں جہاد کے لیے گئے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۴ھ ہجری میں سامرا سے روانہ ہوئے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۲ھ ہجری میں بابک کے قتل کرنے کے بعد جہاد کے لیے گئے۔

معتصم کا جہاد

اس جہاد کے لیے جس سازوسامان، اسلحہ، آلات حرب، کھالیں خچر، مشک، چھاگلیں فولادی آلات اور نفط اور کثرت سپاہ کا جو انتظام اور سربراہی معتصم نے کی تھی کسی خلیفہ نے اس سے پہلے نہیں کی انھوں نے اشناس کو اپنے مقدمہ پر مقرر کیا اس کے پیچھے محمد بن ابراہیم کو کیا اپنے میمنہ پر ایتاخ کو اور میسرہ پر جعفر بن دینار بن عبداللہ الخیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو مقرر کیا۔

بلاد روم میں داخل ہو کر معتصم نہر اللمس پر جو سلوقیہ پر سمندر سے قریب واقع ہے اور اس کے اور طرسوس کے درمیان ایک دن کی مسافت ہے مقیم ہوئے یہ وہی نہر ہے جس پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوتا تھا، معتصم نے افشین حیدر بن کاوس کو سروج بھیجا اور حکم دیا کہ تم وہاں سے بڑھ کر درۂ حدث کی راہ فلاں دن رومی علاقے میں داخل ہونا اور اس مسافت کا اندازہ کر کے جوان فوجوں

اور انقرہ کے درمیان تھی جہاں اس سب کا اجتماع مقصود تھا انھوں نے افشین اور اشناس کی پیش قدمی کے لیے ایک ایک دن مقرر کر دیا اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر اللہ انقرہ کو فتح کرا دے تو پھر وہاں سے سب مل کر عموریہ پر دھاوا کریں کیونکہ بلاد روم میں یہی دو شہر اس قدر اہم اور بڑے تھے جن کی تسخیر کو وہ اپنی غرض و غایت بناتے، انھوں نے اشناس کو طرسوس کے درّہ سے بڑھنے کا حکم دیا اور ہدایت کر دی کہ وہ صفصاف میں ان کا انتظار کرے، چنانچہ اشناس بدھ کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں اپنے مقام سے روانہ ہوا، معتصم نے ایک خدمت گار کو اس کے پیچھے اپنے مقدموں پر قائد بنا کر روانہ کیا اور وہ خود جمعہ کے دن جبکہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو گئے۔

اشناس مرج الاسقف پہنچا تھا کہ اسے مطامیر سے معتصم کا خط ملا جس میں اسے اطلاع دی گئی تھی کہ بادشاہ روم میرے سامنے ہے وہ چاہتا ہے کہ جب ہماری تمام فوجیں لمس سے گزر جائیں تو وہ دریا کے عمیق حصے پر ٹھیر کر ایک دم ان پر حملہ کر دے لہذا تم مرج الاسقف میں تا حکم ثانی ٹھیرے رہو، جعفر بن دینار معتصم کے ساقہ پر متعین تھا انھوں نے اشناس کو یہ بھی اپنے خط میں لکھا کہ وہ فوج کے ساقہ کے آنے کا انتظار کرے کیونکہ تمام سامان، منجنیقیں اور زادراہ وغیرہ اسی فوج میں ہے اور وہ اب تک درّے کے تنگ مقام میں ہے جہاں سے وہ نکل نہیں سکی ہے لہذا تم اس وقت تک وہیں ٹھیرے رہو جب تک کہ ساقہ کا سردار اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ درّے کے تنگ مقام سے نکل نہ آئے اور پھر صحرا کے راستے بلاد روم میں داخل ہو۔

اس حکم کی وجہ سے اشناس تین دن تک مرج الاسقف میں ٹھیرا رہا پھر معتصم کا ایک اور خط اسے ملا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک سردار کو تھوڑی جمعیت کے ساتھ ایسے کسی رومی کی تلاش میں

بھیجے جس سے وہ بادشاہ روم اور اس کی فوج کی کیفیت دریافت کر سکیں اثنا میں اس نے عمر الفرغانی کو دو سو سواروں کے ساتھ اس غرض سے دشمن کے علاقے میں بھیجدیا یہ جماعت ساری رات چل کر حصن قرۃ پہنچی اور وہاں انھوں نے قلعہ کے گرد ایسے شخص کی تلاش کی مگر ان کو کامیابی نہ ہوئی اور قلعہ اران کو بھانپ کیا وہ ان کے مقابلہ کے لیے اپنے ان تمام سواروں کو لے کر جو قلعہ میں اس کے تحت موجود تھے نکلا اور قرۃ اور درہ کے درمیان والے اس بڑے پہاڑ میں جو رستاق قرۃ کو محیط ہے حریف کی تاک میں گھات بیٹھ گیا عمرو الفرغانی کو بھی اس بات کا علم ہو گیا کہ دشمن نے ہمیں تاڑ لیا ہے لہذا وہ فوراً درہ بڑھ کر وہاں رات بھر کمینگاہ میں بیٹھا رہا علا ما ت صبح نمودار ہوتے ہی اس نے اپنی جمعیت کو تین دستوں میں تقسیم کیا اور انکو حکم دیا کہ تم نہایت تیزی سے اُڑتے ہوئے جاؤ اور کسی ایسے شخص کو گرفتار کر کے حاضر کرو جس سے بادشاہ روم کی خبر و حالت معلوم ہو سکے اور ان سے کہدیا کہ اس کام کو انجام دیکر تم میرے پاس فلاں مقام میں جس کی رہنماؤں نے پہلے سے نشان دہی کردی تھی اس اسیر کو لے آنا اس نے ہر دستے کے ہمراہ دو راہنما بھی ساتھ کئے صبح ہوتے ہی یہ تینوں دستے تین طرف چلدیے اور انھوں نے اس دوڑ میں کئی آدمی پکڑے جن میں بعض تو خود شاہ روم کے فوج کے آدمی تھے اور بعض ان کے متعلقین میں سے تھے خود عمرو نے ایک رومی کو گرفتار کیا جو قرۃ کے بہادروں میں تھا اور اس سے خبر پوچھی اس نے بیان کیا کہ بادشاہ اور اس کی فوج تمھارے قریب ہے وہ لمس کے پیچھے چار فرسخ پر فروکش ہیں اور اسی نے یہ بات بھی عمرو سے کہی کہ قرۃ کا قلعدار ان کو تاڑ گیا تھا اور وہ ان کی تاک میں اس پہاڑ کی چوٹیوں پر کہیں چھپا بیٹھا ہے عمرو اسی جگہ ٹھیرا رہا جہاں اس نے اپنی دوسری جماعتوں سے آکر ملنے کا وعدہ کیا تھا اس نے اپنے ہمراہی راہنماؤں کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں میں پھیل جائیں اور ان دستوں کو دشمن کی گھات سے باخبر کردیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ قرۃ کا قلعدار ان میں سے کسی ایک دستے پر اچانک نکل کر

حملہ کر دے، ان راہنماؤں نے انھیں دیکھ لیا اور واپسی کا اشارہ کر دیا وہ سب کے سب عمرو کے پاس چلے آئے مگر عمرو کا یہ وہ مقام نہ تھا جہاں ملنے کا اس نے پہلے وعدہ کیا تھا تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد یہ دستے اپنے اصل مرکز کی طرف چل دیئے خود شاہ روم کی فوج کے کئی آدمی انھوں نے پکڑ لئے تھے یہ ان کو لے کر اشناس کے پاس لمس آئے اشناس نے ان سے خبر پوچھی انھوں نے بتایا کہ بادشاہ تیس دن سے زیادہ ہو گئے ہیں کہ اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ معتصم دریا عبور کر کے آگے بڑھیں اور پھر وہ ان پر ایک دم یورش کرے اس کا مقدمۃ الجیش لمس میں موجود ہے نیز بادشاہ کو یہ بھی اطلاع ہو چکی ہے کہ آرمینیا سے ایک زبردست فوج اس کے علاقے میں در آئی ہے اس سے مراد افشین کی فوج تھی اور وہ بادشاہ کے عقب میں پہنچ گئی ہے بادشاہ نے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنی فوج پر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ خود اپنی اصل فوج کے ایک دستے کے ساتھ افشین کی سمت چلا گیا ہے۔

اشناس نے یہ خبر سنتے ہی اس شخص کو معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اس نے معتصم کو ساری بات سنا دی انھوں نے اپنی فوج کے راہنماؤں سے چند کو اپنا خط دے کر افشین کے پاس بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ خط اسے پہنچ گیا تو میں تم میں سے ہر شخص کو دس دس ہزار درہم انعام دوں گا۔

معتصم نے اس خط میں افشین کو لکھا کہ میں ابھی مقیم ہوں اور تم بھی سردست اپنی جگہ ٹھہر جاؤ ان کو اندیشہ یہ تھا کہ مبادا شاہ روم افشین کو اچانک جا لے نیز انھوں نے اشناس کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے ان راہنماؤں میں سے جو پہاڑوں اور راستوں سے واقف ہیں اور جو صورت و شکل میں رومیوں سے مشابہت رکھتے ہیں ایک قاصد بھیجدو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر یہ خط مرسل الیہ کو پہنچا دیا گیا تو میں ان میں سے ہر شخص کو دس ہزار درہم انعام دوں گا نیز انھوں نے خود اشناس کو لکھا کہ بادشاہ روم تمہارے سامنے آگیا ہے لہذا جب تک ہمارا دوسرا خط تم کو نہ ملے تم وہیں اپنی جگہ ٹھہر جاؤ۔

پیامبر افشین کی سمت چل دیئے مگر چونکہ وہ رومی علاقے میں

بہت دور تک گھس گیا تھا اس لیے ان میں سے ایک بھی اس کے پاس نہ پہنچ سکا۔
اب معتصم کے تمام آلات حرب اور دوسرا ساز و سامان ساقہ فوج کے افسر کے ساتھ ان کی چھاونی میں پہنچ گیا انھوں نے اشناس کو پیش قدمی کا حکم بھیجا وہ آگے بڑھا اس کے پیچھے ایک منزل کے فاصلہ سے معتصم چلے جس مقام میں یہ منزل کرتے اشناس وہاں سے کوچ کرتا جب تک کہ وہ انقرہ سے تین منزل نہ رہ گئے ان کو افشین کی کوئی اطلاع نہیں ملی، اس سفر میں ان کی فوج کو پانی اور چارہ کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی، اپنی پیش قدمی کے اثناء میں اشناس نے چند رومیوں کو گرفتار کیا تھا اس کے حکم سے ان سب کو قتل کر دیا گیا صرف ایک بہت بوڑھا شخص باقی رہا اس نے اشناس سے کہا کہ مجھے مار کر تم کو کیا فائدہ ہوگا تم خود اس وقت پریشان ہو اور تمھاری فوج کو بھی پانی اور خوراک کی تکلیف سے یہاں کچھ لوگ بادشاہ عرب کی یورش کے خوف سے انقرہ سے چلے آئے ہیں وہ ہمارے قریب ہی فروکش ہیں ان کے ساتھ چارہ، اشیائے خوراک اور جو کثرت سے ہے آپ میرے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیے میں ان کو ان کے حوالے کر دوں گا اور مجھے چھوڑ دیجیے۔

اشناس کے نقیب نے اعلان کیا کہ جو خوشی سے اس کام کے لیے جانا چاہیے وہ سوار ہو کر چلے تقریباً پانسو شہسوار اس غرض کے لیے روانہ ہوئے، اشناس اپنی فرودگاہ سے چل کر ایک میل فاصلہ پر آیا اس کے ساتھ یہ جماعت بھی روانہ ہوئی وہاں سے اس نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور تقریباً دو میل تک وہ اسی طرح نہایت تیز دوڑتا ہوا چلا گیا اس کے بعد اس نے ٹھیر کر اپنے پیچھے نظر دوڑائی اور جو سوار اپنی سواری کی کمزوری کی وجہ سے اس کا ساتھ نہ دے سکے اس نے ان کو اصل مرکز میں واپس بھیج دیا اور اب اس قیدی کو اس نے مالک بن کیدر کے حوالے کیا اور کہا جب یہ تم کو اس قید ہونے والی جماعت اور کثیر غنیمت دکھا دے تم ہمارے وعدہ کے مطابق اسے چھوڑ دینا۔ وہ بڈھا اس جماعت کو لے کر عشا تک برابر چلتا رہا۔

ایک وادی میں لے کر اترا جہاں کثرت سے گھانس تھی لوگوں نے اپنے جانور چرانے کے لیے اس میں چھوڑ دیئے اور وہ خوب شکم سیر ہو گئے خود سواروں نے بھی رات کا کھانا کھا لیا اور پانی سے سیراب ہو گئے پھر وہ بڈھا ان کو اس پہاڑ سے لیکر آگے بڑھا دوسری طرف اثنا اس اپنے مقام سے النقرہ کی طرف چلا اس نے مالک بن کیدر اور اس کے ہمراہی راہنماؤں کو یہ کہدیا تھا کہ وہ النقرہ میں اس سے آملیں وہ رومی بڈھا بقیہ رات ـــ انکو پہاڑ میں لیئے پھرتا رہا اس پر مالک بن کیدر کے راہنماؤں نے اس کی شکایت بھی کی مالک نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے میرے راہنما یہ کہتے ہیں اس نے کہا ہاں وہ سچے ہیں بات یہ ہے کہ جس جماعت پر ہم چھاپا مارنا چاہتے ہیں وہ پہاڑ کے باہر ہے مجھے یہ خوف ہے کہ اگر ہم رات ہی میں پہاڑ سے اترے تو ہمارے گھوڑوں کی چٹانوں پر ٹاپوں کی آواز سے وہ بھاگ جائینگے آپ اطمینان رکھیں اگر پہاڑ سے نکلنے کے بعد ہمیں کوئی دکھائی نہ دے تو آپ مجھے قتل کر دیں میں یہی چاہتا ہوں کہ رات بھر اسی پہاڑ میں آپ کو پھراتا رہوں اور صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل کر میں اس جماعت کو دکھا دوں تاکہ اپنے قتل سے بچ جاؤں۔ مالک نے کہا تو فضول چکر لگانے سے کیا فائدہ بہتر یہ ہے کہ تم ہم کو اسی پہاڑ میں ٹھیرا دو تاکہ ہم آرام کریں اس نے کہا آپ کی مرضی۔

مالک اور اس کی فوج ایک بڑی چٹان پر اتر پڑی اور انھوں نے اپنے گھوڑوں کی لگام تھامے رکھی طلوع فجر کے بعد اس بڈھے نے کہا دو شخصوں کو بھیجو کہ وہ اس پہاڑ پر چڑھ کر دیکھیں کہ وہاں کیا ہے اور جو وہاں ہو اسے پکڑ لائیں چار پیادے اس کام کے لیے چڑھے وہاں ان کو ایک مرد اور ایک عورت ملی انھوں نے ان کو نیچے بلا لیا اور اس بڈھے نے ان سے پوچھا کہ النقرہ والوں نے کس جگہ رات بسر کی انھوں نے وہ مقام بتا دیا اس نے مالک سے کہا کہ چونکہ ہم ان سے معافی کا وعدہ کر چکے ہیں اور اسی بنا پر انھوں نے ہمیں پتہ دیا ہے آپ ان کو چھوڑ دیں مالک نے ان کو

چھوڑ دیا۔ اب وہ بڈھا اس فوج کو لے کر نشاں دادہ مقام کی طرف لے کر چلا اور ایسے مقام پر لے آیا جہاں سے انقرہ والوں کا لشکر نظر آرہا تھا وہ ایک نمک کے کارخانے کے کونے میں مقیم تھے اس فوج کو دیکھتے ہی انھوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو للکارا کہ بھاگو وہ تو کارخانے میں گھس گئیں اور یہ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے بانس کے ڈنڈے لے کر اس کارخانے کے کنارے کھڑے ہوگئے وہاں نہ پتھر تھے کہ ان سے لڑتے اور نہ میدان تھا کہ رسالہ کام کرتا ان میں سے انھوں نے کئی قیدی گرفتار کئے ان میں ایسے بھی تھے جو پہلے سے زخمی تھے مسلمانوں نے ان سے ان زخموں کو دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کے ساتھ افشین کے مقابل نبرد آزما ہوئے تھے اسی لڑائی میں ہمیں زخم آئے ہیں انھوں نے ان سے کہا کہ اس جنگ کی پوری کیفیت تو بیان کرو قیدیوں نے کہا کہ بادشاہ لمس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش تھا ایک قاصد نے آکر اس سے بیان کیا کہ آرمیناق کی سمت سے ایک زبردست فوج ہمارے علاقے میں در آئی ہے بادشاہ نے اپنے ایک عزیز قریب کو اپنی چھاونی پر اپنا نائب مقرر کردیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ یہیں ٹھیرا رہے اگر ملک عرب کا مقدمۃ الجیش اس پر حملہ آور ہو تو وہ اس کا مقابلہ کرے تاکہ اس طرح خود بادشاہ بلا مزاحمت اس فوج کے مقابلہ پر جائے جو آرمیناق میں داخل ہوگئی ہے اس سے مراد افشین کی سپاہ تھی اس بات کو ہمارے اس سردار نے تسلیم کرلیا میں اس فوج میں جو بادشاہ کے ہمراہ اس مہم پر روانہ ہوگئی تھی تھا نماز صبح کے وقت ہم نے ان کو جالیا ان کو شکست دی ان کی تمام پیادہ فوج کو قتل کردیا ہماری فوجیں ان کے تعاقب میں غیر مرتب ہوگئیں ظہر کے وقت انکے شہسواروں نے پلٹ کر ہم سے اس قدر شدید جنگ کی کہ ہمارے چھکے چھوٹ گئے انھوں نے ہماری فوج کو چیر دیا اور وہ ہم میں گڈمڈ ہوگئے ہمیں اب یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہمارا بادشاہ کس دستۂ فوج میں ہے عصر تک اسی طرح گھمسان لڑائی ہوتی رہی اس کے بعد ہم اس مقام پر پلٹ کر چلے آئے

جہاں بادشاہ کی فرودگاہ تھی مگر چونکہ ہم نے اسے یہاں نہیں پایا اس لیے ہم اس کی اس چھاونی میں آئے جو لس پر تھی مگر یہاں آکر بھی ہم نے دیکھا کہ چھاونی درہم برہم ہوچکی ہے اور تمام لوگ بادشاہ کے اس عزیز کا جسے وہ اپنا نائب بنا آیا تھا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس رات تو ہم وہیں رہے صبح کے وقت خود بادشاہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ہمراہ ہم سے آملا اس نے دیکھا کہ اس کی فرودگاہ بالکل خراب ہوچکی ہے اس نے اپنے نائب کو پکڑ کر اسکی گردن ماردی اور تمام شہروں اور قلعوں کو حکم بھیجدیا کہ ہماری فوج کا جو مفرور وہاں آئے اسے کوڑوں سے پٹوا کر ہمارے پاس فلاں مقام میں واپس کردیا جائے اس کے لیے اس نے ایک مقام متعین کرلیا تھا تاکہ سب فوج وہاں جمع ہوجائے اور پھر وہ ان کو لے کر بادشاہ عرب سے لڑے، اس کے علاوہ اس نے اپنے ایک خدمت گار کو جو خصی تھا اس لیے انقرہ بھیجدیا کہ اگر ملک العرب اس مقام پر حملہ آور ہو تو یہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کرے اور اس کے لیے وہیں قیام کرے۔

وہ خصی انقرہ آیا ہم بھی اس کے ہمراہ تھے ہم نے آکر دیکھا کہ باشندوں نے شہر خالی کردیا ہے اور وہ وہاں سے بھاگ گئے ہیں خصی نے بادشاہ کو اسکی اطلاع دی اس کے جواب میں بادشاہ نے اسے عموریہ چلے جانے کا حکم دیا۔

مالک بن کیدر کہتا ہے کہ میں نے ان قیدیوں سے دریافت کیا کہ انقرہ والے کہاں چلے گئے انھوں نے بتایا کہ وہ نمک کے کارخانے میں چلے آئے چنانچہ ہم نے وہیں ان کو جا لیا میں نے فوج میں منادی کرادی کہ جتنے آدمی تم نے پکڑے ہیں بس ان کو لے لو اور باقی چھوڑ دو چنانچہ لوگوں نے اپنے غلام چھوڑے اور لڑائی بھی ختم کردی اور اشناس کے پاس آنے کے لیے وہاں سے پلٹے اور راستے میں سے انھوں نے بہت سی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل پکڑ کر اپنے ساتھ لے لیے۔

اس بڈھے کو مالک نے رہا کردیا اور وہ قیدیوں کو لے کر اشناس کی فوج سے آملا اور انقرہ پہنچ گیا۔ ایک دن اشناس نے قیام کیا دوسرے دن

معتصم بھی وہاں آگئے اس نے اس قیدی کے بیان کو معتصم سے نقل کیا وہ سن کر بہت خوش ہوئے تیسرے دن خود افشین کے ہاں سے اس کی خیریت کی اطلاع ان کو مل گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خود انقرہ میں ان کی خدمت میں آرہا ہے، اس کے ایک دن کے بعد وہ معتصم کے پاس آگیا چند روز یہ سب یہیں ٹھیرے رہے اس کے بعد انھوں نے اپنی طاقت کو تین حصوں میں تقسیم کردیا میسرہ کی فوج میں اشناس میمنہ میں افشین اور خود معتصم قلب میں رہے ان فوجوں کے درمیان انھوں نے دو دو فرسخ کا فاصلہ قائم رکھا اور خود ان فوجوں کو بھی میمنہ اور میسرہ قائم کرنے کی ہدایت کی اور حکم دیا کہ اپنی گزر کے تمام دیہات جلا ڈالیں اور ان کو برباد کردیں اور جو ملے اسے پکڑ کر غلام بنالیں، اقامت کے وقت تمام دستے اپنے اپنے سرداروں اور قائدوں سے آملیں انقرہ سے عموریہ تک جن کے درمیان سات منزل فاصلہ تھا یہی انتظام عمل پذیر رہا اب یہ سب فوجیں عموریہ جا پہنچیں۔

سب سے پہلے اشناس آیا یہ جمعرات کو دن چڑھے وہاں پہنچا یہ عموریہ کے گرد ایک چکر لگا کر اس سے دو میل کے فاصلہ پر ایک ایسے مقام میں جہاں پانی اور چارہ وافر تھا اتر پڑا اس کے تیسرے دن افشین وہاں پہنچا امیر المومنین نے شہر کو حملہ کے لیے اپنے سرداروں میں تقسیم کردیا ان کی فوج کی تعداد کو پیش نظر رکھ کر اس کے برج ان کے سپرد کردئے اس طرح دو دو برجوں سے لے کر بیس برجوں تک ایک قائد کے تفویض تھے اہل عموریہ نے بھی قلعبندی کرکے مدافعت کی تیاری کی۔

اس سے پہلے کا یہ واقعہ ہے کہ اہل عموریہ نے ایک مسلمان کو اسیر بنالیا تھا اس نے نصرانی ہوکر وہیں شادی کرلی تھی اس موقع پر لڑنے کے بجائے وہ علیحدہ ہوکر چھپ گیا تھا جب اس نے امیر المومنین کو دیکھا وہ نکل کر مسلمانوں میں آملا اور اس نے معتصم سے آکر بیان کیا کہ شہر کا ایک موقع ایسا ہے جہاں فصیل کو دریا کے ایک مرتبہ شدید سیلاب نے منہدم کردیا تھا اور بادشاہ نے عامل کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کی مرمت کردے

مگر اس نے اس کی دوبارہ تعمیر میں تساہل برتا مگر جب بادشاہ قسطنطنیہ سے چل کر آگے بڑھا تو اب اس عامل کو یہ خوف ہوا کہ ممکن ہے کہ اس کا گزر یہاں بھی ہو اور وہ اس حصۂ فصیل کو منہدم حالت میں دیکھے اور ناراض ہو جائے اس ڈر سے اس نے خاص معمار کو اس کی فوری تعمیر پر مقرر کیا اس نے باہر کے رخ ایک پتھر کی فصیل تیار کر دی اور شہر کے رخ اس میں ملبہ بھر دیا اور اس فصیل پر اسی طرح کنگرے بنا دئے جیسے پہلے تھے۔

اس شخص نے معتصم کو فصیل کا وہ حصہ اچھی طرح بتا دیا معتصم نے اسی کے سامنے اپنا خیمہ نصب کرایا اور وہیں منجنیقیں لگا دیں ان کی وجہ سے وہاں سے فصیل کھل گئی یہ دیکھ کر اہل شہر نے وہاں بڑے بڑے شہ تیر ایک دوسرے سے آویزاں کر کے نصب کر دیئے جب منجنیق کا پتھر ان پر گرتا اور اس شہ تیر کو توڑ ڈالتا وہ دوسرا شہ تیر اس کی بجائے رکھ دیتے فصیل کی حفاظت کے لیے انھوں نے ان شہ تیروں پر موٹے موٹے نمدے چڑھائے تھے مگر منجنیقوں کی مسلسل ضرب سے اس مقام کی فصیل آخر کار بالکل پاش پاش ہو گئی۔ یاطس اور خصی نے اس کی اطلاع بادشاہ کو لکھی اور اپنا خط ایک رومی غلام اور ایک ایسے شخص کے ہاتھ روانہ کیا جو عربی خوب بولتا تھا ان دونوں کو انھوں نے فصیل سے چلتا کیا یہ خندق کو طے کر کے مسلمانوں کی فوج کے اس مقام میں بڑھے جہاں عمرو الفرغانی کے ساتھ سلاطین زادے تھے جب یہ دونوں خندق سے آگے نکلے انھوں نے ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھا اور پوچھا تم کون انھوں نے کہا ہم تمھارے ہی آدمی ہیں انھوں نے پوچھا کس جمعیت سے تعلق ہے چونکہ ان کو مسلمانوں کے کسی سردار کا نام معلوم نہ تھا کہ اس کا نام بتائے وہ چپ ہو گئے اس پر سمجھ لیا گیا کہ یہ دشمن کی جماعت کے ہیں ان کو عمرو الفرغانی بن ارنجا کے پاس پیش کیا گیا عمرو نے ان کو اشناس کے پاس بھیجا اور اس نے ان کو معتصم کی خدمت میں بھیج دیا معتصم نے ان سے استفسار کیا اور ان کی تلاشی لی ان کے پاس وہ خط برآمد ہوا

جو یاطس نے بادشاہ روم کو لکھا تھا اور جس میں اسے مطلع کیا تھا کہ دشمن کی ایک کثیر فوج نے شہر کا محاصرہ کرلیا ہے اور اب ہمارے لیے یہ مقام تنگ ہے میرا یہاں آنا ہی غلط تھا۔ بہر حال اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ خود اور اپنے خاص آدمیوں کو ان گھوڑوں پر جو قلعہ میں ہیں سوار کرکے رات کے وقت چپکے سے قلعہ کے دروازے کھول کر نکلوں اور پھر دشمن کی فوج پر حملہ کردوں اب چاہے اس میں کچھ بھی ہوجائے جو بچ کر نکل جائیں گے وہ نکل جائیں گے اور جو مارے جائیں وہ مارے جائیں اور اس طرح اس محاصرہ سے نکل کر آپ کے پاس آجاؤں۔

خط پڑھ کر معتصم نے اس شخص کو جو عربی بولتا تھا اور اس رومی غلام کو جو اس کے ساتھ تھا ایک ایک تھیلی دلوائی وہ دونوں اسلام لے آئے معتصم نے ان کو خلعت سے سرفراز کیا اور طلوع آفتاب کے بعد ان کے حکم سے ان کو عموریہ کے گرد گھمایا گیا انھوں نے اس برج کو بتایا جہاں یاطس رہا کرتا تھا معتصم کے حکم سے اسی برج کے سامنے ان دونوں کو بہت دیر تک ٹھیرا رکھا گیا دو آدمی ان درہموں کی تھیلیاں لیے ہوئے ان کے ساتھ رہے معتصم کا عطا کردہ خلعت ان کے زیب تن تھا اور یاطس کا خط بھی ان کے ساتھ تھا اس ہیئت سے یاطس اور تمام رومی اصل واقعہ سمجھ گئے کہ راز افشا ہوگیا اس پر فصیل سے انھوں نے ان دونوں کو گالیاں دیں معتصم کے حکم سے وہ اب وہاں سے ہٹا دئے گئے۔

معتصم نے حکم دیا کہ اس مقام پر رات کے وقت پہرہ متعین کردیا جائے اس طرح کہ مسلح پہرہ دار گھوڑوں پر سوار رہ کر پہرہ دیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ رات کے وقت شہر کا دروازہ کھول کر کوئی بھی شہر سے نکل جائے چنانچہ حسب الحکم پہرہ متعین ہوگیا اور لوگ نوبت بہ نوبت اسلحہ لگائے گھوڑوں پر زین کسے ساتھ رات بھر جاگتے رہتے یہاں تک کہ فصیل کا وہ حصہ جو دونوں برجوں کے درمیان تھا اور جس کی کمزوری کی معتصم کو نشان دہی کی گئی تھی بالکل منہدم ہوگیا ملبہ کے گرنے کی آواز سے فوج والے

سمجھے کہ شاید دشمن نے اچانک شہر سے نکل کر ہمارے کسی دستہ پر یورش کی ہے اصل حقیقت سے آگاہ کرنے اور فوج کو مطمئن کرنے کے لیے معتصم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ تمام چھاؤنی کی گشت کر کے لوگوں کو بتائے کہ یہ فصیل کے گرنے کی آواز تھی یہ معلوم کر کے وہ سب مطمئن ہو گئے۔

عموریہ آکر معتصم نے دیکھا کہ اس کی خندق بہت وسیع اور فصیل بہت بڑی ہے راستے میں سے وہ بیشمار بھیڑ بکریاں ساتھ لائے تھے اسلیئے انھوں نے اس معاملہ میں یہ تدبیر کی کہ فصیل کی بلندی کے برابر بڑی بڑی منجنیقیں جن میں چار چار آدمی سما سکتے تھے اور جو نہایت درجہ مضبوط اور مستحکم بنائی گئی تھیں اور پہیئے دار تخت پر نصب تھیں وہاں طلب کیں ان بھیڑوں کو تمام فوج میں ہر شخص کو ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا اور کہا کہ اسے ذبح کر کے گوشت کھالیں اور اس کی کھال میں مٹی بھر کر لائیں تاکہ ان سے خندق کو پاٹ دیا جائے اور ایسا ہی کیا گیا اسی طرح انھوں نے بڑے بڑے گھرونڈے جن میں دس آدمیوں کی گنجائش تھی اور بہت ہی مستحکم بنائے گئے تھے اس کام کے لیے طلب کئے کہ ان کو مٹی بھری کھالوں پر لڑھکایا جائے اور اس طرح خندق پٹ جائے یہ تدبیر بھی کی گئی اور اب وہ کھالیں خندق میں ڈالی گئیں مگر رومیوں کی پتھروں کی زد کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا کہ وہ اوپر تلے ڈالی جا سکیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ علحدہ علحدہ پڑیں ان کو برابر نہیں کیا جا سکا اس کے لیے معتصم نے حکم دیا کہ ان پر اس قدر مٹی ڈالدی جائے کہ وہ برابر ہو جائیں اس کے بعد گھرونڈے کو آگے لاکر ان پر ڈھکیلا گیا اس نے نصف خندق طے کی تھی کہ اس کے پہیئے ان کھالوں میں اولجھ گئے اور وہ وہیں رہ گیا جو لوگ اس میں تھے وہ بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکے اور وہ گاڑی عموریہ کی فتح تک پھر وہیں اڑی رہی کسی طرح وہاں سے نکالی نہ جا سکی البتہ فتح کے بعد جب تمام منجنیقیں، سیڑھیاں اور دوسرے گھرونڈے وغیرہ توڑ پھوڑ کر جلا دیئے گئے تب اسے بھی جلا دیا گیا۔

دوسرے دن معتصم نے رومیوں سے اسی شگاف پر لڑائی شروع کی آج سب سے پہلے اشناس اور اس کی فوج نے جنگ کی ابتدا کی چونکہ یہ جگہ بہت ہی تنگ تھی اس لیے وہ اچھی طرح یہاں لڑ نہ سکے معتصم نے ان تمام منجنیقوں کو جو فصیل کے گرد مختلف مقامات پر نصب تھیں اسی شگاف پر جمع کیا اور برابر برابر لگا کر حکم دیا کہ اس شگاف پر سنگ باری کی جائے۔

اس کے دوسرے دن افشین اور اس کی فوج کو لڑنا پڑا انھوں نے بہت عمدہ لڑائی لڑی اور کچھ آگے بھی بڑھے معتصم اسی شگاف کے مقابل اپنے گھوڑے پر سوار کھڑے تھے اشناس، افشین اور ان کے دوسرے خاص خاص فوجی سردار بھی وہاں موجود تھے اور سوار تھے، البتہ ان کے علاوہ دوسرے اور سردار پیادہ کھڑے تھے معتصم نے کہا آج کی لڑائی خوب ہوئی اس پر عمرو الفرغانی نے کہا بیشک آج کی لڑائی کل کے مقابلہ میں بہت اچھی لڑی گئی ہے، اس جملہ کو اشناس نے بھی سنا مگر وہ خاموش رہا دوپہر کو معتصم معرکہ سے اپنے خیمہ میں چلے آئے اور انھوں نے کھانا کھایا دوسرے سردار بھی کھانے کے لیے اپنے اپنے خیموں کو چلے گئے، جب اشناس اپنے خیمہ کے قریب پہنچا تو تعظیماً حسب دستور تمام سردار اپنی سواریوں سے اتر پڑے ان میں عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل بھی تھے یہ اتر کر حسب عادت اشناس کے آگے آگے خیمہ کے قریب تک چلے اشناس نے ان سے کہا اے حرامزادو آج تو تم اس طرح ادب کے ساتھ میرے سامنے چلتے ہو یہ نہ ہوا کہ کل دل کھول کر جنگ میں کوشش کرتے اور پھر امیر المومنین کی جناب میں حاضری کے وقت کہتے ہو کہ آج لڑائی کل سے بہتر ہوئی ہے گویا کل تمھارے علاوہ کوئی اور لڑنے آیا تھا اپنے خیموں کو جاؤ، وہ دونوں وہاں سے پلٹے ایک دوسرے سے کہنے لگا دیکھا آج اس حرامزادے نے ہمارے ساتھ کیا گستاخی کی ہے کیا ان آج کی گالیوں کے سننے سے یہ بہتر نہیں کہ ہم رومیوں کے علاقے میں جا کر پناہ گزیں

ہو جائیں۔

عمر و الفرغانی نے جسے راز کی بات معلوم تھی احمد بن خلیل سے کہا عنقریب اللہ اس حالت سے نجات دے گا اطمینان رکھو احمد کو گمان ہوا کہ ضرور عمرو کسی بات سے واقف ہے اس نے باصرار اس سے پوچھا کہ بتاؤ کیا بات ہے عمرو نے اسے اس سازش کی اطلاع دی جس میں وہ خود شریک تھا اور کہا کہ عباس بن مامون کا معاملہ پختہ ہو چکا ہے ہم عنقریب علانیہ اس کی بیعت کر کے معتصم اور اشناس وغیرہ کو قتل کر دیں گے میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ تم پہلے سے عباس سے جا ملو تا کہ تم بھی اس کے اور جانب داروں میں ابھی سے شریک ہو جاؤ، احمد نے کہا میرا خیال ہے کہ اس معاملہ میں کامیابی نہ ہوگی عمرو سے کہنے لگا اجی سب کچھ ہو چکا ہے تم ذرا حارث السمرقندی سے تو جا کر ملو یہ سلمہ بن عبید اللہ بن الوضاح کے اقربا میں تھا اور یہی شخص اس کام پر متعین تھا کہ وہ لوگوں کو عباس کی خدمت میں پیش کر کے اس کے لیے ان سے بیعت لے عمرو نے کہا میں تم کو اس شخص سے ملاتا ہوں تا کہ تم ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ، احمد نے کہا اچھی بات ہے میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ یہ معاملہ ہمارے درمیان آج سے دس دن کے اندر تکمیل کو پہنچ جائے اور اگر اس مدت میں یہ بات نہ ہو سکی تو پھر میں بری الذمہ ہوں تمھاری شرکت مجھ پر لازم نہ رہیگی حارث نے عباس سے آکر کہا کہ عمرو نے احمد سے ہماری تحریک بیان کر دی ہے عباس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ ہماری کسی بات سے واقف ہو تم خاموش رہو اور اسے ہرگز اپنے معاملہ میں ذرا سا بھی شریک نہ کرو اور اب اس معاملہ کو انھیں دونوں میں رہنے دو، اس کے بعد انھوں نے احمد سے کوئی بات نہیں کہی۔

تیسرے دن خود امیر المومنین کی فوج خاصہ کو لڑنا پڑا ان کے ساتھ اہل مغرب اور ترک بھی تھے ایتاخ اس فوج کا منتظم تھا انھوں نے خوب ہی داد مردانگی دی اور لڑ کر فصیل کے شگاف کو وسیع کر دیا جنگ اسی طرح ہوتی رہی رومیوں کے ہزار ہا آدمی مجروح ہو گئے، معتصم کے عموریہ پر حملہ

کرنے کے وقت بادشاہ روم کے سپہ سالاروں نے شہر کی مدافعت کے لیے اس کے برج آپس میں بانٹ لیے تھے ایک سردار اور اس کی جمعیت کے تفویض کئی کئی برج تھے جس مقام پر فصیل میں شگاف پڑا تھا وہ مقام وندوا نام جس کے معنی عربی میں ثور (بیل) کے ہیں ایک رومی سردار کے تفویض تھا اس نے اور اس کی فوج نے دن و رات نہایت بہادری اور جانفشانی سے اس مقام پر جنگ کی اور حملہ کا اصل دباؤ اس پر اور اس کی فوج پر ہی تھا نہ یاطس نے اور نہ کسی اور رومی سردار نے اس کی کسی قسم کی مدد کی وہ اکیلا لڑتا رہا جب رات ہوگئی وہ سردار رومیوں کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ جنگ کا سارا زور مجھ پر اور میری فوج پر پڑا ہے اب میرے پاس کوئی سپاہی ایسا نہیں رہا جو زخمی نہ ہو چکا ہو لہذا تم اپنی فوجوں کو فصیل کے شگاف پر بھیجو تاکہ یہ کچھ دیر سنگ باری کریں اگر ایسا نہ کیا گیا تو سب رسوا ہو جاؤ گے اور شہر ہاتھ سے نکل جائے گا مگر سب نے اسے صاف جواب دیدیا کہ ہم ایک آدمی بھی تمھاری مدد کو نہیں دیتے اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس کی فصیل تو سالم ہے اور ہم اس کے لیے تم سے مدد نہیں مانگتے لہذا تم جانو اور تمھارا کام ہم کچھ نہیں کرتے۔

اس کورے جواب پر اس نے اور اس کی جمعیت نے تہیہ کر لیا کہ وہ امیر المومنین معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی بچوں اور متعلقین کے لیے امان لے لے اور اس کے معاوضہ میں قلعہ کو مع تمام سامان نقد و جنس اور اسلحہ وغیرہ کے ان کے حوالے کر دے چنانچہ صبح کو اس نے اپنی فوج کو شگاف کے دونوں پہلوؤں پر کھڑا کیا اور خود وہاں سے نکل کر اس نے کہا کہ میں امیر المومنین سے ملنا چاہتا ہوں اور اپنی فوج کو ہدایت کر دی کہ جب تک میں واپس نہ آجاؤں وہ نہ لڑیں وہ شہر سے نکل کر معتصم کی خدمت میں باریاب ہوا حملہ آور اس شگاف پر بڑھتے تھے رومیوں نے ان کی مدافعت نہیں کی بلکہ ہاتھ کے اشارے سے کہتے تھے کہ آگے نہ آؤ انھوں نے نہ مانا

اور اصل فصیل تک جا پہنچے اور اس وقت رومی سردار وندوا معتصم کے سامنے بیٹھا ہوا تھا معتصم نے ایک گھوڑا اس کے لیے منگوایا اسے اس پر سوار کیا اور وہ خود آگے بڑھے یہاں تک کہ تمام فوج ان کے ہمراہ اس شگاف کے کنارے پہنچی عبدالوہاب بن علی معتصم کے آگے آگے تھا اس نے ہاتھ سے لوگوں کو شہر میں داخل ہونے کا اشارہ کیا تمام فوج شہر میں در آئی وندوا نے مڑ کر دیکھا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ مارا معتصم نے کہا کیوں اس نے کہا کہ میں تو آپ سے گفتگو کرنے آیا تھا کہ آپ پہلے میری بات سنتے اور مجھے اس کا جواب دیتے مگر آپ نے میرے ساتھ بدعہدی کی معتصم نے کہا جو تم کہو میں اسے منظور کروں گا کہو کیا چاہتے ہو میں تمہارے کسی مطالبہ کی مخالفت نہیں کروں گا اس نے کہا جبکہ تمام فوج شہر میں داخل ہوگئی ہے اب میں کیا کہوں اور کس بات کی آپ مخالفت نہ کریں گے معتصم نے کہا لاؤ ہاتھ پر ہاتھ مارو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب بھی جو تم چاہو مجھے منظور ہے میں تمہارے ہر مطالبہ کو قبول کرتا ہوں کہو کیا چاہتے ہو یہ سنکر وہ معتصم کے خیمہ میں ٹھیر گیا۔

یاطس اپنے ہی برج میں موجود تھا اور رومیوں کی ایک جماعت اسکے پاس تھی اور انکی ایک جماعت ایک بڑے کنیسہ میں جو عموریہ کے ایک زاویہ میں واقع تھا جمع تھی انھوں نے حملہ آوروں کا نہایت سخت مقابلہ کیا اور خوب بہادری سے لڑے مسلمانوں نے اس کنیسہ میں آگ لگادی جس سے وہاں کے تمام لوگ جل مرے، اس اثنا میں یاطس اپنے برج میں رہا اس کی فوج والے اور دوسرے رومی اس کے گرد جمع تھے یہاں مسلمانوں کی تلواریں ان پر بری طرح پڑ رہی تھیں جس سے وہ مقتول و مجروح ہو رہے تھے اس وقت خود معتصم سوار ہوکر یہاں آئے اور یاطس کے مقابل آکر ٹھیر گئے جو اشناس کی فوج کے قریب مقیم تھا لوگوں نے یاطس کو پکارا کہ امیر المومنین تشریف فرما ہیں رومیوں نے برج پر سے کہا کہ یہاں یاطس نہیں ہے حملہ آوروں نے کہا وہ یہیں ہے اس سے جا کر کہدو کہ امیر المومنین یہاں تشریف رکھتے ہیں ان پر پھر رومیوں نے یہی کہا کہ یاطس یہاں نہیں ہے یہ سن کر معتصم غضبناک ہوکر

آگے بڑھے وہ آگے ہی بڑھے تھے کہ اب رومیوں نے شور مچایا کہ یاطس ہے یاطس ہے یہ سن کر معتصم پھر اس جگہ پلٹ آئے اور برج کے گرد پہنچکر کھڑے ہو گئے پھر انھوں نے ان زردبانوں کے لانے کا حکم دیا جو پہلے سے تیار تھیں ایک سیڑھی اٹھا کر لائی گئی اور وہ اسی برج پر رکھی گئی۔ حسن الرومی ابو سعید محمد بن یوسف کا غلام اس پر چڑھا۔ یاطس نے اس سے باتیں کیں۔ حسن نے اس سے کہا کہ یہ دیکھو امیر المومنین موجود ہیں تم ان کے حکم پر اپنے کو ان کے حوالے کردو نیز حسن نے سیڑھی سے اتر کر معتصم سے کہا کہ میں نے یاطس کو دیکھا اور اس سے باتیں بھی کی ہیں معتصم نے اس سے کہا کہ جا کر کہو کہ وہ ہتھیار رکھدے، حسن دوبارہ چڑھا۔ یاطس برج کے اندر سے تلوار لگائے برآمد ہوا معتصم اسے دیکھ رہے تھے اب اس نے اپنی گردن سے تلوار نکال کر حسن کو دیدی اور پھر خود وہاں سے اتر کر معتصم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا معتصم نے کوڑے کو صرف اس کے سر پر اٹھایا اس کے بعد وہ اپنے خیمہ میں چلے آئے اور کہا کہ اسے لے آؤ وہ تھوڑی دور تک پیدل چلا تھا کہ ان کا دوسرا آدمی اس حکم کے ساتھ آیا کہ اسے سواری پر لایا جائے چنانچہ یاطس گھوڑے پر سوار معتصم کے خیمہ میں آگیا۔

اس کے بعد دوسرے مجاہدین اپنے اپنے جنگی قیدیوں اور لونڈی غلاموں کو لے کر ہر سمت سے چھاؤنی میں آنے لگے جس سے پوری چھاؤنی پر ہو گئی معتصم نے بسیل ترجم کو حکم دیا کہ وہ قیدیوں کو شناخت کرے تاکہ جو ان میں ذی وجاہت اور شریف ہوں ان کو دوسرے رومیوں سے علحدہ کر دیا جائے بسیل نے اس حکم کی بجا آوری کی اور ان کو شناخت کر کے علحدہ علحدہ کر دیا پھر ان کے حکم سے تمام مال و اسباب غنیمت ان کے سپہ سالاروں کے سپرد کیا گیا اشناس، افشین، جعفر الخیاط اور ایتاخ کے سپرد وہ سامان کیا گیا جو ان کی سمت سے برآمد ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ اسے نیلام کر دیں احمد بن داؤد کی طرف سے ایک ایک شخص ان سب سپہ سالاروں کے ساتھ اس لیے مقرر کیا گیا کہ وہ تمام سامان و اسباب کا شمار کرے پانچ روز میں

جس قدر فروخت ہو سکا وہ بیچ دیا گیا باقی کو آگ لگا دی گئی اس کے بعد معتصم وہاں سے سرزمین طرسوس کی طرف پلٹے۔

معتصم کے روانہ ہونے سے پہلے جو دن ایتاخ کے لیے متعین کیا گیا تھا کہ اس روز وہ مال غنیمت کو فروخت کرے لوگ اس کے مفوضہ غنیمت گاہ پر لوٹنے کے لیے چڑھ دوڑے یہی وہ دن بھی تھا جس دن کے لیے عجیف نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم معتصم کو قتل کر دیں گے اس ہنگامہ کو سنکر خود معتصم گھوڑا دوڑاتے ہوئے ننگی تلوار ہاتھ میں لیے اس ہنگامے میں آئے لوگ ان کو دیکھ کر ان کے سامنے سے ہٹ گئے اور انھوں نے اس غنیمت گاہ کو لوٹنے سے اپنے ہاتھ روک لیے اس بندوبست کے بعد معتصم اپنے خیمہ میں پلٹ آئے دوسرے دن انھوں نے حکم دیا کہ لونڈی غلاموں کو نیلام کر دیا جائے اور صرف تین آوازیں ان پر کر دی جائیں تین کے بعد جو اضافہ کرے وہ لے لے ورنہ بیع معلق رہے یہ حکم انھوں نے اس لیے دیا تھا کہ بیع میں سہولت اور عجلت ہو چنانچہ پانچویں دن اب اسی طرح سے بیع ہوئی لونڈی غلاموں پر پانچ پانچ اور دس دس کی بولی ہوتی تھی اور سامان اور اسباب کے بڑے بڑے انبار کو ایک دم نیلام کر دیا جاتا تھا۔

عموریہ کا محاصرہ کرنے کے ابتدا ہی میں شاہ روم نے اپنا ایک نمائندہ ان کے پاس بھیجا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ ان کے پاس آئے انھوں نے اسے اس چشمۂ آب کے کنارے جہاں سے ان کی فوج پانی لیتی تھی اور جو عموریہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا ٹھیرا دیا تھا اور جب تک انھوں نے شہر فتح نہ کر لیا اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی اب عموریہ کی فتح کے بعد انھوں نے اسے واپس جانے کی اجازت دی وہ بادشاہ کے پاس چلا گیا۔

معتصم وہاں سے اپنے سرحدی استحکامات کی طرف پلٹے ان کو اطلاع ملی تھی کہ بادشاہ روم ان کے تعاقب میں بڑھنا چاہتا ہے یا اس کا ارادہ ہے کہ اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو وہ فوج کو دق کرے وہ شاہراہ عام پر صرف ایک منزل طے کر چکے تھے کہ پھر عموریہ پلٹ آئے اور دوسری فوجوں کو مراجعت

کا حکم دیا اور اب کی مرتبہ شاہراہ چھوڑ کر وادی الجور کے راستے سے واپس روانہ ہوئے انھوں نے تمام قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کردیا تھا ان کا ایک ایک گروہ ایک ایک قائد کے حوالے کردیا تھا تاکہ وہ ان کی حفاظت کرتے رہیں سرداروں نے حفاظت کے لیے ان کو اپنے سپاہیوں کے سپرد کردیا تھا جس راستے سے یہ تمام فوج واپس آنے لگی اس میں چالیس میل ایسے آئے جہاں پانی میسر نہ تھا پیاس کی شدت سے اس علاقے میں جس قیدی نے پیادہ چلنے سے انکار کیا اس کی گردن ماردی گئی اس وادی الجور کے راستے میں یہ تمام فوج ایک ایسے صحرا میں پہنچی جہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا آدمی اور جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہوکر راستے میں گر پڑے بلکہ بعض قیدیوں نے اپنے محافظ سپاہیوں کو قتل کردیا اور بھاگ گئے معتصم اصل فوج سے کچھ آگے نکل آئے تھے وہ اپنی منزل سے پانی لے کر فوج کے پاس آگے بڑھ کر آئے بہت سے آدمی پیاس سے اس وادی میں ہلاک ہوگئے فوج نے آکر معتصم سے شکایت کی کہ ان قیدیوں نے بعض سپاہیوں کو قتل کردیا ہے معتصم نے بسیل الرومی کو حکم دیا کہ ان میں جو صاحب قدرو منزلت ہوں وہ علیحدہ کردئے جائیں چنانچہ وہ علیحدہ کرلئے گئے باقیوں کو ان کے حکم سے پہاڑوں پر چڑھا کر کھڈوں میں ڈھکیل دیا گیا جس سے وہ سب کے سب جن کی تعداد چھ ہزار تھی ہلاک ہوگئے ان کو دو جگہ قتل کیا گیا ایک وادی الجور میں اور ایک دوسرے مقام میں۔

یہاں سے چل کر معتصم اپنی سرحد کی طرف چلے اور طرسوس میں داخل ہوگئے یہاں ان کی چھاؤنی کے گرد چمڑے کے حوض لگائے گئے تھے جو پانی سے بھرے ہوئے تھے اور یہ انتظام اب ان کے عموریہ کی فرودگاہ تک کیا گیا تھا جہاں سے سپاہی آزادی سے سیر ہوکر پانی پی لیتے اور اب ان کو پانی کی تلاش میں کوئی دقت اور زحمت باقی نہ رہی تھی۔

اس سال ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ جمعرات کے دن افشین اور بادشاہ روم میں بڑی سخت لڑائی ہوئی تھی

معتصم نے ۶ رمضان جمعہ کے دن عموریہ پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ پچپن دن کے بعد اسے فتح کر کے واپس آئے۔ حسین بن الضحاک الباہلی نے اس موقع پر افشین کی ہجو میں ایک قصیدہ کہا اور اس میں اس لڑائی کا ذکر کیا ہے جو اس کی بادشاہ روم سے ہوئی تھی۔ اس سال معتصم نے عباس بن مامون کو قید کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر لعنت بھیجی جایا کرے۔

معتصم کی عباس بن مامون پر ناراضی اور اس کی قید

اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اسلامی شہر زبطرہ کی بادشاہ روم کے ہاتھوں تباہی اور قتل و غارت کے بعد جب معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو رومی علاقے میں عمرو بن اریخا الفرغانی اور محمد کوتہ کے ہمراہ روانہ کیا تو اسے اخراجات جنگ کے صرف کرنے میں وہ آزادی نہ دی تھی جو افشین کو حاصل تھی نیز معتصم کو اس کے اپنے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی بھی نظر آئی اور انھوں نے اس کے افعال کو غیر اطمینان بخش محسوس کیا اس بات کی اطلاع عجیف کو بھی ہوگئی کہ امیر المومنین اس کی طرف سے اب حسن ظن نہیں رکھتے اس لیے اس نے عباس کو خوب برا بھلا کہا اور اس بات پر ملامت کی کہ کیوں اس نے مامون کی وفات کے وقت ابو اسحق کی بیعت کی اور اس بات پر جرأت و ہمت دلائی کہ وہ اپنے کیے کی تلافی کرے عباس نے یہ بات مان لی اور ایک شخص حارث السمرقندی کو جو عبید اللہ بن الوضاح کے قرابتداروں میں تھا اور جس سے عباس مانوس تھا اس نے اس کام کے لیے اپنے ساتھ کیا یہ شخص بڑا ادیب، فرزانہ اور با اخلاق اور متواضع تھا عباس نے اس کو

امرائے فوج کے پاس نامہ وپیام بری کے لیے اپنا قاصد بنایا یہ چھاؤنی میں گشت لگاتا تھا رفتہ رفتہ امرا کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی اور اس کے خاص خاص لوگوں نے اس کی بیعت کر لی عباس نے معتصم کے تمام سرداروں کو ایک ایک کرکے اپنے ان بیعت کرنے والے دوستوں سے نامزد کر دیا اور سپرد کر دیا اور ہدایت کر دی کہ جب میں حکم دوں تم فوراً اپنے اپنے آدمی کو اچانک قتل کر دینا ان سب نے اس کا عہد کر لیا اور اب بیعت اس طرح لی جاتی کہ بیعت کرنے والے سے یہ اقرار لیا جاتا کہ تم فلاں کو قتل کرو گے جب وہ اس کا اقرار کر لیتا تو بیعت کرتا معتصم کے خاص مصاحبین میں سے جس نے عباس کی بیعت کی تھی اس نے اسی کو معتصم کے قتل کا کفیل بنایا اسی طرح افشین کے خاص لوگوں میں سے جن نے عباس کی بیعت کی عباس نے اسی کو افشین کے قتل کا ذمہ دیا اور اشناس کے ترکوں میں سے جنھوں نے اس کی بیعت کی عباس نے اشناس کے قتل کو انھیں کے سپرد کر دیا۔ ان سب نے اپنے مفوضہ کام کا اقرار کر لیا۔

جب تمام فوج انقرہ اور عموریہ آنے کے ارادے سے ڈرب میں داخل ہو گئی اور افشین ملطیہ کی سمت سے بلاد روم میں داخل ہوا عجیف نے اس موقع پر عباس کو معتصم پر اچانک حملہ کرکے قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اس وقت بہت تھوڑی فوج اس کے ساتھ ہے دوسری تمام فوجیں اس سے دور جا پڑی ہیں یہاں اس کا کام تمام کرکے بغداد پلٹ چلو جہاد سے پیچ کر اس واپسی کو تمام فوج خوشی سے قبول کرے گی عباس نے نہ مانا اور کہا کہ میں اس جہاد میں فساد نہیں پیدا کرنا چاہتا سب لوگ رومی علاقے میں در آئے عموریہ فتح ہو گیا عجیف نے عباس سے اب پھر کہا کب تک پڑے سوتے رہو گے عموریہ فتح ہو چکا ہے اور اب معتصم کا قتل کرنا آسان ہے ایک جماعت کو چپکے سے سمجھا دو کہ وہ اس مال غنیمت کے انبار کو لوٹنے لگیں معتصم اس ہنگامہ کی خبر پاتے ہی فوراً یہاں آئیں گے اسی وقت تم ان کو قتل کرا دینا۔ عباس نے اسے بھی نہ مانا اور کہا کہ پھر ڈرب کا موقع آنے دو

جب وہاں وہ پھر حسب سابق تنہا رہ جائیں گے اس وقت ان کا قتل کر دینا یہاں سے سہل تر ہوگا، مگر خود عجیف نے کچھ لوگ سامان کے انبار کو لوٹنے کے لیے متعین کر دیے تھے ایتاخ کی چھاؤنی کا کچھ سامان لیا معتصم گھوڑا دوڑاتے ہوئے وہاں آئے ان کو دیکھ کر سب لوگ ٹھنڈے پڑ گئے جن لوگوں کو ان پر قاتلانہ حملہ کے لیے تیار کیا گیا تھا عباس نے ان کو ان پر ہاتھ چھوڑنے کی اجازت نہ دی اس لیے انھوں نے کوئی حرکت نہیں کی اور اس بات کو نامناسب سمجھا کہ عباس کے حکم کے بغیر کچھ کر گزریں۔

عمرو الفرغانی کو آج کے واقعہ کی اطلاع ملی اس کا ایک کم سن نوجوان عزیز معتصم کے ملازمین خاص میں تھا وہ اس کے بیٹوں کے پاس آکر اس رات میخواری کرنے لگا اور ان سے کہا کہ آج امیر المومنین بڑی ضرورت سے جلد سوار ہو کر برآمد ہوئے ہیں ان کے آگے آگے دوڑتا ہوا چلا وہ بہت ناراض تھے انھوں نے مجھے حکم دیا کہ تلوار نیام سے باہر نکال لوں اور جو سامنے آئے اسے قتل کر دوں، عمرو نے اس نوجوان کی یہ گفتگو سن پائی اور اس ڈر سے کہیں مفت میں نہ مارا جائے اس نے کہا اے میرے بچے تم احمق ہو تم رات میں امیر المومنین کے پاس نہ رہو اس سے اپنے کو علٰحدہ کر لو اور اپنے ہی خیمہ میں شب باش ہوا کرو اور اگر تم کو کبھی پھر آج کا سا شور و غوغا سنائی دے تم چپ چاپ اپنے خیمہ میں بیٹھے رہنا تم ابھی بالکل ناسمجھ نوجوان ہو تم کو اب تک فوجی نقل و حرکت کا حال معلوم نہیں، وہ نوجوان عمرو کی بات کو اچھی طرح سمجھ گیا۔

معتصم عموریہ سے اپنی سرحد کی طرف پلٹے، افشین نے ابن الاقطع کو معتصم کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ فلاں موضع پر غارتگری کر کے تم پھر مجھ سے اثنائے راہ میں آملو وہ اپنی مہم پر چل دیا۔ معتصم چلتے چلتے ایک مقام پر آئے جہاں وہ ذرا دم لینے کے لیے ٹھیر گئے اور اس لیے بھی کہ تمام فوج درے کے دشوار گزار حصے سے نکل آئے ٹھیرے ابن الاقطع بھیڑ بکریاں لوٹ کر پھر افشین کے ساتھ آملا معتصم کی فرودگاہ علٰحدہ تھی اور افشین کی علٰحدہ

اور دونوں کے درمیان دو میل یا کچھ زیادہ کی مسافت تھی، اشناس بیمار ہو گیا معتصم صبح کی نماز کے وقت خود اس کی عیادت کو اس کے خیمہ آئے اور اسکی مزاج پرسی کی اب تک افشین ان سے آکر نہ مل سکا تھا۔ یہ واپس جا رہے تھے کہ راستے میں وہ آتا ہوا ملا انھوں نے کہا کیا ابو جعفر کی عیادت کو جاتے ہو؟ معتصم جب اشناس کی عیادت کر کے واپس آئے تو عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل افشین کی فرودگاہ کی طرف چلے تاکہ ابن الاقطع کی غنیمت میں لائی ہوئی لونڈیوں کو دیکھیں اور جو پسند آئے خریدیں یہ دونوں افشین کی فرودگاہ کی طرف جا رہے تھے افشین اشناس کی عیادت کے لیے جا رہا تھا اسے دیکھ کر وہ دونوں گھوڑوں سے اتر پڑے اور سلام کیا اشناس کے حاجب نے ان کو دور ہی سے دیکھ لیا افشین اشناس کے پاس ہو کر چلا گیا وہ دونوں سیدھے اس کی فرودگاہ کو ہو لیے مگر چونکہ اب تک لونڈیاں باہر نہیں لائی گئی تھیں اس لیے وہ دونوں ایک طرف کو کھڑے ہو گئے کہ جب ان کا نیلام شروع ہو گا تو جو پسند آئے گی خرید لیں گے اشناس کے حاجب نے اس سے جا کر کہا کہ عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل دونوں کا افشین سے آمنا سامنا ہوا وہ اس کی فرودگاہ کو جا رہے تھے مگر اسے دیکھ کر تعظیماً گھوڑوں سے اترے اور سلام کر کے پھر اپنی راہ چلے گئے، اشناس نے محمد بن سعید السعدی کو بلا کر حکم دیا کہ تم افشین کے لشکر جاؤ اور دیکھو کہ عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل کہاں ہیں کس کے پاس مقیم ہیں اور کیوں گئے ہیں اس نے دیکھا کہ وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے ہوئے ہیں اس نے پوچھا آپ یہاں کیوں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم ابن الاقطع کی لائی ہوئی باندیوں کی خریداری کے انتظار میں ٹھیرے ہوئے ہیں اس نے کہا کسی اور شخص کو اس کام پر مقرر کر دیجے کہ وہ آپ کے لیے خریدے انھوں نے کہا نہیں ہم چاہتے ہیں کہ خود دیکھ کر پسند کر کے خریدیں، محمد بن سعید نے واپس آکر اشناس سے یہ بات کہی اس نے اپنے حاجب سے کہا کہ ان سے جا کر کہدو کہ ادھر ادھر مارے مارے پھرنے سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے لشکر میں رہو حاجب نے جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دی جسے سنکر وہ رنجیدہ ہوئے اور دونوں نے یہ تصفیہ کیا کہ

صاحب الخبر کے پاس چل کر درخواست کریں کہ وہ ان کو اشناس کی ماتحتی سے نکال دے چنانچہ انھوں نے اس سے جاکر کہا کہ ہم امیر المومنین کے غلام جاں نثار ہیں وہ ہمیں کسی دوسرے کے ماتحت کر دیں، اس شخص نے ہماری اہانت کی اور ہمیں گالیاں دیں اور دھمکی دی ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر اقدام کرے گا ہماری درخواست ہے کہ امیر المومنین دوسرے جس شخص کو پسند کریں ہمیں اس کے ماتحت کر دیں صاحب الخبر نے اسی دن یہ اطلاع معتصم کو دی نماز صبح کا وقت کوچ کا متعین تھا اور قاعدہ یہ تھا کہ جب تمام فوج چلتی تو مختلف فوجیں اپنے اپنے دور میں بڑھتیں مگر اشناس، افشین اور دوسرے سپہ سالار خود تو امیر المومنین کی فوج میں ہوتے اور ان کے نائب ان کی فوجوں کی قیادت کرتے افشین میسرہ اور اشناس میمنہ میں ہوتا جب اشناس آج امیر المومنین کے پاس آیا تو انھوں نے اس سے کہا کہ عمر الفرغانی اور احمد بن خلیل کو ذرا ٹھیک کر دو وہ پاگل ہو گئے ہیں اشناس دوڑتا ہوا اپنی فرودگاہ میں آیا اور اس نے ان دونوں کو دریافت کیا عمرو تو ملا مگر ابن الخلیل میسرہ کے ساتھ رومیوں سے آگے نکل جانے کے لیے جا چکا تھا، لوگ عمرو کو اس کے پاس لائے اس نے کوڑا منگوایا عمرو بہت دیر تک ننگا کھڑا رہا کوئی کوڑا ہی لاکر نہیں دیتا آخر اس کے چچا نے بڑھ کر اشناس سے اس کی سفارش کی اس کا چچا اعجمی تھا اس وقت تک عمرو کھڑا ہوا تھا اس کی سفارش پر اشناس نے حکم دیا کہ اسے لادلیا جائے اور ایک کرتا پہنا دیا جائے ایک خچر پر قبہ میں اسے سوار کیا گیا اور لشکر کی طرف لے چلے اتنے میں احمد بن الخلیل بھی گھوڑا دوڑاتا ہوا آپہنچا اشناس نے حکم دیا کہ اسے بھی عمرو کے ساتھ قید کر دو اسے بھی گھوڑے سے اتار کر خچر پر عمرو کے مقابل بٹھا دیا گیا اور دونوں کو محمد بن سعید السعدی کی حفاظت میں دیدیا گیا یہ ان کے لیے میدان میں لشکر سے الگ تھلگ ڈیرہ لگا دیتا اور وہاں ایک حجرہ بنا دیتا دسترخوان لگا دیتا گدے بچھاتا اور پانی کا حوض بنا دیتا اور ان کا اپنا سارا سامان اور غلام خود اصل چھاؤنی میں رہے ان میں سے کسی چیز کو چھیڑا نہیں گیا اسی حالت میں وہ جبل الصفصاف آئے اشناس ساتھ میں تھا اور بغا معتصم کے ساتھ میں تھا صفصاف آکر اس نوجوان فرغانی کو جو عمرو کا

رشتہ دار تھا عمرو کے قید کئے جانے کی خبر ہوئی اس نے معتصم سے وہ گفتگو دہرائی جو اس رات کو جب یہ اس کے ہاں گیا تھا اس کی عمرو سے ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اگر تجھے کوئی شور و غوغا سنائی دے تو اپنے خیمہ میں چپ بیٹھے رہنا باہر نہ نکلنا یہ سنکر معتصم نے بغا سے کہا کہ کل صبح کو تم اس وقت تک کوچ نہ کرنا جبتک کہ اشناس یہاں نہ آجائے اور اس سے عمرو کو لیکر میرے پاس پیش کرنا یہ حکم صفصاف میں دیا گیا حسبہ بغا کوچ کے لیے تیار اپنے نشان لیے اشناس کے انتظار میں ٹھیرا رہا محمد بن سعید جس کے ہمراہ عمرو اور احمد بن الخلیل تھے آگیا بغا نے اشناس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی وقت عمرو کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں' وہ خچر سے اتار لیا گیا اور احمد بن الخلیل کے مقابل دوسری طرف ایک اور شخص قبہ میں بٹھا دیا گیا' بغا عمرو کو معتصم کے پاس لے چلا احمد بن الخلیل نے اپنے ایک غلام کو عمرو کے پاس بھیجا تا کہ وہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اس نے واپس آکر احمد سے بیان کیا کہ عمرو کو معتصم کے سامنے پیش کیا گیا تھوڑی دیر تک وہ ان کے روبرو کھڑا رہا پھر اسے ایتاخ کے سپرد کیا گیا اس کے آنے کے بعد امیر المومنین نے اس گفتگو کو جو اس کی اس کے نوجوان رشتہ دار سے ہوئی تھی دریافت کیا اس نے انکار کیا اور کہا کہ وہ نشہ میں بالکل ہوشیار تھا اس لیے وہ میری بات نہیں سمجھا اور میں نے کبھی وہ بات نہیں کہی جو اس نے مجھ سے منسوب کی ہے اس پر انھوں نے اسے ایتاخ کے سپرد کر دیا۔

آتے آتے معتصم بدندون کی دشوار گزار گھاٹیوں کے منہ پر آئے تین دن تک اشناس جو انکہ ساقہ پر تھا بدندوں کی گھاٹی میں اس لیے ٹھیرا کہ امیر المومنین کی تمام فوجیں ان تنگ مقامات سے بحفاظت گزر آئیں احمد بن الخلیل نے اشناس کو ایک پرچہ لکھا کہ مجھے امیر المومنین کی خیر خواہی کی ایک بات معلوم ہے' اشناس اب تک بدندون کی تنگ گھاٹیوں میں ٹھیرا ہوا تھا اس کے جواب میں اس نے احمد بن الخصیب

اور ابو سعید محمد بن یوسف کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس بات کو اس سے پوچھ لیں مگر اس نے ان کو بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا ان دونوں نے اشناس سے آکر یہ بات کہدی اس نے ان کو پھر اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ جاکر کہدو کہ امیر المومنین کی جان کی قسم ہے اگر تم مجھ سے وہ بات بیان نہ کر دوگے تو میں اس قدر کوڑوں سے پٹواؤنگا کہ تم مرجاؤ انھوں نے پھر احمد بن الخلیل سے آکر یہ پیام سنایا اب اس نے ان سے معتصم کے خلاف سازش کی پوری کیفیت بیان کردی، عباس کی شرکت اور حارث السمرقندی کی کارروائی تفصیل سے کہدی انھوں نے اشناس سے آکر سارا واقعہ بیان کیا اشناس نے لوہار طلب کئے فوج کے لوہار حاضر ہوئے اس نے ان کو لوہا دیا اور کہا کہ تم ابھی ایک بیڑی احمد بن الخلیل کی بیڑی کے مماثل اس میں سے بنا دو انھوں نے وہ تیار کردی رات کے وقت اشناس کا حاجب محمد بن سعید السعدی کے ساتھ احمد بن الخلیل کے پاس شب بسر کرتا تھا اس رات کو جب عشا کا وقت ہوا حاجب حارث السمرقندی کے خیمہ میں گیا اور اسے وہاں سے لے کر اشناس کے پاس لایا اشناس نے اسے اسی وقت مقید کر کے حاجب کو حکم دیا کہ اسے ابھی امیر المومنین کے پاس لے جاؤ حاجب نے حسبہ بجا آوری کی دوسرے دن نماز صبح کے وقت اشناس اپنے مقام سے روانہ ہوکر معتصم کی فرودگاہ آیا یہاں اسے حارث معتصم کے ایک آدمی کے ہمراہ خلعت پہنے ملا اشناس نے پوچھا یہ کیا ہوا۔ اس نے کہا جو بیڑی میرے پاؤں میں ڈالی گئی تھی وہ اب عباس کے ڈالدی گئی، واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب وہ معتصم کے پاس آیا انھوں نے اس سے اصل واقعہ دریافت کیا اس نے صاف صاف اقرار کرلیا کہ بے شک میں عباس کا مخبر خاص تھا نیز اس نے تمام کارروائی من وعن بیان کردی اور جن امرانے اس سازش میں شرکت کی تھی ان سب کے نام ظاہر کر دیئے معتصم نے اسے نہ صرف رہا کر دیا بلکہ خلعت سے بھی سرفراز کیا اسی کیساتھ چونکہ حارث نے اس قدر کثرت کیسے امرا اور سرداروں کو اس سازش میں ملوث بتایا تھا کہ محض انکے نام اور کثرت تعداد

ہی سے معتصم کو انکی شرکت کا یقین نہیں آیا وہ عباس کے معاملہ میں متحیر ہو گئے کہ کیا کریں وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے انھوں نے عباس کو بلایا اسے قید سے آزاد کیا اسے ممنون کیا اور اشارتاً جتایا کہ میں نے تمھاری خطا معاف کر دی ہے نیز انھوں نے اسی کے ساتھ کھانا تناول کیا اور اسی کے خیمہ میں بھیجدیا رات کو پھر بلایا اور نبیذ پینے میں شریک کیا اور اس قدر پلادی کہ وہ بالکل بے ہوش ہو گیا اور اب اسے قسم دی کہ وہ اپنی اس سازش کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے عباس نے پورا واقعہ بیان کر دیا اور ان تمام لوگوں کے نام بتادیے جنھوں نے اس معاملہ میں کمک دی تھی اور یہ بھی بتا دیا کس وجہ سے ان میں سے فرداً فرداً ہر شخص اس سازش میں شریک ہوا تھا، معتصم نے اس کے بیان کو قلمبند کرکے محفوظ کر لیا اسکے بعد انھوں نے حارث السمرقندی کو طلب کرکے اس سے اس سازش کے اسباب پوچھے اس نے وہی بیان کیا جو عباس نے کہا تھا اس کے بعد انھوں نے پھر عباس کو قید کر دینے کا حکم دیا اور حارث سے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ تیری زبان سے کوئی جھوٹ بات نکلے اور پھر میں اس کی پاداش میں تجھے قتل کر دوں مگر تو صاف بچ گیا اس نے کہا جناب والا میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا، معتصم نے عباس کو افشین کے سپرد کر دیا۔

اب معتصم نے ان سرداروں کا تعاقب شروع کیا جو اس سازش میں شریک تھے اور سب کو پکڑ لیا' احمد بن الخلیل کے متعلق حکم دیا کہ اسے ننگی پیٹ بغیر زین کے خچر پر سوار کیا جائے اور جب مقام ہو اسے بغیر سایہ کے دھوپ میں ڈالدیا جایا کرے اور روزانہ صرف ایک روٹی دی جائے۔ اور سرداروں کے ساتھ عجیف بن عنبسہ بھی گرفتار ہوا یہ انکے ساتھ ایتاخ کے حوالے ہوا اور ابن الخلیل اشناس کے حوالے ہوا عجیف اور اس کے ساتھ تمام دوسرے قیدی اثنائے سفر میں بغیر گدّے اور نمدے کی زین کے خچروں پر لاد دیئے جاتے تھے، شاہ بن سہل اور یہی راس ابن الراس ہے جو خراسان کے قریہ سجستان کا رہنے والا تھا گرفتار کرکے معتصم کی جناب میں پیش ہوا اس وقت عباس وہاں موجود تھا معتصم نے اس سے کہا اے

فاحشہ زادے میں نے تیرے ساتھ احسان اور نیکی کی مگر تو نے اس کا شکر ادا نہیں کیا اس نے کہا اس عباس نے اگر مجھے اجازت دیدی ہوتی تو آج تجھے یہ موقع نہ ملتا کہ اس طرح دربار میں بیٹھکر مجھے فاحشہ زادے کہتا' معتصم نے اس کے قتل کا حکم دیدیا اس کی گردن ماردی گئی اس سازش میں سب سے پہلے یہی سردار قتل ہوا حالانکہ اس کے ساتھ اس کی جمعیت والے موجود تھے۔

معتصم نے عجیف کو ایتاخ کے حوالے کردیا تھا اس نے عجیف کو خوب بیڑیاں پہنا کر بغیر گدے کی محمل میں خچر پر سوار کرلیا۔ عباس افشین کے ہاتھ میں تھا جب معتصم منبج آئے اس نے بھوکا ہونے کی وجہ سے کھانا مانگا بہت سا کھانا اس کے سامنے رکھا گیا جسے اس نے شکم سیر ہوکر کھایا مگر جب اس نے پانی مانگا تو اس سے انکار کردیا گیا اور اسے موٹے کمبل میں لپیٹ دیا اور اسی طرح دم گھٹ جانے سے منبج ہی میں وہ ہلاک ہوگیا اس کے کسی بھائی نے اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔

عمرو الفرغانی کا یہ حشر ہوا کہ جب معتصم نفیبین کے ایک باغ میں فروکش ہوئے انھوں نے باغ والے کو بلا کر ہاتھ کے اشارے ایک مقام پر قدآدم گڑھا کھودنے کا حکم دیا اس نے کھودنا شروع کردیا اس کے بعد انھوں نے عمرو کو بلایا وہ باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کئی قدح نبیذ پی چکے تھے نہ انھوں نے اس سے کوئی بات کی اور نہ عمرو نے کوئی لفظ زبان سے نکالا جب یہ انکے سامنے جاکر کھڑا ہوگیا انھوں نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کردیا جائے اسے برہنہ کیا گیا ترک اسے کوڑے مارنے لگے وہ گڑھا اس اثناء میں کھد رہا تھا مکمل ہونے کے بعد باغ والے نے معتصم کو اس کی اطلاع کی اب انھوں نے حکم دیا کہ اس کے منہ اور بدن پر ڈنڈے مارے جائیں اتنے ڈنڈے لگے کہ وہ گر پڑا پھر حکم دیا کہ اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لیجاؤ اور گڑھے میں ڈالدو آج اس تمام واقعہ کے اثنا میں عمرو نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا وہ مرگیا اور اس گڑھے میں ڈال کر اسے توپ دیا گیا۔

عجیف کا یہ حشر ہوا کہ وہ بلد سے کچھ ہی اوپر مقام باعنیثا پہنچنے پایا تھا کہ

اپنی محل ہی میں مرگیا اسے تھانیدار کے پاس پہنچا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ اسے دفن کردے اس نے ایک ویرانے کی دیوار کے پہلو میں اسے ڈال دیا اور پھر اسے قبر میں دفن کردیا گیا۔

علی بن حسین الریدانی کہتا ہے کہ عجیف، محمد بن ابراہیم بن مصعب کے پاس قید تھا معتصم نے اسے دریافت کیا اور کہا کہ اب تک وہ زندہ ہے محمد نے کہا امیر المومنین آج اس کا خاتمہ ہے وہ اس کے خیمہ میں آیا اور پوچھا ابو صالح کس چیز کی خواہش ہے اس نے کہا اسفید باج اور حلوائی فالوذج محمد نے حکم دیا کہ یہ دونوں چیزیں تیار کردی جائیں عجیف نے ان کو کھایا اور پانی مانگا مگر پانی اسے نہ دیا گیا اس کا پیٹ پھول گیا وہ پانی مانگتا ہی رہا آخر اسی حالت میں مرگیا اور باعیناثا میں دفن کردیا گیا۔

ترکی کا جسے عباس نے اشناس کے قتل کا ضامن بنایا تھا یہ حشر ہوا کہ چونکہ اشناس اسکی بہت عزت کرتا تھا اور وہ اس کا ایسا ندیم خاص تھا کہ دن اور رات کسی وقت اس کے لیے روک ٹوک نہ تھی معتصم کے حکم سے اشناس نے اسے اپنے ہی پاس قید کرکے اسے ایک کوٹھری میں دروازہ تیغہ کرکے بند کردیا روزانہ ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اوپر سے اسے دیدیا جاتا تھا اسی قید کے اثناء میں اس کا بیٹا ایک دن وہاں آیا اور ترکی نے اس سے دیوار کے پیچھے سے کہا کہ اگر تو مجھے ایک چھری لاکر دے سکے تو میں اس قید سے رہائی پاسکوں گا اس کے بیٹے نے اس کام سے اسے باز رکھنے کے لیئے بہت خوشامد کی مگر اس نے نہ مانا اس کے بیٹے نے ایک چھری اسے پہنچادی جس سے اس نے خودکشی کرلی۔

سندی بن بختاشہ کو معتصم نے اس کے باپ بختاشہ کی وفاداری اور جاں نثاری کی وجہ سے معاف کردیا کیونکہ بختاشہ نے عباس کی سازش میں قطعی شرکت نہیں کی تھی اس لیے معتصم کہنے لگے کہ اس کے بیٹے کی وجہ سے اسے کیوں تکلیف دی جائے لہذا انھوں نے اسے رہا کردیا۔

احمد بن الخلیل کو اشناس نے محمد بن سعید السعدی کے سپرد کیا تھا

اس نے سامرا کے جزیرہ میں اس کے لیے ایک گڑھا کھدوایا تھا ایک دن معتصم نے اسے دریافت کیا اشناس نے کہا وہ محمد بن سعید کے پاس ہے اس نے اسے ایک کنوئیں میں بند کر رکھا ہے اور اس کے منہ پر صرف اس قدر سوراخ باقی رکھا گیا ہے کہ اس میں سے اسے روٹی اور پانی دیدیا جایا کرے، معتصم کہنے لگے میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے وہ موٹا ہو گیا ہے اشناس نے محمد بن سعید کو اس کی اطلاع کی محمد نے حکم دیا کہ اس کنوئیں میں اس پر اس قدر پانی ڈالا جائے جس سے وہ مر جائے اور کنواں بھر جائے، پانی ڈالا جانے لگا مگر جتنا پانی پڑتا ریت اسے جذب کر لیتی جس سے نہ وہ غرق ہوا اور نہ کنواں پُر ہوا اشناس نے حکم دیا کہ اسے غطریف الخجندی کے سپرد کر دیا جائے وہ اس کے حوالے ہوا اور چند روز زندہ رہکر مر گیا۔

ہرثمہ بن نصر الختلی والی مراغہ کے متعلق جسے عباس نے اپنا شریک بنایا تھا معتصم نے حکم دیا تھا کہ اسے لوہے کی بیڑیاں پہنا کر حاضر کیا جائے مگر افشین نے اس کی سفارش کر کے ان سے اس کے لیے معافی حاصل کر لی اور اسے لکھا کہ امیر المومنین نے تم کو میرے لیے بخشدیا ہے جہاں تم کو میرا یہ خط ملے وہاں کی ولایت تم کو عطا کی ہے یہ خط عشا کے وقت اسے دینور میں ملا وہ اس وقت بیڑیوں میں جکڑا ہوا کسی سرائے میں پڑا تھا رات کی تاریکی میں اسے خط ملا اور صبح کو وہ دینور کا والی ہوا۔

باقی اور فراغنہ، ترک اور دوسرے سردار جن کے نام یاد نہیں سب کے سب قتل کر دیے گئے، معتصم صحیح و سالم نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھ سامرا آ گئے اور اسی روز عباس کو لعین خطاب دیا گیا مامون کے وہ بیٹے جو سندس سے تھے ایتاخ کے حوالے کئے گئے اس نے ان کو اپنے مکان کے سرداب میں قید کر دیا اس کے بعد وہ مر گئے۔

اس سال کے ماہ شوال میں اسحق بن ابراہیم اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے زخمی ہوا، اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

---

۲۲۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مازیار بن قارن بن وندا ہرمز نے طبرستان میں معتصم کے خلاف بغاوت برپا کردی اور دامن کوہ کے باشندوں اور وہاں کے شہریوں سے جنگ کی۔

مازیار بن قارن کی معتصم سے بغاوت کے اسباب اور واقعات

اس بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ مازیار آل طاہر سے نفرت کرتا تھا اور ان کو خراج لاکر نہیں دیتا تھا معتصم اسے لکھتے بھی تھے کہ تم عبداللہ بن طاہر کو خراج لے جاکر دو مگر وہ کہتا تھا کہ میں ان کے پاس لے کر نہیں جاتا امیرالمومنین کو دینے کے لیئے تیار ہوں چنانچہ جب وہ زر خراج ان کو بھیجتا اور وہ مال ہمدان آجاتا معتصم اس کی وصول یابی کے لیے کسی کو اپنی طرف سے بھیجدیتے اور وہ ان سے وصول کر کے پھر عبداللہ بن طاہر کے آدمی کو دیدیتا جو اسے خراسان بھیجدیتا ہر سال یہی ہوتا رہا جس کی وجہ سے آل طاہر کے اور اس کے تعلقات نہایت ہی خراب ہو گئے افشین کبھی کبھی معتصم کی زبان سے ایسے الفاظ سنا کرتا جس سے یہ پتہ چلتا کہ وہ آل طاہر کو برطرف کرنا چاہتے ہیں، جب اس نے بابک کو شکست دیکر اسے پکڑ لیا تو

اب اس کی وقعت و منزلت معتصم کے ہاں اس قدر بڑھ گئی جو کسی دوسرے کو حاصل نہ تھی اس کے دل میں خراسان کی ولایت کی آرزو پیدا ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مازیار اور آل طاہر کے تعلقات کشیدہ ہیں اس سے اس نے یہ توقع کی کہ شاید اسی وجہ سے عبداللہ بن طاہر برطرف کیا جائے افشین نے خوشامد اور لطف آمیز خط مازیار کو لکھے اور ان میں اپنی مودت جتائی اور لکھا کہ مجھسے خراسان کی ولایت کا وعدہ ہو چکا ہے اسی وجہ سے اب مازیار نے عبداللہ بن طاہر کو خراج ارسال کرنا بھی ترک کر دیا اس نے معتصم کو متواتر کئی خط مازیار کی شکایت میں لکھے جس سے معتصم بہت ہی پریشان ہوئے اور مازیار پر بگڑے اب مازیار نے علانیہ بغاوت ہی کردی خراج روک لیا طبرستان کے تمام کوہستان اور اس کے اطراف کے سارے علاقہ پر اپنا انتظام قائم کر دیا ان تمام واقعات سے افشین دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اور اپنے والی خراسان مقرر ہونے کی آرزو کر رہا تھا معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو مازیار سے لڑنے کا حکم دیا اور افشین نے مازیار کو عبداللہ سے لڑنے کی ہدایت لکھی اور وعدہ کیا کہ معتصم کے ہاں تمام معاملہ کو میں سنبھال لوں گا تم کچھ فکر نہ کرو مازیار نے بھی اس پر اپنی آمادگی اسے لکھ بھیجی جس سے اب افشین کو یقین تھا کہ وہ ضرور عبداللہ کا مقابلہ کرے گا اور پھر مجبوراً معتصم کو اسے یا کسی دوسرے کو اس کے مقابلہ پر بھیجنا پڑ جائے گا۔

محمد بن حفص الثقفی الطبری بیان کرتا ہے کہ جب مازیار نے حکومت سے بغاوت کا عزم کر لیا اس نے تمام لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے طلب کیا لوگوں نے باکراہ بیعت کی اس نے نیک چلنی کے لیے ان سے یرغمال لئے اور اُن کو اصبہذ کے برج میں مقید کر دیا اور کاشتکاروں کو حکم دیا کہ تم زمینداروں کو قتل کر کے ان کی تمام املاک پر قبضہ کر لو، اس نے بابک سے بھی مراسلت کی اور اسے مقابلہ پر جمے رہنے کی ترغیب دی اور امداد کا وعدہ کیا۔ جب معتصم بابک کے قضیہ سے فارغ ہوئے لوگوں نے مشہور کیا کہ وہ قرماسین جا کر افشین کو مازیار سے لڑنے کے لیے روانہ بھیج رہے ہیں مازیار کو ان افواہوں کی اطلاع

ہوئی اس نے جدید بندوبست کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ استمراری کاشتکاروں کے علاوہ اور سب پر تیس فی صدی لگان بڑھا دیا جائے لہذا جو اس شرح سے کم ادا کرتے تھے ان پر اضافہ کر دیا گیا مگر جو پہلے سے زیادہ ادا کرتے تھے ان کے ساتھ کمی نہیں کی گئی، اس کے بعد اس نے اپنے عامل خراج شاذان بن الفضل کو یہ خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھے بتواتر معلوم ہوا ہے کہ خراسان اور اور طبرستان کے جاہل ہمارے متعلق جھوٹی افواہیں مشہور کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے بھی خبریں بنا کر ان کو شہرت دیتے ہیں اور منتظر ہیں کہ ہماری حکومت ختم ہو اور ہمارا انتظام بگڑے وہ لوگ فتنہ و فساد کی توقع اور ہماری حالت کے برے انقلاب کے لیے ہمارے دشمنوں سے مراسلت کر رہے ہیں اس طرح وہ ہماری نعمتوں کے منکر ہیں اور اس امن و سلامتی اور دولت و فراغت کی کچھ بھی قدر نہیں کرتے جو اللہ نے ہماری حکومت کی بدولت ان کو دے رکھی ہے، جو سردار یا شرف کرنے جاتا ہے یا جو چھوٹا بڑا آدمی ہمارے پاس آتا ہے اس کے آتے ہی یہ لوگ عجیب و غریب خبریں اوڑاتے ہیں اور اس کی طرف اپنی گردنیں اٹھاتے ہیں انھوں نے فتنہ برپا کرنے کی بہت کوشش کی مگر اللہ نے بار بار ان کی بری نیتوں اور امیدوں کو ملیا میٹ کر دیا مگر پھر بھی ان سے یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک مثال سے آئندہ کے لیے سبق لیں اور اللہ سے ڈر کر اور خود اس کے عواقب کے خوف سے آئندہ کے لیے احتراز کریں ہم ان سب باتوں کو طرح دیتے ہیں اور اس کے تلخ جرعے محض اس لیے پیتے جاتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ عام خونریزی کی جائے بلکہ چاہتے ہیں کہ سب ہی صحیح و سالم امن و امان سے رہیں مگر ہماری اس مروت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے اس برے طرز عمل پر زیادہ مصر ہیں اور ہم نے ان کی تادیب سے اب تک جو احتراز کیا اس سے وہ اور زیادہ آمادہ فساد ہو گئے اگر ہم ان کی سہولت اور آسانی کی خاطر تحصیل لگان میں تاخیر کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ شخص معزول ہو گیا ہے

اور اگر تحصیل میں مستعدی کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہ خراج وصول کر رہا ہے غرضکہ سختی و نرمی کسی بات کا ان پر اثر نہیں ہوتا اب ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور اپنی طرف اپنے معاملات رجوع کرتے ہیں اسی لیے ہم نے آمل اور رویاں کے تعہدداروں کو لکھوا دیا ہے کہ وہ اپنے علاقوں کے خراج کی تشخیص کر کے ختم ماہ تیر تک بیباق کر دیں تم بھی اس بات کو سمجھ لو اور اپنے ہاں کی تمام وکمال مالگزاری اس مدت میں وصول کر لو ختم تیر تک ایک درہم بقایا نہ رہنے پائے اگر تم نے اس کی خلاف ورزی کی تو ہم تم کو سولی کی سزا دیں گے لہذا اپنی جان کے خیال سے تم نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دو اور اسی کے مطابق تم خود عباس کو بھی خط لکھ دو، اس کی بجاآوری میں مشکلات پیش کرنے سے احتراز کرنا، اس حکم کی بجاآوری میں تمہاری مستعدی اور عجلت کا جو اثر نمایاں ہو اس سے اطلاع دینا، میں سمجھتا ہوں کہ ادائی لگان کے مشغلہ میں پڑ کر ان لوگوں کو اس قسم کی بڑی اور جھوٹی افواہیں اڑانے کا موقع نہ ملے گا جس میں اب تک وہ مصروف رہے ہیں آج کل انھوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ امیرالمومنین اکرمہ اللہ فرماسین اگر افشین کو رے بھیجنے والے ہیں بخدا اگر وہ ایسا کریں تو یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا باعث ہوگا اور ان کی تشریف آوری باعث اطمینان ہوگی انکی سخاوت وعنایت سے جس کے ہم خوگر ہیں ہم کو اور فوائد ہوں گے اور ان کے اور ہمارے دشمنوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور کسی چغلخور یا جھوٹی خبریں اڑانے والے کی وجہ سے جو ان کے عاملوں اور خاص عہدہ داروں کے لیے افواہیں شائع کرتا ہے وہ اپنے علاقوں اور سرحدوں کے انتظام اور تصرف میں کوئی کمی یا سستی گوارا نہ کریں گے کیونکہ جب وہ کسی اپنی فوج یا امیر کو کسی مہم پر بھیجتے ہیں تو وہ ہمیشہ اسی کے مقابلہ پر بھیجا کرتے ہیں جو ان کا مخالف ہوتا ہے۔

تم ہمارے اس خط کو ان مالگزاروں کو جو تمہارے پاس موجود ہوں پڑھ کر سنا دو تاکہ وہ دوسروں کو اس سے مطلع کر دیں کہ وہ اپنی کل واجب بے باق کر دیں

اور جو کل نہ ادا کر سکے وہ اس کی وجہ بیان کر دے تاکہ اس کے ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق وہ عمل کیا جا سکے جو اس ایسے دوسروں کے ساتھ مرعی رکھا گیا ہے ان کے لیے اہل رے جرجان اور ان کے متعلقہ علاقوں کے باشندوں کی مثال موجود ہے کہ چونکہ خلفا کو اہل جبال کی جنگ اور گمراہ دیلمیوں کے جہاد میں ان سے امداد لینا پڑی اس لیے انھوں نے خراج اور دوسرے ابواب مالگزاری ان کو معاف کر دیئے تھے مگر اب جبکہ یہ تمام لوگ امیر المومنین کی فوج اور سیاہ ہو گئے ہیں اس لیے اب اس کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔

مازیار کا یہ خط شاذان بن الفضل اس کے عامل خراج کو موصول ہوا اس نے مالگزاری کی وصولیابی شروع کی اور دو ماہ میں ایک سال کا پورا لگان وصول کر لیا پہلے یہ قاعدہ تھا کہ چار ماہ میں ایک ثلث وصول کیا جاتا تھا اسی موقع پر علی بن یزداد العطار جس سے ضمانت میں یرغمال لے لیے گئے تھے مازیار کے علاقے سے بھاگ کر چلا گیا ابو صالح سرخاستان کو جو مازیار کا ساریہ پر نائب تھا اس کی اطلاع دی گئی اس نے شہر ساریہ کے تمام اعیان واکابر کو جمع کیا ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگا اور کہنے لگا کہ حکومت تمہارے سہارے کیسے چل سکتی ہے اور تم پر کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے یہ دیکھو علی بن یزداد نے دوسروں کی طرح ادائی کا حلف کیا تھا بیعت کی تھی اور ضمانت داخل کی تھی مگر پھر بھی اس نے نقض عہد کیا اور یہاں سے نکل کر بھاگ گیا اس نے اپنے مرہونوں کو بھی چھوڑا اب بتاؤ ایسی حالت میں ملک کا انتظام کیسے برقرار رہے گا تم لوگ اپنی قسموں کو پورا نہیں کرتے خلاف ورزی عہد کو برا نہیں جانتے تم پر کیسے اعتماد ہو اور اس حالت میں سلطنت سے جن فوائد کو تم چاہتے ہو وہ کیسے تم کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے کسی نے کہا ہم اس کے ضامن کو قتل کیے دیتے ہیں تاکہ آئندہ کسی دوسرے کو بھاگنے کی جرات نہ ہو سکے عامل نے کہا کیا واقعی تم اس کے لیے تیار ہو انھوں نے کہا ہاں اس نے صاحب الرہائن کو لکھا کہ حسن بن علی بن یزداد کو بھیجدو یہ اپنے باپ کا یرغمال تھا جب اسے ساریہ لایا گیا تو اب اہل ساریہ اپنے اس مشورہ پر جو انھوں نے

ابو صالح کو دیا تھا نادم ہوئے اور اس شخص کو برا بھلا کہنے لگے جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔

سرختان نے ان کو پھر طلب کیا وہاں وہ یرغمال بھی موجود تھا اس نے شہر والوں سے کہا کہ تم نے ایک بات کی ضمانت کی تھی یہ ضمانت موجود ہے اسے قتل کرو، عبدالکریم بن عبدالرحمان الکاتب نے عرض کیا کہ آپ نے ان لوگوں کو جو اس علاقے سے باہر گئے ہیں دو ماہ کی مہلت دی ہے یہ ضمانت آپ کے پاس ہے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اسے بھی دو ماہ کی مہلت دیدیں اگر اس اثنا میں اس کا باپ پلٹ آئے تو خیر ورنہ پھر آپ جو چاہیں اس کے ساتھ عمل کریں۔

اس جواب پر وہ سب پر برہم ہوا اس نے اپنے کوتوال رستم بن بارویہ کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو سولی پر چڑھا دے اس نے درخواست کی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دینی چاہیے اس کی اجازت ملی اس نے نماز کو بہت طول دیا وہ خوف سے کانپ رہا تھا اور سولی کا تختہ اس کے لیے تیار ہو چکا تھا ابھی اس کی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسے گھسیٹ کر سولی پر چڑھا دیا اس کی گردن اس سے باندھ دی جس سے اس کا دم گھٹا اور وہ مر گیا۔

سرختان نے اہل ساریہ کو حکم دیا کہ تم سب آمل جاؤ اس نے تھانیداروں کو احکام بھیج دیئے تھے کہ خندقوں کے انبار اور عرب حاضر کئے جائیں چنانچہ وہ سب بھی بلائے گئے سرختان اہل ساریہ کو لیکر آمل چلا اس نے ان سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اہل آمل کا اور ان کو تمھارا شاہد بناؤں اور تمھاری تمام زمینیں اور مال تم کو دیدوں نیز اگر تم وفادار اور سچے خیر خواہ رہو تو تم کو اپنے پاس سے اس سے دو چند دوں جسقدر کہ تم سے ہم نے لے لیا ہے۔

آمل آکر اس نے ان سب کو خلیل بن وندا سنجان کے قصر میں جمع کیا اہل ساریہ کو دوسروں سے علیحدہ رکھا اور ان کو الکوزجان کے حوالے کر دیا اس نے تمام آمل والوں کے نام لکھ لیے جس سے وہ ہر شخص سے واقف ہو گیا پھر اس نے اہلسم وار سب کو طلب کر کے ان کی حاضری لی جب سب ہی آگئے

اور کوئی باقی نہ رہا اس نے مسلح فوج سے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا ان کی صف باندھی گئی اور ایک ایک آدمی پر دو مسلح سپاہی متعین کر دئیے اور محافظ کو حکم دیا کہ جو پیدل چلنے سے رہ جائے اس کا سر ساتھ لے اب وہ ان کی مشکیں بندھوا کر ایک پہاڑ پر جس کا نام ہرمزد اباذ تھا اور جو ساریہ اور آمل سے آٹھ آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھا لے کر آیا اس نے ان کو بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد بیس ہزار تھی۔ محمد بن حفص کے بیان کے مطابق یہ ۲۲۵ھ ہجری کا واقعہ ہے مگر دوسرے ارباب سیر و تاریخ نے ۲۲۴ھ کہے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ دوسرا بیان زیادہ صحیح ہے کیونکہ مازیار ۲۲۵ھ ہجری میں قتل کر دیا گیا لہٰذا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ جو حرکت کی وہ اپنے قتل سے ایک سال قبل کی ہوگی۔

محمد بن حفص کے بیان کے مطابق اس نے دُرّی کو لکھا کہ تمہارے ساتھ مرو میں جو انباء اور عرب ہوں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو اس نے ان سب کے بیڑیاں ڈلوا کر قید کر دیا اور پہرے مقرر کر دئیے جب اسے پوری طرح تسلط حاصل ہو گیا اور اس نے ان سب کا انتظام کر لیا اس نے اپنے آدمی جمع کئے اور سرخاستان کو آمل کی فصیل کی بربادی کو حکم بھیجا سرخاستان نے بیانگ دہل اور مزامیر فصیل کو ڈھا دیا پھر وہ ساریہ آیا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی سلوک کیا اس کے بعد مازیار نے اپنے بھائی قوہیار کو شہر طمیس بھیجا جو طبرستان ہی کے علاقے میں جرجان کی سرحد پر واقع تھا اس نے اس شہر کی فصیل منہدم کر کے شہر کو برباد کر دیا اور اہل شہر کو لوٹ لیا ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ مارے گئے اس کے بعد سرخاستان طمیس آیا اور قوہیار وہاں سے اپنے بھائی مازیار کے پاس پلٹ آیا۔ سرخستان نے طمیس سے سمندر تک بلکہ سمندر کے اندر تک تین میل لانبی فصیل بنوائی اس سے پہلے اس کو اکاسرہ نے اپنے اور ترکوں کے درمیان حد فاصل کے طور پر بنایا تھا کیونکہ ان کے عہد میں ترک اہل طبرستان پر اکثر غارت گری کرتے رہتے تھے اس کو بنا کر سرخستان نے طمیس کو اپنی چھاونی قرار دیا اس کے گرد مستحکم خندق بنائی

اور نگہبانی کے لیے کئی برج بنائے فصیل میں ایک مضبوط دروازہ قائم کیا اور پہرہ بٹھایا۔ اہل جرجان کو اپنی جان و مال کا خطرہ پیدا ہوا اور اندیشہ ہوا کہ ان کے شہر کو بھی برباد کر دیا جائے گا وہاں سے کچھ لوگ بھاگ کر نیسابور آئے ان کی خبر عبداللہ بن طاہر اور معتصم کو ہوئی عبداللہ نے اپنے چچا حسن بن الحسین بن مصعب کو اس کے مقابلے کے لیے جرجان کی مدافعت کے لیے ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خندق بنا کر فروکش ہو حسن بن الحسین نے سرخاستان کی تیار کردہ خندق پر آکر چھاؤنی ڈالی اور اس طرح دونوں فوجوں میں صرف خندق حائل رہ گئی، نیز عبداللہ بن طاہر نے حیان بن جبلہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ قومس بھیجا تاکہ وہ شروین کی پہاڑوں کی حد پر جا کر فروکش ہو۔

معتصم نے اپنے ہاں سے اسحٰق بن ابراہیم کے بھائی محمد بن ابراہیم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اس سمت بھیجا اور سپہ سالار حسن بن قارن الطبری کو مع اُس طبریہ سپاہ کے جو باب میں تھی اس کے ساتھ کر دیا۔ انھوں نے منصور بن حسن ہار صاحب دنباوند کو رے بھیجا تاکہ وہ رے سے طبرستان میں داخل ہو۔ انھوں نے ابوالساج کو لازر اور دنباوند بھیجا۔

جب رسالہ نے ہر سمت سے مازیار کو گھیر لیا اس نے اب ابراہیم بن مہران اپنے کوتوال اور علی بن ابن الکاتب نصرانی کے ذریعہ ان مختلف شہروں کے باشندوں کے پاس جو اس کی قید میں تھے یہ کہلا کر بھیجا کہ رسالہ نے مجھے ہر سمت سے آلیا ہے میں نے تو تم کو صرف اس لئے قید کیا تھا کہ معتصم تمھارے بارے میں مجھے کوئی ہدایت دیں گے مگر انھوں نے کوئی ہدایت نہیں بھیجی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حجاج بن یوسف رئیس سندھ ایک مسلمان عورت کے بارے میں جو مسلمانوں کے ہاں سے بھگا کر سندھ کے اندرون میں پہنچا دی گئی تھی ناراض ہوا اور اس نے سندھ پر چڑھائی کر دی اس کے لیے تمام خزانے خرچ ہو گئے آخر کار اس نے عورت کو چھڑا کر اس کے شہر بھجوا دیا ایک عورت کی خاطر تو انھوں نے یہ کچھ کیا مگر تم بیس ہزار کی ان کو کچھ پروا نہیں اور نہ اب تک انھوں نے تمھارے بارے میں مجھ سے مراسلت کی میں تمھارے اپنے ہاں ہونے کی وجہ سے ان کے

مقابلہ میں جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا بہتر ہے کہ تم دو سال کا خراج دیدو اور میں تم کو رہا کردیتا ہوں تم میں جو جوان قوی اور مضبوط ہوگا اس سے لڑائی میں کام لوں گا جو جنگ میں میری وفاداری اور جاں نثاری کا حق ادا کرے گا اس کا تمام مال واپس کردوں گا اور جو ایسا نہ کرے گا اس مال کو میں اس کا زرِ فدیہ سمجھ لوں گا تم میں جو بڈھے اور ضعیف ہوں گے اُن سے میں پہرہ داری اور دربانی کا کام لوں گا۔

موسیٰ بن ہرمز زاہد نے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے بیس سال سے پانی نہیں پیا تھا کہا کہ میں دو سال کا خراج تم کو لائے دیتا ہوں اور اس کی ضمانت کرتا ہوں صاحب الحرس کے نائب نے احمد بن الصقیر سے کہا تم کیوں کچھ نہیں کہتے حالانکہ تمہارا اصبہبذ کے ہاں بہت رسوخ ہے اور میں نے تم کو اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور مسند لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور اسقدر عزت بادشاہ نے تمہارے علاوہ کسی دوسرے کی کبھی نہیں کی تم اس معاملہ کو سرانجام دینے کے لیے موسیٰ سے زیادہ اہلیت رکھتے ہو احمد نے کہا موسیٰ ایک درہم کے وصول کرنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا اس نے نادانی سے اس کا اقرار کرلیا ہے اسے معلوم نہیں کہ اس پر اور ہم سب پر کیا مصیبت آنے والی ہے اگر تمہارے آقا کو یہ معلوم ہوتا کہ ہمارے پاس ایک درہم بھی ہے تو وہ ہمیں قید ہی نہ کرتا اس نے ہمیں قید اس وقت کیا ہے جب اس نے ہماری تمام املاک اور ذخائر پر قبضہ کرلیا ہے اور اس میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا البتہ اگر وہ اس روپیہ کے عوض ہماری زمین لینا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ دیدیں عیسیٰ بن ابن نے جو بادشاہ کا پٹواری تھا اس سے کہا کہ تمہارے ساتھ وہ یہ سلوک کرنا نہیں چاہتا۔ ابراہیم بن مہران نے اس سے کہا اے ابو محمد مناسب تھا کہ تم یہ بات نہ کہتے اس نے کہا میں تو پہلے ہی خاموش تھا مگر کیا کروں اس شخص کی اس بات سے مجھے بھی بولنا پڑا۔

موسیٰ زاہد کی ضمانت کو قبول کرکے بادشاہ کے فرستادے اس کے پاس چلے آئے انھوں نے مازیار کو اس کی اطلاع دی بہت سے ساعی موسیٰ کے

پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ فلاں دس ہزار اور فلاں بیس ہزار اور دوسرے اس سے کم یا زیادہ رقم ادا کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور اس طرح انھوں نے زمینداروں وغیرہ سے رقموں کا وعدہ لینا شروع کیا اس کے چند روز کے بعد مازیار نے پھر اپنے آدمی موسیٰ الزاہد کی ضمانت کے مطابق روپیہ کی وصولیابی کے لیے ان کے پاس بھیجے مگر یہاں روپیہ کی فراہمی کا کوئی پتہ نشان نہ تھا اور معلوم ہو گیا کہ احمد کی بات سچ تھی اس کا الزام موسیٰ پر عائد کیا گیا مازیار کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس دینے کو حتبہ بھی نہیں ہے اور اس ضمانت سے موسیٰ کا مطلب یہ تھا کہ مالگزاروں اور غیر مالگزار تاجر اور دستکاروں میں ایک ہنگامہ برپا کردیا جائے۔

سرخاستان نے اہل آمل کے ان نوجوان امیرزادوں اور دوسرے اصحاب میں سے جو بڑے دلاور اور بہادر تھے اور جن کو اس نے چن چن کر اپنے پاس نظربند کر رکھا تھا دو سو ساٹھ ایسے جوانمردوں کو جن کی قربت سے وہ خائف تھا اپنے محل میں مناظرہ کے بہانے بلایا نیز دہقانوں میں سے منتخبہ زمینداروں کو بلا بھیجا ان سے کہا کہ ابناء عرب اور مسوّدہ جماعت سے لگاؤ رکھتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ یہ غدر اور مکر کریں گے میں نے ایسے تمام مشتبہ اشخاص کو جن کی قربت سے مجھے خوف تھا یہاں بلا لیا ہے تم ان سب کو قتل کر دو تاکہ تم کو چین ملے اور تمھارے ہاں کوئی ایسا نہ رہے جس کی غرض تمھارے خلاف ہو۔ اس نے ان سب کی مشکیں بندھوا دیں اور رات کے وقت انھیں زمینداروں کے حوالے کردیا انھوں نے ان کو ایک قنات میں لاکر جو وہاں تھی قتل کر دیا اور اسی قنات کے اندر والے کنوؤں میں ان کی لاشیں ڈال دیں اور چلے آئے، جب ان کو عقل آئی تو وہ اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور اس کے عواقب سے وہشت زدہ ہوئے۔

مازیار کو جب معلوم ہو گیا کہ اس جماعت کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے اس نے پھر ان زمینداروں کو جو دو سو ساٹھ جوانوں کو قتل کر چکے تھے طلب کیا اور کہا کہ ان نادہندوں میں جو صاحب جائداد ہیں ان کے مکان اور بیویاں

تم کو دیتا ہوں البتہ ان کی لڑکیوں میں اگر کوئی خوبصورت لڑکی ہوگی وہ بادشاہ کی ملک سمجھی جائے تم جیل جاکر پہلے ان سب زمینداروں کو قتل کردو اور اس کے بعد ان کے مکانات اور بیویوں پر جو میں تم کو دے چکا ہوں قبضہ کرلو مگر ان میں سے کسی کو اس بات کی جرأت نہ ہوسکی وہ خوف زدہ اور متنبہ ہوگئے اور انھوں نے اس حکم کی بجا آوری نہیں کی۔

سرخاستان کے جو سپاہی فصیل کی حفاظت کے لیے متعین تھے وہ رات کو حسن بن الحسین بن مصعب کے سپاہیوں سے جن کے درمیان صرف خندق کا عرض حائل تھا باتیں کیا کرتے تھے اس طرح ان میں سے بعض میں ایک دوسرے سے موانست ہوگئی اور ان سے اور سرخاستان کے آدمیوں سے یہ مشورہ ہوگیا کہ وہ فصیل کو ان کے حوالے کردیں گے چنانچہ انھوں نے فصیل حوالے کردی حسن بن الحسین کے سپاہی اس جگہ سے سرخستان کی فرودگاہ میں داخل ہوگئے اس کی اطلاع اب تک نہ حسن کو تھی اور نہ سرخاستان کو ہونے پائی تھی حسن کی فوج نے جب ایک جماعت کو اندر جاتے دیکھا وہ بھی ان کے ساتھ ہوگئی اور وہاں جاکر جب انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اب یلغار کردی حسن کو اس کی خبر ہوئی وہ فوراً وہاں آیا اور اس نے اپنے آدمیوں کو للکارنا شروع کیا اور منع کیا کہ اندر نہ جائیں کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تمہاری وہی گت نہ بنے جو داوندان کی جماعت کی ہوئی تھی مگر قیس بن رنجویہ کی جمعیت جو خود حسن کی فوج میں شامل تھی آگے بڑھتی چلی گئی اور انھوں نے سرخستان کی فرودگاہ میں پہنچکر فصیل پر اپنا علم نصب ہی کردیا سرخستان کو معلوم ہوا کہ عرب اچانک فصیل توڑ کر اندر گھس آئے ہیں بھاگنے کے سوا اب اور کسی بات کی اس میں ہمت نہ تھی وہ اس وقت حمام کررہا تھا فوج کے داخلہ کا شور سنتے ہی وہ صرف کرتا پہنے حمام سے نکل کر بھاگا۔ حسن جب اپنی فوج کو واپس نہ لاسکا اس نے دعا مانگی کہ خداوندا انھوں نے میرے حکم سے سرتابی اور تیرے حکم کی فرماں برداری کی ہے تو ان کو محفوظ رکھ اور ان کی مدد کر۔

حسن کی سپاہ دشمن کا تعاقب کرتی ہوئی فصیل کے دروازے تک آئی اور

اسے توڑ کر کھول دیا اب کیا تھا حملہ آور بغیر کسی مزاحم کے اندر گھس آئے اور انھوں نے سرخاستان کی تمام فرودگاہ پر قبضہ کر لیا ایک جماعت البتہ دشمن کے تعاقب میں چلی گئی۔

زرارہ بن یوسف السجزی کہتا ہے کہ "میں تعاقب میں چلا ہم چلے جا رہے تھے کہ میں راستے کے بائیں جانب ایک مقام پر آیا اس میں چونکہ اندر جانے کا راستہ بنا ہوا تھا اس سے مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ یہاں کیا ہوگا بغیر اس کے کہ مجھے وہاں کوئی نظر آیا ہو میں نے اس میں اپنا نیزہ ڈالا اور اسے ہر طرف پھرایا وہ نیزہ کسی کے لگا میں نے للکارا کون ہے اس پر ایک فربہ شیخ چلا اٹھا زینہار یعنی امان دو میں نے اس پر بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اس کی مشکیں باندھ لیں یہ ابو صالح سرخستان سپہ سالار کا بھائی شہریار تھا میں نے اسے اپنے افسر یعقوب بن منصور کے حوالے کر دیا اب رات حائل ہو گئی اس لئے تعاقب چھوڑ کر ہم سب اپنی چھاؤنی میں آئے شہریار کو حسن بن الحسین کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اسے قتل کر دیا۔

ابو صالح اپنی فرودگاہ سے فرار ہو کر پانچ فرسنگ فاصلہ پر جا رہا وہ بیمار تھا اسے سخت پیاس اور کرب و بے چینی ہونے لگی وہ راستے کے داہنے جانب پہاڑ کے پہلو میں ایک گھنی جھاڑی میں اتر پڑا اس نے اپنا گھوڑا باندھ دیا اور لیٹ گیا اس کے ایک غلام اور ایک اور شخص جعفر بن وندامید نے اسے دیکھ لیا اور سرخستان نے بھی نیم خواب کی حالت میں اسے دیکھا اور کہا جعفر مجھے سخت پیاس ہے پانی پلاؤ جعفر نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ اس میں یہاں سے پانی لاؤں سرخستان نے کہا میرے ترکش کا ڈھکنا لے جاؤ، جعفر کہتا ہے میں اپنے چند ساتھیوں کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ اس شیطان نے ہمیں برباد کیا ہے کیوں نہ ہم اسے پکڑ کر سرکار کے حوالے کر دیں اور اس طرح سرخروی حاصل کر کے اپنے لیے امان لے لیں انھوں نے کہا یہ کیسے ہوگا۔ میں نے کہا وہ دیکھو سرخاستان موجود ہے تم تھوڑی دیر کے لیے میری مدد کرو اور پھر ہم اس پر حملہ کر کے پکڑے لیتے ہیں

جعفر نے ایک بہت بڑی شہ تیر لی سرخاستان لیٹا ہوا تھا یہ خود اس پر چڑھ گیا اور سب نے اسے قابو میں کر کے اس شہ تیر سے اس کی مشکیں باندھ دیں، ابو صالح نے ان سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس کے عوض میں ایک لاکھ درہم دیتا ہوں عرب کچھ نہ دیں گے انھوں نے کہا لاؤ اس نے کہا ترازو لاؤ انھوں نے کہا وہ یہاں کہاں اس نے کہا تو پھر روپیہ یہاں کہاں میرے مکان لے چلو وہاں میں تم کو اس کے متعلق باقاعدہ دستاویز اور تحریر لکھے دیتا ہوں کہ یہ بھی دوں گا بلکہ اس سے زیادہ دیدوں گا مگر انھوں نے نہ مانا اور اسے حسن بن الحسین کے پاس لے چلے حسن کے رسالے نے اثنائے راہ ہی میں ان کو آملا یا اور ان کے سروں پر تلواریں مار کر سرخاستان کو ان کے ہاتھ سے چھڑا لے گئے جس پر بعد میں ان لوگوں کو بہت رنج ہوا حسن کا رسالہ اسے حسن کے پاس لے آیا جب اس نے ابو صالح کو حسن کے سامنے لا کھڑا کیا اس نے طبرستان کے سرداروں مثلاً محمد بن المغیرہ بن شعبۃ الازدی، عبداللہ بن محمد القطقطی الضبی اور الفتیح بن قراط وغیرہ کو بلا کر ان سے اسے شناخت کرایا انھوں نے کہا بے شک یہی سرخستان ہے حسن نے محمد بن المغیرہ سے کہا کہ کھڑے ہو اور اپنے بیٹے اور بھائی کے بدلے میں اسے قتل کر دو محمد نے اس کے پاس جا کر اس پر تلوار ماری اس کے بعد ہی اور کئی تلواریں اس پر پڑیں اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابو شاس شاعر کا قصہ

ابو الشاس الشاعر جس کا نام الغطریف بن حصین بن حنش ہے اہل عراق سے تھا اس نے خراسان میں نشو و نما پائی تھی یہ ایک سمجھدار اور ادیب آدمی تھا سرخاستان نے اسے اپنا مصاحب بنا لیا تھا اور وہ اس سے عربوں کے اخلاق اور آداب معلوم کیا کرتا تھا، جب سرخاستان گرفتار ہو کر مارا گیا ابو الشاس اس وقت اس کی فرودگاہ میں تھا اور سواری کے جانور اور مال و اسباب

اس کے ساتھ تھا، حسن کی فوج کی ایک نجاری جماعت نے اس پر حملہ کر کے اس تمام مال و اسباب پر جو ان کے ساتھ قبضہ کر لیا اس ہنگامے میں اسے بہت سے زخم آئے اس نے اپنے جرّہ کو اپنے شانہ پر بٹھایا اور کاسۂ گدائی لے کر پانی مانگتا ہوا دشمن کی آنکھ بچا کر اپنے خیمہ سے نکل بھاگا مگر زخمی تھا جب وہ حسن بن الحسین کے کاتب عبداللہ بن محمد بن حمید القطقطی الطبری کے خیمہ کے پاس گزرا ایک غلام نے اسے دیکھ لیا اور عبداللہ بن محمد کے خادموں نے اسے پہچان لیا جرہ اس کے شانے پر تھا اور وہ پانی پی رہا تھا یہ خدمتگار اسے اپنے خیمہ میں لے آئے اور انھوں نے اپنے مالک سے جا کر اس کی اطلاع کی وہ اس کے پاس پیش کیا گیا عبداللہ نے اسے سواری دی۔ خلعت دیا اور نہایت درجہ تعظیم و تکریم کی اور حسن بن الحسین نے اس کی تعریف کی اور اس سے کہا کہ تم امیر کی شان میں ایک قصیدہ لکھو ابو شاس نے کہا کہ بخدا خوف کی وجہ سے میں کلام اللہ بھول گیا ہوں شعر کیا کہوں گا۔

حسن نے ابو صالح سرخاستان کے سر کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا مگر وہ خود اپنی فرودگاہ میں مقیم رہا۔

محمد بن حفص نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر کا مولیٰ حیّان بن جبلہ حسن بن الحسین کے ہمراہ طمیس کی سمت آیا اس نے قارن بن شہریار سے مراسلت شروع کی اور اطاعت قبول کرنے کی ترغیب دی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اس کے باپ دادا کے کوہستان اس کے تفویض کر دیئے جائیں گے یہ مازیار کا بھتیجا اور اس کے سرداروں میں تھا مازیار نے اسے اپنے بھائی عبداللہ بن قارن کے ساتھ کر کے اپنے کئی معتمد علیہ اور سرداروں اور رشتہ داروں کو ان دونوں کے ماتحت کر دیا تھا۔

جب حیّان نے اسے اپنے ساتھ ملانا چاہا تو قارن نے اس بات کی ضمانت کی کہ وہ جرجان کی حد تک جبال کو اور شہر ساریہ کو حیان کے حوالے کر دیگا بشرطیکہ اس کے باپ اور دادا کے کوہستان اس کے قبضہ میں آجائیں۔ حیان نے یہ تمام معاملہ عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا اس نے اس کے لیے باضابطہ عہد نامہ

لکھ کر بھیجدیا مگر ساتھ ہی حیّان کو لکھا کہ تاوقتیکہ قارن کی نیک نیتی کا پورا ثبوت نہ ملجائے
تم اپنی جگہ ٹھیرے رہو اور پہاڑوں میں نہ جاؤ شاید قارن نے اس معاملہ کو کرکے
کوئی چال کی ہو۔ حیّان نے اس کی اطلاع قارن کو لکھ بھیجی اس نے مازیار کے
بھائی عبداللہ بن قارن کو بلایا اور تمام دوسرے سرداروں کو بھی کھانے کی
دعوت دی، کھانے سے فارغ ہو کر جب انھوں نے ہتھیار اوتار دیئے اور
مطمئن ہو بیٹھے اس وقت اس کے مسلح جوانوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر
پکڑ لیا اور ان کی مشکیں باندھ لیں قارن نے ان کو حیّان کے پاس بھیجدیا اس نے
ان کو بیڑیاں ڈالدیں، اب حیّان اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر قارن کے
پہاڑوں میں آیا مازیار کو جب اس تمام واقعہ کی خبر ہوئی اسے بہت رنج ہوا
اس کے بھائی کوہیار نے اس سے کہا کہ تمھارے پاس بیس ہزار مسلمان جن میں
موچی اور درزی ہیں قید ہیں تم کو ان کی بھی فکر رہتی ہے اب اس وقت تو خود
تمھارے گھر والے اور عزیزوں نے تمھارے ساتھ یہ غدر کیا ہے اب ان کو
قید میں رکھنے سے کیا ہو گا۔

مازیار نے حکم دیا کہ جس قدر قیدی ہمارے پاس ہیں وہ سب رہا کر دیئے جائیں
اس نے اپنے کوتوال ابراہیم بن مہران، اپنے کاتب علی بن ابن النصرانی اپنے
افسر خراج شاذان بن الفضل اور میر سامان یحییٰ بن الروزبہار کو جو اہل میدان
سے تھا بلا کر کہا کہ تمھاری حرم، تمھارے مکان اور زمینیں سب میدان میں
واقع ہیں عرب وہاں پہنچ گئے ہیں میں نہیں چاہتا کہ تم کو مصیبت میں ڈالوں
تم اپنے مکان چلے جاؤ اور امان لے لو، اس کے بعد اس نے ان سب کو
صلہ دیا اور واپس جانے کی بخوشی اجازت دیدی یہ اپنے اپنے گھر آ گئے اور انھوں نے
امان لے لی۔

جب ساریہ کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ سرخستان پکڑا گیا اس کی چھاؤنی
غارت ہوئی اور حیّان بن جبلہ شروین کے پہاڑوں میں گھس آیا ہے انھوں نے
مازیار کے ساریہ کے عامل مہربستانی بن شہریز پر ایک دم حملہ کر دیا اس نے بھاگ کر
جان بچائی، لوگوں نے جیل کا دروازہ توڑ کر تمام قیدی چھوڑ دیئے اس کے بعد

حیّان شہر ساریہ آیا' مازیار کے بھائی قوہیار کو معلوم ہوا کہ حیّان ساریہ پہنچ گیا ہے اس نے محمدؒ بن موسیٰ بن حفص کو جو طبرستان کا عامل اور اس کے پاس قید تھا اپنی قید سے رہا کر کے زین کے ساتھ ایک خچر پر سوار کر کے حیّان کے پاس بھیجا تا کہ یہ اس کے لیے اس شرط پر امان لے لے کہ اس کے باپ اور دادا کے پہاڑ اس کے قبضہ میں دیدیئے جائیں گے اور وہ مازیار کو اس کے حوالے کر دے گا اور اس معاہدہ کے ایفا کے لیے میں محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصقیر کی ضمانت پیش کرتا ہوں محمدؒ بن موسیٰ نے حیّان کو آکر قوہیار کا یہ پیام پہنچایا حیّان نے پوچھا یہ احمد کون ہے اس نے کہا یہ اس تمام علاقہ کا بہت ہی معزز آدمی ہے جیسے خلفا اور امیر عبداللہ بن طاہر بھی جانتے ہیں حیّان نے اسے بلا بھیجا اور حکم دیا کہ تم محمدؒ بن موسیٰ کے ساتھ خرماباذ کے تھانے جاؤ۔ احمد کا ایک بیٹا اسحٰق تھا وہ مازیار سے بھاگ کر دن میں جنگلوں میں چھپتا اور رات کو ساواشریان نام جاگیر میں چلا جاتا جو اس راستے پر واقع تھا جو اصبہذ کے اس احاطہ سے جہاں مازیار کا قصر تھا گزرتا تھا یہ اسحٰق بیان کرتا ہے کہ میں اسی جاگیر میں تھا کہ مازیار کے کچھ آدمی جو گھوڑے وغیرہ لے جا رہے تھے میرے پاس سے گزرے میں ان میں سے ایک بہت ہی عمدہ اور تنومند گھوڑے کی ننگی پیٹ پر کود کر سوار ہو لیا اور اسے شہر ساریہ میں لے آیا یہاں میں نے اس گھوڑے کو اپنے باپ کو دیدیا' جب احمدؒ خرماباذ جانے لگے وہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر چلے حیّان کی نظر اس پر پڑی اسے وہ گھوڑا بہت پسند آیا اس نے لوزجان سے جو قارن کے ساتھیوں میں تھا مڑ کر کہا یہ شیخ کیسے عمدہ گھوڑے پر سوار ہے بہت کم گھوڑے ایسے عمدہ میری نظر سے گزرے ہیں اس نے کہا یہ مازیار کا گھوڑا تھا حیّان نے احمدؒ کے پاس آدمی بھیجا کہ ذرا دیکھنے کے لیے گھوڑا بھیجدو اس نے بھیجدیا جب اس نے غور سے اسے دیکھا اور اس کے حسن و قبح پر نگاہ بصیرت دوڑائی تو اسے اس کے دونوں اگلے پیروں میں سقم نظر آیا اس لیے اس نے اسے نہیں لیا بلکہ لوزجان کے حوالے کر دیا اور احمد کے آدمی سے کہدیا کہ یہ گھوڑا مازیار کا ہے اور اس کا تمام مال اب امیر المومنین کی ملکیت ہے اس آدمی نے واپس جا کر

احمد سے یہ بات کہدی اس بناء پر احمد لوزجان سے ناراض ہوگیا اور اسے گالیاں کہلا بھیجیں یوزجان نے کہا اس میں میری کوئی خطا نہیں ہے میں کیا کرتا اس نے نہ صرف وہ گھوڑا اسے واپس کردیا بلکہ اور خراسانی اور شہری اسے بھیجدئے اور اس کے قاصد سے کہا کہ ان کو لیجاؤ اس نے وہ دونوں احمد کو لاکر دیدئے۔

اب احمد کو حیان کی اس حرکت پر غصہ آیا اور کہنے لگا کہ یہ جلاہا مجھ ایسے معزز کے ساتھ یہ حرکت کرتا ہے اس نے قوہیار کو لکھا کہ تم کیوں اپنے معاملہ میں یہ غلطی کررہے ہو کہ براہ راست حسن بن الحسین سے جو امیر عبداللہ بن طاہر کا چچا زاد بھائی ہے یہ معاملہ نہیں کرتے اور اس رذیل جلاہے کی امان لیتے ہو اور اپنے بھائی کو اس کے حوالے کرکے اپنی اہانت کررہے ہو نیز خود حسن بن الحسین کو چھوڑ کر اس کے ایک ادنیٰ ملازم سے توسل کرکے اسے بھی اپنا دشمن بناتے ہو قوہیار نے لکھا کیا کروں پہلے ہی مجھ سے غلطی ہوچکی ہے میں نے اس شخص سے وعدہ کرلیا ہے کہ میں پرسوں اس کے پاس حاضر ہوجاؤں گا اب اگر اس کی مخالفت کروں تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھ پر یورش کرکے لڑنے لگے اور میرے مکان غارت کردے اور تمام مال و املاک کو غصب کرے اور اگر اس سے لڑوں اور اس کے سپاہیوں کو قتل کردوں تو باقاعدہ ہم میں پھر لڑائی شروع ہوجائے گی اور جس مقصد کے لیے میں نے یہ ساری کوشش کی ہے وہ رائگاں جائے گی احمد نے اسے لکھا کہ جو دن مقرر ہے اس میں تم اپنے ایک رشتہ دار کو اس کے ہاں بھیجدینا اور کہلا بھیجنا کہ میری طبیعت ناساز ہوگئی ہے میں آج نہیں آسکتا تین دن تک علاج کروں گا اگر وہ معاف کردے فبہا ورنہ محمل میں سوار ہوکر اس کے پاس جانا اور ہم اس سے کہیں گے کہ وہ تمھارے عذر کو قبول کرے اور پھر تین دن کے بعد تم اس کے ہاں جاؤ۔

دوسری طرف احمد بن القصیر اور محمد بن موسیٰ بن حفص نے حسن بن الحسین کو جو طمیس میں اپنی فرودگاہ میں عبداللہ بن طاہر کے حکم اور اپنے اس خط کے جواب کے انتظار میں جو اس نے سرخاستان کے قتل اور طمیس کی فتح کی اطلاع کیلئے اسے لکھا تھا مقیم تھا لکھا کہ تم فوراً ہمارے پاس آؤ ہم مازیار اور کوہستان کو

تمہارے حوالے کئے دیتے ہیں اگر فوراً یہاں نہ آجاؤ گے تو مازیار نکل جائے گا اور پھر ہم کسی بات کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

انھوں نے یہ خط شاذان بن الفضل کاتب کے ہاتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ فوراً اسے لے جا کر پہنچا دے، جب یہ خط حسن کو ملا وہ اسی وقت چل کھڑا ہوا اور تین دن کی مسافت ایک رات میں ختم کر کے ساریہ آیا اور صبح ہو جانے کے بعد خرما باذ گیا یہ وہ دن تھا جو قوہیار نے اطاعت قبول کرنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ حیان کو حسن کے نقاروں کی آواز آئی وہ ایک فرسنگ فاصلہ پر اس کے استقبال کے لیے آیا حسن نے اس سے کہا کہ تم یہاں پڑے کیا کر رہے ہو اور کیوں یہاں تک آئے ہو تم نے شروین کے کوہستانوں کو فتح کیا اور پھر ان کو چھوڑ کر یہاں آرہے کیا اس بات کا تم کو اندیشہ ہے کہ دشمن کے دل میں بُرائی پیدا ہو اور وہ تمہارے ساتھ بد عہدی کر گزرے اور اس طرح اب تک جو کام تم نے کیا ہے وہ سب برباد جائے تم پہاڑ کو جاؤ وہاں اس کے اطراف واکناف میں چوکیاں بٹھاؤ اور ایسے بلند مقام پر اپنی فرودگاہ قائم کرو جہاں سے دشمن نیچے ہو اور نظر آتا ہو تاکہ اگر اس کے دل میں بدی کا خیال بھی آئے تو وہ اسے بروئے کار نہ لا سکے، حیان نے کہا میں خود واپس جانیوالا ہوں اور اپنے تمام مال واسباب کو بھی لیجانا چاہتا ہوں اور پیدل سپاہ کو پہلے کوچ کا حکم دیتا ہوں حسن نے کہا تم چلے جاؤ اور میں تمہارا مال واسباب اور آدمی تمہارے پیچھے ہی بعد میں بھیجے دیتا ہوں، آج رات تم ساریہ میں بسر کرو اور جب وہ سب تمہارے پاس پہنچ جائیں تم پھر علی الصباح روانہ ہو جانا۔ چنانچہ حیان حسن کے حکم کے مطابق اسی وقت ساریہ روانہ ہوا۔

اس کے بعد عبداللہ بن طاہر کا حکم اسے ملا کہ تم لبورہ میں فروکش ہو جاؤ (یہ مقام کوہستان وندا ہرمز میں واقع ہے اور اس تمام پہاڑی سلسلہ کا سب سے مستحکم اور ناقابل تسخیر مقام ہے مازیار کا اکثر مال یہیں تھا) عبداللہ نے اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ ان پہاڑوں اور مال میں سے قارن جو چاہے لے اس سے کسی بات کا انکار نہ کیا جائے چنانچہ مازیار کا جس قدر مال وہاں تھا اس سب کو قارن

اٹھائے گیا اسی طرح اسپانڈرہ میں مازیار کے جو ذخیرے تھے ان سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور مسلتان کے احاطہ میں سرخاستان کا جو کچھ تھا وہ بھی قارن نے اپنے قبضے میں کر لیا اس طرح اس ایک گھوڑے کی وجہ سے حیان کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا اس کے بعد حیان کا انتقال ہو گیا عبداللہ نے اس کی جگہ محمد بن الحسین بن مصعب کو اس کی فوج کا امیر مقرر کیا اور اسے بھی یہ ہدایت کی کہ وہ قارن کے ہاتھ کو کسی چیز میں نہ روکے۔

حسن بن الحسین خرتاباذ آیا محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصقیر اس کے پاس آئے اور خلوت میں اس سے ملے اس نے ان کی کارروائی کو سراہا نیز قوہیار کو لکھا کہ مجھ سے آکر ملو وہ خرتاباذ میں حسن کے پاس آیا حسن نے اس کی بہت تعظیم و تکریم اور خاطر مدارات کی اور جو اس نے سوال کیا اسے منظور کیا ایک دن دونوں کے درمیان طے پا گیا اس نے قوہیار کو پلٹا دیا وہ مازیار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لیے امان لے لی ہے اور اس کے ایفا کے لیے عہد و اثق کرا لیا ہے' اس کے مقابلہ میں حسن بن قارن نے محمد بن ابراہیم بن مصعب کی سمت سے قوہیار سے مراسلت کی تھی اور ضمانت کی تھی کہ جو تم چاہو گے اسے امیر المومنین پورا کریں گے قوہیار نے اس کی بات مان لی اور جو اس نے دوسروں سے وعدہ کئے تھے وہی اس سے بھی کر لیے اور اس کی طرف جھک پڑا چنانچہ اس قرار داد کے مطابق محمد بن ابراہیم آمل سے روانہ ہوا حسن بن الحسین کو بھی اس معاملہ کی خبر ہو گئی۔

ابراہیم بن مہران کہتا ہے کہ میں ابوالعدی کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا جب زوال کا وقت ہوا میں اپنی قیام گاہ جانے لگا میرا راستہ حسن کے خیمہ کے دروازے کے سامنے سے گزرتا تھا جب میں اس کے مقابل آیا تو میں نے دیکھا کہ حسن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور اس کے تین ترک غلام کے علاوہ اور کوئی اس کے ساتھ نہیں اسے دیکھ کر میں تعظیماً گھوڑے سے کودا اور میں نے سلام کیا حسن نے کہا سوار ہو لو میں سوار ہو گیا اس نے پوچھا آرم کا راستہ کونسا ہے میں نے کہا اس وادی پر سے ہے اس نے کہا

اچھا تم میرے آگے چلو میں حسب الحکم آگے ہو گیا چلتے چلتے میں اس درے پر پہنچا جہاں سے آرم دو میل فاصلہ پر تھا وہاں مجھ پر دہشت طاری ہوئی اور میں نے حسن سے کہا کہ جناب والا یہ بہت ہی خطرناک جگہ ہے یہاں سے صرف ایک ہزار شہسوار گزرتے ہیں مناسب ہے کہ آپ واپس چلیں اور اس کے اندر داخل نہ ہوں اس نے مجھے للکارا آگے بڑھو میں مجبوراً ڈرتا ہوا آگے بڑھا خوف کی وجہ سے میرے حواس گم تھے مگر آرم تک ہمیں راستے میں کوئی بھی نہ ملا وہاں پہنچکر حسن نے مجھ سے پوچھا کہ ہرمزآباد کی راہ کونسی ہے میں نے کہا کہ اس پہاڑ پر سے یہ راستہ ہے مجھ سے کہا اُدھر چلو میں نے کہا اللہ امیر کو ہمیشہ غالب و منصور رکھے آپ اپنی ہماری اور اس مخلوق کی جانوں کا جو آپ کے ہمراہ ہے کچھ تو لحاظ کیجئے انھوں مجھے ڈانٹا کہ اے فاحشہ زادے چل میں نے کہا جناب والا آپ میری گردن کاٹ دیں میں اس بات کو اس پر ترجیح دوں گا کہ مازیار کے ہاتھوں قتل ہوں اور امیر عبد اللہ بن طاہر اس تمام واقعہ کی ذمہ داری میرے سر عائد کریں اس نے مجھے بہت ہی سخت ڈانٹا جس سے میں سمجھا کہ زیادہ بولنا ٹھیک نہیں ورنہ مار بیٹھے گا اب میں نہایت خوف زدہ آگے بڑھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی ہم سب پکڑے جائیں گے اور مجھے مازیار کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہ مجھے دھتکارے گا اور طعنے دے گا کہ میں ہی اس تک پہنچانے کے لیے راہبر بنا میں انھیں خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ دھوپ میں زردی آنے کے وقت ہم ہرمزآباد پہنچگئے حسن نے مجھ سے پوچھا وہ جیل کہاں ہے جہاں مسلمان قید تھے میں نے وہ مقام بتادیا حسن اتر پڑا اور بیٹھ گیا ہم سب روزے سے تھے سوار یکہ اور متفرق جماعتوں میں یکے بعد دیگر وہاں پہنچنے لگے اس بے ترتیبی کی وجہ یہ تھی کہ حسن بغیر اطلاع کئے اکیلا چل کھڑا ہوا تھا اس کے آنے کے بعد جیسے جیسے فوج کو معلوم ہوتا گیا وہ اس کی سمت روانہ ہوتی ہو گئی۔

یہاں حسن نے یعقوب بن منصور کو بلا کر اس سے کہا اے ابوطلحہ میں چاہتا ہوں کہ تم طاقانیہ جاؤ اور ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن مصعب کے لشکر کو

اپنے لطائف الحیل سے دو تین گھنٹے یا زیادہ جس قدر تم سے بن آئے روک لو حسن اور طالقانیہ کے درمیان دو یا تین فرسنگ کا فاصلہ تھا۔

ہم حسن گے ساتھ ایتاوہ تھے اس نے قیس بن رنجویہ کو بلا کر اسے حکم دیا کہ تم ابھی لبورہ کے درّے جاؤ (یہ ایک فرسنگ سے بھی کم فاصلہ پر تھا) اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے رہو۔ جب ہم نے مغرب کی نماز پڑھ لی اور رات آگئی میں نے دو شہسوار لبورہ کی راہ سے حسن کے سامنے مشعلیں روشن تھیں اپنی طرف آتے دیکھے حسن نے مجھ سے پوچھا ابراہیم لبورہ کا راستہ کہاں ہے میں نے کہا اسی راہ سے مجھے شہسوار اور روشنی آتی دکھائی دی ہے میں اب تک خوف زدہ تھا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ دراصل بات کیا ہے اتنے میں وہ مشعلیں پاس آپہنچیں میں نے دیکھا کہ مازیار اور قوہیار آ رہے ہیں اتنے میں وہ آئے اور اترے مازیار نے بڑھ کر حسن کو امیر کہہ کر سلام کیا مگر حسن نے اس کا جواب نہیں دیا اور طاہر بن ابراہیم اور اوس البلخی کو حکم دیا کہ اسے اپنے پاس گرفتار رکھو۔

دمیار وار بن خواہست جیلان کے بھائی نے بیان کیا ہے کہ اس رات کو میں چند آدمیوں کے ہمراہ قوہیار سے جا کر ملا اور میں نے اس سے کہا اللہ سے ڈرو تم نے ہمارے سرداروں کی طرز عمل کو بالکل چھوڑ دیا مجھے اجازت دو تو میں ابھی ان سب عربوں کو پکڑ لیتا ہوں میری جمعیت انتقام کی بھوکی ہے اور عربوں کو بھاگنے کی کوئی راہ بھی نہیں اگر تم اس کی اجازت دیدو تو عمر بھر تمہارا نام عزت کے ساتھ زندہ رہیگا، اس پہ ہرگز اعتماد نہ کرو کہ عربوں نے جو وعدے تم سے کئے ہیں اسے وہ پورا کریں گے ان میں وفا نہیں قوہیار نے کہا ایسا نہ کرو معلوم ہوا کہ وہی عربوں کو تیار کر کے ہم پر چڑھا لایا ہے اس نے مازیار اور اس کے متعلقین کو محض اس لیے حسن کے حوالے کر دیا تاکہ بغیر کسی کی مخالفت اور خصومت کے ریاست و سرداری صرف تنہا اسی کو مل جائے۔

صبح کے وقت حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور اوس البلخی کی نگرانی میں خرماباذ روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اسے ساریہ لے جائیں اس کے بعد خود حسن سوار ہو کر وادی بابک کی راہ کانیہ کی سمت چلا تاکہ محمد بن ابراہیم بن مصعب سے

اثنائے راہ میں مل لیے دونوں کی ملاقات ہوئی محمد ہرمزآباذ کے قصد سے جا رہا تھا تاکہ وہاں جاکر مازیار کو قبضہ میں کرے حسن نے اس سے پوچھا، ابو عبداللہ کہاں اس نے کہا مازیار کے پاس حسن نے کہا وہ تو ساریہ پہنچا وہ میرے پاس آگیا تھا میں نے اسے ساریہ بھجوادیا ہے، یہ سن کر محمد متحیر ہوگیا واقعہ یہ تھا کہ قوہیار حسن سے غدر کرکے مازیار کو محمد بن ابراہیم کے حوالے کرنا چاہتا تھا مگر اطلاع ہونے کی وجہ سے حسن پہلے آموجود ہوا اس کے آجانے کی وجہ سے قوہیار کو بدعہدی کی جرأت نہ ہوئی جب اس نے دیکھا کہ حسن پہاڑ کے بیچ میں آپہنچا ہے اسے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اس کی مخالفت کی تو وہ مجھ سے لڑپڑے گا اس لیے اس نے چپکے سے مازیار کو حسب قرارداد اس کے حوالے کردیا۔ نیز احمد بن الصقیر نے بھی قوہیار کو متنبہ کردیا تھا کہ عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بدمعاملگی اور دورخی تمھارے لیے اب مناسب نہیں کیونکہ اس قرارداد کی جو تم سے ہوئی ہے اسے باقاعدہ اطلاع ہوچکی ہے اس بنا پر قوہیار اپنے ارادے سے باز آگیا اور اس نے مازیار کو حسن ہی کے حوالے کردیا۔

اس کے بعد محمد بن ابراہیم اور حسن بن الحسین ہرمزاباذ میں آئے انھوں نے مازیار کے قصر کو جو یہاں تھا جلا ڈالا اور اس کے مال کو ضبط کرکے وہ دونوں حسن کی خرماباذ کی فرودگاہ میں چلے آئے انھوں نے مازیار کے بھائیوں کو بلاکر دیں مازیار کے محل میں ان سب کو قید کردیا اور پہرے بٹھادیئے۔

حسن شہر ساریہ آکر وہاں قیام پذیر ہوگیا اور مازیار اسکے خیمہ کے قریب ہی قید کردیا گیا، حسن نے محمد بن موسیٰ بن حفص سے دریافت کرایا کہ وہ بیڑی کہاں ہے جو مازیار نے تم کو پہنائی تھی محمد نے وہ بیڑی حسن کو بھیجدی حسن نے وہی اب مازیار کو ڈلوادی۔

محمد بن ابراہیم ساریہ میں حسن کے پاس آیا تاکہ مازیار کی دولت اور اس کے خاندان کے متعلق دونوں مشورہ کریں انھوں نے اس تمام معاملہ کو عبداللہ بن طاہر کے پاس لکھ کر بھیجدیا اور اس کے حکم کے منتظر رہے عبداللہ نے حسن کو لکھا کہ تم مازیار اس کے بھائیوں اور متعلقین کو محمد بن ابراہیم کے حوالے

کردو تاکہ وہ ان کو امیر المومنین معتصم کی خدمت میں لے جائے عبداللہ نے ان کی دولت کے متعلق کچھ تعارض نہیں کیا صرف یہ لکھا کہ تم مازیار کی تمام دولت و املاک کو اپنے قبضہ میں کرلو اور ان کی فرد بنالو حسن نے مازیار کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ کہدو اس نے اہل ساریہ کے دس عمائد اور صلحا کا نام بتایا کہ میرا روپیہ ان لوگوں کے پاس امانت ہے قوہیار کو طلب کیا گیا اور ایک تحریر لکھی گئی جس میں قوہیار کو اس بات کا ضامن بتایا گیا کہ وہ اس روپیہ کو وصول کر کے داخل کردے گا جس کی نشاندہی مازیار نے کی ہے مازیار نے اس کی ضمانت کی اور تحریر پر دستخط کردیے اس کے بعد حسن نے دوسرے گواہوں کو جو وہاں بلائے گئے تھے حکم دیا کہ تم مازیار کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے اسکے بیان پر شہادت ثبت کردو، ان شاہدوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب ہم اس کے پاس آئے تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ احمد بن الصقیر ضرور اسے برا بھلا کہنے لگا میں نے احمد سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے خلاف کچھ نہ کہیں اور اس مشورہ کا ذکر نہ کریں جو آپ نے اسے دیا تھا یہ سن کر احمد خاموش رہا۔

مازیار نے کہا آپ سب لوگ شاہد رہیں کہ میرے پاس کل ۹۶ ہزار دینار ہیں سترہ دانے زمرد کے ہیں سولہ دانے یاقوت سرخ کے ہیں اور اٹھارہ چمڑے کے پٹارے ہیں جن میں مختلف قسم کے بیش بہا کپڑے ہیں تاج ہے، تلوار ہے جس پر سونا اور جواہر لگے ہیں طلائی مرصع خنجر ہے ایک بڑا پٹارہ ہے اس میں جواہر بھرے ہیں مازیار نے اسے ہمارے سامنے رکھدیا تھا اور پھر اس نے کہا کہ میں اسے محمد بن الصباح اور قوہیار کے حوالے کرتا ہوں یہ محمد بن الصباح عبداللہ بن طاہر کا خزانچی اور فوج کا وقائع نگار تھا۔ اس معاملہ کی تکمیل کے بعد اب ہم سب پھر حسن کے پاس آئے اس نے پوچھا آپ نے دیکھ لیا ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا میں نے ارادتاً یہ طرز عمل اختیار کیا ہے کیونکہ میں چاہتا تھا کہ اس کی فرومایگی اور بے قدری مجھے معلوم ہو۔

علی بن ابن النصرانی کاتب نے بیان کیا ہے کہ اس پٹارے میں جس قدر

جواہر تھے وہ میں نے مازیار کے لیے اس کے دادا کے لیے اور شہروین اور شہریار کے لیے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم میں خریدے تھے، مازیار نے یہ سب حسن بن الحسین کو لاکر دیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ امان لے کر اس کے پاس آیا ہے اور حسن نے اسے اس کے مال اور اولاد کو امان دیدی ہے اور اس کے باپ کے کوہستان اسی کے تفویض کیے ہیں مگر حسن نے اس میں سے مطلقاً کچھ نہیں لیا، حسن تمام لوگوں میں درہم و دینار کے قبول کرنے میں نہایت درجہ پاکباز تھا۔

صبح کو حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور علی بن ابراہیم الحربی کی معیت میں عبداللہ بن طاہر کے پاس روانہ کیا مگر عبداللہ نے لکھا کہ اسے یعقوب بن منصور کے ساتھ بھیجا جائے، وہ لوگ مازیار کو لے کر تین منزل نکل گئے تھے حسن نے آدمی بھیجکر اسے واپس بلایا اور اب یعقوب بن منصور کے ساتھ اسے روانہ کیا۔

حسن نے مازیار کے بھائی قوہیار کو حکم دیا کہ اب تم وہ مال لے کر پیش کرو جس کے تم ضامن ہو اور اس کے لیے اس نے چھاؤنی سے خچر دیے اور یہ بھی حکم دیا کہ فوج کا ایک دستہ حفاظت کیلئے ساتھ بھیجدیا جائے مگر قوہیار نے اسے نہ مانا اور کہا کہ مجھے فوج کی کچھ ضرورت نہیں ہے وہ اور اس کے غلام خچر لے کر چلے اور پہاڑ میں آگر انھوں نے خزانے کھول کر مال نکالا ابھی انھوں نے اسے بار کرنے کے لیئے آراستہ کیا تھا کہ مازیار کے دیلم غلام جو بارہ سو تھے اس پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے کہا کہ تو نے ہمارے آقا کے ساتھ غدر کیا ان کو عربوں کے حوالے کر دیا اور اب تو ان کا مال لینے آیا ہے انھوں نے اسے پکڑ کر بیڑیوں میں جکڑ لیا اور رات ہونے کے بعد اسے قتل کر کے اس تمام مال اور خچروں کو لوٹ لیا اس کی اطلاع حسن کو ہوئی اس نے قوہیار کے قاتلوں کی سرکوبی کے لیے ایک فوج روانہ کی قارن نے اپنی طرف سے ایک دوسری فوج ان کو گرفتار کرنے کیلئے بھیجی قارن کے سردار نے ان میں سے کئی آدمی پکڑے جن میں مازیار کا چچیرا بھائی شہریار بن المصمغان بھی تھا یہی ان غلاموں کا سرغنہ اور محرک تھا قارن نے اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا یہ قومس پہنچکر مرگیا، ان دیلمیوں کی جو پہاڑ کے دامن اور جنگل میں پکڑے گئے تھے ایک جماعت دیلم جا رہی تھی

محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو تاڑا اور اپنے پاس سے طبریہ وغیرہ کی ایک جماعت ان کو روکنے بھیجی انھوں نے اثنائے راہ میں آگے بڑھ کر ان کا سامنا کیا اور ان کی راہ مسدود کردی اس طرح وہ سب کے سب گرفتار کر لیے گئے محمد نے ان کو علی بن ابراہیم کے ساتھ ساریہ بھیجا، محمد بن ابراہیم ان پہاڑوں میں شلنبہ سے اس راستے سے داخل ہوا تھا جو روذبار ہوتا ہوا رویان جاتا ہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مازیار کی ہلاکت اور بربادی اس کے ایک چچیرے بھائی کی وجہ سے جو طبرستان کے تمام کوہستان کا مالک تھا واقع ہوئی مازیار کے قبضہ میں کوہستان کے دامن تھے اور یہ تقسیم ان میں متوارث چلی آتی تھی۔

محمد بن حفص الطبری نے بیان کیا ہے کہ طبرستان میں تین کوہستان ہیں ایک ونداہرمز کا پہاڑ جو طبرستان کے پہاڑوں کے بالکل وسط میں واقع ہے ایک اس کے بھائی ونداسنجان بن الالنداوبن قارن کا پہاڑ اور تیسرا شروین بن سرخاب بن باب کا پہاڑ

جب مازیار کی شوکت و قوت بڑھ گئی اس نے اپنے اسی چچازاد بھائی کو جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اصل میں اس کا بھائی قوہیار ہے بلا بھیجا اور اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس کے پہاڑ پر اپنی طرف سے دری کو والی بنا دیا۔ جب اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ کے لیے سپاہ کی ضرورت ہوئی اس نے اپنے اسی چچازاد بھائی یا بھائی قوہیار کو بلا کر اس سے کہا کہ تم اپنے پہاڑ سے سب سے زیادہ واقف ہو نیز یہ بھی کہا کہ افشین ہمارے ساتھ ہے اور میری اس سے مراسلت ہو رہی ہے تم پہاڑ کی کسی سمت میں ہو جاؤ اور میرے لیے اس کی حفاظت کرو، مازیار نے دری کو لکھا کہ میرے پاس آؤ وہ آیا اس نے فوجیں دیکر اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ میں بھیجدیا اپنی جگہ اسے بالکل اطمینان تھا کہ پہاڑ کی حفاظت کا میں اپنے چچیرے بھائی یا خود بھائی قوہیار کے ذریعہ پورا بندوبست کر چکا ہوں کیونکہ نہایت تنگ دروں اور گھنے جنگل کی وجہ سے چونکہ وہاں کسی بڑی فوج کی نقل و حرکت ممکن نہ تھی

اس لیے یہ خیال تھا کہ اس سمت سے کوئی اس پر کامیاب یورش نہ کر سکے گا' البتہ جن دوسرے مقامات سے دشمن کی دراندازی کا اندیشہ تھا وہاں اس نے دری اور اس کی فوج کو متعین کر کے اس سمت سے اطمینان کر لیا تھا اس نے دری کے پاس دوسرے جنگجو اور خود اپنی فرودگاہ کی فوج بھی بھیجدی تھی۔

عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن بن الحسین بن مصعب کو خراسان سے ایک زبردست فوج کے ساتھ مازیار سے لڑنے کے لیے بھیجا اور معتصم نے محمد بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا اس کے ساتھ انھوں نے ہادی کے مولیٰ یعقوب بن ابراہیم البوشنجی کو جو قوصرہ کے لقب سے مشہور تھا فوج کا وقائع نگار مقرر کر کے ساتھ کیا۔ محمد بن ابراہیم حسن بن الحسین سے آملا اور اب یہ سب فوجیں مازیار کی طرف بڑھیں پیشقدمی کرتے ہوئے یہ اس کے قریب جا پہنچے مگر اب تک وہ ابھی اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اس مقام کی حفاظت کا جہاں سے ان کو پہاڑ ملے گا پورا انتظام کر دیا ہے' مازیار اپنے شہر میں تھوڑی سی جماعت کے ساتھ مقیم تھا اب اس کے چچیرے بھائی کے قلب میں اس کینہ اور عداوت کی آگ جو مازیار کی اس کے ساتھ بدسلوکی اور اس کے پہاڑ سے اس کی علیحدگی کی وجہ سے دبی ہوئی تھی پھر روشن ہوئی اس نے حسن بن الحسین سے مراسلت کی اور مازیار کی فوجوں کی تمام حالت اور حقیقت سے اسے آگاہ کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ افشین نے مازیار سے مراسلت کے ذریعہ سازباز کی ہے حسن نے وہ خط عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا عبداللہ نے اسے اپنے ایک معتمد شخص کے ہاتھ معتصم کے پاس بھیجدیا اور عبداللہ اور حسن نے مازیار کے چچازاد بھائی سے جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ قوہیار تھا مراسلت کے ذریعہ ایک سمجھوتہ کر لیا اور وعدہ کیا کہ جو وہ چاہے گا اسے منظور کر لیا جائے گا اس نے عبداللہ بن طاہر کو بتایا کہ جس پہاڑ پر وہ اب فروکش ہے یہ دراصل اس کا اور اس کے آباؤ اجداد کا ہے اور مازیار کی طرف سے ان کو ملا ہے البتہ جب مازیار نے فضل بن سہل کو طبرستان کا والی مقرر کیا اس وقت اس نے اس پہاڑ سے مجھے بے دخل کر کے اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس طرح میری توہین کی

عبداللہ نے اس سے یہ شرط کی کہ اگر وہ کسی ترکیب سے مازیار کو پکڑے تو حسب سابق وہ پہاڑ پھر اسی کو دیدیا جائے گا نیز اس کے علاوہ وہ جو کچھ مانگے گا اس کے دینے میں دریغ نہ کیا جائے گا اور نہ مخالفت کی جائے گی، مازیار کے بھائی نے اسے مان لیا اور اس کی بجا آوری کے لیے اس نے ایک باقاعدہ تحریر عبداللہ بن طاہر کو لکھدی جس میں اس شرط کو تسلیم کر کے اس کی بجا آوری کا باقاعدہ عہد کر لیا۔

مازیار کے چچازاد بھائی نے حسن بن الحسین اور ان کے آدمیوں سے وعدہ کیا کہ میں تم کو پہاڑ میں لے جاؤں گا چنانچہ وقت مقررہ پر عبداللہ بن طاہر نے حسن کو دُرّی کے مقابلہ پر پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور ایک بڑی کثیر التعداد فوج اپنے ایک سپہ سالار کی قیادت میں وسط شب میں اس غرض سے بھیجی یہ سب مازیار کے بھائی کے پاس پہاڑ میں پہنچے اس نے تمام کوہستان ان کے حوالے کر کے ان کو اس میں داخل کر دیا، دُرّی اپنے مقابل فوج کے سامنے صف بستہ ہوا مازیار کو اس تمام کارروائی کی اب تک کچھ خبر نہ تھی وہ اطمینان سے اپنے قصر میں مقیم تھا کہ یکایک پیدل و رسالہ اس کے قصر کے دروازے پر آکر ٹھیرا دُرّی دوسری فوج سے مصروف پیکار تھا، حملہ آوروں نے مازیار کا محاصرہ کر کے اس سے امیر المومنین معتصم کے تصفیہ پر ہتھیار رکھوالئے اور اس نے خود کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

عمرو بن سعید الطبری نے بیان کیا ہے کہ مازیار شکار کھیل رہا تھا اسی حالت میں رسالہ لئے اسے جا پکڑا پھر بزور شمشیر وہ اس کے قلعہ میں گھس گئے اور ہر چیز پر جو وہاں تھی قبضہ کر لیا اب حسن بن الحسین مازیار کو لے کر چلا اس وقت تک دُرّی اپنی مقابل فوج سے مصروف پیکار تھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ مازیار دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو چکا ہے وہ لڑائی میں اسی طرح مشغول تھا کہ یکایک عبداللہ بن طاہر کی فوج اس کے عقب میں پہنچ گئی اس کی وجہ سے دُرّی کی تمام فوجیں درہم برہم ہو گئیں اس نے شکست کھائی وہ معرکہ سے دیلم کے علاقے میں جانے کے لیے بھاگا اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے خود اس کے تعاقب میں فوج چلی اور انھوں نے اسے جا ملایا اس وقت

اس کے ہمراہ بہت کم آدمی رہ گئے تھے وہ پلٹ کر ان سے لڑنے لگا اور مارا گیا اس کے سر کو کاٹ کر عبداللہ بن طاہر کو بھیجدیا گیا اس سے پہلے ہی مازیار اس کے قبضہ میں آچکا تھا عبداللہ بن طاہر نے اس سے کہا کہ اگر تم افشین کے خط مجھے دکھا دو تو میں امیرالمومنین سے سفارش کروں گا کہ وہ تم کو معاف کردیں اور میں اس بات کو بتائے دیتا ہوں کہ مجھے ان خطوں کا علم ہے کہ وہ تمھارے پاس ہیں مازیار نے ان کا اقرار کرلیا تلاش کے بعد وہ مل گئے یہ کئی خط تھے عبداللہ بن طاہر نے ان پر قبضہ کرکے انھیں مازیار کے ساتھ اسحٰق بن ابراہیم کے پاس روانہ کیا اور اسے ہدایت کی کہ سوائے امیرالمومنین کے ہاتھ میں دینے کے وہ ان خطوں اور مازیار کو ہرگز اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے تاکہ کسی طرح بھی وہ کسی اور کے ہاتھ نہ پڑ جائیں چنانچہ اسحٰق نے اس کی بہت احتیاط رکھی اور ان خطوں کو خود معتصم کے ہاتھ میں دیدیا انھوں نے مازیار سے ان کی تصدیق چاہی اس نے اقرار نہیں کیا معتصم نے اسے خوب پٹوایا یہاں تک کہ وہ مرگیا اسے بابک کے پہلو میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔

مامون جب مازیار کو خط لکھتے تو اس طرح شروع کرتے' یہ خط عبداللہ المامون کی جانب سے جیل جیلان اصبہبذ اصبہبذان بشو ار خرشاد محمد بن قارن مولی امیرالمومنین کے نام لکھا جاتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ دری کی قوت کے زوال کی ابتدا یوں ہوئی کہ مازیار کی فوج کے اس کے ساتھ آملنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا لشکر دنباوند پر فروکش ہوا ہے اس نے اپنے بھائی بزرجشنس کو اس سمت بھیجا اور رستم الکلاری کے بیٹے محمد اور جعفر اور بعض اور سرحدی اور راہل رویان والوں کو اس کے ساتھ کیا اور ان کو حکم دیا کہ تم رویان اور رے کی سرحد پر جاکر ٹھیرو اور محمد بن ابراہیم کی فوج کو روکو حسن بن قارن نے رستم کے بیٹے محمد اور جعفر کو سلطنت کے ذریعے لالچ دلاکر اپنے ساتھ ملالیا یہ دونوں دری کے خاص امرا میں تھے غرضکہ جب دری اور محمد بن ابراہیم کی فوجوں کا مقابلہ ہوا یہ دونوں بھائی دونوں سرحدی والے اور راہل رویان دری کے بھائی بزرجشنس پر پلٹ پڑے

اسے پکڑ کر قید کر لیا اور پھر محمدؒ بن ابراہیم کے ساتھ شریک ہو کر اس کے مقدمہ میں متعین ہو گئے اس وقت دری مرو نام ایک موضع میں اپنے قصر میں اہل و عیال اور اپنی پوری فوج کے ساتھ مقیم تھا جب اسے معلوم ہوا کہ خود میرے سرداروں اور فوج نے اس طرح میرے بھائی کے ساتھ دھوکہ کیا اور اسے پکڑ لیا ہے اسے اس کا سخت رنج و اندوہ ہوا اس واقعہ کا اس کی فوج پر بہت ہی برا اثر ہوا انھوں نے ہمت ہار دی اور ان کے دل اس قدر مرعوب اور پست ہوئے کہ وہ سب کے سب اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی فکر کرنے کے لیے چلتے بنے دری نے دیلیوں کو بلا بھیجا چار ہزار اس کے دروازے پر اکٹھا ہو گئے اس نے ان کو بہت لالچ دلائی۔ انعام و اکرام دیا اور اب سوار ہو کر چلا روپیہ بھی ساتھ لادا اور اس طرح بڑھا کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے بھائی کو محمد کے ہاتھ سے چھڑانے جا رہا ہے حالانکہ در اصل اس کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہو سکے دیلم کے علاقے میں چلا آئے اور وہاں ان سے محمدؒ کے خلاف مدد لے مگر خود محمدؒ ہی آگے بڑھ کر اس کے سامنے آگیا اور یہاں دونوں میں ایک نہایت شدید معرکہ ہو گیا۔

دری کے چلے جانے کے بعد جیل کے محافظ بھاگ گئے قیدیوں نے اپنی بیڑیاں توڑیں اور نکل بھاگے اور اپنے اپنے وطن چلے گئے جس روز اہل سارِیہ جو مازیار کی قید میں تھے جیل خانے سے نکلے تھے عین اسی دن یہ لوگ جو دری کے ہاں قید تھے نکل گئے یہ واقعہ محمد بن حفص کے بیان کے مطابق ۱۲ شعبان ۲۲۴ھ کا ہے دوسرے راویوں نے ۲۲۴ھ ہجری بتایا ہے۔

داؤد بن قحذم محمدؒ بن رستم کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ پہاڑ اور جنگل کے درمیان جھیل کے کنارے جو دیلم سے بالکل ملی ہوئی تھی محمدؒ بن ابراہیم اور دری کا مقابلہ ہوا دری ایک نہایت ہی دلاور بہادر تھا وہ بذات خود محمد کی فوج پر اس بے جگری سے حملے کر رہا تھا کہ ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا تھا اس کے بعد کنائی کاٹتا ہوا شکست کھائے بغیر اس گھنے جنگل میں گھستے کے ارادے سے اس نے پھر ان پر حملہ کیا مگر اس مرتبہ محمد بن ابراہیم

کے ایک سپاہی فند بن حاجبہ نے اس پر حملہ کر کے اسے زندہ پکڑ لیا اور پلٹا لایا فوج نے اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا اور جس قدر مال۔ اسباب جانور اور اسلحہ اس کے پاس تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن ابراہیم نے وزی کے بھائی بزرجشنس کے قتل کا حکم دیدیا اس کے بعد وزی کو آواز دی گئی اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا وہ کہنی سے قطع کر دیا گیا اس نے پاؤں پھیلایا اسے گھٹنے پر سے کاٹ دیا گیا اسی طرح دونوں دوسرے ہاتھ پاؤں قطع کیئے گئے اب وہ اپنے چوتڑ پر بیٹھ گیا مگر اس کے ضبط و تحمل کا یہ عالم تھا کہ اس تمام قطع و برید میں نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ وہ بے چین و بے قرار نظر آیا۔ محمد کے حکم سے اس کی گردن ماردی گئی۔ محمد نے اس کے تمام ساتھیوں کو پکڑ کر ان کے بیڑیاں ڈلوادیں۔

اس سال جعفر بن دینار یمن کا والی مقرر ہوا۔ اس سال حسن بن الافشین کی شادی اترنجہ بنت اشناس سے ہوئی اور وہ جمادی الآخر کے آخر میں معتصم کے قصر عمری میں اپنی بیوی کے پاس گیا اترنجہ کی شادی میں سامرا کے تمام باشندے مدعو تھے بیان کیا گیا ہے کہ چاندی کے ایک بڑے کڑھاؤ میں غالیہ بھرا ہوا تھا جو تمام براتیوں کے لگایا جاتا تھا خود معتصم مہمانوں کی خاطر میں عملاً شریک تھے

اس سال عبداللہ الورثانی نے ورثان میں حکومت کے مقابلہ میں سرتابی کی۔ نیز اسی سال منکجور الاشروسنی نے جو افشین کا رشتہ دار تھا آذربیجان میں علم مخالفت بلند کیا۔

منکجور الاشروسنی کی بغاوت

افشین جب بابک کے قضیئے سے فارغ ہو کر جبال سے واپس آیا اس نے آذربیجان پر جو اس کے تحت تھا اس منکجور کو والی مقرر کیا اسے بابک کے قریہ میں اس کے ایک مکان میں بہت بڑی دولت ملی جسے اس نے خود ہی رکھ لیا

نہ افشین کو اس کی اطلاع کی اور نہ معتصم کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن ایک شیعہ آذربیجان کا عامل مقرر تھا اس نے معتصم کو اس مال کی خبر لکھ بھیجی منکجور نے اس کی تکذیب کی اس طرح اس میں اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن میں مناظرہ ہو گیا منکجور نے اسے قتل کر دینا چاہا اس نے اہل اردبیل کے ہاں پناہ لی انھوں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا منکجور ان سے لڑ پڑا معتصم کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے افشین کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو بھیجکر اسے برطرف کر دے افشین نے اپنے ایک سردار کو زیر دست فوج کے ساتھ اس غرض سے بھیجا منکجور کو اس فوج کی آمد کا علم ہوا اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور بہت سے ڈاکو اس کے پاس جمع ہوئے یہ اردبیل سے نکلا تھا کہ اس سردار نے اسے دیکھ لیا اور فوراً حملہ کر دیا منکجور نے شکست کھائی وہ بھاگ کر آذربیجان کے ایک مستحکم قلعہ میں جو ایک بلند اور دشوار گزار پہاڑ میں واقع تھا اور جسے بابک نے برباد کر دیا تھا پناہ گزیں ہوا اس نے قلعہ کی مرمت کی اسے پھر بنا لیا اور وہیں قلعبند ہو گیا۔ ایک ماہ سے کم گزرا تھا کہ خود اسکے ہمراہیوں نے اسے پکڑ کر افشین کے سردار کے حوالے کر دیا وہ اسے سامرا لایا معتصم نے اسے قید کر دیا اور اس کے معاملہ کی وجہ سے وہ افشین سے بدظن ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس سردار کو اس کے مقابلہ کیلئے بھیجا گیا تھا وہ خود بغا الکبیر تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے دیکھتے ہی خود منکجور امان لے کر اس کے پاس چلا آیا تھا۔

اس سال یاطس الرومی مر گیا اسے بابک کے پہلو میں سامرا میں سولی پر لٹکا دیا گیا

اس سال رمضان میں ابراہیم بن المہدی کا انتقال ہوا معتصم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۵ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محرم میں وردنانی امان لے کر معتصم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس سال

بغا منکجور کو سامرا لے آیا اس سال معتصم سن گئے اور انھوں نے اشناس کو اپنا نائب بنایا۔ اس سال ربیع الاول میں انھوں نے اشناس کو ایک کرسی پر بٹھایا خود اس کے روبرو ہوئے اور اپنے ہاتھ سے بکلوس باندھا۔ اس سال غنام المرتد کو جلایا گیا۔ اس سال معتصم جعفر بن دینار سے اس لئے خفا ہو گئے کہ اس نے ان کے ایک خاص خدمتگار پر قاتلانہ حملہ کیا تھا، انھوں نے اسے پندرہ دن اشناس کے ہاں قید رکھا، اسے یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ایتاخ کو والی یمن مقرر کیا مگر پھر انھوں نے جعفر کی خطا معاف کر دی اور خوش ہو گئے۔

اس سال افشین فوج خاصہ کی امارت سے علیحدہ کر دیا گیا معتصم نے اس منصب پر اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ کو مقرر کیا۔ اس سال عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو بارگاہ خلافت میں روانہ کیا اسحٰق بن ابراہیم دسکرہ تک لینے آیا اور شوال میں وہ مازیار کو سامرا میں لے کر آیا، معتصم نے حکم دیا کہ اسے ہاتھی پر سوار کر کے لایا جائے مگر مازیار نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور اب وہ خچر پر پالان میں بٹھا کر لایا گیا ۵ ذی قعدہ کو معتصم نے دربار عام کیا اور حکم دیا کہ اسے اور افشین کو ایک وقت میں حاضر کیا جائے اس سے ایک روز پہلے افشین قید کر دیا گیا تھا مازیار نے اس بات کا اقرار کیا کہ افشین سے میری مراسلت ہوتی تھی اور افشین میری بغاوت کو حق بجانب ٹھیراتا تھا اور اغوا کرتا تھا معتصم نے افشین کے متعلق حکم دیا کہ اسے پھر اس کے قید خانے میں واپس لے جاؤ اور مازیار کو پٹوایا چار سو پچاس کوڑے اس کے لگے اس نے پانی مانگا اور پلاتے ہی اسی وقت وہ مرگیا اس سال معتصم افشین سے ناراض ہوئے اور انھوں نے اسے قید کر دیا۔

افشین سے معتصم کی ناراضی کے اسباب اور واقعات

افشین کی یہ عادت تھی کہ بابک کی جنگ اور اس کے علاقہ میں قیام کے

زمانے میں اہل آرمینیہ جو ہدیہ اسے بھیجتے وہ اسے براہ راست اشروسنہ روانہ کر دیتا چونکہ وہ چیزیں عبداللہ بن طاہر کے ہاں سے گزرتیں اس کو ان کا علم ہو جاتا وہ معتصم کو اس کی اطلاع لکھ بھیجتا معتصم ہدایت کرتے کہ افشین جس قدر ہدایا اشروسنہ بھیجے تم ان سب کو قلمبند کر لو عبداللہ اس پر کاربند ہوا افشین کا یہ طریقہ تھا کہ جب اس کے پاس رقم مہیا ہو جاتی وہ دیناروں کی ہمیانیاں بقدر برداشت اپنے آدمیوں کی کمر میں بندھوا دیتا اس طرح ایک شخص ایک ہزار یا اس سے زیادہ دینار اپنی کمر میں باندھ کر لیجاتا عبداللہ کو اس کی بھی خبر کر دی گئی انھیں دنوں میں افشین کے قاصد مال لیے ہوئے نیشاپور اترے تھے عبداللہ بن طاہر نے ان کو گرفتار کرا کر ان کی جامہ تلاشی لی ان کی کمر میں ہمیانیاں پائی گئیں عبداللہ نے ان پر قبضہ کر لیا اور پوچھا کہاں سے ملیں انھوں نے کہا یہ افشین کے نذرانے اور اس کا مال ہے عبداللہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو اگر میرے بھائی افشین اس قدر روپیہ بھیجنا چاہتے تو وہ مجھے ضرور اس کے متعلق لکھ دیتے تاکہ میں اس کی حفاظت اور بدرقہ کا انتظام کرتا یہ تو بڑی رقم ہے تم چور معلوم ہوتے ہو عبداللہ بن طاہر نے وہ روپیہ لے کر اپنی فوج میں جو اس کے پاس اس وقت تھی تقسیم کر دیا اور افشین کو لکھا کہ اس روپیہ کے متعلق ان لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ وہ تم نے بھیجا ہے میں اس بات کو باور نہیں کرتا کہ تم اس قدر کثیر رقم اشروسنہ بھیجو اور اس کے متعلق مجھے نہ لکھو اور نہ اس کی حفاظت کے لیے کوئی بدرقہ ساتھ کرو اگر وہ روپیہ تمھارا نہ تھا تو میں نے اسے اس روپیہ کے بجائے جو سالانہ امیر المومنین مجھے بھیجا کرتے ہیں فوج میں تقسیم کر دیا ہے اگر وہ تمھارا ہے جیسا کہ ان لانے والوں کا بیان ہے تو جب امیر المومنین کے ہاں سے رقم آئے گی میں تم کو واپس کر دوں گا ورنہ اگر اس کے علاوہ کچھ اور بات ہے تو امیر المومنین اس مال کے سب سے زیادہ مستحق ہیں میں نے اسے ان کی فوج کو دیدیا ہے کیونکہ میں اسے ترکوں کے علاقے میں بھیجنا چاہتا ہوں' افشین نے جواب میں لکھا کہ میرا اور امیر المومنین کا ایک ہی مال ہے اس میں کچھ فرق نہیں تم ان لوگوں کو چھوڑ دو کہ وہ اشروسنہ چلے جائیں عبداللہ نے ان کو جانے دیا وہ چلے گئے اس واقعہ سے افشین اور

عبد اللہ کے تعلقات خراب ہو گئے اور اب عبد اللہ اس کی کمزوریوں کی تلاش میں لگ گیا۔

افشین گاہے گاہے معتصم کی زبان سے کچھ ایسی باتیں سنا کرتا تھا جس سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ آل طاہر سے بددل ہو گئے ہیں اور ان کو خراسان سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اس سے خود اس کے دل میں خراسان کی ولایت کی طمع پیدا ہوئی اسی منصوبے کی وجہ سے اس نے مازیار سے ساز باز شروع کی اسے حکومت کی مخالفت پر برانگیختہ کیا اور اطمینان دلایا کہ خلیفہ کو میں تمہاری طرف سے ہموار کر کے باز رکھوں گا اس کا خیال یہ تھا کہ اگر مازیار نے بغاوت کر دی تو معتصم مجبوراً اسی کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجینگے اور عبد اللہ بن طاہر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کو مقرر کر دیں گے مگر مازیار کا جو حشر ہوا وہ گزر چکا ہے منکجور کا آذربیجان میں جو حشر ہوا اسے بھی ہم بیان کر آئے ہیں ان تمام واقعات سے معتصم کو افشین کی خفیہ سازش مازیار سے مراسلت اور منکجور کا اغوا اچھی طرح ثابت ہو گیا اور ان کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ درپردہ افشین کے حکم اور اشارے سے ہوا ہے وہ افشین سے کشیدہ خاطر ہو گئے اسے بھی اس تغیر کا احساس ہوا مگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کرے آخر کار اس نے ارادہ کر لیا کہ اپنے قصر میں بہت سے پیپے تیار رکھے اور جس دن معتصم اور ان کے امرا شغل میں ہوں وہ کسی حیلہ سے موصل کی راہ لے اور دریائے زاب کو ان پیپوں پر عبور کر کے آرمینیا ہوتا ہوا بلاد خزر میں جا پہنچے مگر یہ بات بھی اس سے نہ بن پڑی۔ اسکے بعد اس نے بہت سا زہر مہیا کیا اور ارادہ کیا کہ معتصم اور ان کے امرا کی کھانے کی دعوت کرے اور پھر ان کو زہر دیدے اور اگر خود معتصم دعوت قبول نہ کریں تو جس روز وہ شغل میں ہوں اس روز وہ ان سے اجازت لے کر ان کے ترک امرا اشناس اور ایتاخ وغیرہ کو کھانے کی دعوت میں بلائے ان کو کھلا پلا کر زہر دے جب وہ اس کے پاس سے چلے جائیں وہ اول شب میں روانہ ہو اور پیپے اور دریا کے عبور کرنے کے اور سامان کو جانوروں پر بار کر کے ساتھ لے دریائے زاب پہنچکر اپنا تمام اسباب وسامان تو ان پیپوں پر عبور کرائے اور ممکن ہو تو سواری

کے جانور دریا کو تیر کر عبور کریں پھر ان پیدلوں کو آگے بھیجے تاکہ انھیں کے ذریعہ وہ دجلہ کو عبور کر سکے اور وہاں سے وہ آرمینیا میں جس کی ولایت اسی کے تفویض تھی داخل ہو اور وہاں سے امان لے کر خزر کے علاقے میں آئے اور وہاں سے گھوم کر بلاد ترک ہوتا ہوا بلاد اشروسنہ پہنچ جائے اور پھر وہ خزر کو مسلمانوں کے خلاف اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔

وہ اس ارادے کی تکمیل میں مصروف رہا مگر اس میں دیر لگی جس کی وجہ سے اُس سے یہ بھی نہ ہو سکا، افشین کے سردار حسب دستور دربار نوبت بہ نوبت معتصم کے ہاں حاضر رہتے تھے واجن الاشروسنی اور ایک دوسرے سردار کے درمیان جو افشین کے منصوبے سے آگاہ تھا اس کے متعلق گفتگو ہوئی اور واجن نے سنکر کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایسا کر سکے گا اور یہ بات پوری نہ ہوگی اس نے واجن کا یہ قول افشین سے جا کر بیان کیا افشین کے ان خدمتگاروں میں سے جو واجن سے اچھے تعلقات رکھتے تھے ایک شخص نے وہ بات سن لی جو اس نے واجن کے متعلق کہی جب واجن رات میں کسی وقت اپنی نوبت سے گھر واپس آیا افشین کے خدمتگار نے اس کے پاس آکر اس سے بیان کیا کہ تمھاری بات افشین کو پہنچ گئی ہے واجن کو اپنی جان خطرہ میں نظر آئی وہ اسی وقت سوار ہو کر نصف شب میں امیر المومنین کے محل آیا معتصم سو چکے تھے وہ ایتاخ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں امیر المومنین کے فائدے کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں ایتاخ نے کہا ابھی تو تم یہاں سے گئے ہو امیر المومنین سو چکے ہیں اس نے کہا میں صبح تک انتظار نہیں کر سکتا ایتاخ نے ایک شخص کو دستک دے کر بیدار کیا اس نے واجن کی بات معتصم سے جا کر کہدی معتصم نے کہا واجن سے کہو کہ اب تو وہ گھر جائے علی الصباح حاضر ہو، واجن نے کہا اگر اب رات کو میں واپس ہوا تو میری جان جائیگی معتصم نے ایتاخ کو حکم بھیجا کہ تم آج رات اسے اپنے پاس سلا لو، ایتاخ نے اسے سلا لیا صبح تڑکے نماز کے وقت اس نے واجن کو پیش کر دیا، اس نے معتصم سے پورا واقعہ جس کی اسے اطلاع تھی بیان کیا

انھوں نے محمد بن حماد بن دنقش اپنے کاتب کو افشین کے بلا لانے کے لیے بھیجا افشین سیاہ لباس پہنکر حاضر ہوا معتصم نے حکم دیا کہ یہ لباس اتار لیا جائے اور اسے قید کر دیا جائے اسے محل میں قید کر دیا گیا پھر محل کے اندر ہی اس کے لیے ایک مرتفع منزل بنائی گئی لؤلوہ اس کا نام رکھا جو لؤلوہ افشین کے نام سے مشہور ہے معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھا کہ تم کسی طرح حسن بن الافشین کو گرفتار کرو حسن کے متعدد خط عبداللہ بن طاہر کے پاس آچکے تھے جس میں اس نے نوح بن اسد کی شکایت کی تھی کہ وہ میری جائداد اور علاقے پر چیرہ دستی کرتا ہے آپ اس کا تدارک کریں عبداللہ نے نوح بن اسد کو حسن کے متعلق امیر المومنین کے منشا سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم اپنی تمام جمعیت اکٹھا کر کے تیار رہو جب حسن بن الافشین اپنی ولایت کا پروانہ لے کر آئے اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو دوسری طرف اس نے حسن بن الافشین کو لکھا کہ میں نوح بن اسد کو برطرف کر کے اس کی جگہ تم کو مقرر کرتا ہوں یہ اس کی برطرفی کا مراسلہ ہے، حسن اس اطمینان پر صرف چند آدمیوں اور معمولی طور پر مسلح ہو کر نوح بن اسد کے پاس آیا اسے تو یقین تھا کہ اب میں اس علاقے کا والی ہوں مگر نوح نے اسے پکڑ کر بیڑیاں ڈالدیں اور عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا اس نے اسے معتصم کے پاس بھجوا دیا۔

افشین کے لیے جو قید خانہ بنایا گیا تھا وہ منارہ کے مشابہ تھا اس کے وسط میں صرف اتنی وسعت تھی کہ وہ بیٹھ سکے اس کے نیچے سپاہیوں کا پہرہ مقرر تھا جب وہ گھومتا تھا تو پہرہ بدل دیا جاتا تھا۔

ہارون بن عیسیٰ بن المنصور کہتا ہے کہ میں معتصم کے ہاں آیا وہاں احمد بن ابی داؤد، اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب اور محمد بن عبدالملک الزیات موجود تھے افشین کو حاضر کیا گیا جو اب بہت سخت قسم کی قید میں نہ تھا، کچھ اعیان و عمائد بلائے گئے تاکہ افشین سے مقابلہ کرایا جائے منصور کے بیٹوں کے علاوہ اہل مراتب میں سے کسی کو محل میں ٹھیرنے نہیں دیا گیا سب لوگ اٹھادیے گئے۔ محمد بن عبدالملک الزیات نے اس سے جواب سوال شروع کیا

جن لوگوں کو تحقیق الزامات کے لیے بلایا گیا تھا ان میں طبرستان کا رئیس مازیار تھا موبذ تھا، مرزبان بن ترکش سغد کا ایک رئیس اور اہل سغد کے دو اور آدمی تھے۔ محمد بن عبدالملک نے ان آخر الذکر سغدیوں کو آواز دی ان پر روئی کے موٹے لبادے پڑے تھے اس نے پوچھا یہ کیوں پہنے انھوں نے اپنی پیٹھ کھول کر بتائی جس پر گوشت مطلق نہ تھا، محمد نے افشین سے پوچھا ان کو جانتے ہو اس نے کہا ہاں ایک موذن ہے اور ایک امام ہے ان دونوں نے اشروسنہ میں ایک مسجد بنائی تھی میں نے ان دونوں کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے کیونکہ میرے اور رؤساء سغد کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کی جائے جو جس مذہب کا پیرو ہے وہ آزادانہ طریقہ پر اس پر عمل پیرا رہے مگر ان دونوں نے اہل اشروسنہ کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو نکال پھینکا اور اسے مسجد بنا لیا اس قانون اور معاہدہ سے تجاوز اور اہل اشروسنہ کو ان کے بت خانے سے بے دخل کرنے کی پاداش میں میں نے ان کو یہ سزا دی۔ محمد بن عبدالملک الزیات نے پوچھا وہ کتاب کیا ہے جسے تم نے مذہب اور مرصع کر کے دیباج میں اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے جس میں اللہ کا انکار ہے، افشین نے کہا یہ کتاب مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے اس میں عجم کے آداب میں سے ایک ایک ادب کا ذکر ہے، تم نے کفر کا ذکر کیا ہے تو ہوا کرے میں تو صرف اس کے ادب سے مستفید ہوتا ہوں مجھے اس کے ماسوا سے کیا جب وہ کتاب مجھے ملی تھی اسی حالت میں محلی تھی مجھے اس کی ضرورت کبھی داعی نہ ہوئی کہ میں اس کی بیش قیمت اشیاء کو فروخت کرتا اس لیے جس طرح کلیلہ دمنہ اور مزدک کی کتاب تمھارے مکان میں موجود ہے اسی طرح یہ کتاب میرے پاس رہی میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔

اس کے بعد موبذ آگے بڑھا اس نے کہا کہ یہ گردن مروڑے ہوئے جانور کا گوشت کھایا کرتا تھا اور مجھے بھی اس کے کھانے کی ترغیب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ذبیحہ سے زیادہ لذیذ ہے یہ ہر چہار شنبہ کے دن ایک سیاہ

بکری مارتا تھا اس کی کمر پر تلوار مار کر اس کے دو حصے کر دیتا اور پھر انہیں چلکر اس کا گوشت کھاتا اس نے ایک دن مجھ سے یہ بات بھی کہی کہ ان مسلمانوں کی وجہ سے مجھے وہ تمام کام کرنا پڑے جن کو میں ناپسند کرتا ہوں ان کی وجہ سے میں نے زیتون کھایا اونٹ پر بیٹھا اور جوتا پہنا حالانکہ اب تک نہ میں نے بال مونڈے اور نہ ختنہ کرائی افشین نے کہا مجھے یہ بتائیے کہ جو شخص ان باتوں کو بیان کر رہا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی وجہ سے ثقہ ہے (یہ موبذ مجوسی تھا اس کے بعد متوکل کے ہاتھ پر اسلام لایا اور ان کا ندیم ہوا۔) لوگوں نے کہا ہم اسے قابل وثوق نہیں خیال کرتے افشین نے کہا تو پھر اس کی شہادت کے قبول کرنے کا کیا مطلب ہوا جس شخص کو نہ تم قابل وثوق سمجھتے ہو اور نہ اسے عادل جانتے ہو اس کی شہادت کیوں قبول کرتے ہو اس کے بعد اس نے موبذ کو خطاب کر کے کہا کیا کبھی میرے اور تمہارے گھر کے بیچ میں کوئی دروازہ یا کھڑکی تھی جہاں سے تم میری خانگی زندگی کا مشاہدہ کرتے تھے اس نے کہا نہیں افشین نے کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میں تم کو اپنے پاس بلاتا تھا اپنا دلی راز کہتا عجمی مذہب کو بیان کرتا اور اس مذہب اور اہل مذہب سے اپنے میلان طبع کا اظہار کرتا اس نے کہا ہاں افشین نے کہا تو جب تم نے میرے راز کو جس کا میں نے تم کو امین بنایا تھا افشا کر دیا تو معلوم ہوا کہ نہ تم اپنے دین میں پکے ہو اور نہ اپنے عہد کے ایفا میں پورے ہو، اس کے بعد موبذ الگ ہو گیا اور اب مرزبان بن ترکش آگے بڑھا لوگوں نے افشین سے پوچھا اسے جانتے ہو اس نے کہا نہیں مرزبان سے پوچھا گیا تم اسے پہچانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے لوگوں نے افشین سے کہا کہ یہ مرزبان ہے مرزبان نے اس سے کہا اے زمانے بھر کے عیار تو کب تک نفاق اور ظاہر داری برتے گا افشین نے کہا اے دراز ریش کیا کہتا ہے اس نے کہا بتاؤ تمہاری رعایا کس طرح تم کو خطاب کرتی ہے افشین نے کہا اسی القاب و آداب کے ساتھ جس طرح وہ میرے باپ اور دادا کو کرتے تھے مرزبان نے کہا تو زبان سے کہو افشین نے کہا میں نہیں کہتا مرزبان نے کہا کیا وہ اشروسنہ زبان میں تم کو اس طرح خطاب نہیں کرتے

اس نے کہا ہاں مرزبان نے کہا کیا عربی میں اس کے معنی یہ نہیں ہیں الی الہ الآلہتہ من عبدہ فلاں بن فلاں اس نے کہا ہاں محمد بن عبدالملک الزیات نے کہا کہ جب مسلمان اس بات کو گوارا کرنے لگے کہ ان کو یہ الفاظ لکھے جائیں تو اب فرعون کی کیا خطا رہی جب اس نے اپنی قوم سے کہا انا ربکم الاعلیٰ افشین نے کہا میرے باپ دادا کا یہی دستور تھا اور اسلام لانے سے پہلے خود میرا یہی آئین تھا مسلمان ہونے کے بعد میں نے اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ اپنے کو ان کے سامنے فروتن کروں کیونکہ پھر وہ میرے قابو میں نہ رہتے۔ اسحٰق بن ابراہیم نے اس سے کہا حیدر! جب تم کو بھی وہی دعویٰ ہے جو فرعون کا تھا تو پھر کیوں تم ہمارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہو اور ہم کیوں تم کو مسلمان سمجھیں اور تمہاری قسم کو باور کریں۔ افشین نے کہا اے ابوالحسین اسی سورہ کو عجیف نے علی بن ہشام کے سامنے پڑھا تھا آج اسے تم مجھے سنا رہے ہو اب دیکھو کہ کل کون تم کو یہ سناتا ہے۔

اس کے بعد طبرستان کا رئیس مازیار آگے بڑھا افشین سے پوچھا گیا تم اسے جانتے ہو اس نے کہا نہیں مازیار سے پوچھا گیا تم اسے جانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے اب افشین کو بتایا گیا کہ یہ مازیار ہے افشین نے کہا ہاں اب میں نے اسے پہچانا' افشین سے سوال ہوا کیا تم نے اس سے خط و کتابت کی ہے اس نے کہا نہیں مازیار سے پوچھا گیا کیا اس نے تم کو خط لکھا تھا اس نے کہا ہاں افشین کے بھائی خاش نے میرے بھائی قوہیار کو یہ بات لکھی تھی کہ اس ہمارے دین بیضا کی مدد میرے' تمہارے اور بابک کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا تھا ہم میں سے بابک تو اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا حالانکہ میں نے کوشش کی تھی کہ وہ موت سے بچ سکے مگر اس کی حماقت نے نہ مانا اور آخر کار اسی وجہ سے مارا گیا اب اگر تم نے مخالفت کا اعلان کر دیا تو یہ ہمارے دشمن ضرور مجھے تمہارے مقابلہ پر بھیجیں گے میرے ساتھ نہایت جوانمرد اور شجاع شہسوار ہیں اگر میں تمہارے پاس چلا آیا تو اب یہاں یہ صرف تین قومیں ہم سے لڑنے کے لیے رہ جائیں گی عرب' مغربی اور ترک

عربوں کو میں کتے کے برابر سمجھتا ہوں ہڈی کا ٹکڑا ڈال کر ڈنڈے سے سر کچل دونگا۔ یہ مکھیاں یعنی مغربی ان کی کیا حقیقت ہے یہ ایک لقمہ ہیں۔ اب رہ گئے یہ شیاطین کے بچے ترک تو یہ صرف ایک گھڑی کے مرد ہیں جہاں ان کے تیر ختم ہوئے رسالہ کے ایک ہی حملہ میں ان کا بالکل صفایا سمجھو پھر ہمارے دین کو وہی عروج حاصل ہو جائے گا جو عجم کے عہد میں تھا۔

افشین نے کہا اس کا دعویٰ اس کے اپنے بھائی اور میرے بھائی پر ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر کیسے عائد ہو سکتی ہے اگر خود میں نے بھی یہ خط اسے اس غرض سے لکھا ہوتا کہ وہ میری طرف مائل ہو کر مجھ پر اعتماد کرنے لگے تو اس میں کوئی ہرج نہ تھا جبکہ میں نے اپنے زور بازو سے خلیفہ کی مدد کی تو میرے لیے یہ بات بالکل زیبا ہوتی کہ میں اپنے تدبر اور ہوشیاری سے اب بھی ان کی مدد کروں اس طرح میں اس کی گدی پکڑ کر اسے ان کی خدمت میں حاضر کر دیتا اور جس طرح عبداللہ بن طاہر نے اسے گرفتار کر کے خلیفہ کے ہاں اپنی بات بڑھائی ہے میں بھی اپنا رسوخ اور اثر بڑھاتا۔ اب مازیار کو ہٹا دیا گیا۔

جب افشین نے مرزبان النرکشی اور اسحٰق بن ابراہیم کو دنداں شکن جواب دیئے تو ابن ابی داؤد نے افشین کو ڈانٹا افشین نے اُس سے کہا اے ابو عبداللہ جب تم اپنا چوغا ہاتھ سے اٹھا کر اپنے شانے پر ڈالتے ہو تو ایک جماعت کو قتل کر دیتے ہو ابن ابی داؤد نے اس سے پوچھا تم مطہر ہو اس نے کہا نہیں بن ابی داؤد نے پوچھا اب تک تم نے یہ کیوں نہیں کیا حالانکہ اس سے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے اور اسی سے نجاست سے کامل طہارت حاصل ہوتی ہے افشین نے کہا کیا اسلام میں تقیہ جاری نہیں اس نے کہا ہاں ہے افشین نے کہا تو اس وجہ سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنے اس عضو کو اپنے بدن سے قطع کر دوں گا مر جاؤں گا اس نے کہا یوں تو تم نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے خوف سے کبھی لڑائی سے باز نہیں رہتے اور محض ایک زائد کھال کے کٹوا دینے سے اس قدر خائف ہو، افشین نے کہا جنگ ایک ضرورت ہے کہ جب مجھ پر

پڑ جاتی ہے مجھے لامحالہ لڑنا پڑتا ہے اور ختنہ ایسی بات ہے کہ اس کی تکلیف میں خود اپنے ہاتھوں لوں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی میری جان نکل جائیگی اور اس بات کا مجھے علم نہیں کہ اگر میں غیر مختون رہوں تو اسلام سے خارج ہو جاؤنگا۔

ابن ابی داؤد نے بغا الکبیر ابوموسیٰ الترکی کو آواز دی کہ بغا اب اس کا سارا حال تم پر منکشف ہو چکا ہے تم اسے سنبھالو بغا نے ہاتھ بڑھا کر افشین کا کمربند کھینچ لیا اس نے کہا میں آج سے پہلے سے تمھارے اس سلوک کا متوقع تھا بغا نے اس کی قبا کا دامن پلٹ کر اس کے سر پر ڈالا قبا کے دونوں حصوں کے ملنے کی جگہ سے اس کی گردن تھامی اور پھر باب الوزیری سے نکال کر اسے اس کے محبس میں لے آئے۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے حسن بن الافشین اور اترنجہ بنت اشناس کو گرفتار کر کے سامرا بھیجدیا۔

اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۶ ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال علی بن اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ نے جو صول اتگین کی جانب سے دمشق میں ناظم کوتوالی تھا اچانک رجاء ابن ابی الضحاک پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور پھر پاگل بن گیا۔ احمد بن ابی داؤد نے اس کی سفارش کی اور وہ جیل سے رہا کر دیا گیا حسن بن رجا سامرا کے راستے میں اسے حالت جنون میں دیکھا کرتا تھا۔

اس سال محمدؒ بن عبداللہ بن طاہر بن الحسین کا انتقال ہوا محمدؒ کے مکان میں معتصم نے اس کی نماز پڑھی۔
اس سال افشین مر گیا۔

افشین کی موت کا واقعہ

حمدون بن اسمعیل نے بیان کیا ہے کہ جب نئے پھل آئے معتصم نے فصل کے ان نئے پھلوں کو ایک طباق میں رکھ کر اپنے بیٹے ہارون الواثق سے کہا کہ تم خود ان کو افشین کے پاس لے کر جاؤ اور اسے دو، واثق ان پھلوں کو اٹھوا کر لُو لُو ہ لایا جہاں افشین قید تھا افشین نے طباق دیکھا اس میں پلم یا آلو بخارے میں سے کوئی ایک پھل موجود نہ تھا افشین نے واثق سے کہا کہ طباق تو بہت ہی عمدہ ہے مگر اس میں نہ آلو بخارا ہے اور نہ پلم واثق نے کہا میں اب جا کر وہ بھی بھیجدوں گا۔

افشین نے ان پھلوں میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگایا اور جب وہ جانے لگا افشین نے اس سے کہا کہ آپ میرے آقا کو میرا سلام کہیں اور عرض کریں کہ وہ اپنے ایک معتمد علیہ کو میرے پاس بھیجدیں تا کہ جو میں کہوں اسے وہ آپ کے گوش گزار کردے معتصم نے حمدون بن اسمعیل کو حکم دیا کہ تم اس کے پاس جاؤ' یہ حمدون بن اسمٰعیل متوکل کے عہد میں اسی افشین کے محبس میں سلیمان بن وہب کی نگرانی میں قید ہوا اور قید ہی کے زمانے میں اس نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے' حمدون نے بیان کیا کہ معتصم نے مجھے اس کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ وہ طول طویل گفتگو کرے گا تم زیادہ نہ ٹھیرنا۔ میں اس کے پاس آیا پھلوں کا طباق سامنے رکھا تھا ان میں سے اس نے اب تک کسی کو ہاتھ نہ لگایا تھا کھانا تو درکنار رہا مجھ سے کہا بیٹھو میں بیٹھ گیا اب اس نے خوشامدانہ طویل تقریر شروع کی میں نے کہا کلام کو طول نہ دو امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی ہے کہ

میں زیادہ دیر تک یہاں نہ ٹھیروں جو کہنا ہو مختصراً کہدو اس نے کہا امیرالمومنین سے کہو کہ آپ نے میرے اوپر بڑے احسانات کئے میری عزت افزائی کی اور مجھے تمام امراء پر مقدم کیا مگر پھر آپ نے میری شکایت میں جو باتیں آپ سے بیان کی گئیں ان کو بغیر تحقیق کئے اور خود سوچے سمجھے ہوئے کہ بھلا میں کیونکر ان کا ارتکاب کرسکتا تھا باور کر لیا آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے منکجور کو بغاوت پر اندرونی طور پر ابھارا آپ نے اسے باور کر لیا آپ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس سپہ سالار کو میں نے اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا اسے ہدایت کردی تھی کہ وہ منکجور سے جنگ نہ کرے اور کوئی بہانہ کردے اور یہ کہ اگر ہماری قوم کا کوئی شخص اس کے مقابل آجائے تو وہ اس کے سامنے بغیر لڑے ہوئے خود پسپا ہوجائے۔ آپ خود جنگ کا تجربہ رکھتے ہیں آپ لڑ چکے ہیں آپ نے فوجی قیادت اور سیاست کی ہے کیا کسی سپہ سالار کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی فوج سے یہ کہدے کہ دشمن کے مقابل آتے ہی تم یہ کرنا اور یہ کرنا اور وہ بات ایسی ہو جو کسی سپاہی کو بھی گوارا نہ ہو اور اگر یہ ممکن بھی ہوتا تب بھی اس الزام کو آپ کا میرے دشمن کی زبان سے سن کر جس کے سبب سے آپ خود واقف ہیں قبول کرنا زیبا نہ تھا آپ میرے مالک اور آقا ہیں میں آپ کا ادنیٰ غلام اور ساختہ پرداختہ ہوں میری اور آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گوسالہ پالا تھا اسے خوب کھلا کر موٹا کیا وہ بڑا ہوا اور اب اس کی حالت بہت عمدہ ہوگئی اس شخص کے دوست بھی تھے جو اس گوسالہ کے گوشت کو کھانا چاہتے تھے انھوں نے اس سے کہا کہ اسے ذبح کردو مگر اس شخص نے نہ مانا تب ان سب نے آپس میں سازش کرکے ایک دن اس شخص سے کہا کہ آپ اس شیر کو کیوں پال رہے ہیں یہ تو خونخوار درندہ ہے اور درندہ جب بڑا ہوجاتا ہے وہ پھر درندوں میں مل جاتا ہے اس شخص نے کہا یہ کیا کہتے ہو یہ تو گوسالہ ہے درندہ نہیں ہے انھوں نے کہا جناب والا یہ درندہ ہے آپ ہم میں سے جس سے چاہیں دریافت کرسکتے ہیں اور اس سے پہلے ہی انھوں نے آپس میں ساز باز کرلیا تھا کہ جس سے دریافت کیا جائے

وہ اس گوسالہ کو درندہ بتائے چنانچہ اس شخص نے اب جس سے پوچھا کہ دیکھو یہ کیسا خوبصورت گوسالہ ہے اس نے کہا آپ یہ کیا کہتے ہیں یہ تو درندہ ہے شیر ہے آخر کار اس شخص نے اسے ذبح کرا دیا میں وہی گوسالہ ہوں میں شیر کیوں کر ہو سکتا ہوں میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں میں آپ ہی کا ساختہ پرداختہ ہوں آپ میرے آقا اور مالک ہیں میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ کے قلب کو میرے لیے نرم کر دے۔

اس گفتگو کے بعد میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا وہ پھلوں کا طباق اسی طرح اس کے سامنے رکھا ہوا تھا اس میں سے کسی پھل کو بھی اس نے ہاتھ نہ لگایا تھوڑی ہی دیر کے بعد کسی نے کہا کہ وہ دم توڑ رہا ہے یا ختم ہو چکا ہے معتصم نے کہا کہ اسے اس کے بیٹے کو دکھا دو اسے قید خانے سے نکال کر اس کے بیٹے کے سامنے رکھا گیا اس نے اس کی داڑھی اور سر کے بال نوچ لیے پھر معتصم کے حکم سے اسے ایتاخ کے مکان پہنچا دیا گیا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے اس سے پہلے احمد بن ابی داؤد نے اس کو دیوان عام میں طلب کر کے پوچھا حیدر امیر المومنین کو اطلاع ملی ہے کہ تم ابتک غیر مختون ہو اس نے کہا جی ہاں اس سے ابو احمد بن ابی داؤد کا مقصد یہ تھا کہ اس کے خلاف ایک جرم ثابت کیا جائے اور توہین کی جائے اگر انکار کر کے اپنا ستر کھولے تو اس سے اس کی بے حیائی اور بے شرمی ظاہر ہو اور اگر اپنا ستر نہ کھولے تو یہ ثابت ہو جائے کہ وہ غیر مختون ہے افشین نے جواب دیا کہ ہاں میں غیر مختون ہوں اس روز دیوان عام میں تمام فوجی سردار اور عام لوگ جمع تھے یہ واقعہ واثق کے اس کے پاس پھل لے جانے اور میرے اس کے پاس جانے سے پہلے کا ہے۔

میں نے اپنی ملاقات کے وقت اس سے پوچھا کیا واقعی تم اب تک غیر مختون ہو جیسا کہ تم نے سب کے سامنے بیان کیا ہے اس نے کہا مجھے ایسی مشکل میں دیدہ و دانستہ ڈالا گیا تھا کہ اس کے اقرار کے سوا چارہ نہ تھا تمام

امرا اور عوام الناس جمع تھے ان کے سامنے مجھ سے یہ سوال ہوا مقصد یہ تھا کہ میری فضیحت ہو اگر میں کہتا کہ میں مختون ہوں تو میری بات مانی نہ جاتی اور کہا جاتا کہ ستر کھول کر بتاؤ اس طرح سب کے سامنے میری فضیحت ہوتی اس سے تو موت بہتر ہے کہ میں ایسے مجمع میں ننگا ہوتا البتہ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو تو میں برہنہ ہو کر بتا سکتا ہوں کہ میں مختون ہوں۔ مگر میں نے اس سے کہا کہ چونکہ میں تم کو صادق القول سمجھتا ہوں اس لیے میں نہیں چاہتا کہ تم ستر کھولو۔

اُس کی ملاقات سے واپس آکر حمدون نے اس کا پیام معتصم کو پہنچا دیا انھوں نے قدر قلیل کے سوا اس کا کھانا بند کرا دیا چنانچہ اب روزانہ صرف ایک روٹی اسے دی جاتی تھی اسی حالت میں وہ مرگیا مرنے کے بعد اسے ایتاخ کے گھر لے گئے وہاں سے اسے باہر لاکر باب العامہ پر سولی پر لٹکا دیا گیا تاکہ سب لوگ دیکھ لیں اس کے بعد مع سولی کی لکڑی کے باب العامہ پر اسے گرا دیا گیا اور اسے جلا کر اس کی راکھ دجلہ میں بہا دی گئی۔

معتصم نے جب افشین کو قید کر دیا انھوں نے ایک شب میں سلیمان بن وہب الکاتب کو اس لیے بھیجا کہ وہ افشین کے قصر میں جس قدر مال و متاع ہو اسے قلمبند کرلے افشین کا قصر مطیرہ میں تھا اس کے قصر میں انسان کی شکل کا ایک لکڑی کا بت ملا جس پر کثرت سے زیور اور جواہر لدے ہوئے تھے اس کے کانوں میں دو سفید پتھر جن پر سونا جڑا تھا آویزاں تھے سلیمان کے ہمراہیوں میں سے کسی ایک نے ان پتھروں کو جواہر سمجھ کرلے لیا چونکہ رات تھی اسے اس کی اصلیت معلوم نہ ہو سکی صبح کو جب اس نے اس پر سے سونے کا پرت اتارا تو اسے سیپ کی قسم کا ایک پتھر جسے جرون کہتے ہیں ملا یہ سیپ کی قسم بوق کا ایک پتھر تھا اس کے مکان سے بھیانک شکل کے پیکر، بت دوسری مورتیں اور لکڑی کے وہ کٹہرے جن کو اس نے بھاگنے کے لیے تیار کیا تھا برآمد ہوئے، وزیریہ میں اس کی کچھ ملک تھی وہاں سے بھی ایک دوسرا بت برآمد ہوا اس کی کتابوں میں مجوسیوں کی مذہبی کتاب زراوہ برآمد ہوئی نیز اور کئی کتابیں برآمد ہوئیں جن میں وہ عبادت کے طریقے اور منتر درج تھے جس سے

وہ اپنے دیوتا کی پوجا کرتا تھا۔ شعبان ۲۲۶ھ ہجری میں افشین کی موت واقع ہوئی۔
اس سال محمد بن داؤد نے اشناس کے حکم سے حج میں امارت کی اشناس خود اس سال حج کرنے گیا تھا معتصم نے اُسے ہر اُس شہر کا جہاں وہ جائے والی مقرر کیا تھا اس وجہ سے سامرا سے حرمین تک جتنی بستیوں سے وہ گزرا وہاں نماز میں منبر پر اس کے لیے دعا مانگی گئی کوفہ میں محمد بن عبدالرحمان بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے دعا مانگی۔ فید کے منبر پر ہارون بن محمد بن ابی خالد المروروذی نے اس کے لیے دعا مانگی۔ مدینہ کے منبر پر محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان نے اور مکہ کے منبر پر محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے دعا مانگی' اس تمام علاقہ میں امیر کہہ کر اسے سلام کیا گیا یہ ولایت اس کی سامرا کی واپسی تک تھی۔

۲۲۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابوحرب المبرقع الیمانی نے فلسطین میں خروج کر کے حکومت سے بغاوت کی۔

ابوحرب کی بغاوت

حکومت سے اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی عدم موجودگی میں ایک سپاہی نے اس کے گھر میں اترنا چاہا مکان میں اس وقت اس کی بیوی یا بہن تھی اس نے سپاہی کو منع کیا سپاہی نے عورت کے کوڑا مارا اس نے

اسے ہاتھ پر روکا اور اس طرح کوڑے کا نشان ہاتھ پر پڑ گیا جب ابو حرب مکان آیا عورت روئی اور اس نے اس حرکت کی شکایت کی اور وہ نشان دکھایا ابو حرب اپنی تلوار لے کر اس سپاہی کی طرف چلا وہ اس وقت گھوڑا دوڑا رہا تھا ابو حرب نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور بھاگ گیا نیز شناخت سے بچنے کے لیے اس نے اپنے چہرہ پر برقع ڈال لیا یہ بھاگ کر اردن کے ایک پہاڑ میں گھس گیا اگرچہ حکومت نے اس کی تلاش اور جستجو کی مگر اس کا پتہ نہ چلا اب اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ دن کے وقت وہ اسی پہاڑ پر نقاب ڈالے کسی نمایاں مقام میں بیٹھ جاتا کوئی شخص اسے دیکھ کر اگر اس کے پاس آتا یہ اسے پند و وعظ کرتا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا حکومت کی اپنی رعایا کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم کی شکایت کر کے ان کو بغاوت پر ابھارتا ایک مدت کی کوشش کے بعد اس نواح کے کچھ کاشتکار اور دیہاتی اس کے ساتھ ہو گئے اس نے اپنے اموی ہونے کا ادعا کیا تھا اس وجہ سے اسکے پیرو کہتے تھے کہ یہی وہ سفیانی ہے جب ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کے ساتھ ہو گئی تب اس نے اس نواح کے شرفا اور عمائد کو اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی یمانی سرداروں کی ایک جماعت اسکے ساتھ ہو گئی ان میں ایک شخص ابن بیہس تھا اس کا یمنیوں پر بڑا اثر اور اقتدار تھا دو شخص اور دمشق کے رہنے والے تھے' اس کی اطلاع معتصم کو ہوئی وہ اپنے مرض الموت میں مبتلا تھے انھوں نے رجاء بن ایوب الحضاری کو تقریباً ایک ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا اس کے پاس پہنچکر رجاء نے دیکھا کہ ایک خلقت اس کے ساتھ ہے اپنی قلت تعداد کو محسوس کر کے رجاء نے اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ وہ خود اس پر حملہ کرتا مگر وہ اس کے سامنے فروکش ہو گیا اور مقابلہ کو ٹالتا رہا جب زمینداروں اور کاشتکاروں کے لیے زراعت کی پہلی فصل آئی تو وہ سب کے سب ابو حرب کا ساتھ چھوڑ کر اپنی کاشت کرنے چلے گئے ابو حرب کے پاس اب تقریباً ایک ہزار یا دو ہزار آدمی رہ گئے اب موقع پا کر رجاء نے اس پر یورش کی اور دونوں فوجوں میں

لڑائی چھڑ گئی، مڈبھیڑ کے بعد رجاء نے مبرقع کی فوج کو غور سے جانچا اور پھر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا مجھے اس کی تمام فوج میں اس کے سوا اور کوئی بہادر نظر نہیں آتا میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود ہی اپنی فوج پر اپنی شجاعت کا سکہ بٹھانے کے لیے کچھ مردانگی دکھائے گا لہٰذا تم لوگ تھوڑی دیر ذرا چپ چاپ رہو اور عجلت کر کے اس پر حملہ نہ کرو۔

رجاء کے خیال کے مطابق اب خود ابوحرب نے اس کی فوج پر بڑھ کر حملہ کیا رجاء نے اپنی فوج سے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ وہ ہٹ گئے وہ ان کو چیرتا ہوا آگے نکل گیا جب اس نے واپسی میں پھر یورش کی تو رجاء نے پھر اپنی فوج سے کہا کہ اسے نہ روکو راستہ دیدو چنانچہ وہ ان سے گزر کر اپنی فوج میں چلا گیا رجاء نے پھر تاخیر کی اور اپنی فوج سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ دوبارہ تم پر حملہ کرے گا جب سامنے آئے ہٹ جانا اور جب واپس جانے لگے تو راستہ روک لینا اور پکڑ لینا مبرقع نے اس مرتبہ پھر حملہ کیا رجاء کی فوج سامنے سے ہٹ گئی وہ ان سے گزر کر آگے نکل گیا اور واپسی میں حملہ آور ہوا اس مرتبہ رجا کی فوج نے ہر طرف سے اسے گھیر کر پکڑ لیا اور گھوڑے سے اتار لیا۔

جب رجاء نے مبرقع سے آتے ہی جنگ شروع نہ کی اور وہ وقت ٹالنے کے لیے اس کے مقابل فروکش ہوا تو اس وقت معتصم نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے جنگ پر آمادہ کرے مگر رجاء نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اسے اپنے پاس قید کر دیا البتہ جب اسے ابوحرب کے مقابلہ میں کامیابی ہو گئی جس کو ہم بیان کر چکے ہیں تب اس نے معتصم کے فرستادے کو رہائی دی۔

رجاء ابوحرب کو لے کر معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا معتصم نے اسے اس سلوک پر جو اس نے ان کے قاصد کے ساتھ کیا تھا ملامت کی رجاء نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار آپ نے مجھے ایک ہزار فوج کے ساتھ ایک لاکھ کے مقابلہ پر بھیجا تھا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس حالت میں دشمن سے

جنگ چھیڑوں ورنہ میں بھی ہلاک ہو جاتا اور میری فوج بھی ہلاک ہوتی اور اس سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہوتا میں نے ارادتاً تاخیر کی جب اس کے ساتھیوں کی تعداد کم ہو گئی تب مجھے اس سے لڑنے کا موقع اور محل نظر آیا میں نے اس پر یورش کی اب اس کی طاقت کمزور ہو چکی تھی اور مجھے قوت حاصل تھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں اسے اسیر کر کے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔

اس واقعہ کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ۲۲۶ھ میں فلسطین یا رملہ میں خروج کیا تھا لوگوں نے کہا یہ ہی سفیانی ہے پچاس ہزار یمنی اور دوسرے قبائل اس کے ساتھ ہو گئے تھے ابن بیہس اور دو اور دمشقیوں نے بھی اس کا ساتھ دیا معتصم نے رجاء الحضاری کو ایک بڑی زبردست فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا اس نے دمشق میں ان پر حملہ کیا ابن بیہس اور اس کے دونوں دوستوں کے پانچ ہزار آدمی جنگ میں کام آگئے ابن بیہس پکڑ لیا گیا اس کے دونوں ساتھی مارے گئے اس کے بعد رجاء نے رملہ میں ابو حرب پر حملہ کیا اس کے تقریباً بیس ہزار آدمی قتل کر دیئے اور ابو حرب کو پکڑ کر سامرا لے آیا ابن بیہس جیل میں قید کر دیا گیا۔

اس سال جعفر بن مہرجش الکردی نے بغاوت کی معتصم نے ماہ محرم میں ایتاخ کو اس کی سرکوبی کے لیے موصل کے پہاڑوں کو بھیجا مگر خود جعفر کے ایک آدمی نے اچانک اسے قتل کر دیا۔

اس سال ماہ ربیع الاول میں بشر بن حارث الحافی نے انتقال کیا ان کا اصل وطن مرو تھا۔

اس سال ۱۸ ربیع الاوّل جمعرات کے دن دو گھڑی دن چڑھے معتصم کا انتقال ہو گیا۔

معتصم کا مرض الموت، عمر اور سیرت

یکم محرم کو انھوں نے سینگیاں لی تھیں اسی وقت وہ بیمار پڑ گئے،

زنام فن موسیقی کے ماہر نے بیان کیا کہ اسی علالت کے اثنا میں جس میں ان کا انتقال ہوا ایک دن معتصم کی طبیعت ذرا سنبھلی انھوں نے حکم دیا کہ زلال تیار کی جائے ہم کل اس میں سوار ہوں گے وہ اس میں بیٹھے میں بھی ان کے ساتھ ہوا ہم دجلہ میں سیر کرتے ہوئے ان کے محلات کے سامنے سے گزرنے لگے مجھ سے فرمایا کہ یہ اشعار باجے میں ادا کرو:-

یا منزلاً لم تبل الطلاله ؛ حاشی لاطلالک ان تبلی

اے فرود گاہ جس کے بلند پائے اب تک پرانے نہیں ہوئے اور خدا کرے کہ کبھی وہ ایسے نہ ہوں۔

لم ابک اطلالک لکننی ؛ بکیت عیشی فیک اذ ولیٰ

میں نے تیرے بلند ٹیلوں پر گریہ نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے اس عیش پر نوحہ کیا ہے جس کا لطف میں نے تجھ میں اٹھایا ہے اور چونکہ اب وہ گزر گیا۔

والعیش اولی ما بکاہ الفتی ؛ لا بد للمحزون ان یسلیٰ۔

ایک شریف کو حرف عیش گزشتہ ہی پر رونا زیبا ہے، مگر اس سے کیا محزون کو صبر کے سوا چارہ نہیں۔

میں ان کو بجاتا رہا انھوں نے ایک رطلیہ صراحی منگوائی اس میں سے ایک پیالہ نوش کیا میں اب تک برابر وہی گت بجاتا رہا اور بار بار اسے ادا کرتا رہا انھوں نے رومال اٹھایا جو سامنے رکھا تھا اب وہ زار و قطار رو رہے تھے اور رومال سے آنسو پوچھتے جاتے تھے اسی حالت میں وہ اپنے مکان پلٹ آئے اور اس صراحی کو پورا نہ پی سکے۔

علی بن الجعد کہتا ہے کہ جب معتصم پر عالم احتضار طاری ہوا کہنے لگے اب کوئی حیلہ دفعیہ کا نہیں رہا یہ کہتے کہتے خاموش ہوگئے۔ اس راوی کے علاوہ دوسرے صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت وہ کہہ رہے تھے کہ اس

سب خلقت میں سے بھی کو لے لیا گیا۔ خود معتصم سے یہ بات مروی ہے کہ آخر وقت میں انھوں نے کہا اگر میں جانتا کہ میری عمر اس قدر کم ہے تو کبھی میں یہ اور یہ نہ کرتا۔ مرنے کے بعد سامرا میں دفن کئے گئے آٹھ سال آٹھ ماہ دو دن مدت خلافت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شعبان سنہ ۱۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سنہ ۱۷۹ ہجری میں پیدا ہوئے تھے پہلے بیان کے مطابق ان کی عمر ۴۶ سال ۵ ماہ اور ۱۸ دن ہوئی دوسرے بیان کے مطابق ان کی عمر ۴۷ سال ۲ ماہ اٹھارہ دن ہوئی۔ ان کا رنگ گورا مائل بہ سرخی تھا، سرخ داڑھی تھی اور طویل تھی نیچے سے چھوڑ رکھی تھی۔ خوبصورت آنکھیں تھیں خلد میں پیدا ہوئے تھے۔

ایک راوی کہتا ہے کہ وہ سنہ ۱۸۰ ہجری میں آٹھویں مہینے پیدا ہوئے تھے وہ خلفائے عباسیہ میں آٹھویں تھے اور عباسؓ کی آٹھویں پشت میں تھے اڑتالیس سال عمر ہوئی، آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں بعد میں چھوڑیں اور آٹھ سال آٹھ ماہ خلیفہ رہے۔

محمد بن عبدالملک الزیات اور مروان بن ابی الجنوب ابن ابی حفصہ نے انکے مرثیے لکھے۔

معتصم کے اخلاق و سیرت کا بیان

ایک مرتبہ ابن ابی داؤد نے معتصم باللہ کا ذکر شروع کیا پھر دیر تک ان کا ذکر کرتا رہا ان کی بہت تعریف و توصیف کی ان کی وسعت اخلاق شرافت طینت، خوبی مزاج، تواضع اور مروت کی تعریف کی اور کہا کہ جب ہم عموریہ میں تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا اے ابو عبداللہ گدرے کھجور کو تم کیسا سمجھتے ہو میں نے کہا امیر المومنین ہم رومی علاقے میں ہیں اور نیم پختہ کھجور عراق میں ہیں یہاں کہاں میسر آسکتے ہیں فرمانے لگے ہاں ٹھیک کہتے ہو

میں نے مدینۃ السلام آدمی بھیجے تھے وہ دو ٹوکریاں کھجوروں کی لائے ہیں اور میں یہ جانتا تھا کہ تم ان کو بہت شوق سے کھاتے ہو ایتاخ ان میں سے ایک ٹوکری لا۔ ایتاخ ٹوکری لے آیا انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے اس میں سے کھجوریں نکالے اور مجھ سے کہا تم کو میری زندگی کی قسم ہے تم ان کو میرے ہی ہاتھ سے کھاؤ میں نے کہا میں آپ پر نثار آپ ان کو رکھ دیں میں جب جی چاہے گا کھاؤں گا کہنے لگے یہ نہ ہوگا تم کو میرے ہاتھ سے کھانا پڑے گا چنانچہ اب وہ برابر کلائی تک ہاتھ کھولے ہتھیلی پھیلائے رہے میں اس میں کھجوریں لے کر کھاتا رہا اور جب اس میں کوئی کھجور باقی نہ رہا تب انھوں نے ہاتھ اٹھایا۔ جب وہ سفر کرتے ہیں اکثر ان کے ساتھ سواری میں دوسری جانب سوار ہوتا ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اپنے کسی مولیٰ یا خاص بے تکلف کو اپنا شریک بنالیں تو مناسب ہو اس طرح کبھی آپ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں اور کبھی مجھ سے اس سے آپ کا دل بھی خوش ہوگا آپ مسرور رہوں گے اور آپ کو زیادہ آرام ملے گا کہنے لگے سیما الدمشقی آج میرے ساتھ سواری میں شریک ہوگا تمھارے ساتھ کون بیٹھے گا میں نے کہا حسن بن یونس کہنے لگے مناسب ہے'

میں نے حسن کو بلایا اور وہ میرے ساتھ سواری میں بیٹھ گیا اس روز معتصم خچر پر سوار ہوئے اور تنہا ہی بیٹھے اب وہ میرے اونٹ کی چال سے چلنے لگے جب مجھ سے وہ کوئی بات کرنا چاہتے تو اپنا سر میری طرف اٹھائے اور میں ان سے باتیں کرنا چاہتا تو اپنے سر کو جھکا دیتا اسی طرح ہم ایک ندی پر آئے جس کی گہرائی سے ہم واقف نہ تھے فوج کو ہم نے پیچھے چھوڑ دیا تھا معتصم نے مجھ سے کہا اپنی جگہ ٹھیر جاؤ میں آگے جاتا ہوں اور پہلے پانی کا عمق دریافت کرتا ہوں تم میرے پیچھے آنا وہ بڑھ کر ندی میں گھسے اور ایسے مقام کو تلاش کرنے لگے جہاں پانی کم ہو کبھی وہ اپنے داہنی جانب مڑتے کبھی بائیں اور کبھی سامنے چلتے میں ان کے پیچھے پیچھے تھا اسی طرح ہم نے اس ندی کو عبور کیا۔

میں نے ان سے اہل شاش کے لیے بیس لاکھ درہم لیے تاکہ اس نہر کو پھر کھدوا دوں جو ابتدائے عہد اسلام میں پٹ گئی تھی اور اس کی خرابی سے ان کو تکلیف تھی مجھ سے کہنے لگے اے ابو عبد اللہ تم کو کیا ہو گیا ہے تم اہل شاش اور فرغانہ کے لیئے میرا مال لے رہے ہو میں نے کہا امیر المومنین وہ آپ کی رعایا ہیں اور امام کی نظر عطوفت میں دور اور قریب سب یکساں ہیں۔

ابن ابی داؤد کے علاوہ ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ جب معتصم کو غصہ آتا تھا اس وقت ان کو بالکل خیال نہ رہتا تھا کہ کس کو انھوں نے قتل کیا یا کیا کام کر گزرے۔

فضل بن مروان کہتا ہے کہ عمارت کی آرایش اور زیبایش سے ان کو دلچسپی نہ تھی وہ استحکام چاہتے تھے کسی بات میں وہ اس قدر بے دریغ روپیہ صرف نہ کرتے تھے جس قدر کہ لڑائی میں خرچ کر ڈالتے تھے۔

ابو الحسین اسحٰق بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ایک دن امیر المومنین معتصم نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا اس وقت وہ ایک کام کی ہوئی صدری پہنے تھے سونے کا پٹکہ لگائے تھے اور سرخ جوتا پہنے تھے مجھ سے کہا اسحٰق میں تمھارے ساتھ چوگان کھیلنا چاہتا ہوں مگر میری زندگی کی قسم ہے تم کو بھی ایسا ہی لباس جیسا کہ میں پہنے ہوں پہننا پڑے گا میں نے اس کے پہننے سے معافی مانگی مگر انھوں نے نہ مانا میں نے ان کا سا لباس پہن لیا ایک گھوڑا جس پہ سونے کا زین اور سامان تھا ان کے لیے لایا گیا وہ سوار ہوئے اب ہم دونوں میدان میں کھیلنے آئے۔ تھوڑی دیر کھیلنے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا میں تم کو کسلمند پاتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ لباس تم کو پسند نہیں میں نے کہا جی ہاں واقعہ تو یہی ہے یہ سن کر وہ اتر پڑے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ساتھ لیے ہوئے حمام کے حجرے میں آئے مجھ سے کہا اسحٰق میرے کپڑے اتارو میں نے کپڑے اتارے وہ برہنہ ہو گئے پھر مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں نے اس کی بجا آوری کی اب ہم دونوں حمام میں داخل ہوئے ہمارے ساتھ کوئی غلام بھی نہ تھا میں نے ان کا بدن ملا اور پھر انھوں نے اسی طرح میرا بدن ملا

اگرچہ میں برابر یہ کہتا رہا کہ آپ ایسا نہ کریں مگر انھوں نے نہ مانا حمام سے نکلے تو میں نے ان کے کپڑے ان کو دیئے اور خود اپنے کپڑے پہن لیے اب پھر انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور چلے اسی طرح ہم ان کے ایوان میں آئے مجھ سے کہا اسحق مصلیٰ اور دو تکیے لادو میں نے لا دیئے وہ تکیے رکھ کر لیٹ گئے پھر مجھ سے کہا ایک مصلیٰ اور دو تکیے اور لاؤ میں لے آیا مجھ سے کہا تکیے رکھ کر میرے برابر تم بھی سو جاؤ میں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا میں ان کے پاس بیٹھ گیا ایتاخ الترکی اور اشناس آئے معتصم نے ان سے کہا اس وقت یہاں سے جاؤ میں آواز دوں آجانا اس کے بعد مجھ سے کہا اسحق میرے دل میں ایک بات ہے میں عرصے سے اس پر غور و فکر کر رہا ہوں آج میں نے تم کو خوابگاہ میں اسی لیے بلایا ہے کہ تم سے وہ بات کہدوں میں نے کہا شوق سے ارشاد فرمائیے میں آپ کا ادنیٰ غلام اور غلام زادہ ہوں انھوں نے کہا میں نے اپنے بھائی مامون کی حالت پر غور کیا انھوں نے جن چار آدمیوں کو خاص طور پر اپنا بنایا تھا وہ اپنی وفاداری میں پورے اترے میں نے بھی چار آدمیوں کو اپنا بنایا مگر ان میں سے ایک بھی کارآمد ثابت نہ ہوا میں نے پوچھا کہ آپ کے بھائی نے کن آدمیوں کو اپنا بنایا تھا کہنے لگے طاہر بن الحسین جیسے تم دیکھ چکے ہو اور جس کے حالات سن چکے ہو عبداللہ بن طاہر وہ ایسا شخص ہے جس کی نظیر نہیں تیسرے تم خود بخدا سلطان کو تمھارا مثل نہیں مل سکتا اور تمھارے بھائی محمد بن ابراہیم جس کی نظیر نہیں اس کے مقابلہ میں میں نے افشین کو اپنا بنایا تم کو اس کا انجام معلوم ہے' اشناس وہ نہایت نکما اور بزدل ہے ایتاخ وہ کچھ نہیں اور وصیف وہ بھی ناکارہ ہے میں نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار اگر آپ خفا نہ ہوں تو عرض کروں انھوں نے کہا کہو میں نے کہا امیر المومنین آپ کے بھائی نے اصول کو دیکھا اس سے کام لیا اس کا پھل اچھا ملا آپ نے محض فروع سے کام لیا' چونکہ ان کی اصل اچھی نہ تھی اس لیے وہ بار آور نہ ہو سکے' کہنے لگے اسحق اس تمام مدت میں جو تکلیف اس خیال سے مجھے ہوئی ہے وہ بخدا تمھارے اس جواب سے

میرے لیے سہل تھی۔

اسحٰق بن ابراہیم الموصلی نے بیان کیا کہ ایک دن میں امیر المومنین معتصم باللہ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک جوان باندی جسے وہ بہت چاہتے تھے ان کے پاس تھی اور گانا سنا رہی تھی میں جب سلام کرکے اپنی جگہ بیٹھ گیا تو اس سے کہا جو پہلے گا رہی تھی پھر سنا وہ گانے لگی مجھ سے کہا اسحٰق اس کا گانا پسند آیا میں نے کہا امیر المومنین کیوں نہیں اس کی تانیں اور گٹکری نہایت عمدہ ہیں وہ ایک سے دوسری راگنی کی طرف ترقی کرتی ہے اس کی آواز کے نکرے مروارید کے ہار سے جو خوبصورت سینے پر پڑا ہو زیادہ خوبصورت اور دلفریب ہیں کہنے لگے اسحٰق تمھاری یہ تعریف اس سے اور اس کے گانے سے کہیں بہتر ہے پھر اپنے بیٹے ہارون سے کہا اس کلام کو غور سے سن لو۔

اسحٰق بن ابراہیم الموصلی نے بیان کیا کہ میں نے معتصم سے ایک بات کے متعلق کچھ کہا تھا انھوں نے مجھ سے کہا اسحٰق جب انسان پر خواہش غالب ہوتی ہے اس کی عقل معطل ہو جاتی ہے' میں نے عرض کیا امیر المومنین میں چاہتا تھا کہ کاش میری جوانی ہوتی تو میں آپ کی وہ خدمت کر سکتا جو میں چاہتا ہوں کہنے لگے تم اب بھی اپنی کوشش سے میری خدمت کرتے ہو لہٰذا تمھاری جوانی اور پیری میں کچھ فرق نہیں۔

ابو حسان نے بیان کیا ہے کہ ابو اسحٰق المعتصم کی ماں ماردہ نام کوفے کی پیدائش تھی۔

فضل بن مروان نے بیان کیا ہے کہ ان کی ماں ماردہ سغدیہ تھی اس کے باپ نے جس کا نام غالباً بندنجین تھا سواد میں نشوونما پائی تھی ان کے علاوہ ماردہ سے رشید کی اور بھی اولاد تھی ابو اسمٰعیل اور ام حبیب اور دو اور تھیں جن کے نام معلوم نہیں۔

ابن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے میرے ہاتھوں اور میرے ذریعے سے صدقے اور صلے میں ایک کروڑ درہم خرچ کیے

ابو جعفر ہارون الواثق کی خلافت

معتصم کے انتقال کے دن یعنی چہار شنبہ ۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ ہجری ان کے بیٹے ہارون الواثق بن محمد المعتصم کی بیعت خلافت ہوئی ابو جعفر ان کی کنیت تھی، ان کی ماں ایک رومی ام ولد قراطیس نام تھی۔

اس سال توفیل بادشاہ روم مرگیا بارہ سال اس نے حکومت کی تھی، اس کے بعد چونکہ اس کا لڑکا میخائیل بالکل بچہ تھا اس کی بیوی تدورہ روما کی ملکہ بنی۔

اس سال جعفر بن المعتصم کی امارت میں حج ہوا واثق کی ماں بھی حج کے لیے اس کے ہمراہ تھی مگر ۴ ذی القعدہ کو حیرہ میں اس کا انتقال ہوگیا اور وہ کوفے میں داؤد بن عیسیٰ کے محل میں دفن کردی گئی۔

۲۲۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے رمضان میں واثق نے اشناس کی یہ عزت افزائی کی کہ اسے سامنے بٹھا کر دو ہار جواہر کے پہنائے۔

اس سال ابوالحسن المدائنی کا اسحٰق بن ابراہیم الموصلی کے گھر میں انتقال ہوا نیز اس سال مشہور شاعر حبیب بن اوس ابو تمام الطائی کا انتقال ہوا۔ اس سال عبداللہ بن طاہر نے حج کیا اس سال مکہ کے راستے میں

اشیائے خوراک کا نرخ بہت گراں ہو گیا ایک رطل روٹی ایک درہم میں اور پانی کی ایک مشک چالیس درہم میں ملنے لگی عرفات میں پہلے نہایت شدید گرمی ہوئی جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی اسی گھڑی پھر شدید بارش اور ژالہ باری سے حاجیوں کو سخت مصیبت اٹھانا پڑی' قربانی کے دن منیٰ میں اس قدر شدید بارش ہوئی کہ اس کی نظیر نہ تھی' جمرہ عقبہ میں پہاڑ کے ایک ٹکڑے کے گر جانے سے کئی حاجی ہلاک ہو گئے' اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال واثق نے اپنے اہلکاروں کو قید کر دیا اور ان کے ذمے بہت سا روپیہ عائد کیا' انھوں نے احمد بن اسرائیل کو اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ فوج خاصہ کے سردار کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اسے روزانہ دس کوڑے لگائے جائیں چنانچہ تقریباً ایک ہزار کوڑے مارے گئے تو اس نے اسی ہزار دینار ادا کئے' سلیمان بن وہب ایتاخ کے میر منشی سے چار لاکھ دینار وصول کئے گئے حسن بن وہب سے چودہ ہزار دینار' احمد بن الخصیب اور اس کے ماتحت اہلکاروں سے دس لاکھ دینار۔ ابراہیم بن رباح اور اس کے تحت منشیوں سے ایک لاکھ دینار' نجاح سے ساٹھ ہزار دینار اور ابوالوزیر سے سمجھوتہ کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار وصول کئے گئے عاملوں سے ان کی خدمت کے نذرانے میں جو وصول کیا گیا وہ ان رقموں کے علاوہ تھا' محمد بن عبدالملک نے ابن ابی داؤد اور دوسرے تمام نظام فوجداری سے

عداوت ٹھان لی ان کی تحقیقات ہوئی اور وہ قید کیے گئے اسحٰق بن ابراہیم کو ان کے حالات کی تحقیقات کے لیے عدالت عام میں اجلاس کا حکم ہوا اس نے ان کی تحقیقات کی ان کو سب کے سامنے ملزم کی حیثیت سے کھڑا کیا اور اس طرح ان کو ہر طرح کی تکلیف اور ذلت اٹھانا پڑی۔

ان اسباب کا ذکر جن کی وجہ سے اس سال واثق نے اپنے اہل قلم سے یہ سلوک کیا

عزون بن عبدالعزیز الانصاری نے بیان کیا کہ اس سال ہم ایک شب میں واثق کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے خود ہی کہا آج مجھے نبیذ کی خواہش نہیں ہے مگر آؤ آج ہم باتیں کریں وہ ایوان ہارونی کے بیچ کے دالان میں اس پہلی بنی ہوئی عمارت میں جسے ابراہیم بن رباح نے بنوایا تھا بیٹھ گئے۔ اس دالان کی ایک شق میں ایک سربفلک سفید گنبد تھا جو سوائے ایک گز کے جس میں نظر گھوم سکتی تھی بالکل انڈا معلوم ہوتا تھا اس کے وسط میں منقش ساگوان جس پر لاجوردی اور سنہرا کام تھا لگا ہوا تھا اسے قبۂ منطقہ کہتے تھے اور اسی مناسبت سے اس دالان کو قبۂ منطقہ والا دالان کہتے تھے۔

ہم تمام رات بیٹھے باتیں کرتے رہے واثق نے کہا تم میں سے کون اس سبب سے واقف ہے جس کی وجہ سے میرے دادا رشید نے برامکہ کا خاتمہ کیا۔ میں نے کہا میں اس کا پورا قصہ بیان کرتا ہوں رشید کو معلوم ہوا کہ عون درزی کی ایک بہت عمدہ جاریہ ہے رشید نے اسے بلا بھیجا اور اسے بغور دیکھا اس کا حسن و جمال عقل و تمیز ان کو پسند آئی انھوں نے عون سے اس کی قیمت دریافت کی اس نے کہا امیر المومنین میں نے جو قیمت اس کی مشخص کی ہے اسے سب جانتے ہیں میں نے قسم کھائی ہے کہ ایک لاکھ دینار سے

ایک پیسہ کم نہ لوں گا ورنہ میرے تمام مملوک اور یہ آزاد ہے اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہوگا اس کے لیے میں نے ایسی قسم کھائی ہے کہ اس سے مجال مفر نہیں اور اس پر میں نے صادق القول اور نیک کرداروں کو شاہد کیا ہے تاکہ میں کسی طرح اس عہد کی خلاف ورزی نہ کرسکوں۔ لہٰذا اب میرے پاس کوئی حیلہ اس قسم کی خلاف ورزی کرنے کا نہیں ہے یہ اس کی قیمت ہے۔ ہارون نے کہا اچھا ہم نے ایک لاکھ دینار میں لے خرید لیا اس کے بعد انھوں نے یحییٰ بن خالد کو اس واقعہ کی اطلاع بھیجی اور حکم دیا کہ ایک لاکھ دینار بھیجدو۔ یحییٰ نے سن کر کہا یہ برائی کی ابتدا ہے اگر وہ صرف ایک جاریہ کی قیمت ادا کرنے کے لیے ایک لاکھ درہم طلب کرتے ہیں تو آئندہ اسی طرح اور مانگتے رہیں گے' اس خیال سے اس نے رشید کو اطلاع دی کہ اس قدر ممکن نہیں رشید اس پر برہم ہوگئے اور کہنے لگے کیا میرے خزانے میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں ہیں انھوں نے دوبارہ یحییٰ سے اس رقم کی ادائی کا مطالبہ کیا اور کہا جس طرح ممکن ہو بھیجدی جائے یحییٰ نے اپنے ماتحت اہلکاروں سے کہا کہ اس رقم کو درہموں کی شکل میں لیکے پاس لے جاؤ تاکہ اسے دیکھ کر ان کو معلوم ہو کہ ایک لاکھ دینار کیا ہوتے ہیں اور شاید وہ اتنی بڑی رقم کو دیکھ کر اس جاریہ کو پلٹا دیں اور نہ خریدیں' چنانچہ اب اس نے ایک لاکھ دینار کے درہم ان کو بھیجے اور کہا کہ یہ لاکھ دینار کی قیمت ہے اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ اس روپیہ کو اس دالان میں رکھا جائے جہاں سے وہ نماز ظہر کے لیے وضو کرنے گزریں گے تاکہ خود دیکھ لیں۔

رشید ظہر کے وقت برآمد ہوئے تو ان کو تھیلیوں کے پہاڑ نظر آئے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ اس جاریہ کی قیمت ہے چونکہ دینار موجود نہ تھے اس لیے ان کی قیمت کے درہم حاضر ہیں رشید کو وہ رقم بہت کثیر معلوم ہوئی انھوں نے اپنے ایک خادم کو آواز دی اور کہا کہ اس رقم کو لے کر میرے لیے ایک خاص توشہ خانہ بناؤ تاکہ جس قدر رقم میں چاہوں وہاں رکھ سکوں اور اس کا نام انھوں نے بیت مال العروس

رکھا اور حکم دیا کہ وہ جاریہ عون کو واپس کر دی جائے' اب انھوں نے روپیہ کی تفتیش شروع کی معلوم ہوا کہ تمام سرکاری روپیہ کو برامکہ برباد کر چکے ہیں انھوں نے برامکہ کی جانب سے بے رخی شروع کی اور ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگے برامکہ کے علاوہ وہ اپنے دوسرے مصاحبین اور ادبا کو اپنے پاس بلا کر ان سے باتیں کرتے اور انھیں کے ہمراہ رات کا کھانا کھاتے ان لوگوں میں ایک ایسا شخص تھا جو ادیب مشہور تھا اور اپنی کنیت ابوالعود سے معروف تھا دوسرے درباریوں کے ساتھ ایک رات وہ بھی حاضر ہوا اس کی گفتگو رشید کو بہت پسند آئی انھوں نے اپنے ایک خدمت گار کو حکم دیا کہ تم صبح کو یحییٰ بن خالد کے پاس جا کر ہماری طرف سے کہنا کہ ابوالعود کو تیس ہزار درہم دیئے جائیں خدمتگار نے یحییٰ سے کہدیا اس نے ابوالعود سے کہا کہ میں تم کو دوں گا مگر آج کچھ نہیں ہے روپیہ آجائے تو انشاء اللہ تم کو دوں گا۔ اس کے بعد یحییٰ اس سے وعدے کر کے ٹالتا رہا اسی طرح ایک مدت گزر گئی اب ابوالعود کے دل میں برامکہ کی عداوت پیدا ہوئی اور وہ ایسے موقع کی تلاش میں لگ گیا کہ جب وہ رشید کو ان کے خلاف برہم کرے اس سے پہلے ہی لوگوں میں اس بات کی شہرت ہو چکی تھی کہ رشید برامکہ کو اچھا نہیں سمجھتے ابوالعود ایک رات ان کی خدمت میں حاضر ہوا باتیں ہونے لگیں سلسلہ کلام کو وہ اپنی چال سے عمرو بن ابی ربیعہ کے ان اشعار پر لے آیا جو اس نے ان کو سنا دیئے۔

وعدت هندٌ وما كانت تعدْ ❊ ليت هنداً انجزتنا ما تعدْ

واستبدت مرةً واحدةً ❊ انما العاجز من لا يستبدْ

ترجمہ:- ہند نے وعدہ کر لیا حالانکہ وہ کسی سے وعدہ نہیں کرتی کاش وہ اس وعدہ کو ہمارے لیے ایفا کرے اور صرف ایک مرتبہ اس نے اپنی رائے پر اصرار کیا اور جو شخص اپنی رائے پر عمل نہیں کرا سکتا عاجز ہوا کرتا ہے رشید نے کہا ہاں عاجز ہی اپنی رائے پر عمل نہیں کرا سکتا۔ جلسہ برخواست ہو گیا

یحییٰ نے رشید کے خدمتگاروں میں سے ایک خدمتگار کو دربار کی خبریں پہنچانے کے لیے متعین کیا تھا صبح کو یحییٰ رشید کے پاس آیا رشید نے کہا کل شب حاضرین میں سے ایک صاحب نے مجھے بعض شعر سنائے میرا ارادہ ہوا تھا کہ اسی وقت تم کو کہلا بھیجوں مگر پھر میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تم کو دق کروں اب وہ شعر سنو یحییٰ نے کہا کیا خوب کہا ہے مگر وہ اپنے دل میں سمجھ گیا کہ ان اشعار سے کیا مراد ہے گھر آکر اس نے اپنے مخبر خدمتگار کو بلایا اور پوچھا کہ یہ شعر کس نے پڑھے تھے اس نے کہا ابوالعود نے یحییٰ نے اسے بلایا اور کہا کہ آپ کے روپیہ کی ادائی میں بے شک ہم نے دیر کی مگر اب روپیہ آگیا ہے پھر اپنے ایک خادم سے کہا کہ ان کو تیس ہزار درہم تو امیر المومنین کے خزانے سے دو اور بیس ہزار میری طرف سے اس تاخیر کے معاوضہ میں دو جو ان کی رقم کی ادائی میں ہم نے کی ہے نیز فضل اور جعفر سے جا کر کہو کہ یہ شخص احسان کا مستحق ہے امیر المومنین نے ان کو روپیہ دلوایا تھا میں نے دینے میں تاخیر کی اب روپیہ آیا تو میں نے نہ صرف امیر المومنین کا عطیہ بیباق کیا بلکہ اپنے پاس سے بھی صلہ دیا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بھی ان کو صلہ دو انھوں نے پوچھا یحییٰ نے کیا دیا ہے اس نے وہ رقم بتائی جو یحییٰ نے دی تھی ان دونوں نے بھی بیس بیس ہزار درہم اسے دئے یہ اس سب روپیہ کو اپنے گھر لے آیا۔

رشید نے ان کی گرفت میں پوری کوشش کی اور ایک دم سب کو گرفتار کر لیا ان کا تمام اقتدار اور اقبال ختم ہو گیا رشید نے جعفر کو قتل کر دیا اور جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

قصہ سن کر واثق کہنے لگے کہ میرے دادا سچے ہیں بے شک جو شخص اپنی رائے پر عمل نہ کرا سکتا ہو وہ عاجز ہے اس کے بعد وہ خیانت کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خائن اس سزا کے مستحق ہوتے ہیں عزون کہتا ہے کہ اسی وقت میرے دل میں یہ بات جم گئی تھی کہ یہ بہت جلد اپنے کاتبوں کے خلاف سخت کارروائی کریں گے چنانچہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ انھوں نے

ان سب کو پکڑ لیا ابراہیم بن ریاح، سلیمان بن وہب، ابوالوزیر، احمد بن الخصیب اور ان کی ساری جماعت گرفتار کر لی گئی۔

واثق نے ایتاخ کے کاتب سلیمان بن وہب کو گرفتار کر کے اس پر دو لاکھ درہم یا دینار کا مطالبہ عائد کیا اسے قید کر دیا گیا اور ملاحوں کا کرتا پہنا دیا گیا اس نے ایک لاکھ درہم تو اسی وقت دیدیئے اور باقی کے لیے بیس ماہ کی مہلت مانگی واثق نے یہ بات مان لی اسے رہا کر کے پھر ایتاخ کی معتمدی پر بحال کر دیا اور حسب دستور سیاہ لباس پہننے کی اجازت دی۔

اس سال ایتاخ کی طرف سے شار بامیاں یمن کا والی ہو کر ربیع الآخر میں یمن کو روانہ ہوا۔

اس سال محمد بن صالح بن العباس مدینہ کا والی مقرر ہوا، اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۳۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال واثق نے بغا الکبیر کو ان بدویوں کی سرزنش کے لیے جنھوں نے حوالی مدینہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا مدینہ بھیجا۔

بدویوں کی حوالی مدینہ میں فتنہ انگیزی اور اسکا تدارک

بنی سلیم نے مدینہ کے اطراف میں عرصہ سے ایک اودھم مچا رکھا تھا اور

لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا، حجاز کے جس ہاٹ میں ان کا گزر ہوتا وہ جس طرح چاہتے اجناس کو لے لیتے رفتہ رفتہ ان کی جرأت اتنی بڑھی کہ انھوں نے جمادی الآخر ۲۳۰ھ میں مقام جار میں بنی کنانہ اور باہلہ کی ایک جماعت پر حملہ کر کے ان کو لوٹ لیا اور ان میں سے بعض کو قتل بھی کر دیا ان کا سرغنہ عزیزہ بن قطاب السلمی تھا، محمد بن صالح بن العباس الہاشمی اس وقت کے عامل مدینہ نے حماد بن جریر الطبری کو جسے واثق نے دو سو جبندارمہ کے ساتھ مدینہ کی بدویوں کی دست و برد سے چوکیداری کے لیے مدینہ بھیجا تھا ان کی سرزنش کے لیے بھیجا حماد باقاعدہ سپاہ، اہل مدینہ کے قریش، انصار ان کے موالیوں اور دوسرے رضاکاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے چلا ان کے طلائع اسے ملے اگرچہ بنی سلیم لڑائی سے کترا رہے تھے مگر حماد بن جریر نے ان سے لڑنے کا اپنی فوج کو حکم دیدیا اور مقام رویثہ پر جو مدینہ سے تین منزل فاصلہ پر ہے ان پر حملہ آور ہوا بنی سلیم اور ان کی کمک کی جو انھیں صحرا سے ملی تھی کل تعداد چھ سو پچاس تھی ان میں زیادہ تعداد جو لڑنے آئی تھی وہ بنی سلیم کے قبیلہ بنی عوف کے لوگ تھے اشہب بن دویکل بن یحییٰ بن حمیر العوفی اس کا چچا سلمہ بن یحییٰ اور بنی لبید کا عزیزہ بن القطاب اللبیدی ان کے ساتھ اور ان کے قائد تھے ان میں کل ایک سو پچاس سوار تھے، حماد اور اس کی جماعت نے ان سے جنگ شروع کی اثنائے جنگ میں بنی سلیم کے اصل وطن سے جس کا نام اعلی الرویثہ تھا اور جو مقام جنگ سے چار میل تھا پانسو کی اور کمک ان کو پہنچ گئی اب وہ نہایت بے جگری سے لڑے مدینہ کے حبشی تمام لوگوں کو لے کر میدان کارزار سے بھاگ گئے مگر حماد اس کی جمعیت والے، قریش اور انصار بدستور مقابلہ پر جمے رہے اور انھوں نے آتش جنگ کا پورا مزا چکھا حماد اور اس کی جمعیت قتل ہو گئی قریش اور انصار کے جو لوگ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تھے ان کی بھی ایک معقول تعداد کام آگئی بنو سلیم نے تمام مویشی، اسلحہ اور کپڑوں پر قبضہ کر لیا اس جنگ سے ان کی شوکت بہت بڑھ گئی انھوں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کے تمام قریوں اور پانی کے چشموں کو لوٹ لیا کوئی شخص اس راہ سے گزر نہیں سکتا تھا

انھوں نے آس پاس کے دوسرے قبائل عرب پر بھی شب خون مارے واثق نے بغا الکبیر ابو موسیٰ الترکی کو زرہ پوش فوج، ترکوں اور مغربیوں کے ساتھ ان کی سرزنش کے لیے حجاز بھیجا وہ شعبان سنہ ۲۳۰ھ ہجری میں وہاں آگیا ابھی شعبان کے کچھ دن باقی تھے کہ وہ حرہ بنی سلیم کی طرف چلا اس کے مقدمۃ الجیش پر طردوش الترکی سردار تھا اس نے ان کو حرہ کے ایک چشمہ پر آلیا اور اس کے ایک پہلو میں سوارقیہ سے ادھر جو ان کا وہ قصبہ تھا جہاں وہ دشمن سے بھاگ کر پناہ گزیں ہوتے تھے اور یہ بہت سے قلعے تھے جنگ ہوئی جو جماعتیں ان کے مقابل ہوئیں ان میں سے بیشتر حصہ بنی عوف کا تھا ان میں عزیزہ بن القطاب اور اشہب بھی تھے جو آج دونوں سپہ سالاری کر رہے تھے بغا نے ان کے تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیئے اور اتنے ہی قید کر لیے بقیہ نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اس واقعہ سے بنو سلیم زد میں آگئے لڑائی کے بعد بغا نے ان کو امیر المومنین واثق کی منظوری کی شرط پر امان کی دعوت دی اور خود وہ سوارقیہ میں قیام پذیر ہوگیا بنو سلیم اس کے پاس آنے لگے اور جمع ہوئے، اس نے ان کو دس دس پانچ اور ایک کر کے جمع کیا ان کے علاوہ جو دوسرے لوگ وہاں جمع ہوئے اس نے ان کو گرفتار کر لیا البتہ بنی سلیم کے بدمعاش اکثر بھاگ گئے اور بہت کم اس کے ہاتھ آئے یہی لوگوں کو زیادہ ستاتے اور راہزنی کرتے تھے جو لوگ اس کے ہاتھ آئے ان میں اپنی ثابت قدمی کی وجہ سے زیادہ تر بنی عوف تھے آخری آدمی جو پکڑا گیا وہ بنی سلیم کے خاندان بنی حبش کا ایک شخص تھا اس طرح جس جس کے شریر اور مفسد ہونے کی اسے اطلاع ملی تھی اس نے ان سب کو پکڑ لیا ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تک پہنچی ان کے علاوہ اس نے دوسروں کو رہا کر دیا۔

اب بغا سوارقیہ سے بنی سلیم کے قیدی اور دوسرے امان گیروں کو لے کر ذی القعدہ سنہ ۲۳۰ھ ہجری میں مدینہ آیا یہاں اس نے ان سب کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا اور ذی الحجہ میں حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوا حج کے بعد ذات عرق آیا اس نے بنی ہلال کو بھی بنی سلیم کی طرح امان کی دعوت بھیجی وہ اس کے پاس آئے اس نے ان کے تقریباً تین سو بدمعاش سرکشوں کو گرفتار کر کے

باقی چھوڑ دے پھر وہ ذات عرق سے جو لستان سے ایک منزل اور مکہ سے دو منزل ہے چلا آیا۔

اس سال دو شنبہ کے دن ۱۱ ربیع الاول کو نیسابور میں ابو العباس عبد اللہ بن طاہر کا اشناس کی موت کے صرف نو دن بعد انتقال ہو گیا۔ مرنے کے وقت وہ جنگ، شرط، علاقہ سواد خراسان اس کے توابع۔ رے۔ طبرستان اور اس کا ملحقہ علاقہ اور کرمان کا والی تھا اس تمام علاقہ کا خراج چار کروڑ اسی لاکھ تھا اس کے بعد واثق نے ان تمام خدمتوں پر اس کے بیٹے طاہر کو سرفراز کر دیا۔

اس سال اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب نے حج کیا اور اس کا انتظام اسی کی تفویض تھا مگر حج محمد بن داؤد کی امارت میں ادا ہوا۔

سنہ ۲۳۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محرم میں مسلمانوں اور رومیوں میں زر فدیہ کی ادائی کے بعد قیدیوں کا تبادلہ خاقان خادم کے ہاتھ سرانجام پایا مسلمانوں کی تعداد ۴۳۶۲ ہو گئی تھی۔

اس سال وہ تمام بنی سلیم، جن کو بغا نے قید کیا تھا مارے گئے۔

بنو سلیم کا حالت قید میں قتل اور اسکے اسباب

جب ذات عرق میں بنو ہلال بغا کے پاس آئے اور اس نے ان میں سے اتنے لوگوں کو جو ہم بیان کر چکے ہیں پکڑ لیا تو وہ محرم کے عمرہ کو ادا کرنے روانہ ہوا

اور پھر مدینہ پلٹ آیا اور یہاں اس نے ان بنو ہلال کو بھی جن کو اس نے پکڑ لیا تھا مدینہ آکر بنو سلیم ہی کے ساتھ یزید بن معاویہ کے محل میں قید کر دیا اور سب کو بیڑیاں ڈلوادیں، بنو سلیم اس سے چند ماہ پہلے پکڑے جا چکے تھے، اس کے بعد اب بغا بنو مرہ کی طرف چلا اس وقت مدینہ میں تقریباً تیرہ سو آدمی بنو سلیم اور بنو ہلال کے قید تھے انھوں نے بھاگنے کے لیے اس محل میں نقب لگائی اہل مدینہ کی ایک عورت نے اس نقب کو دیکھ لیا اور سب کو آواز دی تمام اہل مدینہ وہاں آگئے دیکھا کہ قیدیوں نے پہرہ داروں پر حملہ کرکے ایک یا دو کو قتل بھی کر دیا ہے اور دیکھا ایک بڑی تعداد نے جیل سے نکل کر اپنے پہرہ داروں کے ہتھیار سنبھال لیے ہیں اس خطرناک حالت کو محسوس کرکے تمام مدینہ والے جن میں شرفا اور غلام سب تھے ان کے مقابلہ میں آمادہ ہوگئے عبداللہ بن احمد بن داؤد الہاشمی اس وقت مدینہ کا عامل تھا مدینہ والوں نے ان کو قید سے نکل بھاگنے سے روک دیا اور ساری رات صبح تک اس محل کا محاصرہ کئے رہے ان قیدیوں نے جمعہ کی رات میں یہ اقدام کیا تھا اور یہ اس لیے کہ عزیزہ بن القطاب نے ان سے کہا تھا کہ میں سنیچر کو اپنے لیے منحوس پاتا ہوں، اہل مدینہ برابر ان سے جھپٹ کر لڑتے رہے بنو سلیم نے بھی مقابلہ کیا مگر مدینہ والوں کو ان پر غلبہ حاصل ہوا اور اب انھوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔

عزیزہ یہ رجز پڑھ رہا تھا

لا بد من زخو وان ضاق الباب ٭ انی انا عزیزۃ بن القطاب
للموت خیر للفتی من العاب ٭ ھذا وربی عمل للبواب

ترجمہ:۔ اگرچہ دروازہ تنگ ہو مگر اس میں گھسنا ضروری ہے میں عزیزہ بن القطاب ہوں نامردی سے جوانمرد کے لیے موت بہتر ہے بخدا میں پہرہ داروں کے ساتھ یہی کرتا ہوں۔

اس کی بیڑی جسے اس نے توڑ لیا تھا اس کے ہاتھ میں تھی وہی اس نے ایک شخص کو پھینک ماری جس سے وہ بیہوش ہوکر پڑا جس قدر قیدی اس گھر میں تھے

وہ بلا استثناء سب ہی قتل کر دیے گئے مدینہ کے حبشیوں نے اس موقع سے یہ فائدہ اٹھایا کہ جو بدوی سامان معیشت خریدنے مدینہ آئے تھے ان میں سے جسے انھوں نے شہر کی گلی کوچوں میں پایا قتل کر دیا یہاں تک کہ ایک اعرابی جو قبر نبی سے نکل رہا تھا اسے بھی ان حبشیوں نے قتل کر دیا یہ بنی ابو بکر بن کلاب کے خاندان میں عبدالعزیز بن زرارہ کی اولاد میں تھا۔ بغا وہاں موجود نہ تھا جب واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ سب کے سب قتل ہو چکے ہیں یہ بات اسے بہت ہی ناگوار معلوم ہوئی اور اسے اس قتل عام کا نہایت سخت رنج ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ محافظ نے رشوت لے کر ان سے دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اس کی میعاد سے پہلے ہی یہ لوگ نکل پڑے وہ لڑتے جاتے تھے اور رجز میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

الموت خیر للفتی من العار　　٭　　قد اخذ البواب الف دینار

ترجمہ: جوانمرد کے لیے موت ذلت سے بہتر ہے محافظ جیل نے ایک ہزار دینار لیے ہیں۔

جب بغا نے ان کو پکڑا تھا اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے۔

یا بغیۃ الخیر وسیف المنتبہ　　٭　　وجانب الجور البعید المشتبہ

ترجمہ: اے امیدگاہ خیر اور چوکا دینے والی تلوار اور ایسے افعال سے علیحدہ رہنے والے جس میں دور دراز کا بھی ظلم کا شبہ ہوتا ہو۔

من کان منا جانیا فلست بہ　　٭　　افعل ہداک اللہ ما امرت بہ

ترجمہ:۔ ہم میں جو مجرم ہو میں اس کے ساتھ نہیں ہوں اللہ تم کو ہدایت دے جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس کی بجا آوری کرو۔

بغا نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم کو قتل کر دوں،

عزیزہ بن القطاب بنی سلیم کا سرگروہ اپنے ساتھیوں کے قتل کے بعد

ایک کنویں میں جا چھپا تھا ایک مدنی نے وہاں پہنچکر اسے قتل کر دیا۔

جس رات مدینہ والے بنی سلیم کی نگہبانی کے لیے بیدار رہے تھے ان کے موذن نے رات ہی میں صبح کی اذان کہدی تاکہ طلوع فجر سے بنی سلیم ڈر جائیں اس پر اعرابی ہنسنے لگے اور کہنے لگے اے ستو پینے والو تم اور ہمیں رات کے متعلق وقت بتاتے ہو ہم رات کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

چونکہ بغا بنی فزارہ اور بنی مرہ کی ان جماعتوں سے لڑنے جنھوں نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا گیا ہوا تھا اس لیے وہ یہاں ان لوگوں کی نگرانی کے لیے موجود نہ تھا فدک کے غاصبین کے سامنے پہنچکر اس نے بنی فزارہ کے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجا تاکہ اس کی طرف سے وہ امان پیش کر دے اور اس کے نتیجہ سے آکر اطلاع دے اس فزاری نے ان کے پاس آکر انھیں بغا کی سطوت سے ڈرایا اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے ان میں سے اکثر تو فدک کو چھوڑ کر بھاگے اور صحرا میں چلے گئے چند رہ گئے ان کا قصد تھا کہ خیبر جنفاء اور اس کے اطراف میں بھاگ کر چھپ جائیں ان میں سے بعض کو اس نے گرفتار کر لیا بعض کو امان دی اور بقیہ اپنے ایک سردار رکاض کی قیادت میں یہاں سے بھاگ کر بلقا چلے گئے جو دمشق کے علاقے میں ہے بغا موضع جنفاء میں جو شام اور حجاز کی سرحد پر واقع ہے تقریباً چالیس راتیں مقیم رہا اور پھر ان بنی مرہ اور فزارہ کو لے کر جو اس کے ہاتھ آگئے تھے مدینہ پلٹا۔

اس سال بنی غطفان۔ فزارہ اور اشجع کے خاندانوں کی ایک جماعت بغا کے پاس آئی اس نے ان کے پاس اور بنی ثعلبہ کے پاس اپنے آدمی بھیجے تھے ان کے آنے کے بعد بغا نے محمد بن یوسف الجعفری کو حکم دیا کہ وہ ان سے سخت حلف دیکر اس بات کا عہد لے کہ جب وہ ان کو طلب کرے گا وہ آنے سے انکار نہ کریں گے انھوں نے قسمیں کھا کر یہ عہد کر لیا اس کے بعد بغا بنی کلاب کی تلاش میں خیر سیہ روانہ ہوا اس نے اپنے پیامبر ان کے پاس بھیجے ان کے تقریباً تین ہزار آدمی اس کے پاس آگئے ان میں سے اس نے تیرہ سو مفسدوں کو پکڑ کر باقی کو چھوڑ دیا وہ ان کو لے کر رمضان ۲۳۱ھ ہجری میں مدینے آیا اور یہاں آکر اس نے

ان کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا۔ اس کے بعد بغا مکہ روانہ ہوا اور وہاں حج کے زمانے تک قیام پذیر رہا بغا کی غیر موجودگی کے زمانے میں بنی کلاب جیل میں پڑے رہے اور اس مدت میں کسی قسم کی معاش ان کو نہیں دی گئی مدینہ واپس آکر اس نے ثعلبہ، اشجع اور فزارہ کے ان لوگوں کو جنھوں نے قسمیں کھا کر اطاعت کا عہد کیا تھا طلب کیا مگر وہ نہ آئے اور متفرق علاقوں میں منتشر ہوگئے بغا نے ان کی گرفتاری کے لیے مہم بھیجی مگر ان میں سے کچھ زیادہ ہاتھ نہ لگے۔

اس سال بغداد میں عمرو بن العطار کے محلہ میں ایک جماعت نے حکومت کے خلاف حرکت کی اور انھوں نے احمد بن نصر الخزاعی کے لیے بیعت کی۔

احمد بن نصر کی بغاوت

احمد بن نصر مالک بن الہیثم الخزاعی کا جو بنی عباس کا ایک نقیب تھا پوتا تھا محدثین میں سے یحییٰ بن معین، ابن الدورقی اور ابن خیثمہ جیسے اصحاب اس سے ملنے جاتے تھے باوجود اس بات کے کہ اس کے باپ کا بنی عباس کی حکومت سے خاص تعلق تھا اور اسے اس حکومت میں خاص منزلت حاصل تھی مگر یہ قرآن کو مخلوق ماننے والوں کا سخت مخالف تھا اور ان کے خلاف بہت نازیبا الفاظ استعمال کیا کرتا تھا اس کے برخلاف واثق ایسے لوگوں کے بہت ہی مخالف تھے انھوں نے ایسے سب لوگوں کا امتحان لیا تھا اور احمد بن ابی داؤد نے احمد بن نصر پر مباحثہ میں غلبہ پایا تھا۔

ایک صاحب نے بیان کیا کہ میں ایک دن اسی زمانے میں احمد بن نصر کے پاس گیا بہت سے لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے کسی نے واثق کا ذکر کیا نام سنتے ہی احمد بن نصر کہنے لگا اس خنزیر نے ایسا کیا یا اس نے کافر کہا یہ بات ظاہر ہوگئی اسے لوگوں نے حکومت کی گرفت سے ڈرایا اور کہا کہ امیر المومنین کو

تمھارے کاموں کی اطلاع ہو چکی ہے احمد بن نصران کی طرف سے خوف زدہ ہو گیا۔ جو لوگ اس سے ملنے آیا کرتے تھے ان میں ایک ابو ہارون السراج تھا دوسرے کا نام طالب تھا اور ایک اور خراسانی تھا جو اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کوتوال کی جمعیت سے تعلق رکھتا تھا اور یہ بھی عقائد میں اس کا ہمخیال تھا بغداد کے جو محدث اور خلق قرآن کے منکر اس کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے انھوں نے احمد کو ترغیب دی کہ وہ خلق قرآن سے علانیہ انکار کرے چونکہ اس کے باپ دادا کا دولت بنی عباس میں ایک خاص اثر تھا اور خود ان کا بغداد میں بہت اثر اور نفوذ تھا اس لیے دوسروں کو چھوڑ کر صرف اسی کو اس مقصد کے لیے آمادہ کیا گیا نیز اس وجہ سے بھی کہ ۲۰۱ھ ہجری میں جب مدینۃ السلام میں بدمعاشوں کی کثرت ہوئی اور اس وقت فتنہ و فساد برپا ہوا جبکہ مامون ابھی تک خراسان میں تھے اس کے ہاتھ پر بھی بغداد کے سمت مشرقی والوں نے نیکی کی تلقین اور برائی سے احتراز کرنے کے لیے بیعت کی تھی اس تمام واقعہ کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اس وقت مامون کے ۲۰۴ھ ہجری میں بغداد آنے تک اُس کے اثر کا وہی حال تھا انھیں اسباب کی وجہ سے لوگوں نے اب بھی یہ امید کی کہ اگر یہ متحرک ہوگا تو عوام اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

چنانچہ جب اس سے یہ بات کہی گئی اس نے اسے مان لیا مذکورۂ بالا دونوں شخص لوگوں میں اس کی تحریک پھیلاتے پھرتے تھے انھوں نے ایک قوم کو بہت سا روپیہ بھی دیا ان کے ہر شخص کو ایک ایک دینار تقسیم کیا اور یہ قرارداد ہو گئی کہ فلاں رات نقارہ بجے اس کی صبح میں سب لوگ جمع ہو کر حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں، طالب بغداد کی سمت غربی میں اپنے ساتھ دینے والوں کے ساتھ اور ابو ہارون جانب شرقی میں مقیم تھا، جہاں ان دونوں نے دوسروں کو دینار دیئے تھے وہاں ابو ہارون انے تقسیم کرنے کے لیے ابو الاشرس القائد کے خاندان کے دو شخصوں کو بہت سے دینار دیئے تھے تاکہ وہ اسے اپنے ہمسایوں میں بانٹ دیں ان میں سے ایک نے خوب نبیذ پی اور بھی کئی شخص نبیذ پینے کے لیے اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب

نشہ نے ان کو مدہوش کردیا انھوں نے بدھ کی رات میں شب میعاد سے ایک رات قبل ہی اجتماع کے لیے نقارہ بجادیا حالانکہ اس کے لیے ۴ شوال ۲۳۱ھ ہجری جمعرات کی رات مقرر کی گئی تھی مگر یہ بےہوش اسی خیال میں رہے کہ آج ہی وہ رات ہے جو خروج کے لیے مقرر ہے اس لیے وہ مسلسل نقارہ بجاتے رہے مگر کوئی بھی ان کی بانگ پر برآمد نہ ہوا، اس وقت اسحٰق بن ابراہیم کوتوال شہر بغداد سے باہر گیا ہوا تھا اور اس کا بھائی محمدؐ بن ابراہیم اس کی نیابت کر رہا تھا اس نے اپنے غلام رخش کو ان کے پاس بھیجا اس نے اُن کے پاس آکر پوچھا یہ کیا ہے اور کون نقارہ بجا رہا ہے مگر کسی نے ان کا پتہ نہیں دیا آخر کار اس نے پتہ چلا کر ایک کلانے عیسی الاعور کو جو اکثر حماموں میں پھرا کرتا تھا گرفتار کیا اور اسے مار کی دھمکی دی اس نے بنی اشرس کے دونوں شخصوں۔ احمدؐ بن نصر بن مالک اور بعض اور لوگوں کے نام بتائے کہ یہ ان کی سازش ہے رخش نے اسی رات ان سب کی تلاش کی اور ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اس نے طالب کو جس کا مکان سمت شرقی میں تھا اور ابوہارون السراج کو جس کا مکان سمت غربی میں تھا گرفتار کیا اور جن کے نام عیسی الاعور نے بتائے تھے ان کو انھیں دنوں اور راتوں میں تلاش کر کے پکڑا۔ اور جو جس سمت کا تھا اور جہاں گرفتار ہوا تھا اسے اسی سمت میں قید کر دیا۔ اس نے ابوہارون اور طالب کے پیروں میں ستر ستر رطل کی فولادی بیڑیاں ڈلوائیں اشرس کے دونوں بیٹوں کے مکانوں میں اثنائے تفتیش میں دو سبز علم ملے جو ایک کنویں میں چھپائے گئے تھے محمدؐ بن عیاش عامل سمت غربی کے ایک سپاہی نے اسے کنویں سے نکالا۔ اس وقت سمت شرقی کا عامل عباس بن محمدؐ بن جبریل القائد الخراسانی تھا۔

پھر احمد بن نصر کا ایک خواجہ سرا گرفتار کیا گیا اور جب اس کو سزا کی دھمکی دی گئی اس نے عیسی الاعور کے بیان کی تصدیق کی رخش احمدؐ بن نصر کے پاس آیا وہ حمام میں تھا اس نے حکومت کے ملازمین سے کہا میرا یہ مکان موجود ہے اس کی تلاشی لے لو اگر یہاں تم کو کوئی نشان سامان یا ہتھیار جس سے فتنہ کی تیاری ثابت ہوتی ہو دستیاب ہو تو میرے مکان کی ضبطی اور میرا قتل

تمھارے لیے حلال ہے، اس کے مکان کی تلاشی ہوئی مگر کوئی مشتبہ شئے وہاں سے برآمد نہ ہوئی یہ اسے محمدؒ بن ابراہیم بن مصعب کے پاس لائے انھوں نے اس کے دو خواجہ سرا دو بیٹے اور ایک اور شخص اسماعیل بن محمدؒ بن معاویہ بن بکر الباہلی کو جس کا مکان سمت شرقی میں تھا اور جو اس کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا گرفتار کر لیا، یہ چھ آدمی امیر المومنین واثق کی خدمت میں بغیر نمدے کی زین کے خچروں پر سوار کر کے سامرا بھیجد یے گئے احمدؒ بن نصر کو دُہری بیڑیاں ڈالی گئی تھیں یہ بغداد سے جمعرات کے دن جبکہ ماہ شعبان ۲۳۱ھ ہجری کے ختم ہونے میں صرف ایک شب رہگئی تھی سامرا بھیجے گئے۔

واثق کو ان کی گرفتاری کی اطلاع ہو چکی تھی اور انھوں نے ابن ابی داؤد اور ان کے دوستوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا ان کے آنے کے بعد انھوں نے ان کے عقائد کے امتحان اور تحقیقات کے لیے دربار عام منعقد کیا سب لوگ حاضر ہو گئے احمدؒ بن ابی داؤد ظاہر میں اس کے قتل سے پہلو بچانا چاہتا تھا اسی لئے جب احمدؒ بن نصر کو دربار میں پیش کیا گیا تو واثق نے اس سے اس کی غداری یا بغاوت کے ارادہ کے متعلق جس کی ان کو شکایت پہنچی کوئی سوال نہیں کیا بلکہ پوچھا احمد قرآن کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے احمد نہا دھو کر خوشبو لگا کر اس یقین کے ساتھ کہ ضرور قتل کیا جائے گا دربار میں آیا تھا۔ واثق نے پوچھا یہ بتاؤ کہ قرآن مخلوق ہے اس نے کہا میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ اللہ کا کلام ہے واثق نے پوچھا اس مسئلہ میں تمھاری کیا رائے ہے کیا تم اپنے رب کو قیامت میں دیکھو گے اس نے کہا امیر المومنین رسول اللہ صلعم سے یہ اثر مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو قیامت میں اسی طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو بغیر کسی تکلیف کے دیکھتے ہو ہم رسول اللہ کی اس خبر کو مانتے ہیں۔ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے یہ حدیث مرفوع بیان کی کہ انسان کا قلب اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جسے وہ پھیرتا رہتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلعم دعا کرتے تھے اے مقلب القلوب تو میرے قلب کو اپنے دین پر قائم رکھ، اسحٰق بن ابراہیم نے اس سے کہا ذرا سوچ سمجھ کر

بات کہو اس نے کہا جو تم نے ہدایت کی تھی وہی کہہ رہا ہوں اسحق نے کہا یہ کیا کہا میں نے کب تجھے اس بات کے کہنے کی ہدایت کی تھی اس نے کہا تم نے مجھ سے کہا تھا کہ امیرالمومنین سے خلوص برتوں اور صحیح بات کہوں میں امیرالمومنین کی بھلائی اس میں سمجھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ کی حدیث کی مخالفت نہ کریں۔

واثق نے پاس والوں سے پوچھا اس کے متعلق کیا کہتے ہو لوگوں نے خوب دل کھول کر اس کے خلاف زہر اگلا عبدالرحمن بن اسحق نے جو پہلے جانب غربی کا قاضی تھا اور پھر برطرف کر دیا گیا تھا اور اس وقت دربار میں موجود تھا اور احمد بن نصر کا خاص دوست تھا کہا امیرالمومنین اس کا خون حلال ہو گیا۔ ابو عبداللہ الارمنی ابن ابی داؤد کے دوست نے کہا امیرالمومنین اس کا خون مجھے پلائیے واثق نے کہا ہاں ایسا ہی ہوگا اطمینان رکھو ابن ابی داؤد نے جو اس بات کو نہ چاہتا تھا کہ محض ایک عقیدے کی وجہ سے اسے قتل کر دیا جائے کہا کہ امیرالمومنین یہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے ممکن ہے کہ کسی مرض یا تغیر عقل کی وجہ سے اس کا یہ خیال ہو۔ واثق نے کہا جب میں اس کی طرف جانے کے لیے کھڑا ہوں تو تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھے کیونکہ میں ان تک چل کر اپنے قدم شمار کروں گا۔

انھوں نے عمرو بن معدی کرب الزبیدی کی مشہور تلوار صمصامہ طلب کی یہ تلوار سرکاری توشہ خانے میں موجود تھی یہ موسیٰ الہادی کو کسی نے تحفہ میں نذر کی تھی انھوں نے مشہور شاعر سلم الخاسر سے کہا کہ اس کی تعریف میں شعر کہو اس نے شعر کہے ہادی نے اس کا صلہ دیا۔

واثق نے صمصامہ اٹھالی وہ چوڑی تھی نیچے کے حصے میں جوڑ لگا ہوا تھا جو تین کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔ واثق تلوار لے کر اس کی طرف چلے وہ صحن کے وسط میں تھا انھوں نے چمڑا منگوایا جو اس کی کمر میں لپیٹ دیا گیا اور رسی منگوائی جس سے اس کا سر باندھا گیا اب رسی کھینچی گئی واثق نے خود تلوار ماری مگر وہ شانے کی رسی پر پڑی اس کے بعد انھوں نے دوسرا ہاتھ سر پر مارا پھر سیما الدمشقی نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر اس کی گردن ماردی اور سر کاٹ لیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بغا الترابی نے دوسرا ہاتھ مارا تھا اور واثق نے تلوار کی نوک کو اس کے پیٹ میں بھونک دیا پھر اسے لپیٹ کر اٹھا کر اس احاطہ میں لے آئے جہاں بابک مصلوب تھا اسے بھی یہاں سولی پر لٹکا دیا گیا اس وقت تک دُہری بیڑیاں اس کے پیروں میں پڑی ہوئی تھیں اور پائجامہ اور کرتا اس کے بدن میں تھا' اس کے سر کو بغداد لا کر پہلے چند روز تک سمت شرقی میں نصب کر دیا گیا پھر سمت غربی میں چند روز نصب رہا اسکے بعد پھر اسے سمت شرقی ہی میں منتقل کر کے اس کے گرد ایک احاطہ گھیر دیا گیا اور وہاں خیمہ نصب کر کے پہرہ بٹھایا گیا یہ مقام راس احمد بن نصر کے نام سے مشہور ہو گیا ایک پرچہ پر یہ عبارت لکھ کر اسے اس کے کان میں آویزاں کر دیا گیا۔

"یہ سر کافر' مشرک' گمراہ احمد بن نصر بن مالک کا ہے اللہ نے اسے عبداللہ ہارون الامام واثق باللہ امیر المومنین کے ہاتھ سے خلق قرآن اور ذات الہٰی سے نفی تشبیہ پر اس کے خلاف حجت قائم کرنے اور اسے توبہ اور رجوع الی الحق کا موقع دینے کے بعد جس سے اس نے انکار کر کے صاف طور پر اپنے معاندانہ عقائد کا اقرار کیا قتل کرایا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اسے جلد ہی اپنی دوزخ اور دردناک عذاب کی طرف کھینچ لیا' امیر المومنین نے ان امور کا اس سے استفسار کر لیا تھا اور جب اس نے تشبیہ کا اقرار کیا اور کفر بکا امیر المومنین نے اس کا خون حلال سمجھا اور اس پر لعنت کی"

واثق نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کے پیرو اور مصاحب تھے ان سب کو پکڑ لیا جائے چنانچہ ان سب کو قید کر دیا گیا اس طرح تقریباً بیس آدمی جرائم کے جیل میں ڈال دیئے گئے اور قیدیوں کو جو صدقہ ملتا تھا اس سے بھی ان کو محروم کر دیا گیا نیز جو لوگ ان سے ملنے جاتے قیدیوں کو ان سے ملنے کی بھی ممانعت کر دی گئی اور بھاری بیڑیاں ان کے ڈالوا دی گئیں ابو ہارون السراج اور ایک دوسرے شخص کو اس کے ہمراہ سامرا لائے پھر ان کو بغداد واپس کر کے جیل میں قید کر دیا گیا۔

احمد بن نصر کے سلسلے میں اتنے اشخاص کی گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ

اس محلہ کے ایک دھوبی نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب سے آکر کہا کہ میں آپ کو احمد بن نصر کے دوستوں کا پتہ بتاتا ہوں اس نے اپنے آدمی ان لوگوں کی تلاش اور گرفتاری کے لیے اس دھوبی کے ساتھ کر دئے مگر جب سب اکٹھا ہوئے تو خود اس دھوبی کا ایسا جرم ثابت ہوا کہ اس کی پاداش میں وہ بھی انکے ساتھ قید کر دیا گیا مہزار میں اس کے کچھ رتھے وہ قطع کر دیئے گئے اور اس کے مکان کو ضبط کر لیا گیا، اس کی وجہ سے عمرو بن اسفندیار کی اولاد میں سے کچھ لوگ قید کئے گئے تھے یہ سب حالت قید ہی میں ہلاک ہو گئے۔

اس سال واثق نے حج کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیار ہوئے انہوں نے عمرو بن الفرج کو راستے کو دیکھ کر اس کی دوستی کے لیے آگے روانہ کیا اس نے واپس آکر اطلاع دی کہ راستہ میں پانی کی قلت ہے اس خیال سے واثق نے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اس سال واثق نے جعفر بن دینار کو یمن کا والی مقرر کیا جعفر شعبان میں یمن روانہ ہوا اس نے اور بغا نے اس سال حج کیا اس زمانے میں موسم حج میں قیام امن و امان کا والی بغا الکبیر تھا جعفر چار ہزار شہسوار اور دو ہزار پیدل سپاہ کے ساتھ یمن روانہ ہوا تھا اسے چھ ماہ کی معاش دی گئی تھی۔

اس سال محمد بن عبدالملک الزیات نے اسحٰق بن ابراہیم بن ابی خمیصہ اہل اضاخ کے بنی قشیر کے مولیٰ کو یمامہ بحرین اور اس مکہ کے راستے کا جو بصرہ سے ملا ہوا ہے دارالخلافہ میں بیٹھ کر والی مقرر کیا محمد بن عبدالملک الزیات کے علاوہ کسی اور شخص کے متعلق یہ بات اب تک نہیں سنی گئی تھی جس نے خلیفہ کے سوا دارالخلافہ میں ایسا منصب کسی کو دیا ہو،

اس سال چوروں نے دیوان عام کے خزانے میں جو قصر کے بالکل وسط میں واقع ہے نقب زنی کر کے ۴۲ ہزار درہم اور کچھ دینار چرا لیے مگر وہ پکڑ لیے گئے ایتاخ کے خلیفہ یزید الحلوانی کوتوال نے ان کو ڈھونڈ کر گرفتار کیا تھا۔

اس سال محمد بن عمرو الخارجی نے جو بنی زیاد بن تغلب سے تھا تیرہ آدمیوں کے ساتھ دیار ربیعہ میں خروج کیا۔ غانم بن ابی مسلم بن حمید الطوسی موصل کا

سپہ سالار اتنے ہی آدمی ساتھ لے کر اس کے مقابلہ پر نکلا اُس نے خارجیوں کے چار آدمی قتل کر دیے اور محمد بن عمرو کو زندہ گرفتار کر لیا اور سامرا بھیج دیا پھر اسے بغداد کے سرکاری جیل میں منتقل کر دیا گیا اور اس کے ساتھیوں کے سر اور ان کے نشان بابک کی سولی کے تختے کے پاس نصب کر دیئے گئے۔

اس سال وصیف الترکی اصبہان جبال اور فارس سے دار الخلافہ آیا یہ ان کردوں کی تلاش میں گیا تھا جنھوں نے ان اطراف میں لوٹ مار مچا رکھی تھی یہ اپنے ساتھ پانسو نفوس قیدی جن میں چھوٹے بچے بھی تھے اپنے ساتھ بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنا کر لایا تھا واثق نے ان سب کو قید کر دیا اور ۷۵ ہزار دینار نقد ایک تلوار اور خلعت وصیف کو انعام دیا۔

اس سال مسلمانوں اور بادشاہ روم کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ بادائی زر فدیہ سرانجام پایا مسلمان اور رومی دریائے لامس پر جو سلوقیہ پر طرسوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے جمع ہوئے۔

مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ

احمد بن ابی قحطبہ رشید کے خادم خاقان کے دوست نے جس نے سرحد میں نشوونما پائی تھی بیان کیا کہ یہ خاقان واثق کے پاس آیا اس کے ساتھ اہل طرسوس وغیرہ کے چند عمائد بھی تھے انھوں نے اپنے ناظم فوجداری کی جس کی کنیت ابو وہب تھی شکایت کی اسے دربار میں بلایا گیا۔ محمد بن عبد الملک الزیات دربار برخواست ہونے کے بعد دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اسے اور انھیں دیوان عام میں سماعت مقدمہ کے لیے بلاتا تھا اور ظہر تک اجلاس کرنے کے بعد عدالت برخواست ہو جاتی تھی طویل کارروائی کے بعد وہ شخص اپنی خدمت سے برطرف کر دیا گیا۔

واثق نے حکم دیا کہ ان اہالی سرحد کا قرآن کے متعلق عقیدہ پوچھ لیا جائے

چار آدمیوں کے سوا اور سب نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا جن چار آدمیوں نے اسکا اقرار نہیں کیا تھا واثق نے انکو قتل کرا دیا۔ واثق نے ان لوگوں کو خاقان کی رائے کے مطابق انعام و خلعت سے سرفراز کیا، وہ لوگ تو جلدی اپنی سرحدوں کو پلٹ گئے خاقان ان کے بعد کچھ روز اور امیر المومنین کے ہاں ٹھیرا رہا اسی اثنا میں بادشاہ روم میخائیل بن توفیل، بن میخائیل بن الیون بن جورجس کے سفرا واثق کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے پاس جو مسلمان قیدی ہیں ان کا تبادلہ کر لیجئے، واثق نے خاقان کو اس کام کے لیے بھیجدیا چونکہ اس نے رومی سفرا سے اس کام کے لیے محرم کی دس تاریخ کو ملاقات کرنے کا اقرار کیا تھا اس لیے وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سنہ ۲۳۰ ہجری کے آخر میں اس کام کے لیئے دار الخلافہ سے روانہ ہو گیا اس کے بعد واثق نے احمد بن سعید بن سلم بن قتیبۃ الباہلی کو سرحدی چوکیوں اور قلعہ بند شہروں کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ بھی قیدیوں کے تبادلہ کے وقت موجود رہے چنانچہ وہ سترہ ڈاک کے گھوڑوں پر اس کام کے لیے چلا۔

جو سفرا تبادلہ کے لیئے آئے تھے ان میں اور ابن الزیّات میں اس معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم بوڑھوں اور بچوں کو معاوضہ میں قبول نہ کریں گے چند روز یہ بحث رہی آخر انھوں نے اس بات کو مان لیا کہ ایک نفس کے عوض ایک نفس دیا جائے۔

واثق نے بغداد اور رقہ اپنے آدمی روانہ کیے تا کہ وہاں جو غلام بکتے آئیں یہ ان کو خرید لیں، اس طرح بہت سے غلام خرید لیئے گئے مگر جب ان سے بھی تعداد پوری نہ ہو سکی تو واثق نے اپنے قصر سے رومی بڑھیوں وغیرہ کو نکالا اور اس طرح تعداد پوری کی، انھوں نے ابن ابی داؤد کے ہمراہ یحییٰ بن آدم الکرخی ابو رملہ اور جعفر بن العدا کو ساتھ کیا اور ان کے ساتھ پیشی کے کاتب طالب بن داؤد کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اور جعفر مسلمان قیدیوں کا امتحان لیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو اسے فدیہ دے کر رہا کرا لیا جائے اور جو اس سے انکار کرے اسے رومیوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے۔ واثق نے

پانچ ہزار درہم طالب کو دلوائے اور حکم دیا کہ فدیہ کے معاوضہ میں جو لوگ آزاد کئے جائیں ان میں ہر شخص کو جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو ایک ایک دینار اس روپیہ میں سے دیا جائے جو اس غرض سے ان کے ساتھ کیا گیا تھا، ان ہدایات کے بعد یہ جماعت اب اس کام کے لیے روانہ ہوئی۔

خدمتگار خاقان کے دوست ابن ابی قحطبہ نے جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان تبادلہ اساری کے لیے سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا اور جو معاوضہ کے سرانجام ہونے سے پہلے مسلمان قیدیوں کی تعداد معلوم کرنے کے لیے روم بھیجا گیا تھا بیان کیا ہے کہ میں بادشاہ روم کے پاس آیا اور میں نے مسلمانوں کی تعداد دریافت کی ان کی تعداد تین ہزار مرد اور پانسو عورتیں ہوئی واثق نے ان کے تبادلہ کا حکم دیا اور احمد بن سعید کو فوراً ڈاک کے ذریعہ اس غرض سے روانہ کر دیا تاکہ تبادلہ کی کارروائی اس کے ہاتھوں عمل پائے نیز انھوں نے بعض لوگوں کو مسلمانوں کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے بھی اس وفد کے ساتھ کیا کہ یہ سب کا امتحان لیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو اور اس بات کو مانتا ہو کہ اللہ عزوجل کو آخرت میں دیکھا نہ جائے گا اس کا معاوضہ دے کر تبادلہ کرا لیا جائے اور جو ان عقائد کا قائل نہ ہو اسے بدستور رومیوں کے پاس چھوڑ دیا جائے، محمد بن زبیدہ کے زمانے ۱۹۴ھ یا ۱۹۵ھ کے بعد سے اب تک اور کوئی معاوضہ کی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔

۱۰ محرم ۲۳۱ھ ہجری کے دن مسلمان اپنے ساتھ کے کافروں کو لئے ہوئے اور رومیوں کے دو سردار انقاس اور طلسوس مقام لامس پر جمع ہوئے مسلمانوں کی تعداد مع رضاکاروں کے چار ہزار تھی جس میں سوار اور پیدل دونوں تھے۔

محمد بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیبۃ الباہلی نے بیان کیا کہ میرے باپ کا خط میرے پاس آیا جس میں انھوں نے لکھا کہ مسلمانوں کے چار ہزار چھ سو آدمی رومیوں سے رہا کرائے گئے ان میں مسلمانوں کے ذمی بھی تھے، چھ سو عورتیں اور بچے تھے اور پانسو سے کم ذمی تھے باقی تمام ممالک کے مرد تھے۔

ابو قحطبہ نے جسے خاقان نے بادشاہ روم کے پاس مسلمان قیدیوں کی

تعداد معلوم کرنے اور میخائیل بادشاہ روم کی اس کارروائی کے اصل مقصد و غرض کو دریافت کرنے روم بھیجا تھا بیان کیا ہے کہ تبادلہ سے قبل قسطنطنیہ وغیرہ میں تین ہزار مرد اور پانسو عورتیں اور بچے رومیوں کے ہاں قید تھے ان میں محمدؒ بن عبداللہ الطرسوسی اور دوسرے وہ لوگ جن کو رومی پہلے ہی لے آئے تھے شامل نہیں ہیں احمد بن سعید بن سلم اور خاقان نے محمدؒ بن عبداللہ الطرسوسی کو اور عمائد کے ساتھ جو رومیوں کے ہاں قید تھے اور اب آزاد ہو کر آئے تھے وفد کی شکل میں واثق کی خدمت میں بھیجا انھوں نے انہیں سے ہر شخص کو ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم عطا کیے۔

خود یہ محمدؒ بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ میں تیس سال رومیوں کے ہاں قید رہا میں رامیہ کے جہاد میں قید ہوا چونکہ میں بہم رسانی کی جمعیت میں تھا پکڑ لیا گیا اور اب اس معاوضہ کے وقت مجھے بھی رہائی ملی ۱۰ محرم کو لامس کے کنارے جو سلوقیہ پر سمندر سے قریب واقع ہے ہمارا تبادلہ ہوا ہم کل چار ہزار چار سو ساٹھ آدمی تھے ان میں آٹھ سو عورتیں، بیویاں اور بچے اور سو سے کچھ زیادہ ذمی تھی ایک نفس کے عوض ایک نفس کا تبادلہ عمل میں آیا اب اس میں چاہے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا خاقان نے جس قدر مسلمان تمام رومی سلطنتوں میں تھے اور جن کا پتہ اسے معلوم ہو سکا تھا ان سب کو آزاد کرا لیا۔

جب باہمی تبادلہ کے لیے سب جمع ہو گئے مسلمان دریا کے مشرقی کنارے اور رومی مغربی کنارے پر ٹھیر گئے دریا پایاب تھا اب یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ایک طرف سے مسلمان رومیوں کی جانب سے اور دوسری سمت سے رومی مسلمانوں کی جانب سے دریا میں گھستے اور دریا کے وسط میں ملاقی ہوتے جب مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ میں آتا وہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے اس کے مقابلہ میں رومی بھی تکبیر کی طرح کوئی نعرہ لگاتے۔

حسین خدمتگار کے مولیٰ سندی نے بیان کیا کہ اس دریا پر مسلمانوں نے ایک پل باندھا تھا اور رومیوں نے ایک پل باندھا تھا ہم رومی کو ادھر سے

اپنے پل سے روانہ کرتے اور رومی مسلمانوں کو اپنے پل سے ہمارے پاس بھیجدیتے اس طرح تبادلہ عمل میں آیا۔

اس راوی نے لوگوں کے دریا میں گھس کر اسے عبور کرنے سے انکار کیا ہے۔

محمدؒ بن کریم کہتا ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے پاس آگئے جعفر اور یحییٰ نے ہمارے عقائد کا امتحان لیا ہم نے اظہار کر دیا اس پر ہمیں دو دو دینار دیئے گیے جو دو بطریق مسلمان قیدیوں کو معاوضہ کے لئے لے کر آئے تھے ان کے برتاؤ میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی پہلے تو رومی اپنی قلت اور مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر خائف تھے مگر خاقان نے ان کو اس سے بالکل اطمینان دلادیا اور معاہدہ کیا کہ چالیس دن تک جب تک کہ رومی اطمینان سے اپنے مقامات کو واپس نہ چلے جائیں گے مسلمانوں کی جانب سے کوئی کارروائی نہ کی جائے گی چار دن میں تبادلہ سرانجام پایا، جن رومیوں کو مسلمانوں کے معاوضہ میں دینے کے لیے امیرالمومنین نے مہیا کیا تھا ان کی ایک بڑی تعداد تبادلہ کے بعد خاقان کے پاس فاضل بچ گئی ان میں سے خاقان نے سو رومی اپنی طرف سے بلا معاوضہ اس لیے رومی سردار کو دیا ہے تاکہ انقضائے مدت تک اب وہ کسی مسلمان کو قید نہ کریں بقیہ طرسوس لاکر فروخت کر دیئے، تبادلہ کے لیے ہمارے ساتھ تیس مسلمان ایسے بھی آئے تھے جو رومیوں کے علاقے میں نصرانی ہو گئے تھے ان کا بھی تبادلہ کیا گیا۔

جب چالیس دن کی عارضی صلح کی مدت ختم ہوئی احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ نے موسم سرما میں جہاد شروع کر دیا مگر برف و بارش نے ان کو آلیا اور تقریباً دو سو نفوس اس سے ہلاک ہو گئے بہت سے دریا کے بدندون میں غرق ہو گئے تقریباً دو سو رومیوں کے ہاتھ میں اسیر ہو گئے امیرالمومنین واثق اس وجہ سے اس سے بہت سخت ناراض ہوئے اس تمام کارروائی میں پانسو آدمی مختلف اسباب سے ہلاک ہو گئے۔

احمدؒ بن سعید جس کے ہمراہ سات ہزار فوج تھی جب اس کے مقابلہ پر

رومیوں کا ایک بڑا بطریق آیا وہ اس کے مقابلہ سے کنائی کاٹ گیا اس پر فوج کے عمائد نے اس سے کہا کہ جس لشکر میں سات ہزار جوانمرد ہوں اس کے لئے کوئی خوف نہیں اگر آپ اس کے سامنے نہیں بڑھتے تو دوسری سمت سے ان کے علاقوں پر یورش کیجئے۔ یہ یوں ہی لیت و لعل میں رہا وہ بطریق اسکی تقریباً ایک ہزار گائیں اور دس ہزار بکریاں پکڑ کر چلتا بنا۔ واثق نے اسے برطرف کر کے سہ شنبہ کو جبکہ اس سال کے ماہ جمادی الاولی کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی رہگئی تھیں نصر بن حمزۃ الخزاعی کو سپہ سالار مقرر کیا۔

اس سال رمضان میں طاہر بن الحسین کے بھائی حسن بن الحسین کا طبرستان میں انتقال ہوا۔ اس سال خطاب بن وجہ الفلس کا انتقال ہوا۔ اس سال ابوعبداللہ ابن الاعرابی راویہ نے اسّی سال کی عمر میں بدھ کے دن ۱۳ شعبان کو وفات پائی۔ اس سال علی بن موسیٰ الرضاؑ کی بہن ام ابیہا بنت موسیٰ نے انتقال کیا۔ اس سال مشہور گویا مخارق، ابو نصر احمد بن حاتم اصمعی کے راوی عمرو بن ابی عمرو الشیبانی اور محمد بن سعدان النحوی نے انتقال کیا۔

سنہ ۲۳۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال بغا نے بنی نمیر پر یورش کر کے ان کو سخت سزا دی۔

بنی نمیر کے خلاف بغا کی پیشقدمی

اس واقعہ کے متعلق ہمارا اپنا سلسلۂ بیان تو کچھ اور ہے البتہ

احمد بن محمد بن خالد نے جو اس مہم میں بغا کے ہمراہ رہا تھا اور جس نے اس کارروائی کی سب سے زیادہ تفصیل بیان کی ہے یہ بیان کیا کہ بنی نمیر کے خلاف بغا کی یورش کا سبب یہ ہوا کہ عمارہ بن عقیل بن بلال بن جریر بن الخطفی نے واثق کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور دربار میں بار پاکر اسے ان کو سنایا واثق نے تیس ہزار درہم انعام دیا اور سرکاری مہمان بنایا اس نے بنی نمیر کی واثق سے شکایت کی اور کہا کہ انھوں نے اپنے نواح میں ایک اودھم مچا رکھا ہے فساد برپا کر رکھا ہے لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں اور خود یمامہ اور اس کے آس پاس کے علاقے پر غارتگری کرتے رہتے ہیں اس شکایت پر واثق نے بغا کو حکم بھیجا کہ تم بنی نمیر کو جا کر سزا دو۔

مدینہ سے روانہ ہوتے ہوئے اس نے راہبری کے لیے محمد بن یوسف الجعفری کو ساتھ لے لیا اور اب یمامہ روانہ ہو گیا شریف پر ان کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوئی، طرفین میں لڑائی ہوئی بغا نے ان کے پچاس سے زیادہ آدمی قتل کر ڈالے اور تقریباً چالیس گرفتار کر لیے وہاں سے وہ خُنطیان آیا اور پھر یمامہ کے علاقہ میں بنی تمیم کے قریہ مراۃ نام آکر وہاں فروکش ہو گیا اب اس نے متعدد کئی سفیر بنی تمیم کے پاس بھیجے تاکہ وہ ان کو وعدہ امان دیکر حکومت کی اطاعت و فرماں برداری کی دعوت دیں مگر وہ برابر اس کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کرتے اور اس کے سفرا کو گالیاں دیتے رہتے اور ادھر ادھر سے اس سے لڑنے کے لیے جمع ہوتے رہے سب کے آخر میں بغا نے دو آدمیوں کو جن میں ایک قبیلہ تمیم کے خاندان بنی عدی سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا بنی نمیر سے تعلق رکھتا تھا اُن کے پاس سمجھانے بجھانے کے لیے بھیجا انھوں نے تمیمی کو قتل کر ڈالا اور نمیری کو زخمی کر دیا اس کے بعد بغا مراۃ سے یکم صفر ۲۳۲ھ ہجری کو ان کی طرف چلا اور بطن نخل میں ٹھیرتا ہوا انخیلہ آیا یہاں سے پھر اس نے ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے کہ تم میرے پاس چلے آؤ مگر بنی نمیر کے بنی ضبہ نے اس کے حکم کو نہ مانا اور اپنے پہاڑوں پر جو جبال السود کے جو یمامہ کے پیچھے واقع ہے بائیں جانب واقع تھے چڑھ گئے اس کے اکثر باشندے باہلہ تھے

بغا نے ان کو بلا بھیجا مگر انھوں نے آنے سے انکار کیا بغا نے ایک سریہ ان کے مقابلہ پر بھیجا مگر ان کو نہ پا سکا پھر اس نے کئی مہمیں روانہ کیں جنھوں نے ان کو قتل بھی کیا اور قید بھی کیا اس کے بعد خود بغا نے اپنی ہمراہی جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی ان میں وہ ناتوان اور خدمت گار شامل نہ تھے جو پڑاؤ میں رہ گئے تھے پیش قدمی کی اسکے مقابلہ کے لئے بنی نمیر بھی بڑی تعداد میں سب طرف سے سمٹ کر تقریباً تین ہزار کی تعداد میں روضۃ الابان اور بطن السر میں ذوالقرنین سے دو منزل کے فاصلہ پر اور اضاخ سے ایک منزل پر جمع ہوئے تھے انھوں نے بغا کے مقدمہ کو مار بھگایا اور اس کے میسرہ کو ہٹا دیا اور اس کے ایک سو بیس یا ایک سو تیس آدمی قتل کر دیئے، اس کی چھاؤنی کے تقریباً سات سو اونٹ اور سو گھوڑے ذبح کر ڈالے اس کے سامان کو لوٹ لے گئے نیز اس کثیر روپیہ میں سے جو اس کے ساتھ تھا کچھ لے گئے۔

بغا کی اس ناکامی کی وجہ احمد نے یہ بیان کی ہے کہ مقابلہ ہوتے ہی بغا نے ان پر حملہ کر دیا استے میں رات ہو گئی بغا ان کو اللہ کا واسطہ دے کر امیرالمومنین کی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دینے لگا محمد بن یوسف الجعفری ان سے تقریر کرتا تھا انھوں نے اس کے جواب میں کہا اے محمد بن یوسف بخدا تم ہماری اولاد ہو مگر تم نے اپنی اس قرابت کا کوئی خیال نہیں کیا اور پھر تم ان غلاموں اور گنواروں کو ساتھ لے کر ہم سے لڑنے آئے ہو بخدا ہم تم کو اس کی قابل عبرت سزا دیں گے۔ یا اسی مفہوم کا کوئی جملہ کہا۔ صبح کے قریب محمد بن یوسف نے بغا سے کہا صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی تم ان پر حملہ کر دو ورنہ یہ ہماری تعداد کی کمی دیکھ کر ہم پر چیرہ دست ہو جائیں گے بغا نے یہ بات نہ مانی جب صبح نمودار ہو گئی ان کو بغا کی جمعیت نظر آگئی انھوں نے اپنی جماعت کی ترتیب یہ رکھی تھی کہ سب سے آگے پیدل تھے ان کے پیچھے سوار ان کے پیچھے ان کے جانور اور مویشی تھے اب انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور شکست دی ہم بھاگے اور وہ بڑھتے ہوئے ہماری فرودگاہ تک چلے آئے نوبت یہ آئی کہ ہم کو اپنی ہلاکت کا یقین آگیا۔

بغا کو اطلاع ملی تھی کہ ان کا رسالہ ان کے علاقے کے کسی مقام میں موجود ہے اس نے اپنے تقریباً دو سو شہسوار اُن کے مقابلہ کے لیے بھیج دیے تھے، ہم اسی مایوسی کی حالت میں تھے بغا اور اُسکی فوج کو شکست ہو چکی تھی عین اسوقت یہ دو سو شہسواروں کی جماعت جن کو بغا نے بنی نمیر کے رسالہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا وہاں سے پلٹ کر عین ان کے عقب میں برآمد ہوئی وہ بغا اور اس کی جمعیت کو مار کر بھگا چکے تھے مگر اس رسالہ نے وہاں آتے ہی اپنے بگل بجائے ان کی آواز سن کر جب بنی نمیر نے دیکھا کہ دشمن نے ان کو عقب سے آلیا ہے وہ کہنے لگے بخدا اس غلام (بغا) نے اپنی شکست کی تلافی کر دی اور اب وہ بغیر لڑے منہ موڑ کر میدان سے فرار ہو گئے ان کا رسالہ جو اب تک پوری طرح اپنے پیدلوں کی حفاظت کرتا رہا تھا ایک دم ان کو دشمن کی زد میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ پیدلوں میں سے کوئی بھی بچ کر نہ بھاگ سکا سب کے سب وہیں کھیت رہے البتہ سوار گھوڑوں پر بیٹھ کر اوڑتے بنے

احمد بن محمد کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ جمادی الآخر ۲۳۲ھ

سہ شنبہ کے دن صبح سے نصف النہار تک بغا اور اس کی جمعیت شکست کھاتی رہی اس کے بعد بنی نمیر لوٹ مار اور اونٹ اور گھوڑوں کے ذبح کرنے میں مصروف ہو گئے اتنے میں بغا کی شکست خوردہ جماعتیں اور وہ لوگ جو اس سے دور ہو گئے تھے پھر اس کے پاس اکٹھا ہو گئے اب اس نے اپنی اس جمعیت کے ساتھ دشمن پر جوابی حملہ کیا اور مار بھگایا اس نے زوال سے لے کر عصر کے وقت تک بنی نمیر کے تقریباً پندرہ سو آدمی قتل کر دیئے اس کے بعد بغا موقع کارزار پر جو پانی پر واقع اور بطن السر کے نام سے مشہور تھا ٹھیر گیا یہاں تک کہ بنی نمیر کے مقتولین کے تمام سر اس کے پاس جمع کئے گئے اور تین دن تک اس نے اور اس کی فوج نے یہاں آرام کر لیا۔

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنی نمیر کے ان سواروں نے جو اس لڑائی سے بھاگ گئے تھے بغا کے پاس امان کی درخواست بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس کے پاس چلے آئے اور اس نے ان کو قید کر کے اپنے ہمراہ لے لیا۔

اس راوی کے علاوہ دوسروں نے یہ بات بیان کی ہے کہ موقع جنگ سے بغا لوگوں کی تلاش میں جو اس سے علیحدہ ہو گئے تھے چلا مگر اسے صرف کمزور اور ناتوان جن میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اور کچھ مویشی اور اونٹ دستیاب ہوئے اور وہ حصن باہلہ پلٹ آیا بنی نمیر میں سے بنو عبداللہ بن نمیر، بنو بسرہ، بنو الحجاج، بنو قطن بنو سلاہ، بنو شریح۔ اور ان کے جانشینوں کے دوسرے خاندان بغا سے لڑنے آئے تھے اس جنگ میں، اس قبیلہ بنو نمیر کے بنو عامر کی بہت ذرا سی جماعت تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بنو عامر کاشتکار اور چرواہے تھے غارتگر نہ تھے بنو نمیر میں قبیلہ بنو عبداللہ بن نمیر سے عربوں کی ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنو نمیر کے ان لوگوں نے جو بغا کی امان لے کر اس کے پاس آ گئے تھے اور جن کو قید کر کے بغا نے اپنے ہمراہ لیا تھا راستے میں ہنگامہ برپا کیا اور بیڑیاں توڑ کر فرار ہو جانا چاہا بغا نے حکم دیا کہ ان کو ایک ایک کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ جب ان میں سے کوئی سامنے آتا وہ اسے چار سو سے پانسو تک یا اس سے کم کوڑے لگواتا، اس کے متعلق ایک ایسے شخص نے جو اس وقت موجود تھا بیان کیا ہے کہ باوجود اس قدر مار کے ان میں سے ایک نے بھی تکلیف سے اُف نہیں کیا، اسی سلسلہ میں ان کا ایک ضعیف العمر شخص جس کے گلے میں قرآن پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا محمد بن یوسف بغا کے پہلو میں بیٹھا تھا اسے دیکھ کر وہ خوب ہنسا اور اس نے بغا سے کہا اللہ آپ کو توفیق دے یہ اپنے گلے میں قرآن لٹکا کر آیا ہے یہ ان میں سب سے زیادہ پاجی معلوم ہوتا ہے بغا نے اسے چار سو یا پانسو کوڑے لگوائے مگر نہ اس نے آہ کی نہ فریاد۔

اس لڑائی میں بنی نمیر کے ایک بہادر کا جو مجنون پکارا جاتا تھا بغا سے مقابلہ ہو گیا اس نے بغا کے نیزہ مارا مگر ایک ترک نے اس کو تیر مارا وہ میدان جنگ سے تو بھاگ گیا مگر تین دن زندہ رہ کر اس تیر کے زخم سے ہلاک ہو گیا۔

واحس الاشروسنی الصغدی سات سو اشروسنی اور اشتیخنی سپاہیوں کے ساتھ
اس کی مدد کے لیے آگیا بغا نے اسے اور محمد بن یوسف الجعفری کو ان کے
تعاقب میں بھیجا بنی نمیر دور دراز علاقے میں بھاگ گیے بتالہ اور اس کے
متصل یمن کے حدود میں جا گھسے، اور واحس کے ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ آیا
صرف چھ سات بنی نمیر کے آدمی اس کے ہاتھ لگ سکے تھے اور اب بغا
حصن باہلہ میں قیام پذیر ہو گیا یہاں سے اس نے بنی نمیر کے کوہستان
اور میدان ہلان اور السود وغیرہ کو جو یمامہ کے علاقہ میں واقع ہیں ان لوگوں سے
لڑنے کے لیے جنھوں نے باوجود امان حاصل کرنے کے اب تک اطاعت
قبول نہیں کی تھی مہیں روانہ کیں انھوں نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا
اور بعض کو قید کر لیا - ان کے چند سردار صرف اپنے اور اپنے خاندان کیلیے
امان لینے بغا کی خدمت میں آئے بغا نے ان کو امان دی اور ان کو آئندہ
کے لیے بالکل مطمئن کر دیا، وہ اس وقت تک وہاں ٹھیرا رہا جب تک کہ وہ
تمام اشخاص جن کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ اس نواح میں تھے اس کے پاس
آنہ گئے، اس نے ان کے تقریباً آٹھ سو آدمی پکڑ لیے اور ان کو فولادی بیڑیاں
پہنا کر ذی القعدہ ۲۳۲ھ ہجری میں بصرہ بھیجدیا اور صالح العباسی کو مدینہ
لکھا کہ تمھارے پاس وہاں جو بنی کلاب، مرہ، فزارہ اور ثعلبہ وغیرہ قید ہیں
ان کو لے کر میرے پاس آجاؤ چنانچہ صالح العباسی بغداد میں بغا سے آملا اور
اب یہ سب محرم ۲۳۳ھ ہجری میں سامرا آگئے - صرف ان عربوں کی تعداد
جن کو بغا اور صالح العباسی زندہ گرفتار کر کے اپنے ساتھ لائے تھے دو ہزار
دو سو تھی ان میں بنو نمیر، بنو کلاب مرہ، فزارہ - ثعلبہ اور طے تھے اور جو
لوگ ان لڑائیوں میں جن کو ہم بیان کر آئے ہیں مارے گئے، بھاگ گئے یا
اپنی موت مرے وہ اس کے علاوہ ہیں -

اس سال حاجیوں کو واپسی میں ربذہ تک کی چار منزلوں میں پانی
کی کمیابی سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی ایک پیاس پانی کی قیمت کئی کئی
دینار ہو گئی اور بیشمار مخلوق پیاس سے ہلاک ہو گئی -

اس سال محمد بن ابراہیم بن مصعب فارس کا والی مقرر ہوا۔
اس سال واثق نے سمندر کی کشتیوں سے عشر کی تحصیل موقوف کر دی۔
اس سال ۵ مارچ کو اس قدر شدید سردی ہوئی کہ پانی جم گیا اس سال واثق کا انتقال ہو گیا۔

واثق کی موت

واثق کو استسقاء ہو گیا تھا ان کا علاج یہ کیا گیا کہ گرم تنور میں انکو بٹھایا گیا اس سے ان کے مرض میں کچھ کمی ہوئی اور ان کو آرام ملا، دوسرے دن پھر یہی عمل کیا گیا مگر آج تنور کو زیادہ گرم کیا گیا اور کل کے مقابلہ میں آج ان کو اور زیادہ دیر تک اس میں بٹھایا گیا جس سے ان کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی اس سے نکال کر ان کو لحاف میں لٹا دیا گیا، فضل بن اسحٰق الہاشمی اور عمر بن فرج وغیرہ تو پہلے سے ان کے پاس موجود تھے پھر ابن الزیّات اور ابن ابی داؤد بھی آگئے کسی کو اب تک علم نہ تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے البتہ جب لحاف چہرہ پر سے ہٹا دیا گیا تب سب کو معلوم ہو گیا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن ابی داؤد ان کے پاس موجود تھا ان کی پتلی اوپر چڑھ گئی اور ان کا وقت تمام ہو گیا اس نے ان کی آنکھیں بند کیں اور ان کو سیدھا کر دیا۔ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں کہ ان کا انتقال ہوا وہ اپنے ہارونی والے قصر میں دفن کئے گئے، اسی نے ان کے دفن کا سارا انتظام کیا نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اتارا۔

چونکہ واثق بہت بیمار تھے اور خود عیدگاہ نہ جا سکے اور اسی علالت سے ان کا انتقال ہوا انھوں نے اس سال عید الضحیٰ کی نماز میں امامت کے لیے احمدؒ بن داؤد کو حکم دیا اور اسی نے اس سال عید گاہ میں نماز پڑھائی۔

واثق کا حلیہ، عمر اور عہد خلافت

سرخی مائل گورا رنگ تھا، خوبصورت چہرہ، سڈول اور خوبصورت جسم تھا، بائیں آنکھ ابھری ہوئی تھی اس میں سفید نکتے تھے، ۳٦ سال عمر ہوئی بعض ۳۲ سال بتائی ہے پہلے بیان کے مطابق ۱۹٦ھ ہجری میں پیدا ہوئے پانچ سال پانچ ماہ نو دن خلافت کی، بعض نے سات دن بارہ گھنٹے بیان کئے ہیں۔

یہ مکہ کے راستے میں پیدا ہوئے تھے ان کی ماں ایک ام ولد رومیہ قراطیس نام تھی۔ نام ہارون تھا۔ کنیت ابوجعفر تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب مرض الموت میں بیمار ہوئے اور استسقا ہوگیا نجومیوں کو طلب کیا، حسن ابن سہل فضل بن سہل کا بھائی، الفضل بن اسحٰق الہاشمی اسمٰعیل بن نوبخت، محمد بن موسیٰ الخوارزمی المجوسی القطربلی محمد بن الہیثم کا دوست سند اور دوسرے نجوم دیکھنے والے حاضر ہوئے اور انھوں نے ان کی بیماری طالع اور پیدائش کو دیکھ کر کہا کہ یہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہیں گے بلکہ ابھی پچاس سال ان کی زندگی کے اور بتائے مگر اس حکم کو ابھی صرف دس دن گزرے تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

واثق کے خاص واقعات

حسن بن ضحاک نے بیان کیا کہ میں واثق کی خدمت میں حاضر ہوا معتصم کو مرے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے اور واثق نے آج پہلا دربار کیا تھا سب سے پہلے جو گانا ان کو سنایا گیا وہ یہ شعر تھے جو ابراہیم بن المہدی کی جاریہ شاریہ نے گا کر سنائے۔

ما دری الحاملون یوم استقلوا　　+　　نعشہ للثواء ام للفناء

ترجمہ:۔جس روز اٹھانے والے اس کی نعش کو اٹھالے گئے ان کو معلوم نہ تھا کہ وہ اسے قیام دوام کے لیے لے جا رہے ہیں یا فنا کے لیے۔

فَلْيَقُلْ فِيكَ بَاكِيَاتُكَ مَا ∴ شِئْنَ صَبَاحاً وَوَقْتَ كُلِّ مَسَاءٍ

ترجمہ:۔اب صبح و شام تیری رونے والیاں جو چاہیں تیرے بارے میں کہتی رہیں۔

ان اشعار کو سنکر واثق رونے لگے ہم ان کے ساتھ رو پڑے اور اسقدر ماتم برپا ہوا کہ کسی کو اس بات کا خیال ہی نہ رہا کہ ہم کیوں جمع ہوئے تھے پھر کسی اور گویتے نے یہ شعر گایا۔

وَدِّعْ هُرَيْرَةَ إِنَّ الرَّكْبَ مُرْتَحِلُ ∴ وَهَلْ تُطِيقُ وَدَاعاً أَيُّهَا الرَّجُلُ

ترجمہ:۔قافلہ جانے والا ہے اب ہریرہ کو وداع کردے۔ مگر یہ وداع تجھسے ہو سکتا ہے۔

یہ شعر سنکر واثق اور زیادہ رونے لگے، میں نے اس سے پہلے کبھی کسی باپ کی موت کی ایسی دل پذیر تعزیت نہیں سنی تھی اس کے بعد واثق مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔

واثق کے خلیفہ ہونے کے بعد علی بن الجہم نے ان کی شان میں یہ شعر کہے۔

قَدْ فَازَ ذُو الدُّنْيَا وَذُو الدِّينِ ∴ بِدَوْلَةِ الْوَاثِقِ الْهَارُونِ

ترجمہ:۔دیندار اور دنیادار دونوں ہارون واثق کی حکومت میں کامیاب ہوئے۔

أَفَاضَ مِنْ عَدْلٍ وَمِنْ نَائِلٍ ∴ مَا أَحْسَنَ الدُّنْيَا مَعَ الدِّينِ

ترجمہ:۔اس نے عدل وجود کو بہا دیا ہے۔ دین کے ساتھ اس کی دنیا کس قدر عمدہ ہے۔

قد عم بالاحسان فی فضلہ ٭ فالناس فی خفض وفی لین

ترجمہ:۔ اس کے فضل میں احسان شریک ہے۔ اور اس وجہ سے تمام لوگ عیش و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ما اکثر الداعی لہ با البقا ٭ واکثر التالی با آمین

ترجمہ:۔ کس قدر لوگ اس کی بقائے عمر کے لیے دعا گو ہیں اور کس قدر اس دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔

اسی شاعر نے یہ شعر بھی ان کی شان میں کہے تھے۔

وثقت بالملک الوا ٭ ثق باللہ النفوس

ترجمہ:۔ واثق باللہ نے لاکھوں جانیں بچالیں۔

ملک یشقی بہ الما ٭ ل ولا یشقی الجلیس

ترجمہ:۔ وہ بادشاہ ہے جو مال کو جدا کر دیتا ہے مگر دوست کو محروم نہیں کرتا

انس السیف بہ واستوحش العلق النفیس

ترجمہ:۔ تلوار ہر وقت اس کی انیس ہے مگر بیش بہا مال کو اس سے وحشت ہے کہ کبھی پاس نہیں ٹھیرتا۔

اسد تضحک عن شدا تہ الحرب العبوس

ترجمہ:۔ وہ ایسا بہادر ہے کہ نہایت سخت لڑائی اس کے حملوں سے کھسیانی ہو جاتی ہے۔

یا بنی العباس یابی اللہ الا ان تسوسوا

ترجمہ:۔ اے بنی عباس اللہ کو صرف مقصود ہی یہ ہے کہ تم جہانبانی کرو۔

صالح بن عبدالوہاب کی جاریہ قلم نے حسب ذیل دو شعر اور محمد بن کناسہ کے شعروں کو راگ میں بٹھا کر ادا کیا۔

فی انقباضٍ وحشمۃ فاذا ٭ جالستُ اھل الوفا والکرمِ

ترجمہ:۔ حالت انقباض اور شرم میں جب میں اہل وفا اور اہل کرم کی محبت میں ہوتا ہوں۔

ارسلتُ نفسی علی سجیّتھا ٭ وقلتُ ماشئتُ غیر محتشمِ

ترجمہ:۔ میں اپنی طبیعت کو آزادی دیدیتا ہوں اور بے باکانہ جو چاہتا ہوں کہدیتا ہوں۔

واثق نے ان کو گوا کر سنا اور پسند کیا ابن الزّیات کو بلا کر پوچھا جانتے ہو یہ صالح بن عبدالوہاب کون ہے تم اس کو بلا کر ہمارے پاس بھیجو اور کہو کہ وہ اپنی جاریہ کو بھی ساتھ لائے، دوسرے دن صبح کو صالح جاریہ کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ان کے سامنے پیش ہوئی اس نے گانا سنایا واثق نے اسے پسند کیا اور صالح سے پچھوایا کہو اس کی کیا قیمت ہے اس نے کہا ایک لاکھ دینار اور مصر کی ولایت اس قیمت کو انھوں نے نہ مانا اور اس جاریہ کو واپس کردیا۔

صالح کے بھائی احمد بن عبدالوہاب نے یہ شعر واثق کے لیے کہے۔

ابت دارُ الاحبۃ اَن تبینا ٭ اَجدّک ما رائیت لھا مُعینا

ترجمہ:۔ مجلس احباب اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ وہ جدا ہو مگر تم اس باب میں اس کی اعانت نہیں کرتے۔

تُقَطّعُ حسرۃً من حُبّ لیلیٰ ٭ نفوس ما اُثبنَ ولا اُجزینا

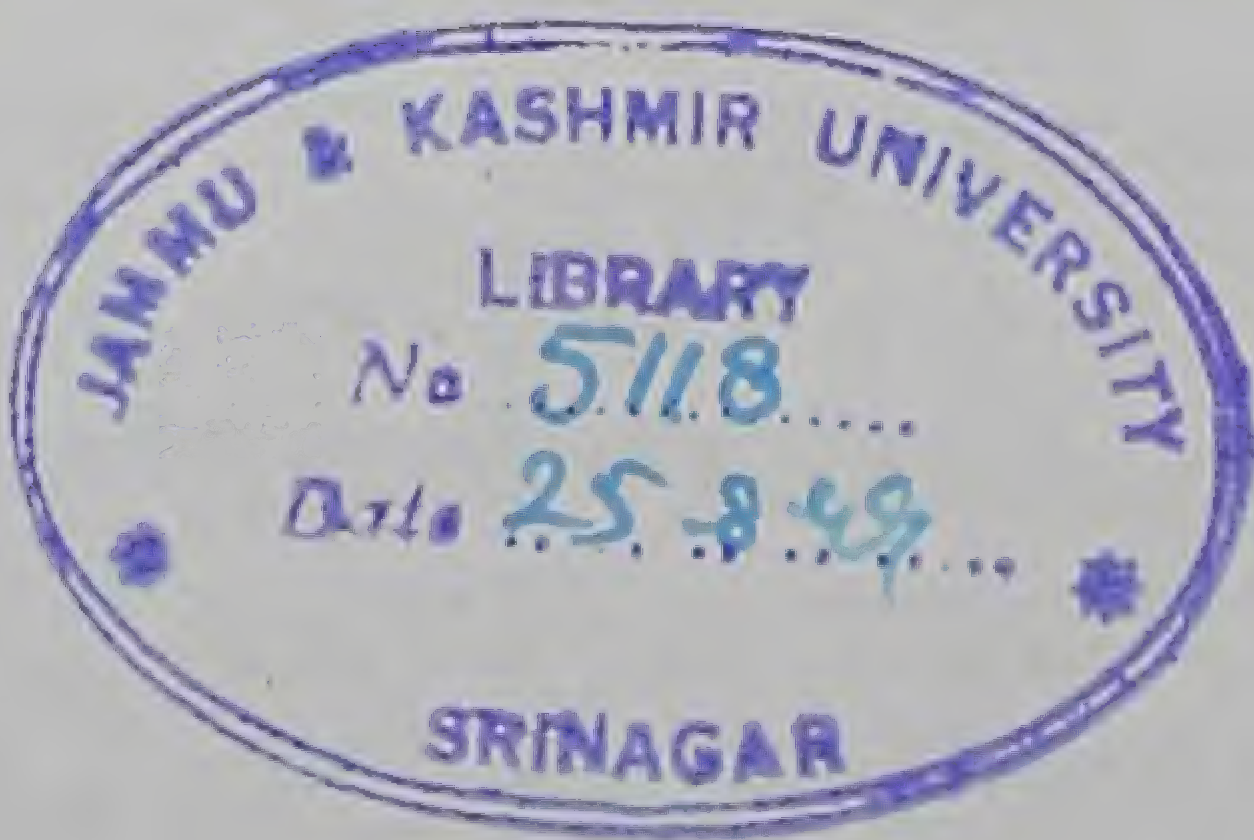
ترجمہ:۔ لیلیٰ کی محبت میں بہت سے نفوس جن کو کوئی صلہ اور اجر نہیں ملا ہے

حسرت سے پاش پاش ہو رہے ہیں۔

صالح کی جاریہ قلم نے اسے خاص راگ میں بٹھا کر ادا کیا اور پھر زرزرالکبیر نے وہ راگ واثق کو گا کر سنایا واثق نے پوچھا یہ کس کا گانا ہے اس نے کہا قلم نے گایا ہے واثق نے ابن الزیات کو حکم بھیجا اس نے صالح اور اس کی جاریہ کو بلا بھیجا جب وہ واثق کے پاس پیش ہوئی انھوں نے پوچھا کیا یہ تمھارے اشعار ہیں اس نے کہا جی ہاں واثق نے کہا اللہ تجھے برکت دے اور صالح سے کہلا کر بھیجا کہ یہ معاملہ ختم کرو اور اتنی قیمت کہو کہ جو آسانی سے تم کو مل جائے اس نے کہلا کر بھیجا کہ میں اس جاریہ کو امیر المومنین کی نذر کرتا ہوں کہ وہ آپ کو مبارک ہو واثق نے کہا میں نے اسے قبول کر لیا اور پھر محمد بن عبدالملک الزیات سے کہا کہ اسے پانچ ہزار دینار دیدو۔ واثق نے اس کا نام اغتباط رکھا ابن الزیات نے اس قیمت کے ادا کرنے میں تاخیر کی اس جاریہ نے دوبارہ یہ راگ ابت دار الاحبۃ واثق کو سنایا خوش ہو کر انھوں نے کہا تجھ پر اور تیرے پرورش اور تربیت کرنے والے پر اللہ کی برکت نازل ہو اس نے کہا اے میرے مالک میرے پرورش کرنیوالے کو کیا نفع ہوگا آپ نے اسے کچھ دلوایا تھا مگر اب تک وہ اسے نہیں ملا واثق نے سیمانہ سے کہا دوات دینا اور پھر اسی وقت اپنے ہاتھ سے ابن الزیات کو لکھا کہ صالح بن عبدالوہاب کو وہ پانچ ہزار دینار جو ہم نے اغتباط کی قیمت میں اسے دلوائے ہیں ابھی اسے مضاعف کر کے دیدو۔

صالح کہتا ہے میں ابن الزیات کے پاس گیا اس نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ یہ پانچ ہزار سابقہ تو ابھی لے لو دوسرے پانچ ہزار جمعہ کے بعد میں تم کو دیئے دیتا ہوں اگر اس انتنا میں اس کے متعلق تم سے پوچھا جائے تو تم یہی کہہ دینا کہ وہ رقم مجھے وصول ہو گئی ہے مگر اس بات کو اچھا نہ سمجھ کر کہ مجھے خلاف واقعہ اقرار کرنا پڑے میں اپنے گھر میں چھپا رہا یہاں تک کہ اس نے وہ بقیہ رقم بھی مجھے دیدی، سیمانہ نے مجھ سے پوچھا کہ وہ روپیہ تم کو وصول ہو گیا میں نے کہا ہاں۔

واثق کو اعتباط سے اس قدر لطف اور دلچسپی ہوئی کہ انھوں نے سلطنت کا کام چھوڑ دیا اور اب خود کسی امر میں حصہ نہیں لیتے تھے اسی دوران کا انتقال ہوگیا۔



تاریخ طبری

حصہ

صحت نامہ

تاریخ طبری جلد سوم حصۂ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۷	۸	ابی طاطب	ابی طالب	۸۹	۹ و ۱۱	اموں	ماموں
۲۲	۲	شہور	مشہور	۱۰۲	۱	شاہ ولیم	شاہ دیلم
۳۴	۱۴	قصیدہ سے	قصیدے	″	۱۳	قوس اندر	قومس اور
۳۵	۲۱	ابی حعفر	ابی جعفر	۱۰۶	۱۰	اودد بستہ	انہ رد بستہ
۳۹	۲	اندلسہ	اندیشہ	۱۰۹	۱۳	دڑے ہیں	دڑے میں
۴۳	۱	بہم رسانی	بہم رسانی	″	۱۴	مسلم بن قعتیہ	مسلم بن قتیبہ
۴۹	۲	دینے	دیئے	۱۱۸	۲۲	آکے	آگئے
۷۰	۱۶	کی قریب	کے قریب	۱۲۵	۶	مانت	دیانت
۷۷	۹	میری پاس	میرے پاس	″	۱۷	لسی	کسی
۸۱	۱	کیل کانٹنے	کیل کانٹے	۱۲۶	۲۲	میں سے	میں نے
۸۶	۹	اولاکر	اولادکو	″	۲۴	گوں کے	لوگوں کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۳۱	۱۶	نھوں	انھوں	۲۰۸	۴	شماسبہ	شماسیہ
۱۵۲	۶	اس اور اس انعام	اس انعام	۲۱۹	۲۳	علیٰ	علی
۱۵۳	۴	آے	آئیے	۲۲۱	۶	بچپیں	بچیں
۱۵۶	۱۴	ساتھ	سات	۲۲۲	۱۱	آپ کو	آپ
۱۵۷	۴	قرافیر	قیراقیرہ	۲۲۶	۸	تمام کا	تمام کام
"	۶	قرمرے	قرقرے	۲۲۹	۱۷	آب	اب
"	۱۰	درتے	ڈرتے	۲۳۸	۱۹	ہونی	ہوتی
"	۱۹	اقتبار	اعتبار	۲۴۷	۷	اسیلی	اسی کی
۱۵۹	۲۱	فرمون	فرعون	"	۱۷	عبدالرحمان الانیاری	عبدالرحمان الانباوی
۱۶۰	۲۳	بھیجی	بھتیجی	۲۵۰	۶	ماموں	مامون
۱۶۳	۱۶	انھوں	انھوں نے	۲۶۶	۱	فوجہ	فوجوں
۱۶۴	۲۴	فستمہ	فستمہ	۲۷۳	۴	نہرویا اسے پر	نہردیا اسی پر
۱۶۸	۸	ابو تواس	ابو نواس	"	۱۸	عہدے	عہد
"	۱۶	مان	بیان	۲۸۶	۹	جاملی	جاملے
۱۷۲	۱۳	اس کی	اس کے	۲۸۷	۷	فیہ الرحہ	فیہ الرّحمۃ
۱۸۱	۱	فضل بن سھل	فضل بن سہل	۳۱۸	۱۶	بے بہی	بے بسی
۱۸۴	۱۱	بلکہ اسے	بلکہ اس کے	۳۴۴	۲۳	قعطل	تعطل
				۳۵۳	۱۷	سمموسے	ہموسے
۱۸۷	۲۴ و ۲۵	اس نے اس نے کہا	کہ اس نے کہا	۳۵۵	۱۵	مُتّہ لا	مزۃ
۱۸۸	۷	آخرکا	آخرکار	۳۶۴	۱۳	ولید الرزمی	ولید الرومی
۱۹۳	۶	مدے	رتے	۳۸۸	۱۲	کررے تھے	کررہے تھے
۱۹۸	۲۲	ان کی	ان کو	۴۳۲	۱۳	جھس	جس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴۳۵	۹/۱	میانہ روئی	میانہ روی	۶۳۵	۳	ستریک	شریک
۴۳۶	۹	بدیۃً	بد یۃً	۶۸۶	۱۷	ذفرکس	فروکش
۵۱۸	۲۴	کر	کو	۶۹۰	۱۷	بیھے	بیٹھے
۶۰۴	۳	باہرکرہ	باہرآکر	۷۰۳	۱	لستان	بُستان
۶۱۳	۱۹	تک	تک	۷۲۵	۶	انکو ۔	انکو
۶۲۶	۱۸	ڈور	دور				